قال الله تعالی انا فتحنا لک فتحا مبینا

الحمد لله کہ نسخہ سعین مقلدین بجواب هفوات و مغالطات محی الدین مؤلف ظفر مبین

المسمی بالفتح المبین

در کشف

مکائد غیر المقلدین

مع ضمیمہ

تنبیہ الوہابیین

بہ ثبت مواہیر و دستخط علمای دین باہتمام مولانا محمد یعقوب صاحب در مطبع نجم العلوم واقع لکھنؤ

دار العلم و العمل فرنگی محل طبع گردید

مقدمۂ ضروری الاطلاع و تنبیه واجب الملاحظه

(۱) جملہ جوابات اس کتاب کے موافق ترتیب اعتراضات خرافات اوس ظفر المبین مطبوع سابق ۱۲۹۷ھ کے ہین کہ جسکا یہ مصرع تاریخی بحکم حق برزبان جاری کے اوسی کتاب مین مرقوم ہے ع پکارا دہا ہاتف خرافات ہے - پس کوئی صاحب اس کے مضامین کو ظفر المبین مطبوع بار دوم ۱۲۹۸ھ سے نہ ملاوین اسواسطے کہ جب معترض نے اس ۱۲۹۷ھ فتح المبین کا چہپنا سنا تو گہبرا کر ظفر المبین کی عبارتین گہٹا بڑہا دین اور مضامین کو اولٹ پلٹ کرکے خلاف ترتیب سابق کے دوبارہ چہپوا دیا خیر اس فریب سے کیا ہوتا ہے انشاء اللہ تعالی آئندہ جب یہ کتاب دوبارہ چہاپی جائیگی تو بعد اضافۂ عبارات مسائل و دلائل جوابات اسکے موافق ترتیب اوسکے کردیے جاوینگے اور ظفر المبین کی پوری عبارت بہی ہر جواب کے اوپر تحت قال لکہوا دیجائیگی

(۲) معترض نے جو پچیس مغالطے مقلدین کی طرف منسوب کرکے بارہوین مغالطے مین سو مسئلے نکالے ہین اور ہر مسئلے مین بطریق طعن لکہا ہے کہ اسمین امام اعظم نے خلاف احادیث صحیحہ و آیات صریحہ کے عمل کیا ہے سو مولف کتاب ہذا نے جملہ مطاعن کو دفع کرکے بدلائل قرآن و حدیث ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہے اور حنفیہ کے ہر مسئلہ کا ماخذ کتاب و سنت سے بتا دیا ہے اور کوئی کلمہ خلاف آداب حضرات محدثین کی شان مین نہین لکہا ہے اور مثل معترض کے بزرگون پر لعن و طعن کو جائز نہین رکہا ہے

فہرست مضامین فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمه موسوم تنبیه الوہابیین

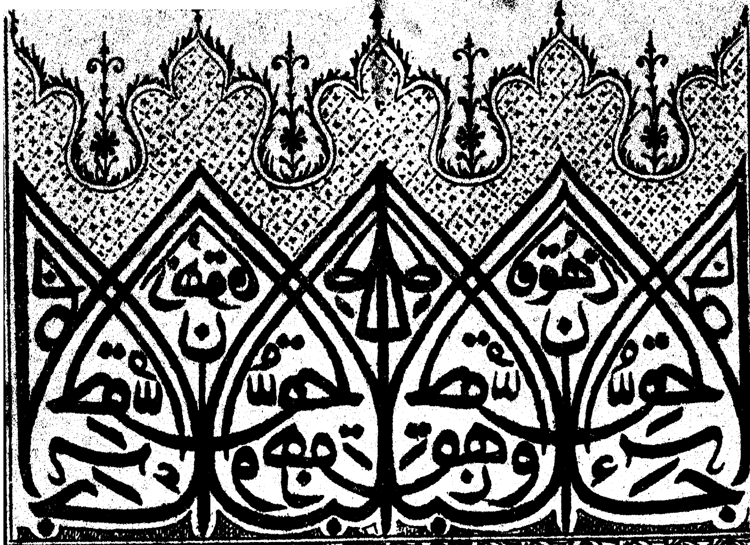
مقدمۂ ضروری الاطلاع و تنبیہ واجب الملاحظہ

(۱) جملہ جوابات اس کتاب کے موافق ترتیب اعتراضات خرافات اوس ظفر المبین مطبوع سابق ۱۲۹۶ھ کے ہین کہ جسکا یہ مصرع تاریخی بحکم حق برزبان جاری کے اوسی کتاب مین مرقوم ہی ع پکارا وٹہا ہاتف خرافات ہی۔ پس کوئی صاحب اس کے مضامین کو ظفر المبین مطبوع بار دوم ۱۲۹۹ھ سے نہ ملاوین اسواسطے کہ جب معترض نے ۱۲۹۷ھ اس فتح المبین کا چہپنا سنا تو گہبراکر ظفر المبین کی عبارتین گہٹا بڑہا دین اور مضامین کو اولٹ پلٹ کرکے خلاف ترتیب سابق کے دوبارہ چہپوا دیا خیر اس فریب سے کیا ہوتا ہی انشاء اللہ تعالی آیندہ جب یہ کتاب دوبارہ چہاپی جائیگی تو بعد اضافۂ عبارات مسائل و دلائل جوابات اسکے موافق ترتیب اوسکے کردیے جاوینگے اور ظفر المبین کی پوری عبارت بہی ہر جواب کے اوپر تحت قال لکہوا دیجائیگی

(۲) معترض نے جو پچیس مغالطے مقلدین کی طرف منسوب کرکے بارہوین مغالطے مین سو مسئلے نکالے ہین اور ہر مسئلے مین بطریق طعن لکہا ہی کہ اسمین امام اعظم نے خلاف احادیث صحیحہ و آیات صریحہ کے عمل کیا ہی سو مولف کتاب ہذا نے جملہ مطاعن کو دفع کرکے بدلائل قرآن و حدیث ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہی اور حنفیہ کے ہر مسئلہ کا ماخذ کتاب و سنت سے بتا دیا ہی اور کوئی کلمہ خلاف آداب حضرات محدثین کی شان مین نہین لکہا ہی اور مثل معترض کے بزرگون پر لعن و طعن کو جائز نہین رکہا ہی

فہرست مضامین فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ موسومہ تنبیہ الوہابیین

تمت



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد خاکسار ازلی محمد منصور علی بن مولانا محمد حسن علی مراد آبادی غفر لہما اللہ ذو الایادی عرض کرتا ہی کہ ان دنون ایک کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین مطبوعہ لاہور تصنیف ہری چند بن دیوان چند کھتری ساکن علی پور ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب کہ فی الحال براے نام مسلمان ہوکر نام اپنا غلام محی الدین رکھا نظر سے گذری اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مؤلف نے ایمہ سلف پر طعن وتشنیع کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ہی جسقدر اوسکی زبان نے یاوری دی اوسقدر درگذر نہین کیا اور اپنے زعم مین یون سمجھا ہی کہ سب ایمہ مخالفت حدیث وقرآن کی کرتے تھے چنانچہ سو مسلے فقہ کے مخالف قرآن وحدیث بیان کیے ہین اور چارون امامون خصوصًا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ہر مسلے مین یہی دعوا کیا ہی کہ امام صاحب نے اس مسلے مین قرآن یا حدیث کی مخالفت کی ہی اور ہر مسلے مین ایک حدیث اور کہین آیت بھی لکھدی ہی کہ یہ مسلہ اس حدیث اور آیت کے مخالف ہی اور جو حدیث اور آیت اوس مسلے کے موافق تھی اوسکو بالکل چھوڑ دیا پھر ان مسلونکی وجہ

جسقدر راویون مین تبرا لکھا ہی اوسکو دیکھنے والے اوس کتاب کے خوب جانتے ہین مگر یہ تبرا درحقیقت قرآن
و حدیث پر ہی نعوذ باللہ کیون کہ کوئی مسلہ ان سو مسلون مین سے ایسا نہین کہ جسکا ماخذ قرآن و
حدیث نہو پھر نہین معلوم کونسی شی اس طعن کی باعث ہوئی پھر حنفیون کیطرف سے اونھون نے مغالطات
فرض کیے ہین کہ وہ مغالطے محض مصنوعی ہین حنفیہ اونکے ہرگز قائل نہین ہین غرض حنفیکی ہر اوس سے
مؤلف ظفر مبین بہ اصل دور ہی اور حدیثین واسطے ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے بہت کچھ
تحریف کردی ہی پھر امام کا ماخذ حدیث اور قرآن ہی اگر ایک امام مجتہد نے ایک حدیث سے اخذ کیا ہی تو
دوسرے امام مجتہد کا ماخذ دوسری حدیث ہی غرض کوئی امام مخالف حدیث اور قرآن کے نہین کہتا کہ
کسیکو اوسپر طعن کرنا نہین پہونچ سکتا اور اگر ایسی ہی مخالفت مورد الزام ہی جیسا کہ یہ سمجھے ہین تو کوئی
متقدمین و متاخرین سے ایسا نہین کہ من وجہ مخالفت حدیث کی اوس سے نہوئی ہو بلکہ جو لوگ اونپر
طعن کرتے ہین اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ سب سے زیادہ حدیث کے مخالف ہین غرض من وجہ مخالفت
سے حقیقت مذہب کی باطل نہین ہو سکتی اور امامونپر اعتراض کرنے سے درحقیقت خدا اور رسول پر
اعتراض ہوا جاتا ہی نعوذ باللہ منہ کہ اونھون نے مختلف طرق کیون بیان کیے یا ہر امر کی
تصریح قرار واقعی کیون نہین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جسقدر بعید ہوتا گیا اوسی قدر
راویون مین بوجہ عدم عصمت و اتقا کے اختلاف واقع ہوتا گیا گو کل اختلافات شارع کی طرف سے
نہین فقط راویون کے سہو اور نسیان پر مبنی ہین مگر اسمین بھی کلام نہین کہ اختلاف امت شارع
کو کسی مصلحت سے منظور تھا ورنہ جب ایسے ہی لوگ مخالف حدیث اور خلاف مرضی خدا اور رسول
ہو جاوینگے تو پھر موافق حدیث اور مطابق مرضی شارع کون ہوگا اسیطرح اونکے پیرو کو بھی سمجھنا
چاہیے کیونکہ تنقیح حدیث کی جیسی ان چارون امامون نے کری ہی ایسی کسی نے نہین کی اسیوجہ سے
جو قول ان چار کے اقوال سے خارج ہو وہ غیر معتبر شمار کیا جاتا ہی الا ماشاء اللہ غرض کہ تقلید
ایسکی کوئی معیوب امر نہین بلکہ اسکو برا سمجھنا اپنی جہالت ظاہر کرنا ہی اسمین تو بڑے بڑے مصالح
دینیوی و اخروی موجود ہین اور قاعدہ ہی کہ جب تک آدمی کسی امر دینی یا دنیوی کا التزام نکرے

وہ امور صادر ہونا دشوار ہی پس حنفیہ کا التزام کرنا اسکو مقتضی نہین کہ تقلید کے وجوب مین کوئی نص
قطعی وارد ہی البتہ بعضے حنفیہ نے اسمین ایسا غلو کرلیا ہی کہ محققین اوسکو پسند نہین کرتے ہین جیسے
فرقہ ظاہری نے بخاری اور مسلم مین اس درجے کا غلو اور انہماک کیا ہی کہ اوسکے سامنے اوسی قسم
کی حدیث بھی نہین مانتے ہین بلکہ آیت قرآن اگر کوئی پڑھتا ہی تو برا جانتے ہین اور کہتے ہین
کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم قرآن نہین سمجھتے تھے حالانکہ سیکڑون برس کی بعد یہ کتابین تصنیف ہوئی
ہین راویون مین صحیحین کے خود اختلاف ہی ایک کی کچھ رعایت ہی اور دوسرے کی کچھ ہی علی ہذا القیاس
بہت راوی ضعیف بھی موجود ہین ایک حکم کچھ بیان کرتا ہی اور دوسرا اوسکے مخالف کہتا ہی خود ثقہ
راویون کے مسالک مین بھی اختلاف پڑا ہوا ہی پھر کیونکر ایک شخص کی روایت کو قرآن کی آیت پر
ترجیح دیجائیگی ہان اگر یہ یقین ہو جائے کہ یہ کلام بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اور راوی
سے اسمین غلطی ممکن نہین تو اوسوقت وہ حدیث ناسخ ہو جائیگی اور یہ یقین جب ہوگا کہ راوی
نے اپنے کانون سے سنا ہو اوسکے حق مین وہ حدیث حکم قطعیت کا رکھتی ہی مگر جب تک اوسکے راوی
اس کثرت سے روایت نکرین کہ اونکا سہو اور نسیان محال ہو کیونکر اوسکو ہم بمقابلہ آیت کے ترجیح
دے سکتے ہین غرض ہر چیز کو اپنے محل پر رکھنا بہتر ہی بخاری کی صحت مین بہ نسبت اور کتابون کے
زیادہ التزام کیا ہی اور قرآن کے متواتر ہونے مین تو کسی کو بھی کلام نہین پس قرآن پر بخاری کے
راویون کو ترجیح دینی بڑی جہالت کی بات ہی حالانکہ کسی بات کا یقین ہونا کہ مثلاً فلان کلام ہوا اوس
شخص کا ہی فقط راویون کی صحت اور ضعف پر مبنی نہین بسا اوقات ثقہ کی خبر غلط نکلتی ہی اور فاسق
فاجر صحیح کہدیتا ہی گو کم سہی مگر اسکے وجود مین کلام نہین اسیوجہ سے ضعیف حدیث کا قوی ہونا
اور قوی حدیث کا ضعیف ہونا ہو سکتا ہی قوت اور ضعف حدیث کا راویون پر موقوف سمجھنا غلط
واقع ہی بسا امور قراین سے قوی ہو جاتے ہین گو راوی اوسکے ضعیف ہون اسیطرح قوی بات
جسکو متقی نے روایت کیا ہو قراین سے ضعیف معلوم ہوتی ہی پھر خود حدیث مین اسقدر
اختلاف کہ ایک شخص اوسکو منسوخ جانتا ہی اور دوسرا معمول بہ سمجھتا ہی ایک کے نزدیک بنا اوسکی

ایک امر پر ہی اور دوسرے کے نزدیک اور امر پر مبنی ہی اگر اس قسم کا اختلاف نہوتا تو ہم ائمہ کیطرف ہرگز رجوع نکرتے ہمکو اختلاف روات نے تقلید پر مجبور کردیا ہی ورنہ ظاہر ہی کہ تقلید سے مقید ہونا ناگوار طبیعت کو گذرتا ہی بے قیدی اچھی معلوم ہوتی ہی ہم اپنی سمجھ اور عوام کی سمجھ کو اس امر اہم کی تنقیح مین کافی نہین سمجھتے خصوصًا متعصبین جنکو اماموں سے عداوت قلبی اور حسد دلی ہی اونکے اقوال تو ہم لوگ بادہوائی اور خانہ ساز باتین اونکی سمجھتے ہین پس جو شخص جتنا قرون ثلثہ سے قریب ہی اوسیقدر اوسمین شان حقیت زیادہ ہی اور یہ باتین کہ امام صاحب وغیرہ کو بہت سی حدیثین نہین پونہچین متعصبین کی محض نفسانیت اور خانہ ساز باتین ہین کوئی حجت اسپر نہین خصوصًا اس کتاب ظفر مبین مین تو تعصب اسدرجے کا موجود ہی جسکا کچھ پایان نہین ناظرین باانصاف خود ملاحظہ کرلین گے چونکہ یہ کتاب مسلک حق سے بالکل بعید تھی اسلیے اسکا جواب لکھنا ضرور ہوا گو مجکو اپنے کاروبار دنیوی سے فرصت نہ تھی مگر بوجہ اصرار بعض خلص احباب کے مجبور ہوکر تین مہینے مین کتاب مذکور کے کل جوابات سے فراغت پائی اور بدون تعصب اور نفسانیت کسی امر کے موافق اقوال محدثین ہر مسلے کا ماخذ قرآن وحدیث سے ثابت کردیا چونکہ مولف کتاب مذکور نے واسطے ثابت کرنے مخالفت قرآن وحدیث کے نسبت مسائل ائمہ مجتہدین خصوصًا امام اعظم رح کے اور واسطے بدعقیدہ کرنے اور فریب دینے عوام مقلدین حنفیہ کے جابجا قرآن و حدیث کے معنی بیان کرنے مین دھوکے دیے تھے اور حق باتون کو چھپایا تھا لہذا نام اس کتاب کا الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین رکھا کہ جس سے سب فریب سازیان اور دھوکے بازیان اونکی ظاہر ہوگئین اور اعتراضات اور مطاعن جو ائمہ مجتہدین پر کیے تھے سب دفع ہوگئے اللہ تعالی اسکو مقبول خاص وعام کرے اور اس سے برادران دینی کو فائدہ پونہچاوے آمین ثم آمین

مغالطہ اول

قال ایک مغالطہ یہ ہی کہتے ہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہین سو جواب اسکا یہ ہی کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہین کیونکہ اللہ تعالے نے تو قرآن مجید مین جابجا یہی فرمایا ہی کہ اللہ اور اوسکے رسول صلعم کی راہ پر چلو اور یہ شخص اللہ تعالے اور اوسکے رسول کے برخلاف بتلاتا ہی کہ فقہ پے چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہین الخ **اقول** یہ محض مغالطہ اور

افترا پردازی معترض صاحب کی ہے کوئی حنفی اسکا قائل نہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہے اور حدیث پر جائز نہین بلکہ
حنفیہ اسکے مدعی ہین کہ کوئی بات فقہ کی قرآن اور حدیث کے برخلاف نہین اور ماخذ فقہ کا قرآن و حدیث
ہے پس فقہ اور حدیث مین فقط تغایر اسمی ہے مسمی ایک ہے یا فرق اجمال و تفصیل کا ہے حاصل دونون کا
ایک ہے یا کلیات اور جزئیات کا فرق ہے مدعا ایک ہے غرض اس قسم کی مغایرت حقیقت مین مغایرت
نہین علی ہذا القیاس فقہ شافعی اور مالکی اور حنبلی بھی ہرگز مخالف قرآن و حدیث کے نہین اور حنفیہ کے
نزدیک اوس حدیث پر چلنا جائز نہین جو مؤول اور منسوخ ہو گو وہ بخاری اور مسلم مین لکھی ہو پس
مغالطے کو اپنی طرف سے لکھنا اور حنفیہ کی طرف منسوب کرنا پھر اوسکے جواب مین آیتین اور حدیثین
پیش کرنا خود حنفیہ پر کذب اور افترا ہے کیونکہ خود حنفیہ قرآن و حدیث پر چلنے کو فرض کہتے ہین اور جو مسلہ
مخالف اسکے ہو اوسپر چلنا جائز نہین رکھتے معترض صاحب نے اس عقیدہ حنفیہ کے برعکس حدیثین
اور آیتین لکھنی شروع کین اور کذب و افترا کی وعید اور مواخذہ کا جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے مطلق
خیال نہ کیا قرآن شریف مین ہے وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ
یعنی خلط ملط نکرو حق کو ساتھ باطل کے اور نہ چھپاؤ حق کو حالانکہ خود تم جانتے ہو بخاری و مسلم مین ہے
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ
بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ
وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ
إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ
حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا یعنی عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کرو سچ بولنے کو اسواسطے کہ سچ بولنا نیکی کی راہ بتاتا ہے اور نیکی جنت کیطرف
پونہچا دیتی ہے اور ہمیشہ آدمی سچ بولتا ہے اور قصد کرتا ہے سچ بولنے کا یہان تک کہ لکھا جاتا ہے نزدیک خدا کے
سچا اور جھوٹ بولنے سے بچو تم کیونکہ جھوٹ بدی کی راہ بتاتا ہے اور بدی دوزخ کیطرف پونہچا دیتی ہے
اور ہمیشہ آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہے اور قصد جھوٹ کا کرتا رہتا ہے یہان تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھا

جاتا ہی انتہی اور صحیح مسلم مین ہو عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ
اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَۃُ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِکْرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکْرَہُ قِیْلَ اَفَرَأَیْتَ
اِنْ کَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ کَانَ فِیْہِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَہٗ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْہِ مَا تَقُوْلُ
فَقَدْ بَہَتَّہٗ یعنی ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم
جانتے ہو غیبت کیا چیز ہی کہا صحابہ نے اللہ اور رسول اوسکا خوب جانتا ہی فرمایا یاد کرنا تیرا اپنے بھائی کو
ساتھ اوس چیز کے کہ جو بری ہی کہا گیا بتلائیے اگر میرے بھائی مین وہ امر ہو جسکو مین کہتا ہون فرمایا
اگر وہ شی جسکو تو کہتا ہی اوسمین موجود ہی تو تونے اوسکی غیبت کی اور اگر وہ بات جو تو کہتا ہی اوسمین نہین ہی
پس تونے بہتان باندھا انتہی اور ترمذی مین ہی قَالَ اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ
کُلَّہَا تُکَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰہَ فِیْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِکَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا
وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت آدمی صبح کو اوٹھتا ہی پس
کل اعضا زبان سے عاجزی کرتے ہین اور کہتے ہین تو اللہ سے ڈر کہ ہم ساتھ تیرے ہین اگر تو سیدھی ہی
تو ہم بھی سیدھے رہینگے اور اگر تو ٹیڑھی ہی تو ہم مین بھی کجی آجائیگی انتہی اور دوسری حدیث صحیح ترمذی
کی عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ
تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِّنْ نَّتْنِ مَا جَاءَ بِہٖ یعنی ابن عمر رض سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جھوٹ بولتا ہی بندہ دور ہو جاتا ہی اوس سے فرشتہ ایک میل بھر اوسکی بدبو
کی وجہ سے انتہی اور تیسری حدیث ترمذی کی عَنْ سُفْیَانَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الثَّقَفِیِّ قَالَ قُلْتُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَیَّ قَالَ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِہٖ وَقَالَ ھٰذَا یعنی
سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عرض کی مین نے یا رسول اللہ کون شی
زیادہ خوفناک ہی اون اشیا سے کہ جنکا مجھپر آپ خوف کرتے ہین کہا اونھون نے پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا یہ ہی انتہی اور چوتھی حدیث ترمذی عَنِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا

بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ یعنی ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین مسلمان طعن کرنیوالا اور نہ لعنت کرنیوالا اور نہ فحش کہنے والا اور نہ بے شرم
انتہی اور پانچوین حدیث ترمذی کی عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍؓ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا النَّجَاةُ
قَالَ أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ یعنی عقبہ بن عامرؓ
سے روایت ہی کہا اونھون نے عرض کی مین نے یارسول اللہ نجات کیا شی ہی فرمایا قابو مین کر تو زبان اپنی
اور چاہیے کہ گنجایش دے تجکو گھر تیرا اور گریہ کر تو اپنی خطاؤن پر انتہی اور چھٹی حدیث بخاری اور ترمذی
کی عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَتَوَكَّلْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ
رِجْلَيْهِ أَتَوَكَّلْ لَهُ بِالْجَنَّةِ یعنی سہل بن سعدؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص میرے سامنے ضامن ہو جائے زبان اپنی اور شرمگاہ اپنی کا تو اوسکے واسطے جنت
کی ضمانت کرتا ہون انتہی اور ساتوین حدیث ترمذی کی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان نہین ہوتا لعن طعن کرنے والا انتہی اور مسلم مین ہی عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ
یعنی ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہا کسی شخص نے
کہ گمراہ ہوگئے آدمی پس وہ اون سب مین زیادہ گمراہ ہی انتہی **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ
حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہر مسئلے کے لیے سند اوسکی رسول اللہ تک پہونچانی ضرور
نہین اسلیے کہ مجتہدون نے بڑی سعی اور کوشش سے ہر طرح کے مسائل جمع کر رکھے ہین جواب اسکا
یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ قائل اسکے محقق حنفیہ بھی نہین ہین دیکھو کہا ملا علی قاری حنفی نے
شرح فقہ اکبر مین کہ علم وہ ہی کہ ہو بیچ اوسکے حدثنا اور جو سوا اسکے ہی وہ وسواس ہی شیطانون کا۔
اقول جواب اسکا جو معترض صاحب نے دیا ہی وہ بھی قابل دید ہی خود اونھین کا اعتراض او لٹ پڑا
بات کچھ ہی جواب کچھ مصرعہ سوال از آسمان کردم جواب از ریسمان آمد دیکھو بخاری اور مسلم کو

کہ ہمین بھی ہر مسلہ کی سند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک موجود نہین بعضے کی صحابی تک اور بعضے کی
تابعی تک ہی پس اگر آپکی یہ غرض ہی کہ ہر مسلہ کی سند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک ضرور ہی تو یہ اعتراض
تمام حدیثون کی کتابون پر ہو جائیگا اور اگر یہ غرض ہی کہ مطلق اسناد لکھنا دین مین داخل ہی اور بلا اسناد
نقصان ہی تو یہ بھی خلاف حدیث ہی فقط یہ قول عبداللہ بن المبارک کا ہی وہ خود کہتے ہین کہ میرے نزدیک
اسناد دین مین سے ہی اور غرض اونکی یہ نہین کہ لفظ حدثنا ضرور ہی ورنہ دین مین نقصان ہوگا بلکہ مراد
اونکی یہ ہی کہ ہر شخص سے بلا سند بات لینا نہین چاہیے اور ظاہر ہی کہ اگر اسناد کا لکھنا دین سے ہوتا تو امام بخاری
تعلیقات مین اسناد نہ چھوڑتے معترض صاحب حنفیہ کے جواب مین تو صحابہ کے قول اور فعل کو بھی حجت
نہین کہتے ہین اور خود تبع تابعین کی سند لاتے ہین اونکو چاہیے تھا کہ کوئی حدیث مرفوع یا موقوف
یا صحیح یا ضعیف کچھ تو بیان کرتے حدیث مین کہین پتا بھی نہین کہ حدیث بیان کرنے مین راویونکے
نام بھی بتلایا کرو فقط مصلحۃً اسکو علمانے جاری کیا ہی اسکو بدعت حسنہ کہنا چاہیے اور محض مبتدعین
جبریہ قدریہ جہمیہ وغیرہ کیواسطے اسناد نکالی گئی ہی تاکہ بیدین لوگ موضوع حدیثین دین مین داخل نکرین
اسواسطے نہین ہی کہ مسلمان متقی سچے کی حدیث بھی مقبول نہ کیجائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
تو فقط ایمان دریافت کرلیتے تھے اور جتنے شروط ہین اون سے تعرض نہین کرتے تھے اب لوگون نے
اسمین ایسی شدت کی کہ انقطاع اور ارسال وغیرہ ادنے ادنے باتون سے حدیث صحیح کو چھوڑ
دیتے ہین **حاصل تقریر** یہ ہی کہ جو حنفیہ کہتے ہین اوسکا تو معترض صاحب نے جواب بالکل اوڑا دیا
دوسری بات جواب مین بطور خالی نباشد کے اپنی طرف سے بیان کردی حال آنکہ اسناد ضروریات
دین سے نہین ہی ورنہ یہ اعتراض خاص حنفیہ پر نہین بلکہ سب پر لازم آتا ہی پس معترض صاحب نے
جواب مین سب محدثین پر بھی ہاتھ صاف کیا اور ملا علے قاری کیطرف اس قول کی نسبت
ہرگز نہین ہی اونھون نے اپنا قول نہین کہا بلکہ امام شافعی کے اقوال اونھون نے نقل کیے ہین اوسمین ایکشعر
بھی اونکا قول نقل کیا ہی چنانچہ شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین وقال ایضًا کل العلوم سوی
القرآن مشغلۃ الا الحدیث والا الفقہ فی الدین العلم ما کان فیہ قال

حَدَّثَنَا وَمَا سِوٰے ذٰلِکَ وَسْوَاسُ الشَّیَاطِیْنِ یعنی اور یہ بھی امام شافعی نے کہا ہی کہ کل علوم
سواے قرآن کے شغل دنیا مین ڈالنے والے ہین مگر حدیث اور فقہ دین کی علم وہ ہی جسمین قَالَ حَدَّثَنَا
ہو اور ماسوا اسکے وسواس شیطانون کا ہی انتہی پس معترض صاحب نے نصف عبارت نقل کی جس سے
دہوکا ہوتا ہی کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی حالانکہ وہ فقط ناقل ہین اونکا یہ مسلک ہو نا کسی کی عبارت کے نقل
کرنے سے نہین سمجھا جاتا معترض صاحب حنفیہ کیطرف مغالطون کو منسوب کرتے ہین اور خود مغالطے
دیتے ہین پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فقہ دین سے خارج نہین بلکہ دین مین داخل ہی اسکے بعد
جو امام شافعی نے یہ کلام بیان کیا کہ جس علم مین حَدَّثَنَا ہی وہ تو علم ہی باقی وسواس شیطانی ظاہر ہی کہ
مراد اس سے لفظ حَدَّثَنَا نہین ورنہ کوئی محدث اس سے بری نہوگا خود امام شافعی کی بعض کتابین
حَدَّثَنَا سے خالی ہین علاوہ اسکے اونھون نے فقہ کو پہلے ہی مستثنیٰ کردیا ہی پس مراد امام شافعی کی
یہی کہ جو علم حدیث سے خالی ہو اور مخالف حدیث ہو وہ داخل وسواس شیطانی ہی اور جو موافق قرآن
اور حدیث کے ہی وہ منجملہ دین کے ہی گو اوسمین لفظ حَدَّثَنَا نہ لکھا ہو اور اسناد سے خالی ہو اور اگر فرض
کیا جاوے کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی تو کہا جاویگا کہ خود اونکی بہت کتابون مین اسناد نہین پس اس سے
مراد اونکی یہ ہوگی کہ حدیث سے وہ علم تعلق رکھتا ہو کوئی حنفی حدیث کو یا اوسکے راویون کو ہرگز برا
نہین جانتا بلکہ حنفیہ رُوات حدیث کو مانتے ہین اور اونکو متقی اور بزرگ جانتے ہین مگر معصوم نہین
سمجھتے برخلاف فرقۂ ظاہریہ کے کہ اونکے نزدیک حدیث کا راوی کل رواتِ قرآن سے بھی بڑھکر ہی
اگر ایک راوی کوئی حدیث بلفظ حَدَّثَنَا بیان کردے تو پھر اوسکے مقابلے مین آیت قرآن کی بھی
نہین مانتے ہین اور حجت کیا معقول پیش کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قرآن نہین
سمجھتے تھے پس معلوم ہوا کہ اونھون نے راوی کو معصوم سمجھا اور مثال اوسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ ایک
حدیث متواتر ہو جسکو ہر قرن مین جمہور روایت کرتے چلے آئے ہون اور ایک حدیث آحاد ہو جسکے
ایک دو راوی مخالف روایت جمہور کے پائے جائین پس ظاہر ہی کہ حدیث آحاد بمقابلہ حدیث
متواتر کے ترک کی جاوےگی اور اوسوقت یون نہ کہا جائیگا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کیا متواتر

کے معنی نہین جانتے تھے جو حدیث آحاد فرمائی اسیطرح آیت قرآنی کو سمجھنا چاہیے حاصل
تقریر یہ ہی کہ اسناد مین فرقۂ ظاہریہ نے اس درجے کا غلو پیدا کیا ہی کہ باقی طریقے یقین کے بالکل چھوڑ دیے
پس متقدمین نے تو اسناد کو مصلحۃً واسطے مخالفین اہل سنت وجماعت کے نکالا تھا اوسکے
بدعت حسنہ ہونے مین کلام نہین مگر حضرات ظاہریہ نے بوجہ تعصب کے اسمین ایسا اہتمام کیا کہ اہل سنت
وجماعت ہی پر ہاتھ صاف کرنے لگے کہ حدیث بخاری ومسلم کے مقابلے مین اگر دوسری حدیث
صحیح بھی ہو تو بھی اوس پر عمل کرنے کو خلاف اتباع نبوی جانتے ہین غرض کہ اونکے نزدیک
مدار اسلام کا اسناد پر ہی جو اسناد کی ذرا بھی رعایت نکرے گا اپنے زعم فاسد مین اوسکے واسطے
نعوذ باللہ ابد الآباد جہنم سمجھتے ہین حالانکہ ایسی اسناد کے بدعت سیئہ ہونے مین کچھ کلام نہین
اور بخاری او مسلم مین ہی عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ہٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَہُوَ رَدٌّ یعنی عائشہ رض سے روایت
ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہمارے اس دین مین نئی بات نکالے
کہ وہ اوس سے نہو پس وہ مردود ہی انتہی اور امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عرباض
ابن ساریہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نئی بات سے بچو کیونکہ کل
حادث امور بدعت ہوتے ہین اور ہر بدعت گمراہی ہی انتہی مختصراً اور طائفہ منصورہ کو صرف اہل حدیث
ٹھہرانا بعض کا قول ہی ہم پر حجت نہین ہو سکتا اور اگر تسلیم کیا جائے تو اہل حدیث مین چارون
امام بدرجۂ اولے داخل ہین کیونکہ اہل حدیث محض ناقلین کو نہین کہتے ہین بلکہ اصلی اہل حدیث وہ
لوگ ہین جو حدیث کی غرض اور مراد بھی سمجھتے ہون محض روایت سے کام نہین چلتا پس چارون امام
خصوصاً امام اعظم حقیقی محدث ہین باقی محدثین کو اسدرجے کی فقاہت حدیث حاصل نہین ہی امام
شافعی اور امام احمد اور ابو داؤد ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی سے روایت ہی
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَہَا
وَوَعَاہَا وَاَدَّاہَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ غَیْرُ فَقِیْہٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ ہُوَ اَفْقَہُ

مِنۡہُ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تروتازہ کرے اللہ اوس بندے کو کہ میرے کلام کو سنکر یاد رکھے اور نہ بھولے اور پہونچا دے اوسکو اس لیے کہ اکثر اوٹھانیوالے حدیث کے فہیم نہین ہوتے اور اکثر حامل اوسکے ہین کہ پہونچا دیتے ہین طرف اوس شخص کے کہ وہ زیادہ سمجھدار اون سے ہوتا ہے انتہی اور بخاری اور مسلم مین ہے عَنۡ مُعَاوِیَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیۡرًا یُّفَقِّھۡہُ فِی الدِّیۡنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعۡطِیۡ یعنی معاویہ سے روایت ہے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جسکو اللہ تعالے خیر دینے کا ارادہ کرتا ہے اوسکو دین مین فقیہ کر دیتا ہے اور مین تو تقسیم کرنیوالا ہون اور اللہ عطا کرتا ہے انتہی پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ حدیث کی روایت اور شی ہے اور سمجھ اوسکی اور ہے پس اگر محض ظاہر الفاظ پر دین کی بنا ہوتی تو پھر فقاہت کے کوئی معنی نہ تھے کیونکہ ظاہر الفاظ تو تمام عرب سمجھتے تھے الفاظ کو معنی پھر اور جہر کو معنی اخفا نہین لیتے تھے پس معلوم ہوا کہ غرض نبوی اور حکمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے کنہ کو پہونچنا ہے فقط معنی ظاہر جسکو ہر شخص عربی دان سمجھ سکتا ہے نہین بلکہ جتنا زیادہ سمجھدار ہوگا اوتنا ہی زیادہ مقصود شارع کو سمجھے گا چنانچہ قرآن شریف مین ہے لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡھِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِھِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡھِمۡ وَیُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ یعنی احسان کیا ہے اللہ نے مسلمانون پر جبکہ بھیجا اونمین ایک رسول اون مین سے کہ پڑھتا ہے اونپر آیتین اوسکی اور تزکیہ کرتا ہے اونکا اور تعلیم کرتا ہے اونکو کتاب اور حکمت کی انتہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ فقط دار و مدار دین کا ظاہر الفاظ پر نہین کیونکہ اللہ تعالے نے یہان چار درجے بیان کیے ہین پہلا مرتبہ تلاوت قرآن کا جس سے ظاہر الفاظ کے معنی صحابہ سمجھ جاتے تھے پھر اوس پر ترقی کرکے دوسرا درجہ تزکیۂ نفس کا بیان فرمایا پھر اسکے بعد تیسرا درجہ تعلیم قرآن کا کہ ان دونون مرتبون سے بڑھکر ہے ارشاد کیا پھر اوسکے بعد چوتھا درجہ حکمت کی تعلیم کا ارشاد ہوا پس معلوم ہوا کہ علاوہ ظاہر الفاظ کے اور مدارج بھی ہین مگر حضرات ظاہریہ اونسے بوجہ لعن و طعن و سب و شتم ائمہ دین کے محروم ہین لیکن

انکار کرنا اونکا نص قطعی کا انکار ہی غرض حدیث اور قرآن دونون سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ فقہا محدثین روات ظاہر یہ سے افضل ہین اور زیادہ ضرورت دین مین فہم کی ہی جن لوگونکو فہم حدیث نہین محض راوی ہین اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ وہ حدیث پونہچاوین اور نقل کر دین کہ سمجھنے والے آپ سمجھ لین گے اس لیے حنفیہ چارون امامون سے بڑھکر کسیکو فہم حدیث مین نہین جانتے امام بخاری اور امام مسلم کے محدث اور متقی اور بزرگ ہونے کے نہایت معتقد ہین مگر ائمہ اربعہ پر فقاہت حدیث مین ترجیح نہین دیتے ہین حدیث تو سبکی لیتے ہین مگر اون محققین کے اقوال دیکھکر تطبیق کر دیتے ہین ظاہر یہ کے قول کو حجت نہین گردانتے کیونکہ اس فرقے نے فرط اعتقاد سے امام بخاری کو کل ایمہ پر ترجیح دی ہی اور ایسا اعتقاد بھی اچھا نہین ہوتا کہ جس سے انکار قرآنی لازم آجاوے بلکہ اگر غور سے بخاری شریف کو دیکھا جاے تو خوب واضح ہو جائے کہ اجتہادات امام بخاری کے حدیث سے بظاہر برخلاف ہین جیساکہ یہ امر ترجمۃ الباب مین ظاہر وغیرہ سے پیدا ہی علماے کسقدر اوسکی تطبیق مین تکلف اور تاویلات کیے ہین البتہ امام بخاری کی روایت اکثر اول درجے کی ہم سمجھتے ہین مگر ظاہر الفاظ جس سے تناقض حدیث اور آیت قرآنی پیدا ہو جائے اونکی حنفیہ کے نزدیک تاویل معقول موجود ہی اگرچہ ظاہر یہ اوسکو پسند نہین کرتے اور اپنے تخیلات محضہ مین خلاف حدیث جانتے ہین اور فقط ظاہر الفاظ بخاری اور مسلم پر اکتفا کر کے دوسری صحیح صحیح حدیثون اور آیتون اور جمہور صحابہ کے اقوال کا انکار کر دیتے ہین پس حنفیہ درایت حدیث مین امام بخاری اور امام مسلم کو چارون امامون پر ترجیح نہین دیتے اگر اسکا نام حقارت ہی تو تابعین کو صحابہ پر اور تبع تابعین کو تابعین پر اور صحابہ کو انبیا پر اور عالم کو اعلم پر ترجیح نہ دینا بھی حقارت ہو جائے گا اسیطرح خلفاے اربعہ پر اور صحابہ کو ترجیح نہین اسکا نام تحقیر سمجھنا وضع الشئ فی غیر محلہ ہی جیسے امامیہ نے حضرت علی رض اور امام حسین رض کی فضیلت مین اسدرجہ کا غلو کیا ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رض اور تمام صحابہ کو اونسے افضل نہین جانتے اور اہل سنت وجماعت کا انکار فقط اونکے افضل ہونے پر ہی فی نفسہ اونکی فضیلت کے منکر

نہین پس حنفی بھی امام بخاری اور امام مسلم کو امام صاحب پر ترجیح نہین دیتے اسمین وہ حق
پر ہین البتہ اونکی فضیلت اور تقوی اور حدیث کا انکار محض جہالت ہی اسمین کوئی حنفی کیا
شافعی ہم اسکو ہرگز پسند نہین کرتے بلکہ گناہ سمجھتے ہین اور نہ کوئی حنفیہ سے اسکا قائل ہی حاصل
کلام یہ ہی کہ طائفہ منصورہ کی تفسیر مین اختلاف ہی چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین و
اَمَّا هٰذِهِ الطَّائِفَةُ فَقَالَ الْبُخَارِيُّ هُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنْ لَمْ
يَكُوْنُوْا اَهْلَ الْحَدِيْثِ فَلَا اَدْرِيْ مَنْ هُمْ قَالَ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ اِنَّمَا اَرَادَ اَحْمَدُ اَهْلَ
السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنْ يَعْتَقِدُ مَذْهَبَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ قُلْتُ وَيَحْتَمِلُ اَنَّ هٰذِهِ الطَّائِفَةَ
مُفَرَّقَةٌ بَيْنَ اَنْوَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُمْ شُجْعَانٌ مُقَاتِلُوْنَ وَمِنْهُمْ فُقَهَاءُ وَمِنْهُمْ مُحَدِّثُوْنَ
وَمِنْهُمْ زُهَّادٌ وَاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَمِنْهُمْ اَهْلُ اَنْوَاعٍ اُخْرٰى
مِنَ الْخَيْرِ وَلَا يَلْزَمُ اَنْ يَّكُوْنُوْا مُجْتَمِعِيْنَ بَلْ قَدْ يَكُوْنُوْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ فِيْ اَقْطَارِ
الْاَرْضِ یعنی یہ طائفہ منصورہ پس کہا امام بخاری نے وہ اہل علم ہین اور کہا امام احمد نے
اگر اہل حدیث نہوتے پس نہین جانتا ہون کونسے ہوتے وہ کہا قاضی عیاض نے ارادہ کیا احمد نے
اہل سنت وجماعت کا اور جو اونکے مذہب کا معتقد ہی مین کہتا ہون اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ
گروہ انواع مسلمین مین متفرق ہو بعضے اونمین کے بہادر لڑنیوالے اور بعضے اونکے فقہا
اور بعضے محدث اور بعضے زاہد اور حکم کرنیوالے بھلائی کے اور منع کرنیوالے برائی سے اور اونمین اور اقسام
کے خیر والے بھی ہین اور یہ لازم نہین کہ وہ مجتمع ہون بلکہ کبھی اطراف زمین مین متفرق ہوتے ہین
انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب نے فقط ایک صورت کو کہ اس سے بھی مراد بقول
قاضی عیاض کے اہل سنت وجماعت ہین لے لیا اور باقی صورتین ترک کردین امام بخاری
خود کہتے ہین کہ مراد طائفہ منصورہ سے اہل علم ہین اور امام نووی نے تمام فرقے اوسمین داخل کیے ہین
معترض صاحب نے عوام کے مغالطے دینے کو محدثین ہی پر حصر کر دیا کیونکہ عوام بیچارے کیا جانتے
ظاہریہ نے اونکے ذہن نشین کر دیا ہی کہ اہل حدیث فقط امام بخاری اور مسلم وغیرہ ہین

اور امام صاحب تو اہل حدیث سے نہ تھے اسی لیے شرح مسلم کا ایک جملہ لکھ دیا اور امام بخاری کا قول
چونکہ مخالف اونکے تھا چھوڑ دیا اس لیے کہ اوس سے عوام حنفیہ ہی پر حصر سمجھتے غرض مغالطے
دینا معترض صاحب کا شیوہ ہی حنفیہ اس سے بری ہین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین
ایمہ خصوصًا حنفیہ حدیث پر عمل کرنے والون کو یہ دیتے ہین کہ مسائل دینیہ مین قیاس کرنا شرع
ہی اور دلیل اسکی یہ حدیث پیش کرتے ہین جو کہ ابوداؤد اور ترمذی اور دارمی مین روایت ہی
معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا معاذ کو طرف یمن کے) یعنی
قاضی یا حاکم کر کر فرمایا (یعنی امتحان کے لیے) کسطرح حکم کریگا تو جسوقت کہ پیش آویگا
واسطے تیرے کوئی قضیہ کہا حکم کرون گا مین بموجب کتاب اللہ کے فرمایا اگر نہ پاوے تو یعنی
صراحۃً کتاب اللہ مین کہا پس حکم کرونگا مین بموجب سنت رسول خدا کے فرمایا اگر نہ پاوے
تو بیچ سنت رسول اللہ کے کہا اجتہاد کرون گا مین اپنی عقل سے اور نہ قصور کرونگا مین کہا معاذ
نے یا روایت کرنے والے نے معاذ سے پس مارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوپر سینے کے
جواب اسکا تین طرح ہی اول **اقول** حنفیہ اثبات قیاس مین فقط یہی حدیث نہین لاتے
ہین بلکہ اسمین صحیح صحیح حدیثین صحیحین کی بھی موجود ہین مگر ظاہریہ قیاس کا مطلقًا انکار کرتے ہین
حالانکہ احادیث مثبت قیاس فی المعنی حد تواتر کو پہنچی ہین ظاہریہ محض قیاس سے انکار
قیاس کرتے ہین بخاری اور مسلم مین روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَھَدَ فَاَصَابَ
فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَھَدَ وَاَخْطَاَ فَلَہٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ یعنی عبد اللہ بن عمرو
اور ابوہریرہ رضی سے روایت ہی کہا دونون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت
حکم کرے حاکم پس اجتہاد کرے اور صواب کو پہونچ جاوے تو اوسکے لیے دو اجر ہین اور جسوقت
حکم کرے پس اجتہاد کرے اور خطا کرے تو اوسکے واسطے ایک اجر ہی انتہی اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ مجتہد کو درصورت صواب دو اجر ہین ایک اجر اجتہاد کا اور ایک صواب کا اور اگر

مجتہد کو استنباط مسایل مین خطا واقع ہوگی تو ایک اجر بسقط اجتہاد کا اوسکو ملے گا اور ظاہر ہی کہ اجتہاد
قیاس کو شامل ہی پس ثبوت قیاس کا صحیح حدیث بخاری و مسلم سے ہوگیا اور دوسری حدیث
صحیحین بخاری اور مسلم مین روایت ہی عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِی نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّہَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْہَا دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَیْنَ اللّٰہِ فَہُوَ
اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ یعنی ابن عباس سے روایت ہی کہا اونھون نے ایک شخص رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا پس عرض کیا کہ ہمشیرہ میری نے حج کی نذر مانی تھی
اور وہ مر گئی ہی پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر اوس پر قرض ہوتا کیا تو ادا کرتا
کہا ہان فرمایا پس ادا کر دین خدا کا کہ وہ زیادہ مستحق ادا کا ہی انتہی اس حدیث سے بھی معلوم
ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو بطور قیاس کے سمجھایا کہ جب بندے کا قرض
ادا کیا جائے تو اللہ کا قرض بدرجہ اولے ادا چاہیے اور عمر رض نے ابو موسے اشعری کو جو خط لکھا
ہی اوس سے بھی قیاس کرنے کا ثبوت ہوتا ہی چنانچہ دارقطنی اور بیہقی مین روایت ہی اَلْفَہْمَ
اَلْفَہْمَ فِیْمَا یَخْتَلِجُ فِیْ صَدْرِکَ مِمَّا لَمْ یَبْلُغْکَ فِی الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ اِعْرِفِ
الْاَشْبَاہَ وَالْاَمْثَالَ ثُمَّ قِسِ الْاُمُوْرَ عِنْدَ ذٰلِکَ فَاعْمِدْ اِلٰی اَحَبِّہَا اِلَی اللّٰہِ وَ
اَشْبَہِہَا بِالْحَقِّ فِیْمَا تَرٰی الحدیث یعنی سمجھ سمجھ کر چلنا اوس کی خلجان کرے قلب تمہارے مین
اوس شی سے کہ نہین پہونچی تمکو کتاب اللہ اور حدیث مین پہچانو اشباہ اور امثال کو پھر
اوسوقت قیاس کرو امور کا پس قصد کرو طرف محبوب تر کے نزدیک خدا کے اور مشابہ تر
اوسکے کے ساتھ حق کے اوس چیز مین کہ رائے لگاؤ انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ
قیاس کرنا امر دین مین مشروع ہی اور علامہ تفتازانی نے تلویح مین لکھا ہی کہ عمل صحابہ سے
دو وجہین قیاس کے حجت ہونے پر پائی جاتی ہین ایک تو صحابہ سے قیاس پر عمل کرنا ثابت
بطور تواتر ثابت ہی اگرچہ تفصیل اونکی آحاد کو پہونچتی ہی اور عادت حکم کرتی ہی کہ ایسا ہی

ہوتا اگرچہ کہ دلیل یقینی قیاس کے حجت ہونے پر پائی جائے گو تعیین اوسکی ہمکو معلوم نہو اور
دوسری وجہ صحابہ کا قیاس پر عمل کرنا اور مباحثہ کرنا تصحیح بعض مین بعض پر شایع ہوگیا ہی بغیر انکار
کے اور یہ اتفاق اور اجماع ہی قیاس کے حجت ہونے پر اور وہ جو مذمت راے کی عثمانؓ اور علیؓ
اور ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہی وہ بعض صورتون مین بوجہ مخالفت نص کے یا بوجہ نہونے
شرائط قیاس کے ہی اور شائع ہونا قیاسات کثیرہ کا بلا انکار کے امر یقینی ہی انتہے اور جامع العلم مین
ابن عبد البر نے لکھا ہی لَا خِلَافَ بَیْنَ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ وَسَائِرِ أَهْلِ السُّنَّةِ فِي نَفْيِ
الْقِيَاسِ فِي التَّوْحِيدِ وَإِثْبَاتِهِ فِي الْأَحْكَامِ إِلَّا دَاوُدَ فَإِنَّهُ نَفَاهُ فِيهِمَا جَمِيعًا
یعنی نہین اختلاف ہی درمیان فقہاے بلاد اور تمام اہل سنت کے نفی کرنے قیاس کے توحید
مین اور ثابت کرنے قیاس کے احکام مین مگر داؤد ظاہری کہ اونھون نے دونون مین قیاس کی
نفی کی ہی انتہے اور ابو داؤد مین روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِلْمُ ثَلٰثَةٌ آيَةٌ مُحْكَمَةٌ أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ أَوْ فَرِيْضَةٌ
عَادِلَةٌ وَمَا سِوَى ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ یعنی عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہی کہا اونھون
نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین ایک آیت محکم دوسرے حدیث صحیح تیسرے
احکام اجتہادی کہ مانند قرآن و حدیث کے ہین وجوب عمل مین اور ماسوا انکے فضول ہی انتہے
اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ مسائل قیاسیہ جو قرآن اور حدیث سے مستنبط ہون اونھین کے
حکم مین ہین اور علامہ حسن چلپی حاشیہ تلویح مین لکھتے ہین کہ صحابہ نے بعد اختلاف کے قتال
مانعین زکوٰۃ مین حضرت ابو بکرؓ کی راے کی طرف رجوع کیا اور ابو بکر صدیقؓ نے اول نانی
کو ورثہ دلایا تھا اور دادی کو محروم رکھا تھا پھر دونون کے ورثہ مین شریک کرنے پر بوجہ کہنے
بعض انصار کے رجوع کیا اور عمرؓ نے اوس عورت کو جو مرض الموت مین تین طلاقین دی گئی
اپنی راے سے وارث کیا اور ایک شخص کے قصاص مین ایک جماعت کے قتل کرنے مین شک
کیا پھر علیؓ کے قول کیطرف بوجہ قیاس کرنے اونکے کے اوپر شریک ہونے جماعت کے سرقے مین

رجوع کیا اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعمیہ سے جب کہ اُسنے اپنے باپ کیطرف سے حج
کرنے کا سوال کیا فرمایا اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا اور تو اوسکو ادا کرتی کیا تیری طرف سے
مقبول نہوتا کہا اوسنے ہان فرمایا خدا کا دین زیادہ استحقاق رکھتا ہے اسیطرح فرمانا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرؓ سے جبکہ اونھون نے بوسہ صائم کا سوال کیا بتلاؤ تو اگر تم پانی سے کُلی
کرکے پھر ڈالدو کیا تمکو اوس سے کچھ نقصان ہوگا کہا نہین انتہے پس ان احادیث سے معلوم ہوا کہ
قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط امر مشروع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمہور صحابہ سے
ثابت ہے البتہ وہ قیاس درست نہین جسکا ماخذ قرآن اور حدیث نہو بلکہ محض اپنی راے ہی کو
دخل دیا ہو اس قیاس کی بیشک مذمت آئی ہے جتنی روایتین راے کی برائی مین وارد ہین
وہ یہی قیاس اور راے ہے جسکا ماخذ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ نہو ورنہ صریح آیات و
احادیث صحیحہ کا انکار لازم آجائیگا اور ایمہ اربعہ قیاس مذموم سے بالکل بری ہین البتہ اوٗ
ظاہری بالکل قیاس کی نفی کرتے ہین سو اونکے خلاف سے بالاتفاق خرق اجماع نہین ہوتا ورنہ
کوئی مسئلہ اجماعی نہوگا الا ماشاء اللہ اور بخاری کی حدیث کا معارضہ ہرگز نہین ہوسکتا کیونکہ
اس حدیث سے بھی قیاس ثابت ہوتا ہے باوجودیکہ اونکے سردار نے ظاہر الفاظ پر عمل کیا اور فرض
اطاعت سے حجت لائے مگر صحابہ نے اوسپر قیاس کیا کہ ہم تو آگ سے بچنے کے واسطے ایمان لائے
اور یہ آگ مین ہمکو ڈالتے ہین یہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امر اطاعت سے ہرگز نہوگی اسیوجہ سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی اطاعت نکرنے کو پسند کیا ورنہ اور کوئی آیت یا حدیث اونکے
پاس بجز اس قیاس کے آگ سے بچنے کے لیے نہ تھی ورنہ بیان کرتے اور ترمذی نے امام وکیع کی جو
روایت لکھی ہے وہ تبع تابعین کا قول ہے کسی پر حجت نہین ہوسکتا علاوہ اسکے وکیع کو امام صاحب
کے مسئلے کی حقیقت معلوم نہ تھی ورنہ ایسا نہ کہتے امام صاحب اصل اشعار کو ہرگز مکروہ نہین جانتے
تھے بلکہ اپنے اہل زمانہ کا اشعار کہ بہت مبالغے سے کرتے تھے کہ جسمین پایہ کے تلف ہوجانے کا خوف
ہوتا تھا مکروہ جانتے ہین چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ سبت وکیع کے جواب مین مذکور ہے اور حدیث

داخل کی جس بین قیاس کی مذمت ہی وہ مطلق قیاس نہین جیسا کہ ظاہر ہی کا مذہب ہی ورنہ احادیث
مین تناقض ہو جاوے گا اور تواتر کا انکار لازم آوے گا اور صاحب دراسات نے جو لوائح کی
عبارت نقل کی وہ بلا سند ہی کوئی حجت اوسپر نہین علاوہ اسکے ابو حنیفہ کئی شخصون کی اون زمانی
مین کنیت تھی امام صاحب کی طرف نسبت کرنا محض بے اصل اور موضوع قصہ ہی یہ شیعہ کا امام صاحب
پر اعتراض ہی چنانچہ نواب الاجاہ امیر بھوپال نے کشف الالتباس مین جواب اسکا لکھا ہی بعینہ نقل کیا
جاتا ہی یہ حکایت محمد بن نعمان ملقب بہ شیطان الطاق کی ہی نہ نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کی
کیونکہ یہ لوگ بسبب نے علمی کے عبارت ایمہ کو نہ سمجھتے تھے پس ترتیب کرنا قیاس شرعی کا انسے
ممکن نہ تھا اسلیے ایمہ نے انکو قیاس سے منع فرمایا اور ابو حنیفہ رض وغیرہ کو بملاحظہ کثرت علم و
قوت اجتہاد اجازت قیاس کی دی چنانچہ کتب حنفیہ اور رسائل فضائل اہلبیت مین امام جعفر
صادق علیہ السلام کی ابو حنیفہ کو واسطے قیاس کے مصرح ہی انتہی اور تفسیر کبیر کی عبارت محض
صاحب دراسات واسطے مغالطہ دہی کے اول چھوڑ گئے ہین وہ یہ ہی وَلَمَّا دَلَّتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عَلٰى
اَنَّ التَّكَبُّرَ عَلَى اللّٰهِ يُوْجِبُ الْعِقَابَ الشَّدِيْدَ وَالْاِخْرَاجَ مِنْ زُمْرَةِ الْاَوْلِيَاءِ وَالْاِدْخَالَ فِيْ زُمْرَةِ الْمَلْعُوْنِيْنَ
ثَبَتَ اَنَّ تَخْصِيْصَ النَّصِّ بِالْقِيَاسِ لَا يَجُوْزُ وَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ مِمَّا نَقَلَهُ الْوَاحِدِيُّ
فِي الْبَسِيْطِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض یعنی جبکہ اس آیت نے دلالت کی اسپر کہ تکبر کرنا اسپر واجب
کرتا ہی عذاب سخت کو اور خارج کرنے کو زمرہ اولیا سے اور داخل کرنے کو جماعت ملعونین مین تو
ثابت ہو گیا یہ امر کہ خاص کرنا نص قرآنی کا قیاس سے نہین جائز ہی اور یہی مراد اوس
حدیث سے ہی جسکو واحدی نے بسیط مین ابن عباس سے نقل کیا ہی انتہی علاوہ اسکے اس قول
ابن عباس رض سے مطلق قیاس کی نفی ہرگز نہین بلکہ وہی قیاس ہی جسکی سند کلام شارع سے ثابت
نہو تی ہو ورنہ سب قیاسی عمل صحابہ کا درہم برہم ہو جائے گا بلکہ خود ابن عباس رض نے
جسوقت ابو ہریرہ رض نے تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ کی حدیث بیان کی اونکو بطور
قیاس کے جواب دیا تھا اگر مطلق قیاس ابن عباس رض کے نزدیک جائز نہوتا تو خود قیاس نکرتے

۲ [illegible] صفحہ ۵۵

۳ [illegible] صفحہ [illegible]

باقی رہا قول مدارک اور دراسات کا حال آنکا اونھون نے اسمین اجماع بیان کر دیا پھر بھی معترض
صاحب مغالطے سے باز نہ آئے نص کے ہوتے ہوے تو کسی امام کے نزدیک قیاس درست
نہین ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اس کا کون قائل ہی جو معترض صاحب نے
ناحق ورق سیاہ کیے حاصل کلام یہ ہی کہ قیاس ایمہ کے مشروعیت مین کچھ کلام نہین کیون کہ قیاس
خدا و رسول کے احکام مخفی کو ظاہر کر دیتا ہی نیا حکم قیاس سے برآمد نہین ہوتا چونکہ فرقہ ظاہریہ مقلد
امام داؤد ہین اس لیے وہ اسکا انکار کرتے ہین اور صحیح صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ کی حدیثون
مین تاویلات رکیکہ اور تسویلات واہیہ کرتے ہین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث
پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث کے جو جو مسلے حدیث کی کتابون مین موجود ہین انپر
تو حدیث پر چلنے والے عمل کر ہی لین گے لیکن جو جو مسلے کہ حدیث سے ثابت نہین ہین اونکے
لیے کیا کرین گے آخر کار فقہ کی کتابون پر ہی چلین گے اور کسی نہ کسی امام ہی کے مقلد بنین گے
جواب اسکا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص غور سے از راہ تحقیق قرآن اور حدیث کی طرف نظر کرے
اور دیکھے تو ہر ایک مسلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہو سکتا ہی کسی مسلے کے لیے بھی
کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہین الخ **اقول** معترض صاحب نے اس جگہ کمال بے انصافی
سے گفتگو شروع کی ہی اور حنفیہ کے کلام سے اسکو کچھ تعلق نہین حنفیہ کچھ کہتے ہین اور معترض صاحب
کچھ ارشاد کرتے ہین قولہ اگر کوئی شخص غور سے دیکھے تو ہر ایک مسلہ قرآن اور حدیث سے معلوم
ہو سکتا ہی کسی مسلے کے لیے بھی کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہین اقول یہ کلام بالکل مہمل اور
بے معنی ہی معترض صاحب نے مطلق انصاف نہین کیا ذرا معترض صاحب نے چند مسائل فروعی
کو قرآن اور حدیث سے استنباط کر کے دکھلا دیا ہوتا زبان سے کہہ دینا بہت آسان ہی مگر
استنباط مسائل ہر ایک کا کام نہین اگر ہر شخص مسائل فروعی معلوم کر لیتا تو پھر مجتہد کا ہونا اور
اوسکے شروط کے جو آج کل بالکل مفقود ہین محض بیکار تھا باقی نفس معنی قرآن اور حدیث کے
سمجھنے سے استنباط مسائل کیونکر ہو سکتا ہی اور اگر ہو گا تو [illegible]

شاید مطابق نکلے مجتہد سے اگر چار خطائین ہون گی تو غیر مجتہد علما سے پچاس خطائین سرزد
ہون گی پھر مجتہدون نے کیا زہر بلا دیا ہی جو اونکے اقوال چھوڑ کر معترض صاحب بھی اجتہاد
کرنے لگے یہ قول اونکا محض تعصب اور دھینگا دھانگی ہی غیر مجتہد کو مسائل فقہیہ مین جو مستنبط قرآن
اور حدیث سے ہین تقلید مجتہدین سے چارہ نہین اور غیر مجتہد کو استنباط کا دعوا محض نازیبا او
سراسر جہالت ہی کوئی حاکم شریعت نہین رہا جو ایسی جہالت کی باتون سے تعرض کرتا ع آدمیان گم
شدہ ملک خدا خر گرفت **قال** لیکن جس کسیکو بسبب کم علمی کے یا قصور فہم یا قلت تدبر کے کوئی
مسئلہ معلوم نہو سکے تو کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ سے پوچھکر عمل کرے ایسے محل مین بسبب ناچاری کے
کسی کی تقلید کرنی جائز ہی **اقول** اس کلام سے معلوم ہوا کہ ناچاری مین تقلید درست
ہی مقلدین بھی بدون ناچاری کے تقلید نہین کرتے اور مجتہد کے واسطے تقلید کو سبب نہین سمجھتے
کیونکہ جسکو خود ملکۂ استنباط حاصل ہی اوسکو کسی کا تابع ہونا عقلاً اور نقلاً مستبعد ہی حنفیہ یہ
نہین کہتے ہین کہ جمیع اصول و فروع مین سب پر تقلید ضروری ہی بلکہ یہ کہتے ہین کہ مسائل اجتہادیہ
مین غیر مجتہد کو تقلید مجتہد کی کرنی چاہیے **قال** لیکن اوس تقلیدی مسئلے کی تحقیق کی فکر
مین رہے اور کوشش کرے الخ **اقول** یہ کلام بالکل خلاف واقع ہی کیونکہ گفتگو تو کم علم
اور کم فہم مین ہی اوسکو کیونکر تحقیق ہو سکتا ہی کہ یہ مسئلہ خلاف قرآن اور حدیث کے ہی اس لیے
کہ مولوی اپنے مذہب کے موافق اوسکی تحقیق بتلاوے گا جب خود علما بلکہ مجتہدین کو اوسکی
تحقیق نہین ہوئی تو ہر ایک اپنے اجتہاد کے موافق دوسرے کے مخالف کہے گا تو یہ بیچارہ عامی
کیونکر اوس مسئلہ کو محقق سمجھ لیگا اور محض اپنی رائے فاسد سے اوسکو درست جاننا
اسکا کچھ اعتبار نہین کیونکہ جب دوسرے مذہب کے دلایل تو یہ سنیگا تو وہ تحقیق جاتی رہے گی
پھر وہ کیونکر باوجود کم علمی کے ایکو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہی جب بڑے بڑے علما کی
ہی سمجھ مین اختلاف اور تناقض ہوگیا تو عامی کس شمار مین رہا غرض عامی کے مسئلے کا
نام تحقیق رکھنا خلاف تحقیق ہی مثلاً ربا مین حدیث جو وارد ہی اوسمین چھ چیزین مذکور ہین مگر

تمام علما اور جمہور امت کا اسپر اتفاق ہی کہ اسکے حرام ہونے کی کوئی علت ہی چنانچہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد ان چارون اماموں نے اوسکی علتین جدا جدا بیان کی ہین کہ ہر ایک کی علت سے معلوم ہوتا ہی کہ سوا ان چھہ چیزون کے اورون مین بھی حکم ربا جاری ہی مگر داؤد ظاہری کوئی علت نہین نکالتے اور انھین چھہ اشیا مین ربا کو منحصر جانتے ہین اسواسطے کہ وہ قیاس کو نہین مانتے ہین حالانکہ یہ مذہب مخالف جمہور اہل سنت ہی اگرچہ فرقہ ظاہریہ کیواسطے یہ قول حجت ہے مگر مخالفت جمہور سے مردود سمجھا گیا پس چارون مذہب کے مقلد اپنے اپنے امام کے قول کے موافق سند پکڑین گے پھر اگر کسی کے نزدیک بوجہ اختلاف اس علت کے ایک شئی مین ربا ہوگی تو دوسرے کے نزدیک اوسمین ربا نہوگی پس ایک شخص عامی جو علم مین بھی کم اور فہم مین بھی ناقص ہو اوسکو ایسے مسائل مین کیونکر تحقیق ہوسکتی ہی بجز اسکے کہ وہ اپنے زعم فاسد مین تحقیق سمجھ لے اور فی الواقع تحقیق نہو پس حیف صد حیف کہ محققین اکابر دین تو مسائل فروعیہ کی تحقیق مین تمام عمر گفتگو کرتے کرتے انتقال کر گئے اور آجتک صدہا قرن سے کوئی بات محقق اور منقح نہین ہوئی اب یہ بیچارے کم علم جو اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ مین داخل ہین کیا تحقیق کرین گے واہ واہ انصاف اسی کا نام ہی اسیوجہ سے جب عامی کی تحقیق کا مطلق اعتبار نہین ہوا تو اوسکو بجز تقلید کے کوئی چارہ نہ ٹھیرا اور ساری تفتیش اور کوشش اوسکی تکلیف مالایطاق مین داخل ہوگئی جسکے واسطے جناب باری فرماتا ہی لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنی نہین تکلیف دیتا ہی اللہ کسی نفس کو مگر موافق وسعت اوسکی کے انتہی البتہ جن لوگون کو درجہ اجتہاد حاصل ہی اونکے واسطے سعی محال نہین یا جنکو بعض مسائل مین مرتبہ اجتہاد ہو وہ بھی اس سے خارج ہین اونکے واسطے بھی اون مسائل مین تقلید واجب نہین پس عامی کو مجتہدین اہل ذکر کی تقلید کرنی عین اطاعت خدا و رسول ہی اور اسکا انکار کرنا صریح آیت کا انکار ہی اگر عامی کو تقلید مجتہدین سے منع کیا جائے گا تو خلاف آیہ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے لازم آئے گا اور بے علم اور کم فہم کو تکلیف تحقیق

شاید مطابق نکلے مجتہد سے اگر چار خطائین ہون گی تو غیر مجتہد علما سے پچاس خطائین سرزد
ہون گی پھر مجتہدون نے کیا زہر ملا دیا ہی جو اونکے اقوال چھوڑ کر معترض صاحب بھی اجتہاد
کرنے لگے یہ قول اونکا محض تعصب اور دھینگا دھانگی ہی غیر مجتہد کو مسائل فقہیہ مین جو مستنبط قرآن
اور حدیث سے ہین تقلید مجتہدین سے چارہ نہین اور غیر مجتہد کو استنباط کا دعوا محض نازیبا اور
سراسر جہالت ہی کوئی حاکم شریعت نہین رہا جو ایسی جہالت کی باتون سے تعرض کرتا **ع** آدمیان گم
شدہ ملک خدا خر گرفت **قال** لیکن جس کسیکو بسبب کم علمی کے یا قصور فہم یا قلت تدبر کے کوئی
مسئلہ معلوم نہوسکے تو کسی محقق شناسا مجتہد یا فقیہ سے پوچھکر عمل کرے ایسے محل مین بسبب ناچاری کے
کسی کی تقلید کرنی جائز ہی **اقول** اس کلام سے معلوم ہوا کہ ناچاری مین تقلید درست
ہی مقلدین بھی بدون ناچاری کے تقلید نہین کرتے اور مجتہد کے واسطے تقلید کو بہتر نہین سمجھتے
کیونکہ جسکو خود ملکۂ استنباط حاصل ہی اوسکو کسی کا تابع ہونا عقلاً اور نقلاً مستبعد ہی حنفیہ یہ
نہین کہتے ہین کہ جمیع اصول و فروع مین سب پر تقلید ضروری ہی بلکہ یہ کہتے ہین کہ مسائل اجتہادیہ
مین غیر مجتہد کو تقلید مجتہد کی کرنی چاہیے **قال** لیکن اوس تقلیدی مسلے کی تحقیق کی فکر
مین رہے اور کوشش کرے الخ **اقول** یہ کلام بالکل خلاف واقع ہی کیونکہ گفتگو تو کم علم
اور کم فہم مین ہی اوسکو کیونکر تحقیق ہوسکتا ہی کہ یہ مسئلہ خلاف قرآن اور حدیث کے ہی اس لیے
کہ ہر مولوی اپنے مذہب کے موافق اوسکی تحقیق بتلاوے گا جب خود علما بلکہ مجتہدین کو اوسکی
تحقیق نہین ہوئی تو ہر ایک اپنے اجتہاد کے موافق دوسرے کے مخالف کہے گا تو یہ بیچارہ عامی
کیونکر اوس مسئلہ کو محقق سمجھ لیگا اور محض اپنی راے فاسد سے اوسکو درست جاننا
اسکا کچھ اعتبار نہین کیونکہ جب دوسرے مذہب کے دلایل تو یہ سنے گا وہ تحقیق جاتی رہے گی
پھر وہ کیونکر باوجود کم علمی کے ایکو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہی جب بڑے بڑے علما کی
ہی سمجھہ مین اختلاف اور تناقض ہوگیا تو عامی کس شمار مین رہا غرض عامی کے مسلے کا
نام تحقیق رکھنا خلاف تحقیق ہی مثلاً ربا مین حدیث جو وارد ہی اوسمین چھ چیزین مذکور ہین مگر

تمام علما اور جمہور امت کا اسپر اتفاق ہی کہ اسکے حرام ہونے کی کوئی علت ہی چنانچہ امام ابوحنیفہ
اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد ان چارون امامون نے اوسکی علتین جدا جدا
بیان کی ہین کہ ہر ایک کی علت سے معلوم ہوتا ہی کہ سوا ان چھ چیزون کے اورون مین بھی
حکم ربا جاری ہی مگر داؤد ظاہری کوئی علت نہین نکالتے اور انھین چھ اشیا مین ربا کو منحصر جانتے
ہین اسواسطے کہ یہ قیاس کو نہین مانتے ہین حالانکہ یہ مذہب مخالف جمہور اہل سنت ہی اگرچہ فرقۂ ظاہریہ کیواسطے
یہ قول حجت ہے مگر مخالفت جمہور سے مردود سمجھا گیا بس چارون مذہب کے مقلد اپنے اپنے
امام کے قول کے موافق سند پکڑینگے پھر اگر کسی کے نزدیک بوجہ اختلاف اس علت کے ایک شئی
مین ربا ہوگی تو دوسرے کے نزدیک اوسمین ربا نہوگی بس ایک شخص عامی جو علم مین بھی کم اور
فہم مین بھی ناقص ہو اوسکو ایسے مسائل مین کیونکر تحقیق ہوسکتی ہی بجز اسکے کہ وہ اپنے زعم
فاسد مین تحقیق سمجھ لے اور فی الواقع تحقیق نہو بس حیف صد حیف کہ محققین اکابر دین تو
مسائل فروعیہ کی تحقیق مین تمام عمر گفتگو کرتے کرتے انتقال کر گئے اور آجتک صدہا قرن سے
کوئی بات محقق اور منقح نہین ہوئی اب یہ بیچارے کم علم جو اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ
مین داخل ہین کیا تحقیق کرینگے واہ واہ انصاف اسی کا نام ہی اسیوجہ سے جب عامی کی
تحقیق کا مطلق اعتبار نہین ہوا تو اوسکو بجز تقلید کے کوئی چارہ نہ ٹھیرا اور ساری تفتیش اور
کوشش اوسکی تکلیف مالایطاق مین داخل ہو گئی جسکے واسطے جناب باری فرماتا ہی لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا
اِلَّا وُسْعَهَا یعنی نہین تکلیف دیتا ہی اللہ کسی نفس کو مگر موافق وسعت اوسکی کے انتہی البتہ جن
لوگون کو درجہ اجتہاد حاصل ہی اونکے واسطے سعی محال نہین یا جنکو بعض مسائل مین مرتبہ
اجتہاد ہو وہ بھی اس سے خارج ہین اونکے واسطے بھی اون مسائل مین تقلید واجب نہین
پس عامی کو مجتہدین اہل ذکر کی تقلید کرنی عین اطاعت خدا و رسول ہی اور اسکا انکار کرنا
صریح آیت کا انکار ہی اگر عامی کو تقلید مجتہدین سے منع کیا جائیگا تو خلاف آیہ فَاسْئَلُوْا
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے لازم آئیگا او بے علم اور کم فہم کو تکلیف تحقیق

... ان دینا کہ جو اوس سے ناممکن ہی خلاف آیہ لا یکلف اللہ نفساً کے ہوگی لہذا معلوم ہوا کہ کم علم کو فقط
اہل علم سے دریافت کرکے تقلید کرنی چاہیئے اور اوسکو کوشش کی تکلیف دینی صریح آیت کے
خلاف ہی البتہ جو ایسا شخص ہو کہ گو اوسکو بالفعل ملکہ استنباط نہین مگر لیاقت اور ذکاوت
ایسی رکھتا ہی کہ اوسسے امید ہی کہ اگر علم حاصل کرے گا تو درجہ تحقیق کو پہونچ جائیگا اوس
شخص کو بے شک درجہ تحقیق کا حاصل کرنا چاہیے اور فی زماننا جیسے لوگ ہین خصوصاً حضرات ظاہریہ بدیہیات
قدما بھی اونکے نزدیک نظریات کا حکم رکھتے ہین اور بالکل اون سے امید نہین کہ یہ لوگ کسی
مسئلے مین پایۂ تحقیق کو پہونچ جائین اونکے واسطے جب خود خدا ہی تکلیف تحقیق کو معاف کردے
تو پھر دوسرے کو کب پہونچ سکتا ہی کہ اونکو تکلیف مالایطاق مین ڈالے اور جو تکلیف دے گا وہ
صریح اِنِ الحُکمُ اِلّا لِلّٰہ کے مخالفت کرے گا **قال** تفسیر نیشاپوری مین ضمن آیت اِتَّخَذُوا
اَحبَارَھُم وَرُھبَانَھُم اَربَاباً مِّن دُونِ اللّٰہِ کے مذکور ہی کہ اس آیت کی تفسیر مین
اختلاف کیا ہی الخ **اقول** اس آیت کا مصداق ائمہ مجتہدین کو ٹھیرانا غایت درجے کی
گستاخی اور بیباکی اور سوء ادبی ہی رہبانیین اپنی طرف سے حلال اور حرام ایجاد کرتے تھے اونکا
ماخذ انجیل اور توراۃ نہ تھا یہ محض شرک ہی اسکے مصداق مجتہدین جو قرآن اور حدیث سے
احکام مستنبط کرتے ہین کیونکر ہو سکتے ہین چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی عقد الجید مین
لکھتے ہین اِعلَم اَنَّ فِی الاَخذِ بِھٰذِہِ المَذَاھِبِ الاَربَعَۃِ مَصلَحَۃً عَظِیمَۃً وَفِی
الاِعرَاضِ عَنھَا مَفسَدَۃً کَبِیرَۃً وَنَحنُ نُبَیِّنُ ذٰلِکَ بِوُجُوہٍ اَحَدُھَا اَنَّ
الاُمَّۃَ اَجمَعَت عَلٰی اَن یَعتَمِدُوا عَلَی السَّلَفِ فِی مَعرِفَۃِ الشَّرِیعَۃِ فَالتَّابِعُونَ
اِعتَمَدُوا فِی ذٰلِکَ عَلَی الصَّحَابَۃِ وَتَبعُ التَّابِعِینَ اِعتَمَدُوا عَلَی التَّابِعِینَ وَھٰکَذَا
فِی کُلِّ طَبقَۃٍ اِعتَمَدَ العُلَمَاءُ عَلٰی مَن قَبلَھُم وَالعَقلُ یَدُلُّ عَلٰی حُسنِ ذٰلِکَ
لِاَنَّ الشَّرِیعَۃَ لَا تُعرَفُ اِلَّا بِالنَّقلِ وَالاِستِنبَاطِ وَالنَّقلُ لَا یَستَقِیمُ اِلَّا
بِاَن یَّاخُذَ کُلُّ طَبقَۃٍ عَمَّن قَبلَھَا بِالاِتِّصَالِ وَلَا بُدَّ فِی الاِستِنبَاطِ مِن اَن

يعرف مذاهب المتقدمين لئلا يخرج من أقوالهم فيخرق الإجماع
ويبني عليها ويستعين في ذلك بمن سبقه لأن جميع الصناعات
كالصرف والطب والشعر والحدادة والنجارة والصباغة لم تتيسر لأحد
إلا بملازمة أهلها وغير ذلك نادر بعيد لم يقع وإن كان جائزا في العقل
وإذا تعين الاعتماد على أقاويل السلف فلا بد من أن تكون أقوالهم
التي يعتمد عليها مروية بالإسناد الصحيح أو مدونة في كتب مشهورة
وأن تكون مخدومة بأن يبين الراجح من محتملاتها ويخصص عمومها
في بعض المواضع ويقيد مطلقها في بعض المواضع ويجمع المختلف منها
ويبين علل أحكامها وإلا لم يصح الاعتماد عليها وليس مذهب في
هذه الأزمنة المتأخرة بهذه الصفة إلا هذه المذاهب الأربعة

یعنی جان تو کہ ان چارون مذہبون سے اخذ کرنے مین بڑی مصلحت ہی اور اون سے اعراض
کرنے مین بڑا فساد ہی اور ہم اسکو کئی وجہون سے بیان کرتے ہین ایک یہ کہ امت نے اجماع
کیا ہی اسپر کہ شریعت کے معلوم کرنے مین سلف پر اعتماد کرین پس تابعی صحابی پر اعتماد کرین
اور تبع تابعی تابعین پر اسیطرح ہر طبقے مین علما اپنے اگلون پر اعتماد کرین اور عقل اسکے
حسن پر دلالت کرتی ہی اس لیے کہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر نقل اور استنباط سے
اور نقل نہین درست ہوتی مگر اسطرح سے کہ ہر طبقہ پہلون سے بالاتصال سند لیتا چلا آوے
اور استنباط مین ضرور ہی کہ متقدمین کا مسلک معلوم ہو تا کہ اونکے اقوال سے خارج ہو کر
خارق اجماع نہو جاوے اور چاہیے کہ اسپر بنا کرے اور پہلون سے استعانت کرے اسلیے
کہ تمام صناعتین جیسے صرف اور نحو اور طب اور شعر اور لہاری بڑھئی گری اور سناری وغیرہ
حاصل ہوتے ہین مگر صحبت سے اور سوا اوسکے کم اور مستبعد ہی واقع نہین ہوا اگرچہ عقل جائز
رکھتی ہو اور جبکہ سلف کے اقوال پر اعتماد متعین ہو گیا تو پس ضرور ہی کہ اقوال اونکے جنپر اعتماد

کیا جاتا ہی اسناد صحیح سے مروی ہون یا کتب مشہورہ مین جمع ہون اور راجح محتملات سے بیان کر دیا جاوے اور عام بعض مواضع مین خاص کیا جاوے اور بعض مواقع مین مطلق مقید کیا جاوے اور مختلف اوس سے جمع ہون اور احکام کی علتین بیان ہون ورنہ اعتماد اوسپر صحیح نہوگا اور کوئی مذہب ان زمانون اخیر مین اس صفت کا نہین ہی مگر یہی چار مذہب انتہیٰ اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ ان اہلسنت کا بہت بڑا استبار ہی اور مثل ائمہ مجتہدین اب ہونا دشوار اور جو کچھ آپ از راہ نفسانیت و تعصب کے ان کی منقصت و عیب کی مین تقریر کرین سب مہمل او محض بیکار اور قول امام فخر الدین رازی کا کہ مین نے کئی آیتین بحاضر اونکے مذہب کے پڑھین اونھون نے قبول نکین خدا جانے کون سے مقلد کے حق مین وارد ہی اپنی طرف سے اونکو مقلدین حنفیہ پر محمول کرنا محض ناانصافی ہی کوئی حجت اسپر نہین وجہ اوسکی یہ ہی کہ حنفیہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہین جو قرآن کے مخالف ہو اگر کسی صاحب کو دعوا ہو پیش کرے اور فقط قصے کہانیون سے تو کام نہین چلتا ہان مقلدین ظاہریہ سے عجب نہین جو ایسی گفتگو آئی ہو کیونکہ یہ اسناد کے مقابلے مین قرآن نہین مانتے ہین فقط یہی جواب کافی سمجھتے ہین کہ کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہین سمجھتے تھے اور قاضی ثنا اللہ پانی پتی کا قول بھی انکار تقلید پر دلالت نہین کرتا اسواسطے کہ اونھون نے حدیث صحیح مین یہ شرط لگائی ہی کہ اوسکے دوسری حدیث معارض نہو اور ناسخ بھی اوسکا معلوم نہو تب اوس حدیث صحیح پر عمل کرنا ضرور ہی اور مذہب کی پابندی اوس مسئلے مین نہین چاہیے ہم نے بیشک اسکو تسلیم کرتے ہین کہ ہر مسلمان کو یون ہی اعتقاد رکھنا چاہیے مگر آجتک کوئی ایسی حدیث پائی نہین گئی کہ کوئی مسئلہ حنفیہ کا مخالف اوسکے نکلے اگر ایک حدیث کے بظاہر مخالف ہی تو دوسری کے موافق ہی علاوہ اسکے بعض مسائل مین حنفیہ کے یہان امام صاحب کے قول پر عمل نہین بلکہ امام ابی یوسف و امام محمد و امام زفر رحمہم کے موافق عمل ہوتا ہی تمام کتب فقہ حنفیہ سے یہ بات ظاہر ہی اگر ہر مسئلے مین امام صاحب کے قول پر تقلید واجب جانتے تو کوئی مسئلہ امام صاحب کا غیر مفتے بہ نہوتا حالانکہ ایسا نہین اور یہی مراد علامہ شامی کی ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب کے اقوال سے

بھی یہی معلوم ہوتا ہی کیون کہ وہ اوس تقلید کو برا کہتے ہین جسمین مقلد یون سمجھے کہ اس امام سے
خطا محال ہی اور جو کہتا ہی صواب کہتا ہی اور یہ بات دلمین رکھے کہ تقلید اسکی نچھوڑونگا
اگرچہ خلاف پر دلیل قایم ہوجاوے پس انصاف کرنا چاہیے کہ کونسا مقلد یہ عقیدہ رکھتا ہی
کہ امام سے خطا محال ہی اور کسی طور گو خلاف پر دلیل قایم ہو تقلید نچھوڑینگے اگر یہ عقیدہ مقلدین
کا ہوتا تو کوئی مسئلہ امام صاحب کا نہ چھوڑتے اور یہی وجہ مخالفت تو اضطراری ہی جو کوئی مسئلہ کسی مذہب کا
لیجیے کسی نہ کسی ماخذ سے مخالف ضرور ہوگا پس مشرکین کی آیتون کا خود ظاہر یہی مصداق
ہین کیونکہ اپنی راے کے آگے اہل ذکر سے دریافت کرنا جائز نہین رکھتے اور اگر جائز رکھتے
ہین تو تکلیف مالایطاق جسکی خدا نے ممانعت کی ہی اوسے لازم جانتے ہین وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ
بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ اور حلال و حرام مین مطلق تمیز نہین کرتے اپنی راے سے جسکو چاہتے ہین
ترجیح دیتے ہین اور اپنی عقل کے مقابلے مین ایمہ کی راے کو کافی نہین جانتے اور صحابہ کی
خدمت مین گستاخیان کرتے ہین ایسے لوگ تو موحد اور محمدی آپکو تغلبًا مشہور کرین اور مسلمانون کو
مشرک قرار دین سبحان اللہ کیا انصاف ہی خدا اونکو اوس ورطۂ ضلالت سے نکال کر صحابہ اور
ایمۂ مجتہدین کی طرف سے حسن ظن عنایت کرے جاے حیرت ہی کہ کجا شرک اور کجا تقلید ایمہ
یہ لوگ کس خواب خرگوش مین ہین اور امام طحاوی کا قول خاص اپنے واسطے ہی کہ اونکو درجۂ
اجتہاد حاصل تھا اگر با این ہمہ امام صاحب کے مقلد رہے اور معانی الآثار مین امام صاحب کے
مذہب کی تمام حدیثین لکھتے چلے جاتے ہین اور برابر اون کو ترجیح دیتے ہین اگر یہ قول امام
طحاوی کا ٹھیک منقول ہوا ہی تو پھر اونھون نے باوجود علامۂ دہر ہونے کے تقلید کیون نترک
کی اور گفتگو ہماری فقط نسبت امام طحاوی وغیرہ کے نہین گفتگو فقط عام اشخاص مین ہی
جنکو قرآن و حدیث سے مسائل کے استنباط کی قوت نہین امام طحاوی پر ہم بھی تقلید واجب
نہین جانتے مبحث کچھ ہی معترض صاحب کا کلام کچھ ہی اور اس قسم کے قصے ہمیشہ ہرگز بحث نہین ہو
سکتے جب تک سند اوسکی امام طحاوی تک نہ پہونچا دو حاصل کلام یہ ہی کہ حنفیہ تقلید

شخصی کو واجب نہین جانتے ہین محققین حنفیہ نے کہ جس مسئلے مین اونکو خلاف حدیث معلوم ہوا
ترک کر دیا مگر وہ مسائل شاذ و نادر ہین اور تعجب ہے کہ معترض صاحب تو خود صحابہ کے قول کو
جو قرن اول مین تھے نہین مانتے اور پھر اقوال بعد قرون ثلثہ کے حجت لاتے ہین سہ ببین تفاوت
راہ از کجاست تا بکجا + اگر زیادہ تحقیق اس مسئلہ تقلید کی منظور ہو تو کتاب انتصار الحق تصنیف
جناب مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری کی ملاحظہ فرماوین اوسمین یہ بحث مفصل
لکھی ہے **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین اہل حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ چارون
امامون مین سے ایک کی تقلید اگر واجب نہوتی تو بڑے بڑے عالم فاضل محدث اور
مفسر اور فقیہ اونمین سے کسی کے بھی مقلد نہوتے جواب اسکا دو طرح پر ہے اول یہ کہ
بجز بعض متعصب علما کے ایک امام کی تقلید کو واجب تو کیا مباح تک بھی کوئی نہین کہتا الخ
اقول معترض صاحب نے چند اشخاص کو کہ جنمین بعض ظاہریہ بھی داخل ہین بدون
تحقیق لکھ دیا ہے جتنے نام لکھے ہین سب مقلد تھے الا ماشاء اللہ اور بعض مسائل مین خلاف
تقلید کر لینے سے تقلید فوت نہین ہوتی غرض تقلید اسکا نام نہین کہ خاص امام کا قول مستقل
معمول بہ رہے بلکہ وہ قول خدا اور رسول کا ہے چونکہ وہ مخفی تھا ایسے لئے اوسکو ظاہر کر دیا
اس نسبت سے حنفی شافعی کے الفاظ مقلدین پر صادق آتے ہین مگر درحقیقت تقلید خدا
اور رسول کی ہے ایسکی طرف نسبت مجازی ہے **قال** التزام مذہب معین مین حکم اور خطاب
شارع کا صادر نہین ہوا **اقول** مذہب معین کا التزام بوجہ عوارض مجبورًا کرنا پڑا کیونکہ
ایک ایک مسئلے مین اختلافات کثیر تھے کسی کے نزدیک حرام اور کسی کے نزدیک حلال تھا
اس لیے بغیر تقلید ایک کے چارہ نہ تھا کیونکہ اسصورت مین تو ارتکاب حرام مین بوجہ دوسرے
قول کے شبہہ تھا اگر جب دونون قولون پر عمل کریگا تو اب یقینًا مرتکب حرام کا ہو جاویگا
اور ایسی قسم کے مسائل مین تقلید ضروری ہے جو مسائل صریح قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہوتے ہین
اونمین تقلید محض بے اصل اور لغو ہے علاوہ اسکے معترض صاحب خود التزام اسناد کو قبول کیا ہے

اور فرض سمجھ گئے کہ اوسکے روبرو قرآن بھی نہ مانیں حالانکہ کہیں قرآن اور حدیث سے ایسا التزام
مفہوم نہیں ہوتا اور حنفیہ پر باوجود عدم التزام مذہب معین حقیقی کے الزام دیں یہ حدیث ہم
پہلے ہی اونکی رد میں لکھ چکے ہیں اور حجت اللہ البالغہ سے بعد مائۃ رابعہ کے تقلید کا رد نہیں
ہوسکتا اس لیے کہ پہلے ان ابواب اور فصول کے ساتھ امور دینی مرتب نہ تھے جب محققین
نے ان ایمہ کے اقوال کو دوسروں کے اقوال پر ترجیح دیکھی لامحالہ تقلید شروع کی حاصل
کلام یہ ہے کہ جو شخص واقف سنت ہو اوسکو حنفی یا شافعی بننا کچھ ضرور نہیں اور واقف ہو کے
کچھ ضرور نہیں ہیں اگر ایسے امور ہیں کہ جن میں عام لوگ بھی شریک ہیں اور خاص بھی یا اونکو جانتے
ہیں جیسے نماز اور حج اور زکوٰۃ اور روزہ اور وضو کی فرضیت اجمالاً علیٰ ہذا القیاس زنا اور شراب
اور قتل وغیرہ کی حرمت کہ ہونا انکا ضروریات دین سے تمام عام وخاص کو معلوم ہے تو یہ کسی مذہب
معین یا کسی مجتہد کی اتباع پر موقوف نہیں ہر مسلمان اسکا معتقد ہے البتہ جو امور کہ بغیر فکر اور
اجتہاد کے معلوم نہیں ہوتے تو جو شخص اونکے استنباط پر قادر ہو جیسے ایمہ مجتہدین اونکو
اسمیں کسی کی تقلید کرنی نہ چاہیے اور جسکو قدرت اجتہاد نہو اوسکو ایسے شخص کا اتباع کرنا چاہیے
کہ جسکو سب سے زیادہ عالم اور متقی جانتا ہے اور اوسوقت اوسسے تکلیف بحث اور نظر
کی بوجہ عجز کے بحکم لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ساقط ہوگی اور فَاسْئَلُوْا اَهْلَ
الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ سے اوسپر تقلید واجب ہوگی اس تقریر کے مخالف
کسی کا بھی قول نہیں معترض صاحب نے جہاں تقلید کی عبارتیں نقل کی ہیں سب جگہ اپنے
مطلب کے موافق تصرف کیا ہے اور موافق مقصود قائل کے پوری عبارت نہیں لکھی یہاں معترض صاحب
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کی چال چلے ہیں کوئی اونکی بات مغالطے سے خالی نہیں ہوتی نا حق
حنفیہ بیچاروں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور خود دھوکے کی ٹٹی میں شکار کھیل رہے ہیں
ع بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والوں کو
دیتے ہیں کہ معنی قرآن شریف کے بدون مجتہد کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا جواب اسکا یہ ہے کہ

یہ بات غلط اور واہی ہی جو شخص کہ عربی زبان سمجھتا ہی وہ معنی قرآن کے بھی بے شک سمجھ سکتا ہی

اقول اللہ ری بے باکی حنفیہ کے قول کو کسقدر تحریف کردیا ہی حنفیہ تو یہ کہتے ہین کہ بدون مجتہد کے دوسرا شخص قرآن اور حدیث سے مسائل استنباط نہین کرسکتا معنی قرآن کے سمجھنے اور چیز ہین اور مسائل فقہیہ کا قرآن سے اخذ کرنا اور شی ہی ہر شخص کا کام نہین یہ کام اوس شخص کا ہی کہ اوسکو قرآن کے احکام تمام یاد ہون اور احادیث جو متعلق احکام کے وارد ہین سب یاد رکھتا ہو اور خاص اور عام اور مطلق اور مقید اور مجمل اور مبین اور ناسخ اور منسوخ وغیرہ احکام خوب جانتا ہو اور حدیث متواتر اور آحاد اور مرسل اور متصل اور منقطع کو پہچانتا ہو اور راویون کا حال کہ فلان راوی ثقہ ہی اور فلان ضعیف ہی سب اوسکو معلوم ہو اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے اقوال سے خواہ اجماعی ہون خواہ اختلافی آگاہی رکھتا ہو اور علم قیاس جلی اور خفی اور تمیز قیاس صحیح اور فاسد کی اوسکو ہو اور پھر زبان عرب بھی باعتبار لغت اور اعراب اور اصطلاح کے خوب جانتا ہو ایسے شخص کو مجتہد کہتے ہین اور معترض صاحب جو اجتہاد کا دم بھرتے ہین ہمارے سامنے آئین تو اونکے اجتہاد کی حقیقت معلوم ہو خیر وہ تو کس شمار مین ہین اور جن جن کو اسمین دعوا ہو ان تمام شروط مذکورہ کو بیان کرین جب خود مولانا عبد العلی بحر العلوم باوجود اسکے کہ انقطاع اجتہاد کا رد کرتے ہین اور اونکی جامعیت شہرہ آفاق تھی مجتہد نہو سکے تو اورون کو بجز اپنے مونہ آپ میان مٹھو بننے کے اور کیا آتا ہی غرض قرآن کے معنی سمجھنے کا کوئی حنفی منکر نہین مجتہد اور غیر مجتہد دونون سمجھتے ہین البتہ اجتہاد اور استنباط مسائل فرعیہ کا فقط معنی سمجھنے والون سے ممکن نہین جسمین اتنے شروط پائے جائین اوسکا اجتہاد محققین کے نزدیک معتبر ہی ودونہ خرط القتاد

قال اور ایک مغالطہ مقلدین یہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر عمل کرنیوالا حال حدیث کے صحیح اور ضعیف اور موضوع ہونے کا اور تحقیق روات کی کسطرح بہم پہونچائے گا جواب اسکا یہ ہی کہ پہچاننا حدیث تینون قسم یعنی صحیح اور ضعیف اور

اقول موضوع کا اٹھارہ قسمون سمیت موقوف ہی تحقیق رواۃ اور حال سند پر الخ
کیا معترض صاحب اسکے خواستگار ہین کہ فقہ کی روایت لفظ حدثنا سے امام صاحب
تک ہوتی یا اور کوئی صورت جس سے سلسلۂ اسناد وہان تک پہونچتا اول تو یہ فرمائیے
کہ اسناد کا برابر پہونچنا حدیث سے کہان ثابت ہی جس امر کی خدا اور رسول نے تکلیف
نہین دی آپ اوس سے کسیکو مکلف کرین تو پہلے دعواے پیغمبری یا خدائی کا کر لیجیے پھر اسناد
کا التزام کیجیے ظاہر ہی کہ جب کسیکا قول ثابت کیا جاے تو کچھ اسناد پر موقوف نہین بلکہ شہرت کتب
مشہورہ سے بھی اوسکا ثبوت ہو جاتا ہی چنانچہ عقد الجید شاہ ولی اللہ مین لکھا ہی کہ ثبوت مسئلہ کے دو طریق
ہین یا تو اوسکے واسطے سند پائی جائے یا اوس کتاب مشہورہ سے اخذ کیا ہو جو برابر ہاتھون
ہاتھ چلی آئی ہی جیسے کتابین امام محمد کی اور مثل اونکے تصانیف اور مسانید مشہورہ مجتہدین
کے اس لیے کہ وہ بمنزلۂ خبر متواتر یا مشہور کے ہین اسیطرح ذکر کیا اسکو امام رازی نے اور
فتاوای قنیہ مین ہی کہ جو کسیکا کلام پایا جاوے اور کسی کتاب مشہور مین مذہب اوسکا
مدون ہو اور ہاتھون ہاتھ وہ کتابین ایک دوسرے سے نقل ہوتی چلی آئی ہون پس اوسکے
ناظر کو یہ کہنا جائز ہی کہ فلان شخص نے یہ کہا ہی اگرچہ اوسکو کسینے سنا نہو جیسے کتابین امام
محمد کی اور موطا امام مالک کی اور سوا انکے اون کتابون سے جو اقسام علوم مین تصنیف کی گئی ہین
اس لیے کہ انکا اسطور سے پایا جانا بمنزلۂ تواتر اور خبر مشہور کے ہی کہ مثل اوسکے نہین محتاج
ہوتی ہی طرف اسناد کے انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کتب حنفیہ مین اسناد کی کچھ ضرورت
نہین فقط ظاہریہ کے مغالطے ہین اور معترض صاحب کے چھٹے مغالطے کے جواب مین جو ہمنے
دوسری عبارت عقد الجید کی نقل کی ہی اوس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ حدیث کے واسطے
اسناد کی ضرورت نہین بلکہ کتب مشہورہ مین مدون ہونا کافی ہی اسیطرح فقہ کو سمجھنا چاہیے
پس معترض صاحب نے کہان سے اسناد کی ضرورت کا حکم لگا دیا اور پھر حدیث پر فقہ کو قیاس
کیا کلام مجید کی اسناد کیون نہ طلب کی شاید سیوتھے معترض صاحب حدیث آحاد کے مقابلے مین آیت

نہین مانتے اور بوجہ نہونے اسناد کے انکار قرآن کا کر دیتے ہین خدا ایسی اسناد سے
محفوظ رکھے جسپر یہ دیولنے اور فریفتہ ہین اور محض بنا بر اسناد کے لعن اور طعن او خلاف قرآن
سبھی کچھ کرتے ہین مجھکو خوف ہی کہ رفتہ رفتہ کہین اسناد کی پرستش نکرنے لگین غرض کلام حنفیہ کا
اسمین نہین ہی کہ حدیث کی صحت اور ضعف معلوم نہین ہو سکتا بلکہ گفتگو اسمین ہی کہ مسائل
فروعی جنکے استنباط کی حاجت پڑتی ہی اوسمین صحت اور ضعف کے جاننے سے کام نہین چلتا
علاوہ اسکے حدیث کی صحت اور ضعف اور وضع مین اسقدر اختلاف ہی کہ ابتک کوئی بات
طی نہین ہوئی جسنے جس مسئلہ کو اختیار کیا ہی اوسکے موافق جو حدیث ہی وہ اوسکے نزدیک
صحیح ہی اسیطرح ایک راوی کو ایک شخص نے ضعیف کہا ہی تو دوسرے نے لا باس کہدیا ہی
غرض اگر صحت اور ضعف حدیث مین ہی فیصلہ ہو گیا ہوتا تو بھی آنسو پچھ جاتے دشواری
تو یہ ہی کہ اختلاف باہمی نے ساری خرابی ڈال رکھی ہی کسکا اعتبار کرین اگر ایک کے قول کو درست
کہتے ہین تو دوسرے کا قول غلط ہوا جاتا ہی پھر فہم کا اختلاف اوس سے بڑھکر ہی ایک شخص
کی رائے مین مسائل مستنبطہ مین ایک مسئلے کا یقین ہی اور دوسرے کی راے مین دوسرا مسئلہ
مناقض اوسکے جما ہوا ہی ابن جوزی صلوۃ التسبیح کی صحیح حدیث کو موضوع اور بخاری کی حدیث
تحریم معازف کو باوجود صحیح ہونے کے مردود جانتے ہین اور دار قطنی اور علامہ ابن ہمام وغیرہم
نے بخاری کے بعض احادیث مین کلام کیا ہی اور علامہ ابن حجر عسقلانی کو بخاری اور مسلم دونون
کے بعض رجال مین کلام ہی گو مسلم مین بہ نسبت بخاری کے زیادہ متکلم فیہ بتلاتے ہین اور امام بخاری
شاگرد ابن حجر نے بخاری مین قریب اسی آدمیون کے اور مسلم مین بعض اسکے ضعیف کہا ہی پھر تقریب
مین علقمہ کے سماع کا اپنے والد سے انکار کیا ہی اور ترمذی مین سماع اونکا اپنے والد سے ثابت
کیا ہی غرض اس قسم کے اختلافات بہت ہین پس ظاہر ہوا کہ اس تحقیق کے واسطے بہت بڑا ماہر
درکار ہی معترض صاحب کو سوا نام بتلانے کے اور زبانی جمع خرچ کرنے کے اور کچھ نہین آتا ہی
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ذرا دو چار مسئلے ہی معترض صاحب

اپنے اجتہاد کے پیش کرین ورنہ فقہائے مجتہدین کے شکر گذار ہون اور طعن اور تشنیع سے باز
آئین دیکھو مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب الانصاف مین لکھتے ہین اما هذه الطبقة
الذین هم اهل الحدیث والاثر فان الاکثرین منهم انما هم
فی الروایات وجمعهم الطرق وطلب الغریب الشاذ من الحدیث الذی
اکثره موضوع او مقلوب ولا یراعون المتون ولا یفهمون المعانی
ولا یستنبطون سرها ولا یستخرجون رکازها وفقهها وربما
عابوا الفقهاء وتناولوهم بالطعن وادعوا علیهم مخالفة السنن و
لا یعلمون انهم عن مبلغ ما اوتوه من العلم قاصرون وبسوء القول
فیهم اثمون یعنی لیکن یہ طبقہ جو اہل حدیث کا ہی سو بیشک اکثر اونکے سعی کرتے ہین
روایات ہی مین اور طرق حدیث کے جمع کرنے مین اور طلب کرنے مین غریب اور شاذ کے اوس حدیث
سے کہ جسکا اکثر موضوع یا مقلوب ہو اور نہین رعایت کرتے وہ لوگ متن کی اور نہین سمجھتے معنونکو
اور نہین استنباط کرتے اونکے اسرار کا اور نہین نکالتے اون کے خزانہ اور فقاہت اور ربسا اوقات
فقہا پر عیب کرتے ہین اور طعن مارتے ہین اور اونپر مخالفت حدیث کا دعوا کرتے ہین اور
نہین جانتے یہ امر کہ فقہا کو یہ مسلک کس مبلغ سے دیا گیا علم سے وہ لوگ قاصر ہین اور فقہا کے
حق مین برے الفاظ کہنے سے گنہگار ہوتے ہین انتہی پھر فقہ کا ایک ایک جزئیہ موجود ہی
اگر کسی مسئلے مین اختلاف ہی تو مسئلہ مفتی بہ مین تمام حنفی شریک ہین مگر معترض صاحب نقل روایت
اور اسناد کو جب تک فقہ مین نہین دیکھ لین گے ہرگز اونکو اعتبار نہ آئیگا ورنہ اونکے مسالک کے
خلاف ہو جائیگا معترض صاحب کے قول سے معلوم ہوتا ہی کہ جتنے اقوال اونھون نے
بزرگون کے نقل کیے ہین کوئی قابل اعتبار نہین کیونکہ کسی کتاب مین اسناد اونکی نہین ہی
اسیطرح اسماء الرجال اور موضوعات حدیث اور صحت اور ضعف کی کتابین جسکی سند لائے
کہ یہ کتابین اونھین شخصونکی ہین جنکی طرف منسوب ہین ان سب کتابون کے راویون کا بھی تذکرہ

بتانہین پس معترض صاحب کے قول سے کتابین اسماء الرجال وغیرہ کی سب بے سند ٹھیرین کیونکہ سند کو وہ ضروری جانتے ہین پس اونکے نزدیک کوئی کتاب قابل اعتبار نرہے گی **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ جب دو حدیثین مختلف ہون معنون اور حکم مین تو اب عمل کرنے والے حدیث رسول اللہ پر کیونکر عمل کرین گے جواب اسکا یہ ہی کہ جن حدیثون کو مقلدین ایمہ آپسمین مختلف سمجھتے ہین اور ظاہر مین ایک دوسرے کی ضد اونکو معلوم ہوتی ہین یہ سبب اونکے قصور فہم اور قلت تدبر کا ہی الخ **اقول** حنفیہ کی غرض یہ ہی کہ احادیث مختلفہ مین ایمہ نے جو تطبیق دی ہی وہ سب سے بہتر ہی اور معترض صاحب نے ابن خزیمہ کا فقط قول نقل کیا ہی حالانکہ اس قول سے کوئی نتیجہ حاصل نہین قول شئی دیگر ہی عمل شئی دیگر دعواسب کرتے ہین کوئی اوسکا مصداق دکھلانیوالا سواے ایمہ اربعہ کے موجود نہین معترض صاحب فقط اقوال ہی کو کافی اور وافی سمجھتے ہین ہم پوچھتے ہین کہ ابن خزیمہ کا یہ قول ہمارے کس مصرف کا ہی اگر وہ کوئی کتاب تطبیق کی لکھہ جاتے تو بیشک ہمارے کام آتی جسمین تطبیق ان دونون صحیح حدیثونکی ہی) کہ ابن عباس فرماتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاخوف مطر وغیرہ شہر مین جمع کیا ہی اور ابن مسعود فرماتے ہین ہمنے سواے مزدلفہ اور عرفہ کے اور کہین جمع کرتے نہین دیکھا ہوجاتی اسی طرح ایک صحیح حدیث مین صحابہ سے قبل نماز مغرب نفل پڑھنے کی روایت ہی اور عبداللہ ابن عمر رضی سے روایت ہی کہ ہمنے کبھی کسی صحابی کو قبل مغرب نماز پڑھتے نہین دیکھا ان دونونمین بھی تطبیق دیتے باوجود یکہ دونون صحیح ہین علے ہذا القیاس بہت ایسی احادیث ہین جنمین اختلاف ہی مگر ایمہ اربعہ نے بالکل خلاف اوٹھا دیا ہی خصوصا مذہب حنفی ہین تو حدیث کو مثل آئینہ کر دیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام اور مقلدین اونکے حدیث کو خوب سمجھتے ہین اور ظاہر یہ نے حدیث کا اصل مطلب نہین پایا دوسری حدیث کیسی ہی صحیح ہو بخاری کی حدیث کے روبرو باوجود امکان اتفاق کے اوس حدیث سے آنکھین

بند کرتے ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کا انکار کر بیٹھتے ہین اسیطرح بہت
قواعد اونکے مذہب کے خلاف ہین جسکو ائمہ اربعہ سے خارج ہونا ہو وہ اونکا مذہب اختیار
کرے پھر ہم حیران ہین کہ اسمین معترض صاحب کو کون سی وجہ ترجیح کی نظر آئی کہ اپنے
ہمعصر متعصبون کی کتابین دیکھنے کو ارشاد فرماتے ہین اور امامون کے اقوال سے فرار
کرتے ہین کیا ائمہ کی تطبیق ابن خزیمہ کے تطبیق سے بھی کم تھی جو حدیث مختلف کا مطلب
ائمہ نے بتلایا ہی وہ کسی کو بھی نہین سوجھا اور قاعدے تو سب کتابون مین لکھے ہوئے ہین چنانچہ طب
کے قاعدے تمام کتابون مین موجود ہین ہندی کی چندی ہوگئی ہی ہر دوا کی خاصیت اور
ماہیت اور افعال و خواص بالتصریح موجود ہین اب یون کہدینا کہ فلان فلان کتاب دیکھکر
مطب کرنا مشکل نہین بہت آسان ہی مگر معترض صاحب اگر ان کتابون کو دیکھکر کوئی نسخہ
کسی مریض کے واسطے لکھدین تو ہم سلام کرین اور اگر بالفرض لکھ بھی دین گین تو اوس نسخے
کی اور سنکیا کی ایک خاصیت ہوگی بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہی کہ آدمی کو علم شی کا ہوتا ہی
جیسے علم طب تمام پڑھ جاوے مگر نسخہ بغیر مطب دشوار ہی پھر طبیبون مین بھی فرق ہوتا ہی
جتنا زیادہ زکی اور قوی الحافظہ ہوگا اوتنا ہی علم طب اور مطب اوسکا عمدہ ہوگا اگر سب برابر
ہوا کرین تو پھر بڑے طبیبون کو کون پوچھے خود کتابین دیکھکر دوا پی لیا کرین جیسے
آج کل کے نیم حکیم خطرہ جان ہین ویسے ہی حضرات ظاہریہ خطرہ ایمان ہین دعوا یہ کچھ کہ جس سے
بوے اجتہاد پائی جائے اور علم ایسا کہ جس سے فاش غلطی واقع ہو غرض جتنا کسی شخص کا
علم وسیع ہوگا اوتنا ہی قول اوسکا بہ نسبت دوسرے کے زیادہ قوی ہوگا ورنہ امام صاحب
کی درایت اور امام بخاری کی روایت کو کوئی نہ دریافت کرتا اور علامہ ابن حجر مکی شافعی رح
خیرات الحسان کی فصل بست وششم مین لکھتے ہین مَن یَطلُبُ الحَدِیثَ وَلَا یَتَفَقَّهُ
کَمَن یَجمَعُ الاَدوِیَةَ وَلَا یَدرِی مَنَافِعَهَا حَتّٰی یَجِیءَ الطَّبِیبُ کَمَا اَنَّ
المُحَدِّثَ لَا یَعرِفُ وَجهَ حَدِیثِهِ حَتّٰی یَجِیءَ الفَقِیهُ یعنی جو شخص حدیث

خیرات الحسان فصل بست وششم

طلب کرتا ہی اور فقیہ نہین ہوتا مثل اوس شخص کے ہی کہ جمع کرے دواؤنکو اور نہ جانے منافع اونکے یہان تک کہ آوے طبیب جیسا کہ محدث نہین پہچانتا وجہ حدیث کی یہان تک کہ فقیہ آوے انتہٰی اور فقہ کا اختلاف کچھہ مضر نہین اس لیے کہ اسمین کتنا ہی اختلاف ہو مگر مسئلہ مفتی بہ سب حنفیہ کے نزدیک ایک ہی ہی الا ماشاء اللہ اور حدیث مین اسقدر اختلاف ہی کہ جسقدر چارون مذاہب مین بلکہ زائد ہر ایک کا ماخذ ایک حدیث موجود ہی ورنہ اتنے مذاہب مختلف کیون ہو جاتے پس فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے چوتھائی بلکہ اس سے بھی کم سمجھنا چاہیے چنانچہ شرح مسلم مین موجود ہی اوسکو ملاحظہ کیجیے کوئی باب ایسا نہین کہ جسمین کسیکا خلاف نہو مگر یہ اختلاف کچھہ معیوب نہین فقط معترض صاحب کے اعتراض کا جواب ہی کہ وہ فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے زیادہ بتلاتے ہین اور یہ محض غلط ہی البتہ چارون مذہب کے فقہ کا اختلاف عجب نہین کہ حدیث سے کم ہو اور فقط ایک امام کے اختلاف فقہ کو زیادہ کہنا لغو بات ہی محض واہیات ہی **قال** بتلائیے کہ متبع رائے ابو حنیفہ کا کس پر عمل کرے **اقول** مسئلہ مفتی بہ پر **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ بہ نسبت حدیث کی کتابون کے فقہ کی کتابین بڑی آسان اور بہت تحقیق اور کوشش سے بنائی گئی ہین سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات محض کذب اور دروغ ہی اگر کوئی منصف بہ نظر تحقیق دیکھے تو عبارت حدیث کے متون فقہ مثل شرح وقایہ اور کنز اور ہدایہ وغیرہ سے لاکھہ درجے آسان ہی الخ **اقول** جناب معترض صاحب تمنے کچھہ تو خدا کا خوف کیا ہوتا ایسی رکیک اور ضعیف باتین ہمارے حنفیہ کی طرف کیون منسوب کردین اور جواب دینا انکا کیا ضرور تھا شاید یہ فرضی صورتین ہون فقہا نے فرضی مسائل نکالے ہین تو معترض صاحب بھی تو تصدیق اجتہاد کے واسطے کوئی بات نکالین اور غرض اس اختراع سے یہ ہی کہ کوئی فقہ نہ پڑھے اور نہ اوسپر عمل کرے اگر ضرورت پڑے تو مسک الختام وغیرہ کتابین پڑھو بال

کی اور نیل الاوطار وغیرہ تصانیف قاضی شوکانی زیدی کی جو مخالف مسلک جمہور علماء سنت کے ہین دیکھین
اور جب کسی خاص مسئلے کی ضرورت پڑی تو انہین کتابون سے اجتہاد بھی کر لے اور یہ بات
کہ حدیث موضوع پر کسی مقلد کا عمل نہین اور نہ اوسمین موضوع حدیثین ہین چنانچہ فتح القدیر
مین تو صحیح صحیح حدیثون سے مسائل ہدایہ کو خوب قوت دیکر جبر نقصان کر دیا ہے مطلب ثبوت
سے ہے کہین ہو البتہ ضعف او صحت مین اختلاف ہوا کرتا ہے اسکا خود محدثین نے بھی اعتبار
کیا ہے اور حدیث ضعیف پر باوجود پائے جانے صحیح کے عمل کر لیا ہے چنانچہ ترمذی مین لکھا ہے
فَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَجْوَدُ إِسْنَادًا وَالْعَمَلُ عَلَى
حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ یعنی کہا یزید بن ہارون نے کہ حدیث ابن عباس کی اسناد
مین بڑی کھری ہے اور عمل عمرو بن شعیب کی حدیث پر ہے انتہٰی پس تعجب ہے کہ خود تو صحیح کو محدثین
چھوڑ کر ضعیف پر عمل کر لین اور فقہا اگر ضعیف پر کسی وجہ سے عمل کر لین تو مقصور وار ٹھہرین
ع ہر کسے ناصح برائے دیگران + ناصح خود یافتم کم درجہان **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین
ایسہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ مجتہدون کا کوئی مسئلہ بھی قرآن اور حدیث کے
خلاف نہین ہے اور اگر کوئی ہوگا بھی تو اوسکا باعث یہ سمجھا جاوے گا کہ اوسکو مجتہدون نے
بسبب لائق نہ ہونے عمل کے عمداً ترک کر دیا ہوگا جواب اسکا یہ ہے کہ اس تقریر سے یہ ثابت
ہوتا ہے کہ مقلدین مجتہد سے خطا کے ہونے کے قائل نہین ہین اور قائل نہونا خطا کا مجتہد سے
یہ مذہب معتزلہ کا ہے الخ **اقول** اس کلام سے یہ نہین سمجھا جاتا ہے کہ احتمال خطا اون سے
نہین احتمال خطا تو ہر صورت مین ہے اگر صحیح کے مطابق استنباط ہوگا تو بھی احتمال خطا ہے
فقط خلاف حدیث کی صورت کو رفع خطا مین دخل دینا محض خطا ہے اگر مجتہد عمداً کسی حدیث کے
کسی علت سے ترک کر دے اوسکے اجتہاد مین احتمال خطا ہوگا اور اگر مسئلہ استنباطی اوسکا
مخالف کسی حدیث کے نہ معلوم ہو تو بھی احتمال خطا سے چارہ نہین غرض مسائل اجتہادیہ
مین احتمال خطا او صواب ہر صورت مین ہوتا ہے مخالفت اور موافقت کو اوسمین کیا دخل

جو معترض صاحب نے محض فضول گفتگو کی معلوم ہوا کہ حضرت کو نے ربط الفاظ کہنے مین بھی نہایت
ہی مشق ہی یہان صواب اور خطا کے مسئلے سے کیا بحث تھی جو معترض صاحب نے اظہار کمال دانائی
کیا حنفیہ ہر صورت مین خطا او صواب دونون کا احتمال رکھتے ہین البتہ جانب صواب غالب
ہوتی ہی اور جانب خطا کا احتمال ہوتا ہی اور اسمین کلام نہین کہ ائمہ نے بعض مسائل مین بعضے
احادیث کو بوجہ کسی علت کے ترک کر دیا ہی اور دوسرا ماخذ اوسکا قرار دیا ہی **قال** +
اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہمارے امام نے تمام
مسائل حدیث ہی سے نکالے ہین اور اونکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین جواب اسکا
یہ ہی کہ ایسا شخص بڑا کذاب اور بہت برے اعتقاد والا بیوقوف ہی اس لیے کہ بڑے بڑے
اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کہ اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صحبت
مین رہتے تھے اونکو تو تمام حدیثین ایک مدت تک پونہچی ہی نہین تھین ان امامون کو کیا
پونہچی ہون گی انتہی **اقول** حنفیہ کسی کی نسبت یہ دعوا نہین کرتے کہ اونکو کل حدیثین
بالیقین پونہچی تھین خواہ امام صاحب ہون یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد یا امام بخاری
یا امام مسلم ہون کسی کی نسبت کوئی ثابت نہین کر سکتا کہ اوسکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین
پس جسطرح یہ نہین کہہ سکتے کہ امام صاحب کو کل حدیثین پہونچ گئی تھین اسی طرح کوئی
اس دعوے کو بھی نہین ثابت کر سکتا کہ امام صاحب کو اسقدر حدیثین نہین پونہچین جسقدر
امام بخاری وغیرہ کو پونہچی تھین پس معترض صاحب نے یہان دو مغالطے دئے ایک تو حنفیہ
کی طرف سے کل حدیثون کا دعوا کر دیا اور دوسرے اوسکے جواب مین صحابہ کی حدیثین
بیان کردین اور حجت اوسپر یہ لائے کہ صحابہ اکثر اوقات رہتے تھے جو بات معترض صاحب
نے بیان کی من قبیل بناء الفاسد علی الفاسد ہی اکثر اوقات خود اس امر کا مقتضی ہی کہ کل
حدیثین صحابہ کو معلوم ہون پھر یہ کہنا کہ مدت تک اونکو حدیثین نہین پہنچی تھین اس سے
بھی معلوم ہوا کہ بعد مدت کے وہ حدیثین پہونچ گئین چنانچہ خود اوسکی تصریح کر دی ہی پس

امام صاحب کا زمانہ تو بہت بعد ہوا ہی اور کوفے مین بہت سے صحابہ آکر مقیم ہوے تھے
اونکا علم حدیث کہان گیا کیا ظاہریہ نے سیکھا اور کسیکو میسر نہوا لہذا امام صاحب کو کہ تمام
کوفے سے اعلم تھے بہت ہی احادیث پونہچے ہون گے چنانچہ مسائل کی تطبیق مین امام صاحب
کی مسانید مین اسقدر احادیث موجود ہین کہ دوسرے کی کتاب مین اتنے نہین ہین اور ہر حدیث
جو ذرا بھی ایک گونہ مخالف ہو اوسکو کہدینا کہ امام صاحب کو نہین پونہچی محض بے دلیل بات اور
رجم بالغیب ہی خدا ایسے سوء ظنی سے بچاوے ورنہ ہر امام کے حدیث دوسرے امام کی صحیح حدیث
اور اجتہاد کے مخالف نہوتے حالانکہ کوئی حدیث ایسی نہین کہ جسکے مخالف کسی کا قول
موجود نہو مگر یون دعوا نہین کرسکتے کہ اوسکو صحیح حدیث نہین پونہچی تھی ہم بہت حدیثین
صحیح دیکھتے ہین کہ ایمہ نے اونکو باوجود صحت کے ترک کردیا ہی کچھ محض صحت پر دارومدار عمل
کا نہین ورنہ جبہہ صحابہ سے خلاف حدیث صحیح کے کوئی امر مروی نہوتا یہ سب صحیح حدیثونکو واجب العمل
جانین تو صحابہ کا عمل اونکے ضرور برخلاف موجود ہی جب صحابہ ہی خلاف کرنے لگے تو نعوذ
باللہ موافق حدیث فقط ظاہریہ اپنے خیال مین ہون گے اسیوجہ سے احادیث مرفوعہ
مین صحابہ کے اعمال بھی ملحوظ خاطر ضرور ہین خصوصاً جو راوی اوس حدیث کے ہون اگر اوسکے
خلاف عمل کرتے ہون گے تو وہ حدیث قابل عمل نہو گی پھر اوسمین ایمہ کے اقوال بھی ضرور دیکھنے
چاہیین کیونکہ اکثر احادیث کی ایمہ نے وہ توجیہ بیان کی ہی کہ گو ظاہر کے خلاف ہی مگر غرض
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین وہی معلوم ہوتی ہی پس بے تحقیق صحیح حدیث پر عمل کرلینا
حسن ظن تو ہی مگر حماقت اور تکبر سے خالی نہین ؎ در میر و وزیر سلطان را + بے وسیلت مگرد پیرامن
سگ و دربان چو یافتند غریب + این گریبان گرفت و آن دامن - حاصل یہ ہی کہ معترض
صاحب دوسرون کے مغالطے فرضی نقل کرتے ہین اور جواب کے ضمن مین خود مغالطے دیتے
ہین بلکہ اونکے جواب کا نام مغالطہ ہی سمجھنا چاہیے عوام کو تو معلوم نہین کہ حنفیہ کا حقیقت
کار کیا ہی اونکی فقط مغالطون پر ڈال کر مٹی کی آڑ مین اون بیچارون کو پھانس لیتے ہین

اسکے بعد معترض صاحب نے سو مسلے مخالف احادیث نقل کیے ہین اور عقل کو بالاے طاق
رکھدیا ہی چنانچہ ناظرین کو جواب سے معلوم ہوگا کہ یہ طعن ائمہ حدیث پر نہین بلکہ اس پردے
مین معترض صاحب نے سبھی پر طعن کیا ہی امام صاحب وغیرہم اس سے بالکل بری ہین
قال اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ قرآن اور حدیث
کا ایسا کوئی مسلہ نہین ہی جو کہ مجتہدون کو نہ ملا ہو یا اونھون نے کسی مسلہ پر قرآن و حدیث
کے خلاف عمل کیا ہو سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی اگر کوئی شخص تامل کرے
تو اکثر پاوے گا کہ ایک طرف تو حدیث صحیح ہی اور ایک طرف راے امام کی ہی اوس حدیث
صحیح کے مخالف اور فتوے امام کی راے پر ہی چنانچہ مشت نمونہ خروارے چند قول اونکے
یہان نقل کرتا ہون دیکھ لیجئے مسلہ اول اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث
کے یہ ہی جو کہ فقہ اکبر اور شرح عقائد نسفی مین لکھا ہی اَلْاِیْمَانُ هُوَ الْاِقْرَارُ وَالتَّصْدِیْقُ
وَاِیْمَانُ اَهْلِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ یعنی ایمان اقرار ہی اور
تصدیق ہی اور ایمان اہل آسمان اور زمین کا نہین زیادہ ہوتا اور نہین کم ہوتا انتہے
امام اعظم نے خلاف کیا ہی اس مسلے مین کلام اللہ کی صریح کئی آیتون کا بھی اور حدیثون کا بھی
اس لیئے کہ ایمان بڑھتا بھی ہی اور کم بھی ہوتا ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاِذَا تُلِیَتْ
عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا یعنی جب پڑھی جاتی ہین اوپر اونکے نشانیان اوسکی
زیادہ کرتی ہین اونکا ایمان **اقول** یہان نزاع لفظی ہی اسمین مخالفت قرآن اور حدیث
کی مطلق نہین پائی جاتی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ایمان کے معنی جیسا کہ متاخرین حنفیہ
کے کتب مین ہین فقط تصدیق قلبی کے ہین اور اقرار کو احکام معاملات دنیوی مین ضروری اور
داخل ایمان جانتے ہین چنانچہ آیات قرآنی اسپر شاہد ہین فرمایا اللہ تعالے نے اُولٰٓئِكَ
کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ یعنی یہی لوگ ہین کہ جنکے دلون مین اللہ نے ایمان کو ثابت
کر دیا و وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ یعنی دل اوسکا مطمئن ہو ساتھ ایمان کے وَلَمَّا یَدْخُلِ

الْاِیمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ یعنی نہین داخل ہوا ایمان تمھارے دلون مین قَالَتِ الْاَعْرَابُ
اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا یعنی کہا اعرابی جو منافق تھے ایمان لائے ہم تو کہدے
کہ تم ایمان نہین لائے دل سے لیکن کہو کہ اسلام لائے ہم یعنی ظاہر مین منقاد و مطیع ہوگئے
اور احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ
سے جسوقت اونھون نے قتل کیا ایک شخص کو کہ اوسنے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا ہَلَّا شَقَقْتَ
قَلْبَہٗ فَنَظَرْتَ اَصَادِقٌ ھُوَ اَمْ کَاذِبٌ یعنی کیون نہ چیر کر دیکھ لیا تو نے دل اوسکا
کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا وَالْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ
یعنی ایمان یہ ہے کہ تصدیق کرے تو ساتھ اللہ کے اور فرشتون اوسکے کے اور کتابون اوسکے کے
اور رسولون اوسکے کی یہ چند آیتین اور حدیثین ہمنے لکھدی ہین ورنہ اور بہت سی سندین
قرآن اور حدیث مین اوسکی موجود ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا تعلق قلب ہی سے ہے اور
امام اعظم کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک ایمان عبارت ہے تصدیق قلبی اور
اقرار زبانی سے اور محدثین کے نزدیک ایمان کے معنی تصدیق اور اقرار اور عمل کے ہین اور قرآن
اور حدیث مین بھی ایمان بایں معنی آیا ہے اسی وجہ سے حنفیہ اور شافعیہ مین اختلاف ہوا
کہ آیا ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے یا نہین پس محدثین چونکہ عمل کو بھی داخل ایمان کرچکے تھے
اس لیے وہ زیادتی اور کمی ایمان کے قائل ہوے چنانچہ اس آیت کو وہ اپنے قول کی سند لاتے
ہین امام رازی شافعی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین فَقَدِ احْتَجُّوْا بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ مِنْ
وَجْھَیْنِ الْاَوَّلُ اَنَّ قَوْلَہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْاِیْمَانَ
یَقْبَلُ الزِّیَادَۃَ وَلَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِبَارَۃً عَنِ الْمَعْرِفَۃِ وَالْاِقْرَارِ لَمَا
قَبِلَ الزِّیَادَۃَ یعنی تحقیق حجت گردانا اونھون نے اس آیت کو دو وجہون سے اول
یہ کہ قول اللہ تعالی زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا دلالت اسپر کرتا ہے کہ ایمان زیادتی قبول کرتا ہے
اور اگر ایمان عبارت ہوتا تصدیق اور اقرار سے تو البتہ زیادتی نہ قبول کرتا تھا

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو معنی ایمان کی امام صاحب لیتے ہین وہ ہرگز زیادتی اور کمی
قبول نہین کر سکتی جتنی آیتین آپ نے بیان کین سب مین ایمان سے ارکان ثلاثہ
مذکورہ مراد ہین اگر یہ معنی ایمان کے آپ مراد لیتے ہین تو بجا ہی سوا ان معنون سے
امام صاحب ایمان کی کمی اور بیشی کا انکار نہین کرتے اور اگر صرف تصدیق یا مجموع اقرار
و تصدیق کے معنی لیے جائین جیسا کہ مذہب امام صاحب کا ہی تو معنی آیت کے
یہ ہون گے جو تفسیر کبیر مین لکھے ہین اور امام صاحب سے بھی یہی معنی منقول ہین و الوجہ
الثَّانِی مِنْ زِیَادَةِ التَّصْدِیقِ اَنَّهُمْ یُصَدِّقُوْنَ بِکُلِّ مَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَلَمَّا کَانَتِ التَّکَالِیْفُ مُتَوَالِیَةً فِیْ زَمَنِ الرَّسُوْلِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَعَاقِبَةً فَعِنْدَ حُدُوْثِ کُلِّ تَکْلِیْفٍ
کَانُوْا یَزِیْدُوْنَ تَصْدِیْقًا وَاِقْرَارًا وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ مَنْ صَدَّقَ
اِنْسَانًا فِیْ شَیْئَیْنِ کَانَ تَصْدِیْقُهٗ لَهٗ اَکْثَرَ مِنْ تَصْدِیْقِ مَنْ صَدَّقَهٗ
فِیْ شَیْءٍ وَّاحِدٍ وَقَوْلُهٗ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیَاتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا مَعْنَاهُ
اَنَّهُمْ کُلَّمَا سَمِعُوْا اٰیَةً جَدِیْدَةً اَتَوْا بِاِقْرَارٍ جَدِیْدٍ فَکَانَ ذٰلِکَ
زِیَادَةً فِی الْاِیْمَانِ وَالتَّصْدِیْقِ یعنی وجہ دوسری زیادتی تصدیق کی یہ ہی کہ وہ
تصدیق کرتے ہین کل اوس شی کی جو پڑھی جاتی ہی اونپر اللہ کی طرف سے اور جبکہ تھین تکلیفین زمانہ
رسالت پناہ مین سے درپی اور یکے بعد دیگرے پس وقت حادث ہونے ہر
تکلیف کے زیادہ کرتے تھے وہ تصدیق اور اقرار اور ظاہر ہی یہ کہ جو شخص تصدیق کرے
کسی انسان کی دو امر مین زیادہ ہی تصدیق اوس شخص کی تصدیق سے کہ ایک امر مین
تصدیق کرے اور قول جناب باری وَاِذَا تُلِیَتْ الخ یعنی جب وہ سنتے ہین کوئی آیت
جدید کرتے ہین اقرار جدید پس ہوگی یہ زیادتی ایمان مین اور تصدیق مین دوسری جگہ
کہتے ہین وَالْمَعْرِفَةُ وَالْاِقْرَارُ لَا یَقْبَلَانِ التَّفَاوُتَ یعنی تصدیق اور اقرار

کمی بیشی قبول نہین کرتی اور جس صفحے کا آپنے حوالہ دیا ہی اوسمین تو اونھون نے بلکہ او کسی
جگہہ کہین ان معنون سے جو امام صاحب کہتے ہین ہرگز کمی اور بیشی کو نہین لکھا بلکہ منع
کیا ہی چنانچہ عبارت اوسکی نقل کی گئی اور جس جگہ تفسیر کبیر مین ہمنے دیکھا نزاع لفظی پایا
ہان اب گفتگو اتنی باقی ہی کہ امام صاحب ان معنون کے کیون قائل ہوے جو اونکو معنی
مجازی لینے پڑے سو جواب اوسکا یہ ہی کہ امام صاحب کے معنی اکثر آیات اور احادیث سے
مطابق ہین اگر یہان یہ معنی لیتے تو دوسری جگہہ مجاز لینا پڑتا جیسا کہ شافعیہ لیتے ہین
بلکہ میری راے مین امام صاحب کا مذہب اس باب مین بہت درست معلوم ہوتا ہی اگر منظور اختصار
نہوتا تو دونون طرف کے دلائل لکھتا پھر معلوم ہو جاتا کہ کس کی راے قرآن و حدیث سے
موافق زیادہ ہی مگر دو چار سندین ایسلیے لکھدین کہ کوئی صاحب اسکو عجز پر محمول نکرین اب
رہی حدیث سو اوسمین کہین تصریح نہین کہ ایمان بمعنی تصدیق کے زیادہ اور کم ہوتا ہی
بلکہ خود آپکی سندین جو بخاری سے لاے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ایمان بمعنی قول اور فعل کے
زیادہ ہوتا ہی علاوہ اوسکے اسکا حدیث ہونا ثابت نہین چنانچہ فتح الباری شرح بخاری
مین اسی مقام پر لکھا ہی کہ یہ لفظ سلف سے وارد ہے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا
وہم ہی اور مراد بخاری کی بھی یہ نہین ہی بلکہ عطف اسکا آثار کی عبارت پر قول نبی پر نہین
گو یہ حدیث اسناد ضعیف سے وارد ہوئی ہی انتہی اور شیخ الاسلام علامہ عینی شارح بخاری
لکھتے ہین قَالَ الْإِمَامُ هٰذَا الْبَحْثُ لَفْظِيٌّ لِأَنَّ الْمُرَادَ بِالْإِيمَانِ إِنْ كَانَ هُوَ
التَّصْدِيقُ فَلَا يَقْبَلُهُمَا وَإِنْ كَانَ الطَّاعَاتُ فَيَقْبَلُهُمَا ثُمَّ كُلُّ مَا قَامَ
مِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ لَا يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوفٌ إِلَى أَصْلِ الْإِيمَانِ
وَكُلُّ مَا دَلَّ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوفٌ إِلَى الْكَامِلِ وَهُوَ
مَقْرُونٌ بِالْعَمَلِ یعنی کہا امام صاحب نے یہ بحث لفظی ہی اس لیے کہ مراد ایمان سے اگر
فقط تصدیق ہی تو یہ زیادتی اور کمی نہین قبول کرتی اور اگر طاعت ہی تو یہ کمی او بیشی قبول

فتح الباری شرح بخاری

کرتی ہی پس جو دلیل قائم ہوا سپر کہ ایمان کمی اور بیشی قبول نہین کرتا سو مراد اوس سے اصل ایمان ہی اور جو دلیل ایمان کی کمی اور بیشی پر دلالت کرتی ہو اوس سے مراد ایمان کامل ہی جس مین عمل داخل ہی انتہے اور مجد الدین فیروز آبادی شافعی مذہب لکھتے ہین و آنچہ مشہور ست کہ اَلْاِیْمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ وَالْاِیْمَانُ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درین معنی چیزے صحیح نشدہ و آن از اقوال صحابہ و تابعین ست یعنی جو کہ مشہور ہی کہ ایمان قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہی اور ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین کوئی حدیث صحیح نہین آئی بلکہ اقوال صحابہ اور تابعین سے ہی انتہے اور شیخ الہند شارح سفر السعادت بھی جنکی آپ سند لائے ہین اوسکے بعد لکھتے ہین کہ حاصل کلام تحقیق یہی ہی کہ دونون طرف کی کوئی حدیث صحیح نہین آئی اور جتنے اقوال آپنے نقل کیے ہین ذرا غور سے اوسمین ملاحظہ فرمایئے کہین یہ لکھا ہی کہ ایمان بمعنی تصدیق یا تصدیق مع الاقرار زیادہ اور کم ہوتا ہی بلکہ اسکی تصریح کردی ہی کہ قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہی چنانچہ غنیۃ الطالبین کی عبارت جو آپ لکھتے ہین اوسمین بھی تصریح کردی ہی کہ ایمان اقرار لسانی اور تصدیق جنانی اور عمل ارکانی ہی زیادہ ہوتا ہی بندگی سے اور ناقص ہوتا ہی گناہ سے اور قوی ہوتا ہی علم سے اور ضعیف ہوتا ہی جہل سے انتہے اور سلف کی عبارت مین جو قول و عمل فقط آیا ہی تصدیق کا ذکر نہین ہی اسکی وجہ یہ ہی کہ عمل سے مراد عام ہی خواہ جوارح سے ہو خواہ قلب سے چنانچہ تصریح اسکی شرح سفر السعادت مین کردی گئی ہی اور مجمع البحار کی عبارت جو آپنے نقل کی ہی اوس عبارت کے آگے وجہ موافقت بھی موجود ہی اوسکو آپنے کیون قلم انداز فرمایا چنانچہ وہ عبارت یہ ہی اِلَّا الْمُحَقِّقِیْنَ مِنْهُمْ فَاِنَّهُمْ قَالُوْا نَفْسُ التَّصْدِیْقِ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ وَالْاِیْمَانُ الشَّرْعِیُّ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ بِزِیَادَةِ ثَمَرَاتِهٖ وَبِهٖ التَّوْفِیْقُ بَیْنَ ظَوَاهِرِ النُّصُوْصِ وَاَقَاوِیْلِ السَّلَفِ یعنی مگر محققین اونمین سے پس تحقیق کہا اونھون نے کہ نفس تصدیق زیادہ اور کم نہین ہوتا اور ایمان شرعی زیادہ اور کم ہوتا ہی بسبب زیادتی

ثمروں اپنے کی اور ان معنی سے موافقت درمیان ظاہر نص اور اقوال سلف کے ہوگئی انتہے
باقی رہا قول صاحب تفسیر فتح البیان کا جو معاصر او رمربی آپکے ہین اوسکا جواب یہ ہو کہ وہ خود
اوسی صفحے مین لکھتے ہین وَالْمُرَادُ بِزِیَادَةِ الْاِیْمَانِ هُوَ زِیَادَةُ انْشِرَاحِ الصَّدْرِ
وَطُمَانِیْنَةِ الْقَلْبِ وَانْثِلَاجِ الْخَاطِرِ یعنی مراد زیادتی ایمان سے زیادتی کشادہ ہونے
سینے کی ہی اور اطمینان قلب کا اور شگفتہ ہونا خاطر کا ہی انتہے سو اس زیادتی کے حنفیہ بھی
قائل ہین چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ہین لکھا ہی فَالتَّحْقِیْقُ اَنَّ الْاِیْمَانَ کَمَا قَالَ الْاِمَامُ
الرَّازِیُّ لَا یَقْبَلُ الزِّیَادَةَ وَالنُّقْصَانَ مِنْ حَیْثِیَّةِ اَصْلِ التَّصْدِیْقِ لَا مِنْ جِهَةِ
الْیَقِیْنِ فَاِنَّ مَرَاتِبَ اَهْلِهَا مُخْتَلِفَةٌ فِیْ کَمَالِ الدِّیْنِ یعنی تحقیق یہ ہی کہ ایمان
جیسا کہ امام رازی نے کہا ہی زیادتی اور نقصان کو باعتبار اصل تصدیق کے قبول نہین
کرتا البتہ باعتبار یقین کے کمی بیشی ہوتی ہی اس لیے کہ مراتب اہل یقین کے مختلف ہین کمال دین
مین انتہے اس عبارت کے بعد ملا علی قاری لکھتے ہین چنانچہ اسپر کلام الٰہی بھی دلالت کرتا ہی
قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ اس لیے کہ مراتب عین الیقین کے رتبہ
علم الیقین سے فوق ہین اسیواسطے آیا ہی کہ سننا مثل دیکھنے کے نہین ہوتا اگرچہ بعضون کا
قول ہی کہ اگر حجاب بھی اوٹھا دیا جاوے تو بھی یقین زیادہ نہو یعنی اصل یقین زیادہ نہو
بوجہ مطابقت علم الیقین کے اور یہ منافی نہین زیادتی یقین کو وقت دیکھنے کے چنانچہ مشاہدہ
کیا گیا ہی واسطے اوس شخص کے کہ علم ہو اوسکو خانہ کعبے کا غیبت مین پھر اوسکو مشاہدہ اوسکا ہو حضور
مین اسی بنا پر پس مراد زیادتی نقصان سے قوت اور ضعف ہی اس لیے کہ تصدیق ساتھ
طلوع آفتاب کے قوی تر ہی تصدیق سے ساتھ حدوث عالم کے اگرچہ دونون مساوی ہین
اصل تصدیق مؤمن بہ مین یعنی جس کے ساتھ تصدیق کی گئی ہی انتہے اسکے آگے لکھتے
ہین فَالْخِلَافُ لَفْظِیٌّ یعنی پس اختلاف اسمین لفظی ہی حقیقی اختلاف نہین انتہے اور
رد المقبول علی النہج المقبول مین لکھا ہی کہ تحقیق نفس ایمان کم و بیش نہین ہوتا نزدیک

عام حنفیہ کے لیکن فرق اوسمین باعتبار قوت اور ضعف کے ہی اس لیے کہ ایمان عبارت ہی تصدیق
قلبی سے کہ حد اذعان کو پہونچ جاوے اور اسمین زیادتی اور کمی متصور نہین حتی کہ جسکو حقیقت
تصدیق کی حاصل ہو جائے خواہ وہ عبادت کرے خواہ گناہ تصدیق اوسکی بر حال خود باقی رہیگی
اوسمین کچھہ تغیر نہین آتا ہی اور دلیل ہماری قول جناب باری ہی وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ
اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ یعنی جس وقت
کہا ابراہیمؑ نے ای رب میرے دکھا مجکو تو مردے کو کیسے زندہ کر دیتا ہی کہا کیا تو ایمان نہین
لایا کہا ابراہیمؑ نے ایمان تو لایا ہون مگر دل کا اطمینان چاہتا ہون پس اگر ایمان زیادتی اور
نقصان قبول کرتا تو جواب ابراہیمؑ کا ولٰکن لیزید ایمانی ہوتا یعنی مگر اس لیے کہ زیادہ ہو جاوے
ایمان میرا پس قول ابراہیمؑ کا لیطمئن قلبی دلیل یقینی ہی اسپر کہ نفس ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور
نہ کم البتہ اطمینان سے تصدیق اصلی کو تقویت ہوتی ہی اسیطرح قول اللہ تعالے کا اُولٰٓئِكَ
كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ یعنی یہی ہین جنکے دلون مین حق تعالے نے ایمان ثابت کر دیا ہی اور
ظاہر ہی کہ مثبت زیادہ اور کم نہین ہوتا علی ہذا القیاس قول رسالت مآب کا حدیث ابو سعید مین
جو نہی عن المنکر مین وارد ہی وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ دلالت کرتا ہی اسپر کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی
اور نہ کم لیکن قوی اور ضعیف ہو جاتا ہی جیسا کہ مذہب حنفیہ کا ہی انتہے اور جوامع قادریہ مین لکھا ہی
وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ دلیل یقینی ہی کہ ایمان کم و بیش نہین ہوتا لیکن بسبب اطمینان کے قوی
ہو جاتا ہی چنانچہ یہی مذہب ہمارا ہی انتہے اور الدر الازہر شرح الفقہ الاکبر مین ہی اِنَّ الْاِيْمَانَ لَا يَزِيْدُ
وَلَا يَنْقُصُ مِنْ حَيْثُ اَصْلِ التَّصْدِيْقِ وَالْاِذْعَانِ اِلَّا اَنَّهٗ يَقْوٰى وَيَضْعُفُ
مِنْ جِهَةِ الْيَقِيْنِ یعنی تحقیق ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور کم بھی نہین ہوتا ہی باعتبار اصل تصدیق
اور اذعان کے مگر تحقیق قوی اور ضعیف ہوتا ہی باعتبار یقین کے انتہے البتہ محدثین کے قول پر
یہ شبہ وارد ہوتا ہی کہ جب عمل بھی داخل ایمان ہوا تو چاہیے کہ بدون عمل ایمان متحقق نہو سو اسکا جواب
کشاف اصطلاحات فنون مین موجود ہی قَالَ الْاِمَامُ هٰذِهٖ فِيْ غَايَةِ الصُّعُوْبَةِ لِاَنَّ الْعَمَلَ

إِذَا كَانَ رُكْنًا لَا يَتَحَقَّقُ الْإِيمَانُ بِدُونِهِ فَغَيْرُ الْمُؤْمِنِ كَيْفَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ قُلْتُ الْإِيمَانُ فِي كَلَامِ الشَّارِعِ قَدْ جَاءَ بِمَعْنَى أَصْلِ الْإِيمَانِ وَهُوَ الَّذِي لَا يُعْتَبَرُ فِيهِ كَوْنُهُ مَقْرُونًا بِالْعَمَلِ كَمَا فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَالْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ وَتُقِيمَ الصَّلٰوةَ الْحَدِيثَ وَقَدْ جَاءَ بِمَعْنَى الْإِيمَانِ الْكَامِلِ وَهُوَ الْمَقْرُونُ بِالْعَمَلِ وَهُوَ الْمُرَادُ بِالْإِيمَانِ الْمَنْفِيِّ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ الْحَدِيثَ وَكَذَا كُلُّ مَوْضِعٍ جَاءَ بِمِثْلِهِ فَالْخِلَافُ فِي الْمَسْأَلَةِ لَفْظِيٌّ لِأَنَّهُ رَاجِعٌ إِلَى تَفْسِيرِ الْإِيمَانِ وَأَنَّهُ فِي أَيِّ الْمَعْنَيَيْنِ مَنْقُولٌ شَرْعِيٌّ وَفِي أَيِّهِمَا مَجَازٌ یعنی کہا امام نے یہ کلام نہایت مشکل ہے اس لیے کہ عمل جبکہ رکن ہوا تو ایمان بغیر اوسکے پایا نہ جائے گا پس غیر مومن دوزخ سے کیونکر نکلے گا اور جنت مین کیونکر داخل ہوگا جواب دیتا ہون مین کہ ایمان کلام شارع مین کبھی بمعنی نفس ایمان کے آیا ہے اور نفس ایمان وہ ہے کہ جس مین عمل کے ساتھ ہونا اعتبار نکیا جائے چنانچہ قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین وارد ہی ایمان یہ ہی کہ تصدیق کرے تو ساتھ اللہ اور فرشتون اور کتابون اور رسولون اوسکے کے اور اسلام یہ ہی کہ عبادت کرے تو اللہ کی اور نہ شریک کرے تو ساتھ اوسکے اور قائم کرے تو نماز اور کبھی بمعنی ایمان کامل کے آیا ہی اور ایمان کامل وہ ہی جو عمل کے ساتھ ہو اور یہی مراد ہی اوس ایمان سے جو نفی کیا گیا ہی قول نبی علیہ السلام مین نہین زنا کرتا ہی زنا کرنے والا جسوقت وہ زنا کرتا ہی اوس حال مین کہ وہ ایمان رکھتا ہی اور اسیطرح ہر جگہہ مثل اسکے آیا ہی سمجھنا چاہیے پس خلاف اس مسئلہ مین لفظی ہی اس لیے کہ وہ رجوع کرتا ہی طرف تفسیر ایمان کے اور طرف اسکے کہ وہی ایمان کونسے دو معنون مین سے منقول شرعی ہی اور کونسے دو معنون مین مجاز ہی انتہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے دو معنی آئے ہین نفس تصدیق اور ارکان ثلاثہ اور ایمان کامل

کے معنی اس لیے بیان ہوے تاکہ مذہب معتزلہ سے احتراز ہو جاے کیون کہ معتزلہ نفس ایمان مین عمل اصل کہتے ہین پس اس سے لازم آتا ہی کہ جو عمل ترک کرے اوسکو ہمیشہ دوزخ مین رہنا پڑے حال آنکہ یہ مذہب خلاف اہل سنت اور جماعت کے ہی پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ فقط نزاع لفظی ہی معنی مین نزاع نہین جہان قرآن اور حدیث مین عمل پر اطلاق آیا ہی وہان ایمان کامل مراد ہی اور جس جگہ نفس تصدیق پر بولا گیا ہی وہان فقط اصل ایمان مراد ہو اور لغت بھی ان معنون کے مطابق ہی قاموس مین ہی اٰمَنَ بِہٖ اِیمَانًا صَدَّقَہٗ یعنی ایمان لایا وہ ساتھ اوسکے یعنی تصدیق کی اوس نے اوسکی اور لمعات شرح مشکوٰۃ کے کتاب الایمان مین ہی ثُمَّ نُقِلَ فِی الشَّرْعِ اِلٰی تَصْدِیْقِ الشَّارِعِ فِیْمَا اَخْبَرَ اِمَّا وَحْدَہٗ وَہُوَ مَذْہَبُ الْمُحَقِّقِیْنَ اَوْ مَعَ الْاِقْرَارِ اِنْ لَمْ یَمْنَعْ مَانِعٌ وَہُوَ قَوْلُ الْجُمْہُوْرِ اَوْ مَعَ الْاِقْرَارِ وَالْعَمَلِ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَۃِ فَاَمَّا مَا یُحْکٰی مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ مِنْ اَنَّ الْاِیْمَانَ اِعْتِقَادٌ بِالْجَنَانِ وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ فَالْمُرَادُ الْاِیْمَانُ الْکَامِلُ لَا اَصْلُہٗ کَمَا اشْتَبَہَ عَلٰی اَقْوَامٍ مِنَ النَّظَرِ فِیْ ظَوَاہِرِ عِبَارَاتِہِمْ وَقَدْ صَرَّحُوْا بِمَا ذَکَرْنَا یعنی پھر نقل کیا گیا شرع مین طرف تصدیق شارع کے اوس چیز مین کہ خبر دی شارع نے یا فقط تصدیق اور یہ مذہب محققین کا ہی یا مع اقرار کے اگر کوئی مانع نہو اور یہ قول جمہور کا ہی یا مع اقرار اور عمل کے نزدیک معتزلہ کے لیکن جو کہ محدثین سے منقول ہی کہ ایمان اعتقاد قلبی اور اقرار زبانی اور عمل ارکانی ہی پس مراد اوس سے ایمان کامل ہو نہ نفس ایمان جیسا کہ شبہہ ہو گیا ہی بعضون کو اونکی ظاہر عبارت سے اور تحقیق تصریح کر دی ہی اونھون نے اوس چیز کی جو ذکر کی ہمنے انتہے اور مرقات شرح مشکوٰۃ کے کتاب الایمان مین ہی وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِیْہِ عَلٰی اَقْوَالٍ اَوَّلُہَا وَعَلَیْہِ الْاَکْثَرُوْنَ وَالْاَشْعَرِیُّ وَالْمُحَقِّقُوْنَ اَنَّہٗ مُجَرَّدُ تَصْدِیْقِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا عُلِمَ مَجِیْئُہٗ بِہٖ بِالضَّرُوْرَۃِ یعنی اختلاف کیا ہی علما نے ایمان مین کئی قول پر اول اونکا کہ اوسپر اکثر لوگ ہین

لغات قاموس الفاظ

لمعات شرح مشکوٰۃ کتاب الایمان

مرقات شرح مشکوٰۃ کتاب الایمان

اشعری اور محققین ہین یہ ہی کہ ایمان مجرد تصدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اوسمین کہ جانا گیا ہو لانا
اوسکا اونکو ضروری انتہے اور اسکے بعد لکھا ہی اور نہین ظاہر ہوتی ہی مخالفت درمیان قول
اصحاب حدیث اور درمیان تمام اہل سنت کے اس لیے کہ بجالانا اوامر اور نواہی کا کمال ایمان سے
ہی اتفاقاً نہ ماہیت ایمان سے پس نزاع لفظی ہی نہ حقیقی ایسے ہی اختلاف کمی اور بیشی ایمان
مین لفظی ہی انتہے پس ہم حیران ہین کہ آپکو مخالفت صریحہ کا حکم کرنے پر کون سی شی باعث ہوئی
اول آپکو مناسب تھا کہ ایمان کے معنی متعین کرتے پھر اوسمین گفتگو کرتے کہ ان معنون سے
کمی اور بیشی قرآن اور حدیث سے ثابت ہی یا نہین آپنے بلا تحقیق حکم دے دیا کہ امام صاحب
نے صریح مخالفت کی ادنی استعداد والا بھی جان سکتا ہی کہ فرق بین ہی اور یہ بات سلف
سے آجتک کسی کو نہ سوجھی تھی فقط آپکو معلوم ہوئی حیف صد حیف یہ انصاف رہ گیا آپکو لکھتے
وقت یہ بھی خیال نہ آیا کہ ذرا حنفیہ اور شافعیہ کی کتابین تو دیکھ لون پھر اس اعتراض کو قلم بند
کرون خیر قطع نظر اون کتابون کے جن کتابون کو آپنے لکھا ہی اُنھین مین [illegible] کرتے تو جواب
موجود تھا اگر امام صاحب ایسی مخالفتین کیا کرتے تو شرق سے غرب تک کوئی اونکی تقلید نکرتا مگر آپنے
باوجود دعوی اسلام کے ایسی جرأت کی ہی کہ آجتک کسی نے نہین کی تھی آپکو گفتگو سے تہذیبی
مناسب تھی مگر کیا کرین ہمارا یہ شیوہ نہین ورنہ بحکم ؎ کلوخ انداز را پاداش سنگ است
جواب دندان شکن دیا جاتا فی الواقع بڑون کو برا کہنا باعث سوء خاتمہ کا ہوتا ہی اللہ محفوظ
رکھے آخر حضرت موسیٰ اور خضر کا قصہ قرآن شریف مین کس غرض سے لایا گیا ہی اوسمین ایک یہ
بھی حکمت ہی کہ ظاہری مخالفت دیکھکر بغیر غور کے یون نہ کہنا چاہیے کہ فلانے بزرگ نے
مخالفت صریح کی غرض تمھاری ان گستاخیون سے ہمارا کچھ نہ گیا تمھین ہر چہار طرف سے
نفرین اور ملامت ہونے لگی سچ ہی ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنہ
پاکان برد **قال** مسئلہ دوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی
جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ

فقہ کی کتابون مین ہی مُدَّةُ الرِّضَاعِ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی مدت دودھ
پھرانے کی تیس مہینے ہین نزدیک ابی حنیفہ کے اور لفظ ہدایہ کے ہین انتہے امام اعظم نے خلاف
کیا ہی اس مسلے مین کلام اللہ کی صریح تین آیتون کا بھی اور حدیث کا بھی اس لیے کہ انکے کہ دودھ
پلانے کی مدت نہایت زیادہ دو برس ہی الخ **اقول** امام صاحب نے ہرگز صریح آیتون اور حدیثون کا خلاف نہین
کیا بلکہ امام صاحب نے اوسی آیت حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا سے کہ جس سے دو برس بھی لیے ہین اور
ڈھائی برس بھی اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ مین لکھی ہی وَوَجْهُهٗ اَنَّهٗ تَعَالٰی
ذَكَرَ شَيْئَيْنِ وَذَكَرَ لَهُمَا مُدَّةً فَكَانَتْ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِكَمَالِهَا كَالْاَجَلِ الْمَضْرُوْبِ
لِلدَّيْنَيْنِ اِلَّا اَنَّهٗ قَامَ الْمُنْقِصُ فِيْ اَحَدِهِمَا فَبَقِيَ الثَّانِيْ عَلٰى ظَاهِرِهٖ یعنی وجہ امام
صاحب کی یہ ہی کہ اللہ تعالی نے دو چیزون کو ذکر کیا (یعنی حمل اور رضاع) اور دونون کے واسطے
مدت بیان کی پس وہ مدت ہر ایک کیواسطے کامل ہوگی جیسے وقت کہ دو قرض کیواسطے مقرر کیا جاے
مگر ایک مین ناقص کرنے والی شی موجود ہی پس باقی رہا دوسرا اپنے حال پر اور اجل مضروب کے
مثال رد المحتار اور بنایہ مین یہ لکھی ہی اَجَّلْتُ الدَّيْنَ الَّذِيْ عَلٰى فُلَانٍ وَالدَّيْنَ الَّذِيْ
عَلٰى فُلَانٍ سَنَةً یعنی وقت معین کیا مین نے اوس دین کا جو فلان شخص پر ہی اور اوس دین کا جو
فلان شخص پر ہی ایک برس انتہے اس سے سمجھا جاتا ہی کہ دونون کیواسطے ایک ایک برس ہے چنانچہ تصریح
اسکی کتب مذکورہ مین موجود ہی اور دوسری مثال اسی محاورے کی تائید مین طحطاوی اور عنایہ مین یہ ہی
لِفُلَانٍ عَلَيَّ اَلْفُ دِرْهَمٍ وَخَمْسَةُ اَقْفِزَةِ حِنْطَةٍ اِلٰى شَهْرَيْنِ يَكُوْنُ
الشَّهْرَانِ اَجَلًا لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الدَّيْنَيْنِ بِكَمَالِهٖ یعنی واسطے فلان شخص کے اوپر میرے
ہزار درہم ہین اور پانچ گونہ گیہون ہین دو ماہ تک اس عبارت مین دو ماہ ہر ایک دین کی بکمالہ
اجل ہونگے انتہے اور منقص کی مثال حدیث عائشہؓ کی ہی کہ فرماتی ہین اَلْوَلَدُ لَا يَبْقٰى فِيْ
بَطْنِ اُمِّهٖ اَكْثَرَ مِنْ سَنَتَيْنِ یعنی لڑکا نہین باقی رہتا ماں کے پیٹ مین زیادہ دو برس سے
انتہے چنانچہ یہ حدیث کتب مذکورہ مین موجود ہی اور دار قطنی اور بیہقی بھی اسکو روایت کرتے ہین

چنانچہ تخریج زیلعی اور رد المحتار مین ہی ومثلہ لا یعرف الا سماعا یعنی اس قسم کی حدیث سنی
ہوئی ہی ہوتی ہی اور رد المحتار مین فتح القدیر سے نقل کیا ہی اسلیے کہ مقدرات کیطرف عقل کی
راہ نہین پا سکتی سمجھ کر یا اوسمین پس ہو گی یہ حدیث حکم مین مرفوع حدیث کے جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنی گئی ہو اور فتح القدیر مین اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت کیا ہی
اسی وجہ سے امام صاحب حمل کی مدت دو برس کہتے ہین کیونکہ حدیث سے تخصیص آیت کی
ہو گئی اور رضاع کی مدت وہی ڈھائی برس جسپر آیت دلالت کرتی ہی باقی رہی البتہ اس صورت مین
دو اعتراض واقع ہوتے ہین ایک یہ کہ قرآن کو حدیث سے متغیر کر دینا لازم آتا ہی دوسرے یہ کہ
لفظ ثلثین کا ایک اطلاق مین ثلاثین یعنی تیس اور اربعۃ وعشرین یعنی چوبیس کے معنون مین
استعمال کرنا پڑتا ہی اور یہ جمع ہی درمیان حقیقت اور مجاز کے جس سے منع کیا گیا ہی سوال
اعتراض کا جواب در المختار مین یہ لکھا ہی والآیۃ مؤولۃ لتوزیعهم الاجل علی الاقل
والاکثر فلم تکن دلالتها قطعیۃ یعنی آیت تاویل کی گئی ہی بسبب تقسیم کرنے اونکی اجل کو
اوپر کم اور زیادہ کے پس نہو گی دلالت اوسکی قطعی انتہے اور کہا رد المحتار شرح در المختار مین قولہ
والآیۃ مؤولۃ ای قابلۃ للتاویل بمعنی آخر فلم تکن قطعیۃ الدلالۃ علی المعنی
الاول فیجوز تخصیصها بخبر الواحد یعنی قول اوسکا الآیۃ مؤولۃ کے معنی یہ ہین کہ آیت قابل
تاویل کے ہی بمعنی دوسری کے پس یہ آیت اول معنی پر قطعی دلالت نکرے گی پس جائز ہوا خاص
کرنا آیت کا خبر واحد سے انتہے وقوله لتوزیعهم ای العلماء کالصاحبین وغیرهما
الاجل ای ثلثین شهرا علی الاقل ای اقل مدۃ الحمل وهو ستۃ اشهر
والاکثر ای اکثر مدۃ الرضاع وهو سنتان فالثلاثون بیان لمجموع
المدتین لا لکل واحدۃ یعنی اور قول اوسکا واسطے تفریق کرنے اونکے کے یعنی علما کے
مثل صاحبین اور سوا اونکے اجل کو یعنی تیس ماہ کو اوپر اقل کے یعنی اقل مدت حمل کے اور وہ چھ
ماہ ہین اور اوپر اکثر کے یعنی اکثر مدت رضاع کی اور وہ دو برس ہین پس تیس ماہ بیان ہی دونون

مدتون کا نہ ہر واحد کا انتہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ بوجہ تاویل کرنے اونکی طرف اقل اور اکثر کے ظاہر معنی کو حمل اور رضاع مین سے ہر ایک کے واسطے پوری ڈھائی برس لینی مناسب تھی چنانچہ محاورات سے یہ امر ثابت کردیا گیا ہی اور خاص کر لینا آیت کا حدیث سے جائز ہو گیا اور دوسرے اعتراض کا جواب بھی ردالمحتار شرح درمختار مین لکھا ہی کہ حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ دو مبتدا ہین اور ثَلٰثُوْنَ فِصَالُهٗ کی خبر ہی حَمْلُهٗ کی خبر مقدر ہی پس فِصَالُهٗ کی خبر اپنے معنی حقیقی مین اور حَمْلُهٗ کی خبر معنی مجازی مین ہین پس اجتماع درمیان حقیقت اور مجاز کے ایک لفظ مین واقع نہو اور اسپر ایک اعتراض اور ہوتا ہی کہ ایک عدد کو دوسرے مین مجازاً داخل نہین کرتے سو جواب یہ ہی کہ عَشَرَةٌ اِلَّا اِثْنَیْنِ کہتے ہین اور ثَمَانِیَةٌ مراد لیتے ہین ہان البتہ اسمین یہ شبہہ ہوتا ہی کہ یہ استثنا مین ہی اور گفتگو اسمین نہین اسکا جواب یہ ہی کہ یہ کہنا تکلف ہی بلکہ سوا استثنا کے بھی استعمال آیا ہی چنانچہ تفسیر کبیر کی عبارت آتی ہی اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حسب بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے چالیس سے دو برس کم تھے حالانکہ قرآن شریف مین آیا ہی بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یعنی جب چالیس برس کو پہونچے یہ کہا اور تفسیر سے معلوم ہوتا ہی کہ قریب چالیس کے تھے تو اس آیت مین چالیس کا اطلاق اڑتیس پر موجود ہی ایسا بہت استعمال آتا ہی اسکا انکار کرنا کلام عرب سے آگاہ نہونا ہی اور ایک شبہہ اسمین یہ وارد ہوتا ہی کہ حدیث عائشہ آیت حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ اور حدیث لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَیْنِ سے بہتر نہ تھی اسکا جواب یہ ہی کہ امام صاحب آیت اور حدیث کو استحقاق اجرت مین خاص کرتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہی کہ والدہ مطلقہ کو دو برس دودھ پلانا چاہیے اور اجرت اوسکے باپ پر ہی اسلیے کہ زوجہ کو اجرت پر لینا امام صاحب کے نزدیک درست نہین اور امام شافعی درست کہتے ہین علی ہذا القیاس حدیث بھی اسپر محمول ہی کہ دو برس سے زیادہ رضاع کی اجرت کا استحقاق نہین پس ان معنوں سے حدیث اور آیت اور شان نزول اور سیاق اور سباق مین خوب مطابقت ہو جائے گی اور یہ اختلاف آیت مذکورہ سے جب ثابت ہوتا ہے

بیان مدت رضاعت

کہ اس آیت کو عام شخص کے واسطے لیا جاوے اور اگر اسکو خاص ایک شخص کے واسطے مثل حضرت ابو بکر صدیق وغیرہم کے لیے لین جیسا کہ اکثر تفسیرونمین مذکور ہی خصوصًا حضرت ابو بکر صدیق رض کے حق مین نازل ہونے کے تو اکثر مفسرین قائل ہین چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین ہی وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ وَاَبِیْہِ وَاُمِّہٖ اور دوسرون نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق اور اونکے والدین کے حق مین نازل ہوئی انتہے اور تفسیر احمدی مین لکھا ہی وَقِیْلَ فِیْ حَقِّ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ خَاصَّۃً حَیْثُ کَانَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ وَارْتَضَعَ بَعْدَہٗ حَوْلَیْنِ وَیَدُلُّ عَلَیْہِ سِیَاقُ الْاٰیَۃِ وَتَمَامُھَا وَھُوَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ الْاٰیَۃ یعنی کہا بعضون نے نازل ہوئی یہ آیت خاص حضرت ابو بکر صدیق کے حق مین اس لیے کہ وہ اپنی والدہ کے شکم مین چھ مہینے رہے ہین اور دودھ پیا ہی اونھون نے بعد اسکے دو سال اور دلالت کرتا ہی اسپر سیاق آیت کا اور خاتمہ اوسکا اور وہ قول اللہ تعالے کا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ کا آخر آیت تک ہی انتہے اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ حکایت کیا واحدی نے ابن عباس اور قوم کثیر متاخرین مفسرین سے اور متقدمین اونکے سے کہ تحقیق یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کے حق مین نازل ہوئی ہی کہا اونھون نے دلیل اسپر یہ ہی کہ اللہ تعالے نے معین کیا حمل اور فصال کو اس جگہ ساتھ ایسی مقدار کے کہ معلوم ہی کہ کبھی وہ ناقص ہوتی ہی اور کبھی زیادہ بوجہ مختلف ہونے آدمیون کے ان احوال مین پس ضرور ہوا کہ مقصود اس سے کوئی ایک شخص ہو تا کہ کہا جاوے کہ یہ مقدار اوسکے حال کی خبر ہی پس ممکن ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق کا بطن والدہ مین رہنا اور رضاع اونکا اسی مقدار ہو پھر فرمایا اللہ تعالے نے اوسی شخص کی تعریف مین بیان تک کہ جسوقت پہونچا وہ اپنی جوانی کو اور پہونچا چالیس برس کو کہا اے رب میرے الہام کر تو مجھکو کہ شکر کرون مین تیری نعمت کا جو مجھپر تو نے کی ہی اور میرے والدین پر اور معلوم ہی یہ بات کہ ہر شخص اس قول کو نہین کہا کرتا پس واجب ہوا کہ مراد اس آیت سے کوئی شخص معین ہو کہ کہا ہوا اونسے اس قول کو لیکن ابو بکر پس تحقیق کہا ہی

تفسیر معالم التنزیل

تفسیر احمدی

صفحہ ۲۰۵

تفسیر کبیر

صفحہ ۶۰۵

اونھوں نے اس قول کو قریب اس سن کے اس لیے کہ وہ چھوٹے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس سے
کچھ زیادہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوئے چالیس برس میں اور ابو بکر صدیق رض قریب
چالیس برس کے تھے اور اونھوں نے تصدیق کی آپکی اور ایمان لائے پس ثابت ہوا اس تقریر سے
کہ یہ آیتیں صلاحیت رکھتی ہیں کہ مراد انسے حضرت ابو بکر صدیق ہوں اور جب صلاحیت رکھنا
ثابت ہوا تو اب ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ مراد اس آیت سے حضرت ابو بکر رض ہی ہیں انتہے پس اس صورت
میں اس آیت سے ہر شخص کے واسطے دو یا ڈھائی برس ثابت نہونگے بلکہ خاص ایک شخص کا
حال ہوگا اور درصورتیکہ عام ہر شخص کے واسطے لیا جائے تو بھی دلالت اس آیت کی اقل اور اکثر مدت
پر قطعی نہوگی بلکہ آیت مؤول ہو جاوے گی چنانچہ سند اسکی درمختار اور رد المحتار سے
بیان ہوگی پس رضاع کے دو برس معین پر دلالت یقینی آیت سے ثابت نہوئی کیونکہ
ان معنوں سے تاویل کہلاتی ہے ہاں امام صاحب کے معنی ظاہر آیت کے مطابق ہیں اگر شبہہ
ہوتا ہے تو فقط یہی ہوتا ہے کہ آیت کو حدیث سے خاص کرتے ہیں سو یہ امام صاحب کے نزدیک
جائز ہے چنانچہ تقریر اسکی اوپر گذر چکی کہ مدت رضاع میں اختلاف ہے امام صاحب ڈھائی برس
اسی آیت سے لیتے ہیں اور امام مالک دو برس سے دو ماہ زیادہ کرتے ہیں اور ایک روایت میں ایک
مہینہ اور ایک میں کچھ معین نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ جبتک بچے کو دودھ کی احتیاج ہو پلانا چاہیے
اور بغوی نے معالم التنزیل میں حضرت علی رض سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رض
کی شان میں نازل ہوئی ہے انتہے پس اس صورت میں البتہ اقل اور اکثر مدت حمل اور رضاع کی
لیا درست ہو جاویگا کیونکہ قرینہ قائم ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کا حال مذکور ہے اور جس صورت میں
کہ عام لیا جاوے پھر بھی معنی یہی مراد ہوں اور دوسرے معنی سے انکار کیا جائے تو بعید از انصاف
ہے البتہ ان معنوں سے بھی بیشک اسمیں تاویل ہے پھر قطعی الدلالت نہیں چنانچہ صاحب عنایہ
لکھتے ہیں کہ تائید کرتی ہے اسکی تاویل پر وہ روایت کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پس
چھٹے مہینے میں وہ عورت لڑکا جنی پس حضرت عثمان رض کے پاس لائی گئی پس اپنے مشورہ لیا

اوسکے رحم کرنے مین اور کہا ابن عباسؓ نے کہ اگر مین کتاب اللہ سے اسمین مخاصمہ کرون تو کرسکتا

ہون کہا صحابہ نے کیونکر کہا حضرت ابن عباسؓ نے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا آپس حضرت عثمانؓ نے چھوڑ دیا اوسکو انتہے پس معلوم ہوا کہ تاویل سے دونو

معنی خالی نہین امام صاحب کے معنی گو ظاہر ہین لیکن اونہین بوجہ حدیث کے تغیر آگیا اور محدثین کے

معنون مین بوجہ کمی بیشی لینے کے تاویل ہوگئی یہی وجہ ہے کہ دو سال کے تعین مین کوئی حدیث

صحیح مرفوع نہین آئی ہے بلکہ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ جسکے معنی استحقاق اجرت کے ہین جیساکہ

قرآن شریف سے دو برس دودھ پلانا والدہ کا سمجھا جاتا ہے اسکا مطلق ذکر نہین کہ حرمت رضاع دو

برس مین ہوگی فقط محدثین کا قول ہے ایسے ہی امام صاحب کا قول ہے تصریح آیت مین دونون کے قول

کی نہین لیکن سیاق آیہ مؤید مذہب امام صاحب کے ہے البتہ بخاری اور مسلم کی روایت مین یہ آیا ہے اِنَّمَا

الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ یعنی رضاعت وقت طفلی ہی کے ہوتی ہے انتہے سو اس عبارت سے

دو برس کا تعین کیسے ہوسکتا ہے بلکہ آیت مین بھی جو خاص حرمت رضاع کے بارے مین آئی ہے

مطلق ارضاع ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ یعنی اور حرام کین

مائین تمہاری جنھون نے تمکو دودھ پلایا ہے انتہے باقی رہی آیت وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ

حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ اور دوسری آیت حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ سو اسکا جواب تفسیر احمدی

مین مذکور ہے وَبِالْحَقِيْقَةِ لَيْسَ هُوَ حُجَّةً لَّهُمْ فِيْمَا ذَهَبُوْا اِلَيْهِ مِنْ عَدَمِ زِيَادَةِ

الرَّضَاعِ عَلٰى حَوْلَيْنِ لِاَنَّهٗ قَيْدٌ لِوُجُوْبِ اِرْضَاعِ الْوَالِدَةِ وَلَدَهَا يَعْنِيْ اَنْ لَيْسَ

الْوَاجِبُ عَلَى الْوَالِدَةِ اِرْضَاعُ وَلَدِهَا عِنْدَ الْعُذْرِ اِلَّا حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ وَالزِّيَادَةُ

تَبَرُّعٌ مِّنْهَا وَقَيْدٌ لِوُجُوْبِ اُجْرَةِ الرَّضَاعِ عَلَى الْاَبِ بِقَرِيْنَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَ

عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ يَعْنِيْ لَيْسَ الْوَاجِبُ عَلَى الْاَبِ اِلَّا اُجْرَةَ

حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ وَلَا يُفْهَمُ مِنْهُ اَنْ لَّا يَجُوْزَ زِيَادَةُ الرَّضَاعِ اَكْثَرَ مِنْ سَنَتَيْنِ

یعنی درحقیقت یہ دونون آیتین اونکے لیے حجت نہین ہوسکتین اوس چیز مین کہ گئے ہین وہ طرف

بخاری مسلم

تفسیر احمدی

صفحہ ۱۱۱

اور سکے نہ زیادہ ہونے رضاع مین دو برس سے اس لیے کہ دو برس قید ہین واسطے وجوب دودھ پلانے ماکے اپنے بچے کو یعنی نہین واجب ہی والدہ پر دودھ پلانا اپنے لڑکے کا وقت عذر کے مگر دو سال اور زیادتی اسکی طرف سے احسان ہی یا دو سال قید ہین واسطے واجب ہونے اجرت دودھ پلانی کے والد پر بسبب قرینۂ قول اللہ تعالے کے اور والد پر ہی کھانا اور کپڑا اونکا یعنی نہین واجب ہی باپ پر مگر اجرت دو برس کامل کی اونہین سمجھا جاتا اس سے کہ نہ جائز ہو زیادتی رضاع کی زیادہ دو برس سے انتہے اس عبارت سے واضح ہوا کہ یہ آیتین اس بارے مین ہین کہ ماں کو دو برس دودھ پلانا یا والد کو اجرت دودھ پلانے دو سال کی دینا ضروری ہی رضاع جس سے دو برس کے اندر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہی وہ مضمون ہرگز اس عبارت سے نہین نکلتا بلکہ رضاع سے جو حرمت آتی ہی اوسکی آیت پہلے ہم بیان کر چکے ہین اوسمین مطلق رضاع سے حرمت ہی البتہ احادیث نے ایام طفلی کو خاص کر لیا اور اگر آیت کو بھی غور سے دیکھا جاوے تو بھی معلوم ہوتا ہی کہ لڑکپن ہین ہی پینا معتبر ہی کیونکہ رضاع کیواسطے رضیع چاہیے اور ظاہر ہی کہ جوان رضیع نہین ہوتا اور شیخ امام ابونصر نے شرح قدوری مین لکھا ہی وجہ قولہما قولہ تعالے وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَقَالَ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ وَالْجَوَابُ أَنَّ رَضَاعَ الْأُمِّ لَا يَتَعَلَّقُ بِهِ تَحْرِيمٌ فَعُلِمَ أَنَّ الْفَصْلَ الْمَذْكُورَ لَيْسَ هُوَ فِصَالًا فِي التَّحْرِيمِ وَإِنَّمَا هُوَ فِي وُجُوبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَبِ یعنی وجہ قول صاحبین کی یہ دونون آیتین ہین اور جواب یہ ہی کہ رضاع والدہ کی ساتھ حرمت کے متعلق نہین ہوتی پس جانا گیا کہ اس فصل سے مراد وہ فصال نہین جو حرام کرتا ہی بلکہ یہ تو نفقہ کے واجب ہونے مین ہی والد پر انتہے مطلب اس عبارت کا یہ ہی کہ یہان والدہ کا اور اوسکے دو برس دودھ پلانے کا ذکر کیا ہی پس والدہ کو دودھ پلانے سے حرمت کے کیا معنی بلکہ حرمت تو غیر عورت کے دودھ پلانے سے ہوتی ہی پس معلوم ہوا کہ یہ فصال وہ فصال نہین ہی کہ جس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہی بلکہ یہان اس کا بیان ہی کہ دو برس تک عذر مین دودھ پلانا اونکو ضرور ہی

اور والدکو اسکی اجرت دینی چاہیے اس لیے کہ اسمین سبکا اتفاق ہے کہ استحقاق اجرت کے دو برس ہین
چنانچہ قاضی خان اور بحر رائق مین اسکی تصریح کردی ہے اور تبیین الحقایق مین لکھا ہے پس اس تقریر سے
جانا گیا کہ فصال مذکور اس آیت مین فصال استحقاق اجرت کا والد پر ہے نہ فصال مدت رضاع
کا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ فصال مدت رضاع کا ہے اس صورت مین یہ بیان ہے کمتر مدت رضاع کا
نہ یہ کہ وہ واجب کر دیتا ہے حرمت کو بعد اوسکے کیا نہین جانتا تو کہ رضاع اور حمل مین فرق ہے اور ارادہ
کیا ہے کمتر مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہے کمتر مدت فصال کا اور دلیل باقی رہنے مدت رضاع کی یہ ہے کہ
اللہ تعالی نے بعد اسکے فرمایا پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا رضامندی اپنی اور مشورے سے اور
ذکر کیا اس آیت کو بعد حولین کے ساتھ حرف فا کے پس دلالت کی اس نے اوپر باقی رہنے مدت رضاع
کی بعد حولین کے اور اسیواسطے معلق کیا فصال کو بعد حولین کے ساتھ تراضی اونکے کے اوپر اور دودھ
چھڑانا مدت رضاع مین غیر معتبر ہے جسطرح کہ رضاع بعد مدت رضاع کے غیر معتبر ہے دودھ چھڑایا ہو یا نہ انتہی
اور شرح قدوری مین لکھا ہے وقوله تعالى حمله وفصاله ثلثون شهرا ليس هذا بيانا
لغاية الفصال وانما هو بيان لاقل مدة الفصال الا ترى انه فرق بين
الحمل والفصال واراد اقل مدة الحمل كذلك اراد اقل مدة الفصال
یعنی یہ اللہ تعالی کا قول انتہاے فصال کا بیان نہین بلکہ یہ بیان ہے کمتر مدت فصال کا کیا نہین
دیکھتا تو کہ درمیان حمل اور فصال کے فرق ہے اور ارادہ کیا ہے کہ مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہے
کمتر مدت فصال کا انتہی اور تفسیر مدارک مین آیہ فلا جناح علیہما کے بعد لکھا ہے زادا على
الحولين او نقصا وهذه توسعة بعد التحديد یعنی زیادہ کرین والدین دو برس
یا کم کرین اور یہ وسعت ہے بعد تعیین کے انتہی اور تفسیر کشاف مین لکھا ہے فان ارادا فصالا
صادرا عن تراض منهما وتشاور فلا جناح عليهما في ذلك زادا على
الحولين او نقصا وهذه توسعة بعد التحديد یعنی مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ
پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا خوشی اور مشورے سے تو کوئی گناہ اسمین اونپر نہین ہے

قاضی خان بحر رائق تبیین الحقائق

شرح قدوری

تفسیر مدارک

تفسیر کشاف

زیادہ کردین دو برس سے یا کم کردین اور یہ وسعت ہی بعد معین کرنے کے انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا
کہ دو برس رضاع کے معین نہین بلکہ اسمین وسعت کی گئی ہی اس لیے کہ امام مالک کہتے ہین کہ دو برس سے
زیادہ بھی اگر ضرورت پڑے تو بھی رضاع ہی اور امام زفر ایک سال زیادہ لیتے ہین کیونکہ اسمین
خوب تغیر واقع ہوجاتا ہی کیونکہ ہر فصل کی عادت ہوجاتی ہی تو پھر دودھ چھڑانے مین تکلیف کم ہوگی
اور امام صاحب نے ڈھائی برس لیے ہین اسلیے کہ یکایک بعد دو برس کے انقطاع کرنا دودھ کا بچے کو
دشوار اور باعث ہلاکت ہوگا پس کچھ مدت زیادہ ہو تاکہ اسمین اوسکو اور شی کھانے کی عادت
ہوجاوے اور چھ ماہ مین صلاحیت ہی کہ دوسری غذا کی عادت ہوجاوے کیونکہ یہ چھ ماہ ادنے
مدت حمل کے ہین اسقدر مین غذا کا تغیر ہوسکتا ہی اس لیے کہ جنین کی غذا رضیع کے مغایر ہی جنین
کی غذا اوسکی مان کی غذا ہی پھر وہ دودھ ہوکر رضیع کے کام آتی ہی ایسی ہی رضیع کی غذا مغایر ہوتی
ہی فطیم کی غذا کے یعنی جسکا دودھ چھڑایا ہو کیونکہ اسکو کبھی دودھ بھی دیا جاتا ہی اور کھانا بھی دیا جاتا ہی
پس معلوم ہوا کہ غذا کا متغیر کرنا چاہیے اور تغیر غذا کا چھ مہینے مین ہوتا ہی چنانچہ جنین مین بیان
ہوا اسیلیے یہان بھی تغیر غذا کیواسطے چھ مہینے لیے گئے یہ تقریر ہدایہ اور عنایہ وغیرہ مین لکھی ہی
اور وہ آیت ثلثون شہرا بھی ڈھائی برس کی تائید کرتی ہی چنانچہ تقریر اوسکی
اوپر ہوچکے بیان کی پس اسی احتیاط کی وجہ سے امام صاحب نے ڈھائی برس لیے کیونکہ
حدیث مین جسکی حرمت مین شبہ ہوجائے اوس سے بھی بچنے کو فرمایا ہی اور اسمین تو اسقدر
دلائل موجود ہین اس لیے امام صاحب نے احتیاطاً فرمایا کہ ڈھائی برس مین اگر کوئی دودھ
کسی عورت کا پیے وہ مع اپنے اقربا کے اوسپر حرام ہوجائے گا چنانچہ تفسیر احمدی وغیرہ مین اسکی
تصریح کردی ہی ہان البتہ اگر نص صریح دو برس کی پائی جاتی تو اوسوقت مین حرمت رضاع
مین احتیاط کرنی مناسب تھی بلکہ آیات کے سباق اور سیاق کو دیکھا جائے تو خوب واضح
ہوجائے کہ بیان والدین کے معاملات کا ذکر ہی حرمت رضاعی کا پتہ بھی نہین آپکو حولین کا
لفظ دیکھکر شبہ ہوگیا اور مخالفت کا حکم لگا دیا اگر آپ سیاق اور سباق آیت کا ہی ملاحظہ فرماتے

تو بھی ایسے شبہے انکو ہرگز نہ ہوتے اور اگر انکو حنفیہ کی کتابون پر نظر ہوتی تو اونمین تو سب کچھ موجود
ہی کوئی بات نہین چھوڑی جسقدر ہمنے لکھا ہی یہ ایک شمہ ہی اوسکا پس حاصل کلام یہ ہوا کہ جب تک
یہ نہ ثابت ہو جاوے کہ اس آیت مین وہی دو برس مراد ہین جس سے حرمت متعلق ہوتی
ہی اور والدہ کو دو برس دودھ پلانا جبکہ کوئی دائی نہ ملے یا والد غریب ہو کہ دائی کو نوکر رکھ سکتا ہو
یا وہ بچہ سوا اپنی والدہ کے کسی کا دودھ نہ پیتا ہو ضروری ہی ہرگز مخالفت نہین ہو سکتی بلکہ اسقدر
اختلاف جو ہمنے بیان کیا اسی وجہ سے واقع ہوا کہ ہر طرف کا احتمال ہی ورنہ ایسے محققین
اپنی طرف سے کوئی بات نعوذ باللہ منہا کہہ سکتے ہین جب تک کہ اوسکی کوئی سند قرآن اور حدیث
سے نہ پائی جائے یہ تمام تقریرات ہمنے واسطے رفع مخالفت کے بیان کیے ہین تا معلوم ہو جاوے
کہ امام صاحب نے مخالفت قرآن و حدیث کی ہرگز نہین کی بلکہ اوسی سے اخذ کیا ہی چنانچہ خوب
مدلل ہو گیا البتہ فقط اسقدر مختار ہین دونون پہ ہی اور دوسری کتابون مین مذہب صاحبین
ہی چنانچہ فتح القدیر مین ہی الاصح قولہما وہو مختار الطحاوی یعنی صحیح تر قول
صاحبین کا ہی اور یہی مختار امام طحاوی کا ہی اور دوسری روایت امام صاحب کی بھی موافق صاحبین کے ہی چنانچہ علامہ ابن
قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین لکھتے ہین وعن ابی حنیفۃ روایۃ اخری کقول
ابی یوسف ومحمد یعنی امام صاحب سے دوسری روایت مثل قول صاحبین کے آئی
ہی اور رد المحتار حاشیہ در المختار مین بھی اسکو ترجیح دی ہی اور صاحب ہدایہ کا بھی رجوع ثابت
کیا ہی علی ہذا القیاس اور فتاوون مین بھی یہ لکھا ہی وبقولہما ناخذ یعنی ساتھ قول
صاحبین کے ہم عمل کرتے ہین پس اس سے دوسرے قول مین مخالفت نہین ہو سکتی اس لیے کہ ائمہ مجتہدین
وغیرہ مین ہمیشہ اختلاف رہا ہی ایک کے قول پر عمل ہی دوسرے کا متروک ہی اس سے اون پر
کوئی اعتراض نہین آسکتا بلکہ اسکو من قبیل اختلاف امتی رحمۃ کے کہتے ہین صحابہ مین بھی
تو اس قسم کا اختلاف ہوا ہی وہ عین صواب تھا ایسے ہی اختلافات ائمہ کا سمجھنا چاہیے
چنانچہ اس بحث کو ہم مفصل اسی جگہ مین بیان کرین گے **قال** مسئلہ سوم اور ایک مسئلہ امام

اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہی ہی جو کہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے محرمات ابدی مثل ماں اور بہن اور بیٹی اور اونکے سوا جنکو حرام کیا ہی خدا نے جانکر نکاح کرلے اور صحبت کرے اوس سے تو بھی اوس پر حد نہین آتی اس لیے کہ محل شبہہ ہی کیونکہ تمام بیٹیاں آدم کی موضوع ہین اولاد کے لیے اور وہ مقصود اس جگہ بھی حاصل ہی الخ **اقول** آپنے موافقت کا نام مخالفت رکھا ہی اسمین ہرگز مخالفت نہین پائی جاتی آپکا قیاس مع الفارق ہی مسئلہ کچھ ہی اور آپ حدیث کچھ لاتے ہین حدیث مین تو یہ آیا ہی جو شخص اپنی ماں یا اور کسی محرم سے نکاح کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اوسکا کاٹنے کو اور مال لینے کو فرمایا اسمین فقط نکاح کا ذکر ہی وطی کا بیان نہین ہی اوسکی وجہ یہ تھی کہ وہ شخص والدہ سے نکاح کرنے کو حلال جانتا تھا اور حکم شریعت کا انکار کرتا تھا چنانچہ لمعات مین آیا ہی کَانَ الرَّجُلُ اِعْتَقَدَ حِلَّهٗ وَ اَنْکَرَ حُکْمَ الشَّرِیْعَةِ فَکَانَ مُرْتَدًّا فَلِذٰلِکَ اَمَرَ بِقَتْلِهٖ وَ اَخْذِ مَالِهٖ یعنی تھا وہ شخص کہ اعتقاد کیا تھا اوسنے حلال ہونے اس نکاح کا اور انکار کیا تھا حکم شرعی کا پس ہو گیا وہ مرتد پس اسی وجہ سے حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے قتل کا اور مال چھین لینے کا انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بوجہ مرتد ہونے کے آپنے اوسکے قتل کا اور اوسکے مال چھین لینے کا حکم فرمایا پھر امام صاحب کا مسئلہ اس حدیث کے مخالف کیسے ہو سکتا ہی علاوہ اسکے قتل کرنا تعزیر کے منافی نہین بلکہ سوا حد کے جو شارع کی طرف سے معین ہی سب تعزیر مین داخل ہی نصاب التعزیر مین آیا ہی وَالْفَرْقُ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ الْحَدِّ عَلٰی مَا فِی فَتَاوٰی نِصَابِ الْاِحْتِسَابِ اَنَّ الْحَدَّ مُقَدَّرٌ وَ التَّعْزِیْرُ مُفَوَّضٌ اِلٰی رَاْیِ الْاِمَامِ وَ اَنَّ الْحَدَّ یَنْدَرِءُ بِالشُّبُهَاتِ وَ التَّعْزِیْرُ یَجِبُ مَعَ الشُّبُهَاتِ یعنی فرق درمیان تعزیر اور حد کے جیسا کہ نصاب الاحتساب مین ہی یہ ہی کہ حد معین ہی اور تعزیر راے امام پر ہی اور فرق یہ ہی کہ حد شبہہ سے زایل ہو جاتی ہی اور تعزیر شبہہ سے واجب ہو جاتی ہی اور درمختار وغیرہ مین لکھا ہی وَ یَکُوْنُ التَّعْزِیْرُ بِالْقَتْلِ یعنی تعزیر قتل سے بھی ہوتی ہی انتہے پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قتل کرنا بھی تعزیر ہی مگر تعزیر جب ہوگی کہ شبہہ ہو حد شبہہ مین ساقط ہو جاتی ہی چنانچہ

حدیث اِدْرَءُوا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ مَا اسْتَطَعْتُمْ یعنی ساقط کر دیا کرو حدود کو شبہ سے جہان تک استطاعت رکھتے ہو اتنے اسپر دلالت کرتی ہے کہ کچھ بھی شبہہ ہو تو حد ساقط کرنی چاہیے باقی رہا شبہہ اسکے تعیّن کا سو کچھ حدیث اور قرآن مین صراحۃً کہین مذکور نہین بلکہ ہر ایک نے استنباط کیا ہی اور امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی شبہات مین داخل کیا ہی پھر آپکا یہ فرمانا کہ پیغمبر کے حق مین یہ اعتقاد کرنا ہی کہ اونھون نے اس مسئلے کو نہین سمجھا اتنے جناب من خود آپ نہین سمجھے جو ایسا شبہہ وارد کیا بیشک آپکے حق مین ہمارا ابھی اعتقاد یہی ہی کہ بالکل آپ مطلب حدیث کا نہین سمجھے چنانچہ دیکھو خلاصۂ فتح القدیر کا بیان ہوتا ہی یعنی نزدیک امام صاحب کے نفس عقد سے حد لگانے مین شبہہ ہو جاتا ہی اگرچہ اوس عقد کی تحریم پر اتفاق ہو اور وہ جانتا بھی ہو اور نزدیک دوسرون کے جسوقت وہ جانتا ہو یہ شبہہ نفس عقد کا ثابت نہوگا اس عبارت کو عربی کی آپ سمجھے نہین یا عمدًا تغیر کر دیا اور کہا عمدًا نکاح کرنے سے محل شبہہ نہین اس مین عمد اور غیر عمد کو کچھ دخل نہین بلکہ امام صاحب کے نزدیک نفس عقد ایسی شی ہی جس سے حد مین شبہہ واقع ہو جاتا ہی گو وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو پس امام صاحب اور سفیان ثوری اور امام زفر یہ فرماتے ہین کہ اگر اوس نے نکاح محارم سے کیا اور پھر وطی کی تو حد اوسپر واجب نہوگی گو جانتا ہو لیکن مہر واجب ہو جائے گا البتہ اوسکو تعزیر اشد جو سب تعزیرون مین زیادہ ہو سیاستہً دیجائے گی اوسکے واسطے کوئی حد شرعی مقرر نہین ہے اور وہ حدیث جسمین آیا ہی کہ اوس شخص نے اپنی باپ کی بی بی سے نکاح کیا تھا اوسکے واسطے آپنے حکم دیا کہ گردن اوسکی ماری جاوے اور مال اوسکا لے لیا جاوے اس لیے کہ وہ مرتد ہو گیا اور نہ فقط نکاح سے یہ نہین لازم آتا کہ اوس نے وطی بھی کی ہو اور نہ کہین احادیث مین وطی کا ذکر ہی بلکہ محض نکاح آیا ہی اسکی وجہ یہی ہی کہ وہ مرتد تھا احکام شرعی کا انکار کرتا تھا کیونکہ سوائے وطی کے اور فعل مین مثل نکاح وغیرہ کے حد نہین آتی نہ کہ قتل کرنا اور کل مال لے لینا اسکا باعث فقط ارتداد ہی سو اسمین قتل بیشک آیا ہی اس لیے کہ حد گردن مارنا اور مال لے لینا نہین ہے بلکہ یہ تو لوازمات کفر سے ہے پس صاحبین تو کہتے ہین کہ محارم محل عقد

فتح القدیر

نہین اور امام صاحب فرماتے ہین محل عقد ہین اور دونون مین نزاع لفظی ہی اس لیے کہ جو نفی کرتے ہین
وہ باعتبار اس عاقد یعنی نکاح کرنیوالے کے کہتے ہین کہ اسکے اعتبار سے محل عقد نہین ہو سکتے اور جو محل
عقد کا ثبوت کرتے ہین اونکے نزدیک قطع نظر اس عاقد کے محل عقد ہین پس فی الجملہ محلیت نکاح ہونے
کو امام صاحب ثابت کرتے ہین خاص بنظر ناکح کے نہین کہتے اسیوجہ سے اوسکی علت یہ بیان کی کہ اونمین
قابلیت مقاصد نکاح کی ہی اور ظاہر ہی کہ اس ناکح کے اعتبار سے قابلیت نہین البتہ فی الجملہ ہی یہی
امام صاحب کا مقصود ہی اس لیے کہ شبہہ وہ جو مشابہ ثابت کے ہو اور خود ثابت نہو اور ظاہر ہی کہ یہان
شبہہ ثبوت بوجہ من الوجوہ پایا جاتا ہی اسیوجہ سے امام صاحب اشد تعزیر اوسپر واجب کہتے ہین مگر
حد کی عقوبت روا نہین رکھتے پس معلوم ہوا کہ اونکے نزدیک یہان زنا ے محض ہی مگر اوسمین شبہہ
عقد واقع ہوگیا ہی پس مہر اور تعزیر ضروری ہی اور حدیث بھی اس قول کی تایید کرتی ہی اَيُّمَا امْرَأَةٍ
نَكَحَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ
مِنْ فَرْجِهَا یعنی جو عورت نکاح کرے بغیر اذن ولی اپنے کے پس نکاح اوسکا باطل ہی پس اگر وہ وطی کرے
اوس سے پس واسطے اوس عورت کے مہر ہی بسبب جماع اوسکے انتہی یہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم بطلان کا فرمایا اور مہر واجب کیا اور یہان بالاتفاق حد ساقط ہو جائیگی آگے معلوم ہوا کہ نفس
عقد کو انتا دخل ہی کہ حد ساقط کر دیتا ہی ورنہ اگر نکاح نہوتا تو حد لازم آتی یہ فقط نکاح کی برکت ہی کہ باوجود
باطل ہونے کے مہر لازم ہوگیا اور حد بالاتفاق ساقط ہو گئی ورنہ حد کے ساقط ہونے کی کوئی صورت نتھی
پھر نکاح محرمات باطل سے تو کسیطرح زیادہ نہین اسمین کیونکر شبہہ عقد نہوگا اور کیونکر حد ساقط نہوگی علی
القیاس بروایت ابن عباس رض حدیث اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ اوپر گذر چکی اور حضرت
عمر کا قول ہی لَاَنْ اُعَطِّلَ الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقِیْمَهَا بِالشُّبُهَاتِ
یعنی البتہ اگر معطل کرون مین حدود کو شبہات سے تو اچھا جانتا ہون اس سے کہ قائم کرون
مین اونکو شبہات سے انتہی اور دوسری حدیث بروایت حضرت معاذ بن جبل و عبد اللہ بن مسعود
و عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم آئی ہے قَالُوْا اِذَا اشْتَبَهَ عَلَيْكَ الْحَدُّ فَادْرَأْهُ یعنی کہا

اونھون نے جسوقت مشتبہ ہوجاوے تجھپر حد پس موقوف رکھ اوسکو انتہے اور اصحاب ظاہر کہتے ہین
کہ حد بعد ثبوت کے حلال نہین ہی کہ موقوف کردی جائے اور ان آثار مین جرح کرتے ہین کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین کوئی روایت ثابت نہین بلکہ بعض صحابہ رض سے بطرق ضعیفہ
منقول ہی اسلیے کہ بعض اوسکا مرسل ہی ہم یہ کہتے ہین کہ ارسال مین کچھ مضائقہ نہین اور یہان
موقوف بھی حکم مین مرفوع کے ہی اس لیے کہ واجب کو ساقط کردینا بعد ثبوت اوسکے کے شبہہ سے
خلاف مقتضائے عقل ہی بلکہ مقتضائے عقل یہی ہی کہ بعد متحقق ہونے ثبوت کے شبہہ سے مرتفع نہوپس جبکہ اسکو صحابی
نے ذکر کیا تو اوسکو رفع ہی پر محمول کیا جائے گا علاوہ اسکے تمام جہان کے فقہا کا اجماع ہوا اسپر
کہ حدود شبہات سے ساقط کردیے جاتے ہین کفایت کرتا ہی اسیواسطے بعض فقہا نے کہا کہ یہ
حدیث متفق علیہ ہی اور یہی یہ ہی کہ قبول کیا ہی اوسکو ایک جماعت نے اور بھی تتبع نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اور صحابہ رض سے اس مسلہ مین یقین ہوجاتا ہی کیونکہ جب ماعز سے آپنے باوجود اقرار صحیح کے یہ فرمایا
کہ شاید تم نے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھ لگایا ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ آپ تلقین کرتے تھے کہ کسی طرح
ہان کہدین اور اس سے دریافت کرنے مین اور کوئی فائدہ نہ تھا سوا اسکے کہ اونھون نے ہان کہا اور چھوڑ دینے
اقرار قرض کا کرلیا اوسی سے آپنے کبھی یہ فرمایا کہ شاید تیرے پاس امانت ہوگی پھر ہلاک ہوگئی ایسے
چور سے فرمایا کہ کیا تو نے چوری کی مجکو تو گمان نہین کہ تو نے چوری کی ہو اور غامدیہ سے بھی اسی
قسم کا کلام کیا ایسے ہی حضرت علی رض نے ایک عورت سے فرمایا شاید سوتے مین وہ تیرے اوپر آگیا
یا زبردستی کی ہو یا تیرے مولے نے تیرا نکاح کردیا ہی اور تو اوسکو چھپاتی ہی اور بہت اسکی نظیرین
ہین جنکا بیان کرنا طول کلام ہی پس حاصل ان سب تقریرون کا یہ ہوا کہ حد کے دفع کرنے مین حیلہ
کرنا بیشک جائز ہی اور ان استفسارات سے بھی جو کہ دفع حد کے لیے قصداً احتیال کا فائدہ دیتی ہین
معلوم ہو کہ بعد ثبوت کے تھی کیونکہ بعد صریح اقرار ہی کے ثبوت ہوتا ہی جو یہان پایا گیا اور یہی ان
آثار کا حاصل ہی پس ان احادیث کے معنی جہت شارع سے یقینی ہوگئے اب اسمین کسی طرح کا
شک نکرنا چاہیے اور اسکے منکرین کی طرف مطلق التفات نکرنا چاہیے اور نہ اعتماد کرنا چاہیے

البتہ کبھی بعض مواقع مین اختلاف فقہا مین واقع ہوا ہی کہ آیا یہ شبہہ قابلیت دفع کی رکھتا ہی یا نہین
سو ہمارا تو قول یہ ہی کہ شبہہ وہی ہی جو مشابہ ثابت کے ہو اور ثابت نہو انتہی ملخص فتح القدیر اور
زیادہ تفصیل و تحقیق اس مسئلہ کی مولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی نے رسالہ القول الجازم
فی سقوط الحد بنکاح المحارم مین کی ہی پس امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی داخل شبہات کیا ہی
اگر آپکو اسمین شبہہ ہی تو اوسکے دفع مین آپنے کوئی حدیث پیش کیون نہین کی یا کسی آیت سے سند
لائے ہوتے امام صاحب کی جو حجت ہدایہ مین مذکور ہی اوسکی رد مین آپنے دو جواب لکھے
ہین جسکا خلاصہ ہے چہ خوش گفت مست سعدی در زلیخا + کہنا چاہیے مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ
اسمین محض آپنے اپنی راے کو دخل دیا ہی جب آپکو کوئی حدیث نہین ملتی تو حنفیہ الیسی عنایت
کیون ہی کہ خود آستین چھڑا کر لڑنے کو مستعد ہو جاتے ہین پھر اس سے کچھ بحث نہین کہ الفاظ او
معنی کو ربط ہو انہون بلکہ تا مقدور ربط کلام نہین دیتے اتفاقیہ کہین ہو جائے تو معذور ہین
جب کچھ نبن پڑی تو بطور خلاصہ فرمانے لگے غرض کہ حنفیہ تو قرآن کی مخالفت سے ڈرتے ہین
اور نہ حدیث کی انتہی جناب من قرآن اور حدیث کی مخالفت سی حنفیہ تو بیشک ڈرتے ہین مگر
فرقہ ظاہریہ کی مخالفت سے البتہ اونکو کچھ باک نہین خلاصہ یہ ہی کہ قرآن شریف مین نکاح
محرمات کے لیے کہین حد نہین آئی ہی باقی رہی حدیث سو اوسمین مرتد کے واسطے ہی چنانچہ عبارت
لمعات و فتح القدیر سے معلوم ہوا علاوہ اسکے قتل بھی تعزیر ہی البتہ کسی حدیث مین رجم یا سو درہ آئی
ہون اور خاص اسی واقعہ مین ہو تو اوسوقت بیشک ہم امام صاحب کے قول کو چھوڑ دین گے
اور جب قول اونکا ہر طرح سے موافق ہو تو پھر ہمکو نعوذ باللہ اونسے کچھ عداوت تو ہی نہین جو مثل
آپکے بے انصافی کرین اللہ ایسے تعصب سے بچاوے **قال** مسئلہ چہارم ایک مسئلہ امام اعظم رح کا مخالف
حدیث کے یہ ہی کہ حکم قاضی کا تمام عقود او فسوق مثل نکاح او طلاق او بیع اور اقالہ مین امام اعظم کے
نزدیک نافذ ہی ظاہرا و باطنا الخ **اقول** آپکو بھی عجب خبط ہو اور خلط کلام آتا ہی عام کو خاص
او خاص کو عام کرنا آپ ہی کا کام ہی حدیث کہ جسکے مخالف قول امام صاحب کا آپ سمجھتے ہین صاحب

اموال مین ہے چنانچہ خاتم المحدثین جناب حافظ الحدیث مولانا مولوی احمد علی صاحب لکھتے ہین
واحتجوا ای الحنفیۃ بان الحاکم قضی بحجۃ شرعیۃ فیما لہ ولایۃ الانشاء فیہ
فیجعل انشاءً تحرزاً عن الحرام والحدیث صریح فی المال ولیس النزاع
فیہ فان القاضی لا یملک دفع مال احد الی آخر ویملک انشاء العقود والفسوخ
یعنی اور حجت لائے حنفیہ باین طور کہ حاکم حکم کرتا ہی حجت شرعیہ سے اوس چیز مین کہ اوسکو ولایت انشا
کی اوسمین ہے پس گردانا جاویگا حکم اوسکا انشا واسطے بچنے کے حرام سے اور یہ حدیث مال مین صریح ہی اور
نہین ہی گفتگو مال مین اسواسطے کہ قاضی نہین مالک ہوتا ایک کے مال دینے کا طرف دوسرے کے
اور مالک ہوتا ہی بنا کرنے عقد نکاح وغیرہ و فسخ نکاح وغیرہ کا انتہی اور امام طحاوی لکھتے ہین وذہب
آخرون الی ان الحکم ان کان فی مال وکان الامر فی الباطن بخلاف ما استند الیہ
الحاکم من الظاہر لم یکن ذلک موجبا حلہ للمحکوم لہ وان کان فی نکاح او طلاق
فانہ ینفذ ظاہراً وباطناً وحملوا حدیث الباب الذی قبل ہذا الباب علی ما ورد
فیہ وہو المال یعنی اور گئے ہین دوسرے فقہا طرف اسکے کہ حکم اگر مال مین ہو اور واقع مین امر اوسکے
ہو اوسکے کہ حکم دیا ہی حاکم نے ظاہر کا تو نہوگا یہ حکم واجب کرنے والا حلال ہونے اوسکے کا واسطے اوس
شخص کے کہ حکم کیا گیا ہی اوسکے لیے اور اگر ہوگا حکم نکاح مین یا طلاق مین تو تحقیق جاری ہوگا ظاہر
اور باطن مین اور حمل کیا اونھون نے حدیث باب کو جو کہ پہلے اس باب کے ہی اوپر اوسکے کہ وارد
ہوئی ہی اوسمین حدیث اور وہ مال ہی انتہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ حدیث خاص مال
مین وارد ہوئی ہی چنانچہ لفظ من حق اخیہ او اقطع لہ قطعۃ من النار اس پر دلالت
کرتا ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ ظاہر اس حدیث کا دلالت کرتا ہی اسپر کہ یہ حدیث خاص ہی اوس حکم
مین کہ متعلق ہوتا ہی کلام خصم کے سننے سے اور گواہ اور قسم وہان نہون سو اسمین نزاع نہین
کیونکہ نزاع تو اوس حکم مین ہی جو گواہی پر مرتب ہوا انتہے کیونکہ الحن بحجتہ جسکے معنی خوب
گفتگو کرنے والے کے ہین جھوٹی بات کو بھی سچی کر دے اوس مین گواہ او قسم کا ذکر نہین ہین

اختلاف ہی البتہ اگر فقط اونکی گفتگو پر کفایت کی جائے گی جیسا کہ ظاہر الفاظ حدیث کے اسپر دال ہین
تو اوسوقت ظاہر اتضاد واقع ہوگی اور امام صاحب بھی اسکے خلاف نہین کہتے البتہ جسمین گواہ اور
قسم ہو اوسمین امام صاحب فرماتے ہین کہ قضا قاضی کی ظاہر اور باطن مین نافذ ہوگی سو یہ بیان ہرگز
حدیث سے نہین نکلتا جو مخالفت ہو علاوہ اسکے اگر اس حدیث کو عام رکھا جاوے تو پھر جمہور
کی مخالفت لازم آتی ہے اس لیے کہ اسپر سب متفق ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام مین خطا
نہین ہو سکتی اور اگر ایسا ہوا تو خدا کی طرف سے اطلاع ہو گئی چنانچہ امام نووی جو محدثین سے
ہین اس بات کو تسلیم کرتے ہین بلکہ اسکو خاص کرتے ہین ساتھ غیر اجتہاد کے یعنی جسمین گواہ اور قسم
ہو پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث جمہور کے نزدیک خاص ہے عام نہین البتہ فرق اتنا ہی کہ محدثین بینہ اور
یمین غیر اجتہاد کے ساتھ خاص کرتے ہین اور امام صاحب اموال مین خاص کرتے ہین غرض کہ
طرفین یعنی امام اعظمؒ اور امام محمدؒ اسکو مقید کرتے ہین اب ظاہر الفاظ حدیث کے اہل انصاف خود سمجھ
لینگے کہ اس سے قرینہ اموال کا ہے یا غیر اجتہاد کا علاوہ اوسکے حدیث حضرت علیؓ کی جسکو آپ موقوف
بتلاتے ہین اور قابل حجت نہین کہتے اس قول کی موید ہے اور حدیث موقوف امام شافعی کی یہان
حجت نہین چنانچہ ملا علی قاری خلاصہ مین لکھا ہے وَهُوَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ یعنی اور موقوف
نہین ہے حجت نزدیک شافعی کے انتہے اور حنفیہ کے یہان بیشک حجت ہے چنانچہ لمعات مین آیا ہے
وَمِنْ مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ رض وُجُوبُ تَقْلِيدِ الصَّحَابِيِّ فِيمَا قَالَ یعنی اور مذہب امام صاحب
کا واجب ہونا تقلید صحابی کا ہے اوس چیز مین کہ کہا اونھون نے انتہے اور اتقانی مین لکھا ہے اِعْلَمْ
اَنَّ تَقْلِيدَ الصَّحَابِيِّ وَاجِبٌ یعنی جان تو کہ تحقیق تقلید صحابی کی واجب ہے انتہے اور یہ جو آپ
لکھتے ہین کہ حدیث معلق ضعیف اور مردود شمار کیجاتی ہے سو جناب من ہر معلق کا یہ حکم نہین ہے
بعضے اقسام معلق کے مقبول ہوتے ہین چنانچہ تصریح اسکی نخبۃ الفکر مین آپکی عبارت منقول کے
بعد ہو چکی ہے اگر ایسا نہوتا تو تعلیقات بخاری مین قبل تصریح ابن حجر وغیرہ کے ضرور ضعف
ہوتا حالانکہ تعلیقات بخاری حکم مین اتصال کے ہین کچھ انکی تصریح پر اوسکی صحت موقوف

نہین اور بعضون نے یہ فرق کیا ہی کہ جسمین امام بخاری صیغۂ معروف لائے ہین جیسے قَالَ فُلَانٌ
یا ذَكَرَ فُلَانٌ تو یہ صحیح ہی اور جو صیغۂ مجہول لائے ہین جیسے قِيْلَ یا يُقَالُ تو اونکی صحت
مین البتہ کلام ہی لیکن چونکہ اس کتاب مین مروی ہی کوئی اصل اوسکی ہوگی پس ایسے شخصون کی
تعلیقات کو ضعیف کہنا خالی از تعصب نہین حال آنکہ عادت مصنفین کی کبھی یہ بھی رہی ہی کہ
کل سند کو حذف کر دیتے ہین اور فقط قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہتے ہین چنانچہ
تصریح اسکی مقدمۂ مشکوٰۃ مین موجود ہی خصوصًا متقدمین کا تو یہی دستور تھا کہ وہ سند بیان نہین
کرتے تھے اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ جبتک کذب نہ تھا سچے لوگ تھے موافق اس حدیث شریف
کے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ اِلٰی مَا قَالَ ثُمَّ یَفْشُو الْکَذِبُ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ سب قرنون سے بہتر میرا قرن ہی پھر جو اوسکے متصل ہی پھر جو اوسکے متصل ہی پھر پھیل جائیگا
جھوٹ انتہے اور ظاہر ہی کہ آپکا زمانہ اور صحابہ کا ایک تھا اوسکے بعد تابعین کا زمانہ ہوا پھر
تبع تابعین کا پھر اونکے بعد ایسا جھوٹ پھیلا کہ لوگون نے حدیثین وضع کرنی شروع کین
اسی لیے امام بخاری نے شروط لگائے ورنہ حدیث سے کہین ان شروط کی تصریح نہین
یہ شروط فقط احتیاطًا تھے اور اس غرض سے کہ اب جو کوئی حدیث نقل کرے اوسمین اتنی بات
دیکھ لی جائین جب اوس سے اخذ کیا جائے اوسکے یہ معنی نہ تھے کہ پہلے استاذ الاستاذ امام بخاری
کی جو حدیثین بیان کر گئے ہین اون مین بھی سند اتصال ضروری جاننا وکلا یہ ضابطہ فرقۂ ظاہریہ
کی ایجاد تازہ سے ہی بیشک امام محمد کے تعلیقات حکم مین اتصال کے ہین مثل امام بخاری کے
چنانچہ اتفاق جمہور علمائے حنفیہ و مصنفین شافعیہ کا اسپر دلیل بدیہی ہی اور تنقیح الاصول مین بحث
شرائط راوی مین مرسلات امام محمد کو حجت لکھا ہی اور جو قواعد بعد اوسکے کسی مصلحت سے واسطے
جاری کیے گئے وہ پہلون پر کیونکر حجت ہو سکتے ہین یا پچھلے لوگ اوسکے پابند ہوکر تحقیقات
سابق کسطرح ترک کر سکتے ہین البتہ اتنی بات ہمکو ضروری ہی کہ اگر ہم مین مخالفت دیکھین تو
اوسمین تطبیق کر دین اس لیے کہ جب صحابہ ہی نعوذ باللہ مخالفت کرینگے تو پھر موافقت کسکی ہو

کون آئے گا پس ضرور ہوا کہ افعال صحابہ مین اور احادیث مرفوعہ مین حتی الامکان تطبیق دین
خصوصا خلفاے راشدین کے فعل اور قول کی جنکے حق مین حدیث عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ
الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ یعنی لازم پکڑو تم طریقہ میرا اور طریقہ میرے خلفاے راشدین کا آئے وارد
ہی اونکا قول تو ضرور ہی سند ہوگا علی الخصوص حضرت علیؓ کے حق مین اَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ وارد ہی
یعنی سب صحابہ مین زیادہ اور عمدہ فیصلہ کرنے والے علیؓ ہین پھر یہ فرمانا حضرت علیؓ کا کہ تیرے
گواہون نے تیرا نکاح کرا دیا صاف دلالت کرتا ہی کہ ایسے معاملات مین جو عقود سے تعلق رکھتے
ہین ظاہر اور باطن مین قضا نافذ ہو جاتی ہی اور حدیث صحیحین کی جسکا سیاق دلالت کرتا ہی کہ
اموال مین وارد ہوئی ہی چنانچہ سند بھی اسکی ہم بیان کر چکے مطابق ہی پھر باوجود ایسی ظاہر تطبیق
کے انکار کرنا آنکو یون سمجھنا ہی کہ جیسے فرقہ ظاہر یہ سمجھے کہ حدیث کو حضرت علیؓ بھی نہین سمجھے
اللہ ایسے عقیدہ فاسدہ سے محفوظ رکھے یہ لوگ یون سمجھتے ہین کہ قول پیغمبرؐ کے معنی جو ہم کہتے ہین
وہی مراد ہین اور مرتے کی انکی ایک ٹانگ کہے جاتے ہین انکے اعتقاد مین صحابہ مرفوع حدیث کے
بالکل مخالف تھے اسی لیے صحابہ کا قول نہین مانتے نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ
یعنی بعض کے ساتھ ایمان لاتے ہین ہم اور بعض سے ہم انکار کرتے ہین انھین کے حق مین صادق ہی
چونکہ صاف صاف سب و شتم صحابہ کو کرتے ہوے ڈرتے ہین اس لیے حدیث مرفوع کے پردہ مین
بہت کچھ بے ادبی صحابہ کی شان مین کر جاتے ہین فی الواقع انکو صحابہ سے عداوت ہی جو صحابہ کے
خلاف قرآن و حدیث کے عمل کرنے پر قائل ہین اور انصاف مطلق نہین کرتے اپنی رائے
کو مقدم سمجھتے ہین یون نہین تصور کرتے کہ ہم سے ہی کچھ معنی حدیث کے سمجھنے مین قصور ہوا ہوگا
صحابہ نے جو کچھ کیا موافق کیا اوسمین تطبیق دین کیا امکان ہی یا دوسرے کی بات مانین یہ تو
دور تک ہو سمجھتے ہین اور ہم کوئی بات الزاما بھی کہین تو کہتے ہین توبہ توبہ ایسی بات نہ کہنا کیونکہ کہین
کہ ہم کو بھی تو اللہ نے یہ حکم نہین دیا کہ اس فرقے کے معنی حدیث اور قرآن کے لیے ہوے پر
عمل کرنا بلکہ ہم خوب جانتے ہین کہ اگر امام صاحب نے قرآن اور حدیث کے معنی لینے مین

ایکہزار مین سو غلطیان ہون گی تو دوسرون سے ہزار مین نوسو غلطیان ہون گی اور چند حدیثین معین جو بعض صحابہ کو معلوم نہ تھین یا فقط انکو سنداً ہر جگہ پیش کر دیتے ہین اب جو حدیث آئی اپنی طرف سے معنی معین کر دیے اور یون سمجھے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یون ہی سمجھا ہی پھر جواب دینے کو مستعد ہو گئے کہ اس حدیث کے مخالف دوسری حدیث صحابہ کی اس وجہ سے ہوئی کہ انکو بہت حدیثین نہین پہونچی تھین یا صحابہ کا قول قرآن اور حدیث کے مخالف نہین ماننا چاہیے قرآن اور حدیث اون لوگون نے نام اپنے فہم کا رکھا ہی۔

ع بریں عقل و دانش بباید گریست + بلکہ امام اعظم رح کا مسلک تطبیق نہایت درست معلوم ہوتا ہی ہمکو نہین خدا اور رسول نے حکم نہین دیا کہ قرآن اور احادیث مین باوجود تطبیق اور موافقت عقل کے خواہ مخواہ خلاف عقل کر ہان جہان تطبیق نہو سکتی ہو گو خلاف عقل ہو ہم اوسکو قبول کر لین گے اور اسمین اپنا قصور سمجھین گے اور فقط ایک لفظ کو لے لینا اور دوسری لفظ کو غور نکرنا بلکہ اپنی عقل کو محض معطل سمجھنا فرقہ ظاہریہ کا کام ہی عمدہ معنی موافق عقل کے چھوڑکر خلاف عقل جاننا انھین کا شیوہ ہی عقل کو یون سمجھتے ہین کہ محض دنیا کے واسطے عنایت ہوئی ہی دین مین اس سے متعلق کوئی کام لینا نچاہیے بلکہ دوسرا کہے تو اوسپر طعن کرتے ہین چنانچہ ایک ظاہریہ کی نقل ہی کہ معقولیون پر بہت طعن کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کم بختون نے قرآن اور حدیث کے بالکل خلاف کیا ہی اکثر باتین خلاف بیان کرتے ہین ایکروز ایک شخص نے دریافت کیا کہ جناب وہ کونسا قول ہی جو مخالف ہی کہا ایک ہو تو بتاؤن سیکڑون ہین مگر خیر مشتے نمونہ از خروارے ایک بتلائے دیتا ہون دیکھیے یہ سب منطقی متفق ہین کہ اجتماع نقیضین محال ہی اور اثبات اور نفی جمع نہین ہو سکتا حالانکہ صریح مخالف ہی قرآن اور حدیث کے کیونکہ دیکھیے لَآ اِلٰہَ نفی ہوئی اور اِلَّا اللّٰہُ اثبات ہی انکو کلمہ بھی تو یاد نہین ورنہ ایسی صریح مخالفت نکرتے حاصل کلام یہی کہ آدمی کو یون سمجھنا کہ جو مین سمجھا ہون دوسرا نہین سمجھا بلکہ صریح مخالف قرآن اور حدیث کی سمجھا ہی عین خطا ہی تمام کتابین ائمہ اربعہ کے اختلافیات کی مع دلائل موجود ہین دیکھ لیجیے اور یہ نکیجیے کہ آنکھون پر پٹی باندھ کے ایک طرف کی بات لکھ دی اور دوسری طرف کو چھوڑ گئے اور نہ سمجھے بوجھے حکم لگا دیا کہ دیکھو یہ مخالف حدیث کے ہی اور قول قاضی شوکانی کا

کہ جنکے اقوال جمہور کے مخالف نیل الاوطار مین موجود ہین پیش کردیتا اور ایسے ہی اقوال ونکے مقلدین
کے نقل کر دیتا سراسر ہٹ دہرمی اور کج بحثی ہے بلکہ اسمین قول اونکا چاہیے تھا کہ جنکو طرفین تسلیم کرتے
جیسے شاہ ولی اللہ صاحب چنانچہ وہ عقد الجید اور انصاف فی بیان سبب الاختلاف مین لکھتے ہین جان تو
کہ تحقیق امت نے اجماع کیا ہی اسپر کہ اعتماد کرین وہ سلف پر شریعت کی پہچان نے مین پس تابعین
اعتماد کرین اسمین صحابہ پر اور تبع تابعین اعتماد کرین تابعین پر اور اسیطرح ہر طبقے مین اعتماد کرین
پچھلے علما اگلے علما پر اور عقل اوسکی خوبی پر دلالت کرتے ہین اسلیے کہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر
ساتھ نقل اور استنباط کے اور نقل نہین معتبر ہوتی مگر باین طور کہ اخذ کرے ہر طبقہ اپنے پہلون سے
بالاتصال اور استنباط کرنے مین یہ ضرور ہی کہ مذاہب متقدمین کے معلوم کرے تاکہ خارج نہو جاوے
اونکے اقوال سے والا خارق اجماع ہوجاوے گا اور چاہیے کہ بنا کرین اوسپر اور استعانت کرے
اوس مین اون سے جو پہلے اسکے ہین اور جبکہ اعتماد سلف پر متعین ہوگیا تو ضرور ہے اس سے کہ ہون
اقوال ونکے کہ جنپر اعتماد کیا جاتا ہی روایت کی گئی اسناد صحیح سے یا اونکی کتابون مشہور مین مجتمع ہون
اور یہ کہ ہون مخدومہ یعنی بیان کیا جاے راجح محتملات اونکی سے اور خاص کیا جاے عموم اونکا بعض
مواقع مین اور مقید کیا جاوے مطلق اونکا بعض جا پس جمع کیا جاے مختلف فیہ اور بیان کیے جاین
سبب اونکے احکام کے اور نہین تو صحیح نہوگا اعتماد اون پر اور نہین ہی کوئی مذہب اس زمانہ اخیر مین
اس صفت کا مگر یہ چار مذہب باالله مگر مذہب امامیہ اور زیدیہ کہ وہ اہل بدعت مین نہین جائز ہی اعتماد
اوسپر انتہے مختصرا باقی تحقیق اس کتاب کی اول مین گذر چکی اگر جی چاہے ملاحظہ فرما لیجیے اب امام
صاحب کی طرف سے بعض دلائل اسکے کہ قضا ظاہر اور باطن مین سوا مال کے جاری ہوجاتی ہی
شروع کرتے ہین فتح القدیر مین ہی کہ نزدیک امام صاحب کے ظاہر اور باطن مین قضا نافذ ہوگی
کہ جسمین قاضی کو انشاء عقد ممکن ہو پس اگر دوسرے کی عدت مین ہوگی یا مطلقہ الثلث غیر کی ہوگی
تو اس صورت مین قاضی کو انشاء عقد کا اختیار نہوگا کیونکہ قاضی دوسرے کی مال کی تملیک کا بغیر
عوض کے مالک نہین ہوتا اور مقصود قضا سے قطع منازعت ہی اور اس صورت مین جھگڑا نہین مٹ سکتا

انصاف فی بیان سبب
الاختلاف

[illegible] القضا
[illegible]

مگر حسب قضا باطن مین نافذ ہو اسواسطے کہ اگر حرمت باقی رہیگی تو پھر منازعت وطی کی طلب مین مکرر ہوگی
اور دوسرا منع کریگا کیونکہ حقیقت حال جانتا ہی پس ضرور ہوا پہلے ہونا انشا کا پس گویا قاضی نے
کہدیا کہ مین نے تمہارا نکاح کیا اور اسکے ساتھ حکم دیا اوسکے بعد لکھا ہی وقول ابی حنیفۃ رضہ اوجہ
یعنی اور قول امام صاحب کا مدلل زیادہ ہی انتہی اور امام طحطاوی لکھتے ہین ویثبت الحل عند اللہ تعالی
وان اثم المدعی اثم اقدامہ علی الدعوی الکاذبۃ یعنی ثابت ہوگی حلت
نزدیک اللہ تعالے کے اگرچہ گنہگار ہوگا مدعی گناہ پیش قدمی کرنے اپنے کا اوپر جھوٹے دعوے کے
انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ گناہ اوسکو بیشک ہوگا ایسے ہی بحر الرائق کی اس عبارت سے واضح
ہوتا ہی لا یلزم من القول بحل الوطی عدم اثمہ فانہ اثم بسبب اقدامہ علی
الدعوی الباطلۃ وان کان لا اثم علیہ بسبب الوطی یعنی نہین لازم آتا قائل ہونے حلت
وطی سے نہ گنہگار ہونا اوسکا اس لیے کہ وہ گنہگار ہی بسبب پیش قدمی کرنے اوسکے اوپر دعوا باطل کے
اگرچہ نہین گناہ ہی اوسپر بسبب وطی کے انتہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ گناہ اوسکے ذمے پر رہیگا
پھر اوسکے واسطے جو کچھ وعید آئی ہی اسی کذب کا بدلہ ہوگا اسوجہ سے بھی قول امام صاحب کا حدیث کے
مخالف نہوا بلکہ عین موافق ہوگیا اور طحطاوی مین لکھا ہی کہ امام صاحب کی ایک یہ بھی دلیل ہی کہ اسمین
سب کا اجماع ہی کہ جو شخص کسی لونڈی کو خریدے پھر جھوٹا دعوا کرے فسخ بیع کا اور گواہ لاوے ایسی اور قاضی
حکم کردے تو بایع کو وطی اوس کنیز کی حلال ہوگی اور اوس سے خدمت لینا بھی حلال ہوگا باوجود جاننے
اوسکے کہ دعوا مشتری کا جھوٹا ہی حال آنکہ اسمین تو آزاد کرکے بھی غلامی پا سکتا ہی گو اوسکے [illegible]
ہی انتہی اسیطرح امام صاحب کہتے ہین کہ یہان مابہ الفرق کونسی شی ہی جس سے یہان وطی جائز ہو اور
وہان جائز نہو اور بہت دلائل امام صاحب کے بوجہ اختصار کے یہان بیان نہین ہوے ورنہ اس
بحث کو ایک دفتر چاہیے مگر حیف ہی کہ باوجود ایسے عمدہ دلائل اور براہین کے آپکا مخالف قرآن اور حدیث
کے بتلانا دو حال سے خالی نہین یا تو حدیث کا مطلب آپ خود نہین سمجھے یا دانستہ یہ شیوہ اختیار کیا ہی
مگر یہ احتمال تو ہم نہین لے سکتے کیونکہ کونسا مسلمان ہی جو ایسی باتین دانستہ کرکے اپنے تئین دائرہ دین

اسلام سے خارج سمجھے ہان آپکے فہم مین خطا واقع ہوئی جنیرہ خطائے اجتہادی ہے اس مین آپ معذور ہین خدای تعالے آپکو ذہن رسا اور طبع سلیم عنایت فرما وے آمین ثم آمین **قال**
مسئلہ پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اونکے شاگردان ابو یوسف و محمد کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حدیثون کے یہی ہے کہ ہدایہ اور شرح وقایہ او کنز الدقائق وغیرہ مین لکھا ہے مَنِ امْتَنَعَ مِنَ الْجِزْيَةِ اَوْ قَتَلَ مُسْلِمًا اَوْ سَبَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوْ زَنٰى بِمُسْلِمَةٍ لَمْ يَنْتَقِضْ عَهْدُهٗ یعنی جو ذمی جزیہ دینے والا جزیہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا گالی دے نبی علیہ السلام کو یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے توان امور سے اوسکا عہد ذمی کا نہین ٹوٹتا ہے **اقول** اس حدیث سے مخالفت ہرگز نہین سمجھی جاتی بلکہ اگر الفاظ حدیث پر آپ غور فرماتے تو بیشک موافق پاتے حدیث مین كَانَتْ تَشْتِمُ کا لفظ اسپر دلالت کرتا ہے کہ جو مکرر سب و شتم واقع ہو اور عادت ہو جائے تو اوسکو قتل کرنا چاہیے اس لیے کہ اس لفظ کے معنی ہین کہ سب و شتم کیا کرتے تھے یہ معنی نہین کہ ایک بار اوسنے شتم کیا ہو اور قتل کی گئی ہو اور اگر ایکبار مراد ہوتی تو كَانَتْ شَتَمَتْ ہوتا جس کے معنی ہین شتم کیا تھا اوسنے پس لفظ حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک مکرر نہو تو قتل نکرنا چاہیے سو امام صاحب بھی اسکے مخالف نہین کہتے اس لیے کہ در المختار مین جسکی عبارت آپنے نقل کی ہے اوسکے بعد وجہ توفیق بھی مرقوم ہے قَوْلُهٗ وَبِهٖ اَفْتٰى شَيْخُنَا اَيْ اَبُو السُّعُوْدِ مُفْتِي الرُّوْمِ بَلْ اَفْتٰى بِهٖ اَكْثَرُ الْحَنَفِيَّةِ اِذَا اَكْثَرَ السَّبَّ كَمَا قَدَّمْنَاهُ عَنِ الصَّارِمِ الْمَسْلُوْلِ وَهُوَ مَعْنٰى قَوْلِهٖ اِذَا ظَهَرَ اَنَّهٗ مُعْتَادُهٗ وَمِثْلُهٗ مَا اِذَا اَعْلَنَ بِهٖ كَمَا مَرَّ فَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِ ابْنِ الْهُمَامِ اِذَا اَظْهَرَهٗ يُقْتَلُ بِهٖ یعنی قول صاحب المختار کا اور ساتھ اسی کے یعنی قتل کے فتوا دیا ہے ہمارے شیخ نے یعنی ابو سعود مفتی روم نے بلکہ فتوا دیا ہے ساتھ اسکے اکثر حنفیہ نے جسوقت کثرت کرے گالی دینے کی جیسا کہ بیان کیا ہے ہمنے اوسکو صارم مسلول سے اور یہی معنی قول مصنف کے ہین جسوقت ظاہر ہو جاوے کہ یہ عادت اسکی ہے اور مثل اسکے وہ صورت ہے کہ اعلان کرے ساتھ اسکے اسکو جیسا کہ گذرا اور یہی معنی مین قول ابن ہمام کے جسوقت ظاہر کرے اوسکو قتل کیا جاوے

بسبب اوسکے انتہے اور منتقی مین لکھا ہی اِذَا لَوْ يُعْلِنْ فَلَوْ اَعْلَنَ بِشَتْمِهٖ اَوِ اعْتَادَهٗ قُتِلَ وَلَوِ امْرَأَةً
یعنی جسوقت ظاہر نکرتا ہو پس اگر ظاہر کرے شتم کو یا عادت کرے اوسکی قتل کیا جاوے گا اگرچہ
عورت ہو انتہے پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول مطابق حدیث کے ہی اور حدیث مین عادت
اور کثرت کیوجہ سے قتل ہی سو اسکا امام صاحب انکار نہین کرتے امام صاحب غیر معتاد کیواسطے
یہ حکم بیان کرتے ہین کہ وہ قتل نہ کیا جاوے چنانچہ جو عبارت آپنے نقل کی ہی اوسمین لفظ سَبَّ
کہ ماضی ہی اسپر دال ہی جیسے قَتَلَ مُسْلِمًا سے ایک ہی قتل مراد ہو ایسے ہی سَبَّ سے ایک ہی سب مراد
ہی کوئی اسمین ایسا لفظ جو استمرار اور تکرار پر دلالت کرتا ہو نہین البتہ حدیث مین ایسا لفظ موجود ہے
کیونکہ لفظ کَانَ فعل مضارع سے پہلے ہوتا ہی تو معنی استمرار اور تکرار کے دیتا ہی اس صورت مین
بیشک امام صاحب کے نزدیک بھی قتل ہی چنانچہ ردالمحتار مین ہی کہ اصول حنفیہ سے یہ امر ہی کہ جس
چیز مین قتل مقرر نہین نزدیک حنفیہ کے جسوقت وہ فعل مکرر ہو پس چاہیے امام کو کہ اوسکے کرنے
والے کو قتل کرے انتہے اسکے بعد لکھا ہی فَقَدْ اَفَادَ اَنَّهٗ يَجُوْزُ عِنْدَنَا قَتْلُهٗ اِذَا تَكَرَّرَ
مِنْهُ ذٰلِكَ وَاَظْهَرَهٗ یعنی پس تحقیق فائدہ دیا اسنے اسکا کہ جائز ہی نزدیک ہمارے قتل
اوسکا جسوقت مکرر ہو اوس سے یہ اور ظاہر کرے اسکو انتہے اور شرح قدوری کے فصل جزیہ مین لکھا ہی
کہ ہماری دلیل وہ ہی جو حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے ایک جماعت یہود یونکی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی پس کہا اونھون نے اَلسَّامُ عَلَيْكَ
کہا عائشہ صدیقہ رض نے پس سمجھ گئی مین اس لفظ کو پس کہا مین نے اور تمپر ہلاکت اور لعنت ہو پس
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمت کہ ایسا اے عائشہ تحقیق اللہ تعالی پسند کرتا ہی نرمی کو کل
کام مین پس کہا مین نے کیا آپنے سنا نہین جو اونھون نے کہا آپس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے تحقیق کہا مین نے اور تم پر پس یہ گالے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ہوتی کسی مسلمان
سے تو حلال ہو جاتا خون اوسکا حال آنکہ نہین قتل کیا آپنے اونکو انتہے اسیطرح کہا امام طحاوی
نے اور ظاہر یہ ہی کہ امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہی چنانچہ ذکر کیا اوسکو علامہ عینی نے شرح بخاری

ردالمحتار جلد سوم صفحہ ۲۸۸

ردالمحتار جلد سوم صفحہ ۲۸۵

فتح القدیر شرح فصل جزیہ

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۵

مین ہان یہ شبہہ ہوتا ہی کہ جب یہ لفظ شتم ہوا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعلیکم مجہو او طف
کیون فرمایا اسکا جواب یہ ہی کہ یہ واو عاطف نہین بلکہ واسطے استیناف کے مرجملہ لائے ہین دوسرا
شبہہ یہ ہوتا ہی کہ کعب بن اشرف کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون اوس کے قتل کا
ذمہ کرتا ہی اوس نے اللہ اور رسول کو اذیت دی ہی اور آپنے ایسے شخص کو اوسکی طرف بھیجا تھا
جس نے اوسکو دھوکے مین قتل کیا سو جواب اوسکا یہ ہی کہ اوسکو مجرد شتم کے آپنے قتل
نہین کرایا بلکہ وہ آدمیون کو آپکے ساتھ لڑنے کو جمع کرتا تھا علاوہ اسکے وہ اہل ذمہ سے بھی
نہ تھا بلکہ مشرک تھا آپ سے مقابلہ کرتا تھا ایسا ہی بیان کیا شیخ الاسلام علامہ عینی نے شرح
بخاری مین پس باوجود بخاری کی حدیث کے آپ عمل آپ کا کہان چلا گیا اور بخاری کی حدیثون سے
استنباط کون اوٹھا کرلے گیا غرض امام صاحب کے مخالف ہونا اور طعن کرنا آپ نے اپنے اوپر
فرض سمجھ لیا ہی جہان اپنے زعم مین خلاف واقع کے مخالفت پاتے ہو پھر کیسی ہی حدیث صحیح
موجود ہو فقط اپنی رائے کو اوسوقت صائب جانتے ہو ذرا خدا سے بھی ڈرنا چاہیے اگر اسی
اپنے خیال کا نام مخالفت ہی تو خیر دنیا مین تو کون بازپرس کرتا ہی مگر فردائے قیامت اگر حق تعالے
آپ سے حجت طلب کریگا کہ کونسی وجہ سے شیوہ طعن تمنے اختیار کیا تھا پھر تو بغلین جھانکو گے
آیندہ آپ جانین مگر یہ طریقہ انکا سب طریقون سے بدتر ہی گو آپ اپنے خیال مین کچھ سمجھین

قال ششم مسئلہ اور ایسی امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی چار حدیثون کے یہ ہی جو کہ چلپی حاشیہ شرح وقایہ
مین محیط سے نقل کرکے لکھا ہی اَنَّ مَا اَخَذَتْهُ الزَّانِيَةُ اِنْ كَانَ بِعَقْدِ الْاِجَارَةِ فَحَلَالٌ
عِنْدَ الْاَعْظَمِ لِاَنَّ اَجْرَ الْمِثْلِ طَيِّبٌ وَاِنْ كَانَ السَّبَبُ حَرَامًا یعنی جو چیز کہ لے
عورت زنا کرنیوالی بدلے زنا کرنے کے اگر لیا ہی مقرر کرکر یعنی جسطرح سے کہ کسبیان اپنی
خرچی زنا کرنے سے پہلے مقرر کرلیتی ہین تو حلال ہی امام اعظم کے نزدیک اس لیے کہ تحقیق مزدوری
یعنی مثل کی طیب ہی خواہ وہ سبب کہ جسکے بدلے وہ مزدوری لیتا ہی حرام ہی ہو انتہے اسی سبب سے
امام اعظم کے نزدیک جو شخص کہ خرچی دیکر کسی عورت سے زنا کرے اوسپر حد واجب نہین انتہی **اقول**

جب معترض صاحب فقہ کا مطلب نہین سمجھتے اور اجارہ فاسد اور باطل مین فرق نہین کر سکتے تو پھر
کیون ایمہ پر طعن کرتے ہین اور گنہگار ہوتے ہین آنکھین بند کر کے اعتراض کر دیا اور یہ نہ دیکھا کہ چلپی
مین اجر مثل اور اجارہ فاسد مین یہ گفتگو کی ہے اور معترض صاحب نے اوسکو اجارہ باطل قرار دیا اور
اجر مثل کو زنا کی خرچی سمجھ گیے اتنا بھی غور نفرمایا کہ اجارہ فاسد مین چلپی نے اس اختلاف کو
لکھا ہے زنا کی خرچی کیونکر مراد ہو سکتی ہے اب اسکا جواب سنیے کہ تمام حنفیہ کے نزدیک یہ کلیہ مسلم ہے
اور سب کتب فقہ اسپر متفق ہین کہ اجارہ باطل وہ ہے کہ باصلہ غیر مشروع ہو اور اجارہ فاسد وہ ہے
کہ باصلہ مشروع اور بوصفہ غیر مشروع ہو کسی شرط یا عارض کی وجہ سے اوسمین فساد آیا ہے
ورنہ اصل مین وہ جائز اور حلال تھا اور یہ بھی متفق سبکا ہے کہ جس اجارے کا معقود علیہ معصیت
ہووے گا وہ باطل ہوگا نہ فاسد بعد ان دونون قاعدون کے محقق اور متفق علیہ ہونے کے
وہ کون عاقل ہے کہ زنا کی اجرت کو حلال کہ سکے اور کسی ادنے عالم کی بھی یہ شان نہین کہ اوس مین
تامل کرے چہ جائے صاحب محیط و چلپی و ردالمحتار خصوصاً صاحب غنیہ حضرت حلبی کی اوپر رد
ہووے پس بالضرورت واجب ہے کہ اجرت زنا سب کے نزدیک حرام ہووے ایک ادنے عامی کا بھی
اسمین خلاف نہین چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اما مهر البغي فهو ما تأخذه
الزانية على الزنا وسماه مهرا لكونه على صورته وهو حرام باجماع
المسلمين یعنی لیکن مہر بغی زانیہ کی پس وہ شی ہے کہ جسکو زانیہ بعوض زنا کے لیوے اور اوسکا
نام اوس لیے مہر رکھا ہے کہ وہ بصورت مہر ہے اور حرمت اوسکی تمام مسلمانون کے نزدیک بالاجماع
ہے انتہے لہذا ضرور ہے کہ روایت محیط کے ایسے معنی ہون کہ جس سے اجارہ فاسد کی صورت پیدا
ہو کیونکہ وہ تو خود ہی کلام اجارہ فاسد مین کرتا ہے اور حلت اجرت کا درصورت فساد قائل ہوا ہے
نہ درصورت بطلان پس سنیے وہ کہتا ہے کہ کسی نے عورت کو اسکے منافع خدمت پر ایام معین مین اجارہ لیا اور
یہ بھی شرط کر لی کہ اس ایام مین زنا بھی کرون گا سو اصل معقود علیہ خدمت ہے کہ امر حلال ہے اور یہ شرط حرام
اوسکے ساتھ لگ گئی ہے پس اجارہ فاسد ہے نہ باطل اسکی اجرت مثل مین خلاف ہے نہ اجرت مشروطہ زنا مین

کیونکہ اجرت مشروطہ ومسمی تو خبث سے خالی نہین بسبب اس کے کہ بمقابلہ اسی اجارے کے واقع ہوئی ہے
جو دراصل درست تھا مگر شرط حرام کی اقتران سے اس معقود علیہ مین حرمت آگئی لہذا مسمی بھی
خبیث بن گیا مگر جب شارع نے اوسکا اجارہ رد کیا اور شرط حرام کو لغو بنایا تو وہ منافع مباح کہ جو
نے دیے اور مستاجر نے وصول کیے اونکو ضائع نہ کیا اوسکی اجرت مثل دلائی اوسمین کیا قبح ہے خدمت
کے منافع تو اصلاً حلال تھے اور اب بھی منافع خدمت ہی کی اجرت دلائی ہے نہ منافع بضع کی سواسمین
کسی وجہ سے شرکت زنا کی نہین یہ ہر حال مین طیب ہے اور حدیث مین اجرت زانیہ کو حرام فرمایا ہے تو
زنا کی اجرت کو حرام کیا ہے زانیہ کی خدمت کے منافع کو تو حرام نہین کیا اگر زانیہ کسی قسم کی اجرت
مباح کرے تو وہ حرام نہین مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت کو انگرکھا سینے پہ دو روپیہ کو اجارہ مین لے اور یہ بھی شرط
کرے کہ زنا بھی کرونگا چنانچہ اوسنے انگرکھا بھی سیدیا اور اوس شخص کے ساتھ صدور زنا کا بھی ہوگیا پس اسصورت مین فقط
اجرت مثل یعنی انگرکھا سینے کی قیمت چار پانچ آنے اوسکو دلائے جائینگے اور دو روپے جو اجارۂ فاسدہ
کے قرار پائے تھے رد کر دیے جائینگے کیونکہ وہ بھی بوجہ شرکت زنا حرام ہین اور زنا کی اجرت تو
قطعی حرام ہے اوسکو ہرگز نہین دلایا بلکہ فقط اجر مثل اوس اصل معقود علیہ کا ضائع نہ کیا کیونکہ یہ اجرت
امر مباح کی ہے ہان اگر زنا کی خرچی یا کل دام اوسکو دلائے جاتے تو حرام ہوتے جو دلایا ہے وہ حرام نہین
پس اسیطرح یہان یہ اجرت بھی ایسی ہی مباح امر کی ہے اور وہ شرط زنا کی جو اجارے مین فضول
لگادی تھی وہ رد ہی ہوگئی کیونکہ اوس مسمے کا اعتبار ہی نہین رہا فقط منافع کی اجرت مثل دلائی
جس مین شرط زنا کا نام ونشان بھی نہین پس کسب البغی کو اوسمین کچھ علاقہ اور دخل نہین رہا اور
مصداق اس حدیث کا ہرگز یہ واقعہ نہین ہوا اجرت مثل حلال اور طیب ہے نہ اجرت مسمے فوضح
الفَرْقُ وَثَبَتَ الحَقُّ حکم مشتق مین معانی مشتق منہ کا مرعی ہونا واجب ہے اجرت زانیہ بوجہ
زنا حرام ہے نہ یہ کہ اجرت زانیہ بوجہ مباح بھی حرام ہو پس حاصل مذہب امام صاحب کا یہ ہوا کہ اجرت زنا
خواہ عقد اجارۂ زنا سے ہو خواہ بلا عقد ہو حرام مطلق ہے کیونکہ اجارہ باطل ہے اور جو اجارۂ فاسدہ ہو
باین طور کہ اصل معقود علیہ خدمت تھی اور شرط زائد زنا کی اوسپر عارض ہو تو مسمی مشروط بھی حرام خبیث

ہی جیساکہ معقود علیہ حرام تھا مگر بعد رد عمل خبیث اوسکے کہ اگر نفس امر مباح کی اجرت مثل ہووے تو
وہ درست ہی ہاں وجہ کہ اوسکے اجارے کو جسمین شرط فاسد تھی معدوم کردیا جسکے سبب مسمی بھی
نہ دلایا گیا اور یہی نشان رد اجارہ کا ہی ورنہ بعد حاصل کرنے منافع کے رد کی کیا صورت ہوسکتی تھی
جب شارع نے مسمے یعنی اجرت فاسد کی نہ دلائی تو گویا اوس معقود علیہ ہی کو رد کردیا اب اصل منافع
کا اجر مثل جو مباح ہی اپنی طرف سے تشخیص کرکے دلایا تو اسمین نہ زنا کا کوئی دخل رہا نہ اثر آیا ہاں اگر
اجرت مثل منافع زناکی ہوتی تو لاریب حرام ہوجاتی یا زناکی رعایت اجرت مین رہتی تو بھی بیشک
اجرت حرام ہوتی مگر یہاں تو کوئی امر محرم موجود نہین نہ زناکی اجرت دلائی ہی نہ اجارہ فاسد کا
مسمے دلایا بلکہ خدمت کا اجر مثل یعنی جتنی اجرت فقط اوسکی خدمت مباح کی ہوئی ہی وہ دلوائی ہی لہذا
اجرت حلال ہی اگرچہ کسب اصل اور سبب اصلی کہ تسمیہ معقود علیہ ہی حرام تھا اور وہ سبب کہ اجارہ
فاسد تھا اب سبب بعید ہوگیا کیونکہ اجرت مثل کی سبب کا وہی سبب واقع ہوا ہی ورنہ کیون
یہ اعتراض آتا مگر صاحبین نے اس شرط کو شرط نہین جانا بلکہ عین معقود علیہ یا جزو معقود علیہ ٹھیرایا
تو اس صورت مین اجارہ باطل قرار دیا اور یہ حکم بطلان کا فرمانا یا بسبب احتیاط کے ہی یا بسبب
غلو زانیہ عورتون اور کثرت اور غلبہ اس فعل کے اونکے زمانے مین ہوا ہی بہرحال صاحبین کو اس تقریر
امام صاحب پر کلام نہین بلکہ اونھون نے شرط زنا کو جزو معقود علیہ ٹھیرایا ہی کیونکہ زانی کو مقصود
زنا ہوتا ہی نہ دیگر منافع کہ وہ یا زائد ہین یا جزو مقصود ہین بہرحال یہ وجہ خلاف کی ہی اور یہ خلاف
اختلاف زمانے پر محمول ہوسکتا ہی فائدہ پس اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو معنی معترض صاحب
اس عبارت کے لیتے ہین ہرگز ہرگز یہ معنی کسی طرح سے نہین ہوسکتے سیاق اور سباق کے
بالکل خلاف ہی گفتگو چلپی نے اجارہ فاسدہ مین کی ہی معترض صاحب اوسکو اجارہ باطلہ بناتے
ہین جو سب کے نزدیک حرام ہی کسی مسلمان کا اوسمین اختلاف نہین اور معترض صاحب کے معنوں سے
اجارہ باطل ہوگا جس مین یہاں بحث نہین اگر معترض صاحب اپنے ان معنون سے اجارہ فاسدہ
ثابت کردین تو ہم سو روپیہ چہرہ شاہی اونکی نظر کرین پس امام صاحب اور صاحبین کے اصل قاعدہ

خلاف نہین فقط فرق اتنا ہی کہ صاحبین نے شرط کو شرط نہین کہا بلکہ مسکوت علیہ بنایا ہی اور اب اس زمانے
مین ایسا ہی ہی اور امام صاحب نے شرط زائد جانا اور اوس وقت مین ایسا ہی تھا یا نہ سہی مگر وہ
تقریر در صورت وجود اجارہ فاسد ہی اگر کہین پایا جاوے نہ در صورت بطلان اور حکم حلت اجرت
مثل کا فساد کی صورت مین لکھا ہی بطلان کی صورت مین نہین لکھا اگر فساد محقق ہو جاوے تو
صاحبین کو بھی تسلیم ہی اور اگر بطلان محقق ہو جاوے تو امام صاحب کو بھی حرمت مین کلام نہین
پس یا تو معترض صاحب ان معنون کو جو اونھون نے عبارت چلپی سے ایجاد فرمائے ہین ثابت
کرین بشرطیکہ اون معنون سے اجارہ فاسد بنجائے جس مین چلپی کلام کرتا ہی اور ہماری طرف سے
اجازت ہی کہ اس مین اپنے اعوان اور انصار سے معترض صاحب استمداد بھی کرین ورنہ ایسے
بیہودہ مطاعن سے توبہ کرین اور بے سمجھے مطلب کے دخل نہ دیا کرین **قال** سینتیسوان مسئلہ امام
اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی
عالمگیری اور فتاوی قاضی خان وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی ویجوز بیع الکلب والفہد
والسباع المعلم وغیر المعلم فی ذلک سواء یعنی جائز ہی بیع کتے کی اور چیتے کی اور
درندون کی برابر ہی کہ سکھائے ہوئے ہون یا بے سکھائے ہوئے **اقول** کہ علامہ عینی
شرح بخاری مین فیہ اختلاف العلماء فقال الحسن وربیعة وحماد بن ابی
سلیمان والاوزاعی والشافعی واحمد وداود ومالک فی روایة ثمن
الکلب حرام وقال عطاء بن رباح وابراهیم النخعی وابو حنیفة وابو یوسف
ومحمد وابن کنانة وسحنون من المالکیة الکلاب التی ینتفع بها یجوز
بیعها ویباح اثمانها وعن ابی حنیفة ان الکلب العقور لا یجوز بیعه ولا
یباح ثمنه واجاب الطحاوی عن النهی فی هذا الحدیث وغیره انه کان حین
کان حکم الکلاب ان تقتل وکان لا یحل امساکها وقد ورد فیه احادیث
کثیرة فما کان علی هذا الحکم فثمنه حرام ثم لما ابیح الاصطیاد بالکلاب للاصطیاد

وَتَحْرِيمِ وَنَهْيِ عَنْ قَتْلِهَا نُسِخَ مَا كَانَ مِنَ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِهَا وَتَنَاوُلِ ثَمَنِهَا یعنی ثمن
کلب مین اختلاف ہی علما کا پس کہا حسن اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان اور اوزاعی اور شافعی
اور احمد اور داود اور مالک نے ایک روایت مین کہ قیمت کتے کی حرام ہی اور کہا عطا بن رباح اور ابراہیم
نخعی اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور ابن کنانہ اور سحنون نے مالکیہ مین سے کہ جن کتون سے نفع
لیا جاتا ہی اونکی بیع درست ہی اور قیمت اونکی مباح ہی اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہی کہ دیوانے کتے
کی بیع جائز نہین اور نہ دام اوسکے مباح ہین اور جواب دیا ہی علامہ طحاوی نے ممانعت کا جو اس حدیث
مین اور اوسکے غیر مین وارد ہی باین طور کہ یہ ممانعت اوسوقت تھی کہ جب حکم کتون کے مارنے کا
دیا جاتا تھا اور حلال نہ تھا رکھنا اونکا اور تحقیق وارد ہین اسمین بہت حدیثین پس جو اس حکم پر
تھا اوسکے دام حرام تھے پھر جب مباح ہوا نفع لینا کتون سے شکار وغیرہ کا اور نہی کی گئی اونکے
قتل سے تو منسوخ ہوگیا حکم نہی بیع کا اور اوسکے دام لینے کا انتہی ملتقطا اور نہایہ شرح ہدایہ مین لکھا ہی
ذُكِرَ فِي الشَّرْحِ تَبْيِيْنُ النَّسْخِ مَا رُوِيَ مِنَ النَّهْيِ وَهٰذَا لِأَنَّهُمْ كَانُوْا
أَلِفُوْا اقْتِنَاءَ الْكِلَابِ وَكَانَتِ الْكِلَابُ تُؤْذِي الضِّيْفَانَ وَالْغُرَبَاءَ فَنُهُوْا
عَنِ اقْتِنَائِهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأُمِرُوْا بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَنُهُوْا عَنْ بَيْعِهَا
تَحْقِيْقًا لِلزَّجْرِ عَنِ الْعَادَةِ الْمَأْلُوْفَةِ ثُمَّ رُخِّصَ لَهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ ثَمَنَ مَا يَكُوْنُ
مُنْتَفَعًا بِهِ وَهُوَ كَلْبُ الصَّيْدِ وَالْحَرْثِ وَالْمَاشِيَةِ یعنی پس سبب بیان کرنے رخصت
کے ظاہر ہوا منسوخ ہونا نہی کا اور یہ اس لیے کہ اونھون نے الفت پکڑی تھی پالنے کتون کی اور کتے
اون مین کے تکلیف دیا کرتے تھے لڑکون کو اور مسافرون کو پس ممانعت کی گئی پالنے اونکے
پس شاق گذرا یہ امر اونپر پس حکم کیے گئے واسطے مار ڈالنے کتون کے اور ممانعت کی گئی بیچنے اونکے
سے تاکہ باز رہین عادت مالوفہ سے پھر بعد اسکے رخصت دی گئی اونکو اوس کتے کی قیمت کی جس سے
منتفع ہوں اور وہ شکاری کتا اور کھیتی کا اور گلہ کا ... عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ یہ حکم پیشتر تھا بعد
موقوف ہوگیا اس صورت مین ممانعت اور ... ت کی حدیثون مین خوب مطابقت ہوجاتی ہی

اور اگر یہ صورت نہو تو ایک جانب کی صحیح حدیثون کا انکار لازم آتا ہی کیونکہ دونون طرف کی حدیثین
صحیح موجود ہین اور یہ فیصلہ قرین قیاس اور ظاہر تر معلوم ہوتا ہی آخر اس مین تو سب متفق ہین کہ ایک
وقت مین آپنے اونکے مار ڈالنے کا حکم دیا تھا علی ہذا اس مین بھی اتفاق ہی کہ پھر قتل کی ممانعت
کردی اور شکاری کتے وغیرہ کے پالنے کی اجازت دے دی چنانچہ مسلم شریف مین لکھا ہی اَمَرَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْکِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُھُمْ وَبَالُ الْکِلَابِ
ثُمَّ رَخَّصَ فِیْ کَلْبِ الصَّیْدِ وَکَلْبِ الْغَنَمِ یعنی ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مار ڈالنے کتون کا پھر فرمایا ان سے اور کتون سے کیا واسطہ پھر رخصت دی شکاری کتے اور
کتے گلہ بکریون کے انتہی البتہ حدیث نہی کی نسخ مین اتفاق نہین بعض کے نزدیک منسوخ ہی جنمین
شیخ ابن ہمام بھی داخل ہین اور بعض کے نزدیک منسوخ نہین سو اس اختلاف سے ہمارا مطلب نہین
جاتا ایسے بہت اختلاف ہین اور ہر ایک کے دلائل موجود اب عقلا خود غور کر لین گے کہ کون عقل اور
نقل کے زیادہ موافق ہی ہان جو صاحب اسکے منسوخ ہونے کے قائل نہین تو جب تک اس بات کو
ثابت نہ کر دین گے کہ حدیث نہی کی پہلے حکم قتل کے آپنے فرمائی ہی یا بعد ممانعت قتل کے ارشاد ہوئی
ہی ہرگز مدعا اونکا جو عدم نسخ ہی ثابت نہوگا کیونکہ جب پہلے یا بعد ارشاد ہوئی تو اس سے معلوم ہوگا
کہ بیع کی ممانعت مطلق ہر وقت قتل کے نہین تھی اور یہ بات ثابت ہونا محال ہی ورنہ اختلاف درمیان
ایمہ کے ممکن نہ تھا اور یہ لکھنا آپکا کہ اس باب مین حنفیہ جتنی حدیثین لائے ہین اون سب حدیثون سے
شکاری کتے کی بیع کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہی نہ یہ کہ ہر قسم کے کتے کی بیع جائز ہو یہ بات محض
غلط ہی اگر آپ تلاش کرتے اور کتابین حنفیہ کی ملاحظہ فرماتے تو ضرور پتا لگتا اس لیے کہ حنفیہ کا ماخذ
قرآن اور حدیث ہی جب کہین ان دونون مین نہین ملتا تو اوس وقت قیاس صحیح کو لیتے ہین کہ جسپر اتفاق ہی
اور سب ایمہ نے ایسا ہی کیا ہی بلکہ صحابہ اجتہاد کیا کرتے تھے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ
وسلم کے اجتہاد کے اکثر قائل ہین غرض حنفیہ کے یہان اسکا بڑا التزام ہی کہ حتی المقدور جب تک حدیث
ملتی ہین تو پھر قیاس [illegible] اسی واسطے کتب حنفیہ احادیث سے مالامال ہین فتح القدیر مین ہی

وَقَدِ اسْتَدَلَّ فِي الْأَسْرَارِ وَغَيْرِهِ مِنَ الشُّرُوحِ عَلَى عُمُومِ بَيْعِ الْكَلْبِ بِأَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَوَى عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَضَى فِي كَلْبٍ بِأَرْبَعِينَ دِرْهَمًا وَلَمْ يُخَصِّصْ نَوْعًا مِنْ أَنْوَاعِ الْكِلَابِ یعنی تحقیق استدلال کیا بیچ کتاب اسرار وغیرہ مین شروح سے اوپر عام ہونے بیع کلب کے باین طور کہ عبد اللہ بن عمرو رض نے روایت کی رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپنے حکم دیا ایک کتے مین چالیس درہم کا اور نہین خاص کیا کسی قسم کو کتون کے اقسام سے انتہے اور عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی قَالَ قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَلْبٍ بِأَرْبَعِينَ دِرْهَمًا فَذَكَرَهُ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ تَخْصِيصٍ فِي أَنْوَاعِ الْكَلْبِ بِالتَّضْمِينِ وَتَضْمِينُ الْمُتْلِفِ دَلِيلٌ عَلَى تَقَوُّمِهِ وَمَالِيَّتِهِ أَوْ نَقُولُ ثَبَتَ جَوَازُ بَيْعِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ بِقَوْلِهِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ وَجَوَازُ بَيْعِ الْكَلْبِ الْغَيْرِ الْمُعَلَّمِ سِوَى الْعَقُورِ بِقَوْلِهِ أَوْ مَاشِيَةٍ فَإِنَّ كُلَّ كَلْبٍ يَصْلُحُ لِلْحِرَاسَةِ الْمَاشِيَةِ إِذْ مِنْ عَادَتِهِ التَّنَبُّهُ عِنْدَ حِسِّ الذِّئْبِ أَوِ السَّارِقِ یعنی کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض نے کہ حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کتے مین چالیس درہم کا پس ذکر کیا اوسکو اونہون نے مطلق بغیر تخصیص کے اقسام کلب مین ساتھ ضمان دلانے کے اور ضمان دلانا تلف کی ہوئی چیز کا دلیل ہی اوسکی قیمتی اور مال ہونے پر یا کہین گے ہم کہ ثابت ہوا جواز بیع کتے تعلیم یافتہ کا قول آنحضرت إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ سے اور جائز ہونا بیع کتے غیر معلم کا سوا دیوانے کتے کے قول آنحضرت وَمَاشِيَةٍ سے پس تحقیق ہر کتا صلاحیت رکھتا ہی بکریون کی نگہبانی کی اس لیے کہ اوسکی عادت سے بھونکنا ہی وقت دریافت کرنے بھیڑیئے کے یا چور کے انتہے اور کہا علامہ عینی نے کہ اس حدیث کو امام طحاوی نے ساتھ اسناد صحیح کے مرسل لائے ہین اور کہا اونہون نے کہ اسمین روایت صحابہ اور تابعین سے کی گئی ہی انتہے **قال** اس مسند کو امام اعظم رح کی جمع کی ہوئی کہنا محض کذب ہی **اقول** اسقدر درست ہی بیشک امام صاحب نے اپنے ہاتھ سے جمع نہین کیا بلکہ اونکے شاگردون وغیرہ نے لکھا ہی جیسے مسند امام شافعی کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے جمع کی ہی لیکن یہ کہنا کہ اسکی حدیثین غیر معتبر ہین

صریح غلط ہی اس لیے کہ اس کتاب کو ابو المؤید خوارزمی قاضی القضاۃ نے پندرہ مسندون سے جسمین مسند امام ابو یوسف اور مسند امام محمد اور مسند امام صاحب کے بیٹے حماد کی بھی داخل ہی جمع کیا ہی چنانچہ سب کے نام اونھون نے مقدمہ کتاب مین لکھے ہین اور یہ بھی مقدمے مین لکھا کہ جب مینے بعض جاہلون سے ملک شام مین سنا کہ وہ امام صاحب کو طرف قلت روایت حدیث کے نسبت کرتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ امام صاحب کی کوئی مسند نہین اور امام صاحب چند حدیثون کے سوا نہین روایت کرتے تھے پس مجکو حمیت دینی آئی پس ارادہ کیا مین نے کہ جمع کرون مین پندرہ مسندون سے جنکو بڑے بڑے علماے حدیث نے جمع کیا ہی انتہے پس کہنا آپکا کہ قاضی القضاۃ اور امام صاحب مین سلسلہ نداردی محض بے اصل ہی آپنے اونکی کتاب نہین دیکھی فقط تاریخ سے جواب دیا اگر اونکی کتاب بھی ملاحظہ فرما لیتے کہ ان کتابون سے لکھا ہی جنمین واسطے کی ضرورت نہین تو ایسا ہرگز نفرماتے پس یہ حدیثین طبقہ رابعہ کی باعتبار جمع کے ہین اور درحقیقت پہلی کتابون سے جمع کی گئی ہین چنانچہ اس کتاب کے مقدمے مین لکھا ہی ایسی شاہ صاحب کی تحریر سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ فقط اتنا لکھتے ہین کہ بالفعل جو مسند امام مشہور ہی اسکو قاضی القضاۃ ابو المؤید خوارزمی نے جمع کیا ہی امام صاحب کی لکھی ہوئی نہین نہ یہ کہ اسکی حدیثین عیاذاً باللہ موضوع ہین پھر دعوا تو آپکا یہ کہ امام صاحب کو سترہ حدیثون کے سوا نہین پہنچین اور دلیل اوسپر عبارت لائے یُقَالُ بَلَغَتْ رِوَايَتُهٗ اِلٰی سَبْعَةَ عَشَرَ حَدِيْثًا اَوْ نَحْوِهٖ یعنی کہا جاتا ہی کہ پہنچی روایت امام صاحب کی طرف سترہ حدیث کے یا قریب اوسکے اور ظاہر ہی کہ لفظ یقال واسطے ضعف اور قول بعض غیر معتبر کے لاتے ہین علاوہ اسکے روایت کرنا سترہ حدیثون کا اسکو مقتضی نہین کہ اونکو اور حدیث نہین ملی جو کہ دعوا آپکا ہی پس اس عبارت کو اپنے دعوے کی حجت لانا عین مغالطہ ہی پھر صاحب حطہ نے جسکی یہ عبارت آپنے نقل کی ہی گو وہ بھی فرقۂ ظاہریہ مین سے ہین مگر اس کے بعد قلت روایت کی وجہ بھی بیان کردی اور کہا ہی کہ احتیاطاً یہ امر ہوا نہ یہ کہ عمداً کیا حاشا و کلا بعض صحابہ بھی مثل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ کے بوجہ احتیاط کے روایت کم کرتے تھے حالانکہ

حدیث اورون سے زیادہ جانتے تھے روایت کرنا شی دیگر ہی جاننا نہ جاننا امر آخر بقول آپکے اگر کمال فقاہت اور ثقاہت دینداری کا کثرت روایت اور احادیث کے جمع کرنے پر موقوف ہوتا تو امام بخاری و مسلم وغیرہ محدثین کو صحابہ پر تفضیل اور ترجیح ہو جاتی کہ انسے کثرت روایت و تدوین احادیث ثابت نہین ہوتی حال آنکہ صحابہ کو باوجود نہ جمع کرنے احادیث کے ساری امت پر مطلقا فضل و بزرگی ہی اسیطرح امام اعظم رح کی فضیلت و بزرگی کہ باتفاق ثقات محدثین کے تابعی ہین دیگر محدثین متاخرین پر سمجھنا چاہیے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ پہلے ہی کتابین حدیث کی مدون ہو چکی تھین اور فقہ کا استنباط قرآن اور حدیث سے شہرہ آفاق ہو چکا تھا بڑے بڑے محدثین مان گئے تھے امام صاحب کی حدیث کا انکار کرنا جیسے دن مین طلوع آفتاب کا انکار کرنا ہی چنانچہ بحث اسکی تیرہوین مغالطے کے جواب مین مفصل آئے گی آخر یہ تمام مسائل کہان سے استنباط ہوے اور علم اصول اور فقہ کہان سے اخذ کیا سوا کا ماخذ قرآن اور حدیث ہی یہ کہنا کہ اصول کے خلاف ہو تو حنفیہ حدیث نہین مانتے تو اصول کیا ہی اصول بھی حدیث ہی سے ماخوذ ہی غرض جو بات تحقیق اور تدقیق کی حنفیہ کی یہان موجود ہی کہین نہین امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے یہان تو یہ بات میسر ہی نہین پھر فرقہ ظاہریہ کس شمار مین ہین جو خلاف جمہور اپنا مذہب جانتے ہین جسوقت روز ازل مین خدا کی طرف سے مطالب قرآن اور احادیث اور غرض اور مقصود کلام تقسیم ہوتا تھا خدا جانے یہ لوگ کہان تھے جو ایسی نعمت عظمی سے محروم رہ گئے پھر طرہ یہ کہ خیر جو کچھ عنایت ہوا تھا صبر کرتے اہل تحقیق کے پیچھے نہ پڑتے مگر حسد کا کیا علاج قاعدہ ہی جو بزرگی مین بڑا ہوتا ہی اوسپر لوگون کو حسد بھی زیادہ ہوتا ہی لقب امام اعظم رح کا تو من جانب الله تمام عالم مین مشہور ہو گیا ہی ظاہر یہ کے مٹانے سے ہرگز نہ مٹیگا مصرعہ چراغے را کہ ایزد بر فروزد ٭ ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد ٭ انکو رشک آیا کہ حنفی مذہب کے اسقدر مقلد کیون ہین ہزارون تدبیرین کین کہ کسی طرح انمین تفریق پڑے کہین کہا کہ انکی حدیثین ضعیف ہین کبھی کہا کہ اپنی عقل سے یہ لوگ کہتے ہین کیون نہ کہین آخر اولو الالباب یہی لوگ ہین نہ ذوی العقول تو ہمین جو اپنی عقل کو بالائے طاق رکھدین خدا نے عقل اسیواسطے دی ہی کہ غرض کلام کی

سمجھا کرین اس لیے اہل روایت محدثین ہوے اور اہل درایت محققین محدثین کے اجتہادات معتبر نہین ہان روایت اونکی معتبر ہی اوسکے پرکھنے والے اور لوگ ہین یہ لوگ فرقۂ ظاہریہ مطلق نہین سمجھتے کہ یہ امر واسطے وجوب کے ہی یا واسطے استحباب کے یا بیان جواز کیواسطے ہی علی ہذا القیاس نہی تحریمی ہی یا تنزیہی اس سے کچھ بحث نہین اعتراض کرنے سے کام ہی اور مخالف کہدینا تو انکا تکیہ کلام ہی سمیر عبارتین کتابون کی جو نقل کرتے ہین اونمین ایسا خلط ملط کرتے ہین کہ عامی اوسکو دیکھکر دھوکا کھا جاوے مہر البغی مین تمام اہل اسلام کا اتفاق ہی کہ حرام ہی چنانچہ فقہ کی کتابون اس سے بہ ہین اور امام نووی نے بھی اجماع مسلمانون کا اسمین بیان کیا ہی اور بیع کلب مین اونھون نے ہرگز اجماع تمام اہل اسلام کا نہین کہا یہ فقط آپکا حاشیہ ہی ہان بیع خمر اور خنزیر مین اجماع تمام مسلمانونکا لکھا ہی اسمین تو اونھون نے خود اختلاف لکھا ہی اور امام مالک کی تین روایتین لکھی ہین ایک مین بیع جائز نہین لیکن جو شخص تلف کرے اوسپر قیمت واجب ہی اور دوسری مین بیع درست ہی اور قیمت واجب ہی اور تیسری مین نہ بیع درست ہی نہ قیمت واجب ہان جس جگہ اکثر علما ایک طرف ہوتے ہین وہ اپنی عادت کے موافق جمہور علما تعبیر کرتے ہین گو علما شافعی ہون مگر اجماع مسلمین وہان کہتے ہین جہان چارون مذہب کے علما متفق ہون پس نہی کلب کو تحریمی کہنا کسی دلیل سے ثابت نہین ہوتا بلکہ نہی تنزیہی کہنا اوس حدیث کے مناسب معلوم ہوتا ہی جو عبد اللہ بن عباسؓ سے شیخین نے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائے اور حجام کو اجرت اوسکی دی اور اگر اجرت حجام کی حرام ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اجرت نہ دیتے انتہے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حالانکہ اسیطرح آپنے ثمن کلب سے ممانعت فرمائی اور اوسکو خبیث کہا ہی اسیطرح اجرت حجام کو بھی خبیث کہا ہی حالانکہ صحیح حدیثون سے اجرت دینا ثابت ہی پس محدثین یہان نہی تنزیہی لیتے ہین کیونکہ دونون حدیثین صحیح موجود ہین ایک مین ممانعت ہی اور دوسری مین جائز ہونا معلوم ہوتا ہی یہ کیسے ہوسکتا ہی کہ جس شی کی ممانعت ہو اوسکو خود کرلین پس معلوم ہوا کہ جہان منع کیا ہی اوس سے نہی تنزیہی مراد ہی چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین کہ جمہور نے حجت پکڑی

حدیث عبد اللہ بن عباس سے اور حمل کیا اونھون نے احادیث نہی کو تنزیہیہ پر اور منتفع ہونے لینے
کسب سے اور برانگیختہ کرنے پر عمدہ کامون کے اور شریف پیشون کے انھین اسی قسم کی توجیہ بلی کی
قیمت مین بھی کی ہی چنانچہ سوال آیندہ کے جواب مین ہم لکھین گے پس کون سی وجہ ہمکو مانع ہی
کہ کتے کی قیمت مین یہ تقریر نکرین کہ یہان بھی نہی تنزیہی ہی اور اسوجہ سے ممانعت فرمائی ہی کہ
آدمی کو خصوصا شرفا کو یہ بات ہرگز زیبا نہین کہ کتے اور بلی کو بیچتے پھرا کرین بلکہ عالی ہمت ہون
اور رذیل پیشہ اختیار نکرین اگر بالفرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچنے لگانے کی ضرورت
نہ پڑتی تو حضرات ظاہریہ تو ہرگز یہ توجیہ سنتے گو کیسی ہی موافق عقل کے تھی پس مقلدین تو جو نص
مخالف قیاس کے آوے اوسکو اوسکے مورد پر رکھتے ہین اور اگر موافق قیاس ہو تو اوس مین
قیاس کرکے علت اوسکی نکالتے ہین اور فرقہ ظاہریہ خواہ موافق قیاس ہو یا نہو اوسکو اوسکے
مورد پر رکھتے ہین اسلیے ربا مین جو حدیث وارد ہوئی ہی اوسمین فقط سونا چاندی گیہون جو
چھوہارے نمک کا ذکر ہی قیاس نہین کرتے چنانچہ شرح مسلم مین امام نووی لکھتے ہین فقال اھل
الظاھر لا ربا فی غیر ھذہ الستۃ بناء علی اصلھم فی نفی القیاس قال جمیع
العلماء سواھم لا یختص بالستۃ بل یتعدی الی ما فی معناھا وھو ما یشارکھا
فی العلۃ واختلفوا فی العلۃ التی ھی سبب تحریم الربا فی الستۃ یعنی کہا اہل ظاہر
نے نہین سود ہوتا سوا ان چھ چیزون کے بنا بر اپنے قاعدے کے کہ جو نفی قیاس مین ہی کہا تمام
علما نے جو سوا اونکے ہین کہ نہین خاص ہی ساتھ چھ چیزون کے بلکہ تجاوز کرتا ہی طرف اوسکے جو
انکے معنون مین ہی اور وہ وہ ہی جو شریک ہو انکی علت مین اور اختلاف کیا اونھون نے اوس علت
مین کہ جو سبب ہی حرام کرنے سود کا ان چھ چیزون مین انتہی اور ابن جریج راوی کو آپنے ضعیف
کہا ہی اور دلیل اوسپر شافعی مذہب کے قول کی سند لائے ہین جنکے یہان مرسل ہین دوسری وجہ سے
اگر قوت ہو جاوے تو اوسکو مانتے ہین ورنہ حجت نہین گردانتے او تقریب مین تو ابن جریج کو ثقہ
فقیہ فاضل لکھا ہی اسکو آپ خلاف دیانت قصدا چھوڑ گئے بیشک تدلیس آپکی مذموم ہی نہ تدلیس

نووی شرح [illegible] جلد ثانی صفحہ [illegible]

ایسے ثقہ اور فقیہ فاضل کی بلکہ وہ مقبول ہین چنانچہ سند آگے آتی ہی خیر جنے اسکو بھی تسلیم کیا اسکی تو
قوت کثرت طرق سے ایسی ہی کہ کوئی نادان بھی انکار نہین کرسکتا گو مرسل ہی تو کیا ہوا حالانکہ حنفیہ
کے نزدیک مرسل بھی حجت ہی چنانچہ ملا علی قاری نے شرح شرح نخبۃ الفکر مین لکھا ہی ولذا قال جمهور
العلماء إن المراسيل حجة مطلقا یعنی اور اسیواسطے کہا جمہور علما نے کہ تحقیق مرسل
حدیثیں حجت ہین مطلقاً انتہی اور مقدمہ مشکوۃ شریف مین ہی وعند أبي حنيفة ومالك
المرسل مقبول مطلقا یعنی اور نزدیک ابو حنیفہ اور مالک کے مرسل مقبول ہی مطلقاً انتہی
اسکے بعد لکھا ہی وعند الشافعي إن اعتضد بوجه آخر مرسل أو مسند وإن كان
ضعيفا قبل یعنی اور نزدیک امام شافعی کے اگر قوت پائے دوسری حدیث سے مرسل ہو یا مسند
اگرچہ ضعیف ہو مقبول ہو انتہی اور مقدمہ ترمذی مین لکھا ہی والأصح التفصيل فما رواه
بلفظ محتمل لم يبين فيه السماع فحكمه حكم المرسل وأنواعه وما رواه
بلفظ مبين للاتصال كسمعت وأخبرنا وحدثنا وأشباهها فهو محتج به یعنی صحیح
تدلیس مین تفصیل ہی پس جو کہ روایت کیا اوسنے اوسکو ساتھ لفظ محتمل کے کہ نہ بیان کیا گیا اوسمین
سننا پس حکم اوسکا حکم مرسل کا ہی اور اوسکے انواع کا اور جو کہ روایت کیا اوسنے اوسکو ساتھ ایسے
لفظ کے کہ بیان کیا گیا ہی واسطے اتصال کے جیسے سنا مین نے اور خبر دی ہمکو اور حدیث بیان کی
ہمسے اور مثل اسکے پس حجت ہی انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے یہان دونون قسمین
معتبر ہین اور مقدمہ بخاری شریف مین ہی وأما المرسل فهو عند الفقهاء وأصحاب الأصول
والخطيب الحافظ أبي بكر البغدادي وجماعة من المحدثين ما انقطع إسناده
على أي وجه كان انقطاعه فهو عندهم بمعنى المنقطع یعنی لیکن مرسل پس وہ نزدیک
فقہا اور اصولیون اور خطیب حافظ ابو بکر بغدادی اور ایک جماعت محدثین کی وہ ہی کہ منقطع ہو اسناد اوسکی
کسی وجہ سے ہو انقطاع اوسکا پس مرسل نزدیک اونکے بمعنی منقطع کے ہی انتہی اسکے بعد لکھا ہی ومذهب
مالك وأبي حنيفة وأحمد وأكثر الفقهاء أنه يحتج به ومذهب الشافعي أنه

اِذَا انْضَمَّ اِلَی الْمُرْسَلِ مَا یَعْضُدُہٗ اُحْتُجَّ بِہٖ یعنی اور مذہب مالک اور ابو حنیفہ اور احمد رح تینون اماموں کا اور اکثر فقہا کا یہ ہی کہ مرسل کے ساتھ حجت پکڑی جاوے اور مذہب امام شافعی کا یہ ہی کہ جسوقت ملے طرف مرسل کے ایسی شی جو قوت دے اوسکو حجت گردانی جائے انتہٰی پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مرسل اور منقطع ایک شی ہی اور مرسل حجت ہی پھر آپکا لکھنا کہ مرسل اور منقطع حجت نہین محض بے اصل ہی اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ مقابلہ صحیح کے حجت نہین سو یہ مقابلہ محض آپکے خیال مین ہی ورنہ دونون حدیثین اپنی اپنی جگہ پر درست اور بجا ہین مطلق ایک دوسرے کے خلاف نہین چنانچہ تحقیق اسکی گذر چکی اور کتاب طحاوی حنفیہ کی نہایت معتبر کتاب ہی اوسکو ہم نہین کہتے کہ مثل بخاری اور مسلم کے ہی البتہ جن احادیث سے ایمہ نے استخراج مسائل کیا ہے وہ احادیث بیشک صحیح ہین گو بعد کے لوگ اوسکو ضعیف کہین اونکے وقت مین ہرگز ضعف نہ تھا **قال** مسئلہ ہشتم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہ ہی جو کہ فتاوی قاضی خان اور فتاوی عالمگیری مین لکھا ہی بَیْعُ السِّنَّوْرِ وَالسِّبَاعِ الْوُحُوْشِ وَالطَّیْرِ جَائِزٌ عِنْدَنَا مُعَلَّمًا کَانَ اَوْ لَمْ یَکُنْ یعنی بیچنا بلی اور درندے وحشی اور جانور کا جائز ہی نزدیک ہمارے سکھایا ہوا ہو یا نہ سکھایا ہوا الخ **اقول** اسمین مخالفت حدیث کی نہین آپنے کتابین نہین ملاحظہ فرمائین ورنہ موافق حدیث کے جانتے اسکی وجہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اَمَّا النَّھْیُ عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ فَھُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ لَا یَنْفَعُ اَوْ عَلٰی اَنَّہٗ نَھْیُ تَنْزِیْہٍ حَتّٰی یَعْتَادَ النَّاسُ ھِبَتَہٗ وَاِعَارَتَہٗ وَالسَّمَاحَۃَ بِہٖ کَمَا ھُوَ الْغَالِبُ فَاِنْ کَانَ مِمَّا یَنْفَعُ وَبَاعَہٗ صَحَّ الْبَیْعُ وَکَانَ ثَمَنُہٗ حَلَالًا ھٰذَا مَذْھَبُنَا وَمَذْھَبُ الْعُلَمَاءِ کَافَّۃً اِلَّا مَا حَکَی ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَطَاؤُسٍ وَمُجَاھِدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّہٗ لَا یَجُوْزُ بَیْعُہٗ وَاحْتَجُّوْا بِالْحَدِیْثِ وَاَجَابَ الْجُمْھُوْرُ عَنْہُ بِاَنَّہٗ مَحْمُوْلٌ عَلٰی مَا ذَکَرْنَا فَھٰذَا ھُوَ الْجَوَابُ الْمُعْتَمَدُ یعنی لیکن ممانعت بلی کی قیمت سے پس وہ محمول ہی اسپر کہ نفع نہین دیتی یا اسپر کہ یہ نہی تنزیہی ہی تاکہ آدمی

عادت پکڑین اسکے مفت دے ڈالنے کی اور مستعار دینے کی اور جوان مردی کرنے کی ساتھہ
دینے اوسکے جیسا کہ یہی اکثر ہی پس اگر ہو اوس مین سے کہ نفع دے اور بیچے اوسکو صحیح ہی
بیع اور ہو گی قیمت اوسکی حلال یہ مذہب ہمارا ہی اور مذہب کل علما کا مگر وہ کہ روایت کی ابن منذر
نے ابو ہریرہ اور طاؤس اور مجاہد اور جابر بن زید سے یہ کہ نہین جائز ہی بیع اوسکی اور حجت لائے
وہ ساتھہ حدیث کے اور جواب دیا جمہور نے اوس سے باین طور کہ تحقیق یہ حدیث محمول ہی اوس پر
جو ذکر کیا ہمنے پس یہی جواب عمدہ ہی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ جمہور اسی کے قائل ہین کہ یہان
نہی تنزیہی ہی اور بیع بلی کی جائز ہی مگر آپ حضرات تو باوجود قول جمہور کے اوسکو مخالف ہی جانتے
ہین اس لیے ہم کہتے ہین کہ آپ معنی اور مطلب اور غرض حدیث حنفیہ سے دریافت کر لیا کیجیے
جسکا کام ہوتا ہی وہی اوسکی تہ کو پہونچتا ہی آپکا شیوہ یہ نہین ع کار بوزینہ نیست نجاری ہان گہر
کے اندر بیٹھہ کے جس پر چاہے لعن طعن کیجیے گالیان دیجیے ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند

قال مسلہ نہم اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہی کہ جو در المختار مین لکھا ہی
بِخِلَافِ الشَّاةِ الْمُصَرَّاةِ فَلَا يَرُدُّهَا مَعَ لَبَنِهَا أَوْ صَاعِ تَمْرٍ بَلْ يَرْجِعُ بِالنُّقْصَانِ
یعنی بخلاف بکری بند کی گئی کے نہین واپس کرے خریدار اوسکو ساتھہ دودھ اوسکے کے یا ساتھہ
ایک صاع کھجور کے بلکہ لیوے اوسکو کم قیمت کر کے الخ **اقول** معترض صاحب نے شاید گمان
کیا ہی کہ حنفیہ نے حدیث مصراة کو محض بوجہ مخالفت قیاس معمول بہ نہ ٹھیرایا حاشا و کلا امام
صاحب تو حدیث ضعیف کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے ہین حال آنکہ اس مقام پر تو اس حدیث کے
مخالف دوسری حدیث نہایت صحیح جس پر تمام امت کا عمل در آمد ہی موجود ہی اور قاعدہ ہی کہ جو حکم
شارع کی طرف سے عام ہو اوسکے مقابلے مین حکم خاص کو ترجیح نہو گی بلکہ اوسکو مورد خاص پر
جسکی وجہ ہماری عقل مین نہین آتی محمول کیا جائے گا یا یون کہا جاوے گا کہ حکم عام اس حکم
خاص کا ناسخ ہی بہر حال امام صاحب نے ایک حدیث کو جسمین حکم عام تھا دوسری حدیث خاص پر
ترجیح دی ہی محض قیاس کو دخل نہین دیا جیسا کہ ظاہر بین کا قیاس اور گمان ہی البتہ امام شافعی حکم

خاص کو حکم عام پر ترجیح دیتے ہین چنانچہ علم اصول مین بحث اسکی مفصل مندرج ہے اور حق یہی ہے کہ
حکم کلی حکم جزئی پر ترجیح رکھتا ہے اس لیے کہ جزئی مین احتمالات بہت ہین لہذا امام صاحب حتی الامکان
حکم عام کو معمول بہ گردانتے ہین خصوصا اوس وقت جبکہ حکم خاص مین چند روایتین مختلف وارد ہون
اور جمیع قیاسات کے مخالف ہو پس اس صورت مین بدرجۂ اولی حکم عام قابل عمل ہوگا ہو خاص
بوجہ تعارض علم کے صورت خاص پر محمول کیا جائے گا ترمذی شریف مین ہے عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ یعنی
عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ خراج کا استحقاق بوجہ ضمان
ہوتا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ مثلا کوئی شخص کسی غلام کو خریدے اور اجرت
اوسکی جو بعد خریدنے کے آئی ہے خود رکھلے تو وہ اوسکا مستحق ہے کیونکہ وہ شی جو اوسنے خریدی ہے
اگر ہلاک ہو جاتی تو اوسیکا مال ہلاک ہوتا جب وہ شی اوسکی ضمانت مین ہے تو جو منافع اوسکے ہونگے
اونکا وہی خریدنے والا مالک ہوگا اور بایع کو وہ منافع واپس نکیے جائین گے بلکہ مشتری بوجہ ضمان
کے اونکا مستحق ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بکری مصرات جو اوسکی ضمان مین آگئی ہے اوسکا
دودھ مشتری کو مباح ہے اور رد وہ اسکا بوجہ ضمان مستحق ہے پس اگر دوسری حدیث سے یہ بات ثابت
ہو کہ دودھ کا عوض دینا چاہیے تو ظاہر ہے کہ ان دونوں حدیثون مین تعارض ہوگا حالانکہ دونو
حدیثین صحیح ہین پس حدیث اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ کو بسبب جمہور امت کا عمل در آمد ہے چنانچہ قول امام ترمذی
وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے حدیث مصرات پر ترجیح دی جائے گی اس لیے کہ اوسکے الفاظ مین نہایت
اختلاف ہے کیونکہ مسلم کی روایت مین صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ہے یعنی ایک صاع کھجور دے اور دوسرا
لفظ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ غَيْرِ سَمْرَاءَ مرقوم ہے یعنی ایک صاع طعام سوا گندم کے دے اور
ابوداؤد کی روایت مین مِثْلُ اَوْ مِثْلَيْ لَبَنِهَا قَمْحًا ہے یعنی برابر دودھ کے یا دونے اوس کے
گیہون دے پس اس معاملے مین چار امر ارشاد ہین یا تو اونپر عمل نہ کیا جاوے گا اور رجوع
دوسری نص کی طرف ہوگا یا اونکو خاص محل پر حمل کیا جاوے گا لہذا امام صاحب نے تو اس واقعہ کو

قضیۂ شخصیہ پر حمل کیا کہ شارع نے خلاف قیاس کے مورد خاص شخصیہ مین جو ہماری عقل مین نہین آتا حکم فرمایا تھا اور عمل در آمد دین کا خلاف قیاس پر نہین ہوتا بلکہ امت کے واسطے حدیث الخراج بالضمان خود ارشاد ہو چکی ہے غرض امام صاحب نے اس باب مین حدیث صحیح یہ جو معمول بہ تمام امت کے ہی عمل کیا اور امام شافعی نے اوسکو خاص کر لیا ہی اور امام صاحب نے اوس قضیہ شخصیہ کو مخصوص کیا ہی اونکی نظر مین اسکو ترجیح ہی انکی نظر مین اوسکو طرفین سے صحیح حدیث موجود ہی اور عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ مین ہی کہ عیسی بن ابان محدث نے کتاب الحجۃ مین لکھا ہی کہ حکم مصرات کا اوس وقت تھا کہ جب معصیت کی عقوبت اخذ اموال تھی چنانچہ اسی قسم سے وہ حدیث ہی جو زکوۃ مین روایت ہی کہ جو شخص زکوۃ کو بخوشی ادا کرے گا اوسکا اجر پاوے گا ورنہ ہم اوس سے زکوۃ اور نصف مال اوسکا لین گے اور اسی قبیل سے وہ حدیث ہی جو عمرو بن شعیب سے دربارۂ سارق ثمر غیر محرز کے روایت ہی کہ اوس سارق کے چند درے عقوبۃً مارے جاوین اور دو مثل اوس ثمر کا اوس سے لیا جاوے پس جبکہ شروع اسلام مین ایسا حکم تھا یہان تک کہ ربا کو بھی اللہ تعالے نے منسوخ کر دیا تو اشیاے ماخوذہ جنکے امثال ہین اپنے امثال کی طرف عود کر آئین اور جن کے امثال نہین وہ اپنی قیمت کی طرف پھر گئین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریہ سے منع فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ بیع مصرات کی فریب اور دغابازی ہی اور مسلمانون کو فریب دینا حلال نہین پس جس شخص نے ایسا کیا اور ایسی شی کو بیع کیا جسکی بیع سے مخالف حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو گیا اوسکے واسطے یہ سزا مقرر تھی کہ تین دن کا دودھ مشتری بعوض ایک صاع کے دیوے اور شاید وہ دودھ چند صاع کے مساوی ہو پھر یہ سزاے مالی منسوخ ہو گئی اور اشیا نے اپنے امثال یا قیمت کیطرف عود کیا اور کہا امام طحاوی نے کہ جس دودھ کو مشتری نے تین روز تک لیا ہی بعض اوسکا ملک بائع مین قبل شرا تھا اور بعض ملک مشتری مین بعد شرا پیدا ہوا ہی کیونکہ اوس کی بابت اوسکو دوہا ہی پس وہ دودھ جو ملک بائع مین تھا مبیع ہو گیا جب بکری کی بیع فسخ ہو گئی تو اوس دودھ کی بھی بیع فسخ کیجاے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشتری مصرات کیواسطے

قضیۂ شخصیہ

بعد رد اوسکے کے سب دودھ بعوض ایک صاع تمر کے جسکو مع بکری کے رد کرنا واجب گردانا ہی اور دودھ
اوسوقت مین کل صرف ہوگیا ہی یا بعض پس مشتری لبن دین کا بعوض تمر دین کے مالک ہوگا پس
یہ صورت بَیعُ الدَّینِ بِالدَّینِ مین داخل ہوجائے گی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے
بیع الدین بالدین سے منع فرمایا چنانچہ ابن عمر رضہ سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا بَیعِ
اَلکَالِئِ بِالکَالِئِ سے یعنی بیع دین سے بعوض دین کے پس اس قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس قول کو جو مصرات مین مروی ہی منسوخ کردیا علاوہ اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
بروایت ابو ہریرۃ رضہ وغیرہ کے ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا اَلخَرَاجُ بِالضَّمَانِ یعنی منافع مبیع
کا بوجہ ضمان کے مشتری مستحق ہی اور علماے امت نے اس حدیث کو تسلیم کیا ہی اور قبول فرمایا ہی اور
تم جانتے ہو کہ اگر کوئی شخص بکری خریدے پس اوسکو دوہ لے پھر اوسکے عیب پر سوا تصریہ کے
مطلع ہوجاوے تو وہ شخص اوس بکری کو پھیر دے اور وہ دودھ اوسکا ہی اسیطرح اگر وہ بکری کوئی
بچہ دیوے تو بکری کو بوجہ عیب پھیر دے اور بچہ ملک اوسکی ہی اور تمھارے نزدیک یہ اوس
خراج سے ہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ ضمان واسطے مشتری کے مقرر فرمایا ہی
پس وہ صاع جسکو تم مشتری مصرات پر وقت واپس کرنے بکری کے بوجہ تصریہ واجب کرتے ہو دو
حال سے خالی نہین یا تو بعوض کل دودھ کے کرتے ہو جو وقت خرید موجود تھا یا بعد خرید حادث
ہوا ہی یا بعوض اوس دودھ کے کرتے ہو جو اوسکے تھن مین وقت وقوع بیع موجود تھا پس اگر وہ
صاع بعوض دونون کے ہی تو تم نے اوس حدیث کو ترک کردیا جس کی وجہ سے مشتری کو دودھ
اور بچے کا استحقاق بعد رد شاۃ ثابت کرتے تھے کیونکہ ان دونون کا حکم خراج کا حکم ہی جسکو رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے مشتری کے بوجہ ضمان بیع کے مباح کیا ہی اور اگر یہ صاع بعوض
اوس دودھ کے ہی جو اوسکے تھن مین وقت بیع تھا اور باقی دودھ ملک مشتری کا من قبیل خراج
کہا جاوے تو اس صورت مین ایک صاع دین بعوض لبن دین کے ہوجاویگا حالانکہ بیع دین
بعوض دین موافق حدیث مذکور کسی کے نزدیک بھی جائز نہین پس جو صورت لیجیے اوسمین کوئی

نہ کوئی حدیث ترک کرنی پڑتی ہی اور تم فسخ حکم مصرات کے قائل ہونے مین غیر سے اولے ہو کیونکہ

تم لبن کو حکم خراج مین کرداتے ہو اور غیر ایسا نہین کرتا تھے پس معلوم ہوا کہ طرفین کا ماخذ حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کوئی قیاس نہین کرتا ہر طرف حدیث صحیح موجود ہی پس معترض صاحب
کا طعن نے سو ہی اونکو ایمہ کا ماخذ تو معلوم ہی نہین مگر دخل در معقولات ضرور دیتے ہین اور یہ
نہین جانتے کہ فیما بین حنفیہ وشافعیہ متنازع فیہ کونسا امر ہی جس سے اختلاف مسائل استنباطیہ
واقع ہوا ہے البتہ اوسمین گفتگو کرتے تو ایک موقع تھا حنفیہ کے ماخذ کو بالکل یکقلم اوڑا
کے شافعیہ کا ماخذ لکھدینا اس سے بڑھکر اور کیا دھوکا اور فریب ہوگا اللہ تعالی ایسی فریب
دہی سے عوام کو بچاوے وہ بیچارے تو سنتے مسلمان ہوتے ہین وہ کیا جانین کہ حنفیہ کس پایہ کے
کا مسلک رکھتے ہین ظاہر اتو اونکو معترض صاحب کے اقوال دیکھکر یون ہی معلوم ہوگا کہ حنفیہ نے
محض قیاس کو دخل دیا ہی حاشا وکلا کوئی شخص امور دنیاوی مین جو کہ ناپایدار ہین دیدہ ودانستہ
نے احتیاطی نہین کرتا تو امور دینی مین باوجود احادیث اور قرآن کے اپنے قیاس سے مسائل کا
اختراع کیونکر کریگا عامی کی بھی یہ جرات نہین نہ کہ ایمہ کرام خصوصا امام اعظم جنکا علم وفضل
اظہر من الشمس ہی اور جنکے مقلدین لاکھون اولیاء کاملین بدولت اسی تقلید کے ہوگئے
کیونکر محض قیاس سے مسائل استنباط کرسکتے ہین جب تک کوئی ماخذ اوسکا نہ پایا جاوے خدا معترض
صاحب اور تمام متعصبین کو ایسے مطاعن سے رہائی بخشے اور اونکی عفو تقصیر کرے خدا جانے
کہ ان لوگون سے کونسا ایسا شدید گناہ سرزد ہوا ہی جسکی سزا کیواسطے مطاعن ایمہ کرام اونکی
تقدیر مین لکھدیا گیا ہی ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ٭ میلش اندر طعنہ پاکان برد
نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا **قال** مسئلہ ہم اور
ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور
کنز الدقائق اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خان مین لکھا
ہی ولا صلوۃ جنازۃ لما رویناولا سجدۃ تلاوۃ لانہا فی معنی الصلوۃ

اِلّا عصر یومہٖ عِندَ الغُرُوب یعنی آفتاب کے طلوع کے وقت اور غروب کے وقت اور جسوقت عین دوپہر ہو نماز اور سجدہ تلاوت کا اور نماز جنازے کی جائز نہیں ہی مگر آفتاب کے غروب کے وقت فقط اوس دن کی نماز عصر کی تو البتہ جائز ہی انتہی **اقول** معنی اس حدیث کے امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں اِذَا اَدرَکَ مَن لَا یَجِبُ عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ رَکعَۃً مِن وَقتِھَا لَزِمَتہُ تِلکَ الصَّلٰوۃُ وَذٰلِکَ فِی الصَّبِیِّ یَبلُغُ وَالمَجنُونُ وَالمُغمٰی عَلَیہِ یُفِیقَانِ وَالحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ تَطھُرَانِ وَالکَافِرُ یُسلِمُ فَمَن اَدرَکَ مِن ھٰؤُلَاءِ رَکعَۃً قَبلَ خُرُوجِ الوَقتِ لَزِمَتہُ تِلکَ الصَّلٰوۃُ یعنی جسوقت پاوے وہ شخص کہ واجب نہین نماز اوسپر مقدار ایک رکعت اوسکے وقت سے تو لازم ہی اوسکو یہ نماز اور یہ صورت لڑکے میں ہی کہ بالغ ہو جاوے اور مجنون اور بیہوش میں کہ افاقہ پاجائیں اور حائض اور نفسا میں کہ پاک ہو جائیں اور کافر میں کہ مسلمان ہو جاوے پس جو شخص انمیں سے ایک رکعت پہلے خارج ہونے وقت کے پاویگا تو نماز اوسپر واجب ہو جاویگی انتہی یعنی یہ حکم کافر وغیرہ میں ہی کہ ایسے وقت میں مسلمان ہو یا بالغ ہو کہ ایک رکعت کے مقدار وقت باقی ہو تو اس صورت میں نماز اوسپر واجب ہو جاوے گی اور پوری نماز پڑھنی لازم ہوگی یا یہ معنی حدیث کے ہیں جیسا کہ شرح مسلم میں لکھے ہیں اِذَا اَدرَکَ المَسبُوقُ مَعَ الاِمَامِ رَکعَۃً کَانَ مُدرِکًا لِفَضِیلَۃِ الجَمَاعَۃِ بِلَا خِلَافٍ یعنی جو شخص کہ بعد آکر ملے اور ایک رکعت امام کے ساتھ پائے تو وہ شخص جماعت کی فضیلت بلا اختلاف پائے گا انتہی یعنی یا حدیث کو باعتبار فضیلت جماعت کے لیا جائے کہ جسکو ایک رکعت بھی جماعت کے ساتھ ملجائے گویا نماز پوری ملگئی اگر اس حدیث کے یہی معنی لیے جائیں گے کہ وقت طلوع آفتاب کے بھی نماز پڑھنی چاہیے تو یہ معنی دوسری حدیث کے جو مسلم میں آئی ہی مخالف ہو جائیں گے وہ حدیث یہ ہی وَوَقتُ صَلٰوۃِ الصُّبحِ مِن طُلُوعِ الفَجرِ مَالَم تَطلُعِ الشَّمسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمسُ فَاَمسِک عَنِ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّھَا تَطلُعُ بَینَ قَرنَیِ الشَّیطٰنِ یعنی اور وقت نماز صبح کا طلوع فجر سے اوسوقت تک ہی کہ جب تک آفتاب نے طلوع نہ کیا ہو پس وقت طلوع کرنے آفتاب کے

(حاشیہ:) ۲ دیکھو شرح مسلم نووی صفحہ ۲۰۷ ۔ ۲ دیکھو شرح مسلم نووی صفحہ ۲۳۲ جلد اول

ٹھہر جاتو نماز سے اسواسطے کہ تحقیق ہے آفتاب طلوع کرتا ہی درمیان دو قرنون شیطان کے انتہے
دوسری حدیث مسلم وغیرہ کی جو عقبہ بن عامر سے فتح القدیر مین لکھی ہی ثَلٰثُ سَاعَاتٍ کَانَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہَانَا اَنْ نُّصَلِّیَ فِیْھِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِیْھِنَّ مَوْتَانَا حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَۃً
حَتّٰی تَرْتَفِعَ وَحِیْنَ تَقُوْمُ قَائِمُ الظَّھِیْرَۃِ حَتّٰی تَمِیْلَ الشَّمْسُ وَحِیْنَ تَضَیَّفُ لِلْغُرُوْبِ
حَتّٰی تَغْرُبَ وَھُوَ اِنَّمَا یُفِیْدُ عَدَمَ الْحِلِّ فِیْ جِنْسِ الصَّلٰوۃِ دُوْنَ عَدَمِ الصِّحَّۃِ
فِیْ بَعْضِھَا بِخُصُوْصِہٖ وَالْمُفِیْدُ لَھَا اِنَّمَا ھُوَ قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ
بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ فَاِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَھَا ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَھَا فَاِذَا
زَالَتْ فَارَقَھَا وَاِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَھَا وَاِذَا غَرَبَتْ فَارَقَھَا وَنَھٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ
فِیْ تِلْکَ السَّاعَاتِ رَوَاہُ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا وَالنَّسَائِیُّ یعنی تین وقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہمکو منع کرتے تھے نماز پڑھنے کو یا مردہ دفن کرنے کو ایک تو وقت طلوع آفتاب کے یہانتک
کہ اونچا ہو اور دوسرے وقت ٹھیک دوپہر کے یہان تک کہ آفتاب ڈھلے اور تیسرے غروب ہونے
کو جسوقت مائل ہو یہان تک کہ غروب ہوجاوے اور یہ حدیث فائدہ دیتی ہی اسکا کہ جنس نماز کسی قسم
کی ہو حلال نہین نہ یہ کہ خاص بعضی نماز درست نہو اور اسکا فائدہ دیتا ہی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا کہ تحقیق آفتاب طلوع کرتا ہی درمیان دو قرنون شیطان کے پس جسوقت خوب بلند
ہوجاتا ہی الگ ہوجاتا ہی اس سے شیطان پھر جسوقت برابر سر کے آجاتا ہی تو نزدیک ہوجاتا ہی اوسکے
پھر جسوقت ڈھلجاتا ہی الگ ہوجاتا ہی اور جسوقت قریب غروب کے ہوتا ہی پھر شیطان اوسکے
پاس آجاتا ہی اور جب غروب ہوجاتا ہی جدا ہوجاتا ہی اور منع کیا ہی نماز سے ان وقتون مین روایت
کیا اسکو مالک نے موطا مین اور روایت کیا نسائی نے انتہے اور یہ حدیثین اوس حدیث کے بعد وارد
ہوئی ہین چنانچہ کہا علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ وُرُوْدُ ھٰذَا الْحَدِیْثِ
اَیْ حَدِیْثِ مَنْ اَدْرَکَ کَانَ قَبْلَ نَھْیِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنِ الصَّلٰوۃِ فِی الْاَوْقَاتِ
الْمَکْرُوْھَۃِ یعنی کہا امام طحاوی نے وارد ہونا اس حدیث کا یعنی حدیث مَنْ اَدْرَکَ کا تھا

ثم نصحح تربیتا [illegible]

[illegible]

والسلام

ٹھہرجاتو نماز سے اسواسطے کہ تحقیق ہی آفتاب طلوع کرتاہی درمیان دو قرنون شیطان کے انتہے
دوسری حدیث مسلم وغیرہ کی عقبہ بن عامر سے فتح القدیر مین لکھی ہی ثلث ساعات کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہانا ان نصلی فیہن او نقبر فیہن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ
حتی ترتفع وحین تقوم قائم الظہیرۃ حتی تمیل الشمس وحین تضیف الغروب
حتی تغرب وھو انما یفید عدم الحل فی جنس الصلوۃ دون عدم الصحۃ
فی بعضہا بخصوصہ والمفید لہا انما ھو قولہ علیہ السلام ان الشمس تطلع
بین قرنی الشیطان واذا ارتفعت فارقہا ثم اذا استوت قارنہا فاذا
زالت فارقہا واذا دنت للغروب قارنہا واذا غربت فارقہا ونہی عن الصلوۃ
فی تلک الساعات رواہ مالک فی الموطا والنسائی یعنی تین وقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہمکو منع کرتے تھے نماز پڑھنے کو یا مردہ دفن کرنے کو ایک تو وقت طلوع آفتاب کے یہانتک
کہ اونچا ہو اور دوسرے وقت ٹھیک دوپہر کے یہان تک کہ آفتاب ڈھلے اور تیسرے غروب ہونے
کو جسوقت مائل ہو یہان تک کہ غروب ہوجاوے اور یہ حدیث فائدہ دیتی ہی اسکا کہ جنس نماز کسی قسم
کی ہو حلال نہین ہے یہ کہ خاص بعضی نماز درست نہو اور اسکا فائدہ دیتا ہی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا کہ تحقیق آفتاب طلوع کرتاہی درمیان دو قرنون شیطان کے پس جسوقت خوب بلند
ہوجاتاہی الگ ہوجاتاہی اوس سے شیطان پھر جسوقت برابر سر کے آجاتاہی تو نزدیک ہوجاتاہی اوسکے
پھر جسوقت ڈھل جاتاہی الگ ہوجاتاہی اور جسوقت قریب غروب کے ہوتاہی پھر شیطان اوسکے
پاس آجاتاہی اور جب غروب ہوجاتاہی جدا ہوجاتاہی اور منع کیا ہی نماز سے ان وقتون مین روایت
کیا اسکو مالک نے موطا مین اور روایت کیا نسائی نے انتہے اور یہ حدیثین اوس حدیث کے بعد وارد
ہوئی ہین چنانچہ کہا علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین وقال الطحاوی ورود ھذا الحدیث
ای حدیث من ادرک کان قبل نہیہ علیہ السلام عن الصلوۃ فی الاوقات
المکروھۃ یعنی کہا امام طحاوی نے وارد ہونا اس حدیث کا یعنی حدیث من ادرک کا تھا

إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ وَقْتُهَا أَيْ أَوَّلُهُ وَبِهِ يُوَافِقُوْنَ بَيْنَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَتِلْكَ الْأَحَادِيْثِ لِأَنَّ التَّخْصِيْصَ خِلَافُ الظَّاهِرِ وَظَاهِرُ الْأَحَادِيْثِ النَّهْيُ عَنِ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ يعني اور جواب یہ ہی کہ تحقیق تعارض واقع ہوا اس حدیث مین اور اون احادیث مین جنمین تین وقتون سے نماز کی ممانعت وارد ہی کیونکہ وہ شامل ہین فرض اور نفل کو اور نہین خاص ہین نفل کے ساتھ جیسا کہ گمان کیا ہی شافعیہ نے اور حکم تعارض کا درمیان دو حدیثون کے رجوع کرنا ہی طرف قیاس کے اور قیاس نے اس حدیث کے حکم کو جو صلوۃ عصر کے جواز مین آئی ہی ترجیح دی اور حکم نہی کو جو نماز فجر مین آئی ہی ترجیح دی جیسا کہ ذکر کیا ہم نے احادیث نہی تین وقتون کی نماز کی نفل کے ساتھ خاص نہین جیسا کہ حدیث ممانعت نماز کی بعد فجر اور عصر کے خاص ہی ساتھ نفل کے چنانچہ گمان کیا اسکا شافعیہ نے بوجہ فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو شخص سو جاوے نماز سے یا بھول جاوے اوسکو بس چاہیے کہ پڑھے اوسکو جب یاد آوے اسواسطے کہ تحقیق یہی وقت اوسکا ہی یعنی اول وقت ہی اور اسی سے توفیق دیتے ہین فقہاے محدثین درمیان اس حدیث اور اون احادیث کے اسوجہ کہ تخصیص کرنا ساتھ نفل کے خلاف ظاہر کے ہی اور ظاہر احادیث کا نہی ہی فرائض اور نوافل سے انتہی اسیطرح کہا علامہ عینی اور علامہ ابن ہمام نے اور حدیث مین بھی جو علت ممانعت کی بیان ہی عام معلوم ہوتی ہی چنانچہ فتح القدیر کی عبارت مین ذکر اسکا ہو چکا ہی اسکے بعد لمعات مین لکھا ہی وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا أَحَادِيْثُ النَّهْيِ نَاسِخَةٌ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَكَانَ وُرُوْدُهُ قَبْلَ النَّهْيِ وَمُقْتَضَاهُ أَنْ يَبْطُلَ الْعَصْرُ أَيْضًا لٰكِنَّهَا عَلَّلْنَاهُ بِمَا ذَكَرْنَا فَجَوَّزْنَا فِي الْعَصْرِ هٰذَا وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ يُوْسُفَ أَنَّ الْفَجْرَ لَا يَفْسُدُ بِطُلُوْعِ الشَّمْسِ یعنی کہا ہمارے بعض اصحاب نے حدیثین نہی کی ناسخ ہین اس حدیث کی اور تھا ورود اس حدیث کا قبل وارد ہونے نہی کے اور مقتضا اس قول کا یہ ہی کہ نماز عصر بھی باطل ہو جاوے لیکن ہمنے اسکی علت بیان کر دی بس جائز رکھا ہمنے عصر مین اسکو اور تحقیق روایت کی گئی ہی امام ابو یوسف سے یہ کہ بیشک نماز فجر نہین فاسد ہوتی طلوع آفتاب سے انتہی اور فتح المنان مین لکھا ہی کہ وقت فجر کا کل کامل ہی

ہے ... [illegible]

قیاس ... [illegible]

پس جب نماز اوس وقت مین شروع کرے گا کامل ہو واجب ہوگی پس جبکہ طلوع سے نقصان عارض ہو
جیسے نماز واجب ہوئی تھی ویسے ادا نہین ہوتی بخلاف عصر کے اس لیے کہ آخر وقت اوسکا ناقص ہے
کیونکہ وقت مکروہ ہے پس جبکہ شروع کرے گا اسوقت مین تو ناقص واجب ہوگی پھر جبکہ غروب سے
نقصان عارض ہوگا تو وہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا ہو جانے گی انتہے اسکے بعد چند دلائل اور
بیان کیے ہین پھر اخیر بحث مین لکھا ہے وَبِمَا ذَكَرْنَا عُلِمَ اَنَّ مَذْهَبَ الْحَنَفِيَّةِ يُبْنٰى
عَلَى التَّحْقِيْقِ وَالتَّدْقِيْقِ وَاَنَّ قِيَاسَاتِهِمْ وَدَلَائِلَهُمُ الْعَقْلِيَّةَ لَيْسَتْ فِىْ
مُقَابَلَةِ النُّصُوْصِ بَلْ لِتَرْجِيْحِ بَعْضِ الْاَحَادِيْثِ عَلٰى بَعْضٍ كَمَا اَشَرْنَا اِلَيْهِ فِىْ
مَوَاضِعَ یعنی وجہ مذکور سے جانا گیا کہ بیشک مذہب حنفیہ کا تحقیق اور تدقیق پر بنا کیا گیا ہے
اور یہ کہ قیاسات اونکے اور دلائل عقلیہ اونکے احادیث کے مقابل نہین بلکہ واسطے ترجیح دینے بعض
احادیث کے ہین اوپر بعض کے چنانچہ اسکا اشارہ ہم بہت جگہ کر چکے ہین انتہے اور شرح وقایہ
مین ہے فَالْقِيَاسُ رَجَّحَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِىْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَحَدِيْثَ النَّهْىِ فِىْ صَلٰوةِ
الْفَجْرِ وَاَمَّا سَائِرُ الصَّلٰوةِ فَلَا يَجُوْزُ فِى الْاَوْقَاتِ الثَّلٰثِ لِحَدِيْثِ النَّهْىِ اِذْ
لَا مُعَارِضَ لِحَدِيْثِ النَّهْىِ فِيْهَا یعنی پس قیاس نے ترجیح دی اس حدیث کو نماز عصر
مین اور حدیث نہی کو نماز فجر مین اور لیکن تمام نمازین پس نہین جائز ہین اوقات ثلثہ مین بوجہ
حدیث نہی کے اسواسطے کہ حدیث نہی کرنے کا اون وقتون مین کوئی معارض نہین انتہے اور
مرقات شرح مشکوٰۃ مین لکھا ہے کہ جزو مقارن ادا کا سبب ہے وجوب نماز کا اور آخر وقت
عصر کا ناقص ہے اس لیے کہ وہ وقت ہے پوجے جانے آفتاب کا پس واجب ہوگی نماز ناقص جب ادا
کرے گا تو جیسا کہ نماز واجب ہوئی ہے ویسے ہی ادا کرے گا پس جب فساد بسبب غروب کے
آجائیگا تو فاسد نہوگی اور فجر کا کل وقت کامل ہے اس لیے کہ آفتاب قبل طلوع کے پرستش نہین
کیا جاتا پس کامل واجب ہوگی پس جب طلوع سے فساد طاری ہوگا تو فاسد ہو جاوے گی اس لیے
کہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا نہین ہوئی پس اگر کہا جائے کہ یہ علت مقابل حدیث کے ہے مین کہتا ہون

کہ جب احادیث مین تعارض واقع ہوا تین قیاس نے اس حدیث کو نماز عصر مین ترجیح دی اور حدیث نہی کو
نماز فجر مین ترجیح دی لیکن اور نمازین بس نہین جائز ہین اوقات ثلثہ مین بسبب حدیث ممانعت کے اسواسطے
کہ حدیث نہی کا اور نمازون مین کوئی معارض نہین انتہی حاصل کلام یہ ہی کہ یا تو ان احادیث سے وہ معنی
لیے جائین جو شرح مسلم سے نقل ہوئے یا اونکو منسوخ کہا جاوے چنانچہ یہی مذہب امام طحاوی کا ہی یا
بوجہ تعارض کے بعض کو بعض پر ترجیح دیجاوے چنانچہ یہی مذہب امام صاحب کا ہی غرض مخالفت حدیث
کی کسی صورت سے لازم نہین آتی **قال** مسئلہ یازدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاوی
عالمگیری وغیرہ مین لکھا ہی وَمَنْ أَفْلَسَ وَعِنْدَهُ مَتَاعٌ لِرَجُلٍ بِعَيْنِهِ ابْتَاعَهُ مِنْهُ فَصَاحِبُ
الْمَتَاعِ أُسْوَةٌ لِلْغُرَمَاءِ فِيهِ یعنی ایک شخص مفلس ہو گیا اور اوسکے پاس وہ چیز ہی جو اوس نے خریدی
تو اوسکا بایع اور قرضخواہون کے ساتھ مساوی ہی بیچ اسکے انتہی **اقول** عمدۃ القاری شرح
صحیح البخاری مین لکھا ہی کہ ابراہیم نخعی اور حسن بصری اور ابن شبرمہ قاضی کوفہ اور وکیع بن الجراح
اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور زفر رضی اللہ عنہم اسطرف گئے ہین کہ بائع قرضخواہون کے برابر ہی
اور جواب دیا ہی امام طحاوی نے اس حدیث کا کہ اسمین یہ ذکر ہی کہ جو شخص اپنے مال کو بعینہ پاوے اور جو
شی بیچی گئی ہی وہ بعینہ مال اوسکا نہین بلکہ بعینہ مال اوسکا پہلے تھا ہان مال اوسکا بعینہ غصب کی ہوئی چیز
اور مستعار اور امانتین اور مشابہ انکے ہی تو البتہ یہ مال اوسکا بعینہ ہی پس وہ شخص بہ نسبت اور قرضخواہون
کے اوسکا مستحق ہی اور اسی بیان مین یہ حدیث آئی ہی اور ان معنون پر دلالت کرتی ہی وہ حدیث جو
سمرہ رض سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا کوئی مال چوری گیا یا ضائع ہو گیا پس
پایا اوسکو بعینہ نزدیک کسی کے پس وہ شخص مستحق ہی اس مال کا اور خریدنے والا بیچنے والے سے قیمت اپنی
پھیر لے انتہی ملتقطا اس عبارت سے واضح ہوا کہ اس حدیث کے معنی یہ نہین جو ظاہر پر لیتے ہین اس لیے
کہ جس حدیث سے امام صاحب نے اس مسئلے کو استنباط کیا ہی وہ بھی حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہی اور
معتبر ہی پس ضرور ہوا کہ معنی اس حدیث کے دوسرے ہون گے ورنہ تعارض ہو گا اور الفاظ حدیث سے جبتک کہ

تعارض دفع ہو سکے دور کیا جائے ورنہ معنی بعض کو بعض پر ترجیح دیجائے گی جیسے جواب سابق مین بیان
ہوا اسی لیے اس حدیث کے یہ معنی بیان ہوے یا یہ معنی ہون گے جو نہایہ مین لکھے ہین کہ خریدار
نے قبضہ بغیر اذن بائع کے کر لیا یا بائع کو شرط خیار تھا اس صورت مین بائع کو وہ شی واپس کرنی چاہیے
انتہے غرض کہ جب اس حدیث کے دوسرے معنی ہو سکتے ہون اور خلاف سیاق اور سباق بھی نہون
اور موافق عقل بھی ہون تو پھر کون سی وجہ ہی کہ دونون حدیثون مین معنی مخالف پیدا کرین اور رد حدیث
جو امام صاحب سند لاتے ہین یہ ہی عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیع کرے کسی مال کی پس پاوے اوسکو نزدیک ایسے شخص کے جو مفلس ہی
پس مال اوسکا درمیان قرضخواہون کے ہی انتہے یعنی سب قرضخواہ اوسمین برابر ہین پھر کہا علامہ عینی
نے پس اگر کہے تو کہ اسناد مین اسکے ابن عیاش راوی ضعیف ہی مین کہتا ہون کہ تحقیق توثیق کی
ہی ابن عیاش کی امام احمد نے اور تحقیق حجت گردانا اس حدیث کو خصاف اور رازی نے پس اگر کہے تو
کہ کہا دارقطنی نے نہین ثابت ہوتی یہ حدیث زہریؒ سے مسند بلکہ مرسل ہی مین کہتا ہون کہ مرسل
نزدیک ہمارے حجت ہی اور مرفوع بیان کیا ہی خصاف اور رازی نے اس حدیث کو اور قرآن شریف
کی آیت وَاِنْ کَانَ ذُوْعُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ یعنی اور اگر ہو مدیون مفلس پس مہلت ہی غنا
تک انتہی اسپر دلالت کرتی ہی کہ اسکو فسخ بیع کرکے اپنی شی واپس کرنی نہین چاہیے یہی مطلب اس حدیث
کا ہی جسے امام صاحب سند لیتے ہین اور معنی اوس پہلی حدیث کے یہ ہین کہ جب بشرط خیار کسی شی کو بیع
کرے پھر خریدار مدت خیار مین مفلس ہو جاوے تو وہ مستحق ہوگا اپنے مال کا یعنی فسخ بیع کا اختیار ہوگا اور
یہی معنی لیے ہین ایک جماعت نے اکابر سے فرمایا امام صاحب اور ابراہیم نخعی اور اہل کوفے نے کہ
بائع برابر ہی اور قرضخواہون کے ہر حال مین اور یہی روایت کی گئی حضرت علیؓ سے اور صحیح کہا اس
روایت کو ابن حزم نے اور حکایت کیا ہی خطابی نے اس قول کو ابن شبرمہ سے بھی انتہے ملتقطا اس
تقریر سے سب حدیثون مین موافقت ہو گئی ورنہ صحیح حدیث کا انکار جسکو ابن حزم نے بھی صحیح کہا ہی لازم
آجائے **قال** مسئلہ دوازدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اونکے شاگرد ابو یوسفؒ کا مخالف الخ

حدیثون کے یہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاوی عالمگیری اور
فتاوی قاضی خان وغیرہ کتب فقہ مین لکھا ہی وعصیر العنب اذا طبخ حتی ذهب ثلثاه
وبقی ثلثه حلال وان اشتد وهذا عند ابی حنیفة وابی یوسف یعنی اور
شیرہ انگور کا جب کہ پکایا جاوے یہان تک کہ اوسکی دو تہائی جل جاوے اور ایک تہائی رہجاوے
تو حلال ہے اگرچہ اوسمین نشہ پیدا ہو جاوے اور یہ مذہب ابی حنیفہ اور ابی یوسف کا ہی الخ

اقول امام صاحب کے نزدیک خمر لغت مین اوسکو کہتے ہین جو انگور سے بنائی گئی ہو اور امام صاحب
کی اسپر پانچ دلیلین ہین اول یہ کہ اجماع ہی اہل لغت اور اہل علم کا کہ لفظ خمر کا موضوع ہی واسطے پانی
انگور کے جبکہ اوسمین جوش اور تیزی آجاوے اور جھاگ اوٹھنے لگے چنانچہ ہدایہ اور زیلعی اور طحطاوی
اور برجندی وغیرہ مین لکھا ہی لنا انه اسم خاص باطباق اهل اللغة فیما ذکرنا وهو
النی من ماء العنب اذا غلی واشتد وقذف بالزبد وهذا المعروف عند اهل
اللغة واهل العلم وتسمیة غیرها مجاز یعنی واسطے ہمارے یہ دلیل ہی کہ خمر اسم خاص ہی
ساتھ اجماع اہل لغت کے اوس چیز مین جو ہمنے ذکر کیا یعنی اور وہ کچا پانی انگور کا ہی جبکہ اسمین جوش
اور تیزی آجاے اور جھاگ دے اور یہی معنی مشہور ہین نزدیک اہل لغت کے اور اہل علم کے اور اسکے
غیر کا خمر نام رکھنا مجاز ہی انتہے پس امام صاحب فرماتے ہین کہ جو معنی باعتبار اصل لغت کے ہین
اوسپر آیت کو صدر ورود حقیقت مین محمول کرین گے اور اطلاق خمر کا مسکرات پر بعد نزول آیت تحریم
کے مجاز مستحدث ہی پس آیت کو کہ پہلے نازل ہوئی ہی مجاز مستحدث پر حمل کرنا نہین چاہیے اور دوسری
دلیل یہ ہی کہ عرب جنکی بہت بڑا اعتماد ہی اور سب سند اونکی لاتے ہین اپنے کلام مین خمر کو انہین معنون
سے لائے ہین چنانچہ متنبی شاعر بھی اونہین مین سے ہی اوسکے شعر سے معلوم ہوتا ہی کہ اصل خمر کی انگور
ہی ہوتی ہی ع وان تکن تغلب الغلباء عنصرها + فان فی الخمر معنی لیس فی
العنب یعنی اگرچہ آباء اجداد ممدوح کے اوسکے عنصر پر غالب تھے + لیکن شراب مین وہ لذت ہی جو
انگور مین بھی نہین مطلب یہ ہی کہ ممدوح اپنے آبا و اجداد پر باوجود اونکے اصل ہونے کے بعض وجوہ

غالب تھی جیسے شراب لذت مین اپنی اصل سے کہ انگور ہی غالب ہوتی ہی اور تیسری دلیل یہ ہی کہ خمر کی کنیت
سے بھی کہ بنت العنب اور بنت العنقود ہی معلوم ہوتا ہی کہ اصل اوسکی انگور ہی اور چوتھی دلیل یہ ہی کہ لفظ
خمر کا شراب انگوری کے واسطے خاص ہی کیون کہ دوسرے مسکرات کے اور نام ہین مثل باذق
اور منصف اور مثلث اور نقیع اور نبیذ وغیرہ کے اور اسماکا اختلاف دلالت کرتا ہی کہ مسمیات
مین بھی اختلاف ہو اسیطرح ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہی اور پانچوین دلیل یہ ہو کہ قول جناب باری بھی
اِنِّیْ اَرَانِیْ اَعْصِرُ خَمْرًا یعنی مین اپنے آپ کو خواب مین انگور نچوڑتے دیکھتا ہون انتہے اسی
دلالت کرتا ہی اس لیے کہ خمر سے یہان باتفاق مفسرین و علماے متقدمین و متاخرین انگور مراد
ہی من قبیل اطلاق کرنے مسبب کے اوپر سبب کے اور کلیات ابو البقا مین ہی کہ اصل اس اطلاق کی بالاتفاق
یہ ہی کہ سبب تو مسبب کیواسطے مطلقا استعارہ کیا جاتا ہی خواہ سبب مسبب کیواسطے خاص ہو یا نہو
مگر مسبب کو سبب کے واسطے جب لاتے ہین کہ اوس مسبب کا سبب دوسرا نہو جیسے لفظ خمر اگر خاص عنب کے
ساتھ نہوتا تو استعارہ نکرتے انتہے اور امام شوکانی نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار مین لکھتے ہین
اِعْلَمْ اَنَّ الْخَمْرَ تُطْلَقُ عَلٰی عَصِیْرِ الْعِنَبِ الْمُشْتَدِّ اِطْلَاقًا حَقِیْقِیًّا اِجْمَاعًا یعنی جان تو کہ اطلاق
خمر کا نچوڑی ہوے انگور پر جو تیز ہو گیا ہو اطلاق حقیقی بالاجماع ہی انتہے اور تفسیر کشاف جار اللہ
زمخشری مین مرقوم ہی وَالْخَمْرُ مَا غَلٰی وَاشْتَدَّ وَقَذَفَ بِالزَّبَدِ مِنْ عَصِیْرِ الْعِنَبِ هُوَ
حَرَامٌ یعنی خمر وہ شی ہی کہ اوبل آئے اور تیز ہو جاوے اور جھاگ لے آئے نچوڑ انگور سے اور وہ حرام ہی
انتہے اور جو احادیث مین بعض شراب پر سواے انگور کے خمر کا اطلاق ایا ہی وہ باعتبار حکم کے ہی اور
کچھ لغت کے معنی نہین بتلائے گئے یا بطریق تشبیہ کے ہی چنانچہ کتاب حد الشرب فتح القدیر مین شیخ الاسلام ابن ہمام
لکھتے ہین وَیَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْحَمْلَ الْمَذْکُوْرَ جَرٰی فِی التَّشْبِیْهِ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ
حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَمَا بِالْمَدِیْنَةِ مِنْهَا شَیْءٌ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ فِی الصَّحِیْحِ وَمَعْلُوْمٌ اَنَّهٗ اِنَّمَا اَرَادَ خَمْرَ
الْعِنَبِ لِثُبُوْتِ اَنَّهٗ کَانَ بِالْمَدِیْنَةِ غَیْرُهَا یعنی اور دلالت کرتا ہی اسپر کہ حمل ان حدیثون مین بطریق تشبیہ کے
ہی قول ابن عمر کہ حرام کی گئی شراب اور حال یہ کہ نہ تھی شراب سے کوئی شی ... روایت کیا اسکو امام بخاری اور مسلم نے

یہ کہ ارادہ کیا ہی نچوڑ انگور کا بوجہ ثابت ہوتے اس امر کے کہ تھیں نبیذ مع اا او سکے اور شراب مین انتہی اور امام زیلعی نے تبیین الحقائق
شرح کنز الدقائق مین لکھا ہی کہ خمر کا اطلاق غیر انگوری پر احادیث مین مجازی ہی یا باعتبار حکم کے
ہی یعنی حکم اور شرابون کا حکم شراب کا سا ہی یعنی اونکا پینا بھی حرام ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تعلیم احکام کے واسطے مبعوث ہوے تھے حقائق لغت وغیرہ بتلانیکو مبعوث نہین ہوے انتہے
ملخصاً پس حدیث سے یہ استدلال ہرگز نہین ہو سکتا کہ خمر اصل مین عام ہی باقی رہا قول صاحب
قاموس کا کہ عمومیت اصح ہی سو یہ بنا بر اونکے مذہب کے ہی چنانچہ جو دلیل عمومیت پر شافعیہ احادیث
سے لاتے ہین وہی اونھون نے بھی لکھدی کسی لغت یا کلام عرب کی سند نہین دی بیان فقط اپنی راے
لکھی ہی جس سے اونکے مذہب شافعیہ کو ترجیح ہوئی ہی ورنہ معنی لغوی تو وہی تھے جو اونھون نے پہلے
بیان کر دیے اور یہ قول اونکا کہ مدینہ شریف مین اوسوقت انگور کی شراب نہ تھی بلکہ کھجور کی تھی مخالف
ہی بخاری شریف کے حدیث سے جو حضرت انس رض سے مروی ہی قَالَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ حِيْنَ
حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِي بِالْمَدِيْنَةِ خَمْرَ الْأَعْنَابِ إِلَّا قَلِيْلًا یعنی فرمایا حضرت انس رض
نے کہ حرام کی گئی ہم پر شراب جسوقت کہ حرام کی گئی اوس حال مین کہ نہین پاتے تھے ہم مدینے مین شراب
انگورون کی مگر کم انتہی پس اوس حدیث مسلم کی سند لانے سے شبہہ پڑتا ہی کہ بالکل انگور کی شراب نہ تھی حالانکہ وہان علی العموم
اکثر کے کہا ہی جیسا کہ حدیث بخاری کی اسپر دال ہی پس حدیث مسلم کی سند لانا محض مغالطہ دینا ہی باقی رہا یہ امر کہ اسمین معنے
مخامرت کے ہین اس سے چاہیے کہ عام ہو سو جواب اوسکا یہ ہی کہ اس سے یہ نہین لازم آتا کیونکہ سفید اور سیاہ گھوڑونکو ابلق کہتے ہین
اور سفید اور سیاہ کپڑے کو ابلق نہین کہتے اسیطرح ثریا ستارے کو نجم بوجہ ظہور کے کہتے ہین اور ہر ظاہر کو نجم نہین کہتے
فی القیاس قارورہ اسے مشتق ہی کہ قرار کرتے کو قارورہ نہین کہتے گو اوسمین قرار پایا جاوے اسیطرح اسکی بہت نظیرین
ہین تیسرا امام صاحب کا قول کہ لغت مین خمر شراب انگوری کو کہتے ہین اور حدیث مین بیان احکام ہی
لغت نہین بہت درست ہی مخالف کسی حدیث کے نہین بلکہ مطابق ہی البتہ اور شرابونکو مثل طلا کے
یعنی نچوڑ انگور کا کہ پکایا جاوے حتی کہ دو تہائی سے کم جلجاوے یا مثل سکر کے یعنی خام پانی تر کھجور
کا جسوقت تیز ہو جاوے اور جھاگ لے آوے یا مثل نقیع زبیب کے یعنی خام پانی خشک انگور کا بشرطیکہ

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق

بخاری شریف

اوس مین تیزی اور جھاگ پیدا ہو جائے انکو امام صاحب بھی حرام جانتے ہین یہ چار چیزین بالاتفاق
حرام ہین البتہ چار چیزون مین اختلاف ہی ایک تو چھوارے اور خشک انگور کا نبیذ اگر کچھ پکا لیا جاوے
اگرچہ اوسمین تیزی آجائے اسقدر پینا اوسکا امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہی
جس سے نشہ نہو ورنہ حرام ہوگا چنانچہ ردالمحتار مین ہی فَلَوْ شَرِبَ مَا يَغْلِبُ عَلَى ظَنِّهِ
أَنَّهُ مُسْكِرٌ فَيَحْرُمُ لِأَنَّ السُّكْرَ حَرَامٌ فِي كُلِّ شَرَابٍ یعنی پس اگر پیا اوس نے وہ نبیذ
کہ ظن غالب ہی کہ اوسمین نشہ پیدا ہو جائے گا پس حرام ہی اس لیے کہ نشہ ہر شراب مین حرام ہوتا ہی
انتہے اور دلیل حلت نبیذ کی علامہ عینی نے شرح کنز مین یہ لکھی ہی لِمَا رُوِيَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا وَلَا تَنْتَبِذُوا الرُّطَبَ
وَالزَّبِيبَ جَمِيعًا وَلَكِنْ انْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْبُخَارِيُّ
وَفِي رِوَايَةٍ الرُّطَبُ بَدَلَ التَّمْرِ وَهٰذَا نَصٌّ عَلَى أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى الْانْفِرَادِ
يَحِلُّ وَهٰذَا مَحْمُولٌ عَلَى الْمَطْبُوخِ مِنْهُ لِأَنَّ غَيْرَ الْمَطْبُوخِ مِنْهُ حَرَامٌ بِإِجْمَاعِ
الصَّحَابَةِ رض وَكَذَا مَا رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ رض أَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ
وَالتَّمْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَالْمُرَادُ بِهِ غَيْرُ الْمَطْبُوخِ لِأَنَّ حُكْمَهُ حُكْمُ الْخَمْرِ
فَلِهٰذَا أُطْلِقَ عَلَيْهِ اسْمُ الْخَمْرِ وَقَدْ وَرَدَ فِي حُرْمَةِ الْمُتَّخَذِ مِنَ التَّمْرِ أَحَادِيثُ كُلُّهَا
صِحَاحٌ فَإِذَا حُمِلَ الْمُحَرَّمُ عَلَى النِّيِّ وَالْمُحَلَّلُ عَلَى الْمَطْبُوخِ فَقَدْ حَصَلَ التَّوْفِيقُ بَيْنَ
الْأَدِلَّةِ وَانْدَفَعَ التَّعَارُضُ یعنی اس سبب سے کہ ابو قتادہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبیذ نہ بناؤ زہوا ور رطب کا اکٹھا اور رطب اور زبیب کا ساتھ ملا کر زہو گدر رنگدار کھجور
کو کہتے ہین اور رطب پکی ترکو اور زبیب خشک انگور کو لیکن نبیذ ہر ایک کا علیحدہ کرو روایت کیا
اوسکو مسلم اور بخاری نے اور ایک روایت مین بدلے رطب کے تمر آیا ہی اور یہ حدیث صریح ہی اسمین کہ
ہر ایک کا علحدہ نبیذ بنانا درست اور حلال ہی اور یہ حدیث محمول ہی پکے ہوے نبیذ پر اس لیے کہ خام تو
باجماع صحابہ رض حرام ہی اسیطرح وہ حدیث جو انس رض سے مروی ہی کہ تحقیق شراب حرام کی گئی اور

شراب اور ہوئے کچے گدر اور خشک کھجور کی تھی روایت کیا اسکو بخاری او مسلم نے پس مراد اس سے خام ہی اسواسطے
کہ حکم اوسکا حکم شراب کا ہی اسی وجہ سے خمر اوس پر اطلاق کیا گیا ہی اور جو نبیذ تمر سے بنایا جاوے اوسکی
حرمت مین حدیثین صحیح صحیح وارد ہوئی ہین پس جبکہ حرام نبیذ خام پر اور حلال کو پختہ پر حمل کیا جائیگا
تو درمیان احادیث کے تطبیق اور توفیق ہوجائے گی اور تعارض جاتا رہے گا انتہے دوسری نبیذ
شہد انجیر گیہون جو کا سبھی امام صاحب اور ابو یوسف کے نزدیک جائز ہی اور دلیل اسکی تبیین الحقائق
مین یہ ہی لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةُ وَالْعِنَبَةُ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَحْمَدُ وَغَيْرُهُمَا خَصَّ التَّحْرِيْمَ بِهِمَا وَالْمُرَادُ بَيَانُ الْحُكْمِ
اَيْ حُكْمُهُمَا وَاحِدٌ لَا اَنَّ كُلًّا مِنْهُمَا يُسَمّٰى خَمْرًا حَقِيْقَةً وَلَا يُشْتَرَطُ فِيْهِ الطَّبْخُ
لِاَنَّ قَلِيْلَهُ لَا يُفْضِيْ اِلَى الْكَثِيْرِ كَيْفَ مَا كَانَ یعنی بسبب قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہ شراب ان دو درختون سے ہوتی ہی وہ کھجور اور انگور ہی روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور امام احمد
وغیرہ نے خاص کی گئی تحریم اس حدیث مین ساتھ ان دو چیزون کے اور مراد بیان حکم کا ہی یعنی
حکم دونون کا ایک ہی نہ یہ کہ ہر ایک کو خمر حقیقۃً کہتے ہین اور اس نبیذ مین پکنے کی شرط نہین ہی اسلیے
کہ تھوڑا اسکا بہت کی طرف نہین پہونچاتا ہی کسیطرح کا ہو انتہے یعنی جیسے شراب مین یہ اثر ہوتا ہی
کہ قلیل پینے سے کثیر کی طرف طبیعت بیقرار رہتی ہی کیونکہ اسکی جتنی زیادتی کیجاتی ہی لذت آتی ہی
اسی لیے شراب کا تھوڑا بھی پینا منع ہی بخلاف نبیذ کے کہ اوسمین یہ کیفیت نہین پس اسکا اسقدر
نوش کرنا کہ حد سکر کو نہ پہونچ جاوے جائز ہی مثل نبیذ عسل کے واسطے یہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
کہ ہر شراب نشہ لانے والی حرام ہی اسی سے اوسکا حرام ہونا ثابت نہین ہوتا چنانچہ عمدۃ القاری شرح بخاری
مین شیخ الاسلام علامہ عینی فرماتے ہین کما العصیر جو شراب نشہ لاوے یعنی اوسکی شان سے
اسکار ہو خواہ اوسکے پینے سے نشہ ہو یا نہو مین جواب مین کہتا ہون کہ یہ معنی اس حدیث کے نہین
کیونکہ شارع نے خبر دی حرمت شراب کی جبکہ موصوف ہو ساتھ اسکار کے اور یہ اسپر دلالت نہین
کرتا کہ وہ شی حرام ہی جو کہ مستقبل مین نشہ لاوے انتہے پس ایسا قلیل نشہ لانیوالی شی کا اور کثیر اوسکا ہر شراب

نہین بلکہ خاص خمر مین ہی اس لیے کہ عبداللہ بن عباس سے روایت موقوف اور مرفوع آئی ہی کہ خمر
بعینہا حرام ہی اور مسکر ہر شراب کا حرام ہی یہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ خمر کا قلیل اور کثیر حرام ہی
نشہ کرے یا نہ کرے اور اسپر کہ اور شرابین سوا خمر کے بوجہ اسکار کے حرام ہین اور یہ امر ظاہر ہی پس
اگر کہے تو کہ وارد ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہر مسکر خمر ہی اور ہر مسکر حرام ہی جواب دون گا مین
کو طعن کیا ہی اس حدیث مین یحیی ابن معین نے اور اگر تسلیم کیا جاوے تو صحیح تر یہ ہی کہ یہ موقوف ہی ابن
عمر پر اسیوجہ سے مسلم نے اسکو بطور ظن کے روایت کیا ہی اور کہا ہی نہین معلوم ہوتی مجھکو مگر مرفوع اور اگر
اسکو بھی تسلیم کرین تو معنی اسکے یہ ہین کہ جسکے کثیر مین نشہ ہو اوس کثیر کا حکم خمر کا ہی انتہی اور تیسری
قسم عصیر عنب کا جبکہ وہ پکایا جاوے اسقدر کہ دو تہائی جلجاوے اور ایک تہائی باقی رہے اگرچہ تیز ہوجاوے
امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہی اور وجہ اسکی علامہ عینی نے شرح کنز مین یہ بیان
کی ہی لما روی عَنْ اَبِی مُوسٰی رضی انَّهٗ کَانَ یَشْرَبُ مِنَ الطِّلَاءِ مَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِیَ
الثُّلُثُ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَلَهٗ مِثْلُهٗ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَقَالَ الْبُخَارِیُّ رَاٰی عُمَرُ
وَاَبُو عُبَیْدَةَ وَمُعَاذٌ شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَی الثُّلُثِ وَشَرِبَ الْبَرَاءُ وَاَبُو جُحَیْفَةَ
عَلَی النِّصْفِ وَقَالَ اَبُو دَاؤدَ سَاَلْتُ اَحْمَدَ عَنْ شُرْبِ الطِّلَاءِ اِذَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ
وَبَقِیَ ثُلُثُهٗ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ قُلْتُ اِنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ یُسْکِرُ فَقَالَ لَا یُسْکِرُ
لَوْ کَانَ یُسْکِرُ لَمَا اَحَلَّهٗ عُمَرُ رض یعنی اس لیے کہ روایت کی گئی ہی ابو موسیٰ سے کہ وہ پیا کرتے تھے
وہ طلا کہ دو ثلث اوسکے جلجاتے تھے اور ایک ثلث باقی رہتا تھا روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے
اور مثل اسکے نسائی نے ابو درداء سے روایت کی ہی اور کہا ہی امام بخاری نے کہ جائز کہا عمر اور ابو عبیدہ
اور معاذ رضی اللہ عنہم نے طلا پینے کو جبکہ تہائی باقی رہے اور براء اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہما نے نصف پر
پیا ہی اور کہا ابو داؤد نے کہ سوال کیا مین نے امام احمد سے طلا پینے کا جبکہ دو تہائی اوسکے جاتے رہین
اور ایک تہائی باقی رہے پس کہا امام احمد نے کوئی قباحت نہین ہی مین نے کہا لوگ کہتے ہین کہ وہ
نشہ پیدا کرتا ہی فرمایا اگر نشہ پیدا کرتا ہوتا تو عمر رض اوسکو حلال نکرتے اور چوتھی قسم خلیط ہی جو کہ مشتمل اوپر

کھجو کو اکٹھا برتن میں بھگو دیں پھر اوسکو پکالیں امام صاحب اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک
حلال ہے اور وجہ اسکی علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق میں یہ لکھی ہے لما روی عن عائشۃ انہا
قالت کنا ننبذ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سقاء فناخذ قبضۃ من تمر
وقبضۃ من زبیب نطرحہما فیہ ثم نصب علیہ الماء فننبذہ غدوۃ فیشربہ
عشیۃ وننبذہ عشیۃ فیشربہ غدوۃ رواہ ابن ماجۃ وروی عن ابن زیاد قال سقانی
ابن عمر شربۃ ما کدت اھتدی الی اھلی فغدوت الیہ من الغد فاخبرتہ
بذلک فقال ما زدناک علی عجوۃ وزبیب وھو محمول علی المطبوخ لان
المروی عنہ حرمۃ نقیع الزبیب النی منہ وما روی من النھی عن الخلیط فیما
رویناہ محمول علی حالۃ القحط والعوز لئلا یجمع بین النعمتین وجارہ
یحتاج بل یؤثر باحدھما جارہ والاباحۃ کانت فی حالۃ السعۃ والحمل ماثور
عن ابراھیم النخعی رح یعنی بسبب اسکے جو روایت ہے عائشہ رض سے کہ کہا اونھوں نے کہ نبیذ کیا
کرتے تھے ہم واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مشکیزہ میں پس لیتے تھے ہم ایک مٹھی کھجور کی اور
ایک منقی کی پس ڈال دیتے ہم دونوں کو اوسمیں پھر اوسپر پانی ڈال دیتے پس صبح کو نبیذ بناتے تو آپ
شام کو پیتے اور شام کو بناتے تو صبح کو نوش فرماتے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت
کی گئی ہے ابن زیاد سے کہا اونھوں نے پلایا مجکو ابن عمر نے ایسا شربت کہ گھر تک جانا دشوار ہو گیا
پس دوسرے دن صبح کو میں اونکی خدمت میں آیا اور اس کیفیت سے خبر دی فرمایا سوائے عجوہ کھجور
اور خشک انگور کے نہیں دیا اور یہ حمل کیا گیا ہے پختہ پر اس لیے کہ روایت عبداللہ بن عمر سے حرمت
خام پانی منقی کی ہے اور جو کہ حدیث میں ممانعت خلیط کی آئی ہے محمول اوپر حالت قحط اور احتیاج
کے ہے تاکہ نہ جمع کریں دو نعمتوں کو اور پڑوسی حاجتمند ہو بلکہ ایک اپنے ہمسائے کو دے ڈالے
اور مباح ہونا خلیط کا وقت وسعت کے ہے اور یہ حمل کرنا منقول ہے ابراہیم نخعی رح سے انتہی یہ چاروں
قسمیں جو کہ احادیث مذکورہ سے ثابت ہیں امام صاحب اور ابو یوسف کے نزدیک حلال ہیں

اسیوجہ سے اسمین حد نہین آتی چنانچہ تبیین الحقائق مین ہی فَاِنْ كَانَ مُبَاحًا عِنْدَ هُمَا فَلَا يُحَدُّ شَارِبُهٗ وَاِنْ سَكِرَ بِهٖ یعنی پس اگر ہووے مباح نزدیک شیخین کے پس نہ حد مارا جائیگا پینے والا اوسکا اگرچہ نشہ آجائے گو نشہ حرام ہی انتہے پس مثال اسکی مثل زعفران وغیرہ کے ہوگی کہ اگر زیادہ کھائی جاوے تو نشہ آجاتا ہی مگر کسی کے نزدیک حد نہین آتی غرض کہ حلال شی مین حد نہین بالاتفاق گو اوسکی حلت اور حرمت مین کلام ہو اگر ان چار مین سے پیے گا تو امام محمد وغیرہ کے نزدیک حد اس لیے آجاوے گی کہ اونکے نزدیک حرام ہی اور امام صاحب کے نزدیک اخیر پیالہ جسمین نشہ آجائے حرام ہی بسبب سکر کے مگر حد نہین آتی اس لیے کہ حد مین بوجہ حلال شی کے شبہہ گیا اور رد المحتار مین ہی قَالَ الْاِتْقَانِيُّ وَقَدْ اَطْنَبَ الْكَرْخِيُّ فِيْ رِوَايَةِ الْاٰثَارِ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ بِالْاَسَانِيْدِ الصِّحَاحِ فِيْ تَحْلِيْلِ النَّبِيْذِ الشَّدِيْدِ وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْاَكَابِرَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلِ بَدْرٍ كَعُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ كَانُوْا يُحِلُّوْنَهٗ وَكَذَا الشَّعْبِيُّ وَاِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ وَرُوِيَ اَنَّ الْاِمَامَ قَالَ لِبَعْضِ تَلَامِذَتِهٖ اِنَّ مِنْ اِحْدٰى شَرَائِطِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اَنْ لَا يُحَرِّمَ نَبِيْذَ الْجَرِّ وَفِي الْمِعْرَاجِ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَوْ اُعْطِيْتُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا لَا اُفْتِيْ بِحُرْمَتِهَا لِاَنَّ فِيْهِ تَفْسِيْقَ بَعْضِ الصَّحَابَةِ وَلَوْ اُعْطِيْتُ الدُّنْيَا لِشُرْبِهَا لَا اَشْرَبُهَا لِاَنَّهٗ لَا ضَرُوْرَةَ فِيْهِ وَهٰذَا غَايَةُ تَقْوٰى اه یعنی کہا اتقانی نے کہ تحقیق طول دیا ہی علامہ کرخی نے روایت آثار صحابہ اور تابعین مین ساتھہ صحیح سنادون کے بیان مین حلال کرنے نبیذ تیز کے اور حاصل یہ ہی کہ اکابر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اہل بدر مثل عمر اور علی اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو مسعود رضی اللہ عنہم کے حلال جانتے تھے نبیذ کو اور ایسے ہی شعبی اور ابراہیم نخعی حلال کہتے تھے اور روایت کی گئی ہی کہ امام صاحب نے فرمایا اپنے بعض شاگردون سے کہ تحقیق شرائط سنت اور جماعت سے ایک یہ بھی ہی کہ حرام نکی جاوے نبیذ سبوچون کی اور معراج الدرایہ مین لکھا ہی کہ امام صاحب نے فرمایا

اگر تمام دنیا بھی مجھکو دیجائے تو بھی حرمت نبیذ کا فتوا ندون کیون کہ اس مین بعض صحابہ کو نعوذ
باللہ فسق کیطرف منسوب کرنا ہی اور اگر مجھکو اسکے پینے کیو اسطے دنیا دین تو نہین پیون کا اس لیے
کہ اسکے پینے کی کچھ ضرورت نہین معلوم ہوتی اور یہ کمال تقوی امام صاحب کا ہی انتہے اور رد المحتار
مین لکھا ہی کہ ابو حفص کبیر ان اشربہ سے سوال کیے گئے فرمایا حلال نہین پس کہا گیا اون سے کہ
تمنے شیخین کی مخالفت کی فرمایا وہ حلال جانتے تھے واسطے گوارا ہونے کھانے کے اور آدمی اجکل
پی تے ہین واسطے فسق و فجور اور لہو لعب کے اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر اسکے پینے
نشنے کا ارادہ کرے گا تو قلیل اور کثیر دونون حرام ہو جاینگے اور اوسکے واسطے بیٹھنا اور چلنا
دونون حرام ہین انتہے غرض کہ یہ چار چیزین اگر کوئی شخص اسقدر پیے کہ نشہ نہ آئے تو امام صاحب
کے نزدیک جائز ہی اور جو نشہ آجائے تو حرام ہی اس لیے کہ حرمت نشنے کی بالاتفاق ہی مگر حد امام
صاحب کے نزدیک لازم نہین آتی کیون کہ حد تو ادنے شبہہ مین ساقط ہو جاتی ہی اسیواسطے
سکر کی تعریف امام صاحب نے وجوب حد مین ایسی بیان کی کہ جسمین کسی قسم کا شبہہ باقی نرہے
کیون کہ او اقسام مین تفاوت ہوا کرتا ہی البتہ ہذیان کے معنی مین شبہہ ہوتا ہی کہ قول عمرؓ اَلْخَمْرُ
مَاخَامَرَ الْعَقْلَ کے منافی ہون کیونکہ شراب کی حرمت مین یہ قول وارد ہوا ہی اور امام صاحب
نے بھی حق حرمت شراب مین سکر کی تعریف یہ بیان کی ہی تو جواب اسکا یہ ہی جو فتح القدیر مین لکھا ہی
لِاَنَّ الْمُتَعَارَفَ اِذَا كَانَ يَهْذِيْ يُسَمّٰى سَكْرَانًا وَتَأَيَّدَ بِقَوْلِ عَلِيٍّ رض اِذَا سَكِرَ
هَذٰى اس لیے کہ جب آدمی ہذیان بکنے لگتا ہی تو عرف مین سکران کہتے ہین اور قوت پاتی ہی
اس قول نے ساتھ قول علیؓ کے جب وقت نشے مین آئے گا بیہودہ بکے گا انتہے یعنی جسوقت صحابہ نے
مشورہ کیا تھا کہ شراب پینے والے کی حد کسقدر ہونی چاہیے پس ہر ایک نے جسکی راے مین جو
آیا بیان کیا اور علیؓ نے فرمایا جب نشے والا ہوگا بیہودہ بکے گا اور ہذیان بکا تو افترا و تہمت
کرے گا اور مفتری کے واسطے کتاب اللہ مین اسی درے آئے ہین پس اس راے کو صحابہ نے اچھا جانا
اور اسی پر سب نے اتفاق کیا اور ظاہر ہی کہ جب مخامرت عقل ہو جاتی ہی تو ہذیان اوسکے واسطے

لازم ہی اصل ہذیان کی مخامرت ہی علامت مخامرت کی ہذیان ہی ورنہ مخامرت کیونکر معلوم ہو سکتی اور
حد صاحبین کے نزدیک کیونکر آسکتی ہی نشہ باز کے قول کا تو حد مین اعتبار نہین کیونکہ اوسکے
فہم مین فتور آگیا اور اوسکے کلام کا اعتبار نہین رہا پس کیون کر اوسپر حد قائم ہو سکتی ہی جبتک کہ کوئی
علامت نپائی جاوے اور ہر شخص مخامرت کسطرح جان سکتا ہی جبتک کہ کوئی علامت نہ
دیکھے ہان جب اعتقاد کریگا کہ اگر یہ پیالہ پیونگا تو ہذیان پیدا ہو جائیگا البتہ اس سے باز رہیگا
اور آگے ترقی نہ کریگا کہ اوس مین امام صاحب کے نزدیک حد واجب ہی غرض آدمی کو اگر عقل ہی تو خوب
سمجھیگا کہ جسنے جو معنی بیان کیے اوسکی کوئی نکوئی وجہ ہی اوس سے مخالفت لازم نہین آتی اور
جو محض لفظ ہی کو خیال کرے کہ یہی لفظ بعینہ کیون نہ کہا اور معانی کی طرف مطلق نہ جاوے تو ایسے
شخص سے کچھ بحث نہین وہ تو بحث ہی سے خارج ہی اور وہ جو حدیث مین ممانعت آئی ہی سو وہ بوجہ
مسکر ہونے کے ہی اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا وہ نشہ لاتی ہی
سائل نے عرض کیا ہان اس سے معلوم ہوا کہ نشہ کی وجہ سے حرام ہی پر اس حدیث سے نہین
نکلا کہ جسکے پینے سے نشہ نہ آئے وہ بھی حرام ہی گو اوسمین صلاحیت نشے کی ہو مگر جبتک نشہ نہ آئیگا
حرمت اوسکی ثابت نہین پس امام صاحب تو نشہ بالفعل لیتے ہین اور دوسرون کے نزدیک
بالقوہ معتبر ہی اسیواسطے امام صاحب فرماتے ہین کہ جسکا نشہ ہی اوسی پیالے کا اعتبار ہوگا اور
مثال اسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ جیسے کھانا اوسقدر کھانا کہ جس سے بدہضمی نہو حلال ہی اور جس
لقمے سے بدہضمی آوے حرام ہی پہلے لقمہ حرام نہین ایسی کپڑے مین نجاست لگے مثل خون کے
اگر تھوڑا ہو مفسد صلوۃ نہین اور جو اس سے زیادہ ہو تو اخیر کا جز مفسد نماز ہوگا اور کثیر انجس کریگا
پہلا جز حرام نہوگا ایسی جو شخص نفقہ اپنے اہل وعیال کو دیتا ہی حلال ہی پس اگر اسراف کریگا
تو وہ زیادتی حرام ہو جاوے گی پہلا حرام نہین اسیطرح کشتی مین بوجھ رکھا ہی اور اخیر کے بوجھ آ
من رکھنے سے مثلا کشتی غرق ہوگئی تو ضمان اس ایک من رکھنے والے پر آجائیگا پہلے بوجھ
رکھنے والون سے کچھ سرو کار نہین ایسی اخیر کا پیالہ جو مسکر ہی حرام ہوگا پہلے پیالے حرام نہین

ہون گے اور قلیل حرام ہونے کی حدیث خاص خمر میں ہی چنانچہ تقریر علامہ عینی سے معلوم ہوا یا یون
کہیے کہ کثیر مین جو قلیل ہی جس سے نشہ آیا ہی وہ حرام ہی اس لیے کہ باعث نشہ کا وہی قلیل ہی پس مطلب
حدیث کا یہ ہوا کہ جس کا کثیر نشہ لاوے اوس کثیر کا جو قلیل ہی حرام ہی اور یہ معنی نہین کہ بغیر کثیر کے
بھی قلیل حرام ہی جس سے نشہ نہ آوے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ کی حدیث جواب بطور تشنیع کے لائے ہین
اوسکا جواب ابو النصر بغدادی نے شرح قدوری مین لکھدیا ہی مَا رُمِيَتْ بِهٰذَا الْقَوْلِ أَصْحَابُ
أَبِي حَنِيفَةَ وَإِنَّمَا السَّلَفَ الصَّالِحَ أَرَدْتَ بِذٰلِكَ وَلَمْ يُمْكِنْكَ التَّصْرِيحُ بِذٰلِكَ
لِأَنَّ أَصْحَابَ أَبِي حَنِيفَةَ لَمْ يَبْتَدِعُوا فِي ذٰلِكَ قَوْلًا بَلْ قَالُوا بِمَا قَالَهُ أَئِمَّةُ أَصْحَابِ
رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَوُجُوهُ التَّابِعِينَ وَكَيْفَ يُظَنُّ بِعَلِيٍّ رض وَبِعُمَرَ وَ
ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَعَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ وَإِبْرَاهِيمَ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهُمْ شَرِبُوا الْخَمْرَ وَغَلِطُوا فِي اسْمِهَا یعنی نہین طعن کیا تو نے اس قول سے
اصحاب امام صاحب پر بلکہ مراد تیری اس طعن سے صحابہؓ تھے لیکن تصریح اونکے نام کی نہ
کر سکا تو اس لیے کہ اصحاب امام صاحب نے کوئی قول اسمین اپنی طرف سے نہین نکالا بلکہ وہ بات
کہی جسکو اصحاب کبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بڑے بڑے تابعین نے کہا ہی اور
کیونکر گمان ہو سکتا ہی حضرت علیؓ اور عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ اور عمار بن یاسر اور علقمہ اور اسود اور
ابراہیم رضی اللہ عنہم پر کہ انھون نے شراب پی اور نام مین غلطی کی انتہے حاصل تقریر کا یہ ہی
کہ اس مین کسی طرح سے مخالفت نہین ورنہ نعوذ باللہ صحابہ تک سوء ادبی لازم آوے گی ہان البتہ
فتوا اسمین بنظر احتیاط امام محمد کے قول پر ہی اور صحیح یہی ہی کہ انکے پینے سے بھی حد لازم آتی ہی اور
قلیل اور کثیر انکا حرام ہی واللہ اعلم **قال** مسئلہ نہم اور ایک مسئلہ امام اعظمؒ اور امام مالک اور امام شافعی
اور امام احمد بن حنبل کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور شیخ عبد الحق
نے ترجمہ مشکوٰۃ مین اور علامہ محمد زرقانی نے شرح موطا امام مالک مین لکھا ہی کہ اعتکاف مین بیٹھنے والا
داخل ہووے جگہ اعتکاف کے پہلے غروب ہونے کے آفتاب سے انتہے **اقول** جو معنی ظاہر تھے

اور تاویل اوس مین نہ تھی اونکو آپ نے غیر ظاہر ٹہرایا اور جو معنی خلاف ظاہر تھے وہ موافق ظاہر ہوگئے
خدا جانے ظاہر آپکی اصطلاح مین کیا شی ہی ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ظاہر آپنے اوسکو قرار دیا ہی
جسکو الفاظ اور قرینہ مقتضی نہو ولا مُناقشۃَ فِی الاِصطِلاحِ بلکہ ظاہر معنی تو یہی ہین کہ معتکف
مین جو جاے اعتکاف تھی نماز صبح پڑھ کر داخل ہوتے تھے اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ اعتکاف
بھی اوسیوقت سے شروع ہوتا تھا یہ محض آپکی راے ناقص ہی کوئی قرینہ اسپر دال نہین کیا جب آدمی
اعتکاف کی نیت کرے اوسیوقت گوشے مین بھی اوسپر بیٹھنا ضرور ہی کیا شب کو اعتکاف کی
نیت سے مسجد مین رہنا اور صبح کو خلوت نشین ہونا خلاف سنت ہی فقط معتکف مین داخل
ہونے سے ابتداے اعتکاف اپنی طرف سے کہنا محض اتہام ہی کہین ذکر اسکا صراحۃً یا ضمناً
نہین جس کے الفاظ مقتضی ہون یا کوئی قرینہ اوسپر دال ہو اوسکو مثل نص جاننا اور دوسرون پر
طعن کرنا غایت درجے کی سفاہت ہی ~ اس سادگی پہ کون نہ مرجاے اے خدا ~ لڑتے ہین اور
ہاتھ مین تلوار بھی نہین ~ اس حدیث سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گوشہ
نشینی منظور ہوتی صبح کی نماز پڑھ کے خلوت خانہ مین تشریف لیجاتے تھے شب کو اوس مین
داخل نہین ہوتے تھے بلکہ اشارۃً اس سے سمجھا جاتا ہی کہ جب معتکف مین جانے کو بعد صبح کے
ذکر کیا ہی تو نیت پہلے تھی اور اعتکاف پیشتر کر چکے تھے معتکف مین اب داخل ہوے شاید آپکو
اعتکاف کی لفظ سے دھوکا ہوگیا یہان اعتکاف کے معنی گوشہ نشینی کے ہین اصطلاحی اعتکاف
مراد نہین اور معتکف کا لفظ واسطے ان معنون کے قرینۂ ظاہری علاوہ اسکے جب تمام احادیث
مین دس دن کا اعتکاف مذکور ہی تو اوس مین شب بالتبع ضرور آجاوے گی چنانچہ محاورات عرب
اور کلام مجید اسپر شاہد عادل ہی کہ جب ایام بولتے ہین تو راتین بھی مراد ہوتی ہین اور جب لیالی
بولتے ہین تو دن اوس مین ضرور ارادہ کرتے ہین چنانچہ علامہ عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین الا
ترى الى قصة زكريا عليه السلام حيث قال ان لا تكلم الناس ثلثة ايام
الا رمزا و قال ان لا تكلم الناس ثلاث ليال سويا و القصة كانت واحدة

یعنی کیا نہین دیکھتا تو طرف قصۂ زکریا علیہ السلام کے کہ فرمایا اللہ تعالی نے یہ کہ نہ کلام کرے تو آدمیون سے تین دن مگر اشارون سے اور فرمایا یہ کہ نہ کلام کرے تو آدمیون سے تین شب برابر اور قصہ ایک ہی تھا انتہے یُقَالُ مَا رَأَیْتُکَ مُنْذُ اَیَّامٍ یعنی کہا جاتا ہی نہین دیکھا مین نے تجکو کئی دن سے و یَسُرُّ الْمَرْءُ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِي یعنی خوش ہوتا ہی آدمی راتون کے گذرنے سے انتہے پس جہان دنون کو ذکر کیا ہی وہان راتین بھی مراد ہین اور جس جگہ راتین ذکر کی ہین وہان دن بھی مقصود ہین پھر کون سی وجہ ہی کہ اول شب ایک دن کی چھوڑ دی جاوے جب دس دن ذکر کیے اوس کی راتین بھی کل مراد ہون گی پھر اول شب نہ لینا محض دھینگا دھینگی ہی حدیث سے ہرگز ثابت نہین اور اوس معنون کی طرف تو سوا ے دو تین شخصون کے جمہور امت گئے ہین

قال مسلہ چہاردہم اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی قاضی خان اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَلَا یَتَنَفَّلُ بَعْدَ الْغُرُوْبِ قَبْلَ الْفَرْضِ لِمَا فِیْهِ مِنْ تَاخِیْرِ الْمَغْرِبِ یعنی اور نہ نفل پڑھے بعد غروب ہونے آفتاب کے پہلے نماز فرض کے اس لیے کہ اسمین مغرب کی نماز کو دیر ہو جاتی ہی **اقول** باوجودیکہ حدیث مین لفظ لِمَنْ شَاءَ آیا ہی جسکے معنی ہین کہ جسکا جی چاہے پڑھے کسی قسم کی تاکید نہین پائی جاتی بلکہ مثل اور نفل کے ہی پھر امام نووی کا یہ قول وکرہتہما اَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ وَاٰخَرُوْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَمَالِكٌ وَاَکْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَقَالَ النَّخَعِیُّ هِیَ بِدْعَةٌ وَحُجَّتُهُمْ اَنَّ اسْتِحْبَابَهَا یُؤَدِّیْ اِلٰی تَاخِیْرِ الْمَغْرِبِ عَنْ اَوَّلِ وَقْتِهَا یعنی اور نہین مستحب جانا ان دونون رکعتون کو ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور دوسرے صحابہ نے اور امام مالک و اکثر فقہا نے اور ابراہیم نخعی نے کہا ہی کہ بدعت ہی اور حجت ان سب کی یہ ہی کہ استحباب اوسکا پہونچا دیتا ہی طرف تاخیر مغرب کے اول وقت اوسکے سے انتہے پھر ابوداؤد کی طاوس سے یہ روایت ہی کہ کہا اونھون نے سوال کیے گئے ابن عمر

دو رکعتون سے قبل مغرب کے پس فرمایا نہین دیکھا مین نے کسیکو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مین کہ پڑھتا ہو انکو پھر یہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ ہر دو اذان مین نماز ہی اگر چاہے پھر
فرمایا پھر تیسری بار کہا کہ یہ حکم ابتداے اسلام مین تھا تاکہ آدمی وقت ممنوع کو نہ جانے جس مین نماز پڑھنی
منع ہی پہچان لین بعد اوسکے جلد مغرب پڑھنے کا حکم کر دیتے گئے انتہے عبارۃ العینی شرح الہدایۃ ملخصا
پس یہ امر امام صاحب کے قول کی نہایت درجے کی تائید کرتا ہی اس لیے ہم آپ سے کہتے ہین کہ ہر بات
پر صحیحین کے مت اڑ جایا کرو جب تک صحابہ اور ائمہ کے اقوال پر مطلع نہو جاو اسی وجہ سے امام
زیلعی تبیین الحقایق مین اسی مقام کی تحقیق مین لکھتے ہین وَاِذَا اتَّفَقَ النَّاسُ عَلٰی تَرْکِ الْعَمَلِ
بِالْحَدِیْثِ الْمَرْفُوْعِ لَا یَجُوْزُ الْعَمَلُ بِہٖ لِاَنَّہٗ دَلِیْلُ ضُعْفِہٖ عَلٰی مَا عُرِفَ
فِیْ مَوَاضِعِہٖ فَمَا ظَنُّکَ بِفِعْلِ بَعْضِ الصَّحَابَۃِ یعنی اور جس وقت اتفاق کر لین آدمی اوسکے
ترک کر دینے عمل کے ساتھ حدیث مرفوع کے نہین جائز ہی عمل اوس حدیث پر اس لیے کہ یہ امر دلیل
ہی اوس کے ضعیف ہونے حدیث کے جیسا کہ اوسکے موقع مین معلوم ہوا پس کیا گمان تیرا ہی ساتھ فعل
بعض صحابہ کے انتہے یعنی اگر ہی تو فقط بعض صحابہ کا فعل ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین
اور حدیث ابن حبان کا جواب فتح القدیر کی عبارت مین آتا ہی وہ یہ ہی کہ یہ حدیث معارض ہی اوس
حدیث کے جو ابوداود مین طاؤس سے مروی ہی کہا اونھون نے سوال کیے گئے ابن عمر دو رکعتون سے
قبل مغرب کے فرمایا نہین دیکھا مین نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کہ ان دو
رکعتون کو پڑھتا ہو اور رخصت تھی دو رکعتون کی بعد عصر کے سکوت کیا اس سے ابوداود نے اور
بعد اون کے منذری نے مختصر اپنی مین اور یہ سکوت صحت حدیث کا قائل ہونا ہی اور اس حدیث کا
معارض بخاری مین ہونا بعد شریک ہونے دونون حدیثون کے صحت مین اسکا مستلزم نہین کہ
بخاری کی حدیث کو مقدم کیا جائے بلکہ اس صورت مین ترجیح خارج سے تلاش کرینگے اور یہ قول اوس
شخص کا ہی کہ جس نے کہا سب احادیث سے صحیح زیادہ وہ حدیث ہی جو صحیحین مین ہی بعد اوسکے جو بخاری مین
ہی بعد اوسکے جو مسلم مین ہی اوسکے بعد جو حدیث ان دونون کی شرط پر ہو دو شرطے محدث سے اوسکے بعد
وہ حدیث جو ایک کی شرط پر ہو یہ کہنا اوسکا قابل اعتبار نہین محض زبردستی ہی [illegible]

جواب حدیث صحیحین

جواب حدیث ابن حبان

کرنی جائز نہین ہی لیے کہ اصح ہونے کے سوا اسکی اور کوئی وجہ نہین کہ راوی ان دونون کے موافق
شروط دونون کے ہین لیس جب کہ تسلیم کیا جائے کہ غیر ان دو کتابون سے کسی حدیث کے روای ان
شرطون کو شامل ہین پھر حکم کرنا کہ ان کتابون کی حدیث اوس حدیث سے اصح ہی کیا مین بے انصافی
نہو گی پھر بخاری اور مسلم کا یہ حکم کرنا یا فقط ایک کا کہ فلانے شخص مین یہ شرطین پائی جاتی ہین اوس
قبیل سے نہین کہ مطابق واقع ہونے کا یقین کر لیا جاوے جائز ہی کہ واقع مین خلاف اس کے ہو
حالانکہ مسلم اپنی کتاب مین بہت ایسے راوی لائے ہین جو عیب جرح سے سلامت نہین ایسے ہی
بخاری مین ایک جماعت ہی کہ اون مین طعن کیا گیا ہی لیس ار کار راویون کا علما کے اجتہاد اور رائے
پر ہی ایسی شروط مین سمجھنا چاہیے تھی کہ جس شخص نے ایک شرط کا اعتبار کیا اور دوسری نے اوسکو لغو
سمجھا اور دوسرے کی روایت اوسکے نزدیک واسطے معارضے اوس حدیث کے جو اوس شرط کو شامل ہو
کفایت کرے گی ایسے ہی جس شخص نے ایک راوی کو ضعیف کہا اور دوسرے نے اوس کی توثیق بیان کی
قیاس کر لینا چاہیے ہان قلب غیر مجتہد کا اور اوس شخص کا جس نے حال راوی کا خود امتحان نہین کیا اوسا
چینے سے جس کی اکثر کا اجتماع ہو تسکین پا جاتا ہی لیکن مجتہد شرط کے اعتبار کرنے مین اور عدم اعتبار
مین اور جو شخص کہ حال راوی سے خود آگاہ ہی رجوع اپنی عقل کی طرف کرتا ہی اور جب کہ ہمارے نزدیک
حدیث ابن عمر رض کی صحیح ہوئی تو یہ حدیث معارض ہو گی اوس حدیث کی جو صحیح بخاری مین ہی پھر یہ
حدیث ابن عمر کی راجح ہو جاوے گی اسوجہ سے کہ عمل اکابر صحابہ کا مثل ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے
موافق [illegible] تھی کہ ابراہیم نخعی نے ممانعت کی ہی ان دو رکعتون سے اوس حدیث مین جسکو روایت
کیا ہی ابو حنیفہ رح نے حماد بن ابی سلیمان سے اونھون نے ابراہیم نخعی سے کہ تحقیق منع کیا اونھون نے
ان سے اور فرمایا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نہین پڑھتے تھے بلکہ
اگر یہ حدیث حسن بھی ہوتی جیسا کہ بعضون نے کہا ہی تو بھی البتہ ترجیح دیجاتی اوس صحیح کو جیسا ابھی بیان ہے
اس لیے کہ حدیث حسن اور صحیح اور ضعیف باعتبار سند کے ظنی ہوتی ہی لیکن واقع مین جائز ہی کہ صحیح
حدیث غلط ہو اور ضعیف صحیح ہو اور اسی وجہ سے حسن مین جائز ہی کہ صحت کو بوجہ کثرت طرق کے

پہونچ جاے اور ضعیف حدیث اسی وجہ سے حجت ہو جاے اس لیے کہ تعدد اوسکا قرینہ ثبوت نفس
الامری کا ہی پس کیوں نہین جائز ہی کہ صحیح السند بوجہ اوس قرینے کے جو دلالت او پر ضعف نفس الامری کے
کرتا ہو ضعیف ہو جائے اور حسن حدیث بوجہ دوسرے قرینے کے مرتبہ صحت تک پہونچ جائے چنانچہ
ہم نے اکابر صحابہ سے موافق اس قول کے بیان کیا اور ترک کرنا اونکا مقتضی اس حدیث کو اور ایسی
اکثر سلف کا اور امام مالک کا جو ستارہ حدیث ہین واقع مین اس حدیث کے ضعف پر دلالت کرتا ہی اور
وہ الفاظ جو ابن حبان نے صحیح سے علاوہ بیان کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین قبل
مغرب کے پڑھین یہ معارض اوس مرسل حدیث ابراہیم نخعی کے نہین ہوسکتا کہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے ان دو رکعتون کو نہین پڑھا اس لیے کہ یہ دو رکعتین جو آپنے پڑھین جائز ہی کہ قضا
اوس نماز کی ہون جو آپ سے فوت ہو گئی ہون اور یہ امر ثابت ہی روایت کی طبرانی نے مسند شامی مین
جابر رضی سے کہ کہا اونھون نے سوال کیا ہمنے ازواج مطہرات رضی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا دیکھا
تمنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دو رکعتین قبل مغرب پڑھتے ہوے کہا اونھون نے نہین مگر ام سلمہ رضی
نے کہا ان دو رکعتون کو ایکبار میرے پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھا پس سوال کیا مین نے کہ یہ نماز
کیسی ہی فرمایا قبل عصر کے دو رکعتین پڑھنی بھول گیا تھا اب دونون کو پڑھ لیا پس ام سلمہ رضی کا آپ سے
سوال کرنا اور صحابہ کا آپکے ازواج مطہرات سے دریافت کرنا چنانچہ لفظ سالنا جابر رضی کا فرمانا اور لفظ
سالت نہین کہنا اسپر دلالت کرتا ہی کہ فقط جابر رضی نے نہین دریافت کیا بلکہ اور صحابہ بھی اسمین شریک تھے
اس امر کا فائدہ دیتا ہی کہ یہ دونون رکعتین معہود نہ تھین اسیطرح صحابہ کا ابن عمر سے سوال کرنا کیونکہ
خود ابن عمر نے حدیث اول نہین بیان کی تھی بلکہ جب سوال کیے گئے تو بیان کی اور ظاہر یہ ہی کہ سوال
اونکا اسطرف اشارہ کرتا ہی کہ روایت ان رکعتون کی ظاہر ہو گئی تھی گو اوس قرن مین معہود نہ تھین پس
جواب اسکا آپکے ازواج نے جو کہ آپکے اعمال سے اسقدر واقف تھین کہ دوسرا اتنا نہین جانتا تھا یہ
دیا کہ آپنے نہین پڑھین اور ابن عمر نے یہ جواب دیا کہ صحابہ مین سے کسی نے نہین پڑھین تھے حاصل اس تقریر کا
یہ ہی کہ ائمہ مجتہدین اور اکابر سلف کی تحقیق اور جانچ پر اعتماد کرنا چاہیے جس حدیث کو ان بزرگون نے

قبول کیا ہو اور عمل اوسپر کرلیا ہی علماے محدثین کی تقلید کرکے انپر اعتراض اور انکا نتیجا ہے بعض ظاہر
نے جو اس تقریر منصفانہ کو متعصبانہ قرار دیا ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب کے قول کی سند لائے ہین
کہ اونھون نے اس قول کو بدعت لکھا ہی محض خطا ہی یا تو وہ صاحب اس تقریر کا مطلب خود نہین سمجھے
یا شاہ صاحب کی عبارت مین قیاس مع الفارق کیا اور یہ کہنا اونکا کہ دوسرے نے ایسی جرأت نہین
کی تھی جمہور کے خلاف ہی منھہ کا سنبھالنا بجھ خوان ہی یا شاہ صاحب ایسا محقق ایک امر کل بیان کرچکے
کرچکے آج تک کسی سے جواب نہوسکا تو خلاف جمہور کہلائے اور خود حضرات ظاہریہ جنکے اصول خلاف
جمہور ہین موافق بنائین خود تعصب کے پتلے ہین دوسرون پر طعن کرتے ہین ہم دریافت کرتے ہین
کہ یہ کونسی بدعت ہی کوئی امر حدیث کے خلاف ہوا یا قرآن کے ہان یون کہیے کہ یہ ترتیب صحیحین کے
تعلیباً ہی ظاہریہ نے اسمین ایسا غلو کیا اسکو کالوحی من السماء تصور کرلیا اور اس بحث مین اگرچہ
شفاء العی مین جسکو بعض حضرات ساکنین بھوپال نے تصنیف کیا اور مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی
لکھنوی نے اوسکی رد مین ابراز الغی لکھہ کے اوسکو مردود کردیا بہت کچھہ زور مارا ہی لیکن بجز نقل عبارات مخالف
امام ابن ہمام کے اور کچھہ ان سے نہوسکا یہ تو معلوم ہی اگرچہ بعض علما اس مقام مین ابن ہمام کے مخالف
ہین مگر اونکی تقریر مجتہدانہ اور دلیل محققانہ کا جواب شافی کسی نے نہین دیا حضرات ظاہریہ غیر مقلدین کا
دستور ہی کہ اگرچہ صحابہ ایک طرف ہون اور بخاری کی حدیث ایک طرف تو ممکن نہین کہ اوس مین فکر
کرین اور سوچین اور اقوال سلف دیکھین اور تطبیق دین بلکہ امام صاحب کے پیرانے مین دریدہ صحابہ
کو سب کچھہ کہہ بیٹھتے ہین چنانچہ مشتی نمونہ از خروارے اسی سوال مذکور کو ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ باوجودیکہ
جمہور صحابہ اور خلفاے راشدین ایک طرف ہین مگر یہ تو بخاری اور مسلم پر ایسا ایمان لائے ہین اگرچہ اصلی
ایمان سے جو تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ہی بوقت اکراہ اقرار ساقط بھی ہوجاتا ہی مگر یہ لوگ ان
کتابون کے مقابلے مین قرآن کی بھی نہین سنتے حنفیہ کے مذہب کی حقیقت دیکھیے کہ باوجودیکہ صحیحین
کو اصح الکتب جانتے ہین پھر بھی وہ کچھہ تحقیقات کی ہی کہ اگر آدمی کو انصاف اور عقل ہو تو ہٹ دھرمی کو چھوڑ
دے اور سچے دل سے مان لے ہمکو فقط اسوجہ سے ایسی گفتگو کرنی پڑی کہ یہ لوگ صحابہ پر کیون طعن

کرتے ہین اپنے گریبان مین ذرا مونھہ ڈال کر دیکھین کہ اس صورت مین ایمان اونکا کہان جائے گا
یہ امام پر طعن نہین اونکا ہی صحابہ پر ہوگا نعوذ باللہ من ہذا المذہب **قال** مسئلہ پانزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم
کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ درمختار اور فتاوی عالمگیری اور ذخیرۃ العقبیٰ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے
وَلَوْ تَكَلَّمَ بَيْنَ السُّنَّةِ وَالْفَرْضِ لَا يُسْقِطُهَا وَلَكِنْ يَنْقُصُ ثَوَابُهَا وَقِيلَ تَسْقُطُ یعنی
اور اگر کلام کرے درمیان سنت اور فرض کے نہین توڑتی سنتون کو اور لیکن کم ہو جاتا ہے ثواب انکا
اور کہا بعضون نے ٹوٹ جاتی ہین انتہی **اقول** یہ قول حدیث کے مخالف نہین اس لیے کہ جو کلام
فضول ہو اور ضروری نہو اگر واقع ہو تو ثواب کم ہوتا ہے چنانچہ دارمی کی حدیث مین ہے فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ
كَلَّمَنِي وَإِلَّا اضْطَجَعَ یعنی پس اگر کوئی حاجت ہوتی آپکو تو مجھ سے فرما دیتے انتہی یہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ ضروری
بات کہنی مضایقہ نہین اسکا انکار کسی حدیث مین موجود نہین بلکہ جہان کلام کرنا مکروہ ہوا ہے اوس سے
مراد یہی کلام ہے جو ضروری نہو جیسے لوگون کی عادت ہوتی ہے کہ کلام غیر ضروری اکثر کیا کرتے ہین اس سے
کلام دینی اور ضروری مستثنیٰ ہے کم گوئی و بجز مصلحت خامشی بہتر چیزی کہ نپرسند تو از پیش مگو
قال مسئلہ شانزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ردالمحتار شرح
درالمختار مین لکھا ہے وَحَاصِلُهُ أَنَّ اضْطِجَاعَهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
إِنَّمَا كَانَ فِي بَيْتِهِ لِلِاسْتِرَاحَةِ لَا لِلتَّشْرِيعِ یعنی حاصل اسکا یہ کہ تحقیق لیٹنا
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سواے اسکے نہین تھا کہ گھر اپنے کے واسطے آرام کے نہ
واسطے شرع بنانے کے انتہی **اقول** یہان بھی مخالفت حدیث کی نہین مخالفت تو
جب ہوتی کہ کسی حدیث مین یہ تصریح ہوتی کہ یہ ارشاد تشریعی ہے بلکہ بسا اوقات آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے واسطے شفقت امت کے حکم فرمایا ہے لباس اور طعام وغیرہ کے
احادیث اس پر شاہد ہین اون سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ ان احکام کو بھی شرع مین
دخل ہے بلکہ امور دنیاوی کی اصلاح ہے چنانچہ امام مالک بھی اسی کے قائل ہین اور شرح سفر السعادۃ
مین لکھا ہے کہ امام مالک فرماتے ہین کہ آنحضرت واسطے استراحت اور رفع ثقالت کے لیٹتے تھے کہ تمکو نماز مین [illegible]

ہونے اور بیداری شب کی وجہ سے آگئی ہی تو لیٹ جانا بہتر ہی اور موجب شگفتگی اور تازگی طبیعت

کا ہی اور قول امام صاحب کا بھی یہی ہی وہ فرماتے ہین کہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی بقصد آرام کے تھا

نہ عبادت کے انتہے پس جب تک یہ نہ ثابت ہو جائے کہ ہر فعل اور قول آپ کا تعبدی تھا مخالفت کیونکر

ثابت ہو سکتی ہی بلکہ اس صورت مین حدیث ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ مین بھی مطابقت ہو جائے گی

کہا قاضی عیاض نے ذَهَبَ مَالِكٌ وَجُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ وَجَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ اِلٰی

اَنَّهٗ بِدْعَةٌ وَرِوَايَةُ الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ مَرْجُوْحَةٌ فَيُقَدَّمُ رِوَايَةُ الْاِضْطِجَاعِ

قَبْلَهَا وَلَمْ يَقُلْ اَحَدٌ فِي الْاِضْطِجَاعِ قَبْلَهَا اَنَّهٗ سُنَّةٌ فَكَذَا بَعْدَهُمَا وَقَدْ ذَكَرَ مُسْلِمٌ

عَنْ عَائِشَةَ فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ لَيْسَ

بِسُنَّةٍ وَاَنَّهٗ تَارَةً كَانَ يَضْطَجِعُ قَبْلُ وَتَارَةً بَعْدُ وَتَارَةً لَا يَضْطَجِعُ یعنی گئے امام مالک

اور جمہور علما اور ایک جماعت صحابہ کی اسطرف کہ وہ بدعت ہی اور روایت اضطجاع بعد دو رکعتون

فجر کے مرجوح ہی پس مقدم ہوگی روایت اضطجاع کی قبل فجر کے اور نہین کہا کسی نے کہ اضطجاع قبل

فجر کے سنت ہی پس بعد کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے اور تحقیق روایت کی مسلم نے عائشہ رض

سے پس اگر مین جاگتی ہوتی تو باتین کرتے مجھ سے نہین تو لیٹ جاتے اور یہ دلالت کرتا ہی اسپر کہ

وہ سنت نہین اور کبھی آپ لیٹ تے تھے پہلے اور کبھی بعد کو اور کبھی نہین لیٹے تے انتہے غرض کہ اسکو

فرض کہنا اور بغیر اسکے نماز مین فساد کا قائل ہونا جیسا کہ بعض ظاہریہ نے کیا ہی ہرگز کسی حدیث

سے ثابت نہین ہوتا ہی البتہ صحابہ مین بھی اختلاف ہوا ہی اس لیے تطبیق اسکی وہی بہت درست

ہی جو پہلے ہمنے بیان کی ہی پس مخالفت بالکل جاتی رہی اور موافقت بخوبی ہوگئی **قال** مسئلہ ہفتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور

در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَمَنِ انْتَهٰی اِلَی الْاِمَامِ

فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَهُوَ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اِنْ خَشِيَ اَنْ تَفُوْتَهٗ رَكْعَةٌ وَ

يُدْرِكُ الْاُخْرٰی يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ یعنی

ہونے اور بیداری شب کی وجہ سے آگئی ہو تو لیٹ جانا بہتر ہو اور موجب شگفتگی اور تازگی طبیعت

کا ہو اور قول امام صاحب کا بھی یہی ہو وہ فرماتے ہین کہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی بقصد آرام کے تھا

نہ عبادت کے انتہےٰ پس جب تک یہ ثابت ہو جائے کہ یہ فعل اور قول آپ کا تعبدی تھا مخالفت کیونکر

ثابت ہو سکتی ہو بلکہ اس صورت مین حدیث ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ مین بھی مطابقت ہو جائے گی

کہا قاضی عیاض نے ذَهَبَ مَالِكٌ وَجُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ وَجَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ اِلٰى

اَنَّهٗ بِدْعَةٌ وَرِوَايَةُ الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ مَرْجُوْحَةٌ فَيُقَدَّمُ رِوَايَةُ الْاِضْطِجَاعِ

قَبْلَهُمَا وَلَمْ يَقُلْ اَحَدٌ فِي الْاِضْطِجَاعِ قَبْلَهُمَا اَنَّهٗ سُنَّةٌ فَكَذَا بَعْدَهُمَا وَقَدْ ذَكَرَ مُسْلِمٌ

عَنْ عَائِشَةَ فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ لَيْسَ

بِسُنَّةٍ وَاَنَّهٗ تَارَةً كَانَ يَضْطَجِعُ قَبْلُ وَتَارَةً بَعْدُ وَتَارَةً لَا يَضْطَجِعُ یعنی گئے امام مالک

اور جمہور علما اور ایک جماعت صحابہ کی اسطرف کہ وہ بدعت ہو اور روایت اضطجاع بعد دو رکعتون

فجر کے مرجوح ہو پس مقدم ہوگی روایت اضطجاع کی قبل فجر کے اور نہین کہا کسی نے کہ اضطجاع قبل

فجر کے سنت ہو پس بعد کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیئے اور تحقیق روایت کی مسلم نے عائشہ رض

سے پس اگر مین جاگتی ہوتی تو باتین کرتے مجھ سے نہین تو لیٹ جاتے اور یہ دلالت کرتا ہو اسپر کہ

وہ سنت نہین اور کبھی آپ لیٹ تے تھے پہلے اور کبھی بعد کو اور کبھی نہین لیٹتے انتہے غرض کہ اسکو

فرض کہنا اور بغیر اسکے نماز مین فساد کا قائل ہونا جیسا کہ بعض ظاہریہ نے کیا ہو ہرگز کسی حدیث

سے ثابت نہین ہوتا ہو البتہ صحابہ مین بھی اختلاف ہوا ہو اس لیے تطبیق اسکی وہی بہت درست

ہو جو پہلے ہمنے بیان کی پس مخالفت بالکل جاتی رہی اور موافقت بخوبی ہو گئی **قال** مسئلہ ششم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہو جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور

در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہو وَمَنِ انْتَهٰى اِلَى الْاِمَامِ

فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَهُوَ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اِنْ خَشِيَ اَنْ تَفُوْتَهٗ رَكْعَةٌ وَ

يُدْرِكُ الْاُخْرٰى يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ یعنی

شرح مسلم نووی ص ۲۴۸ جلد اول

اَنَّہَا وَاجِبَۃٌ یعنی روایت کی مرغینانی نے ابو حنیفہ سے یہ کہ وہ واجب ہو او جامع محبوبی میں
لکھا ہے رَوَی الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّہٗ قَالَ لَوْ صَلّٰی سُنَّۃَ الْفَجْرِ قَاعِدًا بِلَا عُذْرٍ
لَا یَجُوْزُ یعنی روایت کی حسن نے امام صاحب سے کہ فرمایا اونہوں نے اگر سنتیں فجر کی بلا عذر بیٹھ کے
پڑھے گا تو نہیں جائز ہوگی شرح موطا میں ملا علی قاری لکھتے ہیں فَقَدْ رَوَی الطَّحَاوِیُّ
عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّہٗ کَانَ یَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَیُصَلِّی
الرَّکْعَتَیْنِ فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِی الصَّلٰوۃِ وَرَوٰی اَیْضًا عَنِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ نَحْوَہٗ یعنی پس تحقیق روایت کی امام طحاوی نے ابو درداء سے کہ وہ مسجد میں داخل ہوتے
تھے اور آدمی صف باندھے ہوئے نماز فجر میں کھڑے ہوتے تھے پس دو رکعتیں گوشہ مسجد میں
پڑھ لیتے تھے پھر آدمیوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاتے اور ابن مسعود سے بھی ایسی ہی امام
طحاوی نے روایت کی ہے انتہیٰ پس اس سے معلوم ہوا کہ کس قدر تاکید ان دو رکعتوں سنت فجر کی بنسبت
احادیث میں وارد ہوئی ہے اور اس سے عمل صحابہ کا بھی ہو چکا پھر امام صاحب بھی فرماتے ہیں کہ
ایک رکعت اگر چھوٹنے کا خوف ہو تو نہ پڑھو کیونکہ حدیث میں ماثور ہے کہ جب قامت ہو تو فرض کے
سوا اور نماز نہ پڑھنی چاہیے اور مسجد سے علیحدہ دروازے وغیرہ پر پڑھ لے گا تو دونوں فضیلتیں اس
کو مل جاویں گی اور دو سنتیں بھی ادا ہو جاویں گی اور نماز جماعت بھی فوت نہ ہوگی بلکہ پوری نماز مل جاویگی
کیونکہ صحیحین میں آیا ہے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ
اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الصَّلٰوۃِ فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوۃَ یعنی ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک رکعت نماز کی پا لی پس تحقیق اوس نے پوری نماز
پالی انتہیٰ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک رکعت بھی اگر کوئی پاوے گا تو بیشک کل نماز
اوسکو ملی پھر مطلب ان سنتوں کا ادا کرنا مقدم ہوا چنانچہ ابن عباس سے مروی ہے اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ اِلَّا وَھُوَ فِیْ بَیْتِ مَیْمُوْنَۃَ یعنی نبی صلے
اللہ علیہ وسلم سنت فجر کی حضرت میمونہ کے گھر پڑھتے تھے اگر ایک کان ہوتا تو میں وقت

تکبیر کے نماز کیون پڑھتے اس سے معلوم ہوا کہ دوسری جگہ حکم اور ہوجاتا ہی پھر اگر کوئی شخص دروازہ مسجد
جو کہ مسجد اور جماعت سے علیحدہ ہی دو رکعتین پڑھے تو مخالفت کیا کی بلکہ مطابقت تو سب احادیثون
مین اسی سے ہوتی ہی اور جماعت تو فقط کھانے کے خاطر بھی آدمی چھوڑ دیتا ہی
چنانچہ بخاری اور مسلم مین آیا ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ
اَحَدِکُمْ وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ وَلَا یَعْجَلْ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْہُ وَکَانَ ابْنُ
عُمَرَ یُوْضَعُ لَہُ الطَّعَامُ وَیُقَامُ الصَّلٰوۃُ فَلَا یَاْتِیْہَا حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْہُ وَاِنَّہٗ
لَیَسْمَعُ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت رکھا جاوے کھانا
کسی کا تم سے اور تکبیر نماز کی ہو پس شروع کرو تم کھانا اور نہ جلدی کرے یہان تلک کہ فارغ ہوجاوے
اور تھے ابن عمر کہ رکھا جاتا تھا واسطے اونکے کھانا اور تکبیر کہی جاتی تھی نماز کی پس نہین آتے تھے
نماز کو یہان تلک کہ فارغ اوس سے ہوجاتے اور تحقیق سنتے تھے وہ قراءت امام کی اتنے پھر
سنتین باوجود اتنی تاکید کے اور عمل صحابہ کے اور نہ ترک ہونے جماعت کے اگر نہ خاص کیجاوینگی
تو اور کونسی صورت اس سے عمدہ ہوگی علاوہ اس کے اور حدیث مین گو ضعیف ہی سنتون فجر
کا استثنا بھی موجود ہی ان احادیث اور عمل صحابہ سے اوسکی تقویت بھی ہوگئی اگر بالفرض
اتنی تاکید جس سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید واجب ہون چنانچہ امام کی ایک روایت مین وجوب
ہی نہوتی تو بھی عمل صحابہ اس تخصیص کے واسطے کافی تھا علی ہذا القیاس اگر عمل صحابہ بفرض نہوتا
تو بھی یہ تاکید کافی تھی پس جبکہ اتنے دلائل اور براہین احادیث اور آثار سے مجتمع ہون اور
استثنا کو اون سے تقویت بھی ہوجاوے پھر بھی آدمی انکار کرے تو گویا حدیث مرفوع کا
انکار کیا اور ہم کلام ابن ہمام سے جواب چودھوین مین مدلل کرچکے ہین کہ ضعیف حدیث بوجہ قرائن
خارجہ کے قوی اور صحیح ہوجاتی ہی پس مخالفت ہرگز نہوگی بلکہ عین موافق حدیث ہوگا **قال**
مسئلہ ہژدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور
کنز الدقائق اور درالمختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی ولا صلوۃ

الرَّجُوانِ یَکُونَ حُرًّا عَاقِلًا بَالِغًا مُسْلِمًا قَدْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً نِکَاحًا صَحِیحًا وَدَخَلَ بِهَا وَهُمَا عَلَی صِفَةِ الْاِحْصَانِ یعنی اور محصن ہونا سنگسار ہونیکا یہ کہ ہو زانی آزاد عاقل بالغ مسلمان اور یہ کہ صحیح نکاح کر چکا ہو اور زانی اور زانیہ او یہ صفت محصن بنکے ہوئے **اقول**

اسکے دو جواب ہین ایک یہ ہی کہ حکم رجم کا توریت سے موافق یہودیون کے دیا گیا تھا کیونکہ جب تک آیت رجم نازل نہین ہوئی تھی چنانچہ شرح موطا امام محمد مین ملا علی قاری لکھتے ہین وَالْجَوَابُ عَنْ رَجْمِهِ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِلْیَهُوْدِیَّیْنِ اَنَّهُ کَانَ بِحُکْمِ التَّوْرَاةِ قَبْلَ اَنْ یَنْزِلَ حُکْمُ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا نَزَلَ نَسَخَ ذٰلِکَ وَالْحُکْمُ بِالْمَنْسُوْخِ بَاطِلٌ یعنی جواب رجم یہودیین کا یہ ہی کہ یہ رجم حکم توریت سے پہلے نازل ہونے حکم قرآنی کے تھا پس جبکہ حکم نازل ہوا یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور حکم منسوخ کا باطل ہی انتہے اور دوسرا جواب یہ ہی کہ وقت رجم کے احصان مین اسلام شرط نہ تھا گو رجم موافق شرع کے تھا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مَنْ اَشْرَکَ بِاللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُحْصِنٍ فرمایا اُسوقت سے اسلام شرط احصان ہو گیا

چنانچہ فتح القدیر مین ہی کہ اس حدیث کو اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند مین اسطور سے بیان کیا ہی کہ حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن محمد نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہم سے عبید اللہ نے اونھون نے روایت کی نافع سے اونھون نے ابن عمر سے اونھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے جو شخص مشرک ہی وہ محصن نہین روایت کیا اسکو دارقطنی نے اپنی سنن مین اور اس حدیث کی قوت دینے والی وہ حدیث ہی جسکو بقیہ بن الولید نے عقبہ بن تمیم سے روایت کی ہی اونھون نے علی ابن ابی طلحہ سے اونھون نے کعب بن مالک سے کہ تحقیق اونھون نے ایک یہودیہ سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مت نکاح کر اوس سے اس لیے کہ وہ یہودیہ تجکو محصن نہین کر دے گی اور یہ حدیث منقطع ہی اور تو جانتا ہی کہ انقطاع بعد عدالت راویون کے نزدیک ہمارے ارسال مین داخل ہی حاصل پہلی حدیث کی یہ حدیث شاہد ہی پس حجت ہو گی اور ظاہر قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے

کہ کیا پاتے ہو تم توریت میں شان رجم میں یہ معلوم ہوتا ہی کہ رجم شرع میں تھا ایسے ہی بھی
ظاہر ہی کہ اسلام شرط نہ تھا ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رجم نکرتے کیونکہ شریعت یہودیون کی
منسوخ ہو گئی تھی بلکہ جو خدا حکم نازل کرتا ہی حکم فرماتے اور سوال اون سے اسوجہ سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا تاکہ اونکو الزام دین کہ جو احکام تمیز نازل ہوے ہین اونکو ترک کرتے
ہو پس حکم رجم کا اسی شرع سے جو رجم مین موافق اونکے شرع کے تھا صادر ہوا پس وقت رجم کے
رجم اس شرع مین ثابت تھا مگر بلا شرط اسلام کے پس جب حدیث مذکور ثابت ہوگئی او تاریخ
معلوم نہین ہوئی کہ جس سے معلوم ہو کہ قول پہلے ہی یا فعل پس تعارض واقع ہوا اب مرجح اس کا
چاہیے اور قول مقدم ہوتا ہی فعل پر انتہے ملتقطاً یعنی یہ حدیث قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی
اور رجم فعل ہی پس اس قول کو ترجیح دیجائے گی کیونکہ قول فعل پر مقدم ہوتا ہی اس لیے کہ فعل مین تو
احتمال خصوصیت وغیرہ ہوتا ہی **قال** مسئلہ نوزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث
کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہی فَاِنْ کَانَتِ الْعَصْرُ اَوِ الْمَغْرِبُ اَوِ الْفَجْرُ خَرَجَ وَاِنْ اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ
فِیْہَا لِکَرَاہِیَۃِ التَّنَفُّلِ بَعْدَہَا یعنی اور اگر ہو نماز عصر یا مغرب یا فجر نکلے یعنی مسجد سے اگرچہ شروع
ہو مؤذن تکبیر مین واسطے مکروہ ہونے نفلون کے پیچھے ان کے یعنی ان نمازون کے **اقول** حدیث
ابن عمر کی دارقطنی مین مرفوع بھی آئی ہی چنانچہ مرقات شرح مشکوۃ مین ہی وَفِیْہِ حَدِیْثٌ صَرِیْحٌ اَخْرَجَہُ
الدَّارَقُطْنِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلَّیْتَ فِیْ اَہْلِکَ
ثُمَّ اَدْرَکْتَ فَصَلِّہَا اِلَّا الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ تَفَرَّدَ بِرَفْعِہٖ سَہْلُ بْنُ
صَالِحِ الْاَنْطَاکِیُّ وَکَانَ ثِقَۃً وَاِذَا کَانَ کَذٰلِکَ فَلَا یَضُرُّ وَقْفُ مَنْ وَقَفَہٗ لِاَنَّ
زِیَادَۃَ الثِّقَۃِ مَقْبُوْلَۃٌ یعنی اس مین حدیث صریح آئی ہی روایت کیا ہی اسکو دارقطنی نے
ابن عمرؓ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت نماز پڑھے تو اپنے مکان مین پھر پاوے
تو اوس کو سو پڑھ لے مگر صبح اور مغرب کہا شیخ عبد الحق نے اس حدیث کو فقط سہل بن صالح انطاکی نے

مرفوع روایت کیا ہی اور وہ ثقہ تھے اور جب کہ ایسا ہوا پس نہین ضرر کرتا موقوف بیان کرنا اوس شخص کا
کہ جس نے اسکو موقوف روایت کیا ہی اس لیے کہ زیادتی ثقہ کا مقبول ہی انتہی پھر نفل کی ممانعت
بعد فجر اور عصر کے صحاح ستہ سے ثابت ہی بخاری اور مسلم مین آیا ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغِیْبَ
الشَّمْسُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز کوئی نماز بعد نماز صبح کے یہان تک کہ بلند
ہو جاوے آفتاب اور نہین جائز ہی کوئی نماز بعد نماز عصر کے یہان تک کہ غروب ہو جاوے آفتاب انتہی اب
فرمایئے کہ ان حدیثون کو ترجیح دیجاوے گی یا اوس حدیث کو جس مین لفظ صبح موجود ہی حال آنکہ اور
حدیثون مین مطلق آیا ہی سو اون سے کچھ بحث نہین فقط اس صبح کی لفظ سے معترض صاحب کو شبہہ
پڑگیا اس لیے اوس کے جواب مین اوس سے زیادہ قوی حدیثین لائی گئین لیکن ظاہر ہی کہ اس صورت
مین احادیث صحاح ستہ کو اور دارقطنی کی حدیث کو جو کہ مرفوع آئی ہی اور صراحت صبح کی نماز مین نفل سے
ممانعت کرتی ہی ترجیح دیجاوے گی **قال** مسئلہ بستم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اونکے شاگرد ابو یوسف و محمد
کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور درالمختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی فَاِنْ قَیَّدَ الْخَامِسَةَ بِسَجْدَةٍ بَطَلَ فَرْضُہٗ ... یعنی اگر اوسنے پانچوین
رکعت کا سجدہ کرلیا تو باطل ہوئے فرض اوسکی ہمارے نزدیک انتہی **اقول** اگر لفظ مخالفت بطور تکیہ
کلام کے حسب عادت صادر ہوا ہی تو خیر ورنہ مخالفت اگر اسی کا نام ہی کہ جسمین منافات نہو تو البتہ ایسی
مخالفتین ہر جگہ موجود ہین اگر یہی عقل ہی تو بندہ قرآن کی آیتون مین بھی دعوائے مخالفت کا کرنے ہوے
کون مانع ہی ابھی تو آپکے قول سے امام صاحب و صحابہ کی مخالفت حدیث سے معلوم ہوتی ہی آخر دیکھئے
درست آیا اس مخالفت کا صلہ بھی کچھ ملے گا سو وہ بجز ترقی مخالفت اور کیا ہو سکتا ہی اس سوء
ادبی کا نتیجہ یہی ہوا کہ دنیا اور دین مین رسوائی اپنے سر بیٹھے کچھ خوف خدا نہ آیا بھلا اتنا تو سوچا ہوتا
کہ جو صورت امام صاحب نے بطلان فرض کی بیان کی ہی وہی صورت بعینہ حدیث مین جواز فرض کے
ہی یا دوسری صورت بھی ہی امام صاحب کے نزدیک اگر قعدہ اخیر نہین کیا تو پانچوین رکعت کے سجدہ

کرنے سے نماز باطل ہوگی کیونکہ قعدۂ اخیر فرض ہی اور ترک فرض سے نماز باطل ہوجاتی ہی پس قعدۂ اخیر
مین نہ بیٹھنا اس صورت مین امام صاحب کے نزدیک شرط تھا اوسکو آپ چھوڑ گئے تا کہ ظاہر المخالفت
ہوجائے اِنْ سَہَا عَنِ الْقَعْدَۃِ الْاَخِیْرَۃِ جو اس جملے کی شرط ہی اوسکو بھی اگر ذکر کرتے پھر وہ حدیث بیان کرتے
جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قعدۂ اخیرہ کیا ہوتا البتہ اوسوقت مخالفت ہوجاتی سو ایسی حدیث جس مین یہ
ذکر ہو کہ قعدۂ اخیرہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین بیٹھے اگر تا قیامت تلاش کیجیے گا تو بھی نملیگی
پس اس حدیث کو ایسی صورت پر حمل کرنا جسمین ترک فرض لازم آئے کون سی حجت سے ثابت ہوسکتا ہی
بلکہ اس حدیث کا محمل صحیح ٹھیرانا مناسب ہی مگر آپ کا مطلب جو مخالفت امام صاحب ہی البتہ حاصل نہوگا گو
معنی حدیث کے اس سے عمدہ ہوجائین گے پھر آپکو تو اسکی کچھ پروا نہین فقط امام صاحب کی مخالفت کے
واسطے آپنے بہت حدیثون کے عمدہ معنی چھوڑ کر مرجوح مسنون کی طرف میلان کیا ہی یہ وہ بات ہی کہ گو
حدیث اور قرآن چھوٹے مگر یارون کا رشتہ مخالفت نہ ٹوٹے ؎ شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشتِ خاکِ ما ہم برباد رفتہ باشد ، اور دوسری صورت جس مین نماز فاسد نہین ہوتی بلکہ پوری ہوجاتی ہی
وہ یہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ مین اُنکی عبارت منقولہ کے بعد لکھی ہی وَلَوْ قَعَدَ فِی الرَّابِعَۃِ ثُمَّ قَامَ وَلَمْ
یُسَلِّمْ عَادَ اِلَی الْقَعْدَۃِ مَا لَمْ یَسْجُدْ لِلْخَامِسَۃِ وَسَلَّمَ وَاِنْ قَیَّدَ الْخَامِسَۃَ بِالسَّجْدَۃِ
تَمَّ فَرْضُہٗ یعنی اور اگر بیٹھا چوتھی رکعت مین پھر کھڑا ہوا اور سلام نہین پھیرا تو لوٹے طرف قعدے کے
بشرطیکہ نہین سجدہ کیا ہی پانچوین رکعت کا اور سلام پھیر دے اور اگر پانچوین رکعت کا سجدہ کرلیا فرض
اوسکا پورا ہوگیا انتہے پس اس صورت مین اور پہلی صورت مین جسکو آپنے نقل کیا ہی فقط قعدۂ اخیر کا
فرق ہی یعنی اسمین بیٹھا ہی اور پہلی صورت مین بیٹھا نہ تھا اس لیے نماز باطل ہوگئی تھی پس اس صورت
بہتر کو چھوڑ کر فقط مخالفت کے واسطے دوسری صورت کمتر کو اختیار کرنا اور حدیث کے معنون کو واسطے
مغالطہ دینے عوام کے اپنی طرف سے متعین کردینا آپہی کا کام ہی ؎ آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو
اسیوجہ سے لمعات شرح مشکوۃ مین لکھا ہی اِنَّ لَفْظَ الْحَدِیْثِ یَحْتَمِلُ فَوْتَ الْقَاعِدَۃِ
وَعَدَمَ فِعْلِہَا وَالثَّانِیْ اَرْجَحُ وَاَقْرَبُ لِاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یَتْرُکُ الْقَعْدَۃَ

لمعات باب السہو

الاخیرۃ یکون نہارا کنا فجواز الصلوۃ علی تقدیر ترکہ بعید فھذا الحدیث مخصوص بصورۃ فعل القعدۃ الاخیرۃ یعنی تحقیق الفاظ اس حدیث کے صادق آتے ہین ساتھ ترک کرنے قعدے کے اور ساتھ کرنے اوسی قعدے کے اور دوسری صورت راجح زیادہ اور قریب تر ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قعدۂ اخیرہ کو بوجہ رکن ہونے کے ترک نہین کرتے تھے پس جائز ہونا بر تقدیر ترک قعدۂ اخیرہ کے بعید ہے پس یہ حدیث خاص ہے ساتھ واقع ہونے قعدۂ اخیرہ کے انتہے اور ارکان اربعہ مین لکھا ہے ولا حجۃ فیہ للامام الشافعی لانہ حکایۃ حال ولا عموم لہ فیجوز ان کان قعد فی الرابعۃ یعنی یہ حدیث امام شافعیؒ کے لیے حجت نہین ہو سکتی اس لیے کہ یہ حدیث حکایت ایک حال کی ہے اور عام نہین پس جائز ہے یہ کہ بیٹھے گئے ہون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چوتھی رکعت مین انتہی پس باوجود دونون صورتون کے اور ترجیح صورت ثانی کے پھر بھی پہلی صورت مرجوح لینی تاکہ کسیطرح مخالفت ثابت ہو جاوے غایت درجے کی نا انصافی ہے انصاف کہان سے آوے کہ آنکھون پر تعصب کا پردہ پڑا ہوا ہے خداوند تعالے توفیق حق بینی کی عطا فرماوے اور راہ راست پر لاوے **قال** مسئلہ بست و نہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے ولا یشعر عند ابی حنیفۃ یعنی نہ زخم کیا جاوے اونٹ کو نزدیک ابی حنیفہ کے اس لیے کہ اونکے نزدیک اشعار مثلہ ہے یعنی تکلیف دینا ہے الخ **اقول** اشعار کی دو قسمین ہین ایک اشعار مسنون جسمین فقط کھال کاٹ دیجاتی ہے اور گوشت محفوظ رہتا ہے اس کو امام صاحب نے ہرگز مثلہ نہین فرمایا ورنہ امام صاحب کے نزدیک ختنہ اور پچھنے اور داغ بھی ناجائز ہوتا البتہ جو حد مسنون سے تجاوز کر کے دستور ہو جائیگا تو اوس کو کون مسنون بتلائیگا مثلاً ختنے مین بالفرض اگر کھال کے سوا ایک ذرا سا گوشت کاٹنے کا دستور ہو جائیگا تو ہرگز سنت ادا نہو گی بلکہ یہ فعل بدعت قرار دیا جائیگا سنت تو وہی ہے کہ فقط کھال کاٹی جائے ورنہ خلاف مسنون کو مسنون کہنا لازم آئیگا پس امام صاحب ایسے اشعار کو جسمین گوشت نہ کٹے فقط کھال کاٹ دیجاوے جائز اور مستحب کہتے ہین

چنانچہ درمختار مین لکھا ہی فَاَمَّا مَنْ اَحْسَنَہٗ بِاَنْ قَطَعَ الْجِلْدَ فَقَطْ فَلَا بَاْسَ بِہٖ یعنی جو شخص
اشعار عمدہ طور پر اسطرح کرے کہ فقط کھال کاٹ دے سو کچھ مضایقہ اسکا نہین ہی انتہے اور
طحطاوی شرح درمختار مین ہی قَوْلُہٗ فَلَا بَاْسَ بِہٖ اَرَادَ اَنَّہٗ مُسْتَحَبٌّ لِمَا قَدَّمْنَا یعنی قول
شارح کا فَلَا بَاْسَ بِہٖ ارادہ کیا اس سے کہ وہ یعنی اشعار مستحب ہی اوس وجہ سے جو پہلے ہمنے
بیان کی انتہی علی ہذا القیاس مبسوط وغیرہ سب فقہ کی کتابون مین اس اشعار کو کہ بطریق مسنون ہی
ہرگز مثلہ نہین لکھا البتہ امام صاحب کے زمانے مین جو اشعار شائع ہو گیا تھا کہ گوشت بھی کاٹ
ڈالتے تھے اور جانور بوجہ گوشت کٹنے کے قریب بہلاکت پہونچتا تھا یہ اشعار بیشک خلاف
مسنون ہی اسی اشعار کو امام صاحب نے مثلہ کہا ہی اور مثلہ کی ممانعت احادیث صحاح مثل
بخاری و ابوداؤد و مسند امام احمد و مستدرک حاکم وغیرہ مین موجود ہی اگر اشعار مسنون مثلہ ہین تو ختنہ
وغیرہ سب مثلہ ہو جائینگے حالانکہ یہ بالاتفاق جائز ہین چنانچہ شیخ الاسلام علامہ عینی
نے شرح ہدایہ مین لکھا ہی لِاَنَّ مُرَادَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ لَیْسَ مُطْلَقَ الْمُثْلَۃِ وَاِنَّمَا مُرَادُہٗ
الْمُثْلَۃُ الَّتِیْ لَا یُبَاحُ فِعْلُھَا وَاَبُوْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ عَنْہُ مَا کَرِہَ اَصْلَ الْاِشْعَارِ
وَکَیْفَ یَکْرَہُ ذٰلِکَ مَعَ مَا اشْتَھَرَ فِیْہِ مِنَ الْاٰثَارِ وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ رح وَاِنَّمَا کَرِہَ
اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رح اِشْعَارَ اَھْلِ زَمَانِہٖ لِاَنَّہٗ رَاٰھُمْ یَسْتَقْصُوْنَ فِیْ ذٰلِکَ
عَلٰی وَجْہٍ یُخَافُ مِنْہُ ھَلَاکُ الْبَدَنَۃِ لِسِرَایَتِہٖ خُصُوْصًا فِیْ حَرِّ الْحِجَازِ
یعنی اس لیے کہ مراد امام صاحب کی مثلہ سے مطلق مثلہ نہین بلکہ مراد اونکی وہ مثلہ ہی جسکا کرنا جائز
نہین اور ابو حنیفہ نے اصل اشعار کو مکروہ نہین جانا اور کیونکر مکروہ جانتے باوجودیکہ آثار مشہور
اسمین وارد ہین اور کہا امام طحاوی نے کہ امام صاحب نے اپنے زمانے کے لوگون کا اشعار
مکروہ جانا اس لیے کہ اونکو اسطور سے زیادہ اشعار کرتے ہوے دیکھا جس سے خوف ہلاکت جانے
جانور کا تھا خصوصاً گرمی مین ملک حجاز کے بسبب سرایت کر جانے اوسکے کے انتہے اس تقریر سے
معلوم ہوا کہ مثلہ غیر مباح امام صاحب نے اشعار کو قرار دیا ہی اور امام طحاوی کے قول سے معلوم

ہوتا ہی کہ امام صاحب کے زمانے مین لوگ اشعار مین زیادتی خلاف مسنون کرتے تھے اس لیے امام
صاحب نے مکروہ سمجھا اور اصل اشعار جو مسنون ہی امام صاحب کے نزدیک بھی مکروہ نہین اسمین
فقط نزاع لفظی ہی جو اشعار کو مسنون کہتے ہین اونکے نزدیک وہی اشعار ہی جسمین گوشت کاٹنے
تک نوبت نہ آئے اور جو مکروہ کہتے ہین وہ باعتبار اپنے زمانے کے کہ خلاف مسنون حد اعتدال سے
تجاوز کرگیا تھا اصل اشعار مسنون کو مکروہ نہین کہتے پس مخالفت مطلق نہوئی اور اشعار
ایسا مسنون نہین کہ اوسکی تاکید ہوئی ہو بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فقط ایکبار کیا ہی اسی لیے
ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہما نے اسکے ترک کرنے کی اجازت دیدی تھی چنانچہ یہ تقریر عینی
مین بعد عبارت مذکور کے لکھی ہی بہرحال فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدعت نہین ہو سکتا ہان افراط
تفریط بدعت ہو جاتی ہی **قال** راقم کہتا ہی کہ مسائل امام اعظم کے جو فقہ حنفیہ کی کتابون مین درج
ہین صحیح صحیح حدیثون کے اسقدر مخالف ہین کہ مین شمار نہین کرسکتا انتہے **اقول** کیون افترا
پر کمر باندھی ہی خدا کا بھی خوف جاتا رہا اگر مخالفت واقعی مراد ہی جیسا کہ آپکی موافقت ہی تو اوسکا ثبوت
آج تک کسی متعصب سے نہین ہو سکا بعض بعض حاسدین نے بہت زور لگائے مگر اپنا سا مونھ لیکر
رہ گئے مخالفت جسکا نام ہی اوس سے تو بعنایت الٰہی چارون مسلک محفوظ ہین ورنہ ان
چارون مذہب کی حقیت پر اجماع نہوتا ہان جس حدیث سے استنباط کیا ہی اوسکو چھوڑ دیجیے
پھر تو ہر جگہ مخالفت پیدا ہی اسکو مخالفت نہین کہتے اور اگر مخالفت سے یہ مراد ہی کہ جہان تک آپکے
ذہن رسا کی طاقت ہی پھر تو اوس مین امام صاحب نے کسی کا کیا چھین لیا ہی جو ایسی عنایات
سے پیش آتے ہین ایسے ذہن والا ہر جگہ مخالفت سمجھے گا مگر وہ مخالفت فی الحقیقت اوسکے ذہن
کی مخالفت ہی حدیث اور قرآن مین مطلق مخالفت نہین حالانکہ ایسی ہوئی عقل والے تو اوسکو
مخالف ہی سمجھیں گے جیسے ان لوگون نے مخالفتین شمار کی ہین فقط ہمارے عوام کے
واسطے دام تزویر ہی اور جو لوگ عاقل ہین وہ تو کاہے کو مخالفت جانین گے ہان اگر کہین اپنی عقل
مین [illegible] بھی پائین گے تو اوسکو مخالفت نہ کہین گے بلکہ کسی عالم سے اوس شبہہ کو

رفع کرلین گے ایسے شبہات اکثر ہوجاتے ہین کیا قرآن اور حدیث مین نہین بہت آیتین اور حدیثین
ایسے عقل والون کے نزدیک مخالف ہوجائینگی کوئی محدثین مین سے ایسے نہین جنکا قول کسی نکسی
حدیث کے مخالف واقع نہوا ہو داؤد ظاہری اور ابن حزم اور قاضی شوکانی اور ابن تیمیہ اور ابن قیم
وغیرہ تلامذہ ابن تیمیہ کے بہت اقوال قرآن اور حدیث کے مخالف ہین اگر زیادہ چون وچرا
آپ کرین گے ادہر بھی متوجہ طعن امیہ کے ہون گے توہم ان حضرات کی قلعی کھول دینگے
افسوس باوجودیکہ محققین حنفیہ نے امام صاحب کے کل روایات کا ماخذ حدیث و قرآن سے
بدلائل واضحہ ایسا مفصل بیان کردیا ہی کہ جسکو تھوڑی سی عقل ہو وہ بھی سمجھ لے گا اور ہرگز الزام مخالفت
کا نہ دے گا لیکن آپکی عقل پر تو پردہ تعصب کا پڑا ہوا ہی اقوال امام صاحب کی حقیت کیونکر معلوم ہوگی
ع چشم بد اندیش کہ برکندہ باد * عیب نماید ہنرش در نظر

قال مسئلہ بست و دوم ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم کے انہون نے
اوس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہی انس رضی اللہ تعالے عنہ سے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے شراب سے کہ بنائی جاوے سرکہ فرمایا کہ حلال نہین الخ

اقول کہا علامہ عینی نے شرح کنز الدقائق مین کہ ہماری دلیل قول اللہ تعالے کا ہی حلال
کی گئین واسطے تمہارے پاک چیزین اور تحقیق عین شراب کا متغیر ہوگیا ہی اور سرکہ بالطبع پاک ہوتا ہی
پس حلال ہوگا اور دوسری دلیل قول علیہ السلام کا اچھا نان خورش سرکہ ہی روایت کیا اسکو مسلم نے
اور یہ مطلق ہی پس شامل ہوگا اوسکی تمام صورتون کو اور مراد نہی سے جو کہ حدیث مین وارد ہی یہ ہی
کہ شراب کا استعمال سرکے کا سا ہو باین طور کہ اوس سے نفع مثل سرکے لیا جائے مثل نان خورش
بنانے وغیرہ کے پس اگر کہے تو کہ روایت کی ابو داؤد اور امام احمد نے انس سے کہ ابو طلحہ نے سوال کیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یتیم شراب کے وارث ہوگئے ہین فرمایا بہا دو اوسکو عرض کیا گیا سرکہ
اوسکا نہ بنالین فرمایا نہین مین کہتا ہون روایتین اسمین مختلف آئی ہین ایک روایت مین یہ
آیا ہی کہ فرمایا آپنے سرکہ بنالو اوسکا پس حجت نہین ہو سکتی اور اگر ثابت ہو جیسا کہ کہا اونہون نے پس

عمل کیا جائیگا اور سکی یہ ممانعت ابتدا اسے اسلام مین نہی قبیسبو کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بابت خمر کے مبالغہ

فرماتے تھے واسطے زجر اونکے کے اور واسطے چھوڑا دینے عادت مالوفہ کے کیا نہین جانتا تو کہ آنحضرت صلے

اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا مٹکے توڑنیکا اگرچہ اب جائز نہین اسیطرح سرکہ بنانے کو سمجھنا چاہیے انتہی اور شرح مسلم مین لکھا ہی کہ یہ مذہب اوزاعی اور لیث کا ہی اور امام مالک سے بھی ایک روایت مین یہ آیا ہی انتہی **قال**

مسئلہ بست وسوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین بعد دونون سجدون کے جلسہ استراحت کا کرنا یعنی بیٹھکر اوٹھنا درست نہین الخ **اقول** کہا امام نووی نے کہا اکثرون نے کہ یہ جلسہ مستحب نہین حکایت کیا اس عدم استحباب کو ابن منذر نے علی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابو الزنا اور ثوری اور نخعی اور مالک اور احمد اور اسحق سے انتہی اور علامہ امام ابن ہمام فتح القدیر مین لکھتے ہین کہ حدیث ترمذی کی ابو ہریرہ سے مروی ہی کہ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوٹھا کرتے نماز مین اپنے قدمون کی اونگلیون پر اور یہ کہنا ترمذی کا کہ عمل اس حدیث پر نزدیک اہل علم کے ہی اصل اس حدیث کی قوت کو مقتضی ہی اگرچہ خاص اس طریق ترمذی مین ضعف واقع ہوگیا ہی اور یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ وہ اوٹھا کرتے تھے نماز مین اپنے صدور قدمون پر اور نہین بیٹھتے تھے اور مثل اسکے علی سے اور ابن عمر اور ابن زبیر سے بھی روایت کی ہی اور ایسی ہی عمر سے روایت کی ہی اور شعبی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے تھے عمر اور علی اور اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ اوٹھ کھڑے ہوتے تھے نماز مین اونگلیون ہی پر قدمون کی اور نعمان ابن ابی عیاش سے روایت ہی کہ پایا مین نے اکثر صحابہ کو کہ جب اوٹھاتے سر کو دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین کھڑے ہوتے اور نہین بیٹھتے تھے اور یہی روایت عبد الرزاق نے ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے کی ہی اور بیہقی نے عبد الرحمن بن یزید سے روایت کی ہی کہ اونھون نے ابن مسعود کو ایسیہی دیکھا ہی پس اتفاق بڑے بڑے صحابہ کا جو مقرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور آپ کے افعال کا زیادہ اتباع کرنیوالے تھے اور مالک بن حویرث سے کہ جن سے بخاری نے روایت کی ہی زیادہ لازم پکڑنے والے صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے خلاف اوسکے جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہی ثابت ہوگیا پس تقدیم اوسکی واجب ہوگئی اور اسی وجہ سے اسپر

عمل نزدیک اہل علم کے ہوگیا جیسا کہ معلوم کیا تو نے قول ترمذی سے اور توفیق درمیان ان احادیث
کے بہتر ہی پس عمل کیا جائے گا اوس حدیث کا جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہی اور یہ حالت کبرسنی
کے اور اسی لیے روایت کی گئی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع اور سجود میں مجھسے سبقت
مت کر جایا کرو اس لیے کہ جسقدر میں تم سے وقت رکوع کے سبقت کر جاؤن گا اوسی قدر تم پاؤ گے
جب میں رکوع سے سر اوٹھاؤن گا تحقیق میں بھاری بدن والا ہوگیا ہون روایت کیا اسکو ابوداؤد
نے انتہی **قال** مسئلہ بست و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون میں لکھا ہی کہ جنازے کی نماز میں پانچ
تکبیرین کہنی جائز نہین اگر امام پانچ تکبیرین کہے تو مقتدی متابعت اوسکی نہ کرے اور یہ مذہب امام
اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسلم میں روایت ہی عبد الرحمن
بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا تھے زید بن ارقم تکبیرین کہتے ہمارے جنازون پر چار اور تحقیق
اونھون نے تکبیرین کہین ایک جنازے پر پانچ پس پوچھا مین نے اونسے (کہ ہمیشہ چار تکبیرین
کہتے تھے اور آج پانچ کیون کہین) پس کہا اونھون نے کہ تھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیرین
کہتے الخ **اقول** امام نووی محدث شرح مسلم میں لکھتے ہین وَھٰذَا الْحَدِیْثُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ
مَنْسُوْخٌ دَلَّ الْاِجْمَاعُ عَلٰی نَسْخِہٖ وَقَدْ سَبَقَ اَنَّ ابْنَ عَبْدِ الْبَرِّ وَغَیْرَہٗ نَقَلُوا
الْاِجْمَاعَ عَلٰی اَنَّہٗ لَا یُکَبِّرُ الْیَوْمَ اِلَّا اَرْبَعًا وَھٰذَا دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّھُمْ اَجْمَعُوْا بَعْدَ
زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَالْاَصَحُّ اَنَّ الْاِجْمَاعَ بَعْدَ الْخِلَافِ یَصِحُّ الخ یعنی یہ حدیث نزدیک علما کے منسوخ
ہی دلالت کرتا ہی اجماع اوپر نسخ اسکی کے اور تحقیق پہلے گذر چکا کہ ابن عبد البر وغیرہ نے نقل کیا ہی اجماع
کو اس امر پر کہ آج کے دن نہ کہی جائین تکبیرین مگر چار اور یہ دلیل ہی اسپر کہ اونھون نے بعد زید بن ارقم
کے اجماع کرلیا ہی اور صحیح تر یہ ہی کہ اجماع بعد خلاف کے درست ہی انتہی اور علامہ عینی نے شرح ہدایہ
مین لکھا ہی کہ صحت کو پہونچا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آخر نماز جو نجاشی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے پڑھی ہی چار تکبیرین اوس میں کہی ہین اور وقت وفات تک اسی پر ثابت رہے اور ابن بطال
نے ہمام بن حارث سے روایت کی ہی کہ عمر نے جمع کیا آدمیون کو چار پر مگر اہل بدر کہ اون پر تکبیرین پانچ

اور چھ اور سات کہی جاتی تھیں اور کہا ابن حزم نے محلی میں کہ عمرؓ نے چار تکبیریں کہیں اور علیؓ نے
چار تکبیریں کہیں اور زید بن ثابت نے اپنی والدہ پر چار تکبیریں کہیں اور عبد اللہ بن ابی اوفی نے
اپنے بیٹے پر چار تکبیریں کہیں اور زید بن ارقم نے چار تکبیریں کہیں اور ایسی ہی براء بن عازب اور
ابن عمر اور ابو ہریرہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے مروی ہی اور صحیح ہوا ہی کہ بتحقیق ابو بکر صدیقؓ
نے نماز پڑھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور چار تکبیریں کہیں پس اگر زیادہ کیجاتیں واسطے کسی کے
بسبب اوسکی شرافت کے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ اولے تھے اور نماز پڑھی عمرؓ نے
ابو بکرؓ پر پس چار تکبیریں کہیں اور نماز پڑھی صہیبؓ نے عمرؓ پر پس چار تکبیریں کہیں اور نماز پڑھی
امام حسنؓ نے علیؓ پر پس چار تکبیریں کہیں اور نماز پڑھی عثمانؓ نے خبابؓ پر پس چار تکبیریں
کہیں انتہے اور فتح القدیر میں ہی کہ روایت کی امام محمدؒ نے بواسطہ امام صاحبؒ کے حمادؒ سے کہ
کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ آدمی جنازے پر پانچ اور چھ اور چار تکبیریں کہا کرتے تھے یہانتک کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی پھر اسیطرح ابو بکر صدیقؓ کی خلافت میں کیا پھر
عمرؓ خلیفہ ہوے پس لوگوں نے ایسا ہی کیا پس فرمایا اون سے عمرؓ نے کہ تم لوگ گروہ اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو جب تم مختلف ہو جاؤ گے تو تمھارے بعد آدمی بھی اختلاف
کریں گے اور لوگ زمانہ جاہلیت سے قریب ہیں پس اجماع کرو تم ایسی شی پر کہ تمھارے بعد جو آویں
وہ بھی اوسپر اجماع کریں پس اجماع کیا اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر کہ معلوم کریں
آخر جنازے کو کہ جسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے تکبیر کہی ہو پس اوسی کو اخذ
کرلیں اور اوسکے ماسوا کو ترک کر دیں سو غور کیا اونھوں نے پس پایا آخر جنازے کو کہ اوسپر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہی تھیں اور اس حدیث میں انقطاع ہی درمیان
ابراہیم اور عمرؓ کے اور انقطاع ہمکو کچھ مضر نہیں علاوہ اسکے امام احمد نے اس حدیث کو دوسری
سند سے موصول بھی روایت کیا ہی اسیطرح چار تکبیریں مستدرک حاکم میں اور سنن بیہقی میں
اور طبرانی اور مسند بزار وغیرہ میں آئی ہیں اور بعضوں نے حدیث نجاشی کو جو بخاری اور مسلم

نجاشی کی نماز جنازہ کی تفصیل اور اس کی حیثیت

مین اُئی ہی ناسخ کہا ہی اس لیے کہ راوی اوسکے ابو ہریرہ ہین اور اسلام اونکا اخیر مین ہی اور حق نسخ ہی
کیون کہ اسناد کا ضعف مضر نہین کرتا ہی جبکہ تائید اوسکی ہوجاوے تو وہ صحیح ہو جانے کی اور بیان
تائید ہو گئی ہی اور وہ کثرت سے روایتون کا وارد ہونا اور تمام جہان مین منتشر ہو جانا ہی خصوصًا
کثرت روایت صحابہؓ سے پس تحقیق وہ دلالت کرتا ہی کہ آخر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چار کا
تقرر ہو گیا تھا علاوہ اس کے حدیث ابو حنیفہ رح کے صحیح ہی اگرچہ مرسل ہی بسبب صحیح ہونے مرسل کے
بعد ثقہ ہونے راویون کے نزدیک ہمارے اور نزدیک انکار کرنے والون مرسل کے جس وقت وہ
قوت پا جائے تو صحیح ہی اور یہ ایسی ہی کیونکہ اسکو قوت بوجہ کثرت طرق اور راویون کے حاصل
ہو گئی اور اس سے غالب ظن حجیت کا ہی انتہے ملتقطًا گو اسمین عبارت امام نووی کی کافی تھی
مگر سند اً عبارت حنفیہ کی بھی لکھدی ہی تا کہ معلوم ہو جاوے کہ حنفیہ کے یہان بھی خوب تحقیق
کی گئی ہی **قال** مسئلہ بست و پنجم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جنازے کی نماز
مین سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنی درست نہین الخ **اقول** ارکان اربعہ مین لکھا ہی وَلَا
يُقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ الْقُرْاٰنُ لِمَا رُوِيَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا
لَهُ الدُّعَاءَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ
فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ رَوَاهُ الْاِمَامُ مَالِكٌ یعنی اور نہ پڑھا جاوے جنازے کی
نماز مین قرآن بسبب اوس حدیث کے جو ابو ہریرہ سے روایت ہی کہا اونھون نے سنا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جس وقت نماز پڑھو تم جنازے پر پس خالص کرو واسطے
اوسکے دعا کو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور بسبب اوس حدیث کے جو نافع سے مروی ہی کہا
اونھون نے تحقیق عبد اللہ بن عمر قرآن نہین پڑھتے تھے جنازے کی نماز مین روایت کیا
اسکو امام مالک نے انتہے اور فتح القدیر مین ہی لَا يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ اِلَّا اَنْ يَقْرَأَهَا بِنِيَّةِ الثَّنَاءِ
یعنی نہ پڑھے سورۂ فاتحہ مگر یہ کہ پڑھے اوسکو نیت ثنا سے انتہے اور عینی شرح ہدایہ مین

مسئلہ بست و پنجم

ارکان الاربعہ باب الصلوة علی المیت

فتح القدیر باب الصلوة علی المیت

هي وأن قرأ الفاتحة على نية الدعاء جاز وليس في صلوة الجنازة قراءة
القرآن عندنا قال ابن بطال وممن كان لا يقرأ في الصلوة على الجنازة
وينكر عمر بن الخطاب وعلي بن ابي طالب وابن عمر وابو هريرة ومن
التابعين عطاء وطاؤس وسعيد بن المسيب وابن سيرين وابن جبير والشعبي
والحكم وقال مالك قراءة الفاتحة ليست معمولا بها في بلدنا في صلوة
الجنازة یعنی اگر پڑھی الحمد بنیت دعا سے جائز ہی اور نہین ہی نماز جنازہ مین پڑھنا قرآن
کا نزدیک ہمارے کہا ابن بطال نے اور اون شخصون مین سے جو جنازے کی نماز مین نہین
پڑھتے تھے اور انکار کرتے تھے عمر بن الخطابؓ اور علی بن ابی طالبؓ اور ابن عمرؓ اور ابوہریرہؓ ہین
اور تابعین مین سے عطا اور طاؤس اور سعید بن المسیب اور ابن سیرین اور ابن جبیر اور شعبی
اور حکم ہین اور کہا امام مالک نے سورت فاتحہ کے پڑھنے پر جنازے کی نماز مین ہمارے شہر
مین (یعنی مدینہ شریف مین) عمل نہین ہی انتہے اور کہا امام طحاوی نے ولعل قراءة بعض
الصحابة في صلوة الجنازة كان بطريق الثناء والدعاء لا على وجه
القراءة یعنی اور شاید پڑھنا بعض صحابہ کا سورت فاتحہ کو نماز جنازہ مین بطریق ثنا
اور دعا کے تھا نہ بطریق قراءت کے انتہے **حاصل** ہی کہ حنفیہ سورت فاتحہ کو مطلق نہین
منع کرتے ہین بلکہ بہ نیت دعا وثنا کی درست رکھتے ہین اور جن روایات مین پڑھنا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم یا صحابہ کا ثابت ہوا اوسکو اسی پر محمول کرتے ہین پس مخالفت حدیث کی ان پر نہین
لازم ہوئی یہی صورت تطبیق کی ہی **قال** مسئلہ بست و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی کہ نماز جنازے کی مسجد مین پڑھنی درست نہین الخ **اقول** اگر اسی حدیث مسلم
کو معترض صاحب غور فرماتے تو اوس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ امام صاحب کا قول خلاف
نہین بلکہ حدیث مسلم سے خود سمجھا جاتا ہی کہ صحابہ نے انکار کیا اور مسلم کی دوسری روایت
مین یہ الفاظ ہین فبلغهن ان الناس عابوا ذلك وقالوا ما كانت الجنائز

یُدْخَلُ بِهَا الْمَسْجِدَ یعنی پس خبر پہنچی ازواج مطہرات کو کہ صحابہ نے عیب جانا اسکو اور کہا
نہین تھے جنازے کہ داخل کیے جاتے ہون مسجد مین انتہے اس سے خود معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین یہ دستور نہ تھا اور فقط دو کی نماز پڑھنے سے یہ نہین کہ سکتے کہ ہمیشہ
یون ہی ہوتا تھا اگر یہ امر مسنون ہوتا تو ایک مخلوق مسلمانون کی جو مدینے شریف مین وفات
پائی سب کے جنازے نماز کے لیے مسجد مین ضرور داخل کیے جاتے اور عایشہ رض یون فرماتین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین نماز پڑھتے تھے تمام عمر مین کل دو شخصون کی نظیر بتلائی
پھر صحابہ کا انکار کرنا اور معیوب سمجھنا اس امر کو مقتضی ہے کہ مسجد سے باہر پڑھنے پر امر قرار
پایا تھا فتح القدیر مین ہے کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ مین ابوہریرہ رض کی روایت سے یہ حدیث آئی ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا
اَجْرَ لَهٗ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نماز پڑھے جنازے کی مسجد مین پس
واسطے اوسکے کوئی اجر نہین انتہے اور یہ حدیث معتمد ہے حجت لائے اسکی صحت پر علامہ عینی
اور شیخ الاسلام ابن ہمام شرح ہدایہ مین اور برہان شرح مواہب الرحمن مین سے
وَصَلٰوةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سُهَيْلٍ وَاقِعَةُ حَالٍ لَا عُمُوْمَ لَهٗ
فَيَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ بِضَرُوْرَةِ كَوْنِهٖ مُعْتَكِفًا وَلَوْ سُلِّمَ عَدَمُهَا فَاِنْكَارُ الصَّحَابَةِ
عَلَيْهَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ اِسْتَقَرَّ الْحُكْمُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلَى التَّرْكِ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمَا
اَنْكَرُوْهُ عَلَيْهَا وَصَلٰوةُ الصَّحَابَةِ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْمَسْجِدِ كَانَتْ لِعَارِضِ
دَفْنِهِمَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اور نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی سہیل پر واقعہ حال کا ہے عام نہین پس جائز ہے کہ ہووے بسبب ضرورت اعتکاف کے
اور اگر تسلیم کیا جاوے عدم ضرورت کو سو انکار کرنا صحابہ کا عایشہ رض پر دلیل اسکی ہے کہ بعد اسکے
ترک پر حکم قرار پایا تھا اور اگر یہ نہوتا تو انکار صحابہ نہ کرتے اور نماز صحابہ کی ابوبکر اور عمر پر مسجد
مین بسبب عارضہ دفن ہونے اونکے کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ کے تھی انتہے

اور علامہ عینی شرح ہدایہ کے اسی مقام پر لکھتے ہین وعلی کل تقدیر الصلوة علی الجنازة خارج المسجد اولی وافضل بلا وجوب للخروج عن الخلاف لاسیما فی باب العبادات یعنی اوپر ہر تقدیر کے نماز جنازے کی خارج مسجد کے بہتر اور افضل ہی بغیر وجوب کے بوجہ خارج ہونے کے خلاف سے خصوصًا باب عبادات مین انتہے اور امام مالک رح کا بھی یہی مذہب ہی کہ مسجد مین نماز جنازہ نچاہیے **قال** مسائل بست و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نہ مارے حد مولا غلام اپنے کو مگر ساتھہ اذن امام کے الخ **اقول** شرح کنز الدقائق مین عینی نے لکھا ہی ولنا ما روی عن العبادلة الثلثة موقوفا ومرفوعا اربعة الی الولاة الحدود والصدقات والجمعات والفیء وعن علی مثله والمراد بما روی التسبیب بالمرافعة الی الحکام لا المباشرة بغیر اذن الامام او یکون ذالک اذ نا منه علیه السلام للموالی بان یقیموا الحدود علیهم وعندنا تجوز اقامته للمولی باذن الامام یعنی اور ہماری دلیل وہ ہی جو عبادلہ ثلاثہ یعنی ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت موقوف اور مرفوع آئی ہی کہ چار چیزین حکام کے اختیار مین ہین حدود اور صدقات اور جمعات اور غنیمت اور علی سے بھی ایسا ہی مروی ہی اور مراد اوس سے جو مروی ہی سبب کرنا مولا کا ہی واسطے مرافعہ کی طرف حکام کے نہ خود بغیر اذن امام کے حد قایم کرنا یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موالی کو اذن دیا ہو کہ حدود غلاموں پر قائم کرین اور نزدیک ہمارے جائز ہی حد قائم کرنا مولی کو اذن امام سے انتہی خلاصہ یہ کہ یا تو انکو باعتبار سبب کے فرمایا کہ حکام کو اطلاع کر دیا کرین اور کچھ شفقت بوجہ لوگانکے حدود مین نکیا کرین یا خود انکو فرمایا کہ تم حد قائم کیا کرو مگر اسمین اذن اور عدم اذن کا کچھ ذکر نہین پس ان حدیثوں سے جو عبادلۂ ثلثہ سے مروی ہین معلوم ہوا کہ حد مولی قائم کرے مگر امام کے اذن سے ہو اگر بعد اذن امام کے حد قائم کرینگے تو بھی یہ حدیث حد قائم کرنے کی اون پر صادق آئیگی پس تطبیق سب احادیث مین ہو جائیگی آخر اسمین تو سب کا اجماع ہی کہ اگر مولا اپنے ہاتھہ سے

حد نہ مارے بلکہ دوسرے کو حکم کرے تو بھی خلاف حدیث نہوگا حال آنکہ ظاہر حدیث کے خلاف ہی
اسی طرح یہان سمجھنا چاہیے کہ بعد اذن امام کے خلاف حدیث نہوگا البتہ اگر حدیث مین تصریح
ہوتی کہ بغیر اذن کے حد مارنی چاہیے تو بیشک خلاف حدیث لازم آتا بلکہ دوسری حدیث سے
اذن امام صاحب ثابت ہوتا ہی اور اس حدیث کی مؤید وہ حدیث ہی جو مصنف ابن ابی شیبہ
مین حسن بصری سے اور دوسری عطاء خراسانی سے اور تیسری عبد اللہ بن جریر سے اسی مضمون
کی آئی ہی گو مرفوع نہو مگر ایسے ایسے محققین بغیر کسی اصل کے ہرگز نہین کہہ سکتے پس اگر حدیث مین
جو صحیحین مین وارد ہی مولی کی ہی جانب اقامت حدود رکھی جائے مگر اذن امام ان حدیثون
سے اوس مین کہا جائے تو کچھ حدیث اذن امام کا انکار نہین کرتے گو معترض صاحب کو انکار
ہی پس اس صورت مین تو بلا تکلف درست ہی اور اگر بمعنی سبب لیا جائے تو بھی بعید نہین ہی
قسم کے محاورات بہت آتے ہین قرآن شریف مین ہی یَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا یعنی اے
ہامان بنا تو واسطے میرے ایک محل انتہے اور ظاہر ہی کہ بنانے والے معمار اور مزدور ہون گے
اور مثلاً قَتَلَ الْأَمِيرُ فُلَانًا وَنَادَى الْأَمِيرُ فِي النَّاسِ یعنی قتل کیا بادشاہ نے فلان
شخص کو اور منادی کی بادشاہ نے آدمیون مین انتہے ظاہر ہی کہ قتل کا سبب بادشاہ ہی باعتبار سبب کے
اوسکی طرف نسبت کردی ہی اسیطرح ندا کرنیوالا اور شخص ہوتا ہی فقط بوجہ سبب کے بادشاہ کیطرف
نسبت کردیجاتی ہی غرض اگر غور کیا جائے تو مخالفت کا نام ونشان بھی نہین ورنہ بے انصافی
سے گھر مین بیٹھے جہان چاہو مخالفت کہہ دو ہان منصف آدمی ایسے اشارات کو خوب سمجھ جاتا ہی
قال مسئلہ بست وہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کہے شوہر اپنی عورت کو حمل
تیرا مجھ سے نہین ہی تو نہین ہی لعان یہ مذہب ہی امام اعظم اور اونکے شاگرد زفر کا سو امام اعظم رح
اور اون کے شاگرد زفر نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین
روایت ہی سہل بن ساعدی سے کہ عویمر عجلانی کی عورت نے زنا کیا ایک مرد سے اور حمل ہوا
اوسکو تو فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عویمر کو کہ تحقیق وحی اوتاری گئی ہی بیچ قصے تیرے

کے اور عورت تیری کے پس لعان کی دونون نے یعنی میان بیوی نے مسجد مین **اقول**
امام صاحب فرماتے ہین کہ اگر فقط حمل کا انکار کرے گا تو بوجہ عدم تیقن حمل کے قاذف نہو گا ہان اگر
زنا کا دعوا کیا یا یون کہا کہ یہ حمل زنا کا ہی اسصورت مین لعان آجائے گا کیونکہ صریح زنا کو ذکر کر دیا
پس امام صاحب کے نزدیک حدیث مین لعان بوجہ قذف کے ہی انکار حمل سے نہین اب اوس حدیث
کو ہم لکھتے ہین کہ جسمین معترض صاحب نے تحریف کی ہی اور الفاظ سابق چھوڑ گئے ہین ناظرین با
انصاف خود ملاحظہ کرلین گے کہ اس حدیث مین انکار حمل کا پتا بھی نہین اِنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ
جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رَجُلًا وَجَدَ
مَعَ امْرَاَتِہٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُہٗ اَوْ کَیْفَ یَفْعَلُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْ شَانِہٖ مَا ذُکِرَ فِی
الْقُرْاٰنِ مِنْ اَمْرِ التَّلَاعُنِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قَضَی اللّٰہُ فِیْكَ
وَفِیْ امْرَاَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا فِی الْمَسْجِدِ یعنی تحقیق ایک شخص انصاری خدمت مین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا پس عرض کیا یا رسول اللہ خبر دیجیے اوس شخص کی کہ اپنی عورت کے
ساتھ کسی شخص کو پاوے کیا اوسکو قتل کرے یا کیا کرے پس نازل کی اللہ تعالی نے اوسکی شان مین وہ
آیت لعان کی جو قرآن مین مذکور ہی پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق حکم کیا ہی اللہ تعالی نے
تیرے اور تیری جورو کے قصے مین کہا راوی نے پس لعان کیا دونون نے مسجد مین انتہی اس عبارت کے
بعد راوی کا یہ قول ہی وَکَانَتْ حَامِلًا وَکَانَ ابْنُھَا یُدْعٰی لِاُمِّہٖ یعنی اور تھی وہ عورت حاملہ
اور لڑکا اوسکا اپنی مان کے نام سے پکارا جاتا تھا انتہی پس ظاہر ہی کہ اوس شخص قاذف کا ہرگز یہ
دعوا نہ تھا کہ یہ حمل مجھسے نہین ہی بلکہ الفاظ زنا سے اوسنے تعبیر کیا تھا البتہ زنا کے دعوے سے الزام
آجاتا ہی کہ حمل کا بھی منکر ہی مگر اوس شخص کے کلام مین کہین کسی حدیث سے انکار حمل نہین ہان الفاظ زنا
بالتصریح موجود ہین چنانچہ اسی حدیث بخاری مین وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِہٖ کے لفظ سے قذف زنا کا ثابت
ہوتا ہی پس واسطے ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے یون کہنا کہ لعان فقط انکار حمل سے حدیث
مین وارد ہوا ہی ہرگز ہرگز کسی حدیث سے ثابت نہین پس اس مسلے کو مخالف حدیث کے کہنا

ایکا عین مغالطہ ہی فَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا **اقال** مسئلہ مسح عمامہ عینی شرح ہدایہ مین اور شیخ عبدالحق رح نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھا ہی کہ پگڑی پر مسح کرنا درست نہین اور یہ مذہب ہی امام اعظم اور امام شافعی اور امام مالک کا سوا امام اعظم رح اور امام شافعی اور امام مالک رح نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان دو حدیثون کا پہلے حدیث مسلم مین روایت ہی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پہر مسح کیا اپنی پیشانی کے بالون پر اور پگڑی پہ اور موزون پر الخ **اقول** شرح سفر السعادت مین لکھا ہی کہ امام محمد رح نے اپنی موطا مین تحریر کیا ہی کہ امام مالک رح نے کہا کہ ہمکو جابر رض کی خبر پہونچی کہ اونسے لوگون نے عمامہ پر مسح کرنے کو دریافت کیا کہا اونھون نے نہین جائز ہی جبتک پیشانی کو بہی مسح نکرے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہین اور یہی قول ہی ابو حنیفہ کا اور نافع کہتے ہین کہ مین نے صفیہ بنت ابو عبید کی دختر یعنی زوجہ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر کو وضو کرتے ہوے دیکھا اور مسح کرتے ہوے سر کا خمار علیحدہ کرکے اور خبر پہونچی ہمکو کہ اول عمامہ کا مسح مقرر تھا اوسکے بعد ترک کردیا گیا او منسوخ ہوگیا اور یہی ابو حنیفہ اور تمام فقہا ہمارے کا قول ہی اور ہشام بن عروہ سے روایت ہی کہ اونھون نے اپنے باپ عروہ بن زبیر کو دیکھا کہ عمامے کو علیحدہ کیا پہر مسح کیا انتہی اور امام نووی محدث شرح مسلم مین لکھتے ہین فَلَوِ اقْتَصَرَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَلَمْ يَمْسَحْ شَيْئًا مِّنَ الرَّاْسِ لَمْ يُجْزِهٖ ذٰلِكَ عِنْدَنَا بِلَا خِلَافٍ وَهُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ یعنی اگر فقط عمامے کا مسح کیا اور سر کو مطلق نچھوا تو نہین کافی ہوگا نزدیک ہمارے بلا خلاف اور یہی مذہب ہی امام مالک اور امام ابوحنیفہ رح اور اکثر علما کا انتہی پس معلوم ہوا کہ جمہور اسیطرف گئے ہین اور بعض نے ظاہر لفظ سے اخذ کیا ہی مگر اور حدیثون مین برابر سر کا مسح ثابت ہوتا ہی اور کیون نہو کہ قرآن شریف مین صریح مسح سر کا حکم موجود ہی اور حدیث مسلم مین بھی جو کہ معترض نے نقل کی ہی پیشانی اور پگڑی پر مسح ثابت ہی چونکہ بقدر فرض جو مقدار پیشانی ہی مسح کرنا ضروری ہی فقط بیان کرنا پگڑی کے مسح کا ضرور تھا تا کہ معلوم ہو جاوے کہ کل سر کا مسح پہلے اکثر آپ کیا کرتے تھے اب اگر بقدر فرض سر کا مسح ہو جاوے

شرح سفر السعادت [illegible] صفحہ [illegible]

شرح مسلم جلد اول [illegible] صفحہ [illegible]

اور باقی گو پگڑی پر ہو تو بھی جائز ہی اسی وجہ سے راوی نے ذکر کیا فقط پگڑی کو بیان جواز کے لیے
کچھ حصر کے واسطے نہین بلکہ مقدار پیشانی ہر حالت مین ضروری ہی یا یون کہین کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے پیشانی کا مسح کرکے پگڑی کو سر مبارک پر جمایا ہوگا راوی نے دیکھکر یون جانا کہ مسح
کرتے ہین الغرض کہ بوجہ مخالف ہونے ظاہر حدیث کے آیت قرآنی اور دوسرے احادیث اور جمہور
محققین کی عقل سے ظاہر حدیث پر عمل نہ کیا گیا اور اسکو اسی معنون سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی طرف نسبت نہ کیا بلکہ راوی کی طرف سے شبہ یا مجاز قرار دیا گیا ایسی اسقدر عقل سے کام لینا
حنفیہ کے یہان نہایت ضروری ہی اگر عقل اسکے کام نہ آئے تو پھر کس کام آسے گی اسی کو توسط بین الافراط
والتفریط کہتے ہین **قال** مسئلہ سیسی ام کنز الدقائق مین لکھا ہی کہ ایک وقت مین دو نمازون کا جمع
کرنا بسبب عذر کے یعنی سفر اور بارش اور مرض مین جائز نہین الخ **اقول** اس مین طعن
مذہب حنفیہ پر کسی طرح سے درست نہین ہی اسوجہ سے کہ اونھون نے بے دلیل حکم ممانعت کا نہین دیا
بلکہ اون کے پاس اس کے دلائل موجود ہین اور جو دلائل شافعیہ کے ہین اونکے جوابات بھی کتب حنفیہ
مین مرقوم ہین ذرا آنکھین کھول کے دیکھیے اور اندھون کی طرح بدزبانی نہ کیجئے چنانچہ علامہ زیلعی رح
تبیین الحقائق مین لکھتے ہین کہ ہماری حجت وہ نصوص ہین جو اوقات کی تعیین کرتے ہین مثل قول
اللہ تعالے کے اقم الصلوٰة لدلوک الشمس اور سوا اسکے آیتین اور حدیثین ہین پس ترک کرنا
اسکا جائز نہین جب تک کہ دوسری دلیل مثل قرآن کے قطعی الثبوت نہ پائی جائے اور کہا عبد اللہ
ابن مسعود رضی نے قسم ہی اوس ذات کی کہ کوئی معبود نہین اوسکے سوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہین
پڑھی مگر اپنے وقت پر لیکن دو نمازین کہ جمع کین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے
عرفے مین اور درمیان مغرب و عشا کی مزدلفہ مین روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے
اور ابن عمر رض سے مروی ہی کہ کہا اونھون نے نہین جمع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے درمیان
مغرب اور عشا کے سفر مین کبھی مگر ایک بار اور اسقدر تاخیر کرتے ہین کہ پہلی نماز کا وقت نکل جاوے
اور دوسری نماز کا وقت داخل ہو جاوے بیشک تفریط ہی اور تحقیق فرمایا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسلم نے کہ سونے مین تفریط نہین ہی بلکہ تفریط (یعنی قصور کرنا) جاگنے مین ہی باین طور کہ تاخیر کیجاوے
نماز دوسرے وقت تک روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے کہا ابو جعفر نے کہ فرمانا آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کا اس حدیث کو اس حال مین کہ آپ سفر مین تھے دلالت کرتا ہی کہ ارادہ کیا آپ نے اس سے
مسافر اور مقیم کا یکسان جانا گیا اس سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے احتراز تفریط کے جمع نہین
کیا اور مطلب اوس روایت کا جس مین جمع آئی ہی اگر صحیح ہو جائے تو یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
ظہر کے آخر وقت مین نماز پڑھی اور عصر کے اول وقت مین ایسیہی مغرب او عشا مین کیا پس جمع کرنا فعل مین ہوا
ایک وقت مین نہوا اور راوی نے جو تصریح کی ہی کہ پہلی نماز کا وقت خارج ہو گیا تھا اوسکو مجازاً کہنا شمار
کیا جائے گا مگر باعتبار قریب ہونے خروج کے بولا گیا ہی جیسے قول اللہ تعالے کا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
فَاَمْسِكُوْهُنَّ یعنی جب قریب اختتام عدت کے پونہچین تو روکو اونکو اس لیے کہ بعد عدت کے
روکنے پر قادر نہین ہوتا یا اس قول راوی کو اسپر حمل کرین گے کہ اونکو اس کا گمان ہو گیا اور اوسکی
نظیر وہ حدیث ہی جو جبرئیل علیہ السلام کی امامت مین مروی ہی کہ اونھون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو ظہر کی نماز دوسرے دن اوسوقت پڑہائی کہ جسوقت پہلے دن عصر کی نماز پڑھائی تھی یعنی
قریب عصر کے وقت آگیا تھا یا یون کہین کہ راوی نے یہ گمان کر لیا کہ دونون نمازین ایک ہی
وقت مین واقع ہوئین اور اس تاویل کے صحیح ہونے پر وہ حدیث دلیل ہی جو نافع سے مروی
ہی کہا اونھون نے نکلا مین ساتھ ابن عمر رضہ کے سفر مین اور آفتاب غروب ہو گیا تھا پس جب دیر
ہوئی تو مین نے کہا نماز رحم کرے اللہ تمپر پس دیکھا میری طرف اور چلے یہان تک کہ جب آخر شفق
کا وقت آیا تو اوترے پس نماز مغرب کی پڑھی پھر تکبیر عشا کی کہی اور تحقیق شفق جاتی رہی تھی پھر
نماز پڑھائی ہمکو پھر متوجہ ہوے طرف ہمارے اور فرمایا تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
جب سفر مین عجلت ہوتی یون ہی کرتے اور کہا راوی نے یہ حدیث صحیح ہی کہا عبد الحق نے اور یہ حدیث
اسپر نص ہی کہ ہر ایک کو دونون نمازون مین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وقت پر اوس کے
پڑھا ہی اور کہا نافع اور عبد اللہ بن واقد نے کہ موذن ابن عمر رضہ نے نماز کو کہا فرمایا چل یہان تک

کہ جب قریب غائب ہونے شفق کے وقت پونہچا اوترے پس مغرب کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا یہانتک
کہ شفق غائب ہوگئی پھر عشا کی نماز پڑھلی پھر فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب جلدی سفر کی
ہوتی تو ایسا ہی کرتے تھے جیسا کہ مین نے کیا اور یہ حدیث پہلی حدیث سے بھی صریح زیادہ ہی اور
ابن عمرؓ سے وقت مین الفاظ مختلفہ روایت کیے گئے ہین اور عبد الحقؒ نے احکام مین ذکر کیا ہی کہ جو حدیث
ابن عمرؓ سے ان دونون نمازون کے جمع کرنے مین مروی ہی اسناد اوسکی صحیح ہی اور راوی اوس کے
کل ثقہ ہین لیکن بعض مین وہم ہی اور صحیح اون سے روایت جابر کی ہی اور جو اوس کے معنون مین ہی اور
تحقیق کیا اونہون نے کہ ہر نماز دو نمازون مین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وقت پر
پڑھی ہی اور وہ حدیث جسکو روایت کیا شافعی نے حدیث ابو الطفیل سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
غریب ہی اور کہا ابو داؤد نے نہین قایم ہی کوئی حدیث تقدیم وقت مین اور کہا حاکم نے حدیث ابو الطفیل
کے موضوع ہی ولیکن حدیث انس کی پس احتمال ہی کہ جمع کلام زہری سے ہو کیونکہ زہری حدیث کو
اکثر اپنے کلام کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے حتی کہ وہم ہوتا تھا کہ یہ لفظ حدیث ہی مین ہی اور تحقیق انکار کیا
عایشہ صدیقہ نے اوس شخص سے جو ایک وقت مین جمع کرنے کو کہتا ہی اور حدیث اونکی پہلی ہمارے واسطے
بھی حجت ہی اس لیے کہ اوسمین سوائے ذکر تاخیر اور تقدیم کے اور کچھ نہین اور یہ منافی اوس کے نہین جو
ہمنے کہا ہی انتہے کلام الذہبی اور شرح سفر السعادت مین ہی کہ امام محمد نے اپنی موطا مین لکھا ہی کہ ہمکو عمرؓ سے یہ
روایت پونہچی ہی کہ اونہون نے اپنے عاملون کو اطراف مین لکھ بھیجا اور ممانعت کی اونکو اس بات سے
کہ جمع کرین وہ دو نمازون کو ایک وقت مین اور خبر کردی اون کو کہ ایک وقت مین دو نمازین جمع کر لی
گناہ کبیرہ ہی اور بیان کیا ہی اس خبر کو ہمسے ثقات نے علا ابن الحارث سے اونہون نے مکحول سے
روایت کی ہی اور چونکہ تعیین اوقات قطعی اور متواتر ہی پس خبر آحاد اوسکے معارض نہین ہو سکتی بخلاف
افطار اور قصر صلوۃ کے سفر مین کہ دونو نص قرآنی سے ثابت ہین اور روایت کی ہی بخاری اور مسلم نے
عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا اونہون نے نہین دیکھا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ کسی
نماز کو اوس کے غیر وقت مین پڑھا ہو مگر دو نمازین مغرب اور عشا کی کہ جمع کیا ہی اونکو مزدلفہ مین

اور احادیث مین جمع کرنا ظہر اور عصر کو عرفات مین بھی آیا ہی اور یہ جمع کرنا بجہت ارکان حج کے تھا نہ بوجہ
سفر کے کہ ترمذی نے روایت کی ہی کہ لوگون نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے دریافت کیا کہ آیا عبد اللہ
نے کسی شب جمع کیا ہی سفر مین کہا نہین مگر مزدلفے مین اور احادیث جمع تقدیم کی صحاح مین بہت
کم ہین اور روایت مین بخاری کے اختلاف ہی اسلیواسطے بہت ائمہ اوسکے قائل نہین ہین ایسے
ہی ہی کہ جمع تاخیر بعض وقت مین اور تاویل اوسکی یہ ہی کہ مراد جمع بین الصلوتین سے تاخیر کرنا اول نماز کا
اور گذارنا آخر وقت اوس کے مین اور جلدی کرنا دوسری نماز کا اور ادا کرنا اول وقت اوسکے مین اور بعضون
نے اسکا جمع صوری نام رکھا ہی اس لیے کہ صورۃً جمع ہی حقیقۃً نہین اور جمع کا اطلاق ایسی صورت پر
جو کہ حنفیہ نے جمع کرنا سفر مین ذکر کیا ہی باب استحاضہ مین حمنہ بنت جحش کی حدیث مین بھی ایسی
آیا ہی اگرچہ لفظ احادیث بعض روایات مین یہ ہی کہ وقت عصر مین پڑھتے تھے مگر یہ محمول اسی صورت پر
ہی بوجہ اون دلائل کے جو مذکور ہوے اور بعض روایات مین تخفیف اور دفع حرج جو آگیا ہی کہ جمع
کرتے تھے تاکہ اپنی امت کو حرج مین نہ ڈالین اسوجہ سے ہی کہ اس مین وسعت ہی کہ اگر کسی کو
فراغت اور رفاہیت اول وقت مین ہو تو اول وقت پڑھ لے ورنہ تاخیر کرے اور آخر وقت مین ادا
کرے تاکہ اول وقت دوسری نماز کو متصل ہو جائے اور تخفیف اور وسعت اس طریقے کی جاری
کرنے مین ظاہر ہی اور امام محمد اپنی موطا مین کہتے ہین کہ ہمکو ابن عمر سے پہونچا ہی کہ اونھون نے مغرب
کی نماز قبل غروب شفق ادا کی برخلاف روایت امام مالک کے کہ کہا اونھون نے یہان تک
کہ غائب ہوگئی شفق اور جامع الاصول مین ابو داود کی روایت نافع اور عبد اللہ بن واقد سے
آئی ہی کہ کہا مؤذن ابن عمر رضہ نے نماز کو فرمایا چل اقبل غروب شفق تک پس اوترے اور نماز مغرب
پڑھی پھر انتظار کیا یہان تک کہ شفق غائب ہوگئی پھر عشا پڑھی پھر کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو کسی کام کی جلدی ہوتی تو کرتے جیسا کہ مین نے کیا ہی یہ جو مذکور ہوا جمع بین الصلوتین
مسافر کے واسطے تھا لیکن مقیم کے واسطے پس ترمذی کہتے ہین کہ بعض تابعین جمع بین الصلوتین
مریض کے واسطے بھی کہتے ہین اور بعض بارش مین جمع کرنے کی طرف گئے ہین اور ترمذی نے

ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا ابن عباس نے مَنْ جَمَعَ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ
فَقَدْ اَتٰی بَابًا مِنْ اَبْوَابِ الْکَبَائِرِ یعنی جس شخص نے جمع کیا درمیان دو نمازوں کے بغیر عذر کے
پس تحقیق آیا وہ دروازے پر گناہ کبیرہ کے دروازوں میں سے اور عمل اسی پر ہے نزدیک جمہور
امت کے کہ جمع کیا جائے درمیان دو نمازوں کے مگر سفر میں یا عرفے میں انتہے کلام الترمذی
اور مسلم طرق متعددہ سے ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جمع کیا درمیان ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کے مدینے شریف میں بلا خوف کے اور بغیر بارش کے
اور ایک روایت میں ہے بخوف کے سفر میں دریافت کیا ابن عباسؓ سے کہ کیوں ایسا کیا کہا
تاکہ مشقت اور تنگی میں امت آپکی نہو اور ترمذی بھی ابن عباس سے جامع ترمذی میں اس حدیث
کو لائے ہیں اور امام نووی نے ترمذی سے نقل کی ہے کہ کہا اونھوں نے کہ میری کتاب میں کوئی
ایسی حدیث نہیں کہ تمام امت نے اوسکے ترک پر اجماع کر لیا ہو مگر حدیث جمع کے بلا خوف اور بارش
کے اور حدیث قتل کرنے شراب پینے والے کی چوتھی مرتبہ اور نووی کہتے ہیں کہ یہ بات ترمذی کی حدیث
قتل میں مسلم میں ہے اسواسطے کہ وہ منسوخ بالاجماع ہے اور عمل اوسپر کل امت کا متروک ہے لیکن
حدیث جمع بخوف و مطر کی سوا اوسکے بعضے بوجہ عذر مرض کے قائل ہیں اور بعضے مثل ابن سیرین اور
اشہب کے بجہت ضرورت کے بھی جمع کرنے کے قائل ہیں اوس شخص کے واسطے کہ عادت نہ کر لے
اسیواسطے عدم حرج کی علت مرض وغیرہ بیان کرتے ہیں انتہے کلام النووی اور یہ حدیث
بھی نزدیک حنفیہ کے اوسی پر محمول ہے جو باب سفر میں بیان ہوئی باوجودیکہ اونھوں نے کہا ہے
کہ بعض پرکھنے والے حدیث کو بعض حدیثوں مسلم میں کلام ہے اور شاید یہ حدیث اوسی قبیل سے ہے
واللہ تعالے اعلم انتہے عبارت شرح سفر السعادت پس اس سے واضح ہوا کہ حنفیہ کا مسلک بہت باحتیاط
ہے حدیث بخاری اور مسلم ہی کی کافی تھی مگر بنظر احتیاط اور حدیثیں بھی لکھدیں جنسے معلوم ہوتا ہے
کہ امام صاحب کی رائے موافق قرآن اور حدیث کے ہے اگر اسیکا نام مخالفت ہے تو پھر موافقت
مثل عنقا ہو جائے گی اور کہیں احادیث متعارض میں وجہ توفیق کی آپ سے بن نہ آنے کی

جسطرح تطبیق احادیث مین حنفیہ دیتے ہین دوسرے مذہب مین یہ بات نہین بلکہ بعض احادیث
کا ترک ضرور لازم آتا ہی اس تطبیق مین آدمی کی تسکین ہوجاتی ہی کہ عجب نہین جو راوی سے تخمیناً یا مجازاً
یہ صادر ہوا ہو ایسا اکثر جگہ ثابت ہی **قال** مسئلہ یہی ویکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ
امام اگر نماز مین قرآن دیکھکر پڑھے تو نماز فاسد ہوجاتی ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم رح نے
اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری مین ہی کہ امامت کروا تا تھا حضرت عائشہ کو ذکوان
غلام اون کا قرآن سے یعنی نماز مین قرآن دیکھکر پڑھتا تھا **اقول** چونکہ قرآن سے دیکھہ کے
پڑھنے مین بعض صورتون مین عمل کثیر لازم آتا ہی اور عمل کثیر سے بالاتفاق نماز فاسد ہوجاتی ہی
گو اسکی تفسیر مین اختلاف ہو اس لیے اس سے بھی نماز فاسد ہوجائے گی امام ہو یا اکیلا پڑھے قید
امام اتفاقی ہی اور جس صورت مین عمل کثیر نہو تو حنفیہ کے نزدیک بوجہ تعلم من الخارج یعنی نمازی کا
بیرون نماز سے سیکھنے کے سبب نماز فاسد ہوتی ہی اور ابن حزم نے محلی مین لکھا ہی وھو قول
ابن المسیب والحسن البصری والشعبی قلت وھو مذھب الظاھریۃ ایضاً
یعنی یہی قول ہی ابن مسیب اور حسن بصری اور شعبی کا مین کہتا ہون کہ یہی مذہب ظاہریہ کا بھی ہی انتہی اور
عینی نے شرح ہدایہ مین لکھا ہی پس اگر کہے تو کہ ذکوان سولے عائشہ کا امامت اونکی رمضان
مین کیا کرتا تھا اور قرآن سے دیکھکر پڑھتا تھا ذکر کیا اسکو بخاری نے باب امامۃ العبد والمولی مین تو
کہون گا مین فعل ذکوان اگر صحیح ہو تو محمول اس پر ہی کہ قبل شروع نماز کے قرآن شریف سے دیکھکر
یاد کرلیتا تھا پھر کھڑے ہوکر نماز مین پڑھ دیتا تھا اور بعضون نے کہا ہی ہر دو شفعون کے درمیان مین
دو رکعتون کے مقدار حفظ کرلیا کرتا تھا پس دیکھنے والے نے یہ گمان کیا کہ قرآن دیکھکر پڑھتا ہی پس
اپنے ظن کے موافق روایت کی اور اس مذکور کی تائید یہ امر کرتا ہی کہ آخر قرات قرآن شریف سے دیکھکر
نماز مین مکروہ تو ضرور ہی اور ہمکو عائشہ رض سے یہ گمان نہین کہ مکروہ پر راضی ہوئی ہون اور اوس
شخص کے پیچھے نماز پڑھتی ہون جو مکروہ نماز پڑھائے اور ابن عباس سے روایت کی گئی ہی کہ فرمایا اونھون نے
منع کیا ہمکو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہ امامت کرین لوگ قرآن نقش دیکھہ کے پڑھنے سے

ذکر کیا اس حدیث کو ابوبکر بن ابوداؤد نے مع اسناد کے انتہے **قال** مسئلہ بیسی و دوم فتاوی عالمگیری
وغیرہ مین لکھا ہی کہ امام کے پیچھے صف مین اگر جگہ موجود ہی تو نماز اکیلے کی مکروہ ہی اور اگر جگہ نہین ہی
تو نہین ہی مکروہ الخ **اقول** بخاری اور ابوداؤد مین ہی اِنَّ اَبَا بَکْرَۃَ اِنْتَھٰی اِلَی النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ رَاکِعٌ فَرَکَعَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰی اِلَی
الصَّفِّ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَکَ اللّٰہُ حِرْصًا
وَلَا تَعُدْ یعنی تحقیق ابوبکرہ رض پہونچے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درحالیکہ آپ رکوع مین تھے پس رکوع
کیا ابوبکرہ نے پہلے اس کے کہ ملجائین صف مین پھر چلے طرف صف کے پس ذکر کیا گیا یہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے پس فرمایا آپ نے زیادہ کرے اللہ حرص تیری پھر ایسا نکر یا نماز کا اعادہ مت کر
یا جلدی نکر انتہے غرض لا تعد کے کوئی معنی لیجیے کسی مین نماز کے اعادے کا حکم نہین بلکہ نہی تنزیہی پائی
جاتی ہی اسیوجہ سے امام صاحب فرماتے ہین کہ نماز مکروہ ہوتی ہی اور مرقات شرح مشکوۃ مین ہی
قَالَ الْقَاضِیْ ذَھَبَ الْجُمْھُوْرُ اِلٰی اَنَّ الْاِنْفِرَادَ خَلْفَ الصَّفِّ مَکْرُوْہٌ غَیْرُ
مُبْطِلٍ وَقَالَ النَّخْعِیُّ وَحَمَّادٌ وَابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی وَوَکِیْعٌ وَاَحْمَدُ مُبْطِلٌ وَالْحَدِیْثُ حُجَّۃٌ
عَلَیْھِمْ فَاِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَاْمُرْہُ بِالْاِعَادَۃِ یعنی کہا قاضی نے جمہور اسطرف
گئے ہین کہ اکیلے کھڑا ہونا پیچھے صف کے مکروہ ہی باطل نہین کرتا نماز کو اور کہا نخعی اور حماد اور ابن
ابی لیلی اور وکیع اور امام احمد نے نماز کو باطل کر دیتا ہی اور یہ حدیث اونپر حجت ہی اس لیے کہ تحقیق
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حکم کیا اوس شخص کو نماز لوٹانے کا انتہے اور ملا علی قاری بھی لکھتے
ہین کہ توربشتی اور محی السنہ نے کہا ہی کہ اس حدیث مین اسپر دلالت ہی کہ اکیلے پیچھے صف کے
کھڑے ہونے سے نماز فاسد نہین ہوتی انتہے اور یہ بھی لکھتے ہین کہ حدیث ترمذی کی گو اون محدثون
نے جنھون نے اسکو ذکر کیا ہی اسکی تصحیح کی ہی لیکن ابن عبدالبر نے اوسکو مضطرب کہا ہی اور بیہقی نے
اوسکو ضعیف کہا ہی انتہے حاصل کلام یہ ہی کہ امام صاحب کا قول مخالف حدیث نہین بلکہ موافق
ہی اور جمہور بھی اسیطرف گئے ہین چنانچہ کلام قاضی سے معلوم ہوا اگر آپ تو خلاف جمہور کے گئے ہین

مسئلہ بیسی و دوم
مشکوۃ باب الموقف
ابوداؤد صفحہ ۹۰
مرقات باب الموقف
مرقات باب الموقف
المصنف

نہ شک آپنے حدیث اتباع سواد اعظم کے خلاف کیا ہے ع زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا ہے **قال** مسائل ہی وسوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ محرم نہ پہنے کرتہ اور نہ پائجامہ اور نہ عمامہ **فائدہ** ملا علی قاری حنفی نے مرقات شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ جس محرم کے پاس تہبند نہو یا پجامہ ہی ہو تو وہ پائجامہ کو پھاڑ کر اسکا تہبند بنا لیوے اور اگر پائجامہ ہی پہنے گا تو اوسپر دم آوے گا یعنی جانور ذبح کرے الخ **اقول** امام صاحب کے نزدیک احرام باندھے ہوئے کو سلی ہوئی شے مثل پائجامہ وغیرہ کے پہننا جائز نہیں اور یہی مذہب امام مالک و صاحبین کا ہے اور ماخذ اونکا وہ حدیث ہے جو صحاح ستہ اور طحاوی میں مذکور ہے سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ فَقَالَ لَا یَلْبَسُ الْقَمِیْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِیْلَاتِ الحدیث یعنی سوال کیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کون سے کپڑے محرم پہنے پس فرمایا آپ نے نہ پہنے کرتہ اور نہ پگڑی اور نہ پائجامہ انتہی پس امام مالک تو اوس حدیث کا جسمیں پائجامہ پہننے کو بوقت ضرورت اجازت ہے بالکل انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں اور امام صاحب اور صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑے پائجامہ پہنے مگر کفارہ اوسکا آ جائے گا گو یہ حدیث کفارے سے ساکت ہے مگر اور دلائل و احادیث سے مستنبط ہوتا ہے کہ جو چیزیں قبل از احرام حلال تھیں اور محرم کو اونکی ممانعت کر دی گئی اگر ضرورت اونکی پڑے تو مباح ہیں مگر کفارہ ضرور آ ئیگا چنانچہ شرح الآثار میں آیا ہے فَنَحْنُ نَقُوْلُ بِذٰلِکَ نُبِیْحُ لَہٗ لُبْسَہٗ الضَّرُوْرَۃِ وَلٰکِنَّا نُوْجِبُ عَلَیْہِ مَعَ ذٰلِکَ الْکَفَّارَۃَ وَلَیْسَ فِیْمَا رَوَیْتُمُوْہُ نَفْیٌ لِوُجُوْبِ الْکَفَّارَۃِ وَاِنَّمَا لَمْ نَقُلْ لَا یَلْبَسُ الْخُفَّیْنِ اِذَا لَمْ یَجِدْ نَعْلَیْنِ وَلَا السَّرَاوِیْلَ اِذَا لَمْ یَجِدْ اِزَارًا وَلَوْ قُلْنَا ذٰلِکَ کُنَّا مُخَالِفِیْنَ لِھٰذَا الْحَدِیْثِ نَعَمْ اَوْجَبْنَا عَلَیْہِ مَعَ ذٰلِکَ الْکَفَّارَۃَ بِالدَّلَائِلِ الْقَائِمَۃِ الْمُوْجِبَۃِ لِذٰلِکَ وَاِنَّمَا الْخِلَافُ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ فِی التَّاوِیْلِ لَا فِیْ نَفْسِ الْحَدِیْثِ لِاَنَّا قَدْ صَرَفْنَا الْحَدِیْثَ عَلٰی

وَجَبَ مُحَمَّلِهِ وَلَا تُوجِبُوا عَلَى مَنْ خَالَفَ تَأْوِيلَكُمْ خِلَافًا فَلِذَلِكَ الْحَدِيثَ یعنی پس ہم کہتے
ہین ہی اور مباح جانتے ہین واسطے اوسکے پہننا بوجہ ضرورت کے ولیکن واجب جانتے ہین ہم اوسپر باوجود
اسکے کفارے کو اور نہین ہی اوس حدیث مین جو بیان کی ہی تمنے نفی وجوب کفارے کی اور ہم نہین کہتے
کہ نہ پہنے موزون کو جبتک جوتیان نہ ملین اور نہ پایجامہ جبتک تہبند نہو اور اگر ہم یہ کہین تو اس حدیث
کے مخالف ہوجاوین گے ہم ہان واجب کرتے ہین ہم اوسپر باوجود اسکے کفارے کو بوجہ دلائل سو جوہ
کے جو واجب کرنیوالے کفارے کے ہین جز این نیست کہ خلاف درمیان ہمارے اور تمہارے
تاویل مین ہی نفس حدیث مین خلاف نہین کیونکہ ہمنے حدیث کو اون معنو مین بیان کیا ہی جنکی حدیث
محتمل ہی اور جو شخص تمہاری تاویل کے خلاف کہے اوسکو خلاف حدیث مت کہو انتہے مختصراً اور امام صاحب
سے بھی یہ دونون حدیثین عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ الامام ابی حنیفہ مین مروی ہین اور دونون
حدیثون مین یہی تطبیق دی گئی ہی ورنہ ہر منہی عنہ کے ارتکاب مین بوجہ ضرورت کے کفارہ لازم نہ آوے
پس ضرورت کا ہونا اس امر کو مقتضی نہین کہ کفارہ بھی ساقط ہوجاوے چنانچہ امام طحاوی نے اسکو خوب
وضوح وتمام سے شرح معانی الآثار مین ثابت کیا ہی اور ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہی فمن استطلع
علیہ فلیرجع الیہ **قال** مسئلہ سی وچہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ عورت کو امامت
عورتون کی کرنی مکروہ ہی الخ **اقول** برہان شرح مواہب الرحمن مین ہی لقولہ صلی اللہ علیہ
وسلم بیوتہن خیر لہن لو کن یعلمن ولان اجتماعہن قلما یخلو عن فتنۃ
یعنی بسبب فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ گھر اون عورتون کے بہتر ہین واسطے اونکے اگر جانین
وہ اور اس لیے کہ جمع ہونا اونکا کم خالی ہوتا ہی فتنے سے انتہے اسی قسم کی اور بہت حدیثین ابو داود وغیرہ
مین آئی ہین جنسے معلوم ہوتا ہی کہ عورت جسقدر گوشے مین اور چھپکر نماز پڑھے بہتر ہی مگر کسی حدیث سے
کراہت معلوم نہین ہوتی گو بعضون نے ان احادیث کے نسخ کا دعوا کیا ہی اور کہا ہی کہ جسطرح
عورتون کا مساجد مین آکر جماعت مین شریک ہونا موقوف ہوگیا اسیطرح جماعت بھی اونکی موقوف
ہوگئی مگر اسمین کچھ کلام نہین کہ یہ طریقہ مسنون نہین بلکہ خلاف اولی ہی گو کراہت نہ سہی اور اگر

عقود الجواہر المنیفہ

برہان شرح مواہب الرحمن

مسئلہ سی وچہارم

علامہ ابن الہمام بھی گئے ہین اور راقم حروف کا بھی یہی مسلک ہے فتح القدیر مین ہے وَلَا عَلَيْنَا اَنْ نَذْهَبَ
اِلٰى ذٰلِكَ فَاِنَّ الْمَقْصُوْدَ اِتِّبَاعُ الْحَقِّ حَيْثُ كَانَ یعنی اور نہین واجب ہم پر کہ جاوین طرف قرأت
جماعت کے اس لیے کہ مقصود اتباع حق ہی کہین ہو انتہےٰ اور اگر زیادہ تفصیل و تحقیق منظور ہو تو تحفۃ النبلاء
فیما یتعلق بجماعۃ النساء تصنیف جناب مولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب لکھنوی کی مطالعہ کیجاوے
تا رفع اشتباہ ہو جاوے **قال** مسلہ سی و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ نکاح کرنا حرہ بالغہ
کا بدون اجازت ولی کے بھی جائز ہے الخ **اقول** فتح القدیر مین اس مسلے کے دلائل [illegible] مگر
مختصر کچھ بیان کیے جاتے ہین لیکن یہ حدیث اور جو اسکے مضمون مین احادیث وارد ہین [illegible]
اس قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا یعنی ایم اپنے نفس کی
مختار ہے ولی اپنے سے روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور مالک نے
موطا مین اور ایّم وہ عورت ہے جسکا زوج نہو خواہ ثیبہ یعنی رانڈ ہو یا باکرہ اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ
ہر ایک کے واسطے دونون (یعنی ولی اور عورت) مین سے ضمن مین لفظ احقّ کے حق ثابت کیا ہے اور
معلوم ہے یہ امر کہ ولی کو بعد رضا اوسکی کے سوائے مباشرت عقد کے دوسرا فعل نہین پہونچتا ہے اور تحقیق
اوسکو اسمین ولی سے زیادہ مستحق کہا ہے پس اس کے بعد یا تو کسی حدیث کو ترجیح ہو یا طریقہ جمع کا ہو
اور اس حدیث مسلم کو بوجہ قوت اسناد کے اور نہونے اختلاف کے اسکی صحت مین ترجیح ہو گی خلاف
دونون حدیثون ترمذی کے کہ وہ ضعیف ہین اور طریقہ جمع کا یہ ہے کہ حدیث ابو موسی کی خاص کیجاوے
باین طور کہ مراد ولی سے وہ ہو جسکے اذن پر نکاح موقوف ہو جیسے نکاح مجنونہ اور لونڈی کا اور حدیث عائشہ
کی خاص کیجاوے ساتھ اوس عورت کے جو نکاح اپنا غیر کفو مین کرلے اور مراد باطل سے اوس کے نزدیک جو
غیر کفو مین نکاح بالکل صحیح نہین کہتا باطل حقیقۃً ہو گا اور اوسکے نزدیک جو نکاح صحیح کہتا ہے لیکن اون کے
نزدیک ولی کو حق خصومت اور اختیار فسخ نکاح کا ہے باطل حکماً ہو گا اور یہ بہت شائع ہے نصوص کے اطلاقات
مین اور اس صورت کا اختیار کرنا واسطے دفع معارضے کے واجب ہے علاوہ اس کے مذہب محدثین [illegible]
کا اس حدیث کے مخالف ہے اسواسطے کہ مفہوم اس حدیث کا یہ ہے کہ جب نکاح [illegible]

تو صحیح ہی حالانکہ یہ مذہب ونکا نہین اسلئے ملخصًا اور لمعات شرح مشکوٰۃ مین ہی کہ حجت ہماری حدیث
ابن عباس کے لَا اَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا ہی اور قول اللہ تعالی کا کہ جسکے معنی یہ ہین پس
اگر طلاق دی اوسکو پس نہین حلال ہی واسطے اوسکے یہانتک کہ نکاح کرے اور شخص سے پس معلوم
ہوا کہ عورت کے الفاظ سے نکاح جائز ہی اور دوسرا قول اللہ تعالی کا جسکا ترجمہ یہ ہی اور نہ منع کرو اونکو
اس سے کہ نکاح کرین وہ ازواج اپنی سے پس نسبت کیا نکاح کو طرف عورتون کے اور منع کیا منع کرنے
اونکے سے اور ظاہر اوسکا یہ ہی کہ عورت خود اپنا نکاح کرے تو درست ہی ایسا ہی ہی یہ قول اللہ تعالے
کا یعنی پس جب پہونچ جاوین وہ اختتام عدت پر پس نہین گناہ تمپر اوس چیز مین کہ خود کرین وہ معروف
کے ساتھ پس مباح کیا اللہ تعالے نے فعل اونکا اونکے نفسون مین بغیر شرط ولی سے اور تائید
کرتی ہی وہ حدیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی جسوقت ام سلمہ سے نکاح کو فرمایا جواب دیا کہ میرے اولیا
مین سے اسوقت کوئی موجود نہین فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اولیا تیرے سے کوئی ایسا
نہین جو مجھسے راضی نہو اور کہا واسطے لڑکے عمر بن ابی سلمہ کے اور تھی وہ صغیر کہ اوٹھو تم پس نکاح کردو پھر
نکاح کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر ولی کے اور حکم کرنا اونکے لڑکے کو بطریق مزاح کے تھا کیونکہ
تاریخ جاننے والون نے لکھا ہی کہ وہ صغیر تھے بعضون نے کہا ہی چھہ برس کے تھے اور بالاجماع ولایت ایسے
لڑکے کی صحیح نہین ہی اسیواسطے اونھون نے کہا کہ اولیا مین کوئی حاضر نہین اور حدیث ابو موسی مین
کلام کیا گیا ہی باین طور کہ محمد بن الحسن رض نے روایت کی ہی امام احمد سے کہ وہ سوال کیے گئے نکاح بغیر ولی
سے کہ اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شی ثابت ہی یا نہین کہا میرے نزدیک کوئی شی
اس مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین اور عایشہ رض کی حدیث مین بھی کلام ہی کیونکہ
وہ روایت سلیمان بن موسی کی ہی اور بخاری نے اونکو ضعیف کہا ہی اور نسائی نے کہا ہی اونکی حدیث
مین ضعف ہی اور امام احمد نے ابو طالب کی روایت مین کہا ہی کہ حدیث لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ قوی
نہین اور روایت مروزی مین کہا ہی مین اسکو صحیح نہین گمان کرتا ہون کیونکہ عایشہ رض نے برخلاف
اوسکے عمل کیا ہی کہا گیا امام احمد سے کہ پھر آپ اسکے کیون قائل ہین فرمایا اکثر آدمی اسی پر ہین پھر

ابن جریج نے زہری سے نقل کیا ہی کہ اونھون نے اس حدیث کا انکار کیا انتہے اور علامہ زیلعی نے
تبیین الحقائق مین کہا ہی وَقَدْ وَرَدَ فِي كُتُبِهِمْ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ وَلَيْسَ لَهَا صِحَّةٌ عِنْدَ
اَهْلِ النَّقْلِ حَتّٰى قَالَ الْبُخَارِيُّ وَابْنُ مُعِيْنٍ لَمْ يَصِحَّ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثٌ
يَعْنِيْ عَلٰى اشْتِرَاطِ الْوَلِيِّ یعنی اور تحقیق محدثین کے کتابون مین احادیث بہت وارد ہین اور
اونکے نزدیک صحیح نہین یہان تک کہ بخاری اور یحیی بن معین نے کہدیا ہی کہ اس باب مین کوئی حدیث
صحیح نہین یعنی شرط ولی مین انتہے غرض یہ ہی کہ آیات اور صحیح حدیث چھوڑکر ضعیف پر عمل کرنا نہین چاہیے
بلکہ نفی کمال کی ان احادیث مین مراد لیجائے چنانچہ امام صاحب بھی اسی کے قائل ہین کہ کامل نکاح
ولی سے ہوتا ہی اور بالکل عدم جواز خلاف عقل نقل کہ ہی اور حدیثین اسکی تائید کی بوجہ طول کے چھوڑ دین
عاقل کو اسیقدر کافی ہی ع یک حرف بس ست گر کس است + ورنہ چراغ پیش کور ست +

قال مسئلہ سی و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کافر قسم کھا کر خواہ حالت کفر مین
توڑدے خواہ اسلام لاکر توڑدے وفا کرنا اوسکا اوسپر لازم نہین **فائدہ** کہا طیبی نے نہین ہی صحیح نذر
اوسکی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا —
پہلی حدیث بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے یہ کہ حضرت عمر نے پوچھا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا نذر کی تھی مین نے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرونگا مین ایک رات مسجد
حرام مین فرمایا پوری کر نذر اپنی الخ **اقول** اس حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے بوجہ واجب ہونے ادائے نذر کے عمر رض کو حکم فرمایا بلکہ اسکا بھی احتمال ہی کہ بوجہ
طاعت ہونے کے آپنے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرلو اور تائید اسکی وہ حدیث کرتی ہی جو امام طحاوی نے
عمرو بن شعیب سے اور اونھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے اِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی نذر وہی ہی جو حسبۃً للہ ہو پس ظاہر ہی کہ حالت
شرک مین حسبۃً للہ نذر نہین ہوسکتی بلکہ معصیت ہوتی ہی اور نذر معصیت کی ممانعت مین بخاری
وغیرہ مین احادیث موجود ہین اور معصیت اس لیے ہی کہ مشرک کی نیت سے اون اشیا کا

تقرب ہوتا ہی جنکی وہ پرستش کرتا ہی اس لیے کوئی فعل مشرک کا اللہ کیواسطے نہین ہوتا اسیوجہ سے
ابراہیم نخعی اور ثوری اور امام صاحب اور صاحبین اور امام مالک اور امام شافعی اسیطرف گئے ہین
گو امام شافعی سے دوسری روایت بھی ہی مگر مشہور قول اونکا یہی ہی چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی
اَمَّا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَوْفِ بِنَذْرِكَ فَالْمَشْهُوْرُ مِنْ مَذْهَبِ
الشَّافِعِيِّ اَنَّ نَذْرَ الْكَافِرِ لَا يَصِحُّ وَهُوَ يُؤَوِّلُهٗ اَنَّهٗ اَمَرَهٗ اَنْ يَّفْعَلَ قُرْبَةً
مُسْتَانِفَةً فِيْ حَالِ الْاِسْلَامِ لَا عَلٰى اَنَّهُ الْوَاجِبُ بِالنَّذْرِ یعنی لیکن قول آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کا کہ ایفا کر اپنی نذر کا پس مشہور مذہب شافعی سے یہ ہی کہ نذر کافر کی درست نہین اور
شافعیہ اس حدیث کے یون معنی بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر رض کو حکم دیا کہ حالت اسلام
مین عبادت مستقل کے طور پر کر لین نہ اسطور سے کہ نذر سے واجب ہو گئی ہی انتہے غرض یہ ہی کہ اس
حدیث سے ہرگز نہین معلوم ہوتا کہ نذر واجب ہونے کی وجہ سے فرمایا ہو بلکہ کئی احتمال ہین بھیر
قرآن شریف مین لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ فرمایا جسکے معنی یہ ہین کہ کفار کے یمین نہین ہوتی اور بھی اس
مذہب کی تائید کرتا ہی اور سیاق ابن ماجہ اور ابو داؤد کی دونون حدیثون مین کہین نذر کافر کی نہین پائی
جاتی بلکہ سیاق سے مسلم کی نذر ہی سو یہ بحث سے خارج ہی پس قرآن و حدیث سے ثابت ہو گیا کہ امام
صاحب نے کوئی بات اپنی طرف سے نہین فرمائی حاشا و کلا بلکہ ماخذ اونکا قرآن و حدیث ہی ہی البتہ ترجیح
بعض کو بعض پر دینے مین اونسے اگر ایک غلطی ہو گی تو دوسرون سے پچاس ہو نگی چونکہ احباب نے
اس کتاب کی تکمیل کیواسطے نہایت قلیل مدت ہمکو دی ہی اس لیے اختصار مجبوراً کرنا پڑا ورنہ اگر ایک
سال کی ہمکو مہلت ملتی تو پھر مذہب حنفیہ کے دلائل دیکھتے کہ کسقدر قرآن اور احادیث سے موجود ہین
اور اونکا ذہن کہان پہونچا ہی اس لیے اکثر موٹی عقل والے جو باریک باتون سے نرے بہرہ ہین مثل
آپ کے اونکے مذہب پر طعن کرتے ہین اون بیچارون کا کیا قصور اپنی عقل کے موافق کہتے ہین مگر
قصور ہی تو اتنا ہی ہی ؎ سخن شناس نئی دلبرا خطا اینست اگر اونکو بھی عقل کامل عطا ہوتی تو مذہب
حنفیہ کو بسبب اسکی خوبی اور احتیاط کے اور مذاہب پر ترجیح دیتے خیر یہ مرحلہ طے نہین ہو سکتا

اختلاف امت مشیت ایزدی ہی ہمیشہ سے یون ہین چلا آیا ہی **قال** مسئلہ سی و مختتم ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہی کہ میت کی طرف سے ولی نہ روزہ رکھے اور نہ نماز پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور امام
مالک کا ہی سو اس مسئلے مین امام اعظم اور امام مالک نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور
مسلم مین روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کہ مرے اور اوسپر روزہ ہو روزہ رکھے اوسکی طرف سے وارث اوسکا **اقول** لمعات شرح
مشکوۃ مین ہی وَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ اِلَى اَنَّهٗ لَا يُصَامُ عَنْهُ وَبِهٖ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمَالِكٌ
وَالشَّافِعِيُّ فِي اَصَحِّ قَوْلَيْهِ عِنْدَ اَصْحَابِهٖ یعنی اور جمہور اسطرف گئے ہین کہ میت کی طرف سے روزہ
نرکھا جاوے اور اسی کے قائل ہین امام صاحب اور امام مالک اور امام شافعی اپنے صحیح تر دونون
قولون مین جو نزدیک اونکے اصحاب کے ہی انتہے البتہ مسکین کو کھانا بدلے ہر روزے کے دینا چاہیے
چنانچہ مشکوۃ شریف مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ
وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَقَالَ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ عُمَرَ یعنی ابن عمر سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرا اور اوسپر روزے ماہ رمضان کے ہین پس چاہیے کہ کھانا دیا جاوے
اوسکی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا صحیح یہ ہی کہ یہ
حدیث ابن عمر پر موقوف ہی انتہے اور دوسری حدیث جس سے صوم کی نہی پائی جاتی ہی مشکوۃ شریف
مین اسطور سے آئی ہی اِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْأَلُ هَلْ يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ اَوْ
يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ فَيَقُوْلُ لَا يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلَا يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ
رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّأِ یعنی تحقیق ابن عمر سوال کیے جاتے تھے کیا روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے
یا نماز پڑھے پس فرماتے نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ نماز پڑھے روایت کیا اسکو امام
مالک نے موطا مین انتہے پس اس حدیث سے روزے کی ممانعت پائی جاتی ہی اور پہلی حدیث
اوس حدیث صحیحین کی تفسیر ہی جسمین بلفظ صوم آیا ہی یعنی اوسکی طرف سے روزہ رکھنا کھانے سے

ہوسکا تدارک کردیا ہے پس جب مساکین کو کھانا دینے سے وہ میت روزے سے بری ہو گیا تو گویا اوس شخص نے اوسکی طرف سے روزے ادا کیے اور ایک حدیث عبداللہ بن عباس سے بھی صحیحین میں روزے کی قضا میں وارد ہے مگر وہان لفظ صوم نہین بلکہ قضا ہے سو وہ کھانا دینے سے بھی حاصل ہوجاتا ہے علاوہ اسکے عبداللہ بن عباس جو راوی اس حدیث کے ہین مثل ابن عمر کے فرماتے ہین چنانچہ فتح القدیر مین ہے وَقَدْ اَخْرَجَ النَّسَائِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ رَاوِیُ الْحَدِیْثِ فِی سُنَنِهِ الْکُبْرٰی اَنَّهُ قَالَ لَا یُصَلِّیْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَّلَا یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَفَتْوَی الرَّاوِیْ عَلٰی خِلَافِ مَرْوِیِّهٖ بِمَنْزِلَةِ رِوَایَتِهِ النَّاسِخَ یعنی تحقیق روایت کی ہے نسائی نے ابن عباس سے اور وہی راوی اس حدیث کے ہین اپنی سنن کبری مین کہ کہا اونھون نے نماز نہ پڑھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور فتوی دینا راوی کا خلاف مروی اپنے کے بمنزلے روایت کرنے اوسکی کے ہے ناسخ کے لیے انتہے پھر اسکے نسخ کی تائید مین علامہ ابن ہمام نے امام مالک کا قول بھی نقل کیا ہے قَالَ مَالِکٌ لَمْ اَسْمَعْ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَلَا مِنَ التَّابِعِیْنَ بِالْمَدِیْنَةِ اَنَّ اَحَدًا مِّنْهُمْ اَمَرَ اَحَدًا یَّصُوْمُ عَنْ اَحَدٍ وَّلَا یُصَلِّیْ عَنْ اَحَدٍ انتہی وَهٰذَا مِمَّا یُؤَیِّدُ النَّسْخَ وَاَنَّهُ الْاَمْرُ الَّذِیْ اسْتَقَرَّ الشَّرْعُ عَلَیْهِ اٰخِرًا یعنی کہا امام مالک نے نہین سنا مین نے کسی صحابہ اور تابعین مین سے مدینے شریف مین کہ کسی نے اونمین سے حکم کیا ہو کسی کو کہ کسی کی طرف سے روزہ رکھے یا نماز پڑھے اور یہ قول امام مالک کا اوس قسم سے ہے کہ نسخ کی تائید کرتا ہے وہ ایسا امر ہے کہ آخر مین شرع اسی پر قرار پائی ہے انتہے پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ دلائل حنفیہ کے بہت قوی ہین چہ جائیکہ مخالف ہو استغفر اللہ حیرت ہے معترض صاحب جانین اور اونکا کام جانے ع بر رسولان بلاغ باشد و بس

قال مسئلہ بیست و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جس عورت کی شادی نہوئی ہو اگر وہ زنا کرے تو اوسکو شہر سے نکالدینا اور درّے مارنے دونون کام جائز نہین الخ **اقول** امام صاحب شہر سے نکالدینے کا انکار نہین کرتے بلکہ اسکی حد ہونیکا انکار کرتے ہین اور اگر سیاست کیا جاوے تو اوسکا امام صاحب کو اقرار ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ

تعزیب کی ہی لیکن سیاستہً تھی اور تعزیب کا حد ہونا اگر تمام عالم بھی جمع ہو جائے گا ہرگز حدیث اور قرآن
سے ثابت نہو سکے گا ہان معترض صاحب اسکا حد ہونا اگر ثابت کرتے تو بیشک امام صاحب کا مسلہ
مخالف ہو جاتا بلکہ امام صاحب کے قول کی تایید علیؓ کے ارشاد سے ظاہر ہی حَسْبُهُمَا مِنَ الْفِتْنَةِ
اَنْ يُنْفَيَا یعنی اون دونون کو فتنے کے واسطے جلاوطن کرنا کافی ہی انتہےٰ ایسا ہی ابراہیم نخعی سے
مروی ہی اور عمرؓ کے قول سے بھی اسکے سیاستہً ہونے کی تایید نکلتی ہی جبکہ ربیعہ بن امیہ بن خلف
کو اونھون نے خیبر کی طرف جلاوطن کیا تو وہ ہرقل سے جا ملا اور نصرانی ہو گیا پس فرمایا لَا أُغَرِّبُ
بَعْدَهٗ مُسْلِمًا یعنی اب کسی مسلمان کو مین جلاوطن نہین کرونگا انتہےٰ اگر تعزیب حد ہوتی تو ممکن
نہ تھا کہ حضرت عمر اوسکو موقوف کر دیتے پس معلوم ہوا کہ سیاستہً تھی اسکا امام کو اختیار ہی اگر مصلحت ہو
جاری کرے اور اگر مصلحت نہو موقوف کر دے فقط حدیث سے اسکے قائم کرنے کی اجازت ہو گئی ہی
اگر مصالح مقتضی ہون کرے ورنہ ترک کر دے بلکہ جہان اسکا ثبوت ہی وہان مصالح مقتضی تھے اس لیے
جلاوطنی کی گئی بلکہ تعزیب حد کے ساتھ موقوف نہین اگر امام کی راے کسی شخص کی نسبت بوجہ خوف
فتنے اوسکے قرار پائی کہ اس شخص کا جلاوطن ہونا مناسب ہی تو بیشک امام کو اختیار ہی چنانچہ حضرت
عمرؓ نے نصر بن حجاج کو کہ جوان اور نہایت حسین تھا جس سے عورتونکا فتنے مین پڑجانیکا خوف تھا
جلاوطن کر دیا تھا حالانکہ حسن ایسی شی نہین جس سے آدمی جلاوطن کیا جاوے مگر اسمین اونھون نے کوئی
مصلحت سمجھی اور اوس شخص نے عرض بھی کیا کہ حضرت میرا کیا گناہ ہی فرمایا تیرا گناہ کچھ نہین میرا گناہ ہی
اگر دار الہجرۃ کو تجھسے نہ پاک کرون پس نکالدیا اور وہ شخص روم چلا گیا پس حضرت عمرؓ نے قسم کھائی کہ
کسی کو جلاوطن نہین کرونگا بلکہ صحیح بخاری مین ابو ہریرہؓ کا قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس
شخص کی نسبت جسنے زنا کیا تھا اور محصن نہ تھا ایک برس کی جلاوطنی اور قائم کرنے حد کا حکم فرمایا صاف
دلالت کرتا ہی کہ جلاوطنی حد مین سے نہین کیونکہ عطف حد کا جلاوطنی پر ہی پس دونون مغایر ہون گے
اور یون کہنا کہ حد کا استعمال اپنی مسمی کے جزء پر کیا گیا ہی اور دوسرے جزء پر عطف ہی تو یہ امر بعید ہی اور
کوئی دلیل نہین جس سے یہ مجاز واجب ہو جاسے اور الفاظ حدیث جو ذکر کیے گئے ہین وہ اسکے مفید

نہین کیونکہ جائز ہی کہ تعزیر واسطے مصلحت کے ہوا تہے علاوہ اسکے آیۃ الزَّانِیَۃُ وَالزَّانِی سے یہ حدیث
منسوخ ہی چنانچہ شیخ الاسلام عینی اور علامہ ابن ہمام اور امام زیلعی نے تصریح اسکی خوب مفصل کردی ہی
جسکا جی چاہے دیکہ لے **قال** مسئلہ سی وشم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ واسطے ثبوت
رضاع کے فقط عورتون کی گواہی معتبر نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین
خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری مین روایت ہی عقبہ بن الحارث رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ تحقیق
اوس نے نکاح کیا بچی کی ان کو جو بیٹی تھی ابی اہاب کی پس آئی ایک عورت اور بولی مین نے دودہ دیا ہی تم
دونون کو پھر پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس فرمایا کیونکر ہوگا اور تحقیق کہا گیا پس جدا کردیا عقبہ نے
اور نکاح کیا عورت نے دوسرے کو **اقول** علامہ طیبی وغیرہ نے لکھا ہی کہ اکثر کے نزدیک یہ حدیث بطریق
احتیاط اور تقوی کے وارد ہی کیونکہ بطور ادائے شہادت اور حکم قضا کے نہین آئی بلکہ فقط اخبار اور
استفسار تہا چنانچہ اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ فقط ایک عورت کی گواہی پر حکم جاری نہین
ہوتا تبیین الحقائق مین علامہ زیلعی نے لکھا ہی فَمَا ذَهَبْنَا اِلَيْهِ مَذْهَبُ عُمَرَ وَعَلِیٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَفٰی بِهِمْ قُدْوَةً وَحَدِيْثُ عُقْبَةَ حُجَّةٌ لَنَا اَيْضًا فَاِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَعْرَضَ عَنْهُ مَرَّتَيْنِ فَلَوْ كَانَتِ الْحُرْمَةُ ثَابِتَةً لَمَا فَعَلَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمَّا رَاٰی مِنْهُ
طُمَانِيْنَةَ الْقَلْبِ بِقَوْلِهَا حَيْثُ كَرَّرَ السُّوَالَ اَمَرَهٗ اَنْ يُفَارِقَهَا اِحْتِيَاطًا وَالدَّلِيْلُ
عَلَيْهِ اَنَّ الشَّهَادَةَ كَانَتْ عَنْ ضِغْنٍ فَاِنَّهٗ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ سَوْدَاءُ تَسْتَطْعِمُنَا
فَاَبَيْنَا اَنْ نُطْعِمَهَا فَجَاءَتْ تَشْهَدُ عَلَی الرَّضَاعِ وَبِالْاِجْمَاعِ مِثْلُ هٰذِهِ الشَّهَادَةِ
لَا تُثْبِتُ الْحُرْمَةَ فَعَرَفْنَا اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ تَنَزُّهًا وَاِلَيْهِ اَشَارَ بِقَوْلِهٖ كَيْفَ
وَقَدْ قِيْلَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ بِالتَّنَزُّهِ اِذَا وَقَعَ فِیْ قَلْبِهٖ اَنَّهَا صَادِقَةٌ یعنی پس وہ قول
جسکی طرف ہم گئے ہین مذہب عمر اور علی اور ابن عباس رض کا ہی اور اونکی اقتدا کافی ہی اور حدیث عقبہ رض
کی ہماری بھی حجت ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے دوبار اعراض کیا پس اگر
حرمت ثابت ہوتی تو ایسا نکرتے پھر جب آپنے اونکے قلب کا اطمینان عورت کے قول سے دیکھا

کیونکہ سوال مکرر کرتے تھے احتیاطاً حکم کردیا کہ اوسکو جدا کردین اور دلیل اس احتیاط پر یہ ہی کہ یہ گواہی عورت
کی کینہ اور بغض سے تھی اس لیے کہ اونھون نے کہا کہ آن ایک کالی عورت ہمسے کھانا طلب کرتی تھی
ہمنے انکار کیا پس آئی وہ گواہی دینے رضاع پر اور بالاتفاق ایسی گواہی حرمت کو ثابت نہین کرتی ہے
پس معلوم کیا ہمنے کہ یہ حکم باعتبار احتیاط اور پرہیزگاری کے تھا اور طرف اسی کے اشارہ کیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول کَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ سے جسکا مطلب یہ ہی کہ اب کیونکر اوس کے
پاس جاؤگے حال آنکہ تمکو بھائی یا اوس عورت کا کہدیا گیا مقتضا ہی مروت اور تقوے سے بعید ہی
اور رسم وائل مین ساتھ تقوی اور احتیاط کرنے کے جبکہ اوس شخص کے قلب مین یہ امر واقع ہوجاوے
کہ یہ سچ کہتی ہوگی انتہی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حدیث ہمارے موافق ہی مگر سمجھنے کو عقل چاہیے
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ **قال** مسئلہ جیسا ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ نہین جائز بیع مدبر کی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی فائدہ مدبر اوسکو کہتے ہین کہ جسکو کہے مالک کہ میرے
مرنے کے بعد تو آزاد ہی الخ **اقول** تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَلَنَا رِوَایَةُ ابْنِ عُمَرَ رض
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُدَبَّرَ لَا یُبَاعُ وَلَا یُوْهَبُ وَلَا یُوْرَثُ
وَهُوَ حُرٌّ مِنَ الثُّلُثِ اَخْرَجَهُ الطَّحَاوِیُّ وَغَیْرُهُ مِنَ الْاَئِمَّةِ وَرَوٰی اَبُو الْوَلِیْدِ
اَنَّ عُمَرَ رض رَدَّ بَیْعَ الْمُدَبَّرِ فِیْ مَلَأِ خَیْرِ الْقُرُوْنِ وَهُمْ حُضُوْرٌ مُتَوَافِرُوْنَ وَهُوَ
اِجْمَاعٌ مِنْهُمْ اَنَّ بَیْعَ الْمُدَبَّرِ لَا یَجُوْزُ وَمَا رَوَاهُ حِکَایَةُ حَالٍ فَلَا یُمْکِنُ الْاِحْتِجَاجُ
بِهٖ لِاَنَّهٗ یَحْتَمِلُ اَنَّهٗ کَانَ مُدَبَّرًا مُقَیَّدًا اَوْ یَحْتَمِلُ اَنَّهٗ بَاعَ مَنْفَعَتَهٗ بِاَنْ اَجَرَهٗ
وَالْاِجَارَةُ تُسَمّٰی بَیْعًا بِلُغَةِ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ لِاَنَّهٗ فِیْهَا بَیْعُ الْمَنْفَعَةِ یُؤَیِّدُ مَا رَوَاهُ
جَابِرٌ رض اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَاعَ خِدْمَةَ الْمُدَبَّرِ ذَکَرَهٗ اَبُو الْوَلِیْدِ وَیَحْتَمِلُ
اَنَّهٗ بَاعَهٗ فِیْ وَقْتٍ کَانَ یُبَاعُ الْحُرُّ بِالدَّیْنِ کَمَا رُوِیَ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَاعَ
حُرًّا بِدَیْنِهٖ ثُمَّ نُسِخَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَیْسَرَةٍ ذَکَرَهٗ
فِی النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ یعنی ہماری حجت حدیث ابن عمر کی ہی کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا مدبر بیچ نہ کیا جاوے اور نہ ہبہ کیا جاوے اور نہ موروث ہو اور وہ آزاد ہی تہائی
مال سے حجت گردانا اس حدیث کو امام طحاوی اور سوائے اونکے اور اماموں نے اور ابوالولید نے
روایت کی ہی کہ عمر رضہ نے مدبر کی بیع رد کردی سامنے جماعت صحابہ خیر القرون کے اور وہ صحابہ بہت موجود
تھے پس یہ صحابہ کا اجماع ہوگیا کہ بیع مدبر کی جائز نہین اور وہ حدیث جسکو روایت کیا ہی حکایت
حال کی ہی سو حجت پکڑنا اوس سے ممکن نہین کیونکہ احتمال ہی کہ مدبر مقید ہو اور احتمال ہی کہ خدمت اوسکی
فروخت کی ہو اس طور سے کہ اوسکو اجرت پر دیدیا ہو اور اجارے کو مدینے شریف والون کی لغت
مین بیع کہتے ہین کیونکہ فائدے کی بیع اوس مین ہوتی ہی تائید کرتا ہی اسکی وہ قول کہ روایت کیا
جسکو جابر رضہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت مدبر کی بیع کی تھی ذکر کیا اسکو ابوالولید
نے اور یہ بھی احتمال ہی کہ اوسکو ایسے وقت مین بیع کیا ہو کہ جسوقت آزاد بھی بوجہ دین کے بیچ لیا
جاتا تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہی کہ آپنے ایک آزاد شخص کو بوجہ قرض
کے بیچ کردیا پھر یہ بیع اس قول اللہ تعالی سے یعنی پس اگر مدیون مفلس ہو تو تونگری کا انتظار کرنا چاہیے
منسوخ ہوگئی ذکر اسکا ناسخ و منسوخ مین ہی انتہے **خلاصہ** یہ ہی کہ حدیث ابن عمر رضہ کی عام ہی کہ مدبر
کی بیع نہو اور یہ واقعہ خاص ہی علاوہ اسکے ہوسکتا ہی کہ مدبر مقید ہو یعنی وہ جسسے مثلا یون قید لگائی
جاوے کہ اگر اس مرض سے یا اس سفر یا فلان مرض سے انتقال ہو تو آزاد ہی اسکو مدبر مقید کہتے ہین
اسکی بیع بالاتفاق درست ہی اور مدبر مطلق کی بیع مین اختلاف ہی یعنی وہ شخص جسسے بلا قید یون
کہا جاوے کہ مرنے کے بعد تو آزاد ہی اور حدیث مین کہین تصریح اوسکی نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مدبر مطلق کے بیچ کی ہو بلکہ مطلق مدبر ہی خواہ مدبر مقید ہو خواہ مطلق ہو لہذا حدیث کو بوجہ اجماع
صحابہ اور حدیث ابن عمر رضہ کے مدبر مقید پر محمول کرین گے پھر اجماع صحابہ کا موجود اور ادھر جابر رضہ سے
یہ روایت کہ بیع نفع کی ہوئی اور لغت اہل مدینہ بھی اسکے مؤید ہی اور ادھر قرآن کی آیت اور حکم عمر رضہ
کا رد کرنا ہر طرح سے عدم جواز بیع مدبر کی تائید کررہا ہی اب بھی کوئی نہ سمجھے تو اوسکا کچھ علاج نہین خدا
اوسپر رحم کرے جو عین موافقت کو مخالفت بتلاتے ہین افسوس کہ ان لوگون سے انصاف اٹھ گیا

ایسے مجتہدین کو مخالفت حدیث کا الزام دینا تو اونکا کیہ کلام ہو کیا اسلام اسی کا نام ہی اگر اس جرح وطعن
بزرگان دین سے یہ سمجھے ہون کہ ہمارا نام بھی پانچوین سوارون مین لکھا جاوے سو یہ خیر وعافیت
بلکہ اولٹی بدنامی ہوگی ع بزور کوہ کندن ہمسر فرہاد نتوان شد ہزار ارباب ہنر از صد یکی مشہور میگردد

قال مسئلہ چہل ویکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کافر مرد یا اوسکی عورت مسلمان ہو کر
دار الحرب سے دار الاسلام مین آجاوے تو اونکا نکاح نہین رہتا ٹوٹ جاتا ہی اور یہ مذہب امام اعظم رح
کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور
ترمذی اور ابن ماجہ مین روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے کہ کہا پھیر دی نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی بیٹی ابی العاص بن ربیع کو بعد چھ برس کے ساتھ پہلے نکاح کے اور نہ کیا نکاح اوسکا نیا
اور صحیح کہا اس حدیث کو احمد اور حاکم نے **اقول** ابن ماجہ مین ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِنِکَاحٍ جَدِیْدٍ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لڑکی زینب کو ابو العاص پر ساتھ نکاح جدید کے لوٹا دیا
اور اسیطرح ترمذی مین ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَہٗ زَیْنَبَ
عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِمَہْرٍ جَدِیْدٍ وَنِکَاحٍ جَدِیْدٍ اور علامہ عینی اور زیلعی نے شرح کنز
مین لکھا ہی وَکَانَ الْمُثْبِتُ اَوْلٰی مِنَ النَّافِیْ عَلٰی اَنَّ مَا رَوَوْہُ غَیْرُ صَحِیْحٍ عِنْدَ اَھْلِ
النَّقْلِ فَلَا یُعَارِضُ مَا رَوَیْنَاہُ انتہی یعنی پس ثابت کرنیوالی حدیث اولی ہی نفی کرنیوالی سے
علاوہ اسکے وہ حدیث جسکو اونھون نے روایت کیا ہی نزدیک اہل حدیث کے صحیح نہین پس معارض نہ
ہوگی اوس حدیث کے جسکو ہمنے روایت کیا ہی بسبب صحت اوسکی کے انتہی البتہ حجاج راوی مین
بعضون نے کلام کیا ہی اوسکا جواب بھی انھین دونون کتابون مین بعد عبارت مذکورہ کے موجود
ہی وَقَدْ وَثَّقَہٗ اَھْلُ النَّقْلِ حَتّٰی خَرَّجَ لَہٗ مُسْلِمٌ یعنی تحقیق توثیق کی ہی حجاج کی محدثین نے
یہان تک کہ مسلم نے اوس سے روایت بیان کی ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ نکاح جدید کی حدیث قوی
ہی باوجود اس کے جمع کرنا دونون حدیثون مین حتی الامکان بہتر ہی لہذا بِالنِّکَاحِ الْاَوَّلِ سے مراد

پھیری جائے کہ بسبب نکاح پہلے کے رد کر دیا یعنی پہلے نکاح کی رعایت کرکے نہ یہ کہ نکاح جدید نہ کیا اور لَمْ
يُحْدِثْ شَيْئًا کے یہ معنی ہون کہ مہر جیسا تھا ویسا ہی رکھا اوسمین کمی بیشی نکی ورنہ اگر تعارض
ہوگا تو پھر حدیثین اثبات کی ترجیح دی جائینگی چنانچہ محققین کے کلام سے معلوم ہوا بلکہ محدثین کا
مذہب اس حدیث کے مخالف ہی کیونکہ اسمین بعد چھ برس کے لوٹا دینا آیا ہی اور اونکے نزدیک عورت
کی عدت مین اگر مرد مسلمان ہوجاوے تو لوٹا دینا پہلے نکاح سے جائز ہی ورنہ اگر عدت پوری ہوجاوے
اوس کے بعد زوج اسلام لائے تو پھر لوٹا دینا پہلے نکاح سے جائز نہین رکھتے اور یہان تو چھ
برس کے بعد پہلے نکاح سے لوٹا دینے کی حدیث نقل کرتے ہین پس ظاہر ہی کہ عدت کے بعد لوٹایا گیا ہی
اور طرفہ یہ ہی کہ نکاح اول کی حدیث کو ابن حجر رح بلوغ المرام مین اجود اسناد لکھتے ہین اور عمرو بن شعیب
کی حدیث پر جسمین نکاح جدید ہی محدثین عمل کرتے ہین حال آنکہ اوسمین اور نہ کسی حدیث مین کہین ثابت
نہین ہوتا کہ عدت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کیا ہو یا وہ اسلام ایام عدت مین لائے ہون
اس تقریر سے غرض ہماری یہ ہی کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ جو حدیث اسناد مین کسی کے نزدیک بہ نسبت
اور حدیث کے عمدہ ہو وہ عمل بھی اوسی پر کیا کرے عمل اور شی ہی اور اسناد دوسری چیز ہی نفس اسناد کا
کھرا ہونا عمل کے لیے حجت نہین ہوسکتا یہ امر راے مجتہد پر موقوف ہی جس حدیث کو اوسکا قیاس
صحیح ترجیح دے اوسپر عمل کرے **قال** مسئلہ چہل و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ
قبل ذبح سر مونڈانے سے دم یعنی جانور ذبح کرنا آتا ہی اور یہ مذہب امام اعظم اور امام مالک کا ہی انتہی
اقول امام طحاوی رح نے شرح معانی الآثار مین لکھا ہی حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ ثَنَا الْخَصِيْبُ
ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا
مِنْ حَجِّهٖ اَوْ اَخَّرَهٗ فَلْيُهْرِقْ دَمًا فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رض يُوْجِبُ عَلٰى مَنْ قَدَّمَ نُسُكًا
مِنْ نُسُكِهٖ اَوْ اَخَّرَهٗ دَمًا وَهُوَ اَحَدُ مَنْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهٗ مَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ مِنْ اَمْرِ الْحَجِّ اِلَّا قَالَ لَا حَرَجَ
فَلَمْ يَكُنْ مَعْنٰى ذٰلِكَ عِنْدَهٗ عَلَى الْاِبَاحَةِ فِيْ تَقْدِيْمِ مَا قَدَّمُوْا وَتَاخِيْرِ

مَا اَخَّرُوْا مِمَّا ذَكَرْنَا اَنَّ فِيْهِ الدَّمَ وَلٰكِنَّ مَعْنٰى ذٰلِكَ عِنْدَهٗ عَلٰى اَنَّ الَّذِيْ فَعَلُوْهُ فِيْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى الْجَهْلِ بِالْحُكْمِ فِيْهِ كَيْفَ هُوَ فَعَذَرَهُمْ بِجَهْلِهِمْ وَاَمَرَهُمْ فِي الْمُسْتَاْنَفِ اَنْ يَتَعَلَّمُوْا مَنَاسِكَهُمْ یعنی ابن عباس سے روایت ہی کہ فرمایا اونہون نے جو شخص مقدم کرے حج مین سے کسی شی کو یا موخر کرے پس جانور ذبح کرے پس یہ ابن عباس ہین کہ واجب کرتے ہین دم اوس شخص پر جو کسی رکن کو مقدم کرے یا موخر کرے حالانکہ ابن عباس اون ہی مین سے ہین جنھون نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین سوال کیے گئے کسی شی کا جو مقدم کی گئی ہو یا موخر امر حج مین سے مگر فرمایا آپنے کوئی گناہ نہین پس منع سے نزدیک اونکے معنی اس حدیث کے یہ کہ تقدیم اور تاخیر جس سے دم آجاتا ہی ہمنے ذکر کیا ہی اون لوگون کو مباح نہی بلکہ معنی اس حدیث کے نزدیک ابن عباس کے یہ ہین کہ جس فعل کو لوگون نے حجۃ الوداع مین کیا ہی وہ بسبب جاننی حکم اوسکے کے تھا کہ یہ معلوم نہ تھا کہ حکم اسکا کیونکر ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو معذور رکھا اور حکم فرمایا کہ مناسک حج سیکھین انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لاحرج کے معنی یہ ہین کہ کچھ گناہ نہین یہ معنی نہین کہ اسمین دم دینا بھی نہین آتا علاوہ اسکے یہ کہانسے معلوم ہوا کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا وہ قارن یا متمتع تھا مفرد نہ تھا اگر مفرد ہو تو امام صاحب کے نزدیک بھی اسپر تقدیم اور تاخیر مین دم لازم نہین آتا اور لمعات شرح مشکوۃ مین ہی معلوم کر تو کہ تحقیق افعال حج کے قربانی کے دن چار ہوتے ہین کنکر یان مارنا اور ذبح کرنا اور سر مونڈانا اور طواف کرنا اور اختلاف کیا اونھون نے اس امر مین کہ یہ ترتیب سنت ہی یا واجب ہی پس ایک جماعت جنمین سے امام ابو حنیفہ اور امام مالک ہین طرف وجوب کے گئی ہی اور کہا اونھون نے کہ مراد نفی حرج سے گناہ نہونا ہی بسبب عدم علم اور نسیان کے لیکن دم واجب ہی اور کہا علامۂ طیبی نے کہ ابن عباس نے مثل اسی کے حدیث روایت کی ہی اور دم واجب کیا ہی پس اگر نہوتی یہ بات کہ اونھون نے اس حدیث سے یہی معنی سمجھے اور جانا کہ یہی معنی مراد ہین البتہ نہ حکم کرتے برخلاف اوسکے انتہی **قال** مسئلہ چہل و سوم ہدایہ

جواب

وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم اور امام
مالک کا ہی ۱۲ **اقول** نسائی مین ہی عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ اَکْلُ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی خالد بن
الولید سے روایت ہی کہ سنا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین حلال
ہی کھانا گوشت گھوڑے کا اور خچر کا اور گدھے کا انتہی اور ابو داود مین آیا ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی اور اسی طرح
ابن ماجہ مین ہی نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ
وَالْحَمِیْرِ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گھوڑے کا گوشت کھانا جائز نہین اور حرمت کو حلت
پر ترجیح ہی اس لیے کم سے کم کراہت تو ضرور ہی ہوگی پس مذہب امام صاحب اور امام مالک اور اوزاعی
اور ابو عبید کا جو موافق مذہب ابن عباس کے ہی حدیث کے مخالف نہین اور یہ حدیث جو حرمت مین وارد ہے
صحیح ہی تصریح اسکی علامہ عینی نے خوب مفصل شرح کنز الدقائق مین کردی ہی غرض کہ احتیاط
کرنا بہتر ہی کیونکہ دونون حدیثون کے تعارض سے شبہہ حلت مین پڑ گیا ہی **قال** مسئلہ چہل و
چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی بیع مین جب ایجاب و قبول ہو جاوے تو بیع ہو چکی
بائع اور مشتری کو بیع کے توڑ ڈالنے کا اختیار نہین لیکن اگر کچھ عیب نکل آوے یا جس چیز کو
مشتری نے خرید کیا ہی اوسکو اوسنے دیکھا نہو تو بیع ٹوٹ سکتی ہی ۱۲ **اقول** تفرق کی دو قسمین
ہین تفرق بالابدان و تفرق بالاقوال پھر تفرق بالابدان بھی دو طرح پر ہوتا ہی ایک یہ کہ بعد ایجاب
و قبول کے ہو دوسرے یہ کہ بعد ایجاب کے قبل قبول ہو اور حدیث مین کسی قسم کی تصریح نہین پس
تفرق کو جو حدیث مین واقع ہی ایک قسم ابدان کے ساتھ خاص کر لینا اور پھر تفرق بالابدان کو بعد
ایجاب و قبول ہی کے لینا اور پھر طرفہ یہ ہی کہ دوسرے معنی کو مخالف حدیث کے کہنا غایت درجے کی
بلاہت اور سفاہت ہی اسپر کوئی دلیل برہانی تو کنار اقناعی حجت بھی آجتک میسر نہین ہوئی کیا

تفرق بالاقوال عرب کے محاورے مین نہین آتا قرآن شریف مین نظیر اسکی موجود ہی وَإِن يَتَفَرَّقَا
يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّن سَعَتِهِ یعنی اگر زوج اور زوجہ جدا ہو جائین گے تو اللہ تعالے ہر ایک کو اپنی
وسعت سے بے پروا کردے گا انتہے اور ظاہر ہی کہ یہان تفرق سے مراد ابدانی تفرق نہین بلکہ
تفرق طلاقی ہی جو بالاقوال ہوتا ہی اور دوسری نظیر آیت کی یہ ہی وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ یعنی نہین متفرق ہوے وہ لوگ جو کتاب دیے گئے ہین
مگر بعد اسکے کہ آئی اونکے پاس حجت واضح انتہے اسی طرح یہان بھی تفرق بالاقوال مراد ہی جیسا
تفسیر مین جا بجا ملاحظہ فرمایے چونکہ بعضون نے تفرق بالاقوال کا انکار کیا تھا کہ محاورہ عرب
مین نہین آتا اس لیے ہمنے قرآن شریف سے کہ ابلغ الکلام ہی دو نظیرین بیان کر دین پس اسیوجہ سے
کہ تفرق مین کئی معنون کا احتمال تھا ہر فرقے نے حسب ترجیح قیاس و نظائر شرعی ایک معنی کو
اختیار کیے یہی وجہ اختلاف کی واقع ہوئی پس امام صاحب اور امام مالک اور ثوری اور نخعی اور ربیعہ
اور اہل کوفہ اور ایک جماعت اہل مدینے کی اور امام احمد ایک روایت مین اسطرف گئے کہ حدیث
مین تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہی امام محمد موطا مین اسی حدیث کے بعد لکھتے ہین وَبِهٰذَا
نَأْخُذُ وَتَفْسِيرُهُ عِنْدَنَا عَلَى مَا بَلَغَنَا عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ الْمُتَبَايِعَانِ
بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا عَنْ مَنْطِقِ الْبَيْعِ إِذَا قَالَ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُكَ فَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ
مَا لَمْ يَقُلِ الْآخَرُ قَدِ اشْتَرَيْتُ فَإِذَا قَالَ الْمُشْتَرِي قَدِ اشْتَرَيْتُ بِكَذَا وَكَذَا
فَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ مَا لَمْ يَقُلِ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَعَامَّةٍ مِنْ
فُقَهَائِنَا یعنی اور اسی حدیث کا ہم اعتبار کرتے ہین اور تفسیر اوسکی نزدیک ہمارے ویسا کہ
پہونچا ہمکو ابراہیم نخعی سے یہ ہی کہ کہا اونھون نے بیع کرنیوالونکو اختیار ہی جبتک کہ دونون گفتگو
بیع سے علحدہ نہو جائین جبکہ بایع کہے کہ بیچا مین نے پس اوسکو اختیار ہی جب تک کہ دوسرا
یون نہ کہے کہ خریدا مین نے اور جب خریدنیوالا کہے کہ خریدا مین نے بعوض اسکے اور اسکے
پس اوسکو اختیار ہی کہ اس قول سے رجوع کرے جبتک کہ بایع نے یون نہین کہا کہ بیچا مین نے

اور یہی قول ابو حنیفہ اور عام فقہا ہمارے کا ہی انتہی اور تفرق بالابدان جو بعد ایجاب قبل قبول ہو
اوس مین بھی اختیار ساقط ہو جاتا ہی اور اس مسئلے کا ماخذ سوا اس حدیث کے اور کوئی حدیث نہین
چنانچہ عیسی بن ابان نے کتاب الحجۃ مین اس حدیث کے یہی معنی لکھے ہین اور امام ابو یوسف
سے بھی یہی معنی مروی ہین اَلْفُرْقَةُ الَّتِیْ تَقْطَعُ الْخِیَارَ الْمَذْکُوْرَ فِیْ هٰذِهِ الْاٰثَارِ هِیَ
الْفُرْقَةُ بِالْاَبْدَانِ وَذٰلِكَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَالَ لِلرَّجُلِ قَدْ بِعْتُكَ عَبْدِیْ
هٰذَا بِاَلْفِ دِرْهَمٍ فَلِلْمُخَاطَبِ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ اَنْ یَّقْبَلَ مَا لَمْ یُفَارِقْ صَاحِبَهٗ
فَاِذَا افْتَرَقَا لَمْ یَکُنْ لَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ یَّقْبَلَ وَهٰذَا اَوْلٰی مِمَّا حُمِلَ عَلَیْهِ هٰذَا
الْحَدِیْثُ یعنی وہ فرقت جو ساقط کر دیتی ہی اوس اختیار کو جو احادیث مین مذکور ہی وہ فرقت بالابدان
ہی اور یہ اسطرح ہی کہ ایک شخص نے ایک شخص سے کہا مین نے بیچا اس غلام کو بعوض ایکہزار درہم کے
فروخت کیا پس اس قول کے مخاطب کو اختیار ہی قبول کر لینے کا جب تک کہ اپنے ساتھی
سے جدا نہین ہوا پس جب دونون جدا ہو جاوینگے تو پھر اوسکو قبول کرنا نہین پہونچتا اور یہ
معنی اولی ہین اون معنون سے جنپر یہ حدیث حمل کیجاوے انتہی غرض کہ حنفیہ کے نزدیک تفرق
بالابدان اور تفرق بالاقوال دونون ہین پس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ موافق ہو گیا
دعوا جو آپکے تھا وہ بالعکس ہو گیا اب پھر نہ اسطرح سے کوئی بات کیجیے **قال** مسئلہ اہل
ونجم ہدایہ وبحر و فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اونٹنی یا گائے کو ذبح کرے اور اوس کے پیٹ
مین سے مرا ہوا بچہ نکلے تو نہ کھاوے خواہ اوسکے بال ہون یا نہون الخ **اقول** عینی
شرح ہدایہ مین ہی وَالْجَوَابُ عَنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ اَنَّهٗ لَا یَصِحُّ الْاِسْتِدْلَالُ بِهٖ
فَاِنَّهٗ رُوِیَ ذَکَاةُ اُمِّهٖ بِالنَّصْبِ وَالرَّفْعِ فَاِنْ کَانَ مَنْصُوْبًا فَلَا اِشْکَالَ فَاِنَّهٗ
لِلتَّشْبِیْهِ وَاِنْ کَانَ مَرْفُوْعًا فَکَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ اَقْوٰی مِنَ التَّشْبِیْهِ مِنَ الْاَوَّلِ
یُعْرَفُ ذٰلِكَ فِیْ عِلْمِ الْبَیَانِ یعنی اور جواب اس حدیث کا یہ ہی کہ اس حدیث سے استدلال
کرنا درست نہین کیونکہ حدیث کی لفظ ذکات مین زبر اور پیش دونون روایت کیے گئے ہین پس اگر

منصوب کیا جاوے تو کوئی اشکال وارد نہین ہوتا کیونکہ یہ واسطے تشبیہ کے ہی اور اگر مرفوع ہو تو
بھی کچھ اشکال نہین کیونکہ یہ تشبیہ پہلی تشبیہ سے بھی زیادہ قوی ہی اسکا ذکر علم بیان مین کیا گیا ہی
انتہی پس اس تقریر سے معنی حدیث کے یہ ہوے کہ ذبح کرنا جنین کا مثل مان کے ذبح کرنے کے ہی
اور نصب کی روایت ان معنون کے مرجح ہی کیونکہ اوسمین بغیر تشبیہ کے کوئی دوسری صورت
متصور نہین اور رفع کی حالت مین بھی تشبیہ بہت کثرت سے آئی ہی چنانچہ قران شریف مین
ہی وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ یعنی اور جنت کہ وسعت اوسکی مثل وسعت
آسمانون اور زمین کے ہی انتہی اور عرب زَیْدٌ اَلْاَسَدُ کہتے ہین یعنی زید مانند شیر کے ہی اور
کسی شاعر کا قول ہی ع وَعَیْنَاكِ عَیْنَاهَا وَجِیْدُكِ جِیْدُهَا + وَلٰکِنَّ عَظْمَ
السَّاقِ مِنْكِ دَقِیْقٌ یعنی اور آنکھین تیری ای معشوقہ ہرنی کی سی آنکھین ہین اور گردن
تیری مثل گردن ہرنی کے ہی لیکن ہڈی ساق کی تیری ہڈی سے باریک ہی انتہی اور اگر
رفع کی صورت مین تشبیہ نہ لی جاوے گی تو پھر معنی درست نہون گے کیونکہ اوسوقت معنی یہ
ہون گے کہ ذبح کرنا جنین کا اوسکی مان کا ذبح کرنا ہی یعنی جنین کی ذکات کفایت کرتی ہی مان کے
ذبح کرنے کی کچھ حاجت نہین اس لیے کہ ذَکَاةُ الْجَنِیْنِ مبتدا ہی اور ذَکَاةُ اُمِّهٖ اوسکی خبر
ہی جیسا کہ کہا جاتا ہی کَلَامُ زَیْدٍ کَلَامُ الْقَوْمِ یعنی کلام زید کا کلام قوم کا ہی بمعنی اس کے
کہ کلام زید کا کافی ہی کلام قوم کی کچھ احتیاج نہین اور وجہ اسکی یہ ہی کہ جب مبتدا اور خبر دونون معرفہ
ہوتے ہین تو مبتدا کا مقدم ہونا واجب ہوتا ہی یعنی پہلا لفظ مبتدا ہوا کرتا ہی اور دوسرا خبر پس اس قاعدہ
عرب کے رو سے حدیث کے یہ معنی ہوے کہ بچے کا ذبح کرنا کافی ہی مان کے ذبح کرنے کی کچھ حاجت
نہین حالانکہ اسکا کوئی بھی قائل نہین کہ فقط بچے کو ذبح کرنا کافی ہی اور ان معنون مین جو امام صاحب
لیتے ہین کہ جنین کا ذبح کرنا مثل مان کے ہی یعنی جیسے مان ذبح کی جاتی ہی ویسے ہی جنین کو بھی ذبح کرنا
چاہیے اسکے ذبح کا کوئی اور طریق نہین ہی دونون کا ذبح کرنا برابر ہی کوئی قباحت نہین لازم آتی
بلکہ قران شریف کے مطابق ہی کیونکہ کلام مجید مین میتہ کا کھانا حرام کیا گیا ہی اور میتہ اوس جانور کو

کہتے ہین جو بغیر ذبح کے مرجاوے اور پھر ذبح کرنا خدا ے تعالی نے شرط بھی کردیا ہی چنانچہ اِلّا
مَا ذَکَّیْتُمْ سے معلوم ہوتا ہی کہ فقط ذبح کی ہوئی شی کھانی درست ہی ورنہ حرام ہی یہ خلاصہ تقریر علامہ
زیلعی کا ہی اور موطا امام محمد مین ہی عَنْ اِبْرَاہِیْمَ اَنَّہٗ قَالَ لَا تَکُوْنُ ذَکَاۃُ نَفْسٍ ذَکَاۃَ
نَفْسَیْنِ یعنی امام صاحب نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے ایک جان کا ذبح
کرنا دو جانون کے قائم مقام نہین ہوتا انتہے پس یہان موافق مذہب امام صاحب کے ایک نازک
بات جو کمال احتیاط پر دلالت کرتی ہی نکلتی ہی وہ یہ ہی کہ بعد ذبح کرنے کسی جانور کے اسمین سے مرا ہوا
بچہ نکلے تو احتمال ہی کہ یہ بچہ قبل ذکاۃ ام کے پیٹ کے اندر مرگیا ہو یا بعد ذکاۃ کے سو صورت ثانی مین
موافق مدعا آپ کے معنی حدیث کے یہ ہوسکتے ہین کہ ذکاۃ ام کی کافی ہی ذکاۃ جنین کو لیکن صورت
اول مین یہ معنی ہرگز نہ صحیح ہون گے اسواسطے کہ اول تو وقت ذکاۃ ام کے وہ جنین نہین ہوسکتا کہ
جنین کہتے ہین زندہ بچے کو جو ماں کے پیٹ مین ہو حالانکہ وہ یہان مردہ تھا پس ذکاۃ ام کی بچہ
مردہ کو کیونکر کافی ہوگی وہ بچہ جیسا ماں کے پیٹ مین قبل ذبح کے مردار تھا اب بھی بعد پیدا ہونے
کے ویسا ہی مردار رہا پس امام صاحب کے یہان واسطے بچنے اس شبہہ حرمت کے معنی
حدیث کے ایسے لیے گئے کہ موافق محاورہ عرب کے بھی رہے اور احتمال مذکور سے احتیاط
بھی کی گئی پس یہان نظر انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ مصداق ان دونون حدیثون کے
کسکا مذہب ہی مَنِ اتَّقَی الشُّبُہَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِیْنِہٖ یعنی جو شخص شبہہ کی باتون سے
بچا سو بیشک اوسنے اپنے دین کو پاک و صاف کیا دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ یعنے
جس چیز مین شک ہو اوسکو چھوڑ دے غرض ایسے دقائق حدیث کے سمجھنے کو عقل صحیح و فہم
سلیم چاہیے ایسی باتین فرقہ ظاہریہ کی کب سمجھ مین آتی ہین سہ ہزارون نکتے یہان
بال سے بھی ہین باریک + کہ جسکی عقل ہو موٹی وہ اسکو کیا جانے + **قال** مسئلہ چہل و ششم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص نکاح کرے کسی عورت کو اور مہر مقرر کرے
اوسکی ہر برس ان کی خدمت کرنی یا پڑھانا قرآن کا تو یہ مہر باندھنا اوسکو کافی نہوگا اور مہر

مثل وہا آ ور گا اگر **اقول** علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے لنا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من حدیث جابر ولا مہر اقل من عشرۃ دراہم رواہ الدارقطنی والبیہقی وله شاہد یعضدہ وہو ما روی عن علی رض قال لا تقطع الید فی اقل من عشرۃ دراہم ولا یکون المہر اقل من عشرۃ دراہم رواہ الدارقطنی والبیہقی ایضا وقال محمد بلغنا ذلک عن علی وعبد اللہ بن عمر وعامر وابراہیم رضی اللہ عنہم فیحمل کل ما افاد ظاہرہ کونہ اقل من عشرۃ علی انہ المعجل وذلک لان العادۃ عندہم کان تعجیل بعض المہر قبل الدخول واذا کان ذلک معہودا وجب حمل ما یخالف ما رویناہ علیہ جمعا بین الاحادیث وکذا یحمل امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بالتماسہ خاتما من حدید علی انہ تقدیم شیء تالفا ولما عجز قال قم فعلمہا عشرین آیۃ وہی امرأتک رواہ ابوداود وہو محمل روایۃ الصحیح زوجتکہا بما معک من القرآن فانہ لا ینافیہ وبہ تجمع الروایات یعنی ہماری دلیل قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے بروایت جابر نہیں مہر کمتر دس درہم سے روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے اور واسطے اس حدیث کے تائید کرنے والی وہ حدیث ہے جو علی رض سے مروی ہے کہ فرمایا نہ کاٹا جائے ہاتھ کمتر دس درہموں سے اور نہیں ہوتا مہر کم دس درہم سے روایت کیا اس حدیث کو بھی دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا امام محمد نے یہی حدیث ہمکو علی اور عبد اللہ بن عمر او رعامر اور ابراہیم رض سے پہونچی ہے پس وہ حدیث جسمیں ظاہرا دس درہموں سے کم مہر کا ذکر ہے حمل کیجاوے گی اوپر مہر معجل کے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عادت ان کے تھی قبل جماع کے کچھ مہر دیا کرتے تھے اور جب یہ امر مقرر تھا تو ان احادیث کا جو ان احادیث کے مخالف وارد ہوئے ہیں مہر معجل پر حمل کرنا واجب ہوا تا کہ سب احادیث میں

تعلیق ہو جاوے اور اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لوہے کی انگوٹھی کے واسطے فرمانا
اسپر محمول ہے کہ کوئی شی واسطے تالیف قلب کے پہلے دینی چاہیے اور جبکہ وہ شخص کچھ بھی نہ لایا
تو فرمایا آپنے اوٹھ اور اس عورت کو سورتیں تعلیم کر دے یہ تیری زوجہ ہوگی روایت کیا اسکو
ابوداود نے اور یہی محمل روایت صحیح کا ہے کہ آپنے فرمایا کہ مینے تیرا نکاح قرآن شریف کی وجہ سے
کر دیا کیونکہ یہ اوسکی منافی نہیں اور اس گفتگو سے سب روایتیں متفق ہو جاتی ہیں انتہی ملتقطا
اور تبیین الحقائق میں ہے وَاَمَّا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ
فَمَا فِيْهِ دَلَالَةٌ عَلٰى اَنَّ الْقُرْاٰنَ جُعِلَ مَهْرًا وَلِهٰذَا لَمْ يَشْتَرِطْ اَنْ تُعَلِّمَهَا
وَاِنَّمَا قَالَ بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَيْ بِسَبَبِ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ لِحَدِيْثِ
اُمِّ سُلَيْمٍ وَفِيْهِ فَكَانَ صَدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا الْاِسْلَامُ وَهُوَ لَا يَصِحُّ صَدَاقًا بِالْاِجْمَاعِ
یعنی لیکن ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مالک کر دیا مینے تجکو اوسکا بسبب اوسکے جو تیرے
پاس قرآن ہے پس نہیں دلالت اس قول مین کہ قرآن کو مہر کیا ہے اور اسیوجہ سے یہ شرط نہ کی کہ اوسکو
تعلیم کر دے بلکہ بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فرمایا یعنی بسبب اوس کے جو تجکو قرآن آتا ہے کیونکہ
حدیث ام سلیم مین آیا ہے کہ مہر درمیان دونون کے اسلام تھا حالانکہ اسلام بالاتفاق مہر نہین
ہو سکتا انتہی خلاصہ تقریر دونون محققون کا یہ ہے کہ قرآن شریف کو حسب بنو مہر معجل سمجھا جاوے
چنانچہ ابوداود کی روایت مین ارشاد تعلیم ہے تو کچھ مہر پہلے حق تعلیم مین ادا ہو جاوے گا چنانچہ
علی رضی اللہ عنہ سے آپنے پہلے کچھ مہر دلوا دیا تھا حالانکہ مہر اونکا چار سو درہم بندھا تھا اسیطرح
یہان بھی آپنے جب اور کچھ نہ ملا تو قرآن شریف ہی کی تعلیم کو فرمایا اور یہ معنی نہیں کہ اب مہر اور
دینا نہین آتا اسیقدر کافی ہے اسپر کوئی لفظ حدیث کا نہین دلالت کرتا ابوداود کی روایت سے قطع نظر
کیجاوے صحیحین کی روایت مین تو یہ لفظ نہین پس معنی یہ ہوسے کہ قرآن شریف کی وجہ سے یعنی
کلام مجید کی برکت سے تمہارا نکاح کر دیا جیسے ابوطلحہ کا نکاح بوجہ اسلام کے کر دیا تھا پس مہر کیونکر
ساقط ہو سکتا ہے ہان اوس عورت نے جیسا کہ بعضون نے کہا ہے ہبہ کر دیا ہو تو بیشک ساقط

تبیین تیسیر ج

ہو جاویگا ورنہ حدیث سے کہین مستنبط نہین ہوتا کہ مہر اوسپر نہین رہا اور ہماری روایتین
بسبب کثرت طرق کے مرتبہ احتجاج اور استناد تک پہونچ گئی ہین اور امام نووی نے شرح
مہذب مین کہا ہی کہ بوجہ کثرت طرق کے حدیث قابل احتجاج ہو جاتی ہی ذکر کیا اسکو علامہ زیلعی
نے شرح کنز مین اور احادیث مین تطبیق عمدہ ہی یا ترک ہان اگر تطبیق نہو سکے اوسوقت مجبوری
ہی علاوہ اسکے قرآن شریف مین بھی اسکی تائید موجود ہی وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ
اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ یعنی حلال کی گئین تمپر عورتین ماسوا ان عورتون کے بانیطور کہ
طلب کرو تم بدلے مالون اپنے کے انتہی پس مقید کیا حلت کو طلب مال سے تو معلوم ہوا کہ بغیر مال
کے حلال نہین اور بعض ظاہریہ کے نزدیک تو ایک جو بھی اگر مہر ہو تب بھی نکاح درست ہی اور
وہ عورت حلال ہو جاتی ہی حالانکہ ایک جو مال نہین ہی چنانچہ تبیین الحقائق مین لکھا ہی کہ کہا
بعض ظاہریہ نے جس شی کا ہبہ یا میراث سے مالک ہو جاتا ہی وہ شی مہر ہو سکتی ہی اگرچہ بیع
مین ثمن ہونے کی صلاحیت نرکھتی ہو جیسے گیہون کا دانہ یا جو کا اور قول ظاہریہ کا مہر کے بارہ
مین نہایت فاسد ہی اس لیے کہ ایک دانہ گیہون کا یا جو کا اسکو کوئی مال شمار نہین کرتا اسیوجہ
سے اگر گر جاتا ہی تو اوسکو اوٹھاتے نہین اور اللہ تعالے نے نکاح بعوض مال کے مشروع کیا ہی
اس قول سے کہ فرمایا حلال کی گئین تمپر ماسوا انکے بانیطور کہ طلب کرو بدلے مال کے اور نہین
مشروع کیا بدون مال کے انتہی **قال** مسئلہ چہل و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ جو شخص اپنے غلام کو قتل کر ڈالے اوسکو نہ قتل کرنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام
اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی سمرہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کہ قتل کریگا اپنے غلام کو قتل کرینگے ہم اوسکو اور جو شخص کہ کاٹیگا اعضا اپنے غلام
کے کاٹینگے ہم اعضا اوسکے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہی اور وہ روایت
ہے حسن بصری کی ہی سمرہ سے اور اختلاف کیا گیا ہی سننے مین اوسکے اوس سے اور ابوداؤد

اور نسائی کی روایت مین ہی کہ جو خوجہ کریگا اپنے غلام کو خوجہ کرڈالین گے ہم اوسکو اور صحیح کہا حاکم نے اس زیادتی کو **اقول** یہ حدیث جمہور کے نزدیک الا ما شاء اللہ متروک الظاہر ہی مرقات شرح مشکوۃ مین ہی کہا خطابی نے یہ حدیث بطور زجر کے وارد ہوئی ہی تا کہ لوگ قتل غلام سے بچین پس اس فعل پر اقدام نکرین جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے والے کے حق مین جسوقت شراب پیے درے لگاو پھر اگر پیے پھر لگاو پھر فرمایا چوتھی یا پانچوین مرتبہ مین اگر پھر پیے پس قتل کرو پھر جب ایسا شخص جسنے چوتھی یا پانچوین مرتبہ شراب پی تھی آپکی خدمت مین لایا گیا اوسکو قتل نہ کیا اور بعضون نے اس حدیث کو محمول کیا ہی اوس صورت پر کہ پہلے غلام ہو پھر اوسکی ملک سے خارج ہو گیا ہو تو وہ حرمت مین اوسکے برابر ہی اور بعضے اسطرف گئے کہ یہ حدیث منسوخ ہی قول اللہ تعالے سے اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ یعنی حر بدلے حر کے اور غلام بدلے غلام کے انتہے کلام الخطابی اور حنفیہ اسطرف گئے کہ حر دوسرے شخص کے غلام کے قصاص مین قتل کیا جائے اپنے غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور امام شافعی اور امام مالک کہتے ہین کہ ازاد غلام کے قصاص مین قتل نہ کیا جائے اگرچہ غیر کا ہی غلام ہو انتہی اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہی کہ غلام کا قصاص مولا سے نہ لیا جاویگا چنانچہ ترمذی شریف مین ہی لَیْسَ بَیْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ قِصَاصٌ فِی النَّفْسِ وَلَا فِیْمَا دُوْنَ النَّفْسِ وَھُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ یعنی درمیان غلام اور مولی کے قصاص نہین قتل کرنے مین اور نہ ماسوائے قتل مین انتہی ان عبارتون سے معلوم ہوا کہ چارون امامون کے نزدیک مولی اور غلام مین قصاص جاری نہین ہوتا اور حدیث یا تو منسوخ ہی یا زجر اور تنبیہ کے طور پر ارشاد ہوئی ہی جیسا کہ شارب خمر مین زجراً فرمایا ہی **قال** مسلہ جہل وہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی یا اپنی بہن کا نکاح اس شرط پر کسی سے کردے کہ وہ اپنی بیٹی یا اپنی بہن اوسکو نکاح مین دیوے اور مہر کچھ باندھین تو اس صورت مین نکاح دونون کا صحیح ہی لیکن دونون کو مہر مثل دینا آوے گا الخ **اقول** حدیث مین شغار کی

مسئلہ قتل غلام ... (margin)

مسئلہ نکاح شغار (margin)

ممانعت ہی اسکا حنفیہ انکار نہین کرتے بیشک شغار کی جو حقیقت اور ماہیت ہی وہ جائز نہین شغار
مین تو یہ شرط ہی کہ بالکل مہر نہو جیسے اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ وہ مطلق مہر نہین دیتے تھے فقط
بدلا نکاح کا نکاح سے ہوجاتا تھا یہ صورت ہمارے نزدیک نہین جائز ہی اور اگر کسی نے ایسا کیا تو مہر
مثل واجب ہوگا اگر فقہ مین یہ صورت بیان ہوتی کہ مہر مثل بھی دینا نہ آوے گا تو بیشک مخالف
حدیث ہوجاتا اگر کہین حدیث یا لغت مین شغار کی تعریف یہ آئی ہو جسمین مہر بھی کسی صورت سے
داخل ہو تو مخالفت ہوگی یا شغار کی تعریف مین حدیث اور لغت سے مہر کا نہونا ثابت ہو جب
بھی مخالفت ہوجاوے گی اسمین کوئی عاقل کیا بلکہ ابلہ بھی فرق کرسکتا ہی کہ ایک صورت مین مہر
ہی اور دوسری مین مہر کی نفی ہی دونون مین فرق بین ہی ایسی بدیہی فرق کو ایک سمجھنا اور مخالفت
کا الزام دینا کمال سفاہت ہی ۵ ابتک شد ہوئے منہ سخن سے آگاہ + لاحول ولا قوۃ الا باللہ
ہان اس نکاح کی کراہت مین ہمکو بھی کلام نہین مگر اس کے فساد پر بھی کوئی دلیل نہین اور
فتح القدیر مین ہی اِنَّ مُتَعَلَّقَ النَّهْيِ وَالنَّفْيِ مُسَمَّى الشِّغَارِ وَمَا خُوْذٌ فِي مَفْهُومِهٖ
خُلُوُّهٗ عَنِ الصَّدَاقِ وَكَوْنُ الْبُضْعِ صَدَاقًا وَنَحْنُ قَائِلُوْنَ بِنَفْيِ هٰذِهِ الْمَاهِيَّةِ
وَمَا يَصْدُقُ عَلَيْهَا شَرْعًا فَلَا نُثْبِتُ النِّكَاحَ كَذٰلِكَ بَلْ نُبْطِلُهٗ یعنی متعلق نہی اور نفی
کا مصداق شغار ہی اور شغار کے مفہوم مین مہر سے خالی ہونا اور بضع کا مہر ہونا پایا جاتا ہی اور ہم تو
قائل ہین اس ماہیت کی نفی کے اور جو شی اسپر صادق آوے تیس نہین جائز رکھتے ہم ایسے نکاح
کو بلکہ ہم اوسکو باطل جانتے ہین انتہی **قال** مسئلہ چہل و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز پڑی ہوئی پاوے اور اگر قیمت مین کم دس درہم سے ہو تو مشہور کرے
لوگون مین چند روز اور اگر قیمت مین دس درہم یا دس درہم سے زیادہ ہو تو مشہور کرے لوگون مین
برس دن تک اور بعضون نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ ان مقدارون مین سے لازم ایک بھی نہین الخ
اقول گری ہوئی شی جو شخص اوٹھاوے اوس کے مشہور کرنے مین احادیث مختلف ہین
کسی حدیث مین دو برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور کرنیکا حکم دیا ہی جیسا کہ بخاری

کی روایت مین ہو قال سوید بن غفلة لقیت ابی بن کعب فقال اخذت صرة فیها مائة دینار
فاتیت النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال عرفها حولا فعرفتها حولا فلم
اجد من یعرفها ثم اتیته فقال عرفها حولا فعرفتها فلم اجد یعنی
سوید بن غفلہ نے کہا کہ ملاقات کی مین نے ابی بن کعب سے پس کہا اونھون نے پائی
مین نے ایک تھیلی جسمین سو دینار تھے پس آیا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمتمین
پس فرمایا آپنے ایک سال تک اسکو مشہور کر سو مشہور کیا مین نے پس نہ پایا مین نے اوس
شخص کو جو اوسکو پہچانے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا پس فرمایا
ایک سال اور مشہور کر سو شہرت دی مین نے پس نہ پایا مین نے انتہی اور مسلم اور بخاری
اور ابو داؤد کی روایت مین تیسری مرتبہ بھی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سال
بھر اور شہرت دو انتہی اور بعضی روایتون مین اسی حدیث ابی بن کعب مین ایک
سال ہی فقط آیا ہی بعضی حدیث مین مطلق تعریف آئی ہی کوئی مدت معین نہین اور بعضے
مین تعریف بھی نہین چنانچہ ابو داؤد مین ہو عن جابر بن عبد اللہ قال رخص لنا رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم فی العصا والحبل والسوط واشباهه یلتقطه الرجل وینتفع
به یعنی جابر رضہ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے رخصت دی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے لکڑی اور رسی اور کوڑی اور اس کے مثل کی کہ کوئی شخص اوسکو اوٹھالے اور
اوس سے منتفع ہو انتہی اور بخاری مین ہی عن انس قال مر النبی صلی اللہ علیه وسلم
بتمرة فی الطریق فقال لولا انی اخاف ان تکون من الصدقة
لاکلتها یعنی انس رضہ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے گذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایک کھجور پر راستے مین پس فرمایا اگر یہ خیال نہوتا کہ صدقہ ہوگا تو مین اسکو کھالیتا
انتہی جیسا ان چیزون مین بوجہ کم قیمت ہونے کے تعریف کی چندان ضرورت نہین اور
ایک حدیث مین تو ایک دینار کیواسطے بھی تعریف مذکور نہین بلکہ مضمون حدیث سے

معلوم ہوتا ہی کہ اوسمین مطلق تعریف نہین کی گئی اور ایک سال کا تو احتمال بھی نہین ہوتا
چنانچہ ابو داؤد مین ہی کہ علی رضہ گھر مین آئے اور دونو صاحبزادے حضرت حسن و حسین
رضی اللہ عنہما رو رہے تھے فرمایا کیون روتے ہین حضرت فاطمہ رضہ نے کہا کہ بھوک سے روتے ہین
پس حضرت علی رضہ باہر تشریف لائے تو ایک دینار بازار مین پڑا ہوا پایا گھر آئے اور فاطمہ رضہ کو
خبر دی اونھون نے کہا کہ فلان یہودی کے پاس جاؤ اسکا آٹا اوس سے لیلو پس حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اوس یہودی کے پاس آئے اور اوس دینار کا آٹا خریدا یہودی نے کہا
تم اونکے داماد ہو جو اپنے تئین اللہ کا رسول بتلاتے ہین فرمایا ہان کہا اوس نے لو اپنا دینار
اور آٹا لیجاؤ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ اوس آٹے کو مکان مین لے آئے اور حضرت
فاطمہ رضہ سے اس امر کی اطلاع کی اونھون نے کہا تم فلانے قصاب کے پاس جاکے ایک درہم
کا گوشت لیلو آپ تشریف لے گئے اور اوس دینار کو ایک درہم کے گوشت کی عوض مین گرو
کر دیا اور گوشت لے آئے پس حضرت فاطمہ رضہ نے آٹا گوندھا اور ہانڈی چڑھائی اور روٹی پکائی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کسی شخص کو بھیجا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے تو فاطمہ رضہ نے عرض کیا کہ مین آپ سے اس کھانے کی کیفیت بیان کرتی ہون پس اگر آپ
اسکو حلال سمجھین تو ہم بھی کھائین اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیے یہ کھانا ایسا اور ایسا ہی پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پس کھایا اونھون نے پس وہ ہنوز اپنی جگہہ پر
بیٹھے تھے کہ یکایک ایک لڑکا خدا کا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوا دینار طلب کرتا نکلا پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حکم دیا وہ بلایا گیا اوس سے دریافت کیا تو اوسنے کہا بازار مین مجھسے گر پڑا تھا فرمایا آپ نے
اے علی تم قصاب کے پاس جاؤ اور ہمارا نام لو کہ وہ دینار بھیجدو اور درہم تمہارا ہمارے ذمے ہی اوس
قصاب نے وہ دینار بھیجدیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس لڑکے کو دیدیا انتہی پس ظاہر
حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ تعریف نہین کی اور کی بھی تو شاید گھڑی دو گھڑی مگر سال بھر تو
کسی صورت سے ثابت نہین ہو سکتا اسی وجہ سے صاحب ہدایہ نے کہا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ

کوئی مقدار معین لازم نہین جیسے شی ہو اوسکو اوسی طور سے مشہور کرنا چاہیے اگر کم قیمت ہو دو دن اور اگر زیادہ قیمت کی ہو تو زیادہ دن یہ حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ ہر شی کیواسطے ایک ہی سال متعین ہی بلکہ مختلف روایتین وارد ہوئی ہین اور سب صحیح حدیثون کی ہین بلکہ تعین کر لینا خلاف حدیث ہی **قال** مسلہ پچاسم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ بکری او گائے اور اونٹ گم ہوے کا پکڑنا مستحب ہے الخ **اقول** تبیین الحقایق مین لکھا ہی وَمَا رَوَاہُ کَانَ فِی دِیَارِھِمْ اِذَا کَانَ لَا یُخَافُ عَلَیْھَا مِنْ شَیْءٍ وَنَحْنُ نَقُوْلُ فِی مِثْلِہٖ یَتْرُکُھَا وَالَّذِیْ یَدُلُّ عَلٰی ذٰلِکَ مَا رَوَاہُ عُثْمَانُ اَمَرَ بِمَعْرِفَتِھَا ثُمَّ تُبَاعُ فَاِذَا جَاءَ صَاحِبُھَا اُعْطِیَ ثَمَنَھَا یعنی وہ جو روایت ہی کہ اونٹ گم شدہ کو نہ پکڑو یہ اونکی ملک مین اوسوقت تھا جبکہ اونپر کسی قسم کا خوف نہ تھا اور ہم بھی کہتے ہین کہ ایسے وقت مین چھوڑ دے انکو اور اس پر دلالت کرتی ہی روایت عثمان رض کی کہ حکم دیا کہ اول اونکی شہرت کیجاوے پھر فروخت کیے جائین پس جسوقت مالک اونکا آوے قیمت اونکی دیجاوے انتہے اور امام نووی اس حدیث مسلم مَنْ اٰوٰی ضَالَّۃً فَھُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ یُعَرِّفْھَا کی شرح مین لکھتے ہین وَیَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُرَادُ بِالضَّالَّۃِ ھُنَا ضَالَّۃَ الْاِبِلِ وَنَحْوِھَا مِمَّا لَا یَجُوْزُ الْتِقَاطُھَا لِلتَّمَلُّکِ بَلْ اِنَّمَا یَلْتَقِطُ لِلْحِفْظِ عَلٰی صَاحِبِھَا یعنی اور جائز ہی یہ کہ مراد یہان ضالہ سے ضالہ ابل وغیرہ ہو اوس چیز سے جسکا لینا واسطے مالک ہونے کے جائز نہین بلکہ پکڑ لینا اوسکا واسطے حفاظت کے مالک کے لیے جائز ہی انتہی اور مبسوط مین ہی کہ یہ امر اوسوقت تھا جبکہ صالحین اور امانت دارونکا غلبہ تھا کہ کسی خائن کا اوس پر قابو نہین ہوتا تھا جب اوسکو چھوڑ دیا جاتا تو مل جاتا تھا لیکن ہمارے زمانے مین خائن کے دست اندازی کا خوف ہی پس اوسکے پکڑ لینے مین زندگی اوسکی اور حفاظت ہی انتہی اور فتح القدیر مین ہی کہ یہ بات حق معلوم ہوتی ہی کیونکہ یہ امر قطعی ہی کہ شارع کا مقصود اوس کے مالک تک پہونچ جانا ہی اور شارع نے اسکا طریق بیان

کردیا ہی پس جب زمانے کا انقلاب ہوجائے اور وہ شی تلف ہونے لگے تو حکم اوسکا اوسوقت مشکک خلاف اوسکے ہوگا اور وہ پکڑ لینا واسطے حفاظت اور لوٹانے کے ہی انتہی علاوہ اسکے حدیث سے چھوڑ دینے کا فقط جواز نکلتا ہی وجوب نہین نکلتا پس مخالفت کسی صورت سے نہین ہوسکتی یہ آپکے فہم کا قصور ہی ہر جگہ مخالف حدیث کہدینا آپکا بہانا دستور ہی اس عیب کی عادت بدکو چھوڑ دیجئے بے سمجھے بوجھے کسی کی نکتہ گیری نہ کیجیے ع سیاہ روشود انکس کہ عیب بین گردد + چو خامہ بر سخن ہیچ کس مدار انگشت **قال** مسلہ پنجاہ و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ پڑی ہوئی چیز کو اگر غنی نے اوٹھالیا تو اوسکو اپنے کام مین لانا اوسکا درست نہین انتہی **اقول** اگر اس حدیث کے یہ معنی ہون گے کہ بعد ایک سال کے وہ شخص مالک ہوجاتا ہی خواہ غنی ہو خواہ فقیر تو بخاری کی حدیثون مین تناقض واقع ہوگا کیونکہ بخاری مین روایت ہی کہ ایک شخص نے لقطہ کا مسلہ پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سال تعریف کر پھر اوسکو خرچ کرلے پھر اگر مالک اوسکا آوے اوسکو وہ شی ادا کردے انتہی اور مسلم کی روایت مین ہی پس خرچ کرلے اور چاہیے کہ وہ شی امانت رہے نزدیک تیرے پس اگر طالب اوسکا کسی دن آوے تو ادا کردے اوسکو انتہی ان دونون صحیحین کی حدیثون سے معلوم ہوا کہ وہ شی اسکے پاس امانت ہوتی ہی جسوقت طالب اوسکا آوے فوراً دیدے اگر خرچ بھی کرلے تو بھی واپس دے گو وہ شخص دس بارہ سال کے بعد آوے اور مسند بزار اور دارقطنی مین ہی فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهٗ فَلْيُؤَدِّهٖ اِلَيْهِ وَاِنْ لَمْ يَاْتِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِهٖ فَاِنْ جَاءَ فَلْيُخَيِّرْهُ بَيْنَ الْاَجْرِ وَبَيْنَ الَّذِيْ لَهٗ یعنی پس اگر آوے مالک اوسکا پس چاہیے کہ دیدے اوسکو اور اگر نہ آوے پس مناسب ہی کہ صدقہ کردے اوسکو پھر اگر آجاوے تو اوسکو اختیار ہی خواہ ثواب لے خواہ شی انتہی اسیوجہ سے حنفیہ کہتے ہین کہ غنی کو بطور ملک اوسکا خرچ کرلینا نہین چاہیے البتہ اگر محتاج ہو خرچ کرلے ورنہ دوسرے شخص کو جو محتاج ہو اوسکو تصدق کردے اور صدقہ بالاجماع فقیر کے واسطے ہوتا ہی اور کسی حدیث سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ جنکو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے اجازت دی تھی وہ غنی تھے اسیوجہ سے علامہ زیلعی نے لکھا ہی کہ ابی بن کعب کی
حدیث حجت نہین ہو سکتی اس لیے کہ حکایت حال ہی جائز ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے
فقر کو معلوم کر لیا ہو یا تو قرض کیوجہ سے یا بوجہ کمی مال کے یا آپ سے منتفع ہونیکا اذن فرمایا ہو ہمارے
نزدیک بھی جائز ہی امام کو کہ بطور قرض دیدے اور یہ بھی احتمال ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم
کر لیا ہو کہ یہ مال کسی کافر حربی کا ہی بلکہ ظاہر یہی ہی اس لیے کہ دار الاسلام مین اوسوقت وسعت نہ
تھی اور اگر کسی مسلمان کا مال ہوتا او سپر پوشیدہ نرہتا انتہے پھر قرآن شریف مین بھی آیا ہی ولا تاکلوا
اموالکم بینکم بالباطل یعنی نہ کھا جاؤ مال ایک دوسرے کا باطل سے انتہے پس حدیث اور قرآن سے
ثابت ہو گیا کہ غنی اور صاحب نصاب کو تلگا کسی کا مال کھانا نہین چاہیے بلکہ امام اگر اجازت بھی دے
تو اوسکو صرف کرلے مگر اوسکے ذمے وہ شی رہے گی جب مالک آویگا دینی پڑے گی اور فقیر کے واسطے
صدقہ بالاجماع ثابت ہی پھر حدیث مین بھی اوسکی تائید ہی پس حنفیہ کے طور پر تطبیق بین الاحادیث
خوب ہو جائے گی اور آپ کے مسلک پر صورت رفع تناقض کی بن نہ آوے گی بہتر سوچیے تو سہی اعتراض
کیجیے ع مزن بے تامل بگفتار دم **قال** مسلہ پنجاہ و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ جو شخص درخت پر سے میوہ چراوے اسکا ہاتھ کاٹنا واجب نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی
سو امام اعظم نے اس مسلے مین خلاف کیا ہی عمرو بن شعیب کے اُس حدیث کا جو کہ مسلہ چہل
و نہم مین ابو داؤد اور نسائی کی روایت سے قریب گذرے **اقول** مسلہ ہدایہ کا تو یہ ہی جو
شخص درخت پر سے میوہ چراوے تو ہاتھ اوسکا نہ کاٹا جاوے اور اگر جرین سے چراوے تو
ہاتھ کاٹا جاوے معترض صاحب نے ہدایے کی اول صورت لکھی اور اوسکو حدیث جرین کے
مخالف ٹھہرایا ہم حیران ہین کہ معترض صاحب کے کچھ دماغ مین بوجہ پیرانہ سالی کے خلل آگیا
یا روز ازل سے یہ بلادت اور کجی فہن کی اونکے حصے مین آئی ہی غور کا مقام ہی کہ عدم قطع سرقہ درخت
مین ہی محفوظ جگہ یعنی جرین مین جو قطع ہی حدیث مین وارد ہوا ہی اوسمین تو ہدایہ مین بھی تصریح ہی دیکھا ہی
اسمین تو ظاہری مخالفت بھی نہ تھی جو معترض صاحب نے طعن کیا دعوا کچھ کرتے ہین اور دلیل کچھ لاتے

ہین اونکے دعوے اور دلیل مین ربط مطلق نہین مگر ان جاہل ان پڑھ لوگون کے بہکانے کو ایک
مسئلہ اور ایک حدیث بمقابلے اسکے کافی ہی غالباً معترض صاحب نے سو مسائل کی منت مانی ہی اس لئے
اونھون نے واسطے ایفاے نذر کے ہدایہ کا مسئلہ تو درخت سے سرقہ کا لکھا اور اوسکو مخالف
اوس حدیث کے بتلایا جسمین لفظ جرین ہی یعنی اگر جرین سے جسکا ترجمہ معترض صاحب نے کھلیان کیا ہی
میوہ چرایا جاوے تو ہاتھ کٹیگا ہم پوچھتے ہین کہ کیا درخت پر سے میوہ لینا اور کھلیان ایک
شئی ہی جو مخالفت حدیث لازم آوے ؎ برین عقل و دانش بباید گریست * آخر سو مسئلون کا
التزام بھی تو ضرور ہی وہ کیونکر ہو سکتا ہی اونکو کسی نہ کسی طرح پورا کرنا چاہیے حنفیہ کے نزدیک بھی
جرین سے اگر چرائے گا تو بیشک ہاتھ کاٹا جائے گا البتہ درخت پر سے چرانے مین قطع نہین
چنانچہ ابوداؤد مین رافع بن خدیج کی روایت سے حدیث آئی ہی اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ یعنی تحقیق اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے نہین قطع ہی پھل مین انتہی اور ثمر کے معنی قاموس مین حَمْلُ الشَّجَرِ
کے لکھے ہین یعنی وہ پھل جو درخت مین لٹکا ہو پس حنفیہ نے کیا قصور کیا جو حدیث کے موافق کہدیا اور
جرین تو وہ جگہ ہی جہان کھجورین وغیرہ خشک کرنے کے واسطے جمع کی جاتی ہین اوسمین قطع ید ہی
چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی وَالَّذِيْ يُؤْوِيْهِ الْجَرِيْنُ فِيْ عَادَتِهِمْ هُوَ الْيَابِسُ مِنَ الثَّمَرِ
وَفِيْهِ الْقَطْعُ یعنی وہ شئی جسکو جرین ٹھکانا دے اونکی عادت مین وہ خشک پھل ہوتا ہی اور اوسمین
قطع ید ہی انتہی غرض کسی فقہ کی کتاب سے ثابت نہین ہوتا کہ جرین سے چوری کرنے مین ہاتھ
نہ کاٹا جائے بلکہ درخت پر سے چوری کرنے مین قطع نہین اوسکی سند مین ابوداؤد کی حدیث ابھی
ہمنے لکھدی ہی پس موافق حدیث کے یہی مسئلہ ہی دوسری جو صورت لیجئے مخالف پڑے گی اور وجہ
اوسکی یہی کہ جرین محفوظ ہوتا ہی اور درخت محفوظ نہین ہوتا اس لیے سرقہ اوسمین صادق آتا ہی اور
اسمین نہین آتا پس معترض صاحب کی سمجھ کا پھیر تھا کہ سیدھی بات کو اولٹا سمجھ گئے ہدایہ مین
تو کوئی وجہ مخالفت کی نہ تھی زبردستی واسطے اغواے عوام کے یہ بھی لکھدیا مارے گھٹنا

پھوٹے انکہ کون پوچھتا ہی ؎ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا • الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا •

قال مسئلہ پنجاہ و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ حکم پڑی ہوئی چیز کے اوٹھانیکا حل اور حرم کا برابر ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہی عبد الرحمن بن عثمان تیمی سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا حاجیون کی گری ہوئی چیز کے لینے سے

اقول امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی قَوْلُہٗ نَھٰی عَنْ لُقْطَۃِ الْحَاجِّ یَعْنِیْ عَنِ الْتِقَاطِھَا لِلتَّمَلُّکِ وَاَمَّا الْتِقَاطُھَا لِلْحِفْظِ فَقَطْ فَلَا مَنْعَ مِنْہُ وَقَدْ اَوْضَحَ ھٰذَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْحَدِیْثِ الْاٰخَرِ وَلَا یَحِلُّ لُقْطَتُہَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ یعنی قول راوی کا کہ ممانعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیون کے لقطہ سے مراد اس سے اوٹھا لینا اوس کا واسطے مالک ہونے کے ہی لیکن اوٹھانا اوسکا فقط واسطے حفاظت کے سو نہین ممانعت اوسمین اور تحقیق واضح کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اپنے قول مین جو دوسری حدیث مین وارد ہی کہ نہین حلال ہی لقطہ مکے کا مگر واسطے شہرت دینے والے کے انتہی اور یہ صحیحین مین موجود ہی اور علامہ ابن ہمام نے اس حدیث صحیحین سے اول استدلال کرکے دلیل عقلی یہ لکھی ہی کہ اس زمانے مین حاجیون کی گری ہوئی چیز واسطے تعریف کے اوٹھا لینی چاہیے کیونکہ چوری مکے مین بہت پھیل گئی ہی اور جب احکام کے مشروعیت باعتبار کسی شرط کے پائی جائے پھر بر تقدیر مشروعیت اوسکے کے ضد اوسکی کسی مفسدہ کو متضمن پائی جائے تو اوس حکم کا انقطاع معلوم ہوگا برخلاف اون چیزون کے جو کسی سبب سے جاری ہوئین اور اوسکے باقی رہنے مین مفسدہ نہو جیسے طواف مین رمل اور اضطباع واسطے اظہار شجاعت کے انتہے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیث صحیحین کی اوس حدیث کی مفسر واقع ہوئی ہی پس حاجیون کا لقطہ واسطے حفاظت کے اوٹھانا جائز ہوا خصوصا آجکل تو مکہ معظمہ مین چوری کا ایسا شیوع ہی کہ اظہر من الشمس ہی گویہ کام وہان کے اہل احتیاج اور غربا اور اراذل قوم کا ہی شرفا اس فعل سے محفوظ ہین مگر حجاج تو بیچارے جنکی چوری ہوجاتی ہی

قول مسئلہ پنجاہ و سوم

شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۳۹

فتح القدیر باب اللقطہ

سے چھٹتے رہجاتے ہین اور اداملی کان حج بوجہ مفلسی کے اونپر دشوار ہوجاتا ہے اگر کوئی اوسوقت
اونکی ہمیانی اوٹھا کر مشہور کرے اور اونکو ملجاوے تو یہ بات عمدہ اور موافق حدیث صحیحین کے ہوگی
یا یہ امر اچھا ہی کہ اوسکو ویسے ہی چھوڑ دے اور کوئی سارق اوسکو اوٹھالے ہمکو تو نقل اور
عقل سے اسکا اوٹھا لینا بہتر معلوم ہوتا ہی چنانچہ صحیحین کی حدیث مین خود اوسکی تصریح ہی کہ صرف کو اوٹھا
لینا چاہیے پھر اعتراض مخالفت کیسا بغیر دیکھے کتب حدیث کے اعتراض کردینا اپنے اوپر
الزام لیناہی ؎ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + **قال** مسلہ پنجاہ وچہارم ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھاہی کہ جو شخص دس درہمون کی قیمت سے کم قیمت کی چیز چوری کرے اسکا
ہاتھ نہ کاٹنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کاہی سو امام اعظم نے اس مسلے مین خلاف کیاہی
ان تین حدیثون کا الخ **اقول** جاننا چاہیے کہ ڈھال کی قیمت مین اختلاف ہی بعضے قائل
ہین کہ قیمت اوسکی تین درہم تھی اور بعضے دس درہم بتلاتے ہین چنانچہ دو قسم کی حدیثین وارد
ہوئی ہین مگر دس درہم مین کسی کا بھی خلاف نہین اس لیے حدود مین اکثر دس درہم لیے تاکہ شبہہ
جس سے حدود ساقط ہوجاتے ہین نرہی ابو داؤد مین ہی عن ابن عباس قال قطع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید رجل فی مجن قیمتہ دینار او عشرۃ دراهم
یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ہاتھ بوجہ سپر کے
جسکی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی کاٹا انتہی اور نسائی مین ہی عن ایمن قال لم یکن
تقطع الید علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا فی ثمن المجن و
قیمتہ یومئذ دینار یعنی ایمن رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے نہین ہاتھ کاٹا جاتا
تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مگر ایک ڈھال کی قیمت مین اور قیمت اوسکی اوسوقت
ایک دینار تھی انتہی اور ترمذی مین ہی کہ قد روی عن ابن مسعود انہ قال لا قطع
الا فی دینار او عشرۃ دراهم یعنی تحقیق روایت کی گئی ہی ابن مسعود سے کہ فرمایا
اونھون نے نہین قطع ہی مگر ایک دینار مین یا دس درہمون مین انتہی اور دوسری روایت نسائی

نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کی ہے کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
مین دس درہم تھے انتہی اور تیسری روایت نسائی کی عطا سے ہے قَالَ اَدْنٰی مَا یُقْطَعُ
فِیْهِ ثَمَنُ الْمِجَنِّ وَثَمَنُ الْمِجَنِّ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ یعنی کہا اونھون نے ادنی اوسکا جس مین
ہاتھ کاٹا جاتا ہے قیمت سپر کی ہے اور قیمت ڈھال کی دس درہم ہین انتہی اسی قسم کی روایتین دارقطنی
اور مسند ابی حنیفہ اور طبرانی اور مسند امام احمد اور عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ مین آئی
ہین اور موطای امام محمد مین ہے وَقَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ لَا تُقْطَعُ الْیَدُ فِیْ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ
دَرَاهِمَ وَرَوَوْا ذٰلِکَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ عُمَرَ وَعَنْ عُثْمَانَ وَ
عَنْ عَلِیٍّ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ فَاِذَا جَاءَ الْاِخْتِلَافُ فِی
الْحُدُوْدِ اُخِذَ فِیْهَا بِالثِّقَةِ یعنی اور کہا اہل عراق نے نہ کاٹا جاوے ہاتھ کمتر دس درہمون سے
اور روایت کیا اونھون نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عمر رض سے اور عثمان سے اور علی رض
سے اور عبد اللہ بن مسعود سے اور بہتون سے پس جبکہ حدود مین اختلاف ہو تو جو امر حدود مین
احوط ہو اوسکو اخذ کرنا چاہیے انتہی اور فتح القدیر مین ہے کہ ابن خسرو نے امام محمد کے واسطے سے جو
حدیث روایت امام صاحب سے کی ہے کہ دس درہم سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے یہ حدیث متصل
اور مرفوع ہے اور اگر موقوف ہے تو بھی اس کے واسطے حکم مرفوع ہونیکا ہے کیونکہ مقدار شرعی مین
عقل کو کچھ دخل نہین پس موقوف بھی مرفوع کا حکم رکھتی ہے انتہی اور بیضہ کی جو معترض صاحب
نے حدیث نقل کی ہے شاید بیضے کے معنی انڈے کے سمجھے ہین یہ تو سوا بعض ظاہریہ کے کسی کا
بھی مذہب نہین ورنہ جمہور کے نزدیک دس اور تین مین حکم دائر ہے وہ بیضے کے معنی خود
کے لیتے ہین ایسے ہی بعضی روایتون مین حبل کا لفظ بھی آیا ہے اوسکی تفسیر خود اعمش نے
جو راوی اس حدیث کے ہین کردی ہے وَ اِنَّ مِنَ الْحِبَالِ مَا یُسَاوِیْ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ
یعنی تحقیق بعضے رسیان دس درہمون کی قیمت رکھتے ہین انتہی خلاصہ تمام تقریر کا یہ ہے
کہ دس درہم کی حد مین کسی کا اختلاف نہین اور کم مین صحابہ کا اختلاف ہے چنانچہ مذکور ہوا ہیں

نسائی باب ما یقطع فیہ ید السارق

موطا باب ما یجب فیہ القطع

فتح القدیر باب ما یقطع فیہ

حدود مین ایسی صورت ہوگی جسمین کسی قسم کا شبہہ بھی نہو کیونکہ شبہہ سے حدود ساقط ہوجاتی ہیں
پس اعتراض معترض صاحب کا بجا ہی عقل ہو تو کچھ اون سے کہا جاوے اندھے کے آگے
رونا آنکھین کھونا ہی ع از فیض بہرہ نیابد ضمیر کج طبعان + کجا بہار کند سبز شاخ آہو را +

قال مسلہ پنجاہ و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ پیشاب اگر کپڑے پر لگ جاوے
تو بدون دھوئے پاک نہین ہوتا **فائدہ** عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی کہ جو لڑکا کہ ہنوز طعام
نہین کھاتا پیشاب اوسکا پلید ہی کپڑے وغیرہ پر اگر لگ جاوے تو بدون دھوئے پاک نہین
ہوتا اور یہ مذہب امام اعظم اور تمام اہل علم کا ہی لیکن امام شافعی رح کے نزدیک نجاست خفیفہ
ہی اور اوزاعی کے نزدیک جبتک لڑکا دودھ پیتا ہو تب تک اوسکا پیشاب اگر کپڑے وغیرہ
پر لگجاوے تو کپڑا پلید نہین ہوتا اور داؤد ظاہری جو لڑکا کہ ہنوز کھانا نہین کھاتا اوس کے
پیشاب کو پاک سمجھتے ہین سوا امام اعظم وغیرہ نے اس مسلے مین خلاف کیا ان تین حدیثون کا
الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک اس حدیث مین نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہین چھڑکنے کے
نہین چنانچہ دوسری حدیثون مین اسکی تفسیر موجود ہی مسلم مین ہی عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُتِیَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصَبِیٍّ یَرْضَعُ فَبَالَ فِیْ حَجْرِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ
فَصَبَّہٗ عَلَیْہِ یعنی عایشہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا
دودھ پیتا لایا گیا اوس نے آپ کی گود مین پیشاب کردیا پس آپنے پانی منگوایا پس ڈالدیا اوسپر
انتہی اور دوسری حدیث مسلم کی روایت مین ہی فَنَضَحَہٗ عَلٰی ثَوْبِہٖ وَلَمْ یَغْسِلْہُ غَسْلًا
یعنی پس ڈالا اوس پانی کو اوسپر اور نہ دھویا اوسکو دھونا انتہی اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہی
کہ دھونے مین مبالغہ جیسے اور نجاستون مین کیا جاتا ہی نہین کیا کیونکہ مفعول مطلق واسطے
تاکید فعل کے واقع ہوا ہی اوسکی نفی سے فقط خفیف دھونا باقی رہتا ہی اور بخاری مین ہی عَنْ
عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّھَا قَالَتْ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصَبِیٍّ
فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَہٗ اِیَّاہُ یعنی عایشہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے

مسلہ پنجاہ و نہم الفصل الصحیح

[illegible]

بخاری بی ب بول الصبیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا لایا گیا اوس نے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپنے پانی
منگوایا پس بہایا اوسکو کپڑے پر انتہی اور شرح معانی الآثار مین ہی عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُوْ لَهُمْ فَاُتِيَ
بِصَبِيٍّ مَرَّةً فَبَالَ فَقَالَ صُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا یعنی عائشہ رض سے مروی ہی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین لڑکے لائے جاتے تھے پس آپ اونکے واسطے دعا
فرماتے تھے پس ایک بار ایک لڑکا لایا گیا اوس نے پیشاب کر دیا پس فرمایا آپنے اسپر خوب پانی
ڈالدو انتہی اور دوسری روایت مین ہی وَاَتْبَعَهُ الْمَاءَ یعنی اسپر پانی بہا دیا انتہی پس
ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہین چنانچہ شرح معانی الآثار مین
لکھا ہی وَاِتْبَاعُ الْمَاءِ حُكْمُهُ حُكْمُ الْغَسْلِ اَلَا تَرٰى اَنَّ رَجُلًا لَوْ اَصَابَ ثَوْبَهٗ عَذِرَةٌ
فَاَتْبَعَهَا الْمَاءَ حَتّٰى ذَهَبَ بِهَا فَاِنَّ ثَوْبَهٗ قَدْ طَهُرَ وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ فَقُلْتُ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ اِزَارَكَ لِاَغْسِلَهٗ قَالَ اِنَّمَا يُصَبُّ عَلٰى بَوْلِ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ
مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ فَهٰذِهٖ اُمُّ الْفَضْلِ فِيْ حَدِيْثِهَا هٰذَا اِنَّمَا يُصَبُّ عَلٰى بَوْلِ
الْغُلَامِ فِيْ حَدِيْثِهَا الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ فِي الْفَصْلِ الْاَوَّلِ اِنَّمَا يُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ
فَثَبَتَ اَنَّ النَّضْحَ الَّذِيْ اَرَادَتْهُ فِي الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ هُوَ الصَّبُّ الْمَذْكُوْرُ حَتّٰى
لَا يَتَضَادَّ الْاَثَرَانِ فَثَبَتَ بِهٰذِهِ الْاٰثَارِ اَنَّ حُكْمَ بَوْلِ الْغُلَامِ هُوَ الْغَسْلُ اِلَّا
اَنَّ ذٰلِكَ الْغَسْلَ يُجْزِئُ مِنْهُ الصَّبُّ فَدَلَّ ذٰلِكَ اَنَّ النَّضْحَ عِنْدَهُمْ هُوَ
الصَّبُّ وَهٰذَا قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ یعنی بہانا پانی کا حکم اسکا
حکم دھونے کا ہی کیا نہین معلوم کہ اگر کسی شخص کے کپڑے سے گندگی لگجائے پس وہ شخص پانی
اوسپر ڈالدے یہان تک کہ وہ نجاست زائل ہو جاوے پس تحقیق کپڑا اوسکا پاک
ہو جاوے گا اور ام فضل سے روایت ہی پس کہا مین نے یا رسول اللہ اپنا تہبند مجھکو دیجیے
اوسے دھودون فرمایا پانی ڈالا جاتا ہی لڑکے کے پیشاب پر اور دھویا جاتا ہی پیشاب لڑکی کا

بنت ام الفضل ہین جنسے یہ روایت ہی اور انہین کی حدیث مین جو پہلی فصل مین مذکور ہوئی نضح
کا لفظ ہی پس ثابت ہوا کہ اول حدیث مین نضح سے مراد پانی ڈالنا ہی تاکہ دونون حدیثین متفق
ہوجائین پس ان تمام حدیثون سے ثابت ہوا کہ لڑکے کے پیشاب کا حکم بھی دھونیکا ہی مگر اس
دھونیکو فقط پانی ڈالدینا کافی ہوجاتا ہی پس دلالت کی اسنے کہ نضح نزدیک اونکے بمعنی صب یعنی
پانی ڈالنے کے ہی اور یہی مذہب امام صاحب اور امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کا ہی انتہی ملخصا
پس یہ مضمون مخالف حدیث شریف کے کہان ہوا نے تجھے بوجہ اعتراض کر دیا مغز سخن کو
سمجھنا کام ہی عاقلونکا نہ ناقلونکا ــــہ خامہ ہر چند دو دو لیک بمعنی نرسد ــــ سعی سود ہی ندہد چو
نبود استعداد **قال** مسئلہ پنجاہ و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اونٹ کا پیشاب
پینا دوا کے لیے بھی حلال نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف
کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور ترمذی مین روایت ہی انس سے کہ آئے لوگ عرنیہ مین سے
مدینے مین نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ناموافق ہوئی اونکو ہوا مدینے کی پہر
بھیجا اونکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ اونٹون صدقات کے اور فرمایا اونکو پیو دودھ اونکا
اور پیشاب اونکا **اقول** اس حدیث سے خود معلوم ہوتا ہی کہ ضرورۃً اون کو اجازت دی تھی
اسکا امام صاحب بھی انکار نہین کرتے بلکہ ضرورت مین تو امام صاحب کے نزدیک قطعی حرام
بھی مباح ہوجاتا ہی مثلا کوئی شخص حالت اضطرار مین مردار کا گوشت کہالے یا نہایت تشنگی مین
یا حلق مین لقمہ پھنس جائے بشرطیکہ حلال شی میسر نہو تو شراب کے گھونٹ سے رفع تشنگی کرلے
یا لقمہ اوتارلے مباح ہی اور بلا ضرورت بطور دوا کے پیشاب پینا جائز نہین جیسا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت معلوم ہوگئی تھی اگر کسی شخص کو معلوم ہوجائے تو کیا مضائقہ ہی البتہ اگر
کسی حدیث سے یہ ثابت ہوجائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا ضرورت بھی پیشاب
پلوایا ہی تو اوس وقت امام ابو حنیفہ کا مسئلہ مخالف ہوجائے گا اور یہ امر حدیث سے ثابت ہونا
محال ہی پس مخالفت حدیث بھی محال ہوگی شرح معانی الآثار مین ہی قالوا انجاس الابل

بنجاسته وحكمها حكم دمائها لا حكم ألبانها ولحومها وقالوا أما ما رويتموه
في حديث العرنيين فذلك إنما كان للضرورة فليس في ذلك دليل
أنه مباح في غير الضرورة لأنا قد رأينا أشياء أبيحت في الضرورات
ولم تبح في غير الضرورات وقد رويت فيها الآثار عن أنس أن الزبير
وعبد الرحمن بن عوف شكوا إلى النبي صلى الله عليه وسلم القمل
فرخص لهما في قميص الحرير في غزاة لهما قال أنس فرأيت على كل
واحد منهما قميصا فهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أباح الحرير
لمن أباح له اللبس من الرجال للعلة التي كانت لمن أباح ذلك فكان ذلك من
علاجها ولم يكن في إباحته ذلك لهم للعلة التي كانت بهم ما يدل
أن ذلك كان مباحا في غير تلك العلة فكذلك أيضا ما أباحه رسول الله
صلى الله عليه وسلم للعرنيين للعلل التي كانت بهم فليس في إباحته
ذلك لهم دليل أن ذلك كان مباحا في غير تلك العلل يعني کہا اونھون

نے کہ پیشاب اونٹ کا ناپاک ہے اور حکم اوسکا حکم خون اوسکا ہے نہ حکم دودھ کا اور گوشت کا اور
کہا اونھون نے لیکن وہ حدیث عرنیین کی جو تم نے بیان کی پس یہ تو بوجہ ضرورت کے تھا
اس مین اس امر کی دلیل نہین کہ وہ بلا ضرورت بھی مباح ہے کیونکہ بہت اشیا دیکھتے ہین کہ بوجہ
ضرورت مباح کردی گئی ہین اور بلا ضرورت مباح نہین ہین اور اوسمین احادیث مروی ہین چنانچہ
انس رض سے روایت ہے کہ زبیر رض اور عبد الرحمن بن عوف رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
جون کی شکایت کی آپ نے ریشم کا کرتہ پہننے کی اونکے غزوہ مین اجازت فرمائی اور انس کہتے ہین
کہ مین نے دونون کو کرتا حریر کا پہنے دیکھا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن شخصونکو حریر پہننا
مباح کیا تھا سو بسبب اونکی خارش کے تھا پس یہ علاج اوسکا ہوا اور اس کی رہ
علت سے جو اونکو لاحق تھی مباح کرنے مین دلیل نہین ہوسکتی کہ سوا اوس بیماری کے

بھی مباح ہی السیا ہی اوس چیز کو کہ عرنیین کے واسطے آپنے مباح کی تھی بوجہ بیماریون اون کی کہ تھی
پس اونکے واسطے مباح ہونے مین یہ دلیل نہین ہوسکتی کہ سوا اون بیماریون کے اور ہین بھی
جائز تھا انتہے اور پیشاب کی حرمت مین حدیث وارد ہی اِسْتَنْزِهُوا عَنِ الْبَوْلِ فَاِنَّ
عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ یعنی بچا کرو پیشاب سے اسواسطے کہ تحقیق عام عذاب
قبر کا اوسی سے ہوتا ہی انتہے اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ اس حدیث کو
حاکم نے ابو ہریرہ کی روایت سے نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ اوپر شرط شیخین کے ہی انتہے اور
علامہ عینی نے لکھا ہی لِاَنَّ الْبَوْلَ مُحَلًّى بِالْاَلِفِ وَ اللَّامِ فَيَعُمُّ جَمِيعَ الْبَوْلِ
یعنی اسلیے کہ لفظ بول پر الف لام داخل ہی پس تمام پیشابون کو مشتمل ہوگا انتہی حاصل کلام یہ ہی
کہ حدیث عرنیین سے حلت اور طہارت اوسکی ثابت نہوئی پس اس حدیث سے کہ تمام ابوال
کو شامل ہی حرمت اوسکی ثابت ہی پس دونون حدیثون مین تعارض بھی نہوا کیونکہ بوجہ ضرورت
اباحت اوسکی مقتضی نہین کہ بلا ضرورت بھی جائز ہو جاوے ورنہ دونون حدیثون مین تعارض صریح
ہو جاوے گا اور علامہ اکمل نے لکھا ہی کہ بعضون نے کہا ہی یہ حدیث مانند مثلہ کے منسوخ
ہی تصریح اسکی علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کی ہی پس امام صاحب نے اگر بلا ضرورت
بھی حرمت بیان کی تو کیا خلاف ہوا معترض صاحب صرف اعتراض کر دینا جانتے ہین اور
کج فہمی سے سیدھا سا مطلب بھی اونکی سمجھ مین نہین آتا ہے کج را بتکلف نتوان راست نمودن
کی تیر نتوان ساختن از چوب کمانہا + **قال** مسئلہ پنجاہ و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی کہ کتے کے جھوٹے برتن کو تین بار دھونا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام
اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اُس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی عن
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ پیوے کتا
بیچ باسن ایک تمھارے کے پس چاہیے کہ دھووے اوسکو سات بار اور مسلم کی ایک روایت مین
یون ہی کہ کہا پاکی باسن ایک تمھارے کی جسوقت کہ پی جاوے اوس مین کتا یہ ہی کہ دھووے

فتح القدیر مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۱۵۸
عینی شرح ہدایہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۵۸

اوسکو سات بار پہلا اونکا ساتھ مٹی کے **اقوال** بنایہ شرح ہدایہ مین ہے کہ دار قطنی نے
ابو ہریرہ رضی سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھویا جاوے برتن کتے
کے موںھ ڈالنے سے تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور ابن عدی نے کامل مین ابو ہریرہ رضی سے
مرفوع روایت کی ہے کہ جسوقت کتا کسی کے برتن مین موںھ ڈالدے پس چاہیئے کہ اوسکو خالی
کرے اور تین بار دھو ڈالے اور دار قطنی نے اسی حدیث کو سند صحیح سے ابو ہریرہ سے روایت کی
ہے کہ جب کتا حوض مین موںھ ڈالدے پس خالی کر دو اوسکو اور برتن کو تین بار دھو ڈالو اور طحاوی
نے بھی اسکو اسناد صحیح سے روایت کیا ہے اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف مین معمر سے روایت
کی ہے کہ زہری سے سوال کیا گیا کہ کتا برتن مین موںھ ڈالدیتا ہے فرمایا تین بار دھو ڈالا جاوے
پس ہمارے نزدیک اگر سات بار کا منسوخ ہونا نہ ثابت ہوتا تو وہ فتوا اندے تے جو ابو ہریرہ رضی نے
دیا ہے اسیوجہ سے امام صاحب کہتے ہین کہ تین بار دھویا جاوے پس ابن حزم کسطرح کہتے ہین کہ
تین بار دھونا کسی صحابی سے مروی نہین انتہی اور فتح القدیر مین ہے مذہب ابو ہریرہ سے تین بار
ثابت ہونا قرینہ اس امر کا ہے کہ مرفوع حدیث یعنی تین بار دھونے کی راوی ضعیف نے ٹھیک
بیان کی ہے اور اسوقت سات بار کی حدیث کے معارض ہو جاوے گی اور اوس پر ترجیح
دیجاوے گی کیونکہ سات بار کی حدیث مقدم معلوم ہوتی ہے اسلیئے کہ جسوقت کتون کے احکام
مین شدت کیجاتی ہے یہان تک کہ حکم اونکے قتل کا دے دیا تھا یہ سات بار دھونے کی تشدید
اوسوقت کے مناسب ہے اور اوسکا منسوخ ہونا ثابت ہے پس یہ احادیث مرفوع جو ابو ہریرہ رضی
کی حدیث سے تایید یافتہ ہین سات بار کی حدیث پر عمل مین مقدم ہون گے پس سات بار کی
حدیث ابتدا پر حمل کیجاوے گی اور اگر اس مرفوع حدیث کو بالکل ترک بھی کر دیا جاوے تو بھی
ابو ہریرہ کا مخالف سات بار کی حدیث کے (حال آنکہ وہی راوی اس کے بھی ہین) عمل کرنا کفایت
کرتا ہے کیونکہ محال ہے کہ وہ قطعی حدیث کو اپنی راے سے چھوڑ دین اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ خبر واحد
کی ظنیت باعتبار غیر راوی کے ہوتی ہے لیکن باعتبار اوسکے کہ جس نے اوسکو رسول خدا

بنایہ شرح ہدایہ
بنایہ فتح القدیر

فتح القدیر

صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سنا ہی قطعی ہی یہانتک کہ اوس سے اگر قطعی الدلالت ہوتا اوسکا
اپنے معنی مین پایا جایگا تو آیت قرآن بھی منسوخ ہوجاتی گی پس اس سے لازم آیا کہ اونھون
نے نہین ترک کیا اوسکو مگر بوجہ یقین کرنے اونکے کی نسخ کا کیونکہ نہین متروک ہوتی قطعی
مگر قطعی سے پس قول اونکا باطل ہوا جو کہتے ہین کہ جایز ہی کہ اونکے اجتہاد مین جو محتمل خطا کو ہی
ثبوت نسخ ہوگیا ہو پس جب پہچانا تو نے اوسکو تو ہوگیا ترک کرنا اونکا ہمنے روایت کرنے اونکے
کے ناسخ کو بلا شبہہ پس دوسری حدیث بالضرورت منسوخ ہوگی انتہی **قال** مسئلہ پنجاہ و ہشتم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ درخت پر میوہ بیچا خواہ پک گیا ہو خواہ خام ہو جایز ہی اور
مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثوں کا انتہی **اقول**
بخاری اور مسلم وغیرہ مین ہی اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ
نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ یعنے تحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص درخت کھجور کا بعد جوڑا لگانے کے جیسا کہ کھجور مین نر مادگی کا
دستور ہی فروخت کرے پس پھل اوسکے واسطے بائع کے ہین مگر اوسوقت کہ شرط کرے خریدنے
والا انتہی اس حدیث سے ثمر کی بیع مطلقاً جایز معلوم ہوتی ہی کیونکہ اسمین قید پکنے ثمر کی نہین ہی
اور حدیث نہی کا مطلب آگے آتا ہی البتہ یہ شبہہ ہوتا ہی کہ یہان ثمر بالتبع درخت مین داخل ہو جاوینگے جیسے فناے
دار مکان کے خریدنے مین داخل ہو جاتا ہی علیحدہ ثمر کی بیع کا جایز ہونا کہان سے معلوم ہوا اسکا
جواب یہ ہی کہ فناے دار تو بلا شرط بھی داخل ہو جاتا ہی اور ثمر بغیر شرط کے بیع درخت مین داخل نہین ہوتا
پس جو شی بلا شرط بالتبع داخل ہو جاتی ہی اوسکی تو علیحدہ بیع درست ہی اور جو شی بلا شرط نہین داخل
ہوگی اوسکو تو بہ نسبت پہلی شی کے زیادہ استقلال ہوگا پس دوسری شی کے ساتھ جبھی جایز ہوگی
کہ علیحدہ بھی بیع اوسکی درست ہو مثلاً اگر گھر بیع کیا جائے تو اوسکا مال اوسمین داخل نہوگا جب
شرط ہو تو بیع مال کی علیحدہ بھی جایز ہی اس لیے شرط مین داخل ہو جائے گا ورنہ اگر شراب اور سور
وغیرہ حرام چیزون کی اگر شرط کرے گا تو بیع فاسد ہو جائے گی بوجہ اسکے کہ علیحدہ بیع اوس کی

حرام ہی پس بیع دار مین اوسی شی کی شرط کیجائے گی جو علیحدہ بھی جائز ہو ایسا ہی درخت مین
ثمر کا شرط سے داخل ہونا اسی وجہ سے ہی کہ علیحدہ بھی بیع اوسکی جائز ہو چنانچہ مسلم اور ترمذی
وغیرہ مین حدیث آئی ہی وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ
یعنی جو شخص کسی غلام کو خریدے پس مال اوسکا اوس شخص کا ہی جسنے غلام کو بیع کیا ہی انتہی اور یہ
الفاظ مسلم کے ہین اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ اس مال کی علیحدہ بیع بھی درست ہی کیونکہ
اگر مال شراب یا سور ہوگا تو بیع شرط سے فاسد ہو جاوے گی پس شرط اوسی مال کی ہوگی جسکی
بیع علیحدہ بھی درست ہو اور جسکی بیع علیحدہ درست نہوگی اوسکی شرط بھی جائز نہوگی پس معلوم
ہوا کہ ثمر کا بیع مین شرط کرنا اوسیوقت ہی جب اوسکی بیع علیحدہ بھی جائز ہو اور دوسری حدیث
امام مالک کی موطا مین عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے ایک شخص نے ایک باغ
کے پھل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین خریدے پس اوسکی درستی اور اصلاح کی پھر اوسمین
نقصان آگیا اوس نے باغ والے سے کہا یا تو دام کم کردو یا دام پھیر دو اوس نے قسم کھائی کہ ایسا نکرونگا
پس مشتری کے باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے اور یہ کیفیت عرض کی آپ نے
فرمایا عمدہ بات سے انکار کرتا ہی پس باغ والے نے سنا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا
اور کہا دام دونگا پس اگر بیع درست نہوئی تھی تو پھیرا تا کیونکر صحیح ہوا اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے
معلوم ہوا کہ بیع اوسکی پکنے سے پہلے تھی **جواب** اوسکا یہ ہی کہ نقصان اور آفت سے معلوم ہوتا ہی
کہ پیشتر فروخت کیا ہی کیونکہ حدیث مین ممانعت قبل آفت کے ہی پس آفت اور نقصان کا اعتبار
اوسی وقت ہی جبتک پکا نہین کیجا ہی اور جب پک گیا پھر نقصان ہونے سے بائع کو کیا علاقہ باقی
رہا یہ امر کہ جب حدیث مین ممانعت آئی ہی تو پھر حنفیہ اوسکو کیون جائز رکھتے ہین اوسکا **جواب**
یہ ہی کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر اس شرط پر فروخت کرے کہ درخت پر پھل چھوڑ دے تو ایسی
بیع ناجائز ہی اور اسکی سوا سب صورتین اس حدیث مین داخل نہین البتہ یہ صورت حنفیہ
کے نزدیک بھی ناجائز ہی پس مسئلہ اس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ صحاح ستہ کی حدیث کے جو شروع

جواب مین مذکور ہی موافق ہوگیا اول ہم چند مسئلے بیان کردین جسمین سبکا اتفاق ہی اور جمیع امت
اونکے قائل ہین پھر علامہ ابن ہمام کے کلام سے ثابت کردینگے کہ حدیث کا یہ مطلب نہین جو معترض
صاحب نے ظاہر الفاظ دیکھکر مخالفت کا حکم لگادیا ہی وہ مسائل متفق علیہ یہ ہین ایک اسمین کسی کا خلاف
نہین کہ پہلے نمودار ہونے پھل کے بیع ناجائز ہی اور اسمین بھی کسی کا خلاف نہین کہ بعد نمودار ہونے
پھل کے اور پہلے پکنے کے اس شرط پر کہ درخت پر چھوڑ دینگے بیع ناجائز ہی اور پہلے شروع پکنے
کے اس شرط پر کہ پھل توڑ لینگے اور پھل بھی ایسے ہوگئے ہون کہ اون سے آدمی یا چوپایے منتفع
ہوسکتے ہون اُسکے جواز مین کسیکو کلام نہین ایسے ہی اس مین بھی کسیکو کلام نہین کہ جب بدو صلاح
ہوجائے اوسکے بعد بیع جائز ہی گو اسکی تفسیر مین خلاف ہو کہ ہمارے نزدیک تو جب آفت اور فساد
سے محفوظ ہوجاتا ہی تو بیع جائز ہوتی ہی اور امام شافعی کے نزدیک جب اوسمین حلاوت شروع ہوجائے
تو بیع جائز ہی مگر بدو صلاح مین سبکا اتفاق ہی اب رہا مسئلہ مختلف فیہ وہ یہ ہی کہ قبل پکنے کے صلاحیت
کے اوسکو بلا شرط قطع بیع کیا جائے یہ صورت حنفیہ کے نزدیک جائز ہی اور حدیث کے مخالف نہین
فتح القدیر مین ہی کہ ہماری حجت قول علیہ السلام کا ہی جو شخص درخت خریدے پس ثمر اوسکا بایع کا ہی
مگر جب مشتری شرط کرلے پس مشتری کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط سے مباح کردیا
پس دلالت کی اس حدیث نے کہ مطلقاً بیع ثمر کی جائز ہی کیونکہ داخل ہونا اسکے کو وقت شرط بیع کے بدو
صلاح سے مقید نہین کیا لیکن حدیث نہی کی (کہ اوسمین یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عدم
جواز کے علت واقع ہوا ہی بھلا اگر خدا پھل نہ آنے دے تو کس وجہ سے بائع مشتری کا مال حلال جانیگا)
اس امر کو مستلزم ہی کہ معنی حدیث کے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل پکنے کے پکو نکلے دام دینے
اور اونکے بیع کرنے سے منع فرمایا ہی کیونکہ عادت لوگون کی یہ ہی کہ پھلون کو پہلے کٹنے کے بیع کردیتے ہین
پس اس بیع سے منع کیا جب تک کہ اونمین سرخی اور زردی نہو یا آفت سے امن نہوجائے اور
وہ جو حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ کی ہی جسنے بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور
کی بیع سے منع فرمایا جب تک سیاہ نہوجاوے حالانکہ وہ قبل سیاہی کے عنب نہین کہلاتا بلکہ حصرم

اوسکو بوتے ہین سو اس حدیث سے قطعًا معلوم ہوتا ہی کہ نہی اس سے ہی کہ بیع عنب کی واقع ہو قبل
عنب ہونے کے اور یہ نہین ہو سکتا ہی مگر اس شرط پر کہ ہونے انگور تک اوسکو چھوڑ دیا جاوے پس
نہی کا مصداق یہ ہوا کہ پختہ کی بیع قبل پختگی ہو جاوے اور اسپر دلالت کرتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا علت بیان کرنا کہ اگر اوس مین پھل نہ آوے تو کیونکر اپنے بھائی کے مال کو بائع حلال سمجھتا ہی
پس معنی اس حدیث کے یہ ہوے کہ جب تم عنب کو قبل عنب ہونے کے اس شرط پر فروخت
کرتے ہو کہ اوسکو عنب ہونے تک چھوڑ دیا جاوے پس اگر خدا پھلونکو منع کردے اور وہ عنب نہون
تو کسکی عوض مین بائع مشتری کے مال کو حلال سمجھتا ہی اور اگر بیع مین کاٹ لینا شرط کر لیا جاوے
تو اوسمین یہ بات متصور نہین پس نہی اوسکو شامل نہوگی اور جب نہی کا محل وہ بیع ہوئی کہ جسمین شرط
ہو کہ تا شروع پختگی ثمر درخت پر چھوڑ دئے جاوین پس ہمنے موافق اس نہی کے اس بیع کو فاسد
کر دیا اور مطلق بیع جو اس نہی کی بوجہ من الوجوہ شامل نہو باقی رہے گی اور اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ حدیث
تابیر کی جس سے ہم استدلال لائے ہین عام نہین کہ اوسکو خاص معارض ہو جو کہ حدیث بدو صلاح کی ہی تا کہ ترجیح
خاص کو بوجہ مانع ہونے کے ہماری حدیث پر جو بیع ہی دیجاوے بلکہ ایک حدیث دوسری کو شامل نہین
حاصل یہ ہی کہ جس شی مین ابھی صلاحیت پختگی نہین آئی اگر اوسکو بشرط قطع بیع کیا جاوے تو بالاتفاق
جائز ہی کیونکہ نہی اوسکو شامل نہین چنانچہ دلیل اسکی ہم بیان کر چکے اور اگر مطلقًا فروخت کیا جاوے
اگر حکم اوسکا لزوم قطع ہی تو مثل بیع بشرط قطع کے ہو جاویگی پس محل نہی کا سوا بیع بشرط ترک
کے کوئی صورت باقی نرہی اور ہم قائل ہین کہ اسی صورت سے بیشک بیع فاسد ہوگی انتہی ملخصًا

قال مسئلہ پنجاہ و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جائز ہی بیچنا تر کھجورون کا
عوض سوکھی کھجورون کے برابر الخ **اقول** ابوداؤد مین ہی نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ نَسِيْئَةً یعنی ممانعت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیع تر کھجور کی بدلے خشک کے بطور ادھار کے انتہے اسی طرح اس حدیث کو حاکم نے اور
طحاوی نے شرح معانی الآثار مین و دار قطنی نے روایت کی ہی اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہوتی ہی چنانچہ یہ لفظ

معلوم ہوا کہ بغیر اجرت کے اگر کھوادیگا تو مضایقہ نہین السیہی دوسرے باب مین بخاری نے کہا ہی
بَابُ مَن کَرِہَ اَن یَبِیعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِاَجرٍ یعنی جس شخص نے یہ مکروہ جانا کہ شہری دیہاتی
کی چیز کے بعوض اجرت کے بیچ کرائے انتہی پھر اس باب کے متعلق وہی حدیث کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے اس بیع کو منع فرمایا لکھی ہی اور یہ بھی لکھا ہی وَبِہٖ قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ یعنے
اسی کے قائل ہوے ابن عباس پس معلوم ہوا کہ حدیث مین مراد اجرت لیکر بیع کرانا حضری کو
بائع کا ہونا جائز ہی اور بدون اجرت بیع جائز ہوگی علیٰ ہذا القیاس تلقی جلب مین بھی بخاری نے
یہی علت بیان کی ہی کہ یہ بیع فریب اور دھوکا ہی اور فریب دینا جائز نہین پس معلوم ہوا
کہ وہی بیع منع ہی جیسا دستور ہی کہ بھاؤ سے زیادہ لے لیتے ہین یا دلالی کرکے اوسکا نقصان
کرادیتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین بائع کو خیار دینا کہ جب وہ شہر مین آوے گا تو اختیار
اوسکا ہی خواہ بیع جائز رکھے خواہ نہ رکھے خود اس پر دال ہی کہ اوسکا نقصان نہو اور اگر مطلق بیع
نادرست ہوتی اور ضرر کا خیال نہوتا تو پھر بازار مین آکر اوسکو اختیار دینے کے کیا معنی ہونگے
پس جو صورت حنفیہ نے بیان کی ہی اوسکی حدیث سے ہرگز نہی نہین پائی جاتی بلکہ حدیث اَلنُّصحُ
لِکُلِّ مُسلِمٍ کے موافق ہی اگر معترض صاحب اپنے زعم باطل مین مخالف سمجھین اونکے سمجھنے
سے کیا ہوتا ہی کیونکہ اہل علم کے نزدیک اس ہٹ دھرمی سے بے اعتباری ہی اور نقصان عقل
قائل سمجھا جاتا ہی ع زبان لاف رسوائی کند ناقص کمالان را + کہ روبہ خاک مالد پرفشانی
بستہ بالان را + **قال** مسئلہ شصت ویکم شیخ عبدالحق دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھا ہی
کہ مدینہ حرم نہین ہی اور یہ مذہب امام اعظم رح کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف
کیا ہی ان چار حدیثون کا الخ **اقول** علامہ تورپشتی نے کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہ فرمانا کہ مدینے کو مین نے حرام کیا اس سے مراد آپکی حرمت تعظیمی ہی جو احکام کہ متعلق حرم کے
ہوتے ہین وہ مراد نہین اور دلیل اسکی حدیث مسلم کی ہی کہ فرمایا آپنے درخت مدینہ کے پتے
نہ جھاڑے جائین مگر واسطے کھلانے چوپایون کے کیونکہ حرم مکہ کے پتے جھاڑنے کسی جانور

معلوم ہوا کہ بغیر اجرت کے اگر کروا دیگا تو مضایقہ نہین ایسے ہی دوسرے باب مین بخاری نے کہا ہے
باب مَن کَرِہَ اَن یَبِیعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِاَجرٍ یعنی جس شخص نے مکروہ جانا کہ شہری دیہاتی
کی چیز کے بعوض اجر کے بیع کرائے انتہی پھر اس باب کے متعلق وہی حدیث کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے اس بیع کو منع فرمایا لکھی ہے اور یہ بھی لکھا ہے وَبِہٖ قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ یعنے
اسی کے قائل ہوے ابن عباس پس معلوم ہوا کہ حدیث مین مراد اجرت لیکر بیع کرانا بضمن
بائع کا ہونا جائز ہے اور بدون اجرت بیع جائز ہوگی علی ہذا القیاس تلقی جلب مین بھی بخاری نے
یہی علت بیان کی ہے کہ یہ بیع فریب اور دھوکا ہے اور فریب دینا جائز نہین پس معلوم ہوا
کہ وہی بیع منع ہے جیسا دستور ہے کہ بھاو سے زیادہ لے لیتے ہین یا دلالی کرکے اسکا نقصان
کرادیتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین بائع کو خیار دینا کہ جب وہ شہر مین آوے گا تو اختیار
اوسکا ہے خواہ بیع جائز رکھے خواہ نہ رکھے خود اس پر دال ہے کہ اوسکا نقصان نہو اور اگر مطلق بیع
نادرست ہوتی اور ضرر کا خیال نہوتا تو پھر بازار مین آکر اوسکو اختیار دینے کے کیا معنی ہونگے
پس جو صورت حنفیہ نے بیان کی ہے اوسکی حدیث سے ہرگز نہی نہین پائی جاتی بلکہ حدیث اَلنُّصحُ
لِکُلِّ مُسلِمٍ کے موافق ہے اگر معترض صاحب اپنے زعم باطل مین مخالف سمجھین اونکے سمجھنے
سے کیا ہوتا ہے کیونکہ اہل علم کے نزدیک اس ہٹ دھرمی سے بے اعتباری ہے اور نقصان عقل
قائل سمجھا جاتا ہے ؎ زبان لاف رسوا می کند ناقص کمالان را + کہ رو بر خاک مالد پر فشانی
بستہ بالان را + **قال** مسئلہ شصت و یکم شیخ عبدالحق دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھا ہے
کہ مدینہ حرم نہین ہے اور یہ مذہب امام اعظم رح کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف
کیا ہے ان چار محدثون کا الخ **اقول** علامہ تورپشتی نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہ فرمانا کہ مدینے کو مین نے حرام کیا اس سے مراد آپکی حرمت تعظیمی ہے جو احکام کہ متعلق حرم کے
ہوتے ہین وہ مراد نہین اور دلیل اسکی حدیث مسلم کی ہے کہ فرمایا آپنے درخت مدینہ کے نہ
جھاڑے جائین مگر واسطے کھلانے چوپایون کے کیونکہ حرم مکہ کے پتے جھاڑنے کسی جا

درست نہین ہین رہا شکار دینے کا اگرچہ چند صحابہ نے اسکو حرام کہا ہی مگر جمہور صحابہ نے مدینہ شریف کے جانورون کے شکار کا انکار نہین کیا ہی اور ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار دینے مین کوئی حدیث ایسے طریق سے نہین پونہچی جسپر اعتماد کیا جاوے حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عمیر سے فرمایا کہ تمہارا لال کیا ہوا اگر حرام ہوتا تو آپ وقت ضرورت بیان کے سکوت نفرماتے انتہی اور جمہور کے نزدیک شکار مین جزا انہون نے سے بھی حرم مکہ سے فرق ہی یہ فقط بعض کی راے ہی کہ حرم مکہ اور مدینہ احکام مین ایک ہی مگر جمہور صحابہ اور ائمہ دونون مین فرق کرتے ہین اور ان دونو حدیثون سے بھی معلوم ہوا کہ دونون کا ایک حکم نہین چون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینے کو فرمائی تھی اور مسلمان آباد ہوتے جاتے تھے اسلیے اوسکی زیب و زینت کیواسطے ممانعت فرمادی تا کہ لوگ اگر درخت وغیرہ توڑ کر لیجائین گے تو زینت اوسکی جاتی رہے گی اور اوجاڑ سا معلوم ہوگا ورنہ اگر دونونکا ایک حکم ہوتا تو پتے توڑنے کو نفرماتے **قال**

مسئلہ شصت و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ رکوع اور سجود مین طمانینت فرض نہین ہی الخ مسئلہ شصت و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ قومہ یعنی رکوع سے سر اوٹھانیکے بعد کھڑا ہونا فرض نہین ہی الخ مسئلہ شصت و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ دونون سجدون کے درمیان بیٹھنا فرض نہین ہی الخ **اقول** فتح القدیر مین ہی

إِنَّ الْحُكْمَ يُفِيدُ عَدَمَ تَوَقُّفِ الصِّحَّةِ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ هٰذَا شَيْئًا فَقَدِ انْتَقَصْتَ مِنْ صَلَاتِكَ أَخْرَجَ هٰذِهِ الزِّيَادَةَ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ فَأَبُو دَاوُدَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ فَعُلِمَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَرَهُ بِإِعَادَتِهَا لِيُوقِعَهَا عَلَى غَيْرِ كَرَاهَةٍ لَا لِلْفَسَادِ وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَيْهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ هٰذِهِ الزِّيَادَةُ تَرْكُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ بَعْدَ أَوَّلِ رَكْعَةٍ حَتّٰى أَتَمَّ وَلَوْ كَانَ عَدَمُهَا مُفْسِدًا لَفَسَدَتْ بِأَوَّلِ رَكْعَةٍ وَبَعْدَ الْفَسَادِ لَا يَحِلُّ الْمُضِيُّ

فِي الصَّلوٰةِ وَتَقْرِيرُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَدِلَّةِ الشَّرْعِيَّةِ وَعَنِ السَّرْخَسِيِّ مَنْ تَرَكَ الْاِعْتِدَالَ تَلْزَمُهُ الْاِعَادَةُ وَلَا اِشْكَالَ فِي وُجُوبِ الْاِعَادَةِ اِذْ هُوَ الْحُكْمُ فِي كُلِّ صَلوٰةٍ اُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ وَاَنْتَ عَلِمْتَ حَالَ الطُّمَانِينَةِ وَيَنْبَغِي اَنْ تَكُونَ الْقَوْمَةُ وَالْجِلْسَةُ وَاجِبَتَيْنِ لِلْمُوَاظَبَةِ فَكَمَا رَوَى اَصْحَابُ السُّنَنِ الْاَرْبَعَةِ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيثِ اَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلوٰةٌ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَلَعَلَّهُ كَذٰلِكَ عِنْدَهُمَا وَيَدُلُّ عَلَيْهِ اِيجَابُ سُجُودِ السَّهْوِ فِيهِ كَمَا ذُكِرَ فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ فِي فَصْلِ مَا يُوجِبُ السَّهْوَ قَالَ الْمُصَلِّي اِذَا رَكَعَ وَلَمْ يَرْفَعْ رَاسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتّٰى خَرَّ سَاجِدًا سَاهِيًا تَجُوزُ صَلَاتُهُ فِي قَوْلِ اَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَعَلَيْهِ السَّهْوُ وَيُحْمَلُ قَوْلُ اَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّهَا فَرَائِضُ عَلَى الْفَرَائِضِ الْعَمَلِيَّةِ وَهِيَ الْوَاجِبَةُ فَيَرْتَفِعُ الْخِلَافُ وَاَنْتَ عَلِمْتَ اَنَّ مُقْتَضَى الدَّلِيلِ فِي كُلٍّ مِنَ الطُّمَانِينَةِ وَالْقَوْمَةِ وَالْجِلْسَةِ الْوُجُوبُ يعنی تحقیق حدیث فائدہ دیتی ہی موقوف ہونے نماز کا اوپر طمانینت کے اور وہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ جو شی اسمین سے ناقص کرے گا پس نماز تیری ناقص ہو جائے گی ان الفاظ کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے بیان کیا ہی ابو داؤد نے تو ابو ہریرہ رضی کی روایت سے اور ترمذی نے رفاعہ بن رافع کی روایت سے پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم لوٹانے نماز کا اسوسطے کیا تھا تا کہ نماز مکروہ تحریمی نہو نہ یہ کہ بوجہ فساد کے حکم دیا اور جو شی کہ اسپر دلالت کرتی ہی اگر زیادتی ان الفاظ حدیث کی نہ بھی ہوتی تو وہ چھوڑنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس شخص کو تا اختتام نماز ہی اور اگر طمانینت نہونا مفسد صلوٰۃ ہوتا تو پہلے ہی رکعت مین نماز فاسد ہو چکی تھی

اور بعد فاسد ہونے کے نماز پڑھنا حلال نہ تھا اور ثابت رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اول
شرعیہ مین سے ہی کہ نماز باطل نہین ہوئی تھی اور امام سرخسی سے منقول ہی کہ اعتدال کے ترک
کرنے سے لوٹانا نماز کا لازم ہی اور اسکے وجوب اعادہ مین کوئی اشکال نہین کیونکہ جو نماز مکروہ تحریمی
ادا ہوگی اوسمین بھی حکم لوٹانیکا ہی حال طمانینت کا تو پہچان لیا تو نے اور حال قومہ اور جلسے
کا بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ یہ دونون بھی واجب ہون کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکے واسطے دوام کیا اور فرمایا ہی کہ نہین کافی ہوتی نماز اوس شخص کی جو رکوع اور سجود مین پیٹھ
اپنی سیدھی نہ رکھے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور شاید نزدیک صاحبین کے بھی
واجب ہی اور اسکے وجوب پر سجدہ سہو کا واجب کرنا دلالت کرتا ہی چنانچہ فتاوای قاضی خان مین
مذکور ہی کہ نماز پڑھنے والا رکوع کرے اور رکوع سے سر اپنا اوٹھاوے اور سجدے مین بھول کر
چلا جاوے تو نماز اوس کی ہوجائے گی لیکن اوسپر سجدہ سہو کا صاحبین کے نزدیک واجب ہی
اور امام ابو یوسف کا قول کہ یہ فرض ہی اسپر محمول ہوگا کہ فرائض عملیہ سے ہی اور فرائض عملیہ واجب
ہوتے ہین پس تینون کا اتفاق ہوجائے گا اس حدیث اور تقریر سے معلوم کر لیا تو نے کہ
ہر ایک قومہ اور جلسہ اور طمانینت واجب ہی انتہی مختصراً اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نقصان
ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ نقصان فساد کو نہین کہتے بلکہ فساد کی صورت مین تو صلوۃ صادق ہی نہین
آتی یہان حدیث مین اوسکو ناقص نماز ارشاد فرمایا ہی پس معلوم ہوا کہ رکوع مین اسقدر ٹھیرنا فرض
ہی کہ جسمین لفظ رکوع موافق آیت کے صادق آجائے اور زیادہ ٹھیرنا جسکا نام اطمینان ہی وہ
فقط واجب ہی فرض نہین اگر کوئی شخص زیادہ نہ ٹھیرے گا یا دونو سجدون کے درمیان مین خوب
نہ بیٹھے گا یا رکوع سے کھڑا نہوگا تو نماز اوسکی باطل نہوگی بلکہ لوٹانا نماز کا اوسپر واجب ہوگا چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اوسکی لوٹائی تھی اور اگر نماز باطل ہوجاتی تو پھر باقی رکعتون
کے پڑھنے سے آپ ممانعت فرما دیتے بلکہ باوجود اعتدال نہونے کے اوسکو باقی نماز ختم کرنے
دی اور بعد طریقہ اوسکا بتلایا پھر یہ بھی فرمایا کہ ان چیزون کے نقصان سے نماز مین نقصان

اتا ہے ورنہ یون فرماتے کہ نماز باطل ہوجاتی ہے علاوہ اسکے جیسے ان چیزون کا حکم فرمایا ہے اسیطرح گھٹنون پر ہاتھ رکھنے کا اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور سَمِعَ اللّٰهُ کہنے کا بھی تو حکم ہے حالانکہ اسمین اگر کوئی شخص نکرے تو نماز بالاجماع فاسد نہین ہوتی حکم دونون سے برابر ہین پھر اُس کے کیا معنی کہ ایک کو فرض کہو اور دوسرے کو سنت لہذا حنفیہ کا مسئلہ موافق قرآن اور حدیث کے ہوگیا اور ان چیزون کی فرضیت پر کوئی دلیل نہین وَمَنِ ادَّعٰی فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ پس معترض صاحب کو سوائے اعتراض لایعنی اور طعن بے معنی کرنے کے اور کچھ نہین آتا کتاب سے تو بالکل لگاؤ نہین مطلب کا سمجھنا کجا اس بے استعدادی پر دعوائے اجتہادی ستغفر اللہ کبھی تو کتاب کا مطلب انکی سمجھ مین نہ آوے گا ؎ بے فہم اگر چشم بدوزد بکتاب + نتواند دید ردی معنی درخواب + کی غور کنند در سخن بے مغزان + غواصی بحر نیست مقدور حباب ‌ **قال** مسئلہ شہرت و نیم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ شہر والے اگر گاؤن مین اپنی قربانی بھیجدین تو انکو بعد صبح قبل نماز عید قربانی کرنی جائز ہے الخ **اقول** حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے والون کو شہر مین قبل نماز قربانی نہین چاہیے اگر اسمین حنفیہ مخالف ہوتے تو بیشک خلاف حدیث تھا اور اسکے حنفیہ خود قائل ہین کہ شہر مین قربانی درست نہین چنانچہ بخاری اور مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنوز نماز تمام نہین کی تھی کہ اتنے مین دیکھا کہ قربانی ہوگئی اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ ہنوز نماز ہوئی نہین یہان قربانی پہلے سے کرلی اس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حدیث مین جو ممانعت آئی ہے وہ شہر کی قربانی سے قبل نماز ہے اور اگر کوئی شخص شہر سے باہر مثلاً چالیس کوس بھیجکر قربانی کراوے تو اسکو حدیث کی نہی ہرگز شامل نہو گی حدیث کا مورد خاص شہر ہے اوسکو عام کرلینا فقط اپنی طرف سے مضمون خانہ زاد ہے حدیث سے بالکل یہ بات نہین پائی جاتی اسی وجہ سے حنفیہ کے یہان دو چار دس پانچ کوس کا بھی اعتبار نہین شہر ہی کا ہے تاکہ حدیث کے مخالفت کا وہم بھی نہ باقی رہے ہان اگر اتنی دور بھجوا دے جسمین قصر صلوۃ ہو تو

مسئلہ شہر والون کا گاؤن مین قربانی بھیجنا

جائز ہے چنانچہ فتاویٰ قاضی خان میں یہ شرط لکھی ہے کہ اس مقدار دور ہو جاوے جسمین نماز کا
قصر ہوتا ہے اگر پہلے نماز کے اتنی دور پہ قربانی کرا دے گا تو ہرگز خلاف حدیث نہوگا پس حدیث
کو باوجود خاص ہونے کے عام لینا اور مخالف کہدینا کمال بے انصافی ہے اور نہایت سے
بصیرتی ہے **ع** بے بصیرت را نباشد درحق و باطل تمیز کور یکسان اند عصاے سحر و اعجاز کلیم
قال مسئلہ شصت و ششم فتاوی عالمگیری مین جامع صغیر سے نقل کرکے لکھا ہے کہ عقیقہ لڑکا
لڑکے اور لڑکی دونوں کا مکروہ ہے نہ کیا جاوے الخ **اقول** ظاہر ہے کہ کراہت
سے مراد طریقہ جاہلیت کی کراہت ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ نے موطا میں لکھا ہے
اَمَّا الْعَقِيقَةُ فَبَلَغَنَا أَنَّهَا كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَقَدْ فُعِلَتْ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ
نَسَخَ الْأَضْحٰى كُلَّ ذَبْحٍ كَانَ قَبْلَهُ وَنَسَخَ شَهْرُ رَمَضَانَ كُلَّ صَوْمٍ كَانَ قَبْلَهُ وَ
نَسَخَ غُسْلُ الْجَنَابَةِ كُلَّ غُسْلٍ كَانَ قَبْلَهُ وَنَسَخَتِ الزَّكٰوةُ كُلَّ صَدَقَةٍ كَانَتْ قَبْلَهَا
كَذٰلِكَ بَلَغَنَا یعنی لیکن عقیقہ پس معلوم ہوا ہمکو کہ وہ ایام جاہلیت مین تھا اور اول اسلام میں
بھی کیا گیا پھر منسوخ کر دیا قربانی نے ہر ذبح کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کر دیا رمضان نے
ہر روزے کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کیا غسل جنابت نے ہر غسل کو کہ پہلے اوس کے تھا
اور منسوخ کیا زکوٰۃ نے ہر صدقے کو کہ پہلے اوسکے تھا اسی طرح ہمکو پہونچا ہے انتہی اور شرح
موطا میں لکھا ہے وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ اَنَّھَا مُبَاحَۃٌ یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ عقیقہ کرنا
جائز ہے انتہی پس جب سب حدیثوں میں تطبیق دیجائے گی تو بجز جواز کے اور کوئی صورت
نہوگی بلکہ امام محمد تو کہتے ہیں کہ ہمکو عقیقہ کا منسوخ ہونا پہونچا ہے سو منسوخ ہوا وجوب اسکا
ہوگا ورنہ احادیث سے جواز معلوم ہوتا ہے وجوب کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا پیر امام
صاحب نے باوجود اس حدیث سے منسوخ ہونے کے اگر مباح کہدیا تو کونسا خلاف حدیث
ہوگیا معترض صاحب کو ایسے طعن بیجا اور الزام ناروا سے کوئی نہ مانیگا بلکہ بالکل جاہل متعصب
جانیگا گویا سے خود جلا میں وہ فاضل ہے بدل ترش بیٹھیں اس سے کیا ہوتا ہے **ہ** لاف

قال دانش گرنہ پیوستہ نادان دو زیست خفتہ دائم خویش را ابید از می بینید نجات

مسئلہ شصت ونھم عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ ایک رکعت نماز وتر پڑھنی درست نہیں ہے
مسئلہ شصت و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز وتر کی تین ہی رکعت ہے الخ مسئلہ شصت ونہم ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب تین رکعت وتر پڑھے تو دو رکعت پڑھکر سلام نہ پھیرے آخر مسئلہ ہفتادم عینی شرح ہدایہ میں
لکھا ہے کہ تین رکعت وتر میں دو رکعت پڑھکر تشہد میں بیٹھے اور سلام نہ پھیرے تیسری رکعت پڑھکر سلام پھیرے **اقول**
وتر کی نسبت احادیث مختلف وارد ہوئے ہیں مگر یہ اختلاف جب تک تھا کہ جب کوئی
امر اسمیں قرار نہیں پایا تھا اور صحابہ اگرچہ اسمیں مختلف رہے مگر تین رکعت وتر بہت سے
احادیث اور آثار سے ثابت ہے چنانچہ دارقطنی میں حدیث آئی ہے قَالَ لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ اَوْتِرُوا
بِسَبْعٍ اَوْ خَمْسٍ الحدیث یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر تین نکرو سات یا پانچ
کرو انتہی حالانکہ تمام امت کا اجماع ہے کہ تین رکعت وتر کی جائز ہے اور مسلم میں عایشہ رض
کی روایت سے ہے اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ
عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنْهَا اِلَّا فِي اٰخِرِهَا
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے شب میں تیرہ رکعت پانچ اونمیں سے وتر کرتے اور
کسی رکعت میں نہ بیٹھتے مگر آخر میں انتہی اور بخاری اور مسلم میں ہے کہ ہر دو رکعت میں
سلام پھیرتے تھے اور حاکم نے عایشہ رض سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم
کی شرط پر ہے قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يُسَلِّمُ
اِلَّا فِي اٰخِرِهِنَّ یعنی کہا حضرت عایشہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر
پڑھا کرتے تھے اور سلام نہ پھیرتے مگر آخر اونکے میں انتہی اور نسائی میں ہے قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ یعنی کہا عایشہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سلام نہیں پھیرتے تھے دو رکعتوں وتر میں انتہی اور حاکم نے روایت کی ہے قِيْلَ لِلْحَسَنِ
اِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ اَفْقَهَ مِنْهُ

وَكَانَ يَنْهَضُ فِي الثَّانِيَةِ بِالتَّكْبِيْرِ یعنی کہا گیا حسن بصری رح سے کہ ابن عمر رض دو رکعتون
مین وتر کی سلام پھیرتے تھے فرمایا اونھون نے عمر رض اونسے زیادہ حدیث سمجھنے والے تھے وہ دوسری
رکعت مین تکبیر کہکر کھڑے ہو جاتے تھے (یعنی سلام نہین پھیرتے تھے) انتہی اور سکوت کرنا حاکم کا اس
حدیث کی صحت پر دال ہی اور طحاوی اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور صحیح ابن
حبان اور مستدرک مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے اول رکعت مین
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى اور دوسری مین قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور تیسری مین
قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے تھے پس اول رکعت کو وتر سے کہنا اسپر دال ہی کہ
ایک رکعت وتر نہین ہوتی ایسا ہی تیسری رکعت کو کہنا بھی اسیکا مقتضی ہی کہ تین رکعت
وتر ہین ورنہ یون آتا کہ وتر کی رکعت مین قل ہو اللہ پڑھتے تھے اور موطا مین امام محمد رح کی آیا ہی
کہ ابو ہریرہ رض سے ابو مرہ نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وتر کسطور سے پڑھتے تھے کہا
راوی نے ابو ہریرہ رض نے کچھ جواب نہ دیا پھر اوس نے سوال کیا پھر خاموش رہے پھر اوس نے
دریافت کیا فرمایا اگر کہے تو اپنا فعل بتا دون مین کیسے پڑھتا ہون جب مین عشا کی نماز
پڑھ لیتا ہون اوسکے بعد پانچ رکعتین پڑھتا ہون پھر سو جاتا ہون پس اگر رات کو اوٹھا تو
دو رکعت پڑھ لیتا ہون اور اگر صبح ہو گئی تو وتر میرے ہو گئے انتہی اس حدیث سے
بھی معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رض تین رکعت وتر کی پڑھتے تھے اور دوسری حدیث موطا مین ہی
عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض أَنَّهُ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنِّيْ تَرَكْتُ الْوِتْرَ بِثَلٰثٍ وَأَنَّ لِيْ
حُمْرَ النَّعَمِ یعنی عمر رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے نہین پسند کرتا ہون مین کہ تین
رکعت وتر کی چھوڑ دون اور میرے لیے سرخ اونٹ بعوض اوسکے ہون انتہی اور تیسری
حدیث موطا مین ہی عَنْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْوِتْرُ ثَلٰثٌ كَثَلٰثِ
الْمَغْرِبِ یعنی ابو عبیدہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے
وتر تین رکعت ہین مثل تین رکعت مغرب کے انتہی اور چوتھی حدیث موطا مین یہ ہی عن

فتح القدیر باب الوتر

مستخرج ابن ماجہ باب الوتر

مختصر

عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْوِتْرُ كَصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ یعنی عطا بن یسار سے
روایت ہی کہ فرمایا ابن عباس نے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہی انتہی اور پانچوین حدیث طحا
وین یہ ہی عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا اَجْزَاَتْ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ قَطُّ یعنی ابن مسعود
سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون نے نہین کفایت کرے گی ایک رکعت ہرگز انتہی اور مصنف ابن
ابی شیبہ مین ہی حَدَّثَنَا حَفْصٌ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ
عَلٰی اَنَّ الْوِتْرَ ثَلٰثٌ لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ یعنی حسن بصری سے روایت ہی کہ
فرمایا اونھون نے اجماع کیا ہی تمام مسلمانون نے اس امر پر کہ وتر تین رکعت ہین اونہ سلام
پھیرا جاوے مگر اخیر اونکے مین اور طحاوی مین ہی کہ ساتون فقیہ یعنی سعید بن المسیب اور عروہ
بن الزبیر اور قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور خارجہ بن زید اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور
سلیمان بن یسار اور سوا انکے بڑے بڑے فقیہ اور صالح سبکا یہی مذہب ہی کہ وتر کی تین
رکعت ہین اور سلام فقط اونکی اخیر رکعت مین ہی انتہی ملخصاً اور فتح القدیر مین ہی کہ قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز شب کی دو دو رکعت ہین پس اگر ڈر ہو صبح کا تو ایک رکعت نماز پڑھے
وہ رکعت وتر کر دیگی اوس نماز کو کہ پہلے پڑھ چکا ہی اس قول مین یہ دلالت نہین کہ وتر ایک
رکعت علیحدہ تکبیر سے چاہیے تاکہ اسکے جواب دینے کی ضرورت ہو کیونکہ اسمین ان امور سے
ہر امر کا احتمال ہی اور یہ بھی احتمال ہی کہ وقت خوف صبح کے ایک رکعت متصل پڑھ لی لیکن یہ
حدیثین اون صریح حدیثون کے کہان مقابل ہین جو ہم بیان کر چکے اور سوا اسکے اور بہت
حدیثین ہین کہ بوجہ طول کے ہمنے ترک کر دین حالانکہ اکثر صحابہ تین ہی رکعت کے
قائل ہین امام طحاوی نے کہا ہی کہ ابو خالد سے ہمکو حدیث پہونچی کہ کہا اونھون نے کہ پوچھا ابو العالیہ
سے وتر کو دریافت کیا اونھون نے کہا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تعلیم کی ہی
کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہی یہ وتر شب کے اور وہ دن کے اور دوسری حدیث ثابت سے ہمکو
پہونچی کہ انس سے [illegible] جانب تہا اور ام ولد اونکی پیچھے ہمارے تہی

کہ سلام پھیر اگر آخر رکعت مین انتہی مختصراً ان احادیث سے معلوم ہوگیا کہ وتر کے
تین رکعت ہین زیادہ اور کم نہین اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ دو رکعتون مین وتر کے سلام پھیرنا نہین
چاہیے اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ دو رکعتون مین فقط تشہد کے واسطے بیٹھنا چاہیے غرض کہ
تین رکعت وتر کی اسقدر کثرت سے روایات ہین کہ اگر اختصار منظور نہوتا تو اوسکی تفصیل مین
ایک دفتر ہوجاتا ع دربند آن مباش کہ مضمون نمانده است صد سال می توان سخن از زلف
یار گفت **قال** مسئلہ ہشتاد و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جو شخص مالک نصاب ہو
یعنی جسکے پاس ساڑھے باون روپے چہرہ شاہی یا اسقدر چاندی نہو تو اوسکو زکوۃ دینی
درست ہے اگرچہ تندرست ہو اور کسب کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو الخ **اقول** جای
غور اور مقام افسوس ہے کہ معترض صاحب نے حدیث کے معنی محض اسیوجہ سے کہ امام صاحب کی
مخالفت ہوجائے بدل دیے واہ ری جرأت ع بار ازین گیاہ ضعیف این گمان نبود چونکہ
اون دو شخصون نے سوال کیا تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دیکھا تو تندرست
پایا پس سوال کرنا اونکا ناگوار گذرا کہ قوی آدمی کو سوال درست نہین اور یہی معنی اس ارشاد کے ہین کہ
غنی کو اور قوی کو صدقہ حلال نہین یعنی سوال کرکے صدقہ لینا تو درست ہی نہین ورنہ اگر قوی
کو زکوۃ دینا حرام اور ناجائز ہوتا اور زکوۃ اوس سے ادا نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یون نہ
فرماتے کہ اگر چاہو تو زکوۃ دے دون اس کی تفسیر معترض صاحب نے بوجہ تعصب یون کی
کہ اگر حرام کی چاہ ہو تو دے دون کیا خوب امام صاحب کے اثبات مخالفت مین ایسے محو
ہوے کہ یہ بھی خیال نہ رہا کہ انبیا کی طرف فعل حرام کی نسبت ہوجائے گی خیر کچھ ہو مگر مخالفت تو
بار دنکے ہاتھ سے بچ نہ سکے ع شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی + گو مشت خاک ما ہم برباد
رفتہ باشد حدیث مین زکوۃ دینے کا جواز برابر معلوم ہوتا ہے حرام فقط آپنے نکالا ہے حدیث
کے بالکل مخالف ہے کیا ایسے معنی کرنے کمال بے ادبی ہے علاوہ اسکے کسی لفظ سے ان معنون کا
استنباط نہین ہوسکتا البتہ فقط سوال کی حرمت نکلتی ہے اور زکوۃ دینا اسی حدیث سے

قوی شخص کو جائز معلوم ہوتا ہی مذہب حنفیہ کی تائید کے حدیث آپنے تصرف کرکے اور لفظ حرام اپنی
طرف سے زیادہ کرکے کیون لکھدی شاید یہ بھی کسی حدیث مین آیا ہوگا نعوذ باللہ مِن
اَنَّ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ آپکو یہ حدیث نہین پونہچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہین کہ جو شخص جھوٹ بات مجھپر لگاوے تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین کرلے چنانچہ کذابون اور
مفتریون کی وعیدین بہت سی حدیثین اول کتاب مین ہمنے لکھدین کچھ تو لکھتے وقت اپنے
خدا کا خوف کیا ہوتا اگر سو مسلون مین سے ایک کم ہوجاتا تو کونسا عتاب الٰہی نازل ہوتا
اور اس جھوٹ کے نہ کہنے سے کونسا الزام آتا بلکہ اب تم اس دروغ گوئی کی بلا مین مبتلا ہوگئے
؎ خرد چو آخر لفظ دروغ بنید غین ٭ بداند اینکہ دروغ عاقبت ہزار بلاست ٭ حاصل کلام
یہ ہی کہ اس سے جواز معلوم ہوتا ہی اور جسقدر حدیثین اسمین وارد ہوئی ہین سب مین کلام اور
ضعف ہی چنانچہ علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین اسی مقام پر مفصل بیان کیا ہی ترمذی[له] مین
ہی وَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ قَوِيًّا مُحْتَاجًا وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ اَجْزَئَ
مِنَ الْمُتَصَدِّقِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَوَجْهُ هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ
عَلَى الْمَسْئَلَةِ یعنی جب آدمی قوی اور محتاج ہو اور کوئی شی اوسکے پاس نہووین کوہ دیجاوے
اوسکو کافی ہوجاوے گی زکوۃ دینے والے سے نزدیک اہل علم کے اور وجہ اس حدیث
کی نزدیک بعض اہل علم کے اوپر سوال کے ہی انتہے یعنی صدقے سے مراد یہ ہی کہ سوال کرکے
صدقہ لینا درست نہین اور فتح القدیر[له] مین ہی وَالْجَوَابُ اَنَّ الْحَدِيْثَ الثَّانِيَ دَلَّ عَلٰى اَنَّ
الْمُرَادَ حُرْمَةُ سُؤَالِهِمَا لِقَوْلِهٖ وَاِنْ شِئْتُمَا اَعْطَيْتُكُمَا فَلَوْ كَانَ الْاَخْذُ مُحَرَّمًا
غَيْرَ مُسْقِطٍ عَنْ صَاحِبِ الْمَالِ لَمْ يَفْعَلْهُ یعنی اور جواب یہ ہی کہ حدیث دوسری اسپر
دلالت کرتی ہی کہ مراد ان دونون کے سوال کی حرمت ہی بسبب فرمانے آپکے اگر چاہو تم دون
مین تمکو اگر لینا حرام ہوتا اور اس سے زکوۃ ادا نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو نکرتے
انتہی پس معلوم ہوا کہ موافق آیت اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ الآیۃ اور مطابق اس حدیث کے

[له] ترمذی صفحہ [illegible]
[له] فتح القدیر [illegible]

تندرست محتاج کو زکوٰۃ درست ہی **قال** مسئلہ ہفتاد و دوم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ تیمم مین دو ضربین ہین ایک ضرب تو مونھہ کے لیے اور ایک ضرب کہنیون تک ہاتھون کے لیے الخ **اقول** حاکم اور دارقطنی نے روایت کی ہی اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِلذِّرَاعَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تیمم ایک ضرب واسطے مونھہ کے ہی اور ایک ضرب واسطے ہاتھون کے کہنیون تک انتہی کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہی اور کہا دارقطنی نے اس حدیث کے سب رجال ثقہ ہین اور طبرانی مین روایت ہی اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو ضرب ہین ایکبار مونھہ کے لیے اور ایکبار ہاتھون کے لیے کہنیون تک ہی انتہی اور مسند بزار مین روایت ہی اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ فِی التَّیَمُّمِ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو ضرب ہین ایکبار مونھہ کیواسطے اور ایکبار ہاتھون کے واسطے کہنیون تک ہی انتہی اور ابوداود مین ہی عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ اَنَّہٗ کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّھُمْ تَمَسَّحُوْا وَھُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالصَّعِیْدِ لِصَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَضَرَبُوْا بِاَکُفِّھِمُ الصَّعِیْدَ ثُمَّ مَسَحُوْا وُجُوْھَھُمْ مَسْحَۃً وَاحِدَۃً ثُمَّ عَادُوْا فَضَرَبُوْا بِاَکُفِّھِمُ الصَّعِیْدَ مَرَّۃً اُخْرٰی فَمَسَحُوْا بِاَیْدِیْھِمْ یعنی عمار بن یاسر سے روایت ہی کہ صحابہ نے مسح کیا درحالیکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھی مٹی سے نماز صبح کیواسطے پس ہاتھو کو مٹی پر مارا پھر مسح کیا مونھہ کا ایکبار پھر دوبارہ ہاتھون کو مٹی پر مارا پس اپنی ہاتھون پر مسح کیا انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور اصحاب کو طریقہ تیمم کا کہ دو ضربین ہین معلوم تھا فقط عمار بن یاسر کو معلوم نہ تھا کہ جنابت مین بھی دو ضربین ہوتی ہین یا کل بدن پر مٹی ملتے ہین

اس لیے فقط واسطے تعلیم کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو طریقہ اوسکا بتلایا تا اونکے فعل سے
امتیاز ہوجاوے کل باتین تیمم کی نہین بتلائین چنانچہ امام نووی نے اس کی تصریح شرح
مسلم کی کتاب التیمم مین کردی ہے پس چونکہ اسمین یہ احتمال ہے اس لیے صریح حدیثین صحیح جسمین دو ضربین
مذکور ہین کیونکر ترک ہوسکتی ہین طحاوی مین ہے عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَاہُ رَجُلٌ
فَقَالَ اَصَابَتْنِی جَنَابَةٌ وَاِنِّی تَمَعَّکْتُ فِی التُّرَابِ فَقَالَ اِضْرِبْ هٰکَذَا فَضَرَبَ
بِیَدَیْهِ اِلَی الْاَرْضِ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ بِیَدَیْهِ اِلَی الْاَرْضِ فَمَسَحَ بِیَدَیْهِ
اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ وَقَالَ هٰکَذَا التَّیَمُّمُ یعنی ابو الزبیر جابر رض سے روایت کرتے ہین کہ اونکے پاس
ایک شخص آیا پس کہا اوسنے مجھکو جنابت پہونچی اور مین خاک مین لوٹا پس کہا اونھون نے کیا تو
گدھا ہوگیا جسطرح وہ لوٹتا ہے اوسیطرح تو لوٹا پس دونون ہاتھ اپنے جابر رض نے زمین پر مارے
پھر مونھ پر ملے پھر دونون ہاتھ زمین پر مارے پھر دونون ہاتھون کو کہنیون تک ملا اور فرمایا
تیمم ایسے کرتے ہین انتہی اور طبرانی کی معجم اوسط مین ہے کہ جنگل کے رہنے والے لوگ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا اونھون نے کہ ہم لوگ ریت مین تین تین چار چار
مہینے قیام کرتے ہین اور ہم لوگون مین جنب اور حائض اور نفسا ہوجاتے ہین اور ہمکو پانی نہین ملتا ہے
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے تیمم کرو پھر اپنے اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا ایک ضرب مونھ
کیواسطے پھر دوسری ضرب زمین پر لگائی پس ہاتھون کو کہنیون تک ملا انتہی ان سب احادیث سے
ثابت ہوا کہ تیمم کی دو ضربین ہین اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے مطابق حدیث کے نہ مخالف **قال** مسئلہ سولہ ہفتاد و سوم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ مدت رضاعت کے اندر خواہ بچہ تھوڑا دودھ پیے خواہ بہت پیے حرام کرتا ہے الخ
اقول فتح القدیر مین ہے وَالْجَوَابُ اَنَّ التَّقْدِیْرَ مُطْلَقًا مَنْسُوْخٌ صَرَّحَ بِنَسْخِهٖ اِبْنُ عَبَّاسٍ
حِیْنَ قِیْلَ لَهٗ اِنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ الرَّضْعَةَ لَا تُحَرِّمُ فَقَالَ کَانَ ذٰلِکَ ثُمَّ نُسِخَ وَ
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ آلَ اَمْرُ الرَّضَاعِ اِلٰی اَنَّ قَلِیْلَهٗ وَکَثِیْرَهٗ یُحَرِّمُ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْقَلِیْلَ یُحَرِّمُ
یعنی جواب یہ ہے کہ تقدیر مطلقاً منسوخ ہے تصریح کی اوسکے نسخ کی ابن عباس رض نے جبکہ اونسے کہا گیا کہ آدمی کہتے ہین

کہ ایکبار دودھ پینا حرام نہیں کرتا فرمایا پہلے تھا پھر منسوخ ہو گیا اور ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون
نے رجوع کیا امر رضاع نے طرف اسکے کہ تھوڑا اور بہت حرام کر دیتا ہی اور ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ
قلیل رضاع حرام کر دیتا ہی انتہی اور عقود الجواہر المنیفہ مین لکھا ہی أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ
عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ قَلِيلُهُ
وَكَثِيرُهُ كَذَا رَوَاهُ الْإِمَامُ أَبُو يُوسُفَ عَنْهُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
کہ رضاع سے وہ شی حرام ہو جاتی ہی جو نسب سے حرام ہوتی ہی قلیل رضاع ہو یا کثیر ہو البیہقی روایت کیا
اس حدیث کو امام ابو یوسف نے انتہی اور استذکار مین لکھا ہی کہ یہی قول علی اور ابن مسعود اور
ابن عمر اور ابن عباس اور ابن المسیب اور حسن بصری اور مجاہد اور عروہ اور عطا اور طاوس اور مکحول
اور زہری اور قتادہ اور حکم اور حماد اور ابو حنیفہ اور مالک اور اونکے اصحاب اور ثوری اور لیث
اور اوزاعی اور طبری کا ہی انتہی اور لیث نے کہا ہی کہ مسلمانون نے اسپر اجماع کیا ہی کہ تھوڑا دودھ
پینا اور بہت پینا حرام کر دیتا ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ کی حدیث منسوخ ہی

قال مسئلہ ہفتاد و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے قاضی کے
حکم دینے کے بعد جسکی چوری ہوئی وہ اپنی چیز اگر چور کو بخش دے تو قاضی کو اوسکا ہاتھ کاٹنا جائز
نہیں الخ **اقول** اس حدیث سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ صفوان بن امیہ نے اوس چادر کو دیدیا
تھا اور سارق کو سونپ بھی دیا تھا تا کہ مسئلہ حنفیہ کا اس حدیث سے مخالف ہو کیونکہ ہدایہ مین تو
شرط لکھی ہی کہ جب اوسکو تسلیم کر دے گا اسوقت ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اگر یہ صورت معترض
صاحب ثابت کر دین کہ اونکو تسلیم کر دیا ہو تو ہم بھی تسلیم کرین گے علاوہ اسکے یہ حدیث مضطرب ہے
اور اضطراب باعث ضعف ہوتا ہی چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی وَلَمْ يَثْبُتْ أَنَّهُ سَلَّمَهُ إِلَيْهِ
فِي الْهِبَةِ ثُمَّ الْوَاقِعَةُ وَاحِدَةٌ فَكَانَ فِي هَذِهِ الزِّيَادَةِ اضْطِرَابٌ وَالِاضْطِرَابُ
مُوجِبٌ لِلضَّعْفِ وَيَحْتَمِلُ كَوْنُ قَوْلِهِ هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ وَكَانَ بَعْدَ الدَّفْعِ إِلَيْهِ

وَفِي ذَٰلِكَ لَا يَكُونُ مِلْكًا لَهُ قَبْلَ الْقَبْضِ يعنی اور نہین ثابت ہی یہ امر کہ اونھون نے اوسکو ہبہ مین سپرد کیا ہو اور واقعہ ایک ہی پس اس زیادتی مین اضطراب ہی اور اضطراب موجب ضعف ہی اور احتمال ہی کہ صدقہ کہنا اونکا بعد ملجانے چادر کے ہو اور اسمین ملک قبض سے پہلے نہین ہوگی انتہی پس مسئلہ ہدایہ کا حدیث کے کیونکر مخالف ہوسکتا ہی معترض صاحب اپنے ذہن مین ایک بات خلاف حدیث متعین کر لیتے ہین اور بے دھڑک حکم مخالفت کا لگا دیتے ہین فقط مخالفت اونکے ذہن نارسا کی ہی فی الواقع تو مخالفت ہرگز نہین عقلا اسکو خوب جانتے ہین اور معترض صاحب کی دھوکے بازیان بھی بخوبی پہچانتے ہین کہ معترض صاحب کی آنکھون پر تعصب اور حسد کا پردہ پڑا ہوا ہی خواہی نخواہی بنے یا نہ بنے زبردستی ہر مسئلے مین الزام مخالفت حدیث کا لگا دیتے ہین درحقیقت الزام سفاہت اور جاہلیت کا اپنے اوپر لیتے ہین ؎ بھلا اسمین کسی کا جرم کیا ہی نصیبون سے سمجھے اپنے گلا ہی

قال مسئلہ شامی و بحر و شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ سواے نماز وتر کے اور نمازون مین دعاے قنوت پڑھنی جائز نہین الخ

اقول احادیث مین دونون صورتین وارد ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز مین قنوت پڑھا ہی اور نہین بھی پڑھا ہی پس جو حدیثین اس قسم کی ہین کہ جنمین تصریح اس امر کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت پڑھا تھا یا وقت حدوث حادثے کے پڑھتے تھے ان احادیث کی مفسر ہوجاوینگی پس معلوم ہوا کہ جن احادیث مین قنوت پڑھنا ثابت ہوتا ہی اوس سے یہ مراد ہی کہ وقت حدوث حوادث کے پڑھتے تھے اور جن مین قنوت کی نفی ہی اوس سے مراد یہ ہی کہ بلا حدوث کسی امر کے نہین پڑھتے تھے اور یہی مذہب حنفیہ کا ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ قَطُّ إِلَّا شَهْرًا وَاحِدًا لِأَنَّهُ حَارَبَ حَيًّا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَنَتَ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ یعنی نہین قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر مین ہرگز مگر ایک ماہ اسلیے کہ آپ ایک قبیلہ مشرکین سے محارب تھے قنوت پڑھتے تھے اونپر بددعا کرتے تھے انتہی کما علیہ

مسئلہ قنوت

مسئلہ قنوت

ابن ہمام نے فہذا الحدیث لاغبار علیہ یعنی اس حدیث میں کچھ غبار نہیں یعنی صحیح الاسناد ہے انتہی اور مسلم میں ہے عن عاصم عن انس قال سألتہ عن القنوت قبل الرکوع او بعد الرکوع فقال قبل الرکوع قال قلت فان ناسا یزعمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنت بعد الرکوع فقال انما قنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شھرا یدعو علی اناس قتلوا اناسا من اصحابہ یقال لھم القراء یعنی انس سے مین نے دریافت کیا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا بعد رکوع کے فرمایا کہ پہلے رکوع کے مین نے کہا آدمی گمان کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رکوع کے قنوت پڑھا ہے فرمایا نہین قنوت پڑھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک مہینہ (یعنی رکوع کے بعد) بد دعا کرتے اون لوگون پر جنھون نے آپکے صحابہ مین سے اون لوگون کو قتل کیا تھا جنکو قاری کہتے تھے انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قنوت قبل رکوع کے تھا اور عاصم بن سلیمان سے روایت ہے کہ ہمنے انس رض سے کہا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز مین قنوت پڑھتے تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہین نہین قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ بد دعا کرتے تھے قبیلون پر مشرکین کے انتہی اور کتاب القنوت مین انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے مگر جسوقت کسی کے واسطے دعا کرتے یا کسی پر بد دعا فرماتے انتہی علامہ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ سند اس حدیث کی صحیح ہے اسیوجہ سے انس رض صبح کی نماز مین قنوت نہین پڑھتے تھے چنانچہ طبرانی نے غالب بن فرقد سے روایت کی ہے کہ مین انس رض کے ہمراہ دو مہینے تک رہا پس صبح کی نماز مین اونھون نے قنوت نہ پڑھا اور ابن حبان نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے فجر مین مگر جبکہ دعا کرین یا بد دعا انتہی اور اس حدیث کی بھی سند صحیح ہے اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی نے ابومالک سعد بن طارق سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے روایت

کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت
پڑھا اور ابو بکر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا اور عمر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا
اور عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا اور علی رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا
پھر فرمایا بیٹا تحقیق یہ بدعت ہی انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظ
نے سند اس حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہی انتہی اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس اور
ابن الزبیر رض سے روایت کی ہی کہ وہ صبح کی نماز مین قنوت نہین پڑھتے تھے اور ابو بکر رض اور عمر رض
اور عثمان رض نے بھی ایسی روایت کی ہی انتہی اور امام محمد رح نے کتاب الآثار مین اسود بن یزید
سے روایت کی ہی کہ مین عمر رض کے ہمراہ سفر اور حضر مین دو برس تک رہا پس دیکھا مین نے اونکو قنوت
پڑھتے فجر مین انتہی اور ابن ابی شیبہ نے علی رض سے روایت کی ہی کہ جب اونھون نے فجر مین قنوت
پڑھا تو لوگون نے اونپر انکار کیا پس فرمایا کہ ہمنے اپنے عدو پر مدد چاہی تھی انتہی اور اوسمین یہ بھی ہی
کہ یہ امر آدمیون کو منکر معلوم ہوا اور آدمی یا تو صحابہ تھے یا تابعین پس معلوم ہوا کہ ابو داؤد اور
ترمذی اور مسلم مین جو روایت ہی وہ اوسوقت کی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے واسطے
دعا یا بد دعا کرتے تھے کیونکہ ایسی صریح حدیثین نہایت صحیح اوسکی تفسیر واقع ہوئی ہین یا علی
القیاس ابو داؤد مین انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھا ہی
اور بعد رکوع کے پڑھا ہی اسی پر محمول ہی کہ ایک مہینہ یا بوقت ضرورت ایسا واقع ہوا اور نہ انس رض
سے خود مسلم کی حدیث مین ثابت ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع قنوت فقط
ایک مہینہ پڑھا تھا اور یہ بھی اونسے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت نہین
پڑھتے تھے اور خود انس رض نے بھی نہین پڑھا پس امام صاحب تو حدیث کے موافق رہے مگر
بعض صاحب مخالف ہو گئے ف تم ہمکو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہی + **قال** مسئلہ ہفتاد
وششم عینی شرح ہدایہ مین محیط سے نقل کرکے لکھا ہی کہ وتر بیٹھکر پڑھنے بھی اور سواری پر پڑھنے
بھی جائز نہین ہی انتہی **اقول** طحاوی مین اسناد صحیح سے روایت ہی عن نافع عن

ابن عمر انہ کان یصلی علی راحلتہ و یوتر بالارض و یزعم ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل کذالک یعنی نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہیں
کہ وہ نماز سواری پر پڑھتے تھے اور وتر زمین پر اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایسا ہی کیا کرتے تھے انتہی اور عقود الجواہر میں ہے ابو حنیفۃ عن حماد عن مجاہد
انہ صحب عبد اللہ بن عمر من مکۃ الی المدینۃ و یصلی علی راحلتہ یومی
ایماء الا المکتوبۃ والوتر فانہ کان ینزل لھما یعنی مجاہد سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ
بن عمر کے ساتھ مکے سے مدینے تک رہے نماز پڑھتے تھے اپنی سواری پر اشارے سے مگر
فرض اور وتر پس تحقیق ان دونوں کے واسطے نیچے اوترتے تھے انتہی پس تطبیق دونوں
حدیثوں میں یوں کیجائے گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کی وجہ سے مثل کیچڑ پانی
وغیرہ کے سواری پر وتر پڑھی ہو کیونکہ واقعہ حال ہے عام نہیں پانی کیچڑ کے عذر میں تو فرض نماز
بھی سواری پر جائز ہے یا قبل ورود تاکید کے پڑھی ہو اس لیے کہ وتر بعد نماز پنجگانہ کے واجب
ہوگئی ہے پس دونوں حدیثوں میں تناقض نہ ہوگا اور علامہ طحاوی نے بعد تفصیل احادیث کے شرح معانی
الآثار میں لکھا ہے فمن ھذہ الجھۃ عندی ثبت نسخ الوتر علی الراحلۃ یعنی
اسی وجہ سے میرے نزدیک وتر کا سواری پر پڑھنا منسوخ ہوگیا انتہی **قال** مسئلہ ہفتاد
وہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کسی سے فجر کی سنتیں نہ پڑھی گئی ہوں تو پڑھنا
انکا اوسکو نہ تو بعد فرض صبح قبل نکلنے آفتاب کے جائز ہے اور نہ بعد نکلنے آفتاب کے جائز ہے الخ

اقول مسلم میں عمرو بن عبسہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں
تشریف لائے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے کہ وقت جانماز کا آپ
بتلا دیجیے فرمایا صبح کی نماز پڑھکر پھر تھم جا نماز سے یہاں تک کہ آفتاب طلوع کرے انتہی اور
فتح القدیر میں ہے کیونکہ سنتیں بعد نماز فجر محض نفل ہوگئی ہیں بنا بر اسکے کہ حدیث اون کے
واسطے وارد نہیں ہوئی ہے یا وارد ہی تو وہ معارض ہے بخاری اور مسلم کی حدیث کے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد صبح کی نماز کے ممانعت فرمائی ہے جب تک کہ آفتاب نہ نکل آوے پس حدیث صحیحین
کی اوس حدیث پر مقدم ہوگی جیسا کہ ابھی ہم ذکر کر چکے ہین انتہی علاوہ اس کے ان دونون حدیثون
مین جو معترض صاحب نے لکھی ہین محدثین کو کلام ہے چنانچہ ترمذی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ اونکے نزدیک یہ حدیث قابل حجت نہین اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ یہ
حدیث ثابت نہین قطع نظر اسکے حدیث نہی کی مقدم ہوتی ہے خصوصًا اوس وقت کہ دوسری حدیث
جس سے جواز ثابت ہوتا ہے ایسی ثابت نہین جیسے کہ حدیث نہی کی قوت رکھتی ہے پس بعد نماز
صبح کے سنتون کا پڑھنا خلاف احتیاط ہے **قال** مسئلہ ہفتاد وہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہے کہ استسقا مین جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی سنت نہین ہے الخ مسئلہ ہفتاد ونہم ہدایہ
وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ نماز استسقا مین چادر پلٹ کر اوڑھنی امام کو بھی اور قوم
کو بھی سنت نہین ہے مسئلہ ہشتادم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ استسقا مین خطبہ نہین
الخ **اقول** فتح المنان مین لکھا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک استسقا دعا اور استغفار ہے
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ
مِدْرَارًا یعنی طلب مغفرت کرو پروردگار اپنے سے وہ بخشنے والا ہے بھیجتا ہے ابر کو تم پر برسنے
والا علاوہ اسکے اکثر حدیثون مین طریقے استسقا کے مرقوم ہین اونمین نماز نہین ہے مگر
ایک صورت مین فقط نماز ثابت ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ
تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ حدیث مع تمام خصوصیات اپنی کے حد صحت
کو نہین پہونچی یا خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور سنت وہ ہے جسپر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی کی ہو مگر کبھی ترک بھی کر دیا ہو اور یہان نماز کا نہ پڑھنا زیادہ ہے فقط نماز تو
ایک دفعہ پڑھی ہے اور یہ حدیث بھی صحیح ہے کہ عمر نے استسقا کیا اور فقط دعا مانگی اور استغفار
کیا اور نماز نہین پڑھی اگر نماز مسنون ہوتی عمر ترک نہ کرتے حالانکہ یہ امر صحابہ کے روبرو
کیا گیا اور عمر کا نہ جاننا باوجود عموم بلوے کے اور قرب زمانہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعید ہی اور باوجود جاننے کے ترک کر دینا اور بھی بعید ہی اور پھر صحابہؓ کا تنبیہ نکرنا نہایت مستبعد ہی اور
امام صاحب کی مراد اس قول سے کہ استسقا مین جماعت نہین یہ ہی کہ جماعت مع خصوصیات
دوسری کے مسنون نہین ورنہ اگر ہر شخص نماز پڑھیگا بطور نفل کے اور دعا اور استغفار کرلیگا تو جائز
ہی بلکہ مستحسن ہی اور احادیث جو استسقا مین مروی ہین اضطراب سے خالی نہین اور اکثر طرق
جنمین خصوصیات اور کیفیات مذکور ہین خالی از ضعف نہین پس امام صاحب نے اوسکا خلاصہ اور
مقصود اصلی جو دعا اور استغفار ہی اخذ کر لیا ہی اور نماز کو سوای جماعت اور خطبہ جائز رکھا ہی بوجہ اخذ
اونکے کے امر متیقن کو اور فتوی نزدیک حنفیہ کے صاحبین کے قول پر ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے فعل سے خطبہ اور جماعت ثابت ہی اور خصوصیت کی کوئی دلیل نہین پائی جاتی انتہی اور فتح القدیر
مین ہی کہ چادر پلٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور نیک فالی کے تھا چنانچہ اسکی تصریح مستدرک حاکم
جابرؓ کی روایت سے آئی ہی اور وہ صحیح حدیث ہی فرمایا اونہون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
چادر اسلیے قلب کی تا کہ قحط سالی منقلب ہو جاے اور طوالات طبرانی مین انسؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو پلٹا تا قحط سالی بدلکر ارزانی ہو جاے اور مسند اسحٰق مین ہی کہ چادر کا قلب
اسوجہ سے تھا کہ سختی آسانی کیطرف منقلب ہو جاے اور کتب اربعہ سے جو حدیث ابن عباسؓ کی روایت
سے وارد ہی اگر وہ خطبہ پر دلالت نکرے تو کوئی اشکال نہین ورنہ ترمذی نے اوسکو صحیح کہا ہی مگر حاکم نے اسپر سکوت
کیا ہی اور سکوت اونکا ضعف پر اس حدیث کے دلالت کرتا ہی اور حافظ منذری نے اسکو مرسل کہا
ہی اور مسند امام احمد مین جو روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی کہ استسقا کیواسطے تشریف
لائے پس نماز قبل خطبہ کے شروع کی اور امام احمدؒ نے خطبہ کو استسقا مین مسنون نہین کہا ہی تو معلوم ہوا
کہ یہ حدیث اونکے نزدیک ضعیف ہی اور تو نے معلوم کر لیا ہی کہ حدیث کا ضعیف ہونا اسپر موقوف
نہین کہ بعض راوی اوسکے ضعیف ہوا کرین بلکہ علتین ضعف حدیث کی اور بہت ہین انتہی مختصراً
خلاصہ تحریرات یہ ہی کہ امام صاحب طریقہ مسنون ہونے کا انکار کرتے ہین اور فی الواقع جب طریقہ
مسنون کے یہ معنی ہونگے کہ اکثری ہو تو بیشک استسقا مین اکثر تو دعا اور استغفار فقط احادیث

مین وارد ہی ورنہ عمر رضہ اگر یہ طریقہ اکثری ہوتا تو ہر گز ترک نکرتے اور صحابہؓ ضرور متنبہ کر دیتے پس بیچ
دینا دعا اور استغفار کا اور نماز نہ پڑھنا عمر رضہ کا اور صحابہؓ کا سکوت کرنا اس پر دال ہی کہ طریقہ مسنو
یہی ہی وہ نہین گو فقط جواز اوسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہو گیا ہی وضو مین
بھی تو آخر ایک ایک بار اور دو دو بار دھونا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی مگر مسنون
وہی ہی جو اکثر تین تین بار اعضا کو دھویا ہی پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کی جو غرض ہی وہ حدیث
کے مطلق مخالف نہین حاشا و کلا مع ہذا چونکہ حنفیہ کو ثابت ہو گیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے خطبہ اور جماعت کے ساتھ پڑھی گو ایکبار ہی اسلیے صاحبین کے مذہب پر فتوی ہی اور حنفیہ جب
نماز استسقا پڑھتے ہین تو جماعت اور خطبہ اور قلب ردا کرتے ہین مگر یون کہنا کہ فلانے مجتہد نے خلاف
کیا محض خطا ہی اگر اختلاف ماخذ نہوتا تو بیشک اختلاف ایمہ نہوتا اور اختلاف ماخذ بوجہ وسعت شفقت
کے رکھا گیا ہی ورنہ شارع سے دفع اختلاف کی تدبیر ممکن تھی اور اس اختلاف مین بندونکو واسطے بڑی بڑی
مصلحتین ہین ع دم در احکام شریعت مزن از راہ خطا ٭ ہر چہ رو داد ز شارع ہمہ خیر ست وصواب
قال مسئلہ ہشتاد و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ عورت خواہ ثیبہ ہو خواہ باکرہ نئی ہو خواہ پرانی باری
مین برابر ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو
کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابی قلابہ رضہ سے الخ **اقول** مذہب امام صاحب کا اس مقام پر قرآن
وحدیث سے ماخوذ ہی اعتراض مخالفت کتاب وسنت کا اوسپر نہین ہو سکتا ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد اور حاکم نے ابو ہریرہ رضہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جس شخص کی دو عورتین ہون پس مائل ہو طرف ایک کے تو قیامت کے دن وہ شخص آویگا
اس حال مین کہ ہونہ اوسکا ٹیڑھا ہوگا انتہی اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ مین عائشہ رضہ
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسمت کرتے اور برابر کرتے اور فرماتے خدایا یہ تقسیم ہی جو
میرے اختیار مین ہی پس غیر اختیاری مین مجکو ملامت نکر یعنی بعض سے قلب کی اختیاری مائل
ہی انتہی اور خدا تعالی فرماتا ہی فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً یعنی پس اگر خوف کرو تم کہ عدل

نہین ہوسکیگا تو ایک ہی عورت کرو انتہی پس معلوم ہوا کہ ازواج مین خواہ باکرہ ہون خواہ ثیبہ برابری چاہیے
اور جس حدیث مین شروع نکاح مین باکرہ کیواسطے سات روز اور ثیبہ کیواسطے تین روز ہین حنفیہ اسکا انکار
نہین کرتے مگر یہ کہتے ہین کہ جتنے دن اسکے پاس رہیگا اوتنے ہی روز پہلی کے پاس رہنا پڑیگا ورنہ خلاف حدیث
اور قرآن لازم آئیگا اور مسلم کی حدیث جو وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رض سے نکاح کیا اور تین روز
تک رہے اور فرمایا اگر چاہو تو سات دن رہون مگر سات سات دن اور ون کے پاس بھی رہونگا انتہی اس سے
یہ نہین معلوم ہوتا اگر تین دن رہینگے تو دوسری ازواج کے پاس بھی تین تین روز قیام نہوگا بلکہ یہ فرمانا آپ کا
پھر اور ونکے پاس بھی اسیقدر رہونگا صریح دلالت کرتا ہی کہ برابری چاہیے البتہ بوجہ ابتدای نکاح کے باکرہ کے پاس
سات روز کی اجازت اور ثیبہ کے پاس تین روز کی دی گئی ہی اس حدیث سے خواہ مخواہ زبردستی یہ اخذ کرنا کہ
دوسری کو اسقدر استحقاق نہوگا خالی تعصب اور سوء فہمی سے نہین جای انصاف ہی کہ خود عقل سے خالی ہون
اور اہل الرای یعنی عقلا پر اعتراض کرین اور مخالفت حدیث کا الزام دین حال آنکہ جب ظاہر یہ کو سمجھ ہی نہین
تو پھر مطلب حدیث کو موافق مقصود قائل کے کیونکر سمجھین گے ہ جا داوند خرد را بست تا دانی غرض قائل و قصد متکلم
اینست ۔ **قال** مسئلہ ہشتاد و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ مدعی کو قسم نہ دیجاوے اور یہ مذہب
امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان دو حدیثونکا پہلی حدیث مسلم اور ابوداود اور
نسائی مین روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا
قسم اور گواہ پر اور کہا اسناد اسکی جید ہی دوسری حدیث ترمذی مین روایت ہی جعفر بن محمد رضی اللہ تعالی
عنہ سے کہ نقل کی اونسے اپنے باپ نے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ قسم کے ساتھ ایک گواہ کے
کہا اور حکم کیا ساتھ اسی کے حضرت علی رض نے بیچ تمہارے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث اصح ہی **اقول**
مسلم مین ابن عباس رض کی روایت سے حدیث آئی ہی اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ یُعْطَی النَّاسُ
بِدَعْوَاھُمْ لَادَّعٰی نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَّاَمْوَالَھُمْ وَلٰکِنَّ الْیَمِیْنَ عَلَی الْمُدَّعٰی عَلَیْہِ تحقیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اگر آدمی موافق دعوی اپنے کے دیے جاوینگے تو آدمیون کی جان و مال کا
دعوی کر بیٹھینگے ولیکن قسم مدعا علیہ پر ہی انتہی اور بیہقی مین ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیکن گواہ لانے مدعی پر ہین اور قسم کھانی مدعا علیہ پر ہی انتہی اور اللہ تعالی
فرماتا ہی وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ یعنی دو مرد
گواہ طلب کرو پس اگر دو مرد نہون تو ایک مرد اور دو عورتین ہون انتہی اور شاہد اور یمین کی حدیث کو
علامہ زیلعی نے لکھا ہی کہ یحیی بن معین نے اسکو رد کیا ہی اور سہیل نے اسکا انکار کیا ہی پس بعد انکار راوی کے
حجت نہین ہو سکتی علاوہ اسکے یہ بھی احتمال ہی کہ معنی اس حدیث کے یہ ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایکبار فقط جنس شاہد سے حکم کر دیا اور کبھی یمین سے حکم کیا پس اس حدیث سے دونونکا جمع کرنا ایک
شخص مین نہین پایا گیا اور مثال اسکی ایسی ہی جیسے کہا جاتا ہی کہ زید گھوڑے اور خچر پر سوار ہوا اور مراد
علی التعاقب ہوتی ہی اور اگر تسلیم بھی کیا جاوے کہ یہ حدیث جمع کو مقتضی ہی مگر مدعی کی یمین پر کہان سے
دلالت کرتی ہی بلکہ جائز ہی کہ قسم مدعا علیہ کی مراد ہو اور ہم اسکے قائل ہین اسلیے کہ ایک گواہ کا اعتبار نہین
عدم و وجود اوسکا برابر ہی پس مدعا علیہ کی قسم پر رجوع کیا جاویگا واسطے عمل کرنے کے مشہور احادیث کے
انتہی حاصل کلام یہ ہی کہ اول تو شاہد و یمین کی حدیث مین بعضون نے کلام کیا ہی اور قطع نظر اسکے اس حدیث
مین بہت احتمال ہین پس خواہ مخواہ ایک احتمال کو خاص کر کے مخالف حدیث مشہور اور قرآن کر دینا اچھا
نہین بلکہ حدیث اور قرآن سے ثابت ہو گیا کہ دو گواہ ضرور ہین مگر گواہ دونون مدعی پر ہین اور قسم مدعا علیہ
پر اس تقسیم سے معلوم ہوا کہ دونون چیزین ایک مین جمع نہونگی جیسے مدعا علیہ کے گواہ مسموع نہونگے ایسی ہی
مدعی کی قسم کا اعتبار نہوگا پس اگر شرکت لیجائیگی تو منافی تقسیم کے ہو جائیگی پس باوجود احادیث مشہورہ کے
اور دلالت قطعی اونکی کے نہ ماننا اور اس حدیث کے ظنی معنونکو حجت گرداننا پھر مزید برآن امام صاحب کے
مذہب کو جو موافق حدیث اور قرآن کے ہی مخالف جاننا بجز تعصب اور کج فہمی کے کوئی بات نہین ہے
تھمبیح کہ یہ انداز گفتگو کیا ہی **قال** مسئلہ ہشتاد و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ سورج گہن کی نماز مین
ہر رکعت مین ایک ہی رکوع ہی الخ مسئلہ ہشتاد و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ نماز گہن مین خطبہ نہین ہی الخ
مسئلہ ہشتاد و پنجم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ گہن کی نماز مین قرأت آہستہ پڑھنی چاہیے اور
یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی بخاری اور مسلم کے الخ **اقول** فتح المنان

۷

مین لکھا ہو والشیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ اورد احادیث بروایات متعددۃ صحیحۃ وحسنۃ ومثبتۃ لمذہب الحنفیۃ وتکلم علی احادیث تعدد رکوع بانہا اضطرب فیہا الرواۃ فان منہم من روی رکوعین ومنہم من روی ثلث رکوعات فوجب ان تصلی علی المعہود وہو الموافق لروایات الاطلاق نحو قولہ صلے اللہ علیہ وسلم فاذا کان کذلک فصلوا یعنی شیخ ابن ہمام احادیث روایات متعددہ سے لائے ہین جو صحیح اور حسن اور ثابت کرنیوالی مذہب حنفیہ کی ہین اور کلام کیا ہی اونھون نے تعدد رکوع کی حدیثون مین باینطور کہ اونمین راوی مضطرب ہین کیونکہ بعضے دو رکوع کی روایت کرتے ہین اور بعضے تین رکوع کی پس واجب ہوا کہ نماز بطور معمول پڑھی جاے اور وہ روایات مطلقہ کو موافق ہی مثل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس جب کہ ایسا ہو پس نماز پڑھو انتہی اور تبیین الحقائق مین ہی کہ ہماری حجت وہ حدیث ہی جو ابوداود مین قبیصہ رضہ سے ساتھ اسناد صحیح کے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی دو رکعتین سورج گہن کی الحدیث اور روایت کیا ہی دو رکعتون کو ایک جماعت نے صحابہ رضہ کی اونمین سے عبداللہ بن عمر رضہ اور سمرہ بن جندب اور ابوبکرہ اور نعمان بن بشیر ہین اور اس حدیث سے اخذ کرنا اولی ہی کیونکہ اسکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہی اور امر فعل پر مقدم ہوتا ہی اور بوجہ کثرت راویون کے اور صحت احادیث کے اور موافق ہونے اسکے طریقہ معہودہ کو اور حدیث عائشہ رضہ اور ابن عباس رضہ سے اون لوگون کی حجت قائم نہین ہوسکتی کیونکہ یہ امر ثابت ہی کہ مذہب اون دونونکا برخلاف اسکے ہی اور جب مذہب راوی کا خلاف اوسکے ہو جسکو روایت کرتا ہی تو وہ روایت حجت نہین ہوسکتی علاوہ اسکے یہ روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکوع کیے ایک رکعت مین اور چار رکوع کیے ایک رکعت مین اور پانچ رکوع کیے ایک رکعت مین اور چھہ رکوع کیے ایک رکعت مین اور آٹھ رکوع کیے ایک رکعت مین اور اس روایت کو اخذ نہین کرتے پس جو جواب دو رکوع سے زیادتی پر ہوگا وہی جواب ایک رکوع کی زیادتی پر ہوگا اور ایک رکوع سے زیادہ روایت کی یہ وجہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طول رکوع بہت کیا تھا کیونکہ جنت اور نار پیش کی گئی تھی پس بوجہ دیر کے بعض شخص

بیان نماز کسوف

ملول ہوے اور اونھون نے اپنے سر کو اوٹھایا یا یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک
اوٹھایا ہی پس اونھون نے بھی سر اوٹھایا یا اپنے سر کو موافق عادت روزمرہ رکوع کے اوٹھایا پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع مین پایا پس رکوع کیا پس دوسری بار اور تیسری بار کیا پس
جو لوگ انکے پیچھے تھے اونھون نے بھی ایسا ہی کیا اس گمان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایسا کیا ہی پھر ہر ایک نے موافق اپنے گمان کے روایت کردی اور ایسا اشتباہ جو لوگ آخر صف مین
ہوتے ہین کبھی ہوجاتا ہی کیونکہ عائشہ رض تو عورتون کی صف مین تھین اور ابن عباس رض لڑکون کی
صف مین تھے اور جو امر کہ اس تاویل پر دلالت کرتا ہی وہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینہ شریف مین سورج گہن کی ایک ہی مرتبہ نماز پڑھی ہی پس کل امور کا ایک مرتبہ مین ثابت ہونا محال ہی
پس معلوم ہوا کہ راویون سے بوجہ اشتباہ کے اختلاف ہوگیا اور بعضون نے کہا ہی کہ خود رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سر اوٹھاتے تھے تاکہ آفتاب کو دیکھین کہ منجلی ہوا ہی یا نہین پس بعضون نے اسکو
رکوع گمان کرلیا پس اوسپر لفظ رکوع اطلاق کردیا پس اون احادیث کی جو ہمنے روایت کی ہین یہ حدیثین
باوجود ان احتمالات کے معارض نہونگی انتہی آگے حدیث سنیے جسمین صریح فقط ایک رکوع کا ایک
رکعت مین کرنا ثابت ہی ابوداؤد اور نسائی اور شمائل ترمذی مین عبداللہ بن عمر سے روایت ہی کہ
کہا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سورج گہن ہوا پس قیام کیا آپنے بہت دیر تک پھر
رکوع کیا بہت دیر تک پھر سر اوٹھایا پس کھڑے رہے بہت دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر سر اوٹھایا اور بیٹھے رہے بہت
دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر اوٹھے پھر دوسری رکعت مین بھی ایسا ہی کیا اور حاکم نے بھی اس حدیث کو
روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہی پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہر رکعت مین فقط ایک رکوع کیا اور ابوداؤد اور نسائی مین سمرہ بن جندب سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی پس قیام کیا اور نمازون سے بہت زیادہ کہ ہم آپکی آواز نہین
سنتے تھے پھر رکوع کیا اطول رکوع کہ ہمکو کچھ آواز آپکی نہین آتی تھی پھر سجدہ کیا اور سجدون سے زیادہ کہ
ہم آواز آپکی نہین سنتے تھے پھر دوسری رکعت مین بھی ایسا ہی کیا انتہی مختصرا اور بخاری مین ابو بکرہ

بجواب شرح الصحاح

روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سورج گہن ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
چادر کہینچتے ہوے نکلے یہانتک کہ مسجد مین تشریف لائے اور آدمی بہی مسجد مین جمع ہوئے پس دو رکعتین
اونکو پڑہائین پس آفتاب روشن ہو گیا پس فرمایا آفتاب اور چاند دو نشانی ہین اللہ کی نشانیون سے
ڈراتا ہی اللہ انسے اپنے بندونکو پس جب ایسا ہو پس نماز پڑہو تم یہانتک کہ آفتاب روشن ہو جاے انتہی
پس یہ احادیث بعضی انمین سے صحیح ہین اور بعضی حسن ہین بعضی مین دو رکعتونکی تصریح ہی اور بعضی مین
یہ حکم ہی کہ اس نمازکو مثل نماز صبح کے جو اب تم پڑہ چکے ہو پڑہو پس اس حدیث سے بہی دو رکعتین معلوم
ہوئین اور بعضی حدیث مین تفصیل ایک رکوع کی ہی چنانچہ حدیث سمرہؓ اور عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی مذکور
ہوئی اور دو رکعتونکی حدیث کو ایک رکوع سے زیادہ پر محمول کرنا خلاف ظاہر ہی اگر ایک رکوع سے زیادہ ہوتا
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت فرمایا تہا کہ مثل صبح کی نماز کے پڑہو اوسوقت اسکی ضرور
تصریح کر دیتے کہ اسمین رکوع دو ہین یا زیادہ ہین بلکہ جہان احادیث صحاح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا ہی وہان مطلق نمازکو فرمایا ہی ورنہ اگر خلاف دستور ہوتا تو اسکے بیان کی ضرور احتیاج
تہی پس معلوم ہوا کہ شارع کو فقط ایک رکوع مقصود ہی پہر آپکے فعل کی وجہ اختلاف بہی معلوم ہو گئی
اور یہ بہی ثابت ہو گیا کہ ایک رکوع آپنے کیا اور خود عائشہ رضہ اور ابن عباسؓ کا مذہب بہی ثابت ہو چکا
کہ خلاف روایت ہی پس اتنی وجوہ سے معلوم ہوا کہ سورج گہن مین ایک ہی رکوع کرنا چاہیے لہذا اگر
امام صاحب نے ایک رکوع کہدیا تو کونسا خلاف ہوا باقی رہا خطبہ اوسکی وجہ صاف ظاہر ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ادای نماز اون لوگونکا رد کیا تہا جو کہتے تہے کہ بوجہ وفات ابراہیمؑ کے کسوف
واقع ہوا ہی اسکا نام خطبہ نہین چنانچہ علامہ زیلعی تبیین الحقائق مین لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز کا حکم کیا ہی اور خطبہ کا حکم نہین فرمایا اور اگر خطبہ مشروع ہوتا تو آپ ضرور بیان فرما دیتے
اور حدیث مین جو آیا ہی اوسکی وجہ یہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسواسطے بیان کیا تہا تاکہ اونکے
قول کو رد کرین کہ وہ کہتے تہے کہ کسوف شمس بوجہ موت ابراہیمؑ کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے
تہے ہوا ہی پس فرمایا آپنے کہ شمس اور قمر دو نشانی ہین اللہ کی نشانیون سے کسی کی موت اور حیات سے

منکسف نہین ہوتے اور جو امر کہ اسکی عدم مشروعیت پر دلالت کرتا ہی وہ یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے خطبہ بعد روشن ہونے آفتاب کے پڑھا تھا اگر سنت ہوتا تو پہلے ہی روشنی کے مثل نماز اور دعا کے

خطبہ بھی پڑھتے انتہی اور فتح القدیر[۱] مین ہی کہ خطبہ بوجہ قصد مشروع ہونے کے نہ تھا بلکہ واسطے دفع وہم

اون لوگون کے جنھون نے گمان کیا تھا کہ کسوف بوجہ موت ابراہیم کے ہوا ہی پس یہ خطبہ عارضی تھا

انتہی اور مسند امام احمد اور مسند ابو یعلی مین ابن عباس رض سے روایت ہی کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی پس نہ سنا مینے آپ سے ایک حرف انتہی اور حلیہ[۲] مین ابن عباس رض سے

روایت ہی کہ مینے آپکے قریب نماز پڑھی اور قرات نہ سنی انتہی اور شرح معانی الآثار[۳] مین سمرہ بن جندب رض سے

روایت ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑھائی اور ہمنے آپکی آواز نہین سنی انتہی اور

شرح مسلم[۴] مین امام نووی نے لکھا ہی کہ مذہب ہمارا (یعنی امام شافعی رح کا) اور امام مالک رح اور امام ابو حنیفہ رح

اور لیث بن سعد اور جمہور فقہا کا یہ ہی کہ کسوف شمس مین آہستہ قرات کیجاے اور حجت اونکی یہ ہی کہ

صحابہ رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرات تخمینا بقدر سورہ بقرہ وغیرہ کے کی تھی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر

کرتے تو اوسکی مقدار بلا تخمین معلوم ہو جاتی انتہی **قال** مسئلہ ہشتاد و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ

گانون مین جمعہ پڑھنا جائز نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی

اس حدیث کا جو کہ بخاری اور ابو داود مین روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے الخ **اقول**

ابن ابی شیبہ رض نے علی رض سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے نہین جمعہ ہی اور نہ تکبیر تشریق اور نہ نماز عید الفطر

کی اور نہ نماز عید اضحی کی مگر شہر جامع مین یا بڑے شہر مین انتہی اور ابن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہی اور

دوسری حدیث عبد الرزاق نے علی رض سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے نہین تشریق ہی اور نہ

جمعہ ہی مگر شہر جامع مین اور امام ابو یوسف نے اس حدیث کو املا مین مسندا اور مرفوع ذکر کیا ہی اگر یہ حدیث

اونکے نزدیک مرفوع ثابت نہوتی تو اسکو مسندا اور مرفوع نہ کہتے اور بھی اسکو علامہ عینی نے شرح ہدایہ کی

کتاب الجمعہ مین ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ امام ابو یوسف رح امام حدیث ہین حجۃ ہین اگر ثبوت اسکے رفع کا

نہوتا تو مرفوع ذکر نکرتے اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین کہا ہی کہ اقتدا علی رض کی کفایت کرتا ہی

[۱] فتح القدیر باب الکسوف
[۲] حلیہ باب الکسوف
[۳] شرح معانی الآثار طحاوی باب القراۃ فی صلوۃ الکسوف
[۴] شرح مسلم جلد اول صفحہ ۲۹۶

فتح القدیر کتاب الجمعہ — بنایہ کتاب الجمعہ — املا کتاب الجمعہ — عینی شرح ہدایہ کتاب الجمعہ — فتح القدیر شرح ہدایہ کتاب الجمعہ

مسئلہ ہشتاد و ہفتم

اور علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین ذکر کیا ہی کہ حذیفہ رض سے بھی یہی مروی ہی کہ گانون والون پر جمعہ نہین بلکہ شہر والون پر ہی مثل مدائن کے اور اسوجہ سے کہ مدینہ شریف کے بہت گانون تھے اور کوئی روایت نہین آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو جمعہ کا حکم دیا ہو گر واجب ہوتا تو اونکو حکم فرماتے اور ہمکو شہرت اوسکی معلوم ہو جاتی اور حدیث ابن عباس رض کی حجت نہین ہو سکتی اسلیے کہ جواثی بحرین کے قلعہ کا نام ہی چنانچہ اسکو جوہری اور ابن اثیر نے ذکر کیا ہی اور صاحب مبسوط نے کہا ہی کہ جواثی شہر ہی اور شہر کو قریہ بولتے ہین فرمایا اللہ تعالی نے لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (یعنی کیون نہین اوتارا گیا یہ قرآن اوپر ایک بڑے شخص کے دونون قریون مین سے) اور وہ مکہ اور طائف ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ جواثی شہر کا نام ہی لفظ قریہ کا اوسپر اطلاق کیا ہی چنانچہ قرآن شریف مین مکہ کو قریہ فرمایا ہی ایسا اطلاق بیشتر بہت تھا اور ابو عبید بکری نے بھی کہا ہی کہ جوائی بحرین کے شہر کا نام ہی اور زمخشری نے نام قلعہ کا کہا ہی اور ظاہر ہی کہ قلعہ حاکم اور عالم سے خالی نہین ہوتا ہی علاوہ اسکے ابن عباس رض فقط یہی فرماتے ہین کہ جواثی مین جمعہ ہوا اسمین یہ مذکور نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسپر اطلاع ہو گئی تھی اور اونکو جمعہ پر قائم رکھا تھا علاوہ اسکے ابن عباس رض کے قول سے علی رض کے قول کو ترجیح ہی پھر یہ حدیث مرفوع بھی آئی ہی اور موقوف کو بھی حکم مرفوع کا ہی کیونکہ قیاسی نہین معلوم ہوتا ہی وجہ ہی کہ صحابہ رض سے اس امر کی کوئی روایت نہین کہ اونھون نے وقت فتح کرنے شہرونکے گانونمین منبر رکھوائے ہون اور جمعہ کا حکم دیا ہو بلکہ شہر کے جمعہ کا فقط انتظام کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا ارشاد بہت ٹھیک اور موافق حدیث کے ہی کسیطرح خلاف نہین اگرچہ تو معترض صاحب کی طبیعت مین اونکی طرف سے خلاف ہی ہوا کرے ہمکو اس سے کیا مطلب ہمارا مسلک تو حضرت امام صاحب کی نسبت کیا بلکہ جمیع ایمہ مجتہدین و محدثین محققین کے ساتھ حسن ظن ہی کہ بیشک کسی نے مخالفت حکم شرعی کے نہین کی اور یہ جو اختلاف فروع احکام شرعی مین ہو گیا سو اس امت مرحومہ کیواسطے وسعت رحمت ہی اور شارع کی طرف سے اسمین بہت بڑی مصلحت ہی سب کا ماخذ قرآن و حدیث سے نکلتا ہی ولکل فی جمہ لیکن ظاہریہ اس سے بے بہرہ ہین بے سمجھے بوجھے ہر کسی کو

مخالف حدیث کہدینا انکی خو ہی اور بزرگان دین کو برا کہنا انکی گفتگو ہی یہ نہیں سمجھتے ہیں ☆ بر بلندان کج
بسوے خود دست ٭ تف بسوی فلک بروے خود است ٭ **قال** مسئلہ ہشتاد و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے
کہ اگر اندھا جماعت کراوے تو نماز مکروہ ہوتی ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں
خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد میں روایت ہے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ **اقول** حنفیہ کے
نزدیک اوس اندھے کی امامت مکروہ ہے جو احتیاط نکرتا ہو اور کوچہ گرد ہو اور اگر عالم اور محتاط ہو یا سب میں
افضل ہو اوسوقت حنفیہ ہرگز مکروہ نہیں کہتے بلکہ حجت میں یہی حدیث عبد اللہ بن ام مکتوم کی لکھتے ہیں
کتاب الاشباہ والنظائر میں ہے وَتُكْرَهُ اِمَامَتُهٗ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ اَعْلَمَ الْقَوْمِ یعنی اور مکروہ ہے امامت
اندھے کی مگر جبکہ مقتدیوں سے زیادہ جاننے والا ہو انتہی اور بحر الرائق میں ہے فَاِنْ كَانَ اَفْضَلَهُمْ فَهُوَ اَوْلٰى
وَعَلٰى هٰذَا يُحْمَلُ تَقْدِيْمُ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ لِاَنَّهٗ لَمْ يَبْقَ مِنَ الرِّجَالِ الصَّالِحِيْنَ لِلْاِمَامَةِ
فِي الْمَدِيْنَةِ اَحَدٌ اَفْضَلُ مِنْهُ حِيْنَئِذٍ یعنی پس اگر نابینا افضل قوم ہو تو وہ سب سے امامت کے
وہی بہتر ہے اور اسی پر محمول ہے امام کرنا ابن ام مکتوم کا اسلیے کہ مدینہ میں کوئی شخص قابل
امامت کے ایسے بہتر نہیں رہا تھا انتہی اور فتح المنان میں ہے اِنْ كَانَ مُقْتَدَى الْقَوْمِ وَعَالِمًا
وَّقَارِيًا لَا يُكْرَهُ وَقَدْ كَانَ شَيْخُنَا الْاَجَلُّ الْاَكْرَمُ عَبْدُ الْوَهَّابِ الْمُتَّقِيْ يَؤُمُّ اَصْحَابَهٗ مَعَ عَمْيِهٖ
یعنی اگر ہو اندھا مقتدا قوم کا اور عالم اور قاری تو نہیں مکروہ ہے اور تحقیق استاد ہمارے عبد الوہاب متقی
امام ہوتے تھے اپنے یاروں کے باوجود نابینائی کے انتہی اور محیط میں ہے اِذَا لَمْ يَكُنْ غَيْرُهٗ مِنَ الْبَصِيْرِ
اَفْضَلَ فَهُوَ اَوْلٰى یعنی جبکہ نابینا سے بصیر افضل نہو تو نابینا بہتر ہے انتہی اور بدائع میں ہے اِذَا كَانَ
لَا يُوَازِيْهِ غَيْرُهٗ فِي الْفَضْلِ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَهُوَ اَوْلٰى یعنی جسوقت فضیلت میں اور کوئی نابینا کے
برابر نہو تو وہی بہتر ہے انتہی پس معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک نابینا کی امامت مکروہ نہیں مگر اوسوقت
مکروہ ہے جب احتیاط نکرتا ہو یا علم نرکھتا ہو عبد اللہ بن ام مکتوم ان باتوں سے بری تھے بلکہ اوسوقت تو
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی لڑائی میں تشریف لیگئے ہیں اونسے بہتر کوئی نہ تھا علی رض کو
مکان کے اہتمام میں چھوڑ گئے تھے اگر اسکا بھی اہتمام اونکے سپرد ہوتا تو اوس اہتمام میں کوتاہی ہو جاتی

بلکہ صاحب ہدایہ کی خود وجہ کراہیت سے معلوم ہوتا ہی کہ مطلقًا نابینا کی امامت مکروہ نہیں بلکہ
بوجہ عدم احتیاط کے مکروہ ہی پس اس مسئلہ کو ابن ام مکتوم کی حدیث کے مخالف کہنا کمال درجہ
کی نادانی ہی قیاس مع الفارق اسی کو کہتے ہین ہان خوب یاد آیا اگر رطب و یابس نہ بھرتے تو سو سلو نکا
التزام کیونکر ہوسکتا تھا کچھ معترض صاحب کو خیال نہیں کہ کیا لکھتا ہون بے دیکھے اٹکل سے کام لیتے ہین سوہ
سمجھ ہی میں نہیں آتی ہی کوئی بات ذوق اوسکی کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے **قال**
مسئلہ ہشتاد و ہشتم ہدایہ غیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ جو مچھلی کہ خود بخود مرجاوے اور اولٹی ہوجاوے کھانا اوسکا
مکروہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد
اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ مین روایت ہی الخ **اقول** ابو داؤد اور ابن ماجہ نے
جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہی قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَلْقَی الْبَحْرُ اَوْجَزَرَ عَنْہُ
فَکُلُوْہُ وَمَا مَاتَ فِیْہِ فَطَفٰی فَلَا تَاْکُلُوْہُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز ان
دریا یا علیحدہ ہوجاوے اوس سے پس کھاؤ تم اوسکو اور جو شئ دریا مین مرجاوے اور اولٹی ہوکر اوپر آجاوے
پس نہ کھاؤ تم اوسکو انتہی اور علی رض سے مروی ہی کہ فرمایا اونھون نے ہمارے بازار و نمین طافی مچھلی مت
بیع کرو انتہی اسی طرح ابن عباس رض اور ابو ہریرہ رض اور ابن عمر رض سے طافی کی ممانعت مین احادیث
مروی ہین اور تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَعَنْ جَمَاعَۃٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ مِثْلُہٗ وَحُجَّۃٌ
عَلٰی مَالِکٍ وَّالشَّافِعِیِّ فِیْ اِبَاحَتِہِمَا الطَّافِیْ وَلَا دَلِیْلَ لَّہُمَا فِیْمَا رَوَیَا لِاَنَّ الْمُرَادَ مِیْتَۃُ الْبَحْرِ
مَا لَفَظَہُ الْبَحْرُ حَتّٰی یَکُوْنَ مَوْتُہٗ مُضَافًا اِلَی الْبَحْرِ وَلَا یَتَنَاوَلُ مَا مَاتَ فِیْہِ مِنْ غَیْرِ آفَۃٍ
یعنی اور ایک جماعت صحابہ رض سے ایسی ہی روایت ہی اور یہ حدیث امام مالک اور امام شافعی پر حجت ہی کہ
وہ دونون طافی مچھلی کو مباح سمجھتے ہیں اور حجت اونکی وہ حدیث جو اونھون نے روایت کی ہی نہیں
ہوسکتی اسلیے کہ مراد دریا کے میتہ سے وہ ہی کہ اوسکو دریا پھینک دے تاکہ موت اوسکی طرف دریا کے
منسوب ہوجاوے اور نہیں شامل ہی یہ حدیث اوسکو جو مرض وغیرہ سے مرجاوے انتہی پس معلوم ہوا کہ جو
مچھلی دریا مین اولٹی ہوکر اوپر پانی کے آجاتی ہی وجہ اوسکی مرض ہوتا ہی دریا کی سردی گرمی سے

طافی نہین ہوتی اوسپر میتۃ دریا کا صادق نہین آئیگا کیونکہ دریا کے میتۃ سے یہ تو مراد نہین ہی کہ دریا ہی مین مرے اگر باہر آکر مریگی تو بھی حلال ہی بلکہ دریا کی طرف جو نسبت کی ہی اوس سے مراد فصل دریا ہی لہذا طافی پر میتۃ دریا صادق نہین ہوگا پھر جب حدیث صحیح موجود ہی اور صحابہؓ کا بھی مذہب یہی منقول ہی کہ اسکا کھانا نہین چاہیے اب کوئی اسمین حالت منتظرہ باقی نہین رہی معترض صاحب نے تو خود ان صریح حدیثونکی مخالفت کی ہی اور دوسرونپر مخالفت کا اعتراض واہ سبحان اللہ حبک الشیٔ یعمی ویصم لی لا یحتمل لغیرہٖ ۵ نیک سیجوی عیوب دیگران چون سی عیب خود کوری ازان ٭ قال مسلہ ہشتاد و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین اس غرض سے کسی کو دیوے کہ وہ اوسمین کھیتی کرے اور اوس سے اپنا حصہ مقرر کرلیوے تو جائز نہین ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسلہ مین خلاف کیا ہی ان دو حدیثونکا الخ اقول جاننا چاہیے کہ زمین کو کھیتی کے واسطے اجارہ پر دینے مین اختلاف ہی حسن بصریؒ اور طاوسؒ کے نزدیک کسی حال مین درست نہین خواہ بعوض سونے چاندی کے دے خواہ اوس کھیتی کی تہائی چوتھائی کے عوض دے کیونکہ حدیث مین زمین کے کرایہ کی مطلق ممانعت آئی ہی اسلیے کسی صورت سے انکے نزدیک کرایہ زمین کا جائز نہین اور ربیعہؒ کہتے ہین کہ فقط بعوض سونے چاندی کے درست ہی اور کسی شی کی عوض درست نہین اور امام مالکؒ کہتے ہین کہ بدلے سونے چاندی وغیرہ سوای طعام کے جائز ہی اور امام احمدؒ اور صاحبین اور بعضے مالکی اور شافعی کے نزدیک زمین بعوض سونے چاندی کے اجارہ پر دینا جائز ہی اور مزارعۃ بالثلث والربع وغیرہ بھی جسکو مخابرت کہتے ہین درست ہی اور امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ وغیرہما کے نزدیک سونے چاندی کپڑے کھانا اناج ہر شی کی عوض زمین کو کرایہ پر دینا درست ہی مگر اوس چیز کے حصہ کی عوض جو زمین سے کرایہ سے نکلے اوسکا تہائی یا چوتھائی حصہ مقرر کرکے کرایہ پر دینا درست نہین ہی پہلے ہم اس مذہب کی مؤید حدیثین بیان کردینگے پھر حدیث خیبر کا بھی شبہہ جو معترض صاحب نے پیش کی ہی رفع کردینگے بخاری مین ہی حدثنا عبید اللہ بن موسٰی ثنا الاوزاعی عن عطاء عن جابرؓ قال کانوا یزرعونھا بالثلث والربع والنصف فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ ارض فلیزرعھا

بخاری صفحہ ۳۱۵

اَوْلِيَمْنَحْهَا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهٗ يعنى جابر رضى سے روايت ہى كه فرمايا اونھون نے لوگ
زمين كى زراعت بعوض تہائى اور چوتھائى اور آدھى كے كرتے تھے پس فرمايا نبى صلى الله عليه وسلم نے
جسكے پاس زمين ہو پس چاہيے كه خود اوسكى زراعت كرے يا مناسب ہى كه مستعار ديدے پس اگر ايسا نكرے
تو زمين اپنى روک ركھے انتہى اور مسلم مين ہى عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ يعنى رسول الله صلى الله عليه وسلم نے منع فرمايا ہى زمين كو كرايه پر اوسكے حصه كے عوض
دينے سے انتہى اور ابو داؤد مين ہى عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ مَنْ لَّمْ يَذَرِ الْمُخَابَرَةَ فَلْيُؤْذَنْ بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ يعنى جابر رضى سے روايت ہى كه كہا اونھون
نے مينے سنا ہى رسول الله صلى الله عليه وسلم كو كه فرماتے تھے جو شخص زمين كو بعوض اوسكے حصے كے كرايه پر دينا
ترک نكرے تو چاہيے كه آگاه كرديا جاے خدا اور رسول كے ساتھ لڑنے كو انتہى اور دوسرى حديث ابو داؤد
مين ہى عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُخَابِرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّ بَعْضَ عُمُوْمَتِهٖ اَتَاهُ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَّطَوَاعِيَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اَنْفَعُ لَنَا وَاَنْفَعُ قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيُزْرِعْهَا اَخَاهُ وَ
لَا يُكَارِيْهَا بِثُلُثٍ وَّلَا بِرُبُعٍ يعنى سليمان بن يسار سے روايت ہى كه رافع بن خديج نے كہا كه ہم
رسول الله صلى الله عليه وسلم كے زمانه مين مخابرت كرتے تھے پس ايک چچا ہمارے آے اور فرمايا كه
رسول الله صلى الله عليه وسلم نے ايک امر سے جو ہمكو نافع تھا ممانعت فرمائى ہى اور الله اور رسول
اوسكے كى طاعت زياده نافع ہى كہا نافع نے دريافت كيا ہمنے كه وه كيا ہى كہا فرمايا رسول الله صلى
الله عليه وسلم نے جسكے پاس زمين ہو پس چاہيے خود زراعت كرے يا اپنے بھائى مسلمان كو واسطے زراعت
كے ديدے اور نه كرايه پر دے اوسكو بعوض تہائى اور نه چوتھائى كے انتہى اور خيبر كے معامله مين يه صورت
جسكى حديث مين ممانعت بيان ہو چكى واقع نہين ہوئى چنانچه امام زيلعى نے تبيين الحقائق مين
لكھا ہى كه معامله رسول الله صلى الله عليه وسلم كا اہل خيبر سے خراج مقاسمت تھا بطور احسان اور

صلح کے اور خراج مقاسمت جائز ہی اسلیے کہ خراج کی دو قسمین ہین ایک تو خراج وظیفہ ہی اور وہ یہ ہی
کہ امام اونپر وظیفہ ہر سال کا مقرر کر دے اور اسقدر مقرر کرے کہ زمینین اونکی اوس مقدار کو اوٹھا سکین
اور دوسری قسم خراج مقاسمہ ہی اور وہ یہ ہی کہ اونسے بعض خارج زمین مثل نصف اور ثلث وغیرہ کے
شرط کرلے اور دلیل اسپر یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت اونکے واسطے بیان نہین فرمائی اگر
مزارعت ہوتی تو ضرور بیان فرما دیتے کیونکہ مزارعت جو لوگ جائز رکھتے ہین اوسمین بیان مدت بھی
شرط کرتے ہین چنانچہ ہم بیان کرینگے اور دلیل اسپر بھی وہ حدیث ہی جو ابن عمر رضہ نے روایت کی ہی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر پر غالب آئے تو یہود نے سوال کیا کہ اونکو اسی زمین مین
اس طور سے رہنے دین کہ وہ اسکی زراعت کرین اور نصف اوسکا لیا کرین پس فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تمکو اس زمین مین جبتک چاہینگے ٹھیرنے دینگے روایت کیا اس حدیث کو
بخاری اور مسلم اور امام احمدؒ نے اور یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہی کہ خراج مقاسمت تھا اور وہ
لوگ مسلمانونکے ذمی تھے اور ذمی کو جب اوسکی زمین پر برقرار رکھتے ہین تو وہ زمین اوسکی ملک رہتی ہی
اور جو شی اوسکی اراضی سے لیجاتی ہی وہ خراج ہوتا ہی انتہی ملخصاً جو کہ بصریح احادیث مین ممانعت آچکی ہی پھر بھی
معترض صاحب نے کسی کی تقلید کو لازم اور فرض سمجھکر امام صاحب کے برخلاف مین صریح احادیث پر
طعن کیا ہی یہ کام کسی مسلمان کا تو معلوم نہین ہوتا جو حدیث پر طعن کرتا ہو اب معترض صاحب کا
استنباط کہان گیا اور تقوی اور طہارت اور پاکدامنی کون اوٹھا رکھیگا کبھی تو بخاری کو کلام اللہ
سے بھی پہلا اور مقام سمجھتے ہین اور کبھی محض اسوجہ سے کہ امام صاحب نے اوسکے موافق کہدیا ہی ترک کر دیتے
ہین دوسرونپر الزام دیتے ہین حال آنکہ قصور اپنا ہی **خلاصہ تقریر** یہ ہی کہ امام صاحب موافق
ان صریح احادیث کے مخابرت اور مزارعت کو جائز نہین رکھتے اور معاملہ خیبر کو خراج مقاسمت کہتے
ہین کہ وہ بطریق احسان و مصالحت کے تھا معاملہ مزارعت نہ تھا کیونکہ کہین حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تادم حیات اپنے جزیہ اونسے لیا ہو یا ابو بکر صدیق رضہ یا عمر رضہ نے کبھی جزیہ لیا ہو
اگر زمین کا نصف جو اونسے مقرر کیا تھا جزیہ نہوتا تو جسوقت آیت جزیہ کی نازل ہوئی تھی اوسیوقت

اونسے جزیہ لیا جاتا حال آنکہ تمہین کسی روایت سے ثابت نہین ہوتا کہ سوائے اس نصف کے اور کچھ لیا ہے
پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول موافق حدیث کے ہی اور معترض صاحب مخالف حدیث کے کیئے نیز
کیا عمل بالحدیث اسی مخالفت کا نام ہی سچ پوچھو تو ہمکو ایسی باتون سے خود تمہارے اسلام مین کلام ہی
مرا باور نمی آید زروی اعتقاد * اینچنین بدکردن دین پیمبر داشتن * **قال** مسئلہ نودم ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابو مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص ذی محرم کو کوئی چیز بخش دے تو اوسکو واپس لینی نہین آتی اور یہ مذہب
امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ ابو داود اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی الخ **اقول** بیہقی اور دارقطنی اور مستدرک مین روایت ہی
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَتِ الْھِبَةُ لِذِیْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ لَمْ یَرْجِعْ فِیْھَا
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جب کسی شخص ذی رحم محرم کو کوئی چیز بخش دیجاے
تو واپس نہ لیجائے انتہی پس یہ حدیث صریح دال ہی کہ ذی رحم محرم سے ہبہ لوٹایا نہ جاے اور جس حدیث مین الخ
رجوع آیا ہی اوسکے معنی یہ ہین کہ باپ کو لے لینا اور خرچ کر لینا جائز ہی جیسے اور اموال اولاد مین باپ کو تصرف جائز
ہی یہ معنی نہین کہ ہبہ کا رجوع اور فسخ جائز ہی ورنہ یہ معنی حدیث کے خلاف ہو جاینگے پس حتی الامکان تطبیق
اولی ہی * **قال** مسئلہ نود و ... ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص رات کو فرض
روزے کی نیت نہ کرے تو دن کو زوال کے وقت تک اوسکو نیت کرنی جائز ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو
امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابو داود اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی الخ **اقول** اس حدیث سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ رمضان کے
روزے کی نسبت یہ ارشاد ہوا ہی بلکہ جائز ہی کہ روزہ قضا اور کفارہ اور نذر غیر معین مراد ہو انکے
نزدیک بھی رات سے نیت روزے کی ضروری ہی اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ رات سے پہلے قبل غروب کے نیت کرنے سے
منع فرمایا ہو پس یہ تخصیص کہان سے نکلی کہ رات کے بعد نیت درست نہین یہ صورت کیون نہین [illegible]
کہ رات سے پہلے دن مین نیت نہین چاہیے اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہین کہ جو شخص رات سے روزے کی نیت نہ
یعنی دن مین اگر نیت ہو تو رات سے روزے کی ہو اوسوقت سے اگر روزہ رکھیگا اور یہ نیت نکریگا کہ ... روزہ

شب سے ہی تو روزہ اوسکا نہین ہوگا اسصورت مین لفظ مَن لفظ صام کے متعلق ہوگا لفظ ینو
کے متعلق نہوگا اسمین کوئی خرابی لازم نہین آتی بلکہ معنی بہت ٹھیک ہوگئے اور کوئی دلیل اسپر نہین کہ
مِنَ اللَّیْلِ کو لم ینوِ کے متعلق کیا جاے بلکہ صیام جو قریب اوسکے ہی زیادہ استحقاق بوجہ قرب کے رکھتا ہی یا
اس حدیث مین کمال روزے کی نفی مراد ہی یعنی کامل روزہ اوسکا نہین ہوگا اور فضیلت روزے کی حاصل
نہوگی جبتک کہ رات سے نیت نکریگا جیسے وضو مین وارد ہوا کہ جو شخص بسم اللہ نہین کہیگا اوسکا وضو نہین
ہوگا اس سے نفی کمال کی ہی اور جیسے جار مسجد کی نسبت وارد ہی کہ جو شخص مسجد کے متصل رہتا ہو اوسکی
نماز سوا اوس مسجد کے نہوگی پس یہان بھی نفی فضیلت کی ہی اس قسم کی بہت احادیث وارد ہین
پس چارون احتمال نہایت قوی ہین علاوہ اسکے اس حدیث کے مرفوع ہونے مین کلام ہی ترمذی کے
نزدیک تو موقوف ہی اور اکثر اسکے موقوف ہونے کے قائل ہین بعض نے مرفوع کہا ہی پس جس حدیث مین
اسقدر اضطراب ہو اور دوسرے معنی بھی ہو سکتے ہون تو اوسکو صحیحین کی حدیث اور قرآن پر ترجیح دینی
نہین چاہیے امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی ولنا قولہ تعالی وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ
لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ أباح الأكل
والشرب الی طلوع الفجر ثم امر بالصیام بعدہ بکلمة ثم وهی للتراخی فتقدیر العزیمة بعد
الفجر وروی انه علیه السلام امر رجلا ان اذن فی الناس ان من اکل فلیمسک
بقیة یومه ومن لم یکن اکل فلیصم یعنی ہماری دلیل قول اللہ تعالی کا ہی کھاؤ تم اور پیو تم یہانتک
کہ صبح صادق صبح کاذب سے نمودار ہو جاے پھر تمام کرو روزے کو رات تک خدا تعالی نے کھانے اور پینے کو
طلوع صبح صادق تک مباح کیا ہی پھر حکم کیا ہی روزیکا بعد اوسکے ساتھ لفظ ثم کے اور لفظ ثم واسطے
تراخی اور مہلت کے آتا ہی پس عزم روزے کا لامحالہ بعد صبح صادق ہوگا اور روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگون مین پکار دو کہ جس شخص نے کچھ کھا لیا ہو پس چاہیے کہ
باقی دن رکا رہے اور جسنے کچھ نہ کھایا ہو پس چاہیے کہ روزہ رکھ لے انتہی اور شیخ الاسلام علامہ ابن ہمام
نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ بخاری اور مسلم مین سلمہ بن الاکوع سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ایک شخص اسلمی کو حکم فرمایا کہ لوگون مین کہدو کہ جسنے کھالیا ہی پس چاہیے کہ باقی دن ٹھیرا رہے
اور جسنے نہین کھایا ہی پس چاہیے کہ روزہ رکھے اسلیے کہ آج کا دن عاشورے کا ہی اس حدیث مین
اس امر پر دلیل ہی کہ محرم کا روزہ قبل منسوخ ہونے اوسکے کے روزۂ رمضان سے واجب تھا اسواسطے
کہ باقی دن نہ کھانے کا اوسی روزہ مین حکم ہوتا ہی جو مفروض متعین ہو برخلاف قضای رمضان کے
اگر اوسمین افطار کرلے تو یہ حکم نہین پس معلوم ہوا کہ جسپر روزہ کسی دن کا متعین ہو اور رات سے
اوسنے نیت اوسکی نکی ہو تو دن کو نیت اوسکی کافی ہو جائیگی اور یہ بنا بر اسکے ہی کہ روزہ عاشورے کا
واجب تھا اور ابن جوزی نے اسکو منع کیا ہی اوس حدیث سے جو بخاری اور مسلم مین معاویہ رض سے
روایت ہی کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے یہ دن عاشورے کا ہی نہین فرض کیا گیا
ہمپر روزہ اوسکا پس جو چاہے تم مین سے روزہ رکھے اور مین تو روزہ دار ہون پس روزہ رکھا آدمیون
نے اور اس دلیل سے بھی منع کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگونکو جنھون نے کھالیا تھا حکم
قضا کا نہین دیا تھا اور یہ قول ابن جوزی کا بالکل مردود ہی کہ معاویہ رض فتح مکہ کے مسلمانون مین
ہین پس اگر اونھون نے اس حدیث کو بعد اسلام لینے کے سنا ہی تو ظاہر ہی کہ سن نو یا دس ہجری مین
سنا ہوگا پس سننا بعد منسوخ ہونے روزۂ عاشورا کے روزۂ رمضان سے تھا تو نفی اس حدیث کے یہ ہوے
کہ بعد واجب ہونے رمضان کے روزۂ عاشورا فرض نہین تا کہ اس حدیث مین اور اون حدیثون مین
جو صریح روزۂ عاشورا کی فرضیت پر دلالت کرتی ہین تطبیق ہو جاے اور اگر قبل اسلام لینے کے سنا ہی
تو جائز ہی کہ پہلے فرض ہونے روزۂ عاشورا کے سنا ہو اور عاشورا کا روزہ رمضان کے روزہ سے منسوخ
ہو گیا ہی چنانچہ بخاری اور مسلم مین عائشہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عاشورے کا روزہ قریش زمانہ
جاہلیت مین رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رکھتے تھے پس جب آپ مدینہ مین تشریف
لائے عاشورے کا روزہ رکھا اور حکم کیا اس روزے کا پس جب رمضان کا روزہ فرض ہوا فرمایا جو چاہے
رکھے اور جو چاہے ترک کرے اور یہ ہونا لفظ امر کا مشترک درمیان استحباب اور وجوب کے ممنوع ہی اور اگر تسلیم
کیا جاے پس یہ قول عائشہ رض کا کہ جب رمضان فرض ہوا فرمایا جو چاہے رکھے اور جو چاہے نہ رکھے

دلیل اسپر ہی کہ یہان لفظ امر واسطے وجوب کے ہی کیونکہ یہ بات یقینی ہی کہ اختیار دینا اس اعتبار سے
نہین کہ پہلے مستحب تھا اسلیے کہ اب بھی مستحب بلکہ مسنون ہی پس یہ اختیار دینا اس اعتبار سے ہی کہ پہلے واجب
تھا اسیطرح اوس حدیث صحیحین سے بھی جو مذکور ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے
کہ باقی دن نہ کھایا جائے فرضیت معلوم ہوتی ہی پس ثابت ہو گیا کہ فرضیت روزہ کے اعتبار کرنے نیت کے
بعض دن مین منع نہین کرتے پس مقدم کرنا اوس حدیث کا جو ہمنے روایت کی ہی مخالفین کی روایت کی ہوئی
حدیث پر واجب ہی اسواسطے کہ صحیحین کی حدیث اونکی حدیث کی نسبت قوی ہی پھر ہم اوسمین اختلاف
صحت رفع بھی نقل کر چکے ہین پس لازم آیا اس سے کہ مراد اوس سے نفی کمال کی ہی جیسے لا وضوء
لمن لم یسم وغیرہ مین نفی فضیلت مراد ہی یا مراد یہ ہی کہ اوسنے رات سے روزہ ہونیکی نیت نکی پس جار مجرور
کہ وہ من اللیل ہی متعلق لفظ صیام دوسری کے ہوگا متعلق لفظ یبیت کے نہین پس دن مین نیت کرنے سے
جیسے کہ وہ رات سے ہی روزہ نہوگا انتہی **قال** مسئلہ نود و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ زمین
مین سے خواہ تھوڑی چیز نکلے خواہ بہت زکوۃ اوسمین سے دسوان حصہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم
نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی الخ **اقول**
بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وما سقی بالنضح نصف العشر یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس چیز مین کہ سیراب کیا اوسکو آسمان اور چشمون نے یا عثری ہو دسوان
حصہ ہی اور عثری وہ زمین ہی جسمین پانی دینے کی حاجت نہو اور اوس چیز مین جو سیراب کیجاے
آبپاشی سے بیسوان حصہ ہی انتہی اور مسلم مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما
سقت الانہار والغیم العشور وفیما سقی بالسانیۃ نصف العشر یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس زمین مین کہ سیراب کرین اوسکو نہرین اور بارش دسوان حصہ ہی اور
اوس زمین مین کہ سیراب کیجاے سانیہ سے بیسوان حصہ ہی اور سانیہ اوس اونٹ کو کہتے ہین جسپر پانی
رکھکر زمین کیواسطے لاتے ہین انتہی اور عبد الرزاق نے عمر بن عبد العزیز رض اور مجاہد اور نخعی سے روایت

مسئلہ نود و دوم

کی ہی کہ فرمایا اونھون نے اوس چیز مین جو زمین اگاوے تھوڑی ہو یا بہت دسوان حصہ ہی انتہی اور سیطرح ابن ابی شیبہ نے عمر بن عبد العزیز رض اور مجاہد اور ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی پس ان احادیث سے معلوم ہوا کہ زمین کی قلیل اور کثیر مین عشر دینا آتا ہی کیونکہ ان احادیث مین مطلق مقدار کا بیان نہین بلکہ عام ہی قلیل اور کثیر سبکو شامل ہی پس جن حدیثون مین پانچ وسق کا بیان ہی وہ زکوۃ تجارت مین وارد ہین کیونکہ قیمت وسق کی اوسوقت چالیس درہم تھے چنانچہ علامہ زیلعی وغیرہ نے اسکی تصریح کردی ہی بلکہ لفظ صدقہ کا اوسمین ہی جو دیا اور صدقہ زکوۃ مین بعید لتحقین اور رخارج زمین پر عشرکا اطلاق آتا ہی علاوہ اسکے عام کو خاص پر ترجیح ہی اور بنایہ مین لکھا ہی کہ علامہ ابو بکر بن العربی نے کہا ہی کہ قوی تر مذہبون کا اس مسئلہ مین مذہب ابو حنیفہ رح کا ہی باعتبار دلیل اور احتیاط کے انتہی پھر باانہمہ احتیاط اور دعوی بالدلیل کے جیسا کہ علامہ ابو بکر بن العربی نے فرمایا مسالہ محقق کو ناحق کو نہ پہچاننا ہی جب امر حق کو نمانا تو اوسکی بات کا کون ٹھکانا حسد کی پٹی انکھون پر بندھی ہی اور مخالفت امام صاحب دل مین ٹھنی ہی ہر بات مین بوی نفسانیت آتی ہی ہر سخن مین اکابر دین کے ساتھ بدظنی پائی جاتی ہی

گیرم کہ تمام مصحف از بر داری ✦ باآن چہ کنی کہ نفس کافر داری ✦ سر را بزمین چہ نہی بہر نماز ✦ آنرا بزمین بنہ کہ در سر داری ✦

قال مسئلہ نود و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر صاحب نصاب کو بیچ برس کے اور مال اوسی جنس کا ملجاوے تو اوس مال کو پہلے مال مین شامل کر دے اور زکوۃ کل کی ادا کرے اگرچہ اوس مال پر جو کہ پیچھے حاصل ہوا ہی برس نگذرا ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو کہ ابو داؤد مین روایت ہی حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ

اقول بیان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی ولنا في المستفاد من الجنس قوله صلى الله عليه وسلم اعلموا ان من السنة شهرا تؤدون فيه زكوة اموالكم فما حدث بعد ذلك فلا زكوة فيه حتى يجيء رأس الشهر رواه الترمذي فهذا يقتضي ان يجب الزكوة في الحادث عند مجيء رأس السنة وما رواه ليس بثابت ولئن ثبت فليس فيه علينا في مذهبنا لانا نقول لا يجب الزكوة في مال حتى يحول عليه الحول اما اصالة او تبعا كما في الاولاد والارباح

یعنی ہماری دلیل ایک جنس کے مستفاد مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ تحقیق سال مین
ایک مہینا ہو کہ ادا کیا کرو تم زکوۃ مالون اپنے کی اوسمین پس جو چیز بعد اسکے حادث ہو جاے پس اوسمین
زکوۃ نہین یہانتک کہ آجاے وہی مہینا روایت کیا اسکو ترمذی نے پس یہ حدیث اس امر کو مقتضی ہے
کہ حادث مین زکوۃ وقت شروع اوس سال کے ہو جاتی ہی اور وہ حدیث جو اونھون نے روایت
کی ہی ثابت نہین اور اگر ثابت بھی ہو تو اوسمین وہ امر نہین جسکے ہمارا مذہب مخالف ہو کیونکہ ہم
کہتے ہین کہ نہین واجب ہی زکوۃ مال مین جبتک اوس پر ایک سال نہ گذرے یا تو اصالۃً یا بالتبع جیسے
درمیان سال کے بچے جانورونکے پیدا ہونے سے اور زیادتی منافع سے زکوۃ پورے سال کی جاتی ہی انتہی

قال مسئلہ نود و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نماز مین امام سمع اللہ لمن حمدہ کے ساتھ
ربنا لک الحمد نہ کہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان
دو حدیثونکا الخ **اقول** تبیین الحقائق مین لکھا ہی ولنا ما روی ابو ہریرۃ وانس بن مالک
رضی اللہ عنہما انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا
ربنا لک الحمد رواہ البخاری ومسلم قسم بینہما والقسمۃ تنافی الشرکۃ وما رواہ محمول
علی حالۃ الانفراد وکان الطحاوی رحمہ اللہ یختار قولہما وھو روایۃ عن ابی حنیفۃ
رحمہ اللہ تعالی یعنی ہماری دلیل وہ حدیث ہی جسکو ابوہریرہ رض اور انس رض نے روایت کیا ہی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت کہ امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے پس تم ربنا لک
الحمد کہو روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان
امام اور مقتدی کے تقسیم کر دی ہی اور قسمت کرنا منافی اشتراک کے ہی (یعنی اگر امام دونون کہیگا تو
تقسیم نرہیگی) اور وہ حدیث جو صاحبین نے روایت کی ہی حالت انفراد پر محمول ہی اور امام طحاوی
اختیار کرتے تھے مذہب صاحبین کا اور اسی کی امام صاحب سے بھی ایک روایت ہی انتہی پس جس
روایت مین امام صاحب سے امام کو تحمید کہنا نہین آیا اوسکی بنا اوس حدیث مذکور پر ہی کہ اسمین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے واسطے تسمیع اور مقتدی کے لیے تحمید مقرر کر دی ہی اور قول فصل یہ

مقدم ہوتا ہی پھر فعل مین یہ بھی احتمال ہی کہ حالت انفراد مین ہو اور جس روایت مین امام کو دونون جانبین
اوسکی بنا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی کہ ظاہر اعلام نہین معلوم ہوتا ہی غرض امام صاحب سے دونون
روایتین موجود ہین اور دونونکے ماخذ صحیح احادیث ہین پھر مخالفت کا الزام لگانا گویا جان بوجھ کے
اندھا بنجانا اور اپنا جہل مرکب جتانا ہی ع رہا ٹیڑھا سنان نیز کرتے دم کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا ۔ **قال** مسئلہ
نووی شرح مسلم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ تکبیر تحریمہ کے وقت مرد کانون تک ہاتھ اوٹھاوے اور عورت
مونڈھون تک اوٹھاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا الخ
اقول مسلم مین ہی عن وائل بن حجر انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین
دخل فی الصلوۃ کبر وضعہما حیال اذنیہ الحدیث یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ
اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتھونکو جب نماز مین داخل ہوئے تکبیر کہی اور
کیا دونون ہاتھونکو مقابل کانونکے انتہی اسی طرح ابو داؤد اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی سے روایت ہی
اور مسند امام احمد اور مسند اسحق بن راہویہ اور سنن دارقطنی اور شرح معانی الآثار مین براء بن عازب سے
روایت ہی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی رفع یدیہ حتی تکون
ابہاماہ حذاء اذنیہ یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت نماز پڑھتے
اوٹھاتے دونون ہاتھونکو یہانتک کہ دونون انگوٹھے مقابل کانونکے ہوجاتے انتہی اور دارقطنی کی
روایت مین ثم لم یعد بھی ہی جسکے معنی ہین کہ پھر ہاتھ نہین اوٹھاتے تھے اور مستدرک حاکم اور سنن بیہقی
اور سنن دارقطنی مین انس رض سے روایت ہی قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبر
فحاذی بابہامیہ اذنیہ الحدیث یعنی کہا اونھون نے دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
تکبیر کہی پس مقابل کیا انگوٹھونکو دونون کانونسے انتہی اور حاکم نے کہا ہی اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شرط
بخاری و مسلم کے ہی اور ابو داؤد اور مصنف ابن ابی شیبہ اور شرح معانی الآثار مین براء بن عازب سے
روایت ہی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوۃ رفع یدیہ حتی
تکون ابہاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم جسوقت تکبیر کہتے شروع نماز کے اوٹھاتے ہاتونکو یہانتک کہ دونون انگوٹھے قریب لوکے کان کے
ہوجاتے پھر ہاتھ نہین اوٹھاتے انتہی پس جب اسقدر صحیح احادیث سے ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کانون تک ہاتھ اوٹھاتے تھے اور بعضی حدیثونمین مونڈھون تک آیا ہی لہذا تطبیق ان احادیث مین دینی
چاہیے پس ایک وجہ ہی جو شرح معانی الآثار مین مذکور ہی کہ وائل بن حجر سے روایت ہی کہ مینے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو مقابل کانونکے وقت تکبیر ہاتھ اوٹھاتے دیکھا جب اگلے سال مین آیا تو وہ لوگ لباس
سرمائی پہنے ہوے تھے اور ہاتھ مونڈھون تک اوٹھاتے تھے پس معلوم ہوا کہ بوجہ سردی کے اگر مونڈھون تک
ہاتھ اوٹھایگا تو کچھ مضایقہ نہین اور اگر ہاتھ کھلے ہوئے ہون اور بوجہ جاڑے کے کپڑے مین لپٹے نہون تو
کانون تک اوٹھانے چاہیین جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوٹھائے پس دونون حدیثونمین
تطبیق ہوگئی کہ بوجہ عذر جاڑے کے جہانتک ممکن ہو ہاتھ اوٹھاوے اور زیادہ تکلیف نکرے اور اگر کوئی عذر
نہو تو بہتر کانون تک ہاتھ اوٹھانا چاہیے اور علامہ ابن ہمام نے دوسری وجہ تطبیق کی یہ بیان کی ہی کہ
جب انگوٹھے کان کی لو کے متصل ہونگے تو ہتیلی مونڈھونکے مقابل ہوجائیگی پس روایتونمین تطبیق
ہوجائیگی کیونکہ جب ہتیلی مقابل مونڈھونکے ہوگی تو یون کہنا صادق ہوا کہ ہاتھ مونڈھونکے برابر تھے
اور مونڈھے فروع کے بھی مقابل اونگلیان کانونکی پہونچ جاینگی تو دوسری روایت فروع کی بھی صادق
آجائیگی اور انگوٹھے بھی لو کے برابر رہینگے پس تینون روایتین مطابق ہوجاینگی چنانچہ ابوداود مین
وائل بن حجر سے روایت ہی اَنَّهُ اَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ
فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذَى بِاِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ یعنی تحقیق اونھون
نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسوقت نماز کے لیے کھڑے ہوئے پس اوٹھائے دونون
ہاتھ اپنے مقابل مونڈھون اپنے کے اور مقابل کیا انگوٹھون اپنے کو کانون اپنے سے انتہی اس حدیث
سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ دونون حدیثونمین تعارض نہین بلکہ روایت مین بعضون نے ہاتھ کا مقابلہ
مونڈھون سے اور کسی نے کانون سے بیان کردیا فقط لفظونکا فرق ہی مدعا ایک ہی چنانچہ اس روایت نے
دونون روایتونکو جمع کرکے بیان کردیا ہی پس مذہب حنفیہ کا حدیث سے زیادہ مطابق ہی معترض صاحب

۱۲ شرح معانی الآثار

۱۲ فتح القدیر

ذرا تو انصاف کرین کدورت تعصب سے اپنے دل کو صاف کرین راہ راست پر آوین کجی کی طرف نہ جاوین ۵
بسوے راستی دل اہل ہدایت کج مباشد ٭ عصاے آبنوسی بہ بمیل سرمۂ اعمی ٭ **قال** مسئلہ نود و ششم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ قعدۂ دوسرے مین اوسیطرح بیٹھے جسطرح سے کہ پہلے قعدہ مین
بیٹھتا ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین بھی خلاف کیا ہی ابو حمید ساعدی کی
اون دو حدیثونکا جو کہ مسئلہ نود و پنجم مین قریب گذرین **اقول** مسلم مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہی وکان یفرش رجلہ الیسرى وینصب رجلہ الیمنى یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بچھایا کرتے تھے قدم اپنا بایان اور کھڑا رکھتے تھے قدم اپنا داہنا انتہی اور شرح مسلم مین ہی فیہ حجۃ
لابی حنیفۃ ومن وافقہ ان الجلوس فی الصلوۃ یکون مفترشا سواء فیہ جمیع
الجلسات یعنی اس حدیث مین امام ابو حنیفہ کیواسطے اور اونکے واسطے جو موافق اونکے ہی حجت ہی کہ
تحقیق بیٹھنا نماز مین پیر بچھا کر ہی تمام جلسے اوسمین برابر ہین انتہی اور ابو داؤد اور نسائی اور امام احمد
وائل بن حجر سے روایت کی ہی انہ نظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فسجد
ثم قعد فافترش رجلہ الیسرى ونصب الیمنى یعنی اونھون نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو نماز پڑھتے ہوئے پس سجدہ کیا آپ نے پھر بیٹھے پھر بچھایا پیر بایان اور کھڑا کیا داہنا انتہی اور مسند
امام احمد مین رفاعہ بن رافع سے روایت ہی انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال للاعرابی
فاذا جلست فاجلس علی رجلک الیسرى یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
واسطے اعرابی کے پس جب بیٹھے تو پس بیٹھ اپنے بائین پیر پر انتہی اور نسائی مین ابن عمر سے
روایت ہی انہ قال من سنۃ الصلوۃ ان تنصب القدم الیمنى واستقبالہ باصابعہا
القبلۃ والجلوس علی الیسرى یعنی تحقیق اونھون نے فرمایا نماز کی سنت سے ہی یہ امر کہ کھڑا
کیا جاے قدم داہنا اور اوسکی انگلیان اوسکی طرف قبلہ کے ہون اور بائین پیر پر بیٹھنا چاہیے انتہی
پس ان احادیث سے امام صاحب کا مذہب ثابت ہو گیا کہ دونون قعدے برابر ہین اور بخاری وغیرہ کی
حدیث مین محمد بن عمرو بن عطا ہین اونکو ابو حمید ساعدی سے اس حدیث کا سماع ثابت نہین

درمیان مین کوئی رجل مجہول ہی اور عبد الحمید بن جعفر ضعیف ہی چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی
نے شرح معانی الآثار کے باب صفۃ الجلوس فی الصلوۃ کیف ہو مین اسکو مفصل لکھا ہی غرض
یہ حدیث خالی از اختلاف نہین علاوہ اسکے اس طرف بکثرت روایات صحیحہ موجود ہین لہذا ان
احادیث کو ترجیح ہی اور ترمذی نے بھی باب کیف الجلوس فی التشہد مین کہا ہی کہ اسپر اکثر اہل علم کا عمل ہی اور تورک کو
کہا ہی کہ اسپر بعض اہل علم کا عمل ہی **قال** مسئلہ نود و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ آٹھ رکعت نماز نفل اگر ایک سلام سے کوئی پڑھے تو جائز ہی لیکن اگر آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھے تو جائز
نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو
مسلم مین روایت ہی سعد بن ہشام سے الخ **اقول** امام صاحب کے نزدیک تو آٹھ تک بھی مکروہ
نہین مگر امام شافعی کے نزدیک اسقدر بھی مکروہ ہین اور حدیث مین مسلم کے جو آیا ہی وہان اور
صورت ہی یہ صورت نہین کیونکہ امام صاحب کے نزدیک ہر دو رکعت مین واسطے تشہد کے بیٹھنا بھی
ضرور ہی اور حدیث مین وہ صورت کہ اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً نہین بیٹھے
آٹھوین رکعت مین بیٹھے تھے پس اس مسئلہ کو مخالف کہنا حالانکہ اسمین دوسری صورت ہی محض
بیجا ہی علاوہ اسکے برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی اِنَّ اتِّفَاقَ الْاَئِمَّۃِ عَلَی الْقُعُوْدِ
عَلٰی کُلِّ شَفْعٍ لِمَا رَوَیْنَا دَلِیْلٌ عَلٰی اِنْتِسَاخِہٖ اَوْ اَنَّہٗ مِنْ خَصَائِصِہٖ یعنی تحقیق اتفاق
کرنا سب اماموں کا اوپر بیٹھنے کے ہر دو رکعت مین بسبب وجہ کے جو ہم بیان کر چکے دلیل ہی اوپر منسوخ
ہونے اسکے کے یا یہ کہ وہ خصوصیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی انتہی چونکہ اعداد رکعات تہجد
اختلاف کثیر ہی اور ہر ایک نحو اوسکے نزدیک قوی ہی اوسپر عمل کیا ہی اسلیے امام صاحب کے نزدیک افضل
چار رکعت موافق حدیث صحیحین کے ہین اور امام شافعی کے نزدیک دو رکعت ہین اور صاحبین کے نزدیک رات
مین دو اور دن مین چار ہین اور سب کی استدلالات احادیث سے موجود ہین خود احادیث اسمین مختلف
آئی ہین اور وجہ اختلاف امام نووی نے شرح مسلم مین یہ لکھی ہی کہ بعضے کہتے ہین کہ یہ اختلاف خود
عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہوا ہی اور بعضون نے کہا ہی راویون سے یہ اختلاف ہو گیا ہی پس احتمال ہی کہ گیارہ رکعت نوافل

ہین اور باقی روایات عائشہ رض کی وہ نادر اور کبھی واقع ہوئی ہون انتہی اسی خلاف کی وجہ سے ایک کو
ترجیح دینے کی ضرورت پڑی اور مسلم کی روایت کو کہ اوسمین آٹھ رکعت بلا قعدہ کے ہین اوسکے منسوخ
یا خاصہ ہونیکے قائل ہوئے اور محیط مین لکھا ہی وَالْاَصَحُّ اَنَّ الزِّيَادَةَ لَا تُكْرَهُ لِمَا فِيهَا مِنْ وَصْلِ
الْعِبَادَةِ وَهُوَ اَفْضَلُ یعنی صحیح تر یہ ہی کہ آٹھ رکعت سے زیادہ مکروہ نہین اسلیے کہ اوسمین اتصال عبادت ہی
اور وہ بہتر ہی انتہی **قال** مسلہ نود و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ ظہر کی اول دو رکعتون مین
برابر کی سورتین پڑھے کم زیادہ نہ پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور اونکے شاگرد ابو یوسف کا ہی سوا امام اعظم اور اونکے
شاگرد ابو یوسف نے اس مسلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابی قتادہ
رضی اللہ تعالی عنہ الخ **اقول** مسلم مین ابو سعید خدری رض سے روایت ہی اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلٰثِيْنَ اٰيَةً الحديث
یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے پہلی دو رکعتون مین نماز ظہر کی مقدار تیس آیت کے ہر رکعت مین انتہی
پس امام صاحب نے اگر اس حدیث کے موافق کہدیا تو کیا گناہ ہوا پھر باینہمہ خلاصہ مین لکھا ہی کہ امام محمد کا
قول بہتر ہی افسوس کہ اسکو نہ دیکھا اور اندھون کی طرح بیدھڑک اعتراض کر بیٹھا کیسی عداوت اور نفسانیت ہی
کیا یہی آدمیت ہی ؎ نباشد نکتہ گیری آدمیت ✤ کہ کار سگ بود آہو گرفتن ✤ **قال** مسلہ نود و نہم ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ فرض نماز کی پچھلی دو رکعتون مین آدمی کو اختیار ہی خواہ چپکا رہے (یعنی کچھ نہ پڑھے)
خواہ پڑھے خواہ سبحان اللہ پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسلہ مین بھی خلاف کیا ہی
بخاری اور مسلم کی اوس حدیث کا جو کہ ابی قتادہ رض کی روایت سے مسلہ نود و ہشتم مین اوپر مذکور ہوئی **اقول**
امام محمد رح کے موطا مین روایت ہی کہ عبد اللہ بن مسعود امام کے پیچھے صلوۃ جہریہ اور سریہ مین پہلی اور پچھلی دو رکعتون مین
قراءت نہین کرتے تھے اور جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو اول کی دو رکعتون مین الحمد اور سورت پڑھتے اور اخیر کی
دو رکعتون مین کچھ نہین پڑھتے تھے انتہی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین روایت ہی کہ علی رض اور ابن مسعود رض
نے فرمایا پہلی دو رکعت مین قرآن پڑھا اور اخیرین مین چاہا تو پڑھا انتہی پس ان حدیثون سے معلوم ہوا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت بطریق وجوب نہ تھی بلکہ بطور استحباب کے تھی اور یہی امام صاحب کا

مسئلہ ہدایہ مین لکھا ہی اِلَّا اَنَّ الْاَفْضَلَ اَنْ یَّقْرَأَ یعنی مگر بہتر یہ ہی کہ قراءت کرے انتہی گو حدیث مذکور
عائشہ رض سے غریب ہی مگر دوسری روایت اونسے غریب نہین بنایہ مین لکھا ہی رُوِیَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ
عَائِشَۃَ عَنْ قِرَاءَۃٍ فِی الْاُخْرَیَیْنِ قَالَتْ اِقْرَاْهَا عَلٰی جِہَۃِ الثَّنَاءِ یعنی روایت ہی کہ ایک
شخص نے عائشہ رض سے سوال کیا دو رکعتون اخیر مین قراءت کا فرمایا پڑھ بطریق دعا کے انتہی پس اس سے
معلوم ہوا کہ بطور قراءت الحمد کا پڑھنا نہین چاہیے بلکہ بطریق دعا کے پڑھلے پس اس سے بھی استحباب نکلا
پس امام صاحب کی مخالفت کیونکر ہو سکتی ہی ہان اگر کوئی وجوب ثابت کریے تو ہو جائیگی مگر امام صاحب
کی پھر کیا تخصیص ہی خود صحابہ رض کا مذہب ہو جو ہی ایسے جلیل القدر صحابہ خلاف حدیث نہین کر سکتے
بلکہ ادنی صحابی کا قول بھی حجت ہوتا ہی اسی وجہ سے کسی حدیث سے اخیرین مین وجوب ثابت نہین ہوتا
بلکہ ان حدیثون سے خود واضح ہو گیا کہ استحبابًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے اور بعضی مرجوح
روایتون مین حسن نے امام صاحب سے نقل کی ہی کہ قراءت فاتحہ افضل تسبیح کہنے سے ہی اور اگر تسبیح نہ کہی
اور قراءت نہ کی تو گنہگار ہوگا اگر بھول کر ترک کریگا تو سجدۂ سہو لازم آجائیگا اور شیخ الاسلام علامہ
ابن ہمام نے اس روایت کو احوط کہا ہی واللہ اعلم وعلمہ اتم **قال** مسئلہ صدم فتاوی عالمگیری
مین لکھا ہی کہ بسم اللہ اور آمین نماز مین پکار کر کہنی مکروہ ہی اور جامع الرموز مین محیط سے نقل کر کے
لکھا ہی کہ نماز مین آمین آہستہ کہنی سنت ہی اور پکار کر کہنی مکروہ ہی اور ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہی کہ امام اور مقتدی نماز مین آمین آہستہ کہین اور یہ مذہب امام اعظم اور امام مالک
اور اہل کوفہ کا ہی سوا امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان اکثر
حدیثون کا الخ **اقول قولہ** پہلی حدیث ابوداؤد **اقول** پہلی حدیث مسند
امام احمد کی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِہَا
صَوْتَہٗ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ اونھون نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ پونہچے ولا الضالین پر آمین کہی اور پوشیدہ کیا

آواز ہی کو انتہی **قولہ** دوسری حدیث آہ **اقول** یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اس حدیث کا راوی بشر ابن رافع ہی تقریب میں لکھا ہی کہ بشر بن رافع ضعیف الحدیث ہی اور ابن القطان نے اپنی کتاب میں لکھا ہی کہ بشر بن رافع ابو الاسباط نجرانی ضعیف ہی اور عمدۃ المحدثین شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ میں لکھا ہی وَھُوَ حَدِیْثٌ ضَعِیْفٌ فِیْ اِسْنَادِہٖ بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ ضَعَّفَہُ الْبُخَارِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَاَحْمَدُ وَابْنُ مُعِیْنٍ یعنی یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسکی اسناد مین بشر بن رافع ہی ضعیف کہا اوسکو بخاری اور ترمذی اور نسائی اور امام احمد اور یحیی بن معین نے انتہی **قولہ** تیسری حدیث آہ **اقول** اس حدیث مین بھی وہی بشر بن رافع راوی ضعیف ہی پس یہ حدیث قابل حجت نہین اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاوے تو اسکے دو جواب ہین اول یہ ہی کہ انجاح الحاجہ مین لکھا ہی کہ انکار کرنا ابو ہریرہ رض کا ترک جہر پر اسوجہ سے ہی کہ شاید اونکو حدیث اخفا کی نہین پونہچی تھی اور دوسرا جواب یہ ہی کہ اسی حدیث سے اخفا بھی ثابت ہوتا ہی کیونکہ آدمیونکا چھوڑ دینا بجز اسکے کہ اونکو اخفا ثابت ہو گیا ہو ممکن نہین اسلیے کہ آدمی ابو ہریرہ رض کے وقت مین صحابہ اور تابعین تھے پس اکثر کا چھوڑ دینا گو بعض صحابہ مثل ابو ہریرہ رض وغیرہ کے ترک نکیا ہو اس پر دال ہی کہ اسکی کوئی اصل ضرور ہی پس اس حدیث سے بھی اخفا کو ثابت ہی اور کیون نہو ابتک احادیث اخفا کی برابر محدثین اپنی کتابون مین روایت کرتے چلے آئے ہین چنانچہ دوسری حدیث مسند ابو داود طیالسی مین ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِھَا صَوْتَہٗ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پس جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پونہچے آمین کہی اور آہستہ کیا آواز کو انتہی پس جب ابو ہریرہ رض کے زمانہ مین صحابہ نے جہر آمین چھوڑ دیا تو پھر امام صاحب کا کیا قصور ہی جو اونہون نے واسطے اخفا کے ارشاد فرمایا حالانکہ مرفوع صحیح حدیثین اخفا کی موجود ہین **قولہ** چوتھی حدیث آہ **اقول** تیسری حدیث مسند

ابو یعلی مین ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پر پونہچے آمین آہستہ کہی انتہی **قولہ** پانچوین حدیث آہ **اقول** چوتھی حدیث طبرانی نے معجم مین روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم جب ولا الضالین پر پہونچے تو آمین کہی اور آہستہ کہی انتہی ہمنے دونون حدیثون موقوف کے
جواب مین مرفوع حدیثین لکھی ہین علاوہ اسکے پانچوین حدیث بخاری نے بلا سند بیان کی ہی اور حضرت
صاحب کہتے ہین کہ روایت کیا بخاری نے اسکو حالانکہ بخاری نے تہین روایت اسکی نہین لکھی لعنۃ اللہ علی
الکاذبین ۵ چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد * پھر دوسری غلطی معترض صاحب نے یہ کی کہ ضمیر کا
مرجع جہر آمین ٹھہرایا حالانکہ مطلق آمین کیطرف ضمیر پھرتی ہی اور معنی یہ ہین کہ ابن عمر آمین کو ترک نہین
کرتے تھے اور لوگونکو آمین کہنے پر برانگیختہ کرتے تھے اور نافع کہتے ہین کہ مینے ابن عمر رضہ سے آمین کی حدیث
مرفوع سُنی تہی پس اس قول سے آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوئی اسکے ہم بھی قایل ہین مگر جہر اس سے
ثابت نہین ہوتا ہان ابن زبیر رضہ کے فعل سے ثابت ہوتا ہی اسیلیے ہمنے اخفا کی مرفوع حدیث لکھی
ہی **قولہ** چھٹی حدیث آہ **اقول** پانچوین حدیث محلی مین ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین پر پہونچے آمین آہستہ کہی انتہی **قولہ** ساتوین حدیث آہ **اقول** چھٹی حدیث ترمذی
مین ہی عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِہَا صَوْتَہٗ یعنی علقمہ اپنے والد سے روایت
کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس آمین کہی اور پست
کیا آواز کو انتہی **قولہ** آٹھوین حدیث آہ **اقول** ساتوین حدیث تہذیب الآثار مین ہی حدثنا ابو بکر
ابْنُ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ عُمَرُ وَعَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا
یَجْہَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِاٰمِیْنَ یعنی ابو وائل سے روایت ہی کہ عمر رضہ اور علی رضہ
بسم اللہ جہر سے نہین پڑھتے تھے اور آمین مین جہر کرتے تھے انتہی **قولہ** نوین حدیث آہ **اقول** یہ حدیث
ضعیف ہی کیونکہ حجیہ بن عدی کندی جو اسکے راوی ہین اونکو تقریب مین لکھا ہی کہ خطا کرتے تھے
پس اس حدیث مین خطا واقع ہوا اور ایسکی حدیث قابل حجت نہین ہی وجہ ہی کہ علی رضہ کا فعل عدم جہر ہی
چنانچہ ابھی ہمنے حدیث صحیح تہذیب الآثار سے نقل کی ہی اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو علی رضہ ترک جہر
نکرتے اور ابن ابی حاتم نے بھی کتاب العلل مین لکھا ہی کہ مینے اپنے باپ سے سوال کیا کہ یہ حدیث

ثیسی ہی او نھونے کہا ہٰذا عندی خطأ یعنی یہ حدیث میرے نزدیک خطا ہی اور یہ ابن ابی لیلی
سے ہی اور اونکا حافظہ خراب تھا انتہی لہٰذا وہ حدیث جسمین یہ مذکور ہوا کہ علی آمین پکار کر نہین کہتے تھے یا وہ
معتبر ہوئی اور یہ حدیث جو معترض صاحب نے نقل کی ہی اوسکے مقابلہ مین صحیح نہ ٹھیری **قولہ**
دسوین حدیث **اقول** آٹھوین حدیث سنن دارقطنی مین ہی عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ کُہَیْلٍ عَنْ حُجْرٍ
اَبِی الْعَنْبَسِ عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِہَا صَوْتَہٗ یعنی علقمہ
اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی لیس جب
ولا الضالین پر پہونچے آمین کہی اور اخفا کیا آواز اپنی کو انتہی اور وہ حدیث جسکو معترض صاحب نے
عبد الجبار کی روایت سے بیان کی ہی منقطع ہی کیونکہ عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی چنانچہ ترمذی مین لکھا ہی
سَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَقُوْلُ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْہِ وَلَا اَدْرَکَہٗ
یُقَالُ اَنَّہٗ وُلِدَ بَعْدَ مَوْتِ اَبِیْہِ بِاَشْہُرٍ یعنی مینے امام بخاری سے سنا ہی وہ کہتے تھے عبد الجبار
نے اپنے باپ سے سنا نہین اور نہ اونکا زمانہ پایا بلکہ وہ اپنے باپ کے انتقال کے کئی مہینے بعد پیدا ہوئے
انتہی علاوہ اسکے دو چار دس پانچ بار اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سنا ہو تو اسکا ہمکو انکار
نہین اسلیے کہ کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغرض تعلیم امت کے آیت اور دعا کو پکار کر پڑھ دیا کرتے تھے
چنانچہ بعض صحابہ رض کی بھی یہی عادت تھی کہ واسطے تعلیم مقتدیون کے کبھی کبھی پکار کر قراءت فرماتے جیسا کہ حافظ
ابن قیم جوزی زاد المعاد مین بسند صحیح نقل فرماتے ہین فَاِذَا جَہَرَ الْاِمَامُ اَحْیَانًا لِیُعَلِّمَ الْمَامُوْمِیْنَ
فَلَا بَاْسَ بِذٰلِکَ فَقَدْ جَہَرَ عُمَرُ بِالْاِسْتِفْتَاحِ لِیُعَلِّمَ الْمَامُوْمِیْنَ وَجَہَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِقِرَاءَۃِ الْفَاتِحَۃِ
فِیْ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ لِیُعَلِّمَہُمْ اَنَّہَا سُنَّۃٌ وَمِنْ ہٰذَا اَیْضًا جَہْرُ الْاِمَامِ بِالتَّاْمِیْنِ وَہٰذَا مِنَ
الْاِخْتِلَافِ الْمُبَاحِ الَّذِیْ لَا یُعَنَّفُ فِیْہِ مَنْ فَعَلَہٗ وَلَا مَنْ تَرَکَہٗ وَہٰذَا کَرَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی
الصَّلٰوۃِ وَتَرْکِہٖ یعنی امام واسطے تعلیم مقتدیون کے دعای قنوت کو وقت نزول نازلہ کے کبھی پکار کر کہے تو کچھ
مضایقہ نہین تحقیق کہ حضرت عمر رضہ نے شروع کیا فاتحہ کو پکار کر تاکہ تعلیم ہو مقتدیونکو اور حضرت ابن عباس رضہ نے

بھی نماز جنازہ مین سورۂ فاتحہ پکار کر پڑھی تاکہ مقتدیونکو تعلیم ہو کہ اس محل مین پڑھنا اسکا سنت ہی اور
اسی قبیل سے ہی پکار کر کہنا امام کا آمین کو اور یہ اختلاف مباح ہی کہ اوسکے عامل اور تارک کو برا نہ کہا جاوے
اور یہ مثل رفع یدین کے ہی نماز مین کہ کرنا او ر نکرنا اوسکا جائز ہی انتہی پس اس سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد قرارت فاتحہ کے آمین بنظر تعلیم پکار کر فرمائی تھی کہ تا سمجھ جاوین کہ اس محل مین آمین کہی جاتی ہی
ورنہ جتنی احادیث دعا اور قرارت اور تسبیح کی سماعت مین آئی ہین سب سے جہر ثابت ہو جائیگا حالانکہ
کوئی بھی جہر کا قائل نہین **قولہ** گیارھوین حدیث الخ **اقول** نوین حدیث مستدرک مین حاکم نے
اخفای آمین کی روایت کی ہی اور اوسکو صحیح الاسناد کہا ہی اور جہر کی روایت مین حاکم اور بیہقی کے
بشر بن رافع ہی اور وہ راوی ضعیف ہی پس حدیث جہر کو علی شرط الشیخین کہنا حاکم کا اور حسن کہنا بیہقی کا
مخالف شرط بخاری وغیرہ کے ہوگا **قولہ** بارھوین حدیث سے اکیسوین حدیث تک **اقول**
دسوین حدیث روی ابوداود وغیرہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال امین وخفض بہا
صوتہ یعنی روایت کیا ابوداود طیالسی وغیرہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی
اور پست کی ساتھ آمین کے آواز اپنی انتہی اور بارھوین حدیث سے اکیس تک کسی سے جہر ثابت نہین کیونکہ
بلال رض کی حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہی کہ مقتدی اور امام کی آمین یکوقت مین ہو اسمین
جہر کا نشان بھی نہین اسیطرح اور حدیثونمین فقط آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہی جہر کی اونسے
بو بھی نہین آتی اسلیے تمام فقہا اور محدثین ان احادیث کو فضائل آمین مین بیان کرتے ہین اور
اگر کسی نے کسی باب مین بیان کر دیا تو یہ فقط اونکا اجتہاد ہی ہمپر حجت نہین کیونکہ لفظ قول سے جیسا کہ بخاری مین ہی یہ
استنباط کرنا کہ جہر مراد ہی فقط اپنے مذہب کی تائید ہی حدیث کے الفاظ ان معنی سے ہزارون کوس دور ہین
ورنہ قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سے جہر ثابت ہو جائیگا اسیطرح احادیث
مین وارد ہی کہ جب صبح کو اوٹھو تو یون کہو اور جب سونے کو لیٹو تو یہ کہو اور جب کھانا کھاؤ تو یہ کہو اور
جب قرآن ختم کرو تو یہ کہو اور جب پاخانہ سے نکلو تو یہ کہو سب اون دعاؤنکا جہر سے پڑھنا ثابت
ہوگا اسیطرح جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو حدیث مین آیا ہی تم ربنا لک الحمد کہو

ایسے ہی التحیات پڑھنے کیواسطے بھی لفظ قولوا آیا ہی یعنی قعدہ مین التحیات پڑھا کرو ان تمام کو جہر سے پڑھنا
کیون نہین مسنون کہتے اور اسکے آہستہ کہنے کو کیون مسنون کہتے ہو حالانکہ قولوا اور قل انمین بھی موجود ہی پس
معلوم ہوا کہ ان الفاظ سے معترض صاحب کا استدلال کرنا محض مغالطہ اور فریب دہی عوام ہی ایسیہی یہود کا حسد کرنا
اسپر موقوف نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے ہون بلکہ بعض اوقات واسطے تعلیم کے جہر فرماتے تھے کیا یہ
یہود پر ظاہر نہین ہو سکتا کہ ہمیشہ سے اونکا حسد کرنا متصور ہی ہو تو جتنے اقوال اور افعال جو نماز مین
صادر ہوتے تھے کیا اونکا علم نہ تھا اور آمین کو تو ہم خود تسلیم کرتے ہین کہ بعض اوقات جہر کرتے تھے کیا بعض
اوقات کا جہر اونکے علم کیواسطے کافی نہو گا اسیوجہ سے اونکو حسد تھا کہ یہ لوگ نماز کے آمین ضرور کہتے ہین اور
ہم لوگ آمین کی فضیلت سے محروم رہتے ہین جہر پر کچھ حسد موقوف نہین اور احادیث اخفا کی اسکی موید ہین
اور خود معترض صاحب نے ابوہریرہ رض کے قول سے ثابت کیا ہی کہ لوگون نے آمین چھوڑدی پس صحابہ اور تابعین کا
چھوڑنا بھی اخفا پر دال ہی کیونکہ مطلقا چھوڑدینا خواہ سرا ہو خواہ جہرا اگر لیا جائیگا تو ایسے صحابہ سے نہایت بعید ہی اسلیے
کہ مطلق آمین مین سبکا اتفاق ہی اور احادیث مین بھی فضائل اوسکے موجود ہین گو سر اور جہر مین اختلاف ہو
پس معلوم ہوا کہ صحابہ آمین مین جہر نہین کرتے تھے اور جو ابوہریرہ رض نے جہر نکرنے کو معیوب سمجھا تو اسکا کچھ
تعجب نہین صحابہ مین اس قسم کا اختلاف رہا ہی پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آمین کا آہستہ کہنا
اور اسیطرح صحابہ سے ثابت ہوا پس جو شخص آہستہ کہنے کو برا سمجھیگا اوسمین اور یہود مین کچھ فرق نہو گا
گیارھوین حدیث طحاوی کی عن ابی وائل قال کان عمر و علی لا یجہران ببسم اللہ الرحمن الرحیم
ولا بالتعوذ ولا بالتامین یعنی ابووائل رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عمر رض اور علی رض بسم اللہ
اور اعوذ باللہ اور آمین مین جہر نہین کرتے تھے انتہی بارھوین حدیث بخاری اور مسلم کی عن
انس قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکر و عمر و
عثمان فلم اسمع احدا منہم یقرأ ببسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی انس رض سے روایت ہی
کہ کہا اونھون نے نماز پڑھی مینے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پیچھے ابوبکر اور عمر رض و عثمان رض
کے پس نہین سنا مینے کسیکو اونمین سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم انتہی اور تیرھوین حدیث مسلم کی

قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ اَوَّلِ قِرَاءَۃٍ وَّلَا فِیْ اٰخِرِھَا یعنی فرمایا انس رضہ نے کہ نماز پڑھی مینے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ اور عثمان رضہ کے پس تھے وہ شروع کیا کرتے ساتھ الحمد کے اور نہین ذکر کرتے بسم اللہ کو اول قرارت مین اور نہ اوسکے آخر مین انتہی چودھوین حدیث ابن ماجہ مین انس رضہ سے روایت ہی کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ کے پیچھے نماز پڑھی سب اخفا کرتے تھے بسم اللہ کا انتہی پندرھوین حدیث نسائی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ جہر نہین کرتے تھے بسم اللہ مین انتہی سولھوین حدیث دارقطنی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ بسم اللہ کا جہر نہین کرتے تھے انتہی سترھوین حدیث مسند امام احمد کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ بسم اللہ کا جہر نہین کرتے تھے انتہی اٹھارھوین حدیث صحیح ابن حبان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ الحمد للہ رب العالمین کو جہر سے کہتے تھے انتہی اونیسوین حدیث مسند ابویعلی موصلی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضہ اور عثمان رضہ نماز جہریہ مین قرارت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے انتہی بیسوین حدیث طحاوی اور معجم طبرانی اور حلیۂ ابونعیم اور مختصر ابن خزیمہ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضہ اور عثمان رضہ بسم اللہ کو آہستہ کہتے تھے انتہی اور ان کتابوں مین اس حدیث کے کل راوی ثقہ ہین بخاری اور مسلم مین اونسے روایات موجود ہین اور فتح القدیر مین ہی قَالَ ابْنُ تَیْمِیَّۃَ وَرُوِّیْنَا عَنِ الدَّارَقُطْنِیِّ اَنَّہٗ قَالَ لَمْ یَصِحَّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَھْرِ حَدِیْثٌ یعنی کہا شیخ ابن تیمیہ نے ہمکو دارقطنی سے روایت پونہچی ہی کہ کہا اونھونے کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہر بسم اللہ مین صحیح نہین آئی انتہی اور برہان شرح مواہب الرحمن مین ہی کہ جب دارقطنی مصر مین گئے تو اون سے بعض مصریون نے سوال کیا کہ بسم اللہ کے جہر مین کوئی کتاب تصنیف کر دیجیے پس ایک جزو اونھون نے تصنیف کیا پس بعض مالکیون نے اونکو قسم دلائی کہ ہمکو اسمین سے صحیح حدیث بتلا دیجیے کہا جو کچھ

فتح القدیر صفحہ
باب صفۃ الصلوٰۃ
مواہب برہان
باب صفۃ الصلوٰۃ

حدیث کوئی صحیح نہیں ہی انتہی اور عمدۃ المحدثین شیخ الاسلام علامہ عینی علیہ الرحمۃ نے بنایہ مین لکھا ہی کہ نعیم مجمر کی
روایت معلول ہی اسواسطے کہ جہر بسم اللہ مین آٹھ سو صحابہ اور تابعین سے جو ابوہریرہ رض روایت کرتے ہین
نعیم ہی اکیلے راوی ہین اور کسی ثقہ سے ابوہریرہ رض کے اصحاب مین سے یہ امر نہین ثابت ہوتا کہ ابوہریرہ رض
کی حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہر بسم اللہ کرنا معلوم ہوتا ہو پس بخاری اور مسلم نے اعراض کیا ہے
ذکر بسم اللہ سے ابوہریرہ رض کی حدیث مین جسکو روایت ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے کیا ہی کہ ابوہریرہ رض
تکبیر لیتے ہر نماز فرض اور نفل مین اپس تکبیر کہتے وقت قیام کے پھر تکبیر کہتے وقت رکوع کے الحدیث پھر
فرمایا جب فارغ ہو جاتے کہ قسم ہی اوس ذات کی جسکے قبضے مین میری جان ہی مین زیادہ مشابہ ہون تمسے
ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی نماز آپکی تادم حیات رہی ہی اور اس حدیث مین اور نہ
اور احادیث صحیحہ مین ابوہریرہ رض کی بسم اللہ کا ذکر نہین اور اس سے گمان غالب ہوتا ہی کہ راوی نے ابوہریرہ رض
پر وہم کر لیا ہی انتہی اور برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی وَعَنْ حَدِيْثِ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ اَنَّهٗ مَعْلُوْلٌ
فَاِنَّ ذِكْرَ الْبَسْمَلَةِ فِيْهِ مِمَّا تَفَرَّدَ بِهٖ نُعَيْمٌ مِنْ بَيْنِ اَصْحَابِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض وَاَنَّهٗ حَدَّثَ عَنْ
اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْهَرُ بِالْبَسْمَلَةِ فِي الصَّلٰوةِ وَقَدْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِهٖ
فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ صَاحِبَا الصَّحِيْحِ وَلَمْ يَذْكُرْهَا وَاحِدٌ مِنْهُمَا مَعَ شِدَّةِ حِرْصِ الْبُخَارِيِّ عَلٰى
مُعَارَضَةِ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ بِالْاَحَادِيْثِ مَهْمَا اَمْكَنَهٗ بِدَلِيْلِ مَا اَشْعَرَ بِهٖ صَحِيْحُهٗ یعنی اور جواب
حدیث نعیم مجمر کا یہ ہی کہ یہ حدیث معلول ہی کیونکہ بسم اللہ کے ذکر کرنے مین اصحاب ابوہریرہ رض سے نعیم مجمر ہی متفرد
ہوئے ہین اور یہ کہ وہ حدیث ابوہریرہ رض سے بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر بسم اللہ کا کرتے تھے
اور تحقیق اعراض کیا ہی اس ذکر سے حدیث ابوہریرہ رض مین بخاری اور مسلم نے اور کسی نے دونو مین سے اوسکو
ذکر نہین کیا ہی باوجود شدت حرص امام بخاری کے اوپر مقابلہ کرنے امام ابوحنیفہ کے ساتھ احادیث کے
جسقدر اونکے امکان مین ہی اوس دلیل سے کہ جس سے اپنی صحیح کو اونھون نے بھرا ہی انتہی پس احادیث صحیحہ سے
ثابت ہوا کہ جہر بسم اللہ مین نہین کرنا چاہیے اور بعض روایات مین آنے کی وجہ یہ ہی کہ واسطے تعلیم
کے کبھی جہر کر دیتے ہونگے جیسے کبھی ظہر کی نماز مین کوئی آیت آواز سے پڑھ دیتے تھے یا بوجہ قرب کے کسی نے بسم اللہ

باب بیان سنن الصلوٰۃ

سن لی ہو کیونکہ آہستہ پڑھنے مین بھی بعض اوقات قریب کے لوگونکو مسموع ہو جاتا ہی لیکن حدیث
امام ابو جعفر طحاوی اور ابن ماجہ اور نسائی اور ترمذی مین عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہی کہا اونھون نے
باپ میرے نے مجکو نماز مین بسم اللہ کہتے ہوئے سنا پس کہا مجھسے ای بیٹا یہ بدعت ہی بچنا بدعت سے اور کہا صحابہ
زیادہ برا جاننے والا بدعت کا ہمنے کسی کو نہین دیکھا اور مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز
پڑھی اور ساتھ ابو بکر رض کے اور ساتھ عمر رض کے اور ساتھ عثمان رض کے پس کسیکو مینے بسم اللہ پڑھتے
نہین سنا پس نہ کہنا جہر بسم اللہ کو جسوقت تو نماز پڑھے پس کہہ الحمد للہ رب العالمین انتہی عدم جہر آمین و
بسم اللہ کی ہم کہانتک حدیثین لکھتے جائین اب کچھ بحث اخفای آمین کی لکھکر اس جواب کو ختم کرین ورنہ
بہت طول ہو جائیگا معترض صاحب نے علقمہ کی حدیث مین حجر کی کنیت ابو العنبس ہونے کا انکار کیا ہی
حالانکہ ابن حبان نے کتاب الثقات مین لکھا ہی حُجْرُ بْنُ عَنْبَسٍ اَبُو السَّكَنِ الْكُوفِيُّ وَهُوَ الَّذِيْ يُقَالُ
لَهٗ حُجْرٌ اَبُو الْعَنْبَسِ يَرْوِيْ عَنْ عَلِيٍّ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَوٰى عَنْهُ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ یعنی حجر
ابن عنبس ابو السکن کوفی ہی اور وہ وہ شخص ہی جسکو حجر ابو العنبس کہا جاتا ہی وہ روایت کرتے ہین علی رض
اور وائل بن حجر سے اور اونسے سلمہ بن کہیل روایت کرتے ہین انتہی پس اگر شعبہ نے ابو العنبس انکو
کہدیا تو کیونکر اونکی خطا ہوئی اور شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی کہ حجر کی کنیت ابو العنبس
ہونے پر ابن حبان نے کتاب الثقات مین جزم کیا ہی اور کہا ہی کہ کنیت اونکی مثل نام باپ اپنے کے ہی اور
قول بخاری کا کہ کنیت اونکی ابو السکن ہی اسکے منافی نہین کہ کنیت اونکی ابو العنبس بھی ہو کیونکہ ایک
شخص کی دو کنیتین ہونے تو کوئی چیز مانع نہین انتہی اور دوسری علت اس حدیث علقمہ مین معترض
صاحب نے یہ لکھی ہی کہ شعبہ نے علقمہ کا لفظ زیادہ کیا ہی اور حدیث مین نہین **جواب** اسکا یہ ہی کہ
زیادتی ثقہ کی مقبول ہی چنانچہ شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی قَوْلُهٗ وَزَادَ فِيْهِ عَلْقَمَةَ
لَا يَضُرُّ لِاَنَّ الزِّيَادَةَ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ وَلَا سِيَّمَا مِنْ مِثْلِ شُعْبَةَ یعنی یہ کہنا بخاری کا
کہ شعبہ نے علقمہ کو زیادہ کیا ہی کچھ مضر نہین اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہی خصوصاً شعبہ جیسے راوی سے
انتہی اور شعبہ امیر المومنین حدیث مین مشہور ہین اگر اونھون نے زیادتی علقمہ کی کی تو کیا خطا ہوئی

نقض ابطال جواب

اور تیسری علت اسمین یہ بیان کرتے ہین کہ شعبہ کی خطا اخفاء آمین کی روایت کرنے مین ہی
کیونکہ صحیح جہر کی روایت ہی اسکا جواب بھی علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی قُلْتُ تَخْطِیَتُهٗ مِثْلَ
شُعْبَةَ خَطَاءٌ کَیْفَ وَهُوَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْحَدِیْثِ یعنی کہتا ہون مین شعبہ کی طرف خطا کی
نسبت کرنی خطا ہی کیونکر ہو حال آنکہ وہ حدیث مین امیر المؤمنین ہین انتہی حاصل کلام یہ ہی کہ
ایسے شخصون کی طرف خطا کی نسبت کرنی روایات احادیث کو درہم برہم کر دینا ہی جب ایسے لوگ خطا کرنے
لگے تو پھر کسکی حدیث کا اعتبار رہا بلکہ انکی روایت کی مؤید اور روایتین مرفوع اور موقوف موجود ہین
سو فقط اپنے مذہب کی مخالفت کی وجہ سے تسلیم نکرنا انصاف سے بعید ہی ورنہ ہر طرح سے ان روایات کو
قوت ہی اگر فقط شعبہ مین کچھ شبہ ہی تو اونکی محامد سنیے ترمذی کی کتاب العلل مین ہی حدثنا ابو بکر
عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِیْ اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَیْدٍ یَقُوْلُ مَا خَالَفَنِیْ
شُعْبَةُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا تَرَکْتُهٗ قَالَ قَالَ اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ قَالَ لِیْ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ اِنْ اَرَدْتَ الْحَدِیْثَ
فَعَلَیْكَ بِشُعْبَةَ یعنی ابو الولید نے بیان کیا کہ مینے حماد بن زید سے سنا کہتے تھے کہ نہین مخالفت کی میری
شعبہ نے کسی شی مین مگر مینے اوسکو چھوڑ دیا اور کہا اونہون نے کہ ابو الولید نے کہا کہ مجھسے حماد بن سلمہ نے
کہا اگر حدیث کا ارادہ ہو تو شعبہ کو لازم پکڑ انتہی اور یہ بھی ترمذی مین ہی حدثنا محمد بن اسمعیل نا
عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ نَا ابْنُ مَهْدِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْیَانَ یَقُوْلُ شُعْبَةُ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ
فِی الْحَدِیْثِ یعنی امام بخاری کی روایت سے ہمکو معلوم ہوا کہ ابن مہدی کہتے ہین کہ مینے سفیان ثوری سے
سنا کہتے تھے کہ شعبہ حدیث مین سب مسلمانون کے سردار ہین انتہی اور یہ بھی اوسی ترمذی مین آیا ہی
کہ ہمسے ابو بکر نے بیان کیا کہ علی بن عبد اللہ نے کہا او مینے یحیی بن سعید سے دریافت کیا کہ بڑی بڑی حدیثون کو
زیادہ یاد رکھنے والے سفیان ہین یا شعبہ کہا شعبہ زیادہ قوی ہین ان حدیثون مین اور کہا یحیی نے شعبہ کو
رجال کا علم فلان عن فلان زیادہ تھا اور سفیان صاحب الابواب تھے انتہی پس معلوم ہوا کہ شعبہ
سفیان سے علم رجال مین زیادہ تھے اور بڑی حدیثون کو اونسے زیادہ یاد رکھتے پس سفیان کی حدیث جو جہر
واقع ہی شعبہ کی حدیث پر جو اخفا مین وارد ہوئی ہی ترجیح نہین رکھتی اور امام نووی نے تہذیب الاسماء

لکھا ہی کہ شعبہ بڑے محدثین اور کبار محققین سے ہین اونھون نے حسن بصری اور محمد بن سیرین کو دیکھا ہی اور انس بن سیرین اور عمرو بن دینار اور شعبی اور خلائق بیشمار سے روایت کی ہی اور اونسے اعمش اور ایوب سختیانی اور محمد بن اسحق تابعین نے روایت کی ہی اور سفیان ثوری اور ابن مہدی اور وکیع اور عبد اللہ بن المبارک اور یحیی القطان اور خلائق بیشمار نے کبار ایمہ مین سے اونسے روایت کی ہی اور اجماع کیا ہی اونھون نے اوپر امام ہونے اونکے کے علم حدیث اور احتیاط اور اتقان اور جلالت قدر مین کہا امام احمد بن حنبل نے شعبہ کے زمانہ مین اونکے مثل حدیث مین اور عمدہ اونسے کوئی نہ تھا اور کہا امام شافعی رحمہ نے اگر شعبہ نہوتے تو حدیث عراق مین پہچانی نہ جاتی اور کہا امام احمد رحہ نے شعبہ ایک امت واحدہ ہین علم حدیث اور احوال رواۃ مین انتہی مختصراً پھر جای تعجب ہی کہ شعبہ اخفای آمین کی حدیث بیان کرنے کے سبب مخطی ہو گئے حالانکہ اسمین اونکی کوئی خطا نہین البتہ ظاہر یہ ہی مخالفانہ بیان کر دینے مین جو چاہیے کہ نہے ورنہ حدیث مین کوئی نقص نہین کیونکہ علم اونکو اور حافظہ اونکا بہت قوی ہی پس اونکی طرف ایسا گمان کرنا سراسر اعتساف اور بالکل خلاف انصاف ہی اور چوتھی وجہ ضعف کی معترض صاحب نے یہ بیان کی کہ علقمہ نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی اگر معترض صاحب ترمذی کی کتاب العلل دیکھتے تو ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالتے چنانچہ اوسمین لکھا ہی وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ یعنی علقمہ نے اپنے باپ سے سنا ہی اور وہ عبد الجبار سے بڑے ہین اور عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی انتہی پس معترض صاحب نے عبد الجبار کی روایت اپنے باپ سے جو ابن ماجہ مین جہر آمین کی نسبت آئی ہی (حالانکہ عبد الجبار کی عدم سماع مین اتفاق ہی) حجت گردانی اور علقمہ کی روایت جو متصل ہی اوسکو بعض اشخاص کے مرجوح اقوال سے ضعیف قرار دیا سبحان اللہ کیا انصاف اسی کا نام ہی کہ حق کو ناحق کر دینے کا التزام ہی لیکن معترض صاحب دل مین کہتے ہونگے ہم الزام اونکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا +

اور خود نواب صاحب امیر بھوپال جو معترض صاحب کے بڑے معتمد اور مستند ہین اپنی کتاب مسک الختام شرح بلوغ المرام مین لکھتے ہین سماع علقمہ از ابیہ ثابت ہست پس حدیث سالم باشد

عون الباری صفحہ ۸۲ جلد ...

مسک الختام شرح بلوغ المرام صفحہ ... جلد ...

از انقطاع یعنی سماع علقمہ کا باپ سے ثابت ہی پس حدیث اخفای آمین کی انقطاع سے سلامت
ہی انتہی باقی رہا یہ امر کہ شعبہ سے جہر کی بھی روایت ہی اسکا ہم کب انکار کرتے ہین ہم تو خود کہتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جہر بھی کیا ہی اسیوجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم مین اختلاف ہوا بعضون نے اوسکو بطور سنت
سمجھا اور اکثر نے اوسکو بوجہ تعلیم جانا چنانچہ اکثر آدمیونکا قرن اول مین ترک کردینا خود اسپر دال ہی کہ
اونھون نے اخفا کو ترجیح دی ہی پس دارقطنی کی جہر کو ترجیح دینی ہمکو کچھ مضر نہین لیس للناس فیما یعشقون
مذاہب ❊ اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے اہتمام سے خود ہویدا ہی کہ اونکی رای مین جہر کو ترجیح تھی اور اکثر نے ترک ہی کردیا تھا
اور جہر نہین کرتے تھے بلکہ آمین مین اخفا کرتے تھے ورنہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اسقدر اہتمام نفرماتے ؎
بیخودی بے سبب نہین غالب ❊ کچھ تو ہی جسکی پردہ داری ہی ❊ اسیواسطے علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر
لکھا ہی کہ مصنف نے حدیث اخفا کو ترجیح دی اور دارقطنی نے حدیث جہر کو مگر میرے نزدیک جہر کو قوت ہوتی تو خفض
مین یون تاویل کردیتا کہ مراد اوس سے عدم قرع عنیف ہی پس علامہ ابن ہمام کے قول سے معلوم ہوا
کہ وہ خود اسمین متردد ہین چونکہ اونھون نے اس تاویل کو معلق بالشرط کیا ہی جب شرط کا وجود نہ پایا گیا مشروط
بھی معدوم ہوگیا اور اگر اس قول سے یہ مراد لیجائیگی کہ اگر میرے پاس دلیل اخفا ہوتی تو دونون مین یہ توفیق دیتا
تو خلاف مقصود ہوجائیگا کیونکہ کہین اونکے کلام سے ثابت نہین ہوتا کہ وہ خود بھی جہر کو ترجیح دیتے ہین بلکہ
ترجیح اخفا کو ہی معلوم ہوتی ہی کیونکہ اونھون نے لکھا ہی کہ اگر یہ امر تمام ہوجاے تو حدیث مین انقطاع ہوگا
علاوہ اسکے انقطاع کو اونھون نے اپنی کتاب مین حجت گردانا ہی بلکہ حنفیہ کے نزدیک منقطع حدیث حجت ہی
پھر اسکو معلق بھی کردیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک انقطاع اسکا ثابت نہین پھر اونکی تطبیق سے
معلوم ہوتا ہی کہ فقط اخفا کے لفظ مین اونھون نے تاویل کرنے کو معلق کیا ہی اور جہر مین جو معنی بیان
کیے ہین وہ خلاف جہر نہین برخلاف معنی اخفا اور خفض کے کہ اونمین محض تاویل ہی کیونکہ عدم
قرع عنیف جہر کو جو ضد اخفا کی ہی شامل ہی پس معنی اخفا و خفض کے عدم قرع کیونکر ہوسکتے ہین
جبتک جہر کو خوب قوت نہو البتہ اوسوقت ایسی تاویلات بعیدہ کے مرتکب ہوسکتے ہین مگر نہ اسکی تاویل
بعید اور خلاف متبادر اور خلاف لغت کے ہونے مین کیا کلام ہی پس اشارہ اونکا طرف دلیل جہر کے

ہوگا ورنہ اگر دلیل اخفا کی طرف ہوگا تو پھر اوسمین تاویل کے کیا معنی ہونگے پھر تو جہر مین یون تاویل کیجاویگی کہ مراد اوس سے اوس اخفا کا عدم ہی جسکو خود بھی آنے سے نہ پس یہ معنی اخفا کو شامل ہوجاوینگے ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آویگی بلکہ ترجیح مرجوح ہوجاویگی حاصل یہ ہوا کہ معترض صاحب اخفا مین تاویل کرتے ہین جہر مین کیون نہین کرتے کہ مراد اوس سے عدم اخفاء شدید ہی اور یہ تاویل بعض شافعیہ سے منقول ہی علامہ ابن ہمام اسکے ہرگز قائل نہین اسیواسطے اونھون نے معلق کردیا ہی پس معلوم ہوا کہ غرض علامہ ابن ہمام کی یہی ہی کہ جہر کو ترجیح نہین پائی جاتی ورنہ موافق بعض شافعیہ کے ہم یون تاویل کردیتے پس معترض صاحب کو یہ عبارت مفید نہ پڑی اور اونکا حدیث مین تاویل کرنا محض لغو ہوا کسی لغت مین اخفا اور خفض کے معنی جہر کو شامل نہین قاموس مین دیکھ لیجیے کہ اخفا کے معنی مین کیا لکھا ہی اَخْفَاہُ سَتَرَہٗ وَکَتَمَہٗ جب لغت سے اخفا کے معنی ستر اور کتم کے ہوئے اوسکو اپنے قول کی پاسداری سے بدل دینا اور خلاف متبادر لے لینا آپ ہی کا کام ہی کیا فقط راوی کی خبر دینے سے جہر ثابت ہو سکتا ہی حال آنکہ وہ خود کہتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخفا کیا خواہ مخواہ اوسمین تاویلات رکیکہ کرنے کی کونسی ضرورت ہی اونکو اس امر کا علم تھا کہ آپ آمین کہتے ہین ورنہ اخفا کہنے کی کیا ضرورت تھی کیا اگر کوئی شخص یون کہے کہ ظہر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الحمد پڑھی کیا اوسکو جہر لازم ہوگا اور خصوصًا اوسوقت جب تصریح بھی کردی کہ اخفا کیا ہی اوسکو نہ ماننا کسی عقل کے دشمن کا شیوہ ہی جو اپنی فقط رای سے حدیث کو خراب کرتا ہی اور دوسرونکو رای کا الزام دیتا ہی ایسے بین الفاظ کو کوئی بیوقوف بھی بدل کر اونکے برعکس معنی نہ لیگا ہان البتہ جسکو جہل مرکب ہو اوسکا کیا علاج کہ وہ معذور ہی ؏ گلیم بخت کسی کہ بافتند سیاہ + بآب کوثر و زمزم سفید نتوان کرد + اسکے بعد معترض صاحب نے کچھ آثار مین کلام کیا ہی کہ اثر صحابہ رض کا حجت نہین یہ عجیب بات ہی خود تو اثر صحابہ رض سے استدلال کرتے ہین کہین ابوہریرہ رض کے قول سے سند ہی اور کہین ابن زبیر رض سے اور پھر دوسرونکو اوسکی استدلال سے منع کرتے ہین حال آنکہ حنفیہ کے یہان موقوف حدیث حجت ہی چنانچہ چوتھے مسئلہ کے جواب مین تحقیق اسکی بیان ہوچکی ہی علاوہ اسکے مرفوع حدیثین جو اس جواب کے شروع مین ہمنے لکھی ہین موقوف کی مؤید ہین اور موقوف مرفوع کی مؤید

پس باوجود مرفوع حدیث کے جو موقوف کی تایید کرتی ہی پھر بھی موقوف کو نہ ماننا اپنے مسلک سے
بھی انکار کرنا ہی پھر دوسرا جواب یہ لکھتے ہین کہ یہ روایتین طبقہ رابعہ کی ہین یہ قول اونکا مناقض اوس
قول کے ہی جو مسلہ ہفتم مین اونھون نے لکھا ہی کہ طحاوی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب نے
بھی طبقہ ثالثہ مین طحاوی کو داخل کیا ہی پس یہان اوسکو طبقہ رابعہ کہتے ہین حالانکہ یہ قول اونکا مخالف
حجۃ اللہ البالغہ اور خود اونکی تصریح کے ہی سچ کہا ہی دروغگو را حافظہ نباشد اور تیسرا جواب معترض صاحب
لکھتے ہین کہ روایت ابن مسعود کی بلا اسناد ہی ہمنے مانا کہ یہ روایت غریب ہی مگر اور روایتین کثرت سے
موجود ہین ایک دوسرے کی تایید کرتی ہین اسیواسطے برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی کہ امام طحاوی
نے ابو وائل سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے علی رض اور عمر رض آمین مین جہر نہین کرتے تھے اور امام محمد نے
کتاب الآثار مین ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے آمین کو اخفا کرنا چاہیے اسیطرح عبد الرزاق
نے مصنف اپنی مین روایت کی ہی پس یہ حدیثین دلالت کرتی ہین کہ جہر بعض اوقات مین واسطے تعلیم کے تھا
جیسا کہ وارد ہوا ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی وقت آیت سنادیتے تھے حالانکہ اسکے واسطے
جہر نہ تھا کہ سنت دوامی ہوجاوے ورنہ عمر رض اور علی رض ترک نکرتے اور ابراہیم نخعی ایسے شخص اپنی طرف سے
برخلاف اوسکے حکم نہ دیتے انتہی پس معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی کا قول بے اصل نہین عمر رض اور علی رض سے
بھی روایت ہی اور یہ روایت صحیح ہی اسلیے کہ رجال ثقہ ہین برخلاف ابن ماجہ کی حدیث کے جو علی رض سے
مروی ہی وہ ضعیف ہی چنانچہ تحقیق اسکی شروع مین بیان ہوچکی پس معلوم ہوا کہ علی رض سے جہر کی روایت
محض بے سند ہی ہرگز لائق ماننے کے نہین بلکہ صحیح اونسے عدم جہر ہی اور صحیح مسلم کی روایت جس سے
معلوم ہوتا ہی کہ عمر رض سُبحانکَ اللّٰھُمّ کو جہر سے پڑھتے تھے مرسل ہی چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین
لکھا ہی وھو مرسل یعنی انّ عبدۃ وھو ابن ابی لبابۃ لم یسمع من عمر رض یعنی یہ روایت مرسل ہی
اسلیے کہ عبدہ نے عمر رض سے نہین سنی ہی انتہی پس عدم جہر کی روایت جس طرف جمہور ہین بہت صحیح ہی اور اس حدیث
مرسل سے معترض صاحب کا حجت کرنا لغو ہی مگر معترض صاحب کیا کرین الغریق یتشبث بکلِ حشیش ڈوبتا
آدمی کیا نہین کرتا جب کوئی حدیث ہاتھ نہین آتی تو قوی کا ضعیف ہی سے مقابلہ کربیٹھتے ہین اور تقلید

نواب صاحب امیر بھوپال سے باز نہین آتے وہ کبھی تقلید کو ایسا واجب جانتے ہین کہ صحیح صحیح حدیثون کو اونکے
مقابل مین باطل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہین خود ضعیف اور منقطع اور مرسل حدیث کو حجت نہین جانتے مگر جب
نواب صاحب کے کوئی حدیث مخالف دیکھتے ہین تو پھر ضعیف ہی کی طرف دوڑتے ہین ورنہ اونکے ہی قول کو
قابل حجت اور کالوحی من السماء سمجھکر پیش کرتے ہین پھر اپنے قواعد ممہدہ سے بھی قطع نظر کر لیتے ہین غرض
کسی جگہ اونکے برخلاف نہین کہتے حدیث کا انکار اور حدیث کی تاویل اونکے نزدیک نہایت سہل بات ہے زبان سے
کہنے کی دیر ہے مگر مخالفت نواب صاحب کی اپنے حق مین سم قاتل تصور کرتے ہین مبادا اونکی مخالفت سے
دال مین کالا ہو تو سلسلہ آمدنی پلاؤ قورمہ کا تہ و بالا ہو سو مقلد ہو تو ایسا ہو مجتہد ہو تو ایسا ہو
ہی تقلید اوسکی فرض العین جسکے پاس یہ سب ہو۔ اسکے بعد معترض صاحب نے آیت قرآنی مین کلام شروع کیا ہے
کہ ادعوا ربکم سے استدلال درست نہین کیونکہ دعا ہونا آمین کا تابعی کے قول سے ثابت ہوتا ہے حدیث و قرآن
سے ثابت نہین **جواب** اسکا یہ ہے کہ الفاظ دعا توقیفی نہین ہین اگر کوئی شخص دعا مانگے اور وہ دعا قرآن
اور حدیث مین نہ آئی ہو تو کیا وہ دعا نہو گی علاوہ اسکے حدیث مین آمین کہنا آیا ہے اگر اسکے معنی دعا نہین
یا یہ لفظ اسمای الٰہی سے نہین تو کیا نعوذ باللہ مہمل لفظ کا شارع صلعم نے حکم دیا ہے بلکہ آمین کے معنی قاموس وغیرہ مین
استجب او کذلک فلیکن مجازا و کذلک فافعل کے ہین اور آمین کو اسمای الٰہی مین سے بھی لکھا ہے پس دو حال سے
خالی نہین دعا ہو گی یا اسمای الٰہی سے ہے ہر صورت سے اخفا چاہیے چنانچہ تفسیر مین لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ نے
اخفای آمین مین دو وجہین بیان کی ہین ایک یہ آمین دعا ہے اور دوسری یہ آمین اسمای الٰہی سے ہے پس اگر دعا ہے
تو اخفا اوسکا واجب ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دعا کرو پروردگار اپنے سے زاری اور آہستگی سے اور اگر
اسمای الٰہی سے ہے تو بھی اخفا واجب ہے اسلیے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے تو اپنے پروردگار کو دل مین یاد کر پس اگر
وجوب ثابت نہو گا تو نہ کم ہو گا استحباب سے اور ہم بھی اسکے قائل ہین انتہی پس تابعی کا قول خلاف قرآن
و حدیث نہوا بلکہ حدیث اور لغت اوسکے قول کی تائید کرتا ہے اور دوسرا جواب معترض صاحب کا کہ کسی تفسیر مین
اس آیت کی تفسیر مین اخفای آمین نہین لکھا عجب مہمل اور بے معنی قول ہے تفسیر والون نے جب دعا کا
اخفا کرنا اس آیت سے ثابت کر دیا تو اب کیا ضرور ہے کہ مسائل متعلقہ کو بھی مفصل لکھے البتہ امام فخر الدین رازی نے

اخفای دعا مین اسی آیت کی تفسیر مین بہت دلائل بیان کیے ہین اوسکے بعد امام صاحب کی بھی حجت بیان کر دی
ہی چنانچہ ابھی اونکی عبارت ہمنے نقل کی ہی اب اخفای دعا کے دلائل بھی ہمنے تفسیر کبیر سے بیان کرتے ہین پس جانو کہ اخفای
دعا مین معتبر ہی اور اسپر کئی دلیلین ہین اول تو یہی آیت ہی کیونکہ یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ جناب باری نے
دعا کا حکم دیا ہی اوس حال مین کہ وہ دعا مخفی ہو اور ظاہر امر کا وجوب ہی پس اگر وجوب حاصل نہو تو اقل درجہ
استحباب ہوگا پھر خدای تعالی نے اسکے بعد فرمایا کہ اللہ تعالی حد سے تجاوز کرنیوالونکو دوست نہین رکھتا اور
ظاہر تر یہ ہی کہ مراد اوس سے یہ ہی کہ خدا دوست نہین رکھتا اون لوگونکو جو حد سے تجاوز کر جاتے ہین اون دو امرونکے
ترک کرنے مین (کہ وہ دونون تضرع اور اخفا ہی) پس اللہ اونکو دوست نہین رکھتا اور محبت اللہ کی ثواب
سے عبارت ہی پس معنی یہ ہوئے کہ جو شخص دعا مین تضرع اور اخفا کو ترک کردے پس اللہ اوسکو ثواب نہین دیگا
اور نہ اوسکی طرف احسان کریگا اور جو شخص ایسا ہوگا وہ لا محالہ اہل عقاب سے ہوگا پس ظاہر ہوا کہ قول
اللہ تعالی کا انہ لا یحب المعتدین بطور تہدید شدید کے ہی اوپر ترک کرنے تضرع اور اخفا کے دعا مین
اور دوسری حجت یہ ہی کہ اللہ تعالی نے زکریا کی تعریف کی فرمایا جبکہ ندا کی زکریا نے اپنے پروردگار سے ندا آہستہ
یعنی چھپایا اوسکو بندون سے اور خالص کیا اوس دعا کو واسطے اللہ کے اور اوس ندا کی وجہ سے خدا کی طرف منقطع ہوا
اور حجت تیسری وہ حدیث ہی جسکو ابو موسی اشعری نے روایت کیا ہی کہ صحابہ ایک غزوہ مین تھے پس ایک وادی مین
آئے پس لگے کہنے تکبیر اور لا الہ الا اللہ آواز سے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی کرو تم اپنی جانون پر
کسی بہرے کو تم نہین پکارتے اور نہ کسی غائب کو تم تو سمیع اور قریب کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہی اور چوتھی
حجت قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ ایک خفی دعا برابر ہی ستر دعای جلی کے اور دوسرا قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتر ذکر کا خفی ہی اور بہتر رزق کا وہ ہی جو کافی ہو جاوے انتہی پس ان احادیث اور قرآن
سے ثابت ہو گیا کہ دعا مین اخفا مستحب ہی اور بعض اوقات مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا
مسموع ہوئی ہی وہ بوجہ تعلیم کے وارد ہی ورنہ احادیث مین تناقض ہو جاویگا اسکے بعد معترض صاحب نے
آیت مین بھی تاویل شروع کی ہی فرماتے ہین کہ اس آیت مین اخفا سے مراد نہ بہت چلانا ہی اور نہ بہت آہستہ
کہنا ہی اور آیہ لا تجہر بصلاتک اوسکی سند مین بخاری کی روایت سے لائے ہین کہ یہ آیت دعا مین

نازل ہوئی ہی اور ہم کہتے ہین کہ یہ آیت نماز کے حق مین وارد ہوئی ہی چنانچہ بخاری و مسلم مین عبد اللہ بن
عباس رض سے روایت ہی قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَکَّۃَ کَانَ اِذَا صَلّٰی
بِاَصْحَابِہٖ رَفَعَ صَوْتَہٗ بِالْقُرْاٰنِ فَاِذَا سَمِعَ الْمُشْرِکُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَہٗ وَمَنْ
جَاءَ بِہٖ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْہَرْ بِصَلَاتِکَ اَیْ بِقِرَاءَتِکَ
فَیَسْمَعُ الْمُشْرِکُوْنَ فَیَسُبُّوا الْقُرْاٰنَ وَلَا تُخَافِتْ بِہَا عَنْ اَصْحَابِکَ فَلَا تُسْمِعُہُمْ وَ
وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا یعنی فرمایا ابن عباس رض نے کہ یہ اوسوقت نازل ہوئی ہی کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین چھپے رہتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو قرآن
آواز سے پڑھتے پس جب مشرکین سنتے برا کہتے قرآن اور اوسکے بھیجنے والے اور لانیوالے کو پس فرمایا اللہ تعالی نے
واسطے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نماز مین جہر نکرو یعنی قرارت نماز مین پکار کر نکرو پس مشرک سنین گے
اور قرآن کو برا کہینگے اور اپنے اصحاب سے قرارت کو پوشیدہ مت کرو بلکہ ادنکو سناؤ اور طریقہ اوسط اختیار
کرو انتہی اور لفظ بخاری کے ہین پس معلوم ہوا کہ یہ آیت نماز مین نازل ہوئی ہی اور مذہب مختار یہی ہی چنانچہ
امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی لٰکِنَّ الْمُخْتَارَ الْاَظْہَرَ مَا قَالَہُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا
یعنی لیکن مذہب مختار اور ظاہر تر وہی ہی جو ابن عباس رض نے کہا ہی انتہی اسکے بعد معترض صاحب نے پھر یہی تاویل
کی ہی فرماتے ہین اگر آمین کا دعا ہونا تسلیم کیا جاوے تو بھی اس حکم سے اسیقدر مستفاد ہوتا ہی کہ آمین کو زور سے
چلا کر نہ کہین بلکہ میانہ آواز سے کہین جو کہ نہ بہت بلند ہو اور نہ بہت آہستہ جواب اسکا یہ ہی کہ کسی لغت یا تفسیر مین
خفیہ کے یہ معنی نہین لکھے اگر تم سچے تھے تو کسی معتبر کا قول کیون نہین نقل کرتے ہو فقط اپنی رائے سے قرآن کے
الفاظ کو بدلنا شروع کر دیا حالانکہ قرآن مین رائے سے معنی کہنے پر نہایت وعید آئی ہی علاوہ اسکے تفسیر
ابو سعود مین اسی آیت کی تفسیر مین لکھا ہی فَاِنَّ الْاِخْفَاءَ دَلِیْلُ الْاِخْلَاصِ یعنی اسلیے کہ اخفا کرنا
دلیل اخلاص کی ہی انتہی اور تفسیر فتح البیان مین لکھا ہی وَالْخُفْیَۃُ الْاِسْرَارُ بِہٖ فَاِنَّ ذٰلِکَ اَقْطَعُ
لِعِرْقِ الرِّیَاءِ یعنی معنی خفیہ کے پوشیدہ کہنے اوس دعا کے ہین اسلیے کہ آہستہ کہنا زیادہ قطع کرنیوالا رگ ریا کا ہی
انتہی اور تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہی وَخُفْیَۃً اَیْ سِرًّا قَالَ الْحَسَنُ بَیْنَ دَعْوَۃِ السِّرِّ وَدَعْوَۃِ

الْعَلَانِيَةِ سَبْعُوْنَ ضِعْفًا وَلَقَدْ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يَجْتَهِدُوْنَ فِي الدُّعَاءِ وَمَا يُسْمَعُ لَهُمْ
صَوْتٌ إِنْ كَانَ إِلَّا هَمْسًا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَبِّهِمْ وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَقُوْلُ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ
تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً وَأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى ذَكَرَ عَبْدًا صَالِحًا وَرَضِيَ فِعْلَهُ فَقَالَ إِذْ نَادٰى رَبَّهُ نِدَاءً
خَفِيًّا ط یعنی خفیہ کے معنی سر ہین کہا حسن بصری نے درمیان پوشیدہ اور ظاہر دعا کے ستر حصہ ہین اور تحقیق تھے
جمیع مسلمان کوشش کرتے دعا مین اور نہین سُنی جاتی تھی آواز اونکی آواز نہین تھی مگر آہستہ درمیان اونکے
اور پروردگار اونکے کے اور یہ اسلیے کہ خدای تعالی فرماتا ہی دعا کرو پروردگار اپنے سے خشوع کرتے ہوئے اور آہستہ
اور تحقیق اللہ تعالی نے بندۂ صالح کا ذکر کیا اور اوسکے فعل سے راضی ہوا پس فرمایا جسوقت دعا کی اوسنے پروردگار
اپنے سے دعای خفی انتہی اسیطرح تفسیر کشاف وغیرہ مین لکھا ہی پس باوجود اجماع لغت اور تفسیر کے معترض صاحب
وہی تاویل کیے جاتے ہین جو جہر کو شامل ہو اور اپنی رای کے مقابل سبکو بالای طاق رکھا یا اگر ذرا انصاف کی
کسی کو تلاش ہو تو معترض صاحب کے یہان سے پوٹ باندھے ہزارون چالین چلتے ہین مگر کوئی چال اونکی قرآن اور
تفسیر کے مقابلہ مین نہین چلتی اس آیت مین گفتگو کرکے نہایت مضطرب ہوگئے ہین برابر تاویلین کرتے
ہین حیلے پیدا کرتے ہین مگر حق بات مخفی نہین رہتی کوئی عاقل ان تاویلات رکیکہ کو پسند نہین کرتا
مگر وہ مجبور ہین کیا کرین حالت مخمصہ اور اضطرار مین آدمی معذور ہوتا ہی اسکے بعد فرماتے ہین کہ اگر فرض بھی
کیا جاے کہ اس آیت سے مراد ایسی آہستگی ہی جسمین آواز نہ نکلے تو بھی حکم آمین کا اس سے مستثنی اور مخصوص ہوگا
جواب اسکا یہ ہی کہ جبتک معترض صاحب کسی حدیث سے یہ امر ثابت نہ کر دینگے کہ جہر آمین اور بعض دعا کا جو بعض وقت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی بطور تعلیم نہ تھا ہرگز آیت مخصوص نہین ہوسکتی ہم بعض اوقات
دعا کے خود قائل ہین سو یہ بوجہ تعلیم صحابہ کے تھا اور دلیل اسپر یہ ہی کہ اکثر جہر سے دعا کا پڑھنا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوتا بلکہ بعض خاص وقائع مین ثابت ہی اوس سے قرآن کی کیونکر تخصیص
ہوکر جہر مسنون ہوسکتا ہی بلکہ اکثر دعائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ ہی فرمائی ہین بعض
اوقات جہر کسی غرض سے خلاف قرآن نہین ہوسکتا بلکہ خود احادیث اور آثار بھی ہمنے بیان کر دیے
جس سے ثابت ہوگیا کہ دعا کا اخفا کرنا بہتر ہی پس متنازع فیہ فقط یہ امر ہی کہ آمین کا جہر اکثری ثابت نہین

اور نیز اسکے کوئی وجہ مسنون ہونے آمین کی نہین ہوگی اگر بعض اوقات صادر ہوا تو ہم اسکا برابر اقرار کرتے ہین چنانچہ بعض دعاؤن مین بھی بعض اوقات جہر ثابت ہی گفتگو اکثر اوقات مین ہی اسکے حنفیہ منکر ہین اور حدیث مین کہین اسکا پتا نہین اگر قیامت تک تلاش کیجیے گا تو کوئی حدیث ایسی نہین ملیگی جس سے اکثری فعل جہر دعا کا ثابت ہو بلکہ دونون قسم کی احادیث موجود ہین اور ہر طرح سے ترجیح اخفا کو ثابت ہی کیونکہ اکثر صحابہ رض اور تابعین سے اخفا معلوم ہوتا ہی اور قرآن سے تو صریح قطعی اخفا ہی کیونکہ قرآن مین دعا کی اخفا کا ارشاد ہی اور آمین کے دعا ہونے مین یا اسم اسمای الہی سے ہونے مین کسی کو کلام نہین ہی پر عجب ہی کہ معترض صاحب نے حدیث اور قرآن کی سند پیش کی ہی کہ وہ سمین دعا کے معنی نہین آئے ہ برین عقل و دانش بباید گریست + معترض صاحب نے شارع کے ذمہ اظہار معنی لغوی بھی مقصود فرمایا ہی اسکے معنی لغت مین دیکھے ہوتے کہ دعا ہین یا نہین خدا اور رسول احکام بتلاتے ہین یا آپکو لغت تعلیم کرتے ہین پھر اگر عطا تابعی نے اسکو کہدیا تو کونسی وجہ سے قابل حجت نہوگا دعا کا اقرار معترض صاحب کو ہر طور سے کرنا پڑیگا یا اسمای الہی مین سے ماننا پڑیگا ہ یا رست بیان ہیچ باید بود + یا معترف فتنہ و شر باید بود + ورنہ بچنین حیلہ و کیادی خویش + دو چشم پر از خون جگر باید بود + اور ان دونون کے واسطے اخفا کا حکم ہم آیت سے بیان کر چکے ہین لہذا خالی از استحباب نہوگا مزید برآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم سے اخفا ثابت ہوتا ہی چنانچہ شروع جواب مین احادیث ہمنے نقل کر دی ہین اور جہر کی احادیث سے بجز بعض اوقات کے ثابت نہین ہوتا اول تو وہ حدیثین خود ضعیف ہین چنانچہ ہم بیان کر چکے ہین کہ کسی مین انقطاع اور کسی مین ضعف ہی اور اگر مانا جاوے تو بیش ہر بن نیست کہ گاہی ایسا اتفاق ہوا ہو ورنہ درمیان احادیث اور قرآن کے تطبیق دشوار ہوگی اور بجز تاویلات واہیہ اور کچھ ہو سکیگی معترض صاحب کا ایک تکیہ کلام ہی کہ آپکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر کرتے ہین اپنے کلام اور استدلال کو بعینہ منطوق حدیث تصور کرتے ہین فرماتے ہین کہ اگر یون نہین ہو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھ مین نہین آیا یا دیدہ و دانستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا خلاف کیا معوذ باللہ ایسے سخت الفاظ کہہ جاتے ہین اور کچھ پاک نہین کرتے خود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو سمجھتے نہین جب حدیث اور قرآن مین موافق عندیہ اونکے کے تناقض ہوتا ہی تو پھر دعوی پیغمبری در پردہ

کرتے ہین جناب مین آپکی سمجھ مین یعنی آیت کے نہین آئے یا آپ دیدہ و دانستہ اوسکے برخلاف کرتے ہین کیونکہ
آپکے نزدیک حدیث کتاب اللہ سے مقدم شمار کیجاتی ہی کتاب اللہ کو تو آپ صاحبون نے بالکل بالائی طاق رکھدیا ہی
اگر کوئی بخاری کی حدیث کی سند بیان ہو تو جتنا اوسکا آپکے نزدیک اعتبار ہوگا ہرگز آیت قرآن کا گو کیسی
قطعی الدلالۃ ہو ایسا اعتبار نہوگا آپ ضعیف حدیثون سے استدلال کرتے ہو اور دوسرا جو صریح قرآن کی
آیت پیش کرے تو اوسکو قابل استدلال نہ سمجھو گیا قرآن محض تلاوت ہی کیواسطے نازل ہوا ہی احکام کا استدلال
اوس سے صحیح نہین باوجودیکہ الفاظ کلام اللہ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آجتک متواتر ہوتی
چلی آئی ہین اور احادیث مین یہ بات میسر نہین بلکہ اوسمین درجہ کا اختلاف ہی کہ بیان سے باہر ہی احادیث
ضعیفہ تو درکنار احادیث صحیحہ کہ جنکے تمام راوی ثقہ ہین اونمین اس درجہ کا اختلاف ہی کہ جبتک کہ کوئی بڑا ماہر نحو
ہرگز غرض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم معلوم نہین کرسکتا پس حیف ہی کہ احادیث ضعیفہ تو ایک دوسرے کی
مؤید ہو جائین اور قرآن کی آیات کو تایید مین کچھ دخل نہو بخاری کو بعد کتاب اللہ علمانے لکھا ہی مگر یہ حضرات
تو قبل کتاب اللہ سمجھتے ہین چنانچہ کتابین اونکی موجود ہین اور مشتی نمونہ از خروارے ہی معترض صاحب کی
کتاب کو ملاحظہ کیجیے کہ آیت کو حدیث کے مقابلہ مین نہین مانتے آیت مین تو ایسی تاویلین گڑھ گئے ہین جو کوئی
ابلہ بھی اوسکو پسند نہین کریگا اور احادیث کے الفاظ کو یون جانتے ہین کہ بلا واسطہ ہمکو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے پہنچی ہین اور یہی الفاظ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہین خدا جانے اونکے
امام پر وحی آئی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی الفاظ اور اونسے یہی غرض ہی یا اونھون نے کوئی خواب
دیکھا ہی جسکی وجہ سے اپنے خیال خام مین خوش ہین پھر آمین کے بارہ مین اکیس حدیثون پر بڑا ناز ہی اگر مطلق آمین
کی اکیس حدیثین مراد ہین تو اسکو ہم تسلیم کرتے ہین کہ آمین کی فضیلت و اخفا اور جہر مین اس سے
زیادہ حدیثین آئی ہین اور اگر مراد یہ ہی کہ جہر آمین مین اکیس حدیثین ہین چنانچہ معترض صاحب کے قول سے
یہی دعوی معلوم ہوتا ہی تو یہ قول محض لغو اور بالکل بے اصل ہی چنانچہ پہلے ہم بیان کر گئے ہین
اونمین بجز ابو ہریرہ رضہ اور وائل بن حجر رضہ کی حدیث کے کسی اور حدیث سے جہر ثابت نہین ہوتا اور علی رضہ
کی حدیث تو برعکس اوسکے ثابت ہوتی ہی چنانچہ کئی کتابون سے سند اوسکی لکھدیا ہی اور بعض صحابہ

فعل سے اگر جہر آمین ثابت ہوتا ہی تو اکثر صحابہ رض سے اخفای آمین سمجھا جاتا ہی فقط ان دو تین حدیثونکو
کئی کتابون مین آنے سے معترض صاحب نے بہت سا شمار کر لیا ہی اور اسقدر حرص کو ترقی دی کہ غیر جہر کی حدیثین
بھی اونمین شامل کر کے اکیس حدیثین کر دین پھر اوسپر ناز کرتے ہین حال آنکہ اصل اور حقیقت اونکی دو تین
حدیثین ہین کیا اونمین بھی کلام ہی اسی وجہ سے ہمنے جواب ترکی بترکی دیا ہی کہ گیارہ حدیثین متعدد کتابونکی
جنمین صریح اخفای آمین مذکور ہی لکھدین اور دس حدیثین اخفای بسم اللہ کی کہ اسپر بھی معترض کا اعتراض
تھا بیان کر دین اسقدر رجوع کے بہلانیکو کافی ہی کیونکہ معترض صاحب اوس چیز سے جو گنتی مین زیادہ ہو
بہت خوش ہوتے ہین جیسے اطفال خردسال عمدہ غیر عمدہ کا مطلق خیال نہین کرتے جو چیز شمار مین زیادہ ہو
اوسکو لیکر خوش ہو جاتے ہین ؎ قبول ناقصان از شاہدی بجوہری باید * کہ جز طفلان خریدار نیست
تیغ چوبین را * ان اکیس حدیثون پر فخر کرتے ہین بھی معترض صاحب نے بعینہ لڑکپن کو کام فرمایا ہی اگر انکو
اختصار منظور نہوتا تو اونکے واسطے اس قسم کی سو حدیثین بلکہ زیادہ لکھدیتے اسکے بعد معترض صاحب نے
الزامی جواب دیا ہی کہ حنفیہ اس آیت کے بموجب ہر دعا کا خفیہ ہی کہنا لازم جانتے ہین تو الحمد وغیرہ دعائین قرآن کی عشا
وغیرہ مین کیون پکار کر پڑھتے ہین جواب اسکا کئی طرح ہی اول تو حنفیہ دعا کو خفیہ کہنا لازم نہین جانتے بلکہ
مستحب کہتے ہین دوسرے یہ کہ الحمد کو یا اور کسی آیت کو جو دعا کے معنی مین ہو نماز مین بطور دعا نہین پڑھتے بلکہ آیت قرآن
سمجھکر پڑھتے ہین اسلیے اور سورت جو دعا پر دلالت نہین کرتی ہی اوس سے بھی نماز جائز رکھتے ہین حنفیہ کو فقط قرآن
پڑھنا مقصود ہی دعا وغیرہ سے نماز مین بحث نہین البتہ التحیات اور درود اور قنوت کو بطور دعا کے پڑھتے ہین
اسی وجہ سے جہر نہین کرتے اور خارج نماز اگر قرآن کی آیت سے دعا مانگتے ہین تو اوسکو بھی آہستہ کہنا بہتر جانتے ہین تیسرے
یہ کہ الحمد وغیرہ کا تینون نمازون مین جہر سے پڑھنا احادیث مشہورہ اور اجماع امت سے ثابت ہی اور حنفیہ کے نزدیک
حدیث مشہور سے زیادتی کتاب اللہ پر ہو جاتی ہی البتہ حدیث آحاد سے نہین ہوتی اور جہر الحمد مین تو اجماع
امت بھی موجود ہی لہذا الحمد وغیرہ کا جہر سے پڑھنا خلاف قرآن مجید نہوا پس معترض صاحب کا الزام محض
لغو اور مانند تار عنکبوت ہو گیا ؎ جو بات اول ہی تمسے بن نہ آئی * تو آخر آپ تمنے منہ کی کھائی
اسکے بعد معترض صاحب نے کچھ اصول حنفیہ مین بحث کی ہی حال آنکہ حنفیہ کے اس مسلک سے کہ آیت مفید یقین

ہوتی ہی اور حدیث آحاد مفید ظن ہی قطعی کو چھوڑکر فقط ایک شخص کی خبر کو کہ اوسمین بہت سے احتمالات ہین
تسلیم کر لینا نچاہیے یعنی اگر صریح آیت کے ایک شخص کی خبر برعکس ہو تو اوسوقت آیت قرآنی پر عمل کرنا چاہیے مطلق
خبر نہین ورنہ اعتراض نکرتے مگر اونکے شیوہ قدیم اور عادت ذمیمہ سے کچھ بعید بھی نہین کیونکہ جس شخص نے باوجود ہونے
احادیث مرفوعہ اور عمل صحابہ کے سو مسئلونکو بیک جنبش قلم بدعت کردیا اور کچھ خدا کا خوف نکیا بلکہ ان ہی پر اونکو
مخالف حدیث او قرآن بتلا دیا اور پھر ان مسائل کی وجہ سے جسقدر طعن اور تشنیع مجتہدین پر کی ہی گویا اپنی
خباثت تعصب باطنی کی داد دی ہی ایسا شخص جو کچھ لکھے تھوڑا ہی اسیوجہ سے ہمکو تو اونکے ایمان مین شک معلوم ہوتا ہی
کیونکہ اس طفرہ بیانی مین اونھون نے در پردہ صحابہ رض اور تابعین بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین سوء ادبی
کی ہی حالانکہ اس مسئلہ کو آمین مین کچھ تعلق نتھا نہ وہ بجز وہ حنفیہ کیطرف سے ضعیف جواب گھڑکر اوسکا جواب
الجواب معترض صاحب دینے لگتے ہین پھر تعجب ہی کہ حنفیہ کے مسلک شرعی سے بالکل آگاہی نہین بجز نواب صاحب
امیر بھوپال کے رسالون کے اور محقق کی کتاب ملاحظہ سے ابھی ہنوز نہین گذری مگر دخل در معقول دینے کو آمادہ ہی ہین
چنانچہ بحث اوسکی آگے آتی ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ ہم امام اعظم کے مقلد اگر نماز مین آمین پکار کر اسلیے نہین کہتے
کہ الخ **جواب** اسکا یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکار کر آمین بعض اوقات مین ثابت ہوتی ہی اسکے سوا اگر
آپکے پاس کوئی سند ہو تو لائیے **فَأْتُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ** ورنہ صحابہ کا فعل ہرگز اخفا نتھا
اور گفتگو استحباب اور عدم استحباب مین ہی حنفیہ جہر آمین کو جائز جانتے ہین مگر مستحب نہین جانتے البتہ اگر کوئی
بطور تعلیم جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہر کیا ہی کریگا تو کوئی قباحت نہین آج کل ظاہر ہی کہ تعلیم کی
کوئی ضرورت نہین ہی سبکو یہ احکام معلوم ہو گئے ہین جسقدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہی
وہ بیشک موافق مرضی خدای تعالی کے ہی اور اوسمین جو غلو اور ترقی ہوگئی ہی یہ ہرگز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا فعل ثابت نہین ہوتا پس حنفیہ کو جہر کی حدیث کو اوسمین کلام ہی اور اخفا کی حدیث صحیح الاسناد
بقول حاکم ہی باینہمہ اسکا اقرار ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی جہر بھی صادر ہوا ہی تاکہ تعلیم ہو
اور جہر کی حدیث کو نہین کہ نامعتبر ہو جاوے اور فعل صحابہ رض بھی بجا ہی خود رہے لیکن جسکا حنفیہ انکار کرتے ہین وہ امر حدیث سے
ثابت نہین اور جسکا اقرار کرتے ہین وہ حدیث سے تو ثابت ہوتا ہی مگر معترض صاحب کو لازم ہی کہ اپنے دعویکو بعینہ

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی تصور کرتے ہین مخالف ہوا جاتا ہی اسلیے معترض صاحب بہت بگڑے ہوے نظر آتے ہین خدا خیر کرے ؎ آج وہ شوخ غضب پر ہی خدا خیر کرے ÷ غصے مین جامہ سے باہر ہی خدا خیر کرے ÷

قولہ پہلا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا الخ **اقول** عرفات اور مزدلفہ مین جمع کی حدیثین اس کثرت سے موجود ہین کہ احاد سے گذر کر مشہور تک بلکہ فی المعنی متواتر ہین اور اجماع صحابہ رضی کا بھی موجود ہی پس حنفیہ کے نزدیک اس قسم کی حدیث سے یقین ہوجاتا ہی اور زیادتی اوسکی کتاب اللہ پر کہ من وجہ نسخ ہی درست ہی کوئی حدیث آحاد پیش کیجیے اور ایک آیت قطعی الدلالۃ اور دونو مین اگر مخالفت قطعی ہوگی تو بیشک حنفیہ کے نزدیک آیت پر عمل ہوگا آپکو حنفیہ کے مسلک سے مطلق خبر نہین یا خبر ہی مگر عوام الناس کو اشتباہ مین ڈالنے کے واسطے اس قسم کے مغالطے شروع کیے ہین **قولہ** دوسرا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ الخ **اقول** اس آیت مین کہین نہین سمجھا جاتا کہ سوای ان عورتونکے دوسری عورتین حرام نہین فقط اس آیت سے اتنا معلوم ہوتا ہی کہ یہ عورتین جو آیت مین مذکور ہین قطعی حرام ہین اور دوسری عورتون سے آیت ساکت ہی جیسے حمار اہلی کا قرآن مین ذکر نہین اور حدیث مین اوسکی حرمت وارد ہی پس حدیث مخالف قرآن کے نہوئی البتہ جو عورتین قرآن مین مذکور ہین اونمین سے اگر بالفرض کسی عورت کی حلت حدیث مین وارد ہوتی تو اوسوقت حنفیہ خبر احاد سے جبتک مشہور خبر ثابت نہوتی قرآن کو ترک نکرتے اور پھوپی اور خالہ کا قرآن مین کہین پتا بھی نہین پس اس حدیث کو قرآن کے مخالف سمجھنا سراسر جہالت ہی جسمین فرق بیّن ہو معترض صاحب اوسکو بھی بیباکانہ لکھدیتے ہین تاکہ عوام تصور کرین کہ مسائل حنفیہ بھی انکو خوب یاد ہین حالانکہ معترض صاحب حدیث مطلق نہین سمجھتے اور نہ تطبیق دینا جانتے ہین بلکہ محض حدیثونکی نقل کرنے مین عاجز نہین اور حنفیہ کچھ کہتے ہین اور معترض صاحب اونکی طرف سے اور کچھ اختراع کرتے ہین اور ناحق مسائل فقہیہ کے مطلب سمجھنے کا دم بھرتے ہین ؎

کی پسندد خرد خرده بین ÷ مدعیت سست توئی چست چاق ÷ تو ربودی سبق تصدیق او ÷ وان پی تغلیط فاین الوفاق ÷

قولہ تیسرا مسئلہ آیت اُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ الخ **اقول** اس آیت سے ہرگز نہین معلوم ہوتا کہ سوای ان دو قسم کے اور حلال ہین ایک شی کی حرمت بیان کرنے سے دوسری

شی کی کیونکہ علت اوس قول سے ہو سکتی ہی دوسری شی کے حکم سے وہ قول ساکت ہوتا ہی جبتک
دوسرا حکم اوس دوسری شی کے واسطے نہو اول حکم اوسکے واسطے کافی نہوگا جسمین وہ حکم وارد ہی اوپر
رہیگا پس جو احکام قرآن مین مذکور نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی تصریح کی ہی
اونکو تسلیم کر لینا مدار ایمان ہی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم جو قرآن مین ہی بیجا
ہی بیکار ہوگا پس جب ہمکو یہ معلوم ہو جاے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول بیشک فرمایا ہے
اوسوقت بموافق آیت کے اطاعت واجب ہی اور اگر ہمکو اوسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
ہونے مین یقین نہو اور پھر آپکے وہ قول مخالف بھی ہو تو اوسوقت ہم اوسکو اس حیثیت سے ترک نہین کرتے
کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی بلکہ بوجہ عدم یقین ارشاد ہونے کے آیت پر ترجیح نہین دیتے
ورنہ جس شخص نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی ایسا ارشاد سنا کہ وہ اپنے
معنی مین قطعی الدلالۃ ہی تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا واجب ہی گو کتاب اللہ کے مخالف ہو اسلیے کہ وہ وقت
اوسکے نسخ کتاب سمجھا جائیگا پس جو حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین اسیوجہ سے
اونمین تفصیل کیجاتی ہی کہ ایک حدیث متواتر کہلاتی ہی جسکے اسقدر راوی ہر زمانہ مین چلے آئے ہون
کہ اونکا کذب پر مجتمع ہونا عقل محال تصور کرتی ہو اور دوسری حدیث مشہور ہی کہ ابتدا مین تو اوسکو
ایک دو نے بیان کیا پھر وہ حدیث اسقدر پھیلی کہ آنحضرت کے صحابہ رض اور تابعین وغیرہ اوسکو برابر روایت کرتے
چلے آئے کہ اونکا کذب پر مجتمع ہونا محال ہو پس ان دو قسمون سے قرآن کی آیت منسوخ ہو جاتی ہی
اور تیسری قسم حدیث آحاد ہی جسکے ایک دو راوی ہون یہ قسم موجب ظن ہوتی ہی اگر مخالف قرآن
پڑیگی تو آیت اوسکی وجہ سے منسوخ نہین ہوگی بلکہ عمل آیت پر کہ یقینی ہی کیا جائیگا اور حدیث ظنی میں
تاویل معقول کر دیجائیگی پس حدیث آحاد بوجہ ظنی ہونے کے بہت سے واسطون کے ترک کیجائیگی کیونکہ بلا واسطہ علم
مین اور علم بوسائط مین فرق ظاہر ہی اور اگر مخالف قرآن وہ حدیث نہوگی تو اوسپر گو وہ ظنی ہی عمل کرنا
واجب ہی اور یہ امر بدیہی ہی کہ بلا واسطہ علم اور بواسطہ تواتر موجب یقین ہوتا ہی اور اگر ایک دو شخص
کسی بات کو بیان کرین تو اونکے بیان مین ضرور کوئی وجہ ہوگی ورنہ خلاف تواتر واقع نہوتا پس رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بخبر واحد ہی اگر ثابت ہو جاوے اور یونکی وجہ سے احادیث میں بہت فرق ہو گیا ہے
لہذا ایسے موقع پر کہ قرآن کے حدیث آحاد برخلاف ہو ہمکو یہی سہل ہے کہ راوی سے کوئی غلطی سہوا ہو گئی ہو گی
خدا کی طرف ایسی نسبت کرنی حضرات ظاہریہ ہی کا کام ہے یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خبر آحاد سے
مخالفت قرآن کی نسبت کرنی انہیں حضرات کا شیوہ ہے جنہوں نے احادیث میں اس درجہ کا غلو کیا ہے کہ اوسکے
مقابلہ میں قرآن کی کچھ بھی حقیقت نہیں سمجھتے اور ایک شخص کے قول کو خدا کے قول پر ترجیح دیتے ہیں
حالانکہ خدا کا کاذب ہونا محال ہے اور راوی کا محال نہیں قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کا قول انی سقیم
آیا ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ تحقیق میں بیمار ہون اور حدیث میں وارد ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تین بار جھوٹ بولے
ہیں ایک تو ازانجملہ یہی صورت ہے کہ اپنا بیمار بتلایا اور امام فخر الدین رازی باوجود صحیح حدیث ہونے کے اسکا
انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیغمبر کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے سے ہمکو یہ سہل معلوم ہوتا ہے کہ راوی
کی طرف نسبت کریں چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں قال بعضہم ذلک القول عن ابراہیم کذبۃ
ورووا فیہ حدیثا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما کذب ابراہیم الا ثلث کذبات
قلت لبعضہم ہذا الحدیث لا ینبغی ان یقبل لان نسبۃ الکذب الی ابراہیم لا تجوز فقال
ذلک الرجل فکیف یحکم بتکذیب الرواۃ العدول فقلت لما وقع التعارض بین نسبۃ
الکذب الی الراوی وبین نسبتہ الی الخلیل علیہ السلام کان المعلوم بالضرورۃ ان نسبتہ
الکذب الی الراوی اولی انتہی یعنی بعضوں نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کا جھوٹ ہے اور بیان کی اونہوں نے
ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمایا آپ نے نہیں جھوٹ کہا ابراہیم نے مگر تین بار میں نے اونسے کہا
حدیث قبول کرنے کے لائق نہیں اسلیے کہ جھوٹ کی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جائز نہیں پس کہا
اوس شخص نے کہ کیونکر حکم کیا جاوے ساتھ جھوٹ بولنے ثقہ راویوں کے میں نے کہا جبکہ درمیان نسبت کرنے جھوٹ کی طرف
راویوں کی اور درمیان نسبت کرنے جھوٹ کی طرف ابراہیم خلیل اللہ کے تعارض واقع ہوا تو بالضرور جانا جاویگا
کہ نسبت جھوٹ کی طرف راویوں کے بہتر ہے انتہی حاصل یہ ہے کہ حدیث میں سوای ان دو قسمون کے
(جو قرآن شریف میں مذکور ہیں) آنے سے مخالفت قرآن نہیں ہوسکتی یہ حکم اوسی اور وہ لو ہی سیکڑون

احکام احادیث مین مذکور ہین اور قرآن مین نہین کیا او نمین مخالفت ہے جو حدیث مشہور یا متواتر کی ضرورت پڑی ایسے مسائل کو قطعی اور ظنی کی بحث مین لکھنا نشانہ مضحکہ عام و خاص کا بننا ہے معترض صاحب کو مطلق خیال نہین ہے شیاطین کو مثل حاملۃ الحطب کے اخذ کرتے ہین اور پھر طرہ اوس پر یہ کہ ندامت تو درکنار انکو فخریہ لوگونکے سامنے پیش کرتے ہین خیر خدا تعالی انکو اس تلبیس سے بچاوے اور ان افعال اور اقوال سے توبہ نصیب فرماوے آمین **قولہ** جو ہما سے فرمایا اللہ تعالی نے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ الخ **اقول** آیت مطلق نہین بلکہ مقید ہے اور مقید ظنی ہوتی ہے پس خبر احاد سے اسکو خاص کر لینا جائز ہوا چنانچہ فتح القدیر مین لکہا ہے وَلَا شَکَّ اَنَّ اِطْلَاقَ قَوْلِہٖ تَعَالٰی فَاسْعَوْا مُقَیَّدٌ مَخْصُوْصٌ اِتِّفَاقًا [illegible] مَخْصُوْصٌ مِنْہُ کَثِیْرٌ کَالْعَبِیْدِ وَالْمُسَافِرِیْنَ فَجَازَ تَخْصِیْصُہٗ بَعْدَ ذٰلِکَ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ [illegible] اَنَّ الْمُطْلَقَ اَیْضًا یعنی نہین شک ہے اسمین کہ مطلق ہونا آیت فاسعوا الخ کا خاص مکان کے ساتھ مقید ہے اور بہت اشیا اوس سے خاص کی گئی ہین مثل غلامون اور مسافرون کے پس جائز ہوا خاص کرنا اوسکا ساتھ خبر واحد کے یعنی خاص کیا جائیگا وہ اوس شخص سے بہی جسکو بادشاہ امر کرے انتہی اور بیان شرح مواہب الرحمن مین لکہا ہے اِنَّ قَوْلَہٗ تَعَالٰی فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ لَیْسَ عَلٰی اِطْلَاقِہٖ اِتِّفَاقًا بَیْنَ الْاُمَّۃِ اِذْ لَا یَجُوْزُ اِقَامَتُہَا فِی الْبَرَارِیْ اِجْمَاعًا یعنی تحقیق فرمانا اللہ تعالی کا کہ دوڑو طرف ذکر اللہ کے مطلق نہین ہے بوجہ اتفاق سب امت کے اسلیے کہ قائم کرنا جمعہ کا جنگلون مین بالاجماع جائز نہین انتہی پس جب آیت مطلق نہوئی بلکہ مقید بالاجماع ہوئی تو مسافر اور عورت اور مریض پر بموجب آیت جمعہ واجب ہوگا کیونکہ آیت مین بعضی چیزونکے بالاجماع خاص ہونے سے احتمال اس امر کا پیدا ہوگیا کہ شاید دوسری اشیا بھی اس سے خاص ہون لہذا اس وقت ظنی حدیث بھی کافی ہوجاویگی اور آیت مین دوسری تخصیص پیدا کریگی البتہ جو آیت مطلق ہے اوسمین حدیث ظنی سے تخصیص نہین ہوتی پس اس آیت کا اس بحث مین پیش کرنا اور حنفیہ کے مذہب کے خلاف اصول مقررہ اونکے مغالطہ ہے جو ہم بیان کرنا چاہتے تہے کی غرض یہی ہے سو داعی ہر فرقہ کہ ہمت شان ہے چند گیا دی وہ غالبا شد حنفیہ سوا نہ قرآن کے حدیث کے وہ اصول مقرر کیے ہین کہ کسی مذہب مین ایسے نہین حتی کہ منطق کے قاعدے اوسنے جاری ہین

مگر حنفیہ کے قواعد اور کلیات برابر نقض سے پاک ہین البتہ جو شخص حنفیہ کے مذہب سے آگاہی نہین رکھتا وہ اپنے
لاعلمی سے جو چاہتا ہی کہتا ہی مگر اسکا کچھ تعجب نہین اسواسطے کہ جب قرآن اور حدیث پر لوگون نے اعتراض کیے
مین چہ جای مقلدین اور ایمہ مجتہدین ع مَا نَجَا اللّٰہُ وَالرَّسُوْلُ مَعًا ۞ مِنْ لِسَانِ الْوَرٰی فَکَیْفَ اَنَا
اور اندھے کا خارج ہونا خود آیت ہی سے سمجھا جاتا ہی کیونکہ لفظ سعی اسمین موجود ہی اور ظاہر ہی کہ سعی سے
نابینا معذور ہی مگر باینہمہ حنفیہ کے نزدیک اگر یہ لوگ جمعہ مین شامل ہوجاینگے تو پھر ظہر کی نماز اونسے ساقط
ہوجائیگی اور لڑکا تو بالاجماع مرفوع القلم ہی اور حدیث مین بھی تین شخصونکے لیے ارشاد ہی کہ اونسے قلم تکلیف کا
اوٹھا لیا گیا ہی ایک نابالغ دوسرا سویا ہوا تیسرا مجنون اسیوجہ سے حنفیہ دو شرط جمعہ کے موافق اور احادیث
کے بڑھاتے ہین چنانچہ حاکم کی شرط ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتی ہی جابر بن عبد اللہ رضی سے
روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو تم کہ اللہ تعالی نے تم پر جمعہ فرض کیا ہی میرے اس مقام
مین اور میرے اس دن مین اور میرے اس مہینے مین اور میرے اس سال مین قیامت تک پس جو شخص اوسکو
ترک کریگا میری زندگی مین یا بعد میرے اور حال یہ ہی کہ واسطے اوسکے امام عادل یا جابر ہوگا واسطے آسان سمجھنے
اوسکے کے اور انکار اوسکے کے پس نہ جمع کرے پریشانی اوسکی اور نہ برکت دیوے اللہ اوسکے کام مین خبردار ہو نہ
نماز اوسکی اور نہ زکوۃ اوسکی اور نہ حج اوسکا اور نہ روزہ اوسکا انتہی مختصرا اور کہا شیخ الاسلام عمدۃ
المحدثین علامہ عینی نے یہ حدیث بوجہ کثرت طرق اور وجوہ متعددہ کے روایت کی گئی ہی اسیوجہ سے استحقین
آگئی ہی پس حجت ہونے سے منع نہین کرتی انتہی اس حدیث سے شرط ہونا حاکم کا واسطے جمعہ کے ثابت ہوا کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس حال مین کہ امام عادل یا جابر ہو ترک کرنے جمعہ پر وعید فرمائی پس معلوم ہوا
کہ امام یعنی حاکم کا ہونا جمعہ کے واسطے شرط ہی پھر حنفیہ نے تو ہندوستان مین بھی باوجود مسلمان حاکم
نہونے کے جمعہ کا فتوی دیا ہی اور کہتے ہین کہ اہل اسلام جمع ہوکر جسکے پیچھے جمعہ پڑھینگے وہی امام ہی مگر حدیث
سے معلوم ہوتا ہی کہ امام کے معنی حاکم کے ہین کیونکہ صفت اوسکی عادل یا جابر مذکور ہی یہ صفت
حکام مین ہوتی ہی نہ مسجد کے امام مین واسطے لہذا یہی تحقیق ہی مگر احتیاطا متاخرین حنفیہ نے حاکم کی قید کو بھی
اوڑا دیا ہی لوا حدیث سے معلوم ہوتا ہی جو امام صاحب کی غرض ہی اور حسن بصری رح سے بھی منقول ہی

کہ چار چیزین بادشاہ کی تفویض مین ہین کہ اونمین سے جمعہ و عیدین بھی ہے پھر اگر امام صاحب نے امام کی شرط فرما دی باوجودیکہ کسی حدیث مین اوسکی نفی نہین پائی جاتی بلکہ ان دونون حدیثون سے شرط امام جمعہ کیواسطے معلوم ہوتی ہے تو خلاف حدیث ہوا یا موافق حدیث کے ہوا ٭ تھین کہو تو کہہ ہے اسمین کسکی رای صواب اور آیت کو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ بوجہ تخصیص اجماع کے ظنی ہوگئی ہے پس خلاف قاعدۂ اصول اور خلاف قرآن بھی نہوا البتہ امام کا شرط نہونا خلاف حدیث ہوگا اور علی رضہ کی امامت بوقت محصور ہونے عثمان رضہ کے (گو اسکی تصریح نہین آئی کہ اونھون نے اجازت لی تھی یا نہین مگر موافق اس حدیث کے) محمول بر اذن کیجائیگی ورنہ عدم اذن کہین ثابت نہین ہوتا ہے پس خلاف حدیث محمول کرنا بعید ہے اور اگر اوسوقت اذن سے مجبوری ہوگی تو بھی اس حالت مین حنفیہ کے نزدیک نماز جائز ہے چنانچہ امام المحدثین علامہ عینی نے لکھدیا ہے کہ ہمارے نزدیک ایسی صورت مین کہ حاکم کا اذن لینا ممکن نہو تو جمعہ ایک شخص کے پیچھے جس سے لوگ راضی ہوجائین جائز ہے باقی رہی شرط شہر ہونے کی اوسکے واسطے بھی حدیث موجود ہے مصنف ابن ابی شیبہ مین علی رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا اونھون نے لَاجُمُعَةَ وَلَاتَشْرِيقَ وَلَاصَلٰوةَ فِطْرٍ وَلَاضُحٰے اِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ اَوْ مَدِيْنَةٍ عَظِيْمَةٍ یعنی نہین جمعہ اور نہ تشریق اور نہ عیدین مگر مصر جامع مین یا بڑے شہر مین انتہی اور فتح القدیر مین ہے وَصَحَّحَهُ ابْنُ [illegible] وَكَفٰى بِعَلِيٍّ رض قُدْوَةً یعنی صحیح کہا اس حدیث کو ابن حزم ظاہری نے اور کفایت کرتا ہے اتباع علی رضہ کا [illegible] اور مسند عبدالرزاق مین بھی یہ حدیث موجود ہے اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی حدیث حکماً مرفوع ہوتی ہے کیونکہ یہ امر عقل سے ثابت ہونا بعید ہے پس اگر دوسرے صحابی کے قول سے معارضہ ہوگا تو علی رضہ کا قول مقدم شمار کیا جائیگا حال آنکہ ابتک کوئی حدیث معارض اس حدیث کے مذکور نہین ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضہ سے یہ امر منقول نہین کہ جب اونھون نے شہرونکو فتح کیا ہو تو منبر اور جمعہ کا گانؤمین بھی حکم دیا ہو بلکہ شہرون مین جمعہ کیواسطے حکم دیتے اور منبر رکھواتے اور اگر دیہات کا گانؤن مین بھی حکم دیا ہوتا تو کوئی روایت گو آحاد ہی سہی ضرور مروی ہوتی اور مصر جامع کی تفسیر مین اختلاف ہے امام صاحب سے اسمین مختلف روایتین ہین ایک یہ ہے کہ مصر جامع وہ جگہ ہے جہان حوائج ضروری متعلق عیال و اطفال کے مہیا ہون اور دوسری یہ ہے کہ جہان امیر اور قاضی احکام اور حدود جاری کرتے ہون اور

م مصنف ابن ابی شیبہ

م فتح القدیر

یعنی مصر جامع کے امام ابو یوسف رح سے بھی منقول ہیں اور تیسرا یہ ہی کہ مصر جامع وہ ہی جہان کوچہ بازار
اور متعلق اوسکے گانوؤن ہون کہ آدمی بر وقت حوادث اوسمین جمع ہو کر جائین اور سفیان ثوری رح کے نزدیک
مصر جامع وہ ہی کہ آدمی جسکو شہر جانتے ہون اور امام کرخی رح اور علامہ زمخشری رح کے نزدیک جسمین حدود اور
احکام جاری ہون اور ابو عبد اللہ بلخی کے نزدیک مصر جامع وہ ہی جسکی بڑی سی بڑی مسجد مین آدمی نہ
اوسکے نہ آسکین **حاصل کلام** یہ ہی کہ حنفیہ نے یہ شرط مخالف حدیث نہین لگائی بلکہ جب تمام
صحابہ مصر ہی مین جمعہ کا حکم دیتے تھے اور علی رضی اللہ عنہ سے بھی شرط مصر کی منقول ہی اور ابن حزم جنکو تمام فرقہ
ظاہریہ اپنا پیشوا سمجھتے ہین اس حدیث کی تصحیح کرتے ہین تو پھر امام صاحب نے اس شرط لگانے مین
مخالفت قرآن اور حدیث کی نکی بلکہ عین موافقت ہو گئی البتہ گانؤن مین جمعہ کے وجوب کی کوئی حجت نہین
پائی جاتی ورنہ صحابہ رض سے ضرور منقول ہوتا اور جواثی کا گانؤن ہونا ثابت نہین کیونکہ شہر کو قریہ بھی کہتے
ہین اور لغت مین بھی اوسکے قلعہ کے معنی ہین لکھا ہی اور قلعہ پر مصر جامع کی تعریف صادق آتی ہی
چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ ہشتاد و ششم کے جواب مین بیان ہو گئی ہی غرضکہ امام صاحب نے موافق
حدیث اور قرآن کے کہتے ہین مگر فرقہ ظاہریہ با وجود دعوی عمل بالحدیث اسکے خلاف حدیث اور قرآن
کرتے ہین اپنے گریبان مین تو منہ ڈالکر نہین دیکھتے دوسرون پر طعن کرتے ہین اپنی کم فہمی پر نہین سمجھ
نہین نظر ڈالتے ہین خود برا اور ونکو کہتے ہین سبب بصیرت **قولہ** پانچوان مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَی الصَّلٰوةِ الخ **اقول** جوابکا یہ ہی کہ یہ آیت خاص محدثین کے
حق مین ہی سو معنی اسمین تاویل نہین اور تقدیر اسکی یون ہی إِذَا قُمْتُمْ إِلَی الصَّلٰوةِ وَأَنْتُمْ مُحْدِثُونَ
یعنی جس وقت تم نماز کے لیے کھڑے ہو اور وضو سے نہو پس وضو کرو چنانچہ تفسیر احمدی مین لکھا ہی یتقدیر
وَأَنْتُمْ مُحْدِثُونَ مَشْهُورٌ عِنْدَ الْبَعْضِ وَقِیلَ مَعْنَاهُ إِذَا قُمْتُمْ مِنَ النَّوْمِ لِأَنَّهُ دَلِیلُ
الْحَدَثِ عَلَی مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ کَمَا نُقِلَ فِی الْمَدَارِکِ یعنی تقدیر آیت کی وَأَنْتُمْ مُحْدِثُونَ
مشہور ہی نزدیک بعض کے اور بعضون نے کہا معنی اوسکے جس وقت اوٹھو تم خواب سے کیونکہ سونا دلیل حدث کی ہی
چنانچہ یہی روایت ابن عباس رض سے کی گئی ہی جیسا کہ تصریح اسکی تفسیر مدارک مین موجود ہی

حاصل کلام یہہ کہ ابن عباس رض جو بڑے جلیل القدر صحابی اور بڑے مفسر ہین اسکی تقدیر میں من
النوم متعلق کو محذوف مانتے ہین پس معلوم ہوا کہ حدث کی قید اسمین ضرور ہی مطلق نہین اور
تفسیر کشاف مین لکھا ہی قُلْتُ يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ الْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ فَيَكُوْنُ الْخِطَابُ لِلْمُحْدِثِيْنَ خَاصَّةً
وَاَنْ يَّكُوْنَ لِلنَّدْبِ فَاِنْ قُلْتَ هَلْ يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ الْاَمْرُ شَامِلًا لِلْمُحْدِثِيْنَ وَغَيْرِهِمْ
لِهٰؤُلَاءِ عَلٰى وَجْهِ الْاِيْجَابِ وَلِهٰؤُلَاءِ عَلٰى وَجْهِ النَّدْبِ قُلْتُ لَا یعنی مین جواب دونگا احتمال
ہی کہ امر واسطے وجوب کے ہو پس ہوگا خطاب خاص واسطے بے وضو لوگونکے اور یہ بھی احتمال ہی کہ امر واسطے
استحباب کے ہو پس اگر کہے تو کیا جائز ہی کہ امر باوضو اور بے وضو دونوں کو شامل ہو اونکو بطور ایجاب کے اور انکو بطور
استحباب کے مین کہونگا نہین جائز ہی انتہی **حاصل** یہہ کہ اگر امر واسطے وجوب کے لیا جاتا ہی تو بالاتفاق
بے وضو لوگ مراد ہین اور اگر امر ندبی ہی تو اوسوقت باوضو لوگ ہی ہونگے مگر بے وضو کے واسطے آیت ساکت
ہوگی باوجودیکہ ضرورت بیان کی اسمین زیادہ ہی اور اوسمین تحصیل حاصل ہی گو مستحب سہی اور تفسیر فتح البیان
مین لکھا ہی وَالتَّقْدِيْرُ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَنْتُمْ عَلٰى غَيْرِ طُهْرٍ وَهٰذَا اَحَدُ اخْتِصَارَاتِ الْقُرْاٰنِ
وَهِيَ كَثِيْرَةٌ جِدًّا یعنی اور تقدیر آیت کی جسوقت کھڑے ہو تم طرف نماز کے اور حال یہ ہی کہ تم بے وضو ہو اور
یہ تقدیر جملہ اور اختصارات قرآن کے ہی اور یہ بکثرت ہین انتہی پس اس تفسیر سے بھی جسکی تعریف صاحب بہجت
سند لاتے ہین معلوم ہوا کہ یہان یہ لفظ مقدر ہی اور اس قسم کا اختصار بہت آیا ہی اور قرینہ اسپر اس آیت سے
آگے وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا کا موجود ہی یعنی اگر بے وضو ہو تو وضو کرلو اور اگر جنابت سے ہو تو غسل کرلو
پس آیت عام نہوئی بلکہ خاص وہ نہین کے حق مین وارد ہوئی جو طہارت سے نہوں اور مقدر الفاظ مثل
مذکور کے ہوتے ہین پس اسکو عام سمجھکر حنفیہ پر اعتراض کرنا محض مغالطہ ہی پھر کثرت سے احادیث بھی اسکی
موجود ہین چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی وَدَلِيْلُ الْجُمْهُوْرِ الْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ
مِنْهَا هٰذَا الْحَدِيْثُ وَحَدِيْثُ اَنَسٍ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَكَانَ اَحَدُنَا يَكْفِيْهِ الْوُضُوْءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ وَحَدِيْثُ سُوَيْدِ
ابْنِ النُّعْمَانِ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ اَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ

ثم اكل سويقا ثم صلى المغرب ولم يتوضأ وفي معناه احاديث كثيرة كحديث الجمع بين الصلاتين بعرفة والمزدلفة وسائر الاسفار والجمع بين الصلوات الفائتات يوم الخندق وغير ذلك یعنی دلیل جمہور کی احادیث صحیحہ ہین کہ اونسے ایک تو یہی حدیث مسلم کی اور دوسری حدیث انس رض کی صحیح بخاری مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ہم لوگونکو ایک ہی وضو جبتک حدث نکرتے کافی ہوجاتا تھا اور تیسری حدیث سوید بن نعمان کی کہ صحیح بخاری مین آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر ستو منگا کے کھائے پھر مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اور اسی معنی کی بہت حدیثین وارد ہین جیسے حدیث جمع بین الصلاتین عرفہ اور مزدلفہ مین اور تمام سفرونمین اور حدیث جمع قضا نمازونکی دن خندق کے اور سوا اسکے موجود ہین انتہی اسیطرح کی حدیثین ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ تمام کتب حدیث مین موجود ہین اور داؤد ظاہری جو فرقہ ظاہریہ کے مقتدا اور پیشوا ہین وہ ہرگز جائز نہین سمجھتے کہ ایک وضو کی نمازونکو کافی ہوجاے بلکہ ہر نماز کے واسطے تازہ وضو واجب جانتے ہین پس فرقہ ظاہریہ کو مناسب تھا کہ یہ تمام حدیثین اور اجماع امت اسمین نقل کرتے اور کہتے کہ یہ مسئلہ اونکا صحیح احادیث اور اجماع صحابہ رض اور تابعین کے برخلاف ہے امام صاحب کا کچھ قصور نہین بلکہ ہر ایک کا ماخذ موجود ہے ورنہ کوئی مخالفت حدیث سے پاکدامن نہین اگر ایک حدیث کے موافق ہے تو دوسرے کے مخالف ہے تو اسمین کسیکا حال ظاہر کرنا اچھا نہین سمجھتے ورنہ اس قسم کی مخالفت کو قابل جہنم نعوذ باللہ جانتے ہین اگر ہمارا خدانخواستہ معترض صاحب کا سا عقیدہ بھی ہوتا تو پھر ہم تو ایسی قلعی اونکی طرف کی کھولتے کہ باید و شاید اسلیے فقط ہم اشارہ پر اکتفا کر جاتے ہین اگر معترض صاحب زیادہ چون وچرا کرینگے تو پھر اونکو مشکل پڑجائیگی اور انشاء اللہ جسقدر دور وہ چلینگے ہم اونکا پیچھا نچھوڑینگے اور جواب باصواب سے منہ نہ موڑینگے ؎ میدان ہے کاغذ تو قلم اپنا ہے چوگان * ہان مرد جو ہو آئے مقابل مین میرے یان

اگر اونکو ان مسائل مین شبہ ہوتا تو مناسب تھا کہ الفاظ مذہبانہ لکھکر رفع اشتباہ کر لیتے **خلاصہ** یہ ہے کہ داؤد ظاہری باوجود کثرت احادیث کے اس آیت کو باوجود خاص ہونیکے عام لیتے ہین اور منسوخ ہونا قرآن کا حدیث سے جائز نہین رکھتے چنانچہ تفسیر کبیر مین اونکا مذہب مع جواب مفصل موجود ہے مگر تعجب یہ ہے

کہ خاص کو عام کر لینا حالانکہ کوئی قرینہ اوسپر موجود نہین بلکہ خصوصیت کا قرینہ خود عبارت مین موجود ہی پس
احادیث صحیحہ بخاری اور مسلم کو اونھون نے اسکے مقابلہ مین ایک نمانا پس معلوم ہوا کہ ظاہر یونکا یہ عقیدہ ہی
کہ جیسا قرآن کو داؤد ظاہری نے سمجھے تھے ویسا پیغمبر بھی نہین سمجھے ورنہ ایک وضو سے کئی نمازین نہ پڑھتے
کیا آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سمجھے تھے ظاہر یونکے امام پر اوتری تھی یا دیدہ و دانستہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسکا خلاف کیا ہی مسلمان کی تو یہ شان نہین کہ انمین سے کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تجویز کرے
لیکن جو حوصلہ امام داؤد کے مقلدونکا ہی اور کسیکا نہین حالانکہ خدا تعالی فرماتا ہی من یطع الرسول
فقد اطاع اللہ یعنی جسنے اطاعت کی رسول کی اوسنے اطاعت کی اللہ کی انتہی اور دوسری آیت
لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی تمھارے واسطے رسول اللہ مین طریقہ عمدہ موجود ہی
انتہی اور تیسری آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی کہدو ای پیغمبر اگر تم
اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمکو دوست رکھیگا انتہی پس مولوی محمد حسین لاہوری کا
قول ظاہر یونکے حق مین بہت ٹھیک صادق آتا ہی کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو صحیح اور قدح و
جرح سے سالم جانکر اوسکے مقابلہ مین قرآن کی آیت پڑھتے ہین بیشک یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہین سمجھے ورنہ حدیث کے مقابلہ مین کبھی قرآن سے اخذ کرین بلکہ دونون کو
باہم موافق کرین جیسے حنفیہ کرتے ہین لیکن چونکہ یہ بات ظاہریہ صاف صاف عوام مین نہین
کہہ سکتے ہین اسلیے وہ ایک ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلتے ہین کہ آیت قطعی ہوتی ہی اور حدیث ظنی اور قطعی
کے مقابلہ مین ظنی پر عمل جائز نہین ہی پس وضو کی آیت اونکے نزدیک عام اور قطعی ہی اور احادیث
ظنی ہین اسلیے اونکے امام داؤد ظاہری نے آیت پر عمل کیا اور صحیح صحیح حدیثین بخاری اور مسلم کی آیت کے
مقابلہ مین ترک کر دین پس ظاہر یونکو اوانھے گریبان مین منہ ڈالنا چاہیے کہ اونکے امام کیا کہتے ہین
اوسکے بعد دوسرونپر اعتراض کرین پس انصاف کہنا چاہیے کہ یہان فرقہ ظاہریہ کا حدیث پر سے عمل کہان
چلا گیا اور اس قاعدے کو کہ حدیث کے مقابلہ مین قرآن کی آیت نہین پڑھنی چاہیے کون اوٹھا کر لے گیا
ان تمام تقریرات قرار واقعی واضح ہو گیا کہ آیت ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ کا جو رسول اللہ صلی

علیہ وسلم اور صحابہ کا عمل تھا مگر حضرات ظاہریہ ضعیف حدیثوں سے صریح آیت اور حدیث کو باطل کرتے
ہین اور آیت اور حدیث مین تناقض پیدا کرتے ہین خود تو دعوی کرتے ہین کہ آیت اور حدیث کو
مطابق کرنا چاہیے مگر خود کاربند ہو سکے نہین فی الانصاف کرنا چاہیے کہ آیت مین صریح لفظ خُفیہ موجود
ہی اور آمین کا دعا ہونا لغات و کلام عرب پر موقوف ہی کچھ حدیث و قرآن الفاظ کے معنی بتلانے کو
(اس لفظ کے دعا کے معنی ہین یا نہین) موضوع نہین بلکہ وہ واسطے تعلیم احکام کے وارد ہی قرآن اور
حدیث کچھ لغت نہین کہ معترض صاحب اوسمین آمین کے معنی تلاش کرین آمین کے معنی لغت مین دیکھے
ہوتے کہ دعا کے ہین یا نہین تمام لغت کی کتابون مین آمین کے معنی دعا کے اور اسم باری تعالی کے موجود
ہین اسلیے عطا تابعی نے بیان کر دیا کہ یہان آمین کے معنی دعا کے ہین فقط ایک معنی کے حصر کرنے مین اونکی راے
ہی اسکو کوئی اگر تسلیم نکرے اور کہے کہ دوسرے معنی بھی لیے ہین تو کچھ مضایقہ نہین مگر نفس ان معنون کا انکار
کرنا اور حدیث اور قرآن مین لیے اوسکی سند طلب کرنی چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا کے قبیل سے
ہوگا جیسے قرآن مین تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ آیا ہی اور اسیطرح جناب باری نے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ
کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ فرمایا ہی جسکے معنی ہین کہ قرآن مین رطب و یابس ہر شی کا بیان ہی اور مراد اوس سے احکام اجمالی
او تفصیلی ہین یہ معنی نہین کہ آمین اور دیگر الفاظ لغت کے معنی ہین پس جب آمین کے معنی دعا کے لیے جاینگے
تو یہ آیت صریح اخفا پر دلالت کرتی ہی اور اگر نام خدا کے معنی خدا کا نامون سے مراد ہی تو دوسری آیت وَاذْکُرْ رَّبَّکَ
فِیْ نَفْسِکَ سے اخفا اسکا لازم ہوگا اگر اس امر کو واسطے وجوب کے نلیا جاینگا چنانچہ مذہب جمہور ہی تو
استحبابی لینا ضرور ہی ورنہ آیت بیکار ہو جایگی اور درصورتیکہ حدیث اور فعل صحابہ بھی اخفای آمین
مین موجود ہی تو اس صورت مین آیت اور حدیث مین زیادہ موافقت ہوگی ورنہ آیت مین اخفا کے
معنی کو خلاف لغت لینا اور حدیث اور فعل صحابہؓ کو بھی ترک کر دینا لازم آیگا ہماری راے مین حدیث
اور قرآن مین پوری پوری تطبیق جبھی ہوگی کہ آیت بوجہ قطعی الدلالۃ ہونے کے ماوّل نہو اور جہر کی حدیث
بعض اوقات پر محمول کیجاے ورنہ جہر آمین لینے مین آیت اور حدیث اور افعال صحابہؓ کے کوئی وجہ معلوم
نہین ہوتی بجز اسکے کہ تاویل در تاویل کرتے چلے جاؤ جیسے کہ معترض صاحب کو مشکل پڑ گئی ہی کہ آیت

اور حدیث کو تخیلات لاطائلہ اور اوہام رکیکہ سے فاسد کرتے چلے جاتے ہین اونکے ذہن مین شاید یہ امر نعوذ
ہی کہ صحابہؓ اور پیغمبر آیت کو نہین سمجھے جو اونھون نے اخفا کیا یا اخفا کے معنی جہر ہین کسی لغت مین اونھون نے
دیکھ لیے ہین پس امام صاحب پر اعتراض کرنا شارع پر اعتراض ہی کہ خدا نے اخفای دعا کا کیون حکم دیا
اسیطرح پیغمبرؐ اور صحابہؓ پر اعتراض ہی کہ اونھون نے خلاف معترض کیون کیا نعوذ باللہ منہا پس
ایسے لوگون کے واسطے یہ آیت وارد ہی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ
أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا
یعنی نہین ہو سکتا کسی مسلمان مرد اور عورت کو کہ جب اللہ اور رسول اوسکا کسی امر کا حکم کرے کہ پھر اونکو کچھ
اختیار ہو اپنے کام مین اور جو نافرمانی کرے اللہ اور رسول اوسکے کی پس وہ شخص گمراہ ظاہر ہو گیا انتہی پس
ظاہر ہی کہ اللہ تعالی نے حکم اخفا کا کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ سے بھی یہی منقول ہی
باوجود اسکے ظاہر یہ اپنی رای کے مقابلہ مین نہین سنتے ہین تو بموجب اس آیت کے عاصی ٹہیرے خدا کی بھی نافرمانی کی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نافرمانی ہوئی اور پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جہر کے معنی اسی آیت سے
نسبت کرتے ہین باوجودیکہ اسمین لفظ خُفْيَةً موجود ہی اور جہر اسی آیت سے پیغمبرؐ نے سمجھا تو اوسکے معنی کی
نسبت انھون نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی خدا سے بھی خوف نکیا کہ اسمین تو موافقت نہین بلکہ برعکس ہوا جاتا ہی فقط
ہر قسم کے راویونکی روایت سے خواہ ضعیف ہون یا قوی ہی ایسے معنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے دیتے ہی قول امام
فخر الدین رازی کا صادق آتا ہی کہ راوی کی طرف نسبت سہو کی کرنی آسان ہی اور پیغمبر کی طرف
خلاف شان اونکے نسبت کرنی بہت بعید ہی اور آمین مین تو صریح آیت موجود ہی فقط ضعیف راویونکی بیان
روایت سے آیت کو درہم برہم کر دینا چاہی حالانکہ ہم تو آیت اور حدیث مین برابر تطبیق دیتے ہین آیت کے انکار سے
یہ تطبیق بدرجہا بہتر ہی اور دوسری آیت أَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ
وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ یعنی کیا اونکے لیے شریک ہین
کہ اونکے واسطے دین کی وہ راہ نکالی ہی جسکا اللہ نے حکم نہین کیا اور اگر بات فیصلہ کی نہوتی تو فیصلہ کیا جاتا
اونمین بیشک ظلم کرنے والونپر عذاب دردناک ہی انتہی یہ آیت صریح دلیل ہی اسپر جو لوگ خلاف حکم خدا کے

کرتے ہین کہ اللہ نے اوس شے کا حکم نہین دیا بلکہ اونہون نے راویونکو اپنا امام اور پیغمبر سمجھ لیا ہے وہ لوگ مسلمان
نہین مشرک ہین اور ظالم اور بڑے بے انصاف ہین اگر خدا نے فیصلہ دن قیامت کے مقرر نکیا ہوتا تو ابھی ان
لوگون کا فیصلہ ہو جاتا اور عذاب دردناک انپر آجاتا مگر قیامت کو ہوگا مگر داؤد ظاہری اور مولوی
نذیر حسین صاحب نے تو ایمہ کی نسبت ایسا نہین کہا جیسا کہ حشرات الارض انکے اتباع کرنے والون نے ایمہ دین
تبرا کرنے کو موجب ثواب سمجھا ہی ایسے لوگونکو بہت تبرا تو یہ نصیب ہونی بھی مشکل ہے ہانتو بہ طعن کرنا خالی نجائیگا
دنیا یا دین مین انشاء اللہ اوسکا مزہ چکھینگے غرض کہ دلیل حنفیہ ہر طور سے قوی معلوم ہوتی ہے چنانچہ تبیین الحقائق
مین لکھا ہے وَلَنَا حَدِیثُ وَائِلٍ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِہَا صَوْتَہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ
وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یُخْفِی الْاِمَامُ اَرْبَعًا التَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَۃَ وَاٰمِیْنَ
وَرَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ وَیُرْوٰی مِثْلُ قَوْلِہٖ عَنْ جَمَاعَۃٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ بَعْضُہُمْ یَقُوْلُ اَرْبَعٌ
یُخْفِیْہِنَّ الْاِمَامُ وَبَعْضُہُمْ یَقُوْلُ خَمْسَۃٌ وَبَعْضُہُمْ یَقُوْلُ ثَلٰثَۃٌ وَکُلُّہُمْ یَعُدُّوْنَ
التَّاْمِیْنَ مِنْہَا وَلِاَنَّہٗ دُعَاءٌ فَیَکُوْنُ مَبْنَاہُ عَلَی الْاِخْفَاءِ یعنی ہماری حجت حدیث وائل
ابن حجر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی اور اخفا کیا اوسکو روایت کیا اسکو امام احمد اور
ابوداؤد اور دارقطنی نے اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے چار چیزونکو امام اخفا کرے اعوذ باللہ اور بسم اللہ
آمین اور ربنا لک الحمد اور مثل اسی قول عمر کے صحابہ کی ایک جماعت سے روایت ہے بعضے کہتے ہین کہ چار چیزونکو
امام اخفا کرے اور بعضے کہتے ہین پانچ چیزونکو خفی کرے اور بعضے تین کہتے ہین اور کل اونکی آمین کو
اونمین شمار کرتے ہین اور اسلیے کہ آمین دعا ہے پس بنا اوسکی اخفا پر ہوگی انتہی اور حاکم نے اخفا کی
حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے پس حنفیہ کا قول موافق آیت تو ظاہر ہے اور حدیث صحیح اور فعل صحابہ کے بھی موافق
ہوا پس جہر کی کوئی صورت باقی نرہی مگر واسطے تعلیم کے احیانًا صادر ہوا ہو لہذا جسنے حنفیون پر
اعتراض کیا جسنے سوای اپنے امام کے (کہ شاید داؤد ظاہری یا راوی یہان سمجھا ہی) سبکا خلاف کیا خدا کے
خلاف تو صاف صاف وہ شخص ہو گیا اور پیغمبر کی بھی مخالفت ظاہر ہو پس اعتراض کسی پر ہوا تھا جا بجا
کسی پہ سعی لن ترمت محکم آمد فی اصول ♦ باید ت شرم از خدا سے واز رسول ♦

قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہین کہ امام اعظم کے پاس حدیث کی کتابونکے کئی صندوق تھے اور امام اعظم نے سوای جماعت صحابہ کے تین سو تابعین مشایخ سے سماع حدیث کی کی ہے اور اونکے مسند کی روایت پانسو آدمیون نے اونسے کی ہے اور سبکے سب امام اعظم کے اُستاذ علم کے چار ہزار آدمی ہین یا ان باتکو شیخ عبدالحق حنفی دہلوی نے شرح سفر السعادت مین نقل کیا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تو شیخ عبدالحق وغیرہ حنفیہ کی خانہ ساز باتین ہین انکو بجز بعض متعصب امام اعظم کے مقلدونکے کوئی نہین مانتا اور البتہ بناوٹی دل سے تراشی ہوئی باتو نکو سچا کوئی نہین جانتا الخ **اقول** معترض صاحب سے جب کوئی جواب نبنا تو اقوال محققین کو بناوٹی اور دل سے تراشی ہوئی باتین کہدیا اگر اسیکا نام جواب ہے تو ہمکو ایسا جواب بہت آسان ہے جو بات کسیکے مخالف ہوئی جھٹ اوسکو تراشیدہ قرار دیکر جھوٹ کہدئیے یہ جواب بھی قابل وجد ہے آجتک کسیکو نہ سوجھا ہوگا خاص حصہ معترض صاحب کا ہے مگر ان باتونسے کیا ہوتا ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ المنکرون ؎ خسانہ قیر دبر روی آب ✤ آب صافی ہیرود بی اضطراب ✤ اس جواب مین معترض صاحب نے امام صاحب کا دیکھنا صحابہ کو اور روایت کرنی صحابہ سے اور کثیر الحدیث ہونے امام صاحب کا انکار کیا ہے اور دو تین قول ضعیف نقل کیے ہین بعض سے نفی روایت اور بعض سے نفی رویت اور بعض سے قلت حدیث پائی جاتی ہے اب ہر ایک کو ہم بالترتیب ثابت کرتے ہین ملا علی قاری نخبۃ الفکر کی شرح الشرح مین لکھتے ہین قَالَ الْعِرَاقِیُّ وَعَلَیْهِ عَمَلُ الْاَکْثَرِیْنَ وَقَدْ اَشَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الصَّحَابِیِّ وَالتَّابِعِیِّ بِقَوْلِهٖ طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ وَلِمَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ فَاکْتَفٰی بِمُجَرَّدِ الرُّؤْیَةِ قُلْتُ وَبِهٖ یَنْدَرِجُ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ فِیْ سِلْکِ التَّابِعِیْنَ فَاِنَّهٗ قَدْ رَاٰی اَنَسًا وَغَیْرَهٗ مِنَ الصَّحَابَةِ عَلٰی مَا ذَکَرَهُ الشَّیْخُ الْجَزَرِیُّ فِیْ اَسْمَاءِ رِجَالِ الْقُرَّاءِ وَالتُّوْرِبُشْتِیُّ فِیْ تُحْفَةِ الْمُسْتَرْشِدِ وَصَاحِبُ کَشْفِ الْکَشَّافِ فِیْ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَصَاحِبُ مِرْاٰةِ الزَّمَانِ وَغَیْرُهُمْ مِّنَ الْعُلَمَاءِ الْمُتَبَحِّرِیْنَ فَمَنْ نَفٰی اَنَّهٗ تَابِعِیٌّ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ التَّتَبُّعِ الْقَاصِرِ اَوِ التَّعَصُّبِ الْفَاتِرِ انتہی یعنی کہا عراقی نے کہ (یعنی ابن حجر نے جو تعریف تابعی کی بیان کی ہے کہ تابعی وہ ہے جسنے صحابی کو دیکھا ہو یہی مذہب مختار ہے)

عمل اکثر ونکا ہی اور تحقیق اشارہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف صحابی اور تابعی کے ساتھ قول اپنے کے کہ
خوشخبری ہو اوس شخص کو کہ دیکھا اوسنے مجکو اور اوس شخص کو کہ دیکھا اوسنے اوسکو جسنے مجکو دیکھا ہی اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دیکھنے پر اکتفا کی مین کہتا ہون کہ اس تعریف سے امام اعظم رح سلسلۂ تابعین
مین داخل ہین اسلیے کہ اونھون نے انس رض اور سوا اونکے اور صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر کیا اسکو شیخ جزری نے
اسماء رجال قرآء مین اور توربشتی نے تحفۃ المسترشدین مین اور صاحب کشف الکشاف نے سورۂ مومنین مین اور
صاحب مرآۃ الجنان وغیرہم نے علمای متبحر سے پس جس شخص نے امام صاحب کے تابعی ہونیکی نفی کی یا بوجہ
قصور تلاش کے یا بوجہ تعصب شدید کے ہی انتہی اور ابن جوزی نے علل متناہیہ مین لکھا ہی ابو حنیفۃ لم یسمع من
احد من الصحابۃ وانما رای انس بن مالک بعینہ یعنی امام صاحب نے نہین سماعت کی کسی صحابی رض سے
بلکہ انس رض کو دیکھا ہی انتہی اور جلال الدین سیوطی تبییض الصحیفہ مین لکھتے ہین کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
امام صاحب کی روایت اور تابعیت سے سوال کیے گئے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رح نے ایک جماعت صحابہ کا زمانہ پایا اسلیے کہ
کوفہ مین ولادت اونکی سن اسی ہجری مین ہوئی ہی اور وہان عبد اللہ بن ابی اوفی تھے کیونکہ وفات اونکی بعد
اس سن کے ہی اور اوسوقت بصرہ مین انس بن مالک تھے کیونکہ وفات اونکی سن نوے مین یا بعد اسکے ہی اور ابن سعد نے
ایسی سند سے جسمین کوئی جرح نہین روایت کی ہی کہ امام صاحب نے انس رض کو دیکھا ہی اور سوا ان کے اور
صحابہ چند شہرون مین زندہ تھے انتہی مختصراً اور اقامۃ الحجہ مین لکھا ہی کہ ان علمای ثقہ دارقطنی اور ابن سعد اور
خطیب اور ذہبی اور ابن حجر اور ولی عراقی اور سیوطی اور علی قاری اور اکرم سندی اور ابو معشر اور حمزہ اور یافعی
اور جزری اور توربشتی اور ابن جوزی اور سراج صاحب کشف الکشاف نے امام صاحب کے تابعی ہونے پر تصریح کر دی
ہی اور جنھون نے انکار کیا ہی وہ بھی انکو صحابہ سے روایت کرنیکا انکار ہی اور دوسری جماعت محدثین و مورخین
نے بھی اسکی تصریح کی ہی اور ہمنے عبارتین اونکی بوجہ طول کلام کے ترک کر دین اور جو کچھ ہمنے نقل کیا ہی بعد دیکھنے
ان کتابون کے نقل کیا ہی مجرد اعتماد نقل دوسرے کے نہین کیا اور جو شخص ان کتابون مذکور کو دیکھیگا ہماری نقل کی
تصدیق ہو جائیگی لیکن اقوال فقہا ہمارے کے اس باب مین پس وہ بیشمار ہین اور جسنے مورخین مین سے امام صاحب
کی تابعیت کا انکار کیا ہی وہ شخص اعتماد اور قوت حفظ اور وسعت نظر مین ان مثبتین تابعیت کے مرتبہ کو

نہیں ہونچتا پس اوسکے قول کا اعتبار نہیں ہے کہ وہ انکے قول کا معارض ہو جاوے اور نیز یہی شیخ الاسلام کہ
مخلوق کے نزدیک نقل اونکی معتبر ہے اگر اکیلے امام صاحب کے تابعی ہونیکی تصریح کر دیتے تو بیشک اونکا قول
نفی کرنیوالوں کے قول کی رد میں کافی تھا پھر بتلا جبکہ موافق اونکے امام الحفاظ ابن حجر اور سوا ثقات کے ولی عراقی
اور خاتم الحفاظ سیوطی اور معتمد مورخین کے یافعی وغیرہم ہو گئے ہوں اور سبقت کی ہو طرف اسکے خطیب اور
دارقطنی نے اور تو جانتا ہی خطیب اور سوا دارقطنی کون ہیں بڑے امام اور معتمد اور مستند ہیں اور سوا انکے
پس اب منکر کیواسطے کوئی امر باقی نہیں ہوا سکے کہ ان ثقات کی تکذیب کر سکے اگر یہ مراد اوس سے واقع ہو تو لو
ساتھ کلام نہیں یا اقوال ادنی کو اعلی پر مقدم کرے پس اگر یہ کرے تو ترجیح مرجوح لازم آجائیگی اور اہل
علم منصف سے بعد ملاحظہ ان تصریحات کے یہ ہے کہ اونکا انکار باقی نرہیگا انتہی اور ثبوت روایت امام صاحب
صحابہ سے یہ ہے کہ ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری شافعی نے اپنے رسالہ میں درباب روایت امام صاحب لکھتے ہیں قال
الامام ابو حنیفۃ لقیت من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھم انس بن مالک وعبد اللہ
ابن انیس وعبد اللہ بن جزء الزبیدی وجابر بن عبد اللہ ومعقل بن یسار وواثلۃ بن
الاسقع وعائشۃ بنت عجرد رضی اللہ عنہم ثم روی عن انس ثلثۃ احادیث وعن ابن جزء
حدیثا وعن واثلۃ حدیثین وعن جابر حدیثا وعن عبد اللہ بن انیس حدیثا وعن عائشۃ
بنت عجرد حدیثا یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ ملا میں صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ انس
ابن مالک اور عبد اللہ بن انیس اور عبد اللہ بن جزء زبیدی اور جابر بن عبد اللہ اور معقل بن یسار اور
واثلہ بن اسقع اور عائشہ بنت عجرد ہیں پھر روایت کی امام ابو حنیفہ رح نے تین حدیثیں انس رض سے اور ایک
حدیث ابن جزء سے اور دو حدیثیں واثلہ رض سے اور ایک حدیث جابر رض سے اور ایک عبد اللہ بن انیس رض سے
اور ایک حدیث عائشہ بنت عجرد رض سے انتہی اور طبقات حنفیہ میں ملا علی قاری لکھتے ہیں قد ثبت رؤیتہ
لبعض الصحابۃ واختلف فی روایتہ عنہم والمعتمد ثبوتہا کما بینتہ فی سند الامام شرح
مسند الامام حال اسنادہ الی بعض الصحابۃ الکرام فہو من التابعین الاعلام کما
صرح بہ العلماء الاعیان داخل تحت قولہ والذین اتبعوھم باحسان فی عموم قولہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم رواہ الشیخان یعنی تحقیق ثابت ہوا ہمکو
امام صاحب کا بعض صحابہ کو اور اختلاف کیا گیا ہی روایت کرنے مین امام صاحب کے صحابہ سے اور اعتماد کیا گیا ہی
ثبوت روایت کا چنانچہ بیان کیا مینے اسکو مسند الانام شرح مسند الامام مین تحقیق اسناد اونکی کے طرف بعض
صحابہ کرام کے پس امام صاحب تابعین کبار سے ہین جیسا کہ بڑے بڑے علمانے آیت والذین اتبعوہم باحسان
کے تحت مین اور عمومیت قول علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم مین تصریح کردی ہی روایت
کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے انتہی اور مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب غفار العی کے جواب مین
لکھتے ہین وامّا رابعًا فہو انّ عبارتہ ھٰذہ توھم انّ الحنفیّۃ مقتصرون علی اثبات المعاصرۃ
ولیس کذٰلک فانّ اکثرھم بل کلّھم ذھبوا الی رؤیۃ الصحابۃ وانّما اختلفوا فی روایتہ عن الصحابۃ
فجمع منھم نفوھا کجمع من المحدّثین وجمع منھم اثبتوھا وقالوا ھو المذھب المتین و
لقد اقشعرّ جلدی وتوحّش فؤادی حین رأیت عبارۃ الابجد وحکم من فھمھا
انّھا تجاوز عن الحدّ وھو الذی ازعجنی الی جمع نبذ من مسامحاتہ فی تصانیفہ لئلا
یغترّ بہا الجاھلون بامثال ھٰذہ الکلمات فی تالیفاتہ واللّٰہ اسأل ان یجنّبنی ویجنّبہ
من امثال ھٰذہ المغالطات یعنی چوتھا اعتراض یہ ہی کہ یہ عبارت اونکی موہم ہی کہ فقط حنفیہ امام صاحب کا
ہمعصر صحابہ ہونا ثابت کرتے ہین حالانکہ ایسا نہین ہی پس تحقیق اکثر اونکے بلکہ کل اونکے رویت صحابہ کے
قائل ہین اور جز این نیست کہ اختلاف اونھون نے امام صاحب کی روایت مین کیا ہی پس ایک جماعت نے
اونمین سے نفی روایت کی ہی مثل ایک جماعت کے محدثین سے اور ایک جماعت نے اونمین سے روایت کو ثابت
کیا ہی اور کہا ہی کہ یہی مذہب قوی ہی اور تحقیق کانپ اوٹھا بدن میرا اور ڈر گیا دل میرا جبکہ عبارت ابجد العلوم
تصنیف نواب صاحب بھوپال کی مینے دیکھی اور جسنے اوسکو سمجھا کہا یہ عبارت حد سے تجاوز کر گئی
ہی اور اسی نے مجھکو برانگیختہ کیا جمع کرنے مسامحات اونکی پر تصانیف اپنی مین تاکہ دھوکے مین نہ آجاوین
بے علم اسطور کے کلمات سے جو اونکی تالیفات مین ہین اور اللہ تعالیٰ سے مین سوال کرتا ہون کہ مجھکو
اور اونکو اس قسم کے مغالطات سے بچاوے انتہی اب جو روایات امام صاحب کی جو صحابہ سے ہین

مع اسناد و تقریر سیوطی کی نقل کیجاتی ہیں تبییض الصحیفہ میں جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں قال ابو معشر فی جزء ثنا انا ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن منصور الفقیہ الواعظ ثنی ابو ابراہیم احمد ابن حسین القاضی انبانا ابو بکر محمد بن حمدان الصفی ثنی ابو سعید اسمٰعیل بن علی السمان ثنی ابو الحسین احمد بن محمد بن محمود البزاد ثنی ابو سعید الحسین بن محمد بن المبارک ثنی ابو العباس احمد بن محمد بن الصلت بن المغلس الحمانی ثنی بشر بن الولید الکندی عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ سمعت انس بن مالک رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم وبہ عن انس سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الدال علی الخیر کفاعلہ وبہ عن انس سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ یحب اغاثۃ اللہفان یعنی امام ابو حنیفہ سے روایت ہو کہ سنا مینے انس رض سے کہتے تھے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے طلب کرنا علم کا ہر مسلمان پر فرض ہی اور امام ابو حنیفہ انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بتلانے والا خیر کا مانند کرنیوالے خیر کے ہی اور امام ابو حنیفہ انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے تحقیق اللہ تعالی فریادرسی غمگین کی دوست رکھتا ہی اقول احمد بن مغلس مجروح والحدیث الاول متنہ مشہور وقد قال الشیخ محی الدین النووی فی فتاواہ ہو حدیث ضعیف وان کان المعنی صحیحا وقال الحافظ جمال الدین المزی روی من طرق تبلغ رتبۃ الحسن قلت وعسی انہ یبلغ رتبۃ الصحیح لانی وقفت لہ علی نحو خمسین طریقا وقد جمعتہا فی جزء والحدیث الثانی متنہ صحیح ورد من روایۃ جمع من الصحابۃ واصلہ فی صحیح مسلم من حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ بلفظ من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ والحدیث الثالث متنہ صحیح ورد من روایۃ جمع من الصحابۃ وصححہ ضیاء المقدسی فی المختارۃ من حدیث برکۃ یعنی کہتا ہوں میں احمد بن مغلس جرح کیا گیا ہی اور پہلی حدیث کا متن اوسکا مشہور ہی اور کہا شیخ محی الدین نووی نے فتاوی اپنے میں کہ یہ حدیث ضعیف ہو اگرچہ معنی اوسکے صحیح ہیں اور کہا حافظ جمال الدین مزی نے

روایت کی گئی ہی اتنے طریقون سے کہ پہونچ جاتے ہین رتبہ حسن کو کہا مینے اور میرے نزدیک حدیث تو صحیح کو
پہونچتی ہی اسلیے کہ مین اسکے پچاس طریقون سے واقف ہو گیا ہون اور مینے علحدہ ایک جزو مین جمع کیا ہی اور دوسری حدیث
متن اوسکا صحیح ہی وارد ہوئی ہی روایت ایک جماعت کے صحابہ مین سے اور اصل اوسکی صحیح مسلم مین حدیث ابن مسعود رض سے
بایں الفاظ من دل علی خیر فله مثل اجر فاعله کے وارد ہی اور تیسری حدیث متن اوسکا صحیح ہی وارد ہوئی ہی
بروایت ایک جماعت صحابہ کے اور صحیح کہا اوسکو ضیاء مقدسی نے مختارہ مین حدیث بریدہ رض سے ثم قال ابو معشر
انا ابو عبد الله ثنی ابو ابراهيم ثنی ابو بكر الحنفي ثنی ابو سعيد الحسين بن احمد ثنی
على بن احمد الحسيني النعمي البصري ثنی احمد بن عبد الله بن حرام ثنی المظفر بن سهل
ابن موسى بن عيسى بن المنذر الحمصي ثنی ابي ثنی اسمعيل بن عياض عن ابي حنيفة
عن واثلة بن الاسقع رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال دع
ما يريبك الى ما لا يريبك وبه عن واثلة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لا تظهر
الشماتة باخيك فيعافيه الله ويبتليك یعنی پھر ابو معشر نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی
وہ واثلہ بن الاسقع صحابی سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کر اوس چیز کو
جو شک مین ڈالے تجکو طرف اوس چیز کے جو نہ شک مین ڈالے تجکو اور امام ابو حنیفہ رح واثلہ رض سے روایت کرتے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت ظاہر کر تو خوشی کو ساتھ مبتلا ہونے بھائی اپنے کے پس اللہ اوسکو عافیت
دیگا اور تجکو مبتلا کریگا اقول الحديث الاول متنه صحيح وورد من رواية جمع من الصحابة
وقد صححه الترمذي وابن حبان والحاكم والضياء من حديث الحسن بن علي بن
ابي طالب رضي الله عنهما والحديث الثاني اخرجه الترمذي من وجه اخر عن واثلة
وحسنه وله شاهد من حديث ابن عباس رض یعنی مین کہتا ہون کہ حدیث پہلی متن اوسکا
صحیح ہی وارد ہوئی روایت ایک جماعت صحابہ سے اور تحقیق صحیح کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن حبان اور
حاکم اور ضیا نے طریقہ حدیث حسن بن علی رض سے اور دوسری حدیث بیان کیا اوسکو ترمذی نے دوسرے طریقہ سے
روایت واثلہ رض اور حسن کہا اوسکو اور واسطے اوسکے شاہد حدیث ابن عباس رض سے بھی ہی ثم قال

ابو معشر انا عبد الله ثنی ابو ابراهیم ثنی ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید السمان ثنی ابو علی
الحسین بن علی بن محمد بن اسحق الیمنی ثنی ابو حسین علی بن ماموتة الاسوادی
ثنی ابو داود الطیالسی عن ابی حنیفة قال ولدت سنة ثمانین وقدم عبد الله بن
انیس الکوفة سنة اربع وتسعین ورأیته وسمعت منه وانا ابن اربعة عشر سنة
سمعته یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم حبك الشیء یعمی ویصم یعنی پھر ابو معشر نے
امام ابو حنیفه سے روایت کی کہ فرمایا اونھون نے کہ پیدا ہوا مین سن اسی مین اور آئے عبد الله بن انیس کوفه مین سن
چورانوے ہجری مین اور دیکھا مینے اونکو اور سنا مینے اونسے اور مین اوسوقت چودہ برس کا تھا سنا مینے اونکو کہتے
تھے فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نے محبت رکھنا تیرا کسی شی سے اندھا اور بہرا کرتا ہی هذا الحدیث رواه
ابو داود فی سننه من حدیث ابی الدرداء والصعب ههنا ان یقال ان عبد الله بن
انیس الجهنی الصحابی المشهور مات سنة اربع وخمسین وذلك قبل مولد ابی حنیفة
بدهر والجواب ان الصحابة المسلمین عبد الله بن انیس خمسة فلعل الذی روی
عنه الامام ابو حنیفة واحد آخر منهم غیر الجهنی المشهور یعنی اس حدیث کو ابو داود نے سنن
اپنی مین ابو درداء کی حدیث سے روایت کیا ہی اور دشوار جگہ یہ ہو کہ کہا جاے عبد الله بن انیس جہنی صحابی مشہور کا
انتقال سن چون مین ہوا ہی اور یہ ایک زمانہ قبل ولادت امام ابو حنیفه کے ہوا اور جواب اسکا یہ ہو کہ صحابه مسلمان
عبد الله بن انیس پانچ ہین پس شاید کہ جنسے امام ابو حنیفه نے روایت کی ہو کوئی اور صحابی اونھین سے
سوای جہنی مشہور کے ہون قال ابو معشر انا عبد الله ثنی ابو ابراهیم انا ابو بکر الحنفی ثنی
ابو سعید بن السمان ثنی ابو علی الحسن بن علی بن الدمشقی ثنی ابو الحسن علی
ابن غیاث القاضی البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی ابن عباس الجلودی عن
السمان یحیی بن القاسم عن ابی حنیفة سمعت عبد الله بن ابی اوفی یقول سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم یقول من بنی لله مسجدا ولو کمفحص قطاة بنی الله له بیتا
فی الجنة یعنی امام ابو حنیفه رحمه سے روایت ہی کہ سنا مینے عبد الله بن ابی اوفی سے کہتے تھے سنا مینے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو شخص واسطے اللہ کے مسجد بناوے اگرچہ مثل آشیانہ قطاۃ کے
ہو بناویگا اللہ واسطے اوسکے مکان جنت مین اقول هذا الحديث صحيح بل متواتر یعنی مین کہتا ہون
کہ یہ حدیث صحیح ہی بلکہ متواتر ہی وبہ الی ابی سعید السمان ثنی ابو محمد عبد اللہ بن
کثیر الرازی ثنی عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی ثنی عیاش بن محمد بن الدوری
ثنی یحیی بن معین عن ابی حنیفة انه سمع عن عائشة بنت عجرة رضی الله عنها
تقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اكثر جند الله في الارض الجراد لا آكله
ولا احرمه یعنی امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہی کہ سنا اونھون نے عائشہ بنت عجرہ سے کہتی تھین فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر لشکر اللہ کا زمین مین ٹڈی کا ہی نہ مین اوسکو کھاتا ہون اور نہ
اوسکو حرام کرتا ہون اقول هذا الحديث متنه صحيح اخرجه ابو داود من حديث سلمان
وصححه الضياء في المختارة یعنی کہتا ہون مین کہ یہ حدیث متن اسکا صحیح ہی ذکر کیا اسکو ابو داود نے
حدیث سلمان رض سے اور صحیح کہا اسکو ضیاء نے مختارہ مین قال ابن النجار انا القاضی ابو الحسین
عبد الرحمن احمد عن ابی عبد الله البلخي ثنی ابو الفضل بن حرون قال قرأت على
القاضي ابي سعيد عبد الملك بن عبد الرحمن بن محمد بن الواجى ثنى ابى ثنى محمد بن
عبد الله انا ابو محمد الحسن بن على انا الدمشقى ثنى الحسن بن عباس بن القاضى
البغدادى ثنى محمد بن موسى ثنى الجلودى ثنى محمد بن عباس عن اليمامى يحيى بن
القاسم عن ابى حنيفة عن جابر بن عبد الله رضى الله عنه قال جاء رجل من
الانصار الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال له يا رسول الله ما رزقت ولدا قط
قال فاين انت عن كثرة الاستغفار والصدقة يرزق الله بها الولد قال فكان
الرجل يكثر الصدقة ويكثر الاستغفار فولد له سبعة من الذكور یعنی امام ابو حنیفہ
جابر رض سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے ایک شخص انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے کبھی اولاد نہین ہوئی فرمایا تو کثرت استغفار

اور صدقہ کیون نہین کرتا اللہ تعالی اوسکی وجہ سے اولاد عنایت کریگا کما جابر رضی نے پس وہ شخص صدقہ بہت
دیا کرتا اور استغفار بہت کیا کرتا پس اوسکے سات لڑکے پیدا ہوے انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ اتنے بڑے
محقق نے ان احادیث کا پتا او نشان بتلا دیا اور خوب تحقیق منعہ نا کر دی پس ابن جوزی وغیرہ
ظواہر کے موضوع کہنے سے کیا ہوتا ہی ؎ باطل ست انچہ مدعی گوید ✝ بلکہ اسمین خود محدثین ہی اونکا
اعتبار نہین کرتے اونھون نے تو بعض حدیثین بخاری کی بھی تسلیم نہین کی ہین البتہ بعض نے ان احادیث
کو ضعیف کہا ہی سو اوسکی تحقیق جلال الدین سیوطی نے بیان کر دی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ احادیث
اکثر صحیح ہین پھر جو شخص متہم ہو اوسکی بھی روایت جب ثقہ کے مطابق ہو مقبول ہوتی ہی اور ان احادیث
مین تو کوئی ایسا راوی نہین جو موضوع حدیثین روایت کرتا ہو اسکا انکار کرنا محض تعصب اور حسد ہی
اور نہایت بدہی ؎ شیشۂ بغض و حسد کو سنگ سے انصاف کے ✝ توڑ دو اور اہل دین کی دل سے سمجھو دے
اور ملا علی قاری وغیرہ کے اقوال سے بھی اول ہی واضح ہو چکا ہی کہ قوت ثبوت روایت کو ہی پس اگر
بعض نے اوسکی صحت کا انکار کیا اور اکثر نے ثبوت روایت کا اقرار کیا تو ثبوت کو بہر نہج ترجیح ہوئی باقی
رہا امام صاحب کی قلت حدیث کا جواب وہ بھی سن لیجیے کہ کم روایت کرنا حدیث کا اس امر کو مقتضی
نہین کہ حدیث اونکو آتی نہین تھی ایسا قول وہ شخص کہیگا جو تعصب کا پتلا ہو ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✝
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✝ اور چار ہزار مشایخ امام صاحب کے شیخ عبد الحق دہلوی نے اپنی طرف سے نہین بیان کیے
بلکہ محدثین شافعیہ بھی اسکو ذکر کر گئے ہین اگر معترض صاحب کتابین محققین کی دیکھتے تو ایسے پاک لوگون پر اتہام
نکرتے یہ شیوہ تو حضرات نما ہر یہ کا ہی کہ اپنی طرف سے دھوکا دینے کو عبارت بدل دیتے ہین ابن حجر مکی شافعی
خیرات الحسان مین لکھتے ہین مَرَّ اَنَّہٗ اَخَذَ عَنْ اَرْبَعَۃِ اٰلَافِ شَیْخٍ مِّنْ اَئِمَّۃِ التَّابِعِیْنَ وَغَیْرِھِمْ
وَمِنْ ثَمَّ ذَکَرَہُ الذَّھَبِیُّ وَغَیْرُہٗ فِیْ طَبَقَاتِ الْحُفَّاظِ مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَمَنْ زَعَمَ قِلَّۃَ اِعْتِنَائِہٖ
بِالْحَدِیْثِ فَھُوَ اِمَّا لِتَسَاھُلِہٖ اَھْلَہٗ اَوْ حَسَدِہٖ اِذْ کَیْفَ یَتَاَتّٰی لِمَنْ ھُوَ کَذٰلِکَ اِسْتِنْبَاطُ
مِثْلِ مَا اسْتَنْبَطُوْا مِنَ الْمَسَائِلِ الَّتِیْ لَا تُحْصٰی کَثْرَتُہٗ مَعَ اَنَّہٗ اَوَّلُ مَنِ اسْتَنْبَطَ مِنَ الْاَدِلَّۃِ
عَلَی الْوَجْہِ الْمَخْصُوْصِ الْمَعْرُوْفِ فِیْ اَصْحَابِہٖ عَنْہُ وَلِاَجْلِ اشْتِغَالِہٖ بِھٰذَا الْاَھَمِّ لَمْ یَظْھَرْ حَدِیْثُہٗ

فی الخارج کما ان ابا بکر و عمر رضی اللہ عنہما لما اشتغلا بمصالح المسلمین العامۃ لم یظہر
عنہما من روایۃ الحدیث مثل ما ظہر عمن دونہما حتی صغار الصحابۃ رضی اللہ عنہم
وکذلک مالک والشافعی لم یظہر عنہما مثل ما ظہر عمن تفرغ للروایۃ کابی زرعۃ و
ابن معین لاشتغالہما بذلک الاستنباط علی ان کثرۃ الروایۃ بدون الدرایۃ
لیس فیہ کثیر مدح بل عقد لہ ابن عبد البر بابا فی ذمہ ثم قال الذی علیہ فقہاء
جماعۃ المسلمین وعلماؤہم ذم الاکثار من الحدیث بدون تفقہ ولا تدبر

یعنی بیان ہو چکی یہ بات کہ امام ابو حنیفہ رح نے چار ہزار مشایخ ائمہ تابعین وغیرہم سے حدیث اخذ کی ہی اور
اسیوجہ سے ذہبی وغیرہ نے اونکو حافظون حدیث کے طبقہ مین ذکر کیا ہی اور جو شخص گمان کرتا ہی قلت حدیث کا
پس یا تو بوجہ مساہلہ کرنے اوسکے کے اہل حدیث سے یا بوجہ حسد اوسکے کے ہی اسلیے کہ جس شخص کو
چند حدیثین حاصل ہونگی اوس سے کیونکر ایسا استنباط مسائل بیشمار کا ہو سکتا ہی باوجودیکہ امام ابو حنیفہ
اول اون لوگونکے ہین جنھون نے اوسکے بطور خاص جیسا حنفیہ مین امام ابو حنیفہ رح سے مشہور ہین استنباط کیا ہی
اور اسی امر مہم کی وجہ سے حدیث امام ابو حنیفہ رح کی خارج مین ظاہر نہوئی جیسے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما
بسبب مشغول ہونے مصالح عام مسلمانونکے روایت حدیث اونسے ایسی ظاہر نہین ہوئی جیسے سوا اونکے اور صحابہ
حتی کہ صغار صحابہ سے ظاہر ہوئی اسیطرح امام مالک اور امام شافعی سے اسقدر روایت ظاہر نہین ہوئی
جسقدر اون لوگون سے ظاہر ہوئی جو اوسکے واسطے فارغ ہو گئے تھے جیسے ابو زرعہ اور یحیی بن معین بسبب
مشغول ہونے امام مالک اور امام شافعی رح کے ساتھ اسی استنباط کے علاوہ اسکے کثرت روایت کے بدون
سمجھے کے تو کہ اوسمین کچھہ زیادہ تعریف نہین بلکہ ابن عبد البر نے اسکی مذمت مین ایک باب باندھا ہی
پھر کہا ہی کہ جسپر فقہا جماعت مسلمانونکے اور علما اونکے ہین مذمت کثیر بیان کرنی حدیث کی ہی بدون
فقاہت و تدبر کرنیکے انتہی اب امام صاحب کے چند مشایخ جنسے امام صاحب نے حدیث کی روایت کی ہی
اور چند شاگرد جنھون نے امام صاحب سے حدیث روایت کی ہی لکھے جاتے ہین تبییض الصحیفہ مین ہی کہ روایت
کی امام ابو حنیفہ رح نے ابراہیم بن محمد بن المنتشر اور اسمعیل بن عبد الملک بن ابی الصغیر اور جبلہ بن

سحیم اور ابو ہند الحارث بن عبدالرحمن الہمدانی اور حسن بن عبداللہ الحکم بن عتیبہ اور حماد بن
ابی سلیمان اور خالد بن علقمہ اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمن اور زبید الیامی اور زیاد بن علاقہ اور سعید بن
مسروق الثوری اور سلمہ بن کہیل اور سماک بن حرب اور ابو روبہ شداد بن عبدالرحمن القشیری اور شیبان
ابن عبدالرحمن النحوی اور طاؤس بن کیسان اور طریف بن سفیان السعدی اور ابو سفیان طلحہ بن
نافع اور عاصم بن کلیب اور عامر السبیعی اور عبداللہ بن ابی حبیبہ اور عبداللہ بن دینار اور عبدالرحمن بن
ہرمز الاعرج اور عبدالعزیز بن رفیع اور عبدالکریم بن ابی امیۃ البصری اور عبدالملک بن عمیر اور عدی بن
ثابت الانصاری اور عطا بن ابی رباح اور عطا بن السائب اور عطیہ بن سعد العوفی اور عکرمہ مولے
ابن عباس اور علقمہ بن مرثد علی بن الاقمر اور علی بن الحسن الزراد اور عمرو بن دینار اور عون بن عبیداللہ
ابن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود اور قابوس بن ابی ظبیان اور قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود
اور قتادہ بن دعامہ اور قیس بن مسلم الجدلی اور محارب بن دثار اور محمد بن زبیر حنظلی اور محمد بن السائب
الکلبی اور ابو جعفر محمد بن علی بن ابی طالب اور محمد بن قیس الہمدانی اور محمد بن مسلم بن شہاب الزہری اور
محمد بن المنکدر اور مخول بن راشد اور مسلم البطین اور مسلم الملائی اور معن بن عبدالرحمن بن قسیم اور منصور
ابن المعتمر اور موسی بن ابی عائشہ اور ناصح بن عبداللہ المحلمی اور نافع مولی ابن عمر اور ہشام بن عروہ
اور ابو غنا الہیثم بن حبیب الصیرف اور ولید بن سریع المخزومی اور یحیی بن سعید الانصاری اور ابو محمد یحیی بن
عبداللہ الکندی اور یحیی بن عبداللہ الجابر اور یزید بن صہیب الفقیر اور یزید بن عبدالرحمن الکوفی
اور یونس بن عبداللہ بن ابی الجہیم اور ابو جناب الکلبی اور ابو حصین الاسدی اور ابو زبیر المکی اور ابو السوداء
اور ابو عون الثقفی الجہنی اور ابو شعبہ مولی ابن عباس اور ابو الغفور العبدی سے اور روایت کی امام ابو حنیفہ
سے ابراہیم بن طہمان اور ابیض بن اعز بن صباح المنقری اور اسباط بن محمد القرشی اور اسحق بن یوسف
اور اسود بن عمرو النخعی اور اسمعیل بن یحیی الصوفی اور ایوب بن ہانی الجعفی اور رود بن یزید النیسابوری
اور جعفر بن عون اور حارث بن ہانی اور حبان بن علی العنزی اور حسن بن زیاد اللؤلؤی اور حسین بن
فرات القزاز اور حسین بن حسن بن عطیۃ العوفی اور جعفر بن عبدالرحمن البلخی القاضی اور حکام

ابن مسلم الرازی اور ابو مطیع الحکم بن عبداللہ البلخی اور حماد بن الامام اعظم ابی حنیفہ رح اور حمزہ بن حبیب الزیات اور خارجہ بن مصعب الضبعی اور داؤد بن نصیر الطائی اور زفر بن ہذیل التمیمی اور زیاد بن حباب العکلی اور سابق الرقی اور سعید بن الصلت قاضی شیراز اور سعید بن ابی الجہیمۃ العالوی اور سعید بن سلام بن ابی الہیفاء البصری اور سلم بن سالم البلخی اور سلیمان بن عمرو النخعی اور سہل بن مزاحم اور شعیب بن اسحق الدمشقی اور صباح بن محارب اور صلت بن الحجاج الکوفی اور ابو عاصم الضحاک بن مخلد اور عامر بن الفرات النسوی اور عائذ بن حبیب بن عباد العوام اور عبداللہ بن المبارک اور عبداللہ بن یزید المقری اور عبدالحمید بن عبدالرحمن الحمانی اور عبدالرزاق بن ہمام اور عبدالعزیز بن خالد الترمذی اور عبدالکریم ابن محمد الجرجانی اور عبدالحمید بن ہلال الحنفی اور عبدالعزیز بن ابی داؤد اور عبدالوارث بن سعید اور عبداللہ ابن الزبیر القرشی اور عبیداللہ بن عمرو الرقی اور عبیداللہ بن موسیٰ اور عتاب بن محمد بن شوذب اور علی بن ظبیان الکوفی القاضی اور علی بن عاصم الواسطی اور عمرو بن محمد العنقزی اور ابو قطن عمرو بن الہیثم القطعی اور فضل بن دکین اور فضل بن موسیٰ الشیبانی اور قاسم بن الحکم العرنی اور قاسم بن معن المسعودی اور قیس بن الربیع اور محمد بن ابان العنبری اور محمد بن بشر العبدی اور محمد بن الحسن الشیبانی اور محمد بن خالد الوہبی اور محمد بن یزید الواسطی اور مروان بن سالم اور مصعب بن المقدام اور معان بن عمران الموصلی اور مکی بن ابراہیم البلخی اور ابو سہل نصر بن عبدالکریم البلخی المعروف بالصیقل اور نصر بن عبدالملک العتکی اور ابو غالب النضر بن عبداللہ الازدی اور نضر بن محمد المروزی اور نعمان بن عبدالسلام الاصبہانی اور نوح بن دراج القاضی اور ابو عصمہ نوح بن مریم اور ہوذہ بن سفیان اور ہوذہ بن خلیفہ اور ہیاج بن بسطام البرجمی اور وکیع بن الجراح اور یحییٰ بن ایوب المغربی اور یحییٰ بن نصر بن الحاجب اور یحییٰ بن یمان اور یزید بن زریع اور یزید بن ہارون اور یونس بن بکر الشیبانی اور ابو اسحق الفزاری اور ابو یحییٰ البکری اور سعد الصاغانی اور ابو شہاب الحناطی اور ابو مقاتل السمرقندی اور قاضی ابو یوسف نے انتہیٰ اب غور کرنا چاہیے جس شخص کے اسقدر استاذ اور شاگرد حدیث ہوں اگر بالفرض چار ہزار قطع نظر کیجائے تو بھی کیا تھوڑے ہیں کیا اسنے کل سترہ حدیثوں کی روایت کی ہے کوئی اندھا بھی ایسی بات زبان سے نہیں نکالیگا ہاں البتہ جسکو

امام صاحب سے بغض ہو وہ جلتے ہے کرے مگر متعصب کو جو باطل ہے اونکے کمال وایت و درایت مین ہرگز
نقصان نہوگا سو نہین ہے معتقد اونکا اگر حاسد تو کیا غم ہے نہوابی سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا
اور قطع نظر اسکے یہ روایت سترہ حدیثون کے پہونچنے کی سوای ابن خلدون کے اور کسی نے علمای معتبرین سے نہین لکھی
اور ابن خلدون کو سوای بہرۂ علم انشا و ادب کے علوم شرعیہ اور فن حدیث و رجال مین چندان مداخلت
نتھی چنانچہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی شاگرد ابن حجر عسقلانی کتاب الضوء اللامع فی اعیان
القرن التاسع مین ابن خلدون کے ترجمہ مین لکھتے ہین فَلَمْ يَكُنْ مَاهِرًا بِالْعُلُومِ الشَّرْعِيَّةِ یعنی وہ علوم شرعیہ
سے ماہر نہین تھا انتہی پس ایسے شخص کا قول کہ جسکو علم شرعیہ اور فن حدیث مین ملکہ نہو قابل اعتبار کیونکر ہوسکتا ہی
ہان اگر کسی محدث معتبر اور مورخ سیر سے کہ جو علم روایت حدیث مین مہارت رکھتا ہو یہ قول صادر ہوتا تو معتبر
تھا اور کیا عجب ہے کہ عبارت ابن خلدون مین غلطی واقع ہوگئی ہو اسیواسطے مجمع الکمالات عالم المعی مولانا ابو الحسنات
محمد عبدالحی لکھنوی ابراز الغی مین لکھتے ہین کہ سترہ حدیثین اگرچہ مقدمۂ تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہین اور
صاحب حطہ یعنی نواب صاحب امیر بھوپال کی کلام اوسکا تمامہ اخذ کیا ہی اور کل نقل کردیا ہی لیکن یہ قول مردود
ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ قول ابن خلدون کا نہین بلکہ لکھنے والون نے غلطی کی ہی اسیواسطے اوس نسخہ کے
مصحح نے جو مصر مین اسی صدی کے سن چوہتر مین چھپا ہی تنبیہ کردی اور قول سبعة عشر حديثا سے
بدلکر رہا ہی کہ شرح زرقانی موطا مین پانچ قول نقل کیے ہین اول پانسو دوسرا سات سو اور تیسرا ایک ہزار سے
زیادہ اور چوتھا ایک ہزار سات سو بیس اور پانچوان چھہ سو چھیاسٹھ اور اوسمین کوئی قول اس
نسخہ کا نہین حاصل کلام یہ ہی کہ ایسے قول باطل کو نقل کرنا اور اوسپر سکوت کرجانا محققین اور علمای سند
سے بعید ہی اور جو شخص امام ابو حنیفہ رح کے مناقب کی کتابین دیکھیگا تو اس سترہ حدیثون کے قول کا
کذب معلوم کرلیگا انتہی اور ابن حجر مکی خیرات الحسان مین لکھتے ہین کہ بچنا تو اس توہم سے کہ امام
ابو حنیفہ رح کو سوای فقہ کے اور علم مین ملکہ تام نہ تھا بلکہ وہ علم تفسیر اور حدیث اور ادب وغیرہ مین
یکتا تھے اور امام بے مثل تھے اور قول بعض دشمنون اونکے کا خلاف اسکے ہی منشا اوسکا حسد تھی
اور محبت اسکی سبقت لیجانا اونکا اپنے اقران پر اور مطعون کرنا اونکا ساتھ زور اور بہتان کے ہی

وَيَأْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ انتهى اور ابن جوزی وغیرہ کا طعن کرنا کچھ مضر نہین کیونکہ کوئی امام ایسا نہین جسپر کسی نے طعن اور جرح نکیا ہو شعبی نے نخعی پر اور زہری نے ربیعہ پر اور امام مالک نے ابن اسحق پر اور یحیی بن معین نے امام شافعی پر اور ابن ابی ذیب وغیرہ نے امام مالک پر اور ابن جوزی نے غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی پر کیسا کچھ طعن کیا ہی کوئی ایسا ہی حاسد بیدین ہو تو ان سے طاعن جائز رکھتا ہوگا مسلمان کا تو یہ شیوہ نہین کہ وہ بحکم حدیث شریف المسلم مراٰة المسلم کے ہر مسلمان بھائی سے صاف رہتا ہی نہ کہ ایسے امام معظم اور پیشوای عرب و عجم سے کہ جسکے معتقد اور مقلد دنیا مین کرورون ہون بغض و حسد رکھے ع صورت نہ بست سینۂ ما کینۂ کسی کا ئینہ ہرچہ دید فراموش میکند عقود الجواہر المنیفہ مین لکھا ہی وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَيُّوْبَ يَعْنِي السَّخْتِيَانِيَّ وَقَدْ ذُكِرَ عِنْدَهٗ اَبُوْ حَنِيْفَةَ بِنَقْصٍ فَقَالَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَقَدْ رَاَيْنَا مَذَاهِبَ جَمَاعَةٍ مِّمَّنْ تَكَلَّمَ فِيْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ قَدْ ذَهَبَتْ وَاضْمَحَلَّتْ مَذْهَبُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ بَاقٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَكُلَّمَا قَدُمَ ازْدَادَ نُوْرًا وَّبَرَكَةً وَّالنَّاسُ الْاٰنَ مُطْبِقُوْنَ عَلٰى اَنَّ اَصْحَابَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ هُمْ اَهْلُ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ مِثْلِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَكُلُّ مَنْ تَكَلَّمَ فِيْ مَذْهَبِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ دَرَسَ قَوْلُ مَنْ سَبَّهٗ حَتّٰى لَا يُعْرَفُ وَمَذْهَبُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ بَاقٍ مَلَاَ الْاَرْضَ شَرْقَهَا وَغَرْبَهَا وَاَكْثَرُ النَّاسِ عَلَيْهِ یعنی روایت کی گئی ہی حماد بن زید سے کہ کہتے تھے سنا مینے ایوب سختیانی سے کہ جسوقت کسی نے امام ابو حنیفہ رح کا ذکر کچھ برائی سے نزدیک اونکے کیا تو فرمایا لوگ ارادہ کرتے ہین کہ اپنے منہ سے نور خدا کو بجھا دین اور اللہ انکار کرتا ہی مگر یہ کہ تمام کرے نور اپنے کو اور ہمنے اون لوگونکے مذاہب کو دیکھا جنھون نے امام ابو حنیفہ رح مین کلام کیا تھا جاتے رہے اور ناپید ہوگئے اور مذہب امام ابو حنیفہ رح کا قیامت تک باقی رہیگا اور جسقدر پرانا ہوگا اوتنا ہی نور اور برکت زیادہ بخشتا ہی اور اب تک آدمی اجماع کیے ہوئے ہین کہ اہل سنت و جماعت اہل مذاہب اربعہ ہین مثل ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد کے اور جس شخص نے امام ابو حنیفہ رح

عقود الجواہر المنیفہ ... الامام ابی حنیفہ

مین کلام کیا اوسکا طریقہ ایسا ناپید ہو گیا کہ پتا نہین اور مذہب امام ابو حنیفہ رح کا باقی ہی شرق سے
غرب تک زمین بھری ہوئی ہی اور اکثر آدمی اس مذہب پر ہین انتہی اور خیرات الحسان مین ہی اعلموا انہ
یتعین علیک ان لا تفہم من قول العلماء عن ابی حنیفۃ واصحابہ انہم اصحاب
الرأی ان مرادہم بذلک تنقیصہم ولا نسبتہم الی انہم یقدمون رأیہم علی
سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا علی قول اصحابہ لانہم براء عن ذلک
فقد جاء عن ابی حنیفۃ من طرق کثیرۃ ما ملخصہ انہ اولا یأخذ بما فی القرآن
فمن لم یجد فبالسنۃ فان لم یجد فبقول الصحابۃ فان اختلفوا اخذ بما کان اقرب
الی القرآن او السنۃ من اقوالہم ولم یخرج عنہم فان لم یجد منہم قولا لم یاخذ بقول
احد من التابعین بل یجتہد کما اجتہدوا یعنی جانو کہ چاہیے تجھکو کہ نہ سمجھے تو کہنے علما
سے امام ابو حنیفہ رح اور اصحاب انکے کو کہ وہ اصحاب رای ہین یہ کہ مراد اونکی اس سے منقصت بیان کرنی
اونکی ہی اور نہ نسبت کرنا اونکا طرف اسکے کہ وہ رای کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قول
صحابہ پر مقدم سمجھتے ہون اسلیے کہ وہ اس سے بری ہین کیونکہ امام ابو حنیفہ رح سے بواسطہ طرق کثیرہ کے
ثابت ہوا ہی کہ وہ پہلے قرآن سے اخذ کرتے تھے اگر اوسمین نہ پاوین تو حدیث سے اگر اوسمین بھی نملے تو قول
صحابہ پس اگر صحابہ بھی مختلف ہون تو جو قول اونکے اقوال سے قرآن یا حدیث سے زیادہ موافق ہو اور
صحابہ کے سب اقوال سے خارج قول نہین کہتے تھے پس اگر صحابہ مین بھی کسیکا قول نہین پاتے تو تابعین کے
قول کو اخذ نہین کرتے تھے بلکہ اجتہاد کرتے تھے جیسے وہ تابعین نے کیا ہی انتہی اور طحطاوی نے
اوس قصہ کا رد کیا ہی جس سے منقصت انبیا لازم آتی ہی یہان جو معترض صاحب نے یہ عبارت لا طائل
لکھی ہی اور ان کتابونکے قصہ کو جس سے اہانت انبیا لازم آتی ہی اون کتابونکے ساتھ جو امام صاحب
کے پاس تھین کچھ علاقہ نہین محض مغالطہ عوام کیواسطے معترض صاحب نے یہ عبارت طحطاوی کی نقل
کردی ہی کہ جس سے عوام کو شبہہ ہوتا ہی کہ شاید امام طحطاوی نے اونہین کتابونکا رد لکھا ہی جنکو شیخ
عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب مین ثابت کرتے ہین حاشا وکلا طحطاوی نے اوس قصہ کو ذکر کیا ہی

جو مشہور ہی کہ عیسی علیہ السلام امام قشیری کی کتابونپر آسمان سے اوترکر عمل کرینگے اسکو وہ رد کرتے
ہین کہ ایسا کلام جس سے منقصت انبیا لازم آوے نہ کہنا چاہیے باقی رہا یہ کہ وہ کتابین بالفعل نہین
پائی جاتین سو جواب اسکا یہ ہی کہ اگر مراد اس سے یہ ہی کہ وہ کتابین بعینہ موجود نہین سو ایسی کوئی کتاب
مصنف کیوقت کی موجود نہین ہی نہ اصلی بخاری کا پتا ہی نہ مسلم کا اور اگر مراد مطلق کتابین حدیث
کی ہین تو وہ بیشک موجود ہین جیسے امام شافعی کی مسند اور امام مالک کی موطا کہ خود اونکی جمع کی ہوئی
نہین بلکہ اونکے شاگردون نے جمع کر دیا ہی اسیطرح امام صاحب کے احادیث بھی خود امام صاحب نے
اپنے ہاتھ سے جمع نہین کین بلکہ اونکے شاگردون نے جمع کر لیا ہی اونکا ذکر فتح القدیر وغیرہ مین برابر موجود ہی
اور کم ذکر کرنیکی وجہ یہ ہی کہ شافعیہ اور حنفیہ سے زیادہ مقابلہ رہا ہی اسلیے حنفیہ ونہین کی کتب حدیث سے
سند لائے ہین اور اونکو قائل کیا ہی اور کہین امام صاحب کی حدیث بھی بطور تائید کے لاتے ہین چنانچہ ہم
حتی الامکان شافعیہ کی کتابون سے سند لیتے ہین اور کہین کہین امام کا بھی بیان کر دیا ہی اگر ظاہر مین وہ کتابین نہین
دیکھین تو پھر اس سے لازم نہین آتا کہ اونکا وجود بھی عالم ہستی سے ناپید ہو گیا ہو چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ جو مطبع اسکندریہ
مین چھپی ہے اوسکو ملاحظہ فرمائیے کہ تمام حدیثین متعلق احکام کے خاص بروایت امام صاحب جو وہ مسند و
مین انتخاب کی ہین اور برابر صحاح ستہ کے نشان ہر حدیث مین دیے ہین کہ اس حدیث کو بخاری یا مسلم وغیرہ نے
بھی روایت کیا ہی چنانچہ دیباچہ مین لکھتے ہین اما بعد فہذا کتاب نفیس ذکرت فیه احادیث الاحکام
التی رواها امامنا الاعظم المشار الیه روح الله روحه واعاد الینا سره وفتوحه مما
وافقه الائمة الستة البخاری ومسلم وابو داود والترمذی والنسائی وابن ماجه
فی کتبهم المشهورة وسننهم المأثورة او بعضهم واشیر الی موافقتهم باللفظ فی سیاق
المتن والسند او بالمعنی وقد ذکر غیرهم تبعا لهم معتمدا فیما اخرجته علی مسانید الامام
الاربعة عشر المنسوبة الیه من تخاریج الائمة فمنها ما لاصحابه الاربعة حماد
ابنه وابی یوسف ومحمد ویعرف بالآثار والحسن بن زیاد اللؤلؤی رواتها
عنه بلا واسطة وللائمة من بعدهم ابی محمد عبد الله بن محمد بن یعقوب

ابن الحارث الحارثی البخاری المعروف بالاستاذ تلمیذ ابی حفص الصغیر و ابی القاسم طلحة بن محمد بن جعفر بالعدل و ابی نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب الحلیة و ابی احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی و عمر بن الحسن الاشنانی و ابی الحسین محمد بن المظفر و ھؤلاء الستة حفاظ و ابی بکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی و محمد بن عبد الباقی الانصاری و ابی القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی و ابی بکر المقری و الحسین بن محمد بن خسرو و قد جمع کل ذلک الامام ابو المؤید محمد بن محمد الخوارزمی المتوفی فی سنة خمس و سبعین و ستمائة فی کتاب سماہ جامع المسانید فیما وصل لی بعضہا بالسماع المتصل و بعضہا بالاجازة المتافہة و بعضہا فیما یند رج تحت الاجازة العامة

یعنی لیکن بعد حمد و صلوة کے پس نفیس کتاب ہی اسمین مینے احادیث احکام کے ذکر کی ہین جنکو ہمارے امام اعظم رح نے روایت کیا ہی اون احادیث مین سے جن پر بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے موافقت کی ہی اپنی کتابون مشہورمین یا بعض نے انمین سے موافقت کی ہی اور اشارہ کر دیتا ہون مین طرف موافقت کے ساتھ لفظ کے سیاق متن اور سند مین یا ساتھ معنی کے اور غیر اونکے کو اتباع ذکر کر دیتا ہون درانحالیکہ اعتماد کرنیوالا ہون اوس چیز مین جو ذکر کی ہی اوپر چودہ مسندون امام کے جو اونکی طرف تخاریج الیہ سے منسوب ہین پس بعضے تو وہ ہین جنکو امام صاحب کے اصحاب نے جمع کیا ہی ایک مسند حماد بیٹے امام صاحب کی دوسری مسند امام ابو یوسف کی تیسری مسند امام محمد کی جو آثار مشہور ہی چوتھی مسند حسن بن زیاد لولوی کی ان چارونکی روایت امام صاحب سے بلا واسطہ ہی اور بعد اونکے پانچوین مسند امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری کی جو استاذ مشہور ہین اور ابو حفص صغیر کے شاگرد ہین چھٹی مسند ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر العدل کی ساتوین مسند ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب حلیہ کی آٹھوین مسند ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی کی نوین مسند عمر بن الحسن الاشنانی کی دسوین مسند ابو الحسین محمد بن المظفر کی اور یہ چھ حافظ

حدیث کہلاتے ہین گیارھوین مسند احمد بن محمد بن خالد الکلاعی اور محمد بن عبد الباقی الانصاری کی
بارھوین مسند ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام سعدی کی تیرھوین مسند ابو بکر مقری کی چودھوین
مسند حسین بن محمد بن خسرو کی اور تحقیق کل اسکو جمع کیا ہی امام ابو مؤید خوارزمی نے سنہ چھ سو
بہتر مین ایک کتاب مین جسکا نام جامع المسانید رکھا ہی اور اونمین سے بعض کا سماع متصل ہی اور بعض کا
بالمشافہہ اجازت سے اور بعض مندرج ہین اجازت عامہ مین انتہی اور خیرات الحسان مین لکھا ہی
وَقَدْ خَرَّجَ الْحُفَّاظُ مِنْ اَحَادِیْثِہٖ مَسَانِیْدَ کَثِیْرَۃً اِتَّصَلَ بِنَاءُ کَثِیْرٍ مِّنْھَا کَمَا ہُوَ
مَذْکُوْرٌ فِیْ مُسْنَدَاتِ مَشَایِخِنَا یعنی حافظون حدیث نے امام اعظم رح کی احادیث سے بہت مسندین
لکھی ہین کہ اکثر اونکے کی بنا متصل ہی چنانچہ یہ ہمارے مشایخ کی سندونمین مذکور ہی انتہی اور شرح
مواہب الرحمن کو شیخ محدث دہلوی نے جو لکھا ہی کہ احادیث صحیحہ اور قرآن سے سند اوسمین ہو وہی
بجا اور درست ہی وہ ایسی کتاب ہی خود تو معترض صاحب نے اوسکو دیکھا نہین شیخ محدث کے مقابلہ
مین ایک طالب علم کی سند کا اعتبار کر لیا حالانکہ بفضلہ تعالی وہ کتاب نظر سے کسیکے نہین گذری ہی
خیالی گفتگو ہی یا کوئی فرضی کتاب ہی یہ کتاب اونھون نے قطعًا نہین دیکھی ورنہ صحیح حدیث کا انکار کرنا
بایہ البطلان ہی اور اگر بالفرض وہ اونکے پاس موجود ہی تو بجز اسکے کہ مطلب فہمی عالم بالا معلوم شد ہم اور
کیا کہین سچ ہی ؎ اپنی آنکھین کھوئیے اندھے کے آگے روئیے * مسئلہ صدم کے جواب مین ہمنے اخفا ہی
بسم اللہ مین احادیث صحیحہ بخاری اور مسلم وغیرہ کی اوسی کتاب سے نقل کی ہین ناظرین اوسکو ملاحظہ
فرمائین تاکہ کذب بیانی معترض صاحب کا کھلجاے اونھون نے یہ سمجھا کہ سوا لاہور کے اور کہین یہ نسخہ
ہندوستان مین نایاب ہوگا اور اگر کہین ملا بھی تو عوام کے بہکانے کو اتنی عبارت بھی بہت ہی وہ
بچارے صحیح اور سقیم حدیث کو کیا جانین جو نیت امام کی سو وہی اپنی معترض صاحب نے کچھ تو خدا کا خوف
کیا ہوتا جو کتاب اظہر من الشمس کی اوسکا صریح انکار کر جانا دن دہاڑے آفتاب کا انکار ہی وہ نہ یہان
تشریف لائیے اور وہ کتاب ملاحظہ فرمائیے کہ اوسمین صحیح حدیثین استدلال مسائل مین لکھی ہین
یا نہین اور گھر بیٹھے دشمنی علما ہونکو پھانسنے کیواسطے کہدینا محض بے انصافی ہی آخر خدا کو بھی تو

منہ دکھانا ہی اسقدر کذب اور افترا پردازی کی کیفیت فردای قیامت معلوم ہوگی ع
بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت * کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور علی ہذا القیاس فتح القدیر
اور عینی مین اس کثرت سے احادیث صحیحہ موجود ہین کہ سوای متعصب اور آنکہہ کے اندہے کے اور کوئی جہٹلا
نہین سکتا اب اسجے اب کو ایک دو عبارت اور نقل کرکے ختم کرتا ہون خیرات الحسان مین ہی کہ ہم
سا تو ین فصل مشایخ امام ابو حنیفہ رح مین لائے وہ بہت ہین نہین گنجایش رکہتا یہ مختصر اور تحقیق ذکر کیا
اونہین سے امام ابو حفص کبیر نے چار ہزار مشایخ کو اور کہا غیر اونکے نے چار ہزار امام ابو حنیفہ رحکے اوستاد
تابعی تھے پس غیر تابعی کتنے ہونگے اور ذکر اونکا جنہون نے فقہ اور حدیث امام ابو حنیفہ رح سے اخذ کیا ہی
قبل استیعاب اونکے کے متعذر ہی ضبط اوسکا ممکن نہین اسیواسطے بعض اماموں نے کہا ہی کہ کسیکے واسطے اماموں
مشہور اسلام سے یہ بات میسر نہین ہوئی جو امام ابو حنیفہ رحکے واسطے نصیب ہوئی ہی مشایخ اور شاگردون
اور نہین نفع پایا ہی علما اور سب آدمیون نے جیسا کہ نفع امام ابو حنیفہ رح اور اونکے شاگردون سے
اوٹہایا ہی تفسیر احادیث مشتبہ اور شدہ اور مسایل مستنبطہ وغیرہ سے انتہی اور ملا علی قاری رحمہ اللہ
شرح مسند مین لکھتے ہین اور ظاہر ہی یہ بات کہ اگر امام ابو حنیفہ رح کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو محیط نہوتے تو ہرگز متصور نہ تھا کہ وہ امام مقتدی امت ہوجاتے اور کل فقہا اونکے طفیلی اصلاح
مذہب مجتہدین کہلاتے خصوصا قرن اول مین باوجودیکہ اوسوقت مین بہت مجتہدین ایمہ موجود تھے
اور طحاوی نے لکہا ہی کہ ہمسے سلیمان بن شعیب نے بیان کیا کہ میرے باپ نے کہا کہ امام ابو یوسف نے ہمکو لکھوایا کہ
امام ابو حنیفہ رح فرماتے تھے کہ لوگونکو نہین لائق ہی کہ حدیث بیان کرین مگر جبکہ اوسکو جسدن سے
سنا ہی ویسا ہی یاد رکھا ہو دن بیان اوسکے تک اور حاصل اوسکا یہ ہی کہ روایت بالمعنی جائز نہین اگرچہ
اصل کے مطابق ہو برخلاف جمہور محدثین کے کہ وہ روایت بالمعنی جائز رکھتے ہین مگر جبکہ اصل یاد
نہ رہی ہو پس اسیوجہ سے امام ابو حنیفہ رح کی روایت کم ہوئی حال اونکا اونکی مسانید کثیر مشہور ہین کہ نادرہ
تک ہم پہنچتی ہین کہ اونکو جمع اور ضبط علما نے کیا ہی جیسے ابو بکر صدیق اور عمر رض نہایت قلیل روایت
کرتے تھے اور عمل مین غایت درجہ کی رعایت رکھتے تھے گویا کہ علم اور عمل دونون مقصود ہین اور قارئین

ابن الحسن نے شعر کہا ہی کہ ای طالب علم کہ تیری تمام عمر روایت مین گئی کچھ درایت مین فکر کر اور کم روایت کر اور علم کی رعایت زیادہ کر اسکی نہایت نہین ہی انتہی پس درایت امام صاحب کی روایت کے ساتھ لاحق ہی اور فرق ظاہر ہی یہ نعمت نہین پائی ہی سے جو عالم مین روایت ہے درایت معتبر ہوتی ہی تو ہر ایک مجتہد مانند امام اعظم کے بنجاتا۔ **قال** اور ایک مغالطہ مقلد امام اعظم کے حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ جو مرتبہ امام اعظم کا ہی امیہ مین سے اور کسیکا بھی نہین ہی اسلیئے امام اعظم کی فضیلت مین انکا نام لیکر صریح احادیث آچکی ہین الخ **اقول** کچھ ان احادیث پر امام صاحب کی فضیلت موقوف نہین حنفیہ فقط ان احادیث کی وجہ سے امام صاحب کو سب سے افضل نہین جانتے بلکہ اونمین وہ اوصاف تھے جسکے سب امیہ اور جمہور مداح چلے آئے ہین اور مثل متواتر کے ہو گئے ہین چنانچہ اونمین سے ایک پندرھوان مغالطہ بھی امام صاحب کی کمال فضیلت اور کرامت پر دال ہی اور ان احادیث کی نسبت در المختار مین لکھا ہی قَالَ فِی الضِّیَاءِ الْمَعْنَوِیِّ وَقَوْلُ ابْنِ الْجَوْزِیِّ اَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ تَعَصُّبٌ لِاَنَّہٗ رُوِیَ بِطُرُقٍ مُّخْتَلِفَةٍ یعنی ضیاء معنوی مین کہا ہی کہ قول ابن جوزی کا کہ یہ حدیث موضوع ہی تعصب ہی اسواسطے کہ یہ حدیث طرق مختلفہ سے روایت کی گئی ہی انتہی اور موضوع ہونا اس حدیث کا باعتبار اصطلاح محدثین کے ہی اور فی الواقع اسکے صحیح ہونے مین کوئی استحالہ لازم نہین آتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی محال نہین علی ہذا راوی کا اگرچہ کاذب ہو صادق ہونا محال نہین ہی اسلیئے کہ محدثین کے نزدیک جو بات جھوٹا آدمی روایت کرتا ہی اوسکی حدیث کو موضوع نام رکھتے ہین اور واقع مین گو وہ بات اوسنے صحیح ہی کہدی ہو خیر ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ یہ حدیث موضوع اصطلاحی ہی مگر بشارت امام صاحب کی صحیح حدیث بھی ہم ذکر کرتے ہین اور سوای اسکے اونکے اوصاف کالشمس فی نصف النہار ہین جنسے فضیلت اونکی سب امیہ پر ثابت ہی اور جلال الدین نے تبییض الصحیفہ مین لکھتے ہین کہ ائمہ نے بیان کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک کی بشارت اس حدیث مین دی ہی کہ قریب ہی کہ لوگ سواریونکو دوڑاتے ہوئے آئینگے اور علم طلب کرینگے پس پاوینگے کسیکو زیادہ جاننے والا عالم مدینہ سے اور امام شافعی کی بشارت اس حدیث مین ہی کہ تم لوگ قریش کو ملامت کہو اسلیئے کہ عالم اوسکا زمین کو علم سے بھر دیگا مین کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہ کی بشارت اور

حدیث مین دی ہی جسکو ابو نعیم نے حلیہ مین ابو ہریرہ رض کی روایت سے بیان کیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اگر علم ثریا پر ہوتا تو فارس کے لوگ اوسکو لے لیتے اور شیرازی نے القاب مین اس حدیث کو
قیس بن سعد بن عبادہ رض کی روایت سے بیان کیا ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اگر علم ثریا پر معلق ہوتا تو ایک قوم فارس کی اوسکو لے لیتی اور ابو ہریرہ رض کی حدیث مین جو بخاری اور
مسلم مین آئی ہی پس لفظ بخاری کے یہ ہین کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو لوگ فارس کے لے لیتے اور لفظ
مسلم مین یہ ہی کہ اگر ایمان نزدیک ثریا کے ہوتا تو البتہ ایک شخص فارس کا جاکر اوسکو لے لیتا اور حدیث
قیس بن سعد مین جو معجم کبیر طبرانی مین مذکور ہی اس لفظ سے کہ اگر ایمان معلق ثریا پر ہوتا تو اوسکو فارس کے
لوگ لے لیتے اور دوسری حدیث اسی کتاب مین ابن مسعود رض کی روایت سے ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دین ثریا پر معلق ہوتا تو البتہ لوگ فارس کے اوسکو لے لیتے یہ اصل صحیح ہی کہ اسی بشارت اور
فضیلت مین مثل و حدیثون پہلی کے جو دونون امامون کے حق مین وارد ہین اعتماد کیا جاتا ہی اور حدیث
موضوع کی کچھ حاجت نہین انتہی اور خیرات الحسان مین ہی وَمِمَّا يَصْلُحُ لِلاِسْتِدْلَالِ بِهِ عَلَى عِظَمِ
شَأْنِ أَبِي حَنِيفَةَ مَا رُوِيَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُرْفَعُ زِينَةُ الدُّنْيَا سَنَةَ
خَمْسِينَ وَمِائَةٍ یعنی اوس چیز سے جو صلاحیت استدلال کی اوپر عظمت شان امام ابو حنیفہ رح کے
رکھتی ہی وہ حدیث ہی جو روایت کی گئی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے اوٹھا لیجاویگی
زینت دنیا کی سن ڈیڑھ سو مین انتہی **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو
یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کی بزرگی اور اسپر اسلیے زیادہ ہی کہ اونھون نے چالیس برس تک ایک وضو سے نماز
عشا اور صبح کی پڑھی ہی اور ہر شب مین ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اس روایت کو خطیب نے تاریخ بغداد مین
نقل کیا ہی اور طحطاوی مین ہی کہ جس مقام پر امام اعظم نے وفات پائی ہی وہان اونھون نے ستر ہزار ختم کیے ہین
جواب اسکا دو طرح پر ہی اول یہ کہ یہ بات بالکل غلط اور واہیات اور موجب اہانت امام اعظم کے ہی
نہ یہ کہ اونکی تعریف کی باعث ہو اونھون نے جو اپنے آپکو ایک بھاری تکلیف اور مشقت مین ڈال رکھا تھا
کیا اونکو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ یہ بدعت ہی کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر کبھی شب بھر

رکعت سے زیادہ نوافل نہین پڑھی اور نہ کبھو تمام شب جاگے الخ ۱ **اقول** اَعِدْ ذِکْرَ نُعْمَانٍ لَّنَا اِنَّ ذِکْرَہٗ
ھُوَ الْمِسْکُ مَا کَرَّرْتَہٗ یَتَضَوَّعُ * یعنی امام اعظم رح کا ذکر پھر بیان کر اسلیے کہ ذکر اونکا مانند مشک کے ہے
جسقدر اوسکی تکرار کریگا خوشبو دیگا انتہی معترض صاحب کو اور احادیث سے ہنوز اطلاع نہین ورنہ ایسی عبادت کو
بدعت نکہتے اپنا سا حال سبکا تصور کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ ان بزرگان دین کو کچھ مشقت و تکلیف
عبادت کثیرہ سے نہین ہوتی تھی اور کسی حدیث سے کثرت عبادت کی جسقدر طاقت ہو ممانعت نہین پائی جاتی
اور جہان نہی وارد ہی بوجہ ملالت طبع و گرانی خاطر وغیرہ کے منع کیا گیا ہے نہ مطلقا کثرت عبادت اور
ریاضت کی ممانعت آئی ہو **ع** ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانی دارد * حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی عبادت تو ایسی تھی کہ قدم آپکے ورم کر جاتے تھے بخاری مین عائشہ رض سے روایت ہے کَانَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَقُوْمُ لِیُصَلِّیَ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ فَیُقَالُ لَہٗ فَیَقُوْلُ اَفَلَا اَکُوْنُ
عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کر جاتے دونو
قدم آپکے پس کہا جاتا آپ سے پس فرماتے کیا مین بندہ شکر گزار نہین ہون انتہی اور ترمذی مین مغیرہ رض سے روایت ہے
اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی
اِنْتَفَخَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ لَہٗ اَتَتَکَلَّفُ ھٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا
تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک
کہ آماس کر جاتے قدم آپکے پس کہا گیا آپ سے آپ کیون ایسی تکلیف اوٹھاتے ہین حال آنکہ آپکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے
گئے فرمایا کیا مین بندہ شکر گزار نہین ہون انتہی اور ابن ماجہ اور نسائی مین مغیرہ رض سے روایت ہے قَالَ صَلّٰی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ
لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی کہا اونھون نے
نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ متورم ہو گئے قدم آپکے پس کہا گیا یا رسول اللہ اللہ نے
تو آپکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے ہین فرمایا کیا مین بندہ شکر گزار نہین ہون انتہی اور نسائی مین ابوہریرہ رض سے
روایت ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ حَتّٰی تَزْلَعَ قَدَمَاہُ یعنی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ پیر آپکے پھٹ جاتے تھے انتہی اور علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ
مین لکھتے ہین کہ ابن بطال نے کہا ہی کہ اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہی کہ انسان اپنے نفس پر شدت عبادت
اختیار کرے اگرچہ بدن اوسکے کو نقصان کرے اسلیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کیا باوجود
آپ جانتے تھے کہ مغفور ہو گئے ہین پس جو شخص اسکو نہ جانتا ہو خصوصاً جسکو یہ خوف استحقاق نار سے
نہو تو اوسکو بدرجہ اولی چاہیے اور موقع اس عبادت کا جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہی جبتک کہ
طبیعت کے ملالت کو نہ پونہچا دے اسلیے کہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور احوال سے کامل تھا
پس آپ اپنے پروردگار کی عبادت سے ملول نہین ہوتے تھے اگرچہ بدن کو ضرر ہوتا تھا بلکہ ثابت ہوا ہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے میری آنکھونکی خنکی نماز مین کی گئی ہی چنانچہ نسائی
انس رض کی روایت سے اوسکو بیان کیا ہی پس اگر شخص جب ملالت طبعی کا خوف کرے وسکو لائق ہی کہ اپنے نفس کو
تکلیف مین نہ ڈالے انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہی کہ تمام رات جاگنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوا تو سنیے مسلم اور ابو داؤد وغیرہ مین عائشہ رض سے روایت ہی کَانَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ اَحْیَی اللَّیْلَ وَاَیْقَظَ
اَهْلَهٗ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عشرہ اخیر رمضان شریف کا
آتا تو تمام رات جاگتے اور اپنی اہل کو جگاتے اور ازواج سے قربت نکرتے انتہی اور صحیح ابن حبان
وغیرہ مین عطا تابعی سے روایت ہی کہ کہا اونھوں نے مینے عائشہ رض سے عرض کیا کہ مجھکو زیادہ تعجب خیز
بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہو بتلائیے اونھوں نے فرمایا کونسا امر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل تعجب نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے پاس آئے پھر فرمایا مین
اپنے پروردگار کی عبادت کرلون پس کھڑے ہوئے اور وضو کیا پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے پس
روئے یہانتک کہ آنسو آپکے سینے پر بہے پھر رکوع کیا پس روئے پھر سجدہ کیا پس روئے پھر سر اوٹھایا
پس روئے پس اسیطرح کرتے رہے یہانتک کہ بلال رض نماز کی اطلاع کو آئے مینے کہا کس چیز نے آپکو رولایا
حال آنکہ آپکے تو گناہ مقدم او موخر اللہ نے بخش دیے ہین فرمایا کیا مین بندہ شاکر نہین ہون انتہی

۴
[illegible]

مختصراً اور نسائی اور ابن ماجہ مین ابو ذر غفاری رض سے روایت ہی قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَصْبَحَ بِاٰیَۃٍ وَالْاٰیَۃُ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یعنی کہا اونھون نے کھڑے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ صبح کردی ایک آیت مین اور آیت یہ ہی کہ اگر تو عذاب کرے انپر پس بندے تیرے ہین اور اگر بخش دے انکو پس تحقیق تو غالب حکمت والا ہی انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہین اجازت اسکی نہین دی ہی کہ جتنی آدمی کو طاقت ہو اوتنی عبادت کیا کرے سو اسکا جواب سنیے بخاری مین عائشہ رض سے مرفوع روایت ہی عَلَیْکُمْ مَا تُطِیْقُوْنَ مِنَ الْاَعْمَالِ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو تم اعمال کو جسقدر طاقت رکھتے ہو پس تحقیق خدا ناخوش نہین ہوتا یہانتک کہ تم ملول ہو انتہی اور ابو داؤد مین ہی عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِکْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِیْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا فَاِنَّ اَحَبَّ الْعَمَلِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُہٗ وَاِنْ قَلَّ وَکَانَ اِذَا عَمِلَ عَمَلًا اَثْبَتَہٗ یعنی عائشہ رض سے روایت ہی کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف دو تم عمل سے جسقدر طاقت رکھتے ہو اسلیے کہ اللہ ناراض نہین ہوتا جبتک تم ملول نہو کیونکہ محبوب تر عمل کا طرف اللہ کے دائم تر ہی اگرچہ تھوڑا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تو ثابت رہتے اوسپر انتہی اور اقامۃ الحجۃ میں ہی وَاِذَا ثَبَتَ جَوَازُ الْعَمَلِ حَسْبَ الطَّاقَۃِ اِلٰی اَنْ یَّحْصُلَ الْاِعْیَاءُ وَالْمَلَلُ فَنَقُوْلُ طَاقَۃُ النَّاسِ مُخْتَلِفَۃٌ فَکَمْ مِّنْ رَّجُلٍ یُطِیْقُ شَیْئًا وَلَا یُطِیْقُہٗ اٰخَرُ وَکَمْ مِّنْ رَّجُلٍ یَمَلُّ مِنْ شَیْءٍ وَلَا یَمَلُّ مِنْہُ اٰخَرُ وَکَمْ مِّنْ رَّجُلٍ اُعْطِیَ السُّرْعَۃَ فِی الْقِرَاءَۃِ وَلَمْ یَنَلْھَا الْاٰخَرُ یعنی جبکہ ثابت ہو گیا جواز عمل کا موافق طاقت کے یہانتک کہ تھکان اور ملالت حاصل نہو پس ہم کہتے ہین کہ آدمیونکی طاقت مختلف ہوتی ہی بہت آدمی ایسے ہین کہ ایک شی کی طاقت رکھتے ہین اور دوسرا اوسکی طاقت نہین رکھتا اور بہت آدمی ایسے ہین کہ ایک چیز سے ملول ہو جاتے ہین اور دوسرا اوس سے ملول نہین ہوتا اور بہت آدمیونکو سرعت قرارت عطا کی گئی ہی اور دوسرا اوسکو نہین پونہچا انتہی اور اسی کتاب کے دوسرے مقام مین لکھا ہی کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام رات قیام کرنے کی حدیث سے ثابت ہوئی کہ عائشہ رضہ کا قیام کل شب کی نفی کرنا
غالب اوقات پر محمول ہے اسیطرح گیارہ رکعتون سے زیادہ کی نفی غالب اوقات پر محمول ہے نہ روایات صحیحہ
سے اس سے زیادہ پندرہ رکعت تک ثابت ہے ایسا ہی قرطبی اسکو نووی نے شرح مسلم میں ہے اور بعض روایات مین وارد
ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت رمضان مین بغیر جماعت پڑھی ہین اور سند اوسکی ضعیف
ہے اور دوسرے یہ ہے کہ اگر تسلیم بھی کیا جاسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل رات قیام نہین کیا اور کل
قرآن ایک رات مین پڑھا اور نہ گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھا تو ہم کہتے ہین کہ اسکے مثل اور مشابہ بھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے اور وہ قائم ہونا آپکا یہانتک کہ قدم آپکے ورم کر آتے تھے اور اسقدر بدعت کا
نام اوٹھا دینے مین عبادات شاقہ سے کافی ہے اسلیے کہ بدعت وہ ہے کہ وہ اور نہ مثل اوسکا عہد نبوی مین ثابت
ہو اور یہ دوسین شرط نہین ہے کہ ہر جزئی جزئیات عبادات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جاوے
اور تیسرے یہ ہے کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی عبادت کو بوجہ شفقت امت کے اختیار
نہین کیا لیکن اوسکو اون لوگون نے اختیار کیا ہے جنکے طریقہ پر چلنے کا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم کیا ہے پس یہ عبادت کیونکر بدعت ہوگی انتہی اور اگر معترض صاحب کو یہ شبہہ ہو کہ صحابہ رضہ سے اس قسم کی
عبادت صادر نہین ہوئی تو اس مرحلہ کو بھی طے کیجیے حافظ ابو نعیم اصبہانی حلیۃ الاولیا مین حال
عثمان رضی اللہ عنہ کا لکھتے ہین حدثنا احمد بن جعفر بن حمدان حدثنا عبد اللہ بن احمد
بن حنبل حدثنی ابی نا حماد بن خالد نا الزبیر بن عبد اللہ عن جدۃ لہ یقال لہا
رہیمۃ قالت کان عثمان یصوم الدہر ویقوم اللیل الا ہجعۃ من اولہ یعنی زبیر بن
عبد اللہ اپنی دادی رہیمہ سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ عثمان رضہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور تمام رات
قیام کرتے مگر قدرے اول شب مین آرام کرلیتے حدثنا ابراہیم بن عبد اللہ نا محمد بن
اسحق نا قتیبۃ بن سعید نا ابو علقمۃ عبد اللہ بن محمد عن عثمان بن عبد الرحمن
التیمی قال قال ابی لاغلبن اللیلۃ علی المقام فلما صلیت العتمۃ تخلصت الی
المقام حتی قمت فیہ فبینا انا قائم اذا رجل وضع یدہ بین کتفی فاذا ہو عثمان

ابن عفان فبدأ بام القرآن فقرأ حتى ختم القرآن فركع وسجد ثم اخذ نعليه
فلا ادري اصلى قبل ذلك شيئا ام لا یعنی عثمان بن عبد الرحمن تیمی روایت کرتے ہین کہ
میرے باپنے مجھسے کہا آجکی رات مین مقام پر غالب ہونگا پس جبکہ عشا کی مینے نماز پڑھی مقام کی طرف
پہونچا پس مین وہان کھڑا ہی تھا کہ اتنے مین ایک شخص نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا دیکھا کیا ہون کہ
وہ عثمان رض ہین پس اونھون نے الحمد شروع کی پھر پڑھتے رہے یہانتک کہ قرآن ختم کردیا پھر رکوع کیا اور سجدہ
کیا پھر نعلین اپنی اوٹھالین پس مین نہین جانتا مین کہ اس سے پہلے نماز اونھون نے پڑھی یا نہین حدثنا
سليمان بن احمد نا ابو يزيد القراطيسي نا اسد بن موسى نا سلام بن مسكين
عن محمد بن سيرين قال قالت امرأة عثمان حين اطافوا به يريدون قتله
ان تقتلوه او تتركوه فانه كان يحيي الليل كله في ليلة يجمع فيها القرآن یعنی محمد بن سیرین
سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے کہ زوجہ عثمان رض نے جسوقت کہ لوگون نے اونکا بارادہ قتل احاطہ کرلیا تھا
اگر تم قتل کرو انکو یا چھوڑدو بیشک یہ تمام رات اوس شب جاگتے تھے کہ جسمین قرآن ختم کیا کرتے تھے انتہی اور
ابن کثیر نے اپنی تاریخ مین عمر رض کا یہ حال لکھا ہی کان يصلي بالناس العشاء ثم يدخل بيته
فلا يزال يصلي الى الفجر وما مات حتى سرد الصوم یعنی تھے عمر رض کہ لوگونکو عشا کی نماز
پڑھا دیتے پھر اپنے گھر مین چلے جاتے پس برابر فجر تک نماز پڑھے جاتے اور نہین انتقال کیا یہانتک کہ برابر روزے
رکھے گئے انتہی اور عبد اللہ بن عمر رض کو حلیۃ الاولیا مین لکھا ہی حدثنا سليمان نا ابو يزيد نا اسد
ابن موسى نا الوليد بن مسلم نا ابن جابر حدثني سليمان بن موسى عن نافع
ان ابن عمر كان يحيي الليل صلوة ثم يقول يا نافع اسحرنا فيقول لا فيعاود الصلوة
فيقول يا نافع اسحرنا فاقول نعم فيقعد ويستغفر الله ويدعو الى الصبح یعنی نافع
تابعی سے روایت ہی کہ ابن عمر رض رات بھر نماز پڑھتے پھر کہتے ای نافع سحر ہوگئی وہ کہتے نہین پھر نماز
پڑھنے لگتے پھر کہتے نافع سحر ہوگئی مین کہتا ہان پس بیٹھ جاتے اور اللہ سے استغفار اور دعا صبح تک
کرتے حدثنا محمد بن احمد بن الحسن نا بشر بن موسى نا خلاد بن يحيى نا عبد العزيز

ابن ابی رواد نا ابن مخلد نا ابو یعلی نا محمد بن الحسین الجرجانی نا زید نا عبد العزیز
عن نافع ان ابن عمر کان اذا فاتته صلوة العشاء فی جماعة احیی بقیة لیلته
یعنی نافع رح سے روایت ہی کہ ابن عمر رض کو جب نماز عشا کی جماعت سے فوت ہو جاتی تو باقی شب جاگا کرتے تھے
اور تمیم بن اوس صحابی کا حال ابو سعد سمعانی کتاب الانساب مین لکھتے ہین کان تمیم یختم القرآن
فی رکعة وربما ردد الایة الواحدة اللیل کله حتی الصباح وکان من عباد
الصحابة وزهادهم ممن جانب اسباب العز ولزم التخلی بالعبادة الی ان مات
یعنی تمیم رض ایک رکعت مین قرآن ختم کیا کرتے تھے اور اکثر ایک آیت کو تمام رات صبح تک پڑھتے رہتے اور تھے
وہ عباد اور زہاد صحابہ مین سے جنہون نے کہ اسباب عزت و جاہ سے اجتناب کیا تھا اور عبادت ہی کو
لازم پکڑا تھا حتی کہ انتقال کیا انتہی اور ابن حجر مکی فتح المبین مین لکھتے ہین کان تمیم یختم القرآن
فی رکعة یعنی تمیم ختم کرتے تھے قرآن کو ایک رکعت مین انتہی اور شداد بن اوس صحابی کا حال سنیے حلیة الاولیا
مین ہی حدثنا ابراهیم بن عبد الله نا محمد بن اسحق نا قتیبة بن سعید نا الفرج بن
فضالة عن اسد بن وداعة عن شداد الانصاری انه کان اذا دخل الفراش
یتقلب علی الفراش لا یأخذه النوم فیقول اللهم ان النار اذهبت عنی النوم فیقوم
فیصلی حتی یصبح یعنی اسد بن وداعہ سے روایت ہی کہ شداد انصاری جب بچھونے پر آتے
کروٹین لیتے نیند اونکو نہین آتی پس کہتے اللہ میرے خوف نار نے مجھسے خواب کو اوڑا دیا پس کھڑے
ہو جاتے اور نماز پڑھتے یہانتک کہ صبح کر دیتے انتہی اور علی رض کا حال بھی سن لیجیے اقامة الحجة مین لکھا ہی
انه کان یختم فی الیوم ثمان ختمات کما ذکره بعض شراح البخاری یعنی تحقیق کہ علی رض
ایک دن مین آٹھ ختم قرآن کرتے جیسا کہ ذکر کیا اسکو بعض شراح صحیح بخاری نے انتہی پس غور کا مقام ہی
کہ جو شی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگرچہ بعض وقت مین ہو اور صحابہ رض سے دائمی ثابت ہو اوسکو
بدعت کہدینا بجز جہالت اور گمراہی کے اور کیا کہا جاے اللہ تعالی ایسے عقیدۂ فاسدہ سے مسلمانونکو
محفوظ رکھے ؎ ای مومنوا ہان عاقل و ہشیار رہو تم * دجالونکے فتنون سے خبردار رہو تم * معترض جاہل...

اعتراضات ایسے پر نہین درحقیقت انبیاؑ اور صحابہؓ پر ہین اس عبادت مین امام صاحب کچھ مخصوص نہین جو
اونپر معترض صاحب الزام بدعت دیتے ہین بلکہ بڑے بڑے صحابہ و تابعین نے ایسی عبادت شاقہ کی ہے
کہ دوسرے سے ممکن نہین یہ جسقدر حالات ہمنے جلیل القدر صحابہ کے نقل کیے ہین اگر شارع کی طرف سے ایسی عبادت
کی اجازت نہوتی تو ایسی عبادت صحابہ ہرگز نکرتے بلکہ ادنی صحابی بھی بدعت سے اجتناب کرتے تھے نہ کہ حضرت
عثمان رضؓ اور حضرت عمر رضؓ اور حضرت علی رضؓ اور عبداللہ بن عمر رضؓ وغیرہم ایسے امر کا ارتکاب کرین حاشا
وکلا ع کار پاکانرا قیاس از خود مگیر * گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر * اویس قرنیؒ کے حال مین حلیۃ الاولیا
مین لکھا ہے حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيْمِ
نَا سَعِيْدُ بْنُ اَسَدِ بْنِ مُوْسٰى نَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ اَصْبَغَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ
اُوَيْسُ الْقَرَنِيُّ اِذَا اَمْسٰى يَقُوْلُ هٰذِهٖ لَيْلَةُ الرُّكُوْعِ فَيَرْكَعُ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ اِذَا اَمْسٰى
يَقُوْلُ هٰذِهٖ لَيْلَةُ السُّجُوْدِ فَيَسْجُدُ حَتّٰى يُصْبِحَ یعنی اویس قرنی جب شام ہوتی تو کہتے یہ شب
رکوع کی ہے پس رکوع کرتے یہانتک کہ صبح کر دیتے اور پھر جب شام کرتے کہتے یہ رات سجدہ کی ہے پس سجدہ کرتے
یہانتک کہ صبح کر دیتے انتہی اور سعید بن المسیب جو بڑے جلیل القدر تابعی ہین اونکے حال مین اسی کتاب مین
لکھا ہے حَدَّثَنَا اَبُوْ مُحَمَّدٍ نَا اَحْمَدُ بْنُ رَوْحِ بْنِ حَامِدٍ نَا عَبْدُ الْمُنْعِمِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ
صَلّٰى سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْغَدَاةَ بِوُضُوْءِ الْعَتَمَةِ خَمْسِيْنَ سَنَةً یعنی عبدالمنعم اپنے
باپ ادریس سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے سعید بن مسیب نے صبح کی نماز عشا کے وضو سے پچاس
برس تک پڑھی ہے اور ثابت بن اسلم تابعی جنھون نے عبداللہ بن عمر رضؓ اور عبداللہ بن زبیر رضؓ سے روایت کی ہے
اور حضرت انس رضؓ کی خدمت مین چالیس برس رہے ہین اونکے حال مین اوسی کتاب مذکور مین لکھا ہے حَدَّثَنَا
عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُثْمَانِيُّ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَلِيٍّ الْكَرَابِيْسِيُّ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ نَا
سِنَانٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَنَا وَاللّٰهِ اَدْخَلْتُ ثَابِتًا لَحْدَهٗ وَمَعِيْ حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ اَوْ رَجُلٌ
غَيْرُهٗ شَكَّ مُحَمَّدٌ فَلَمَّا سَوَّيْنَا عَلَيْهِ اللَّبِنَ سَقَطَتْ لَبِنَةٌ فَاِذَا هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ
فَقُلْتُ لِلَّذِيْ مَعِيَ اَلَا تَرٰى قَالَ اُسْكُتْ فَلَمَّا سَوَّيْنَا عَلَيْهِ التُّرَابَ اَتَيْنَا ابْنَتَهٗ

فقلنا ما كان عمل ابيك فقالت وما رأيتم فاخبرناها فقالت كان يقوم الليل
خمسين سنة فاذا كان السحر قال اللهم ان كنت اعطيت احدا من خلقك الصلوة
في قبره فاعطنيها فما كان الله ليرد ذلك الدعاء یعنی سنان اپنے والد سے روایت
کرتے ہین کہ کہا اونہون نے واللہ مینے ثابت کو قبر مین رکھا تھا اور میرے ساتھ حمید طویل یا دوسرا شخص
تھا یہ شک محمد بن سنان راوی کا ہی پس جبکہ اوپر ہمنے مٹی برابر کر دی ایک اینٹ نکل پڑی پس دیکھتے کیا ہین
کہ وہ اپنی قبر مین کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہین پس مینے اپنے ساتھی سے کہا کیا دیکھتا نہین کہا اوسنے چپ رہ
پس جب ہمنے مٹی ڈال دی لوٹ کر اونکی لڑکی کے پاس آئے پس دریافت کیا ہمنے تمہارے والد کونسا
عمل کرتے تھے اونہون نے کہا تمنے کیا دیکھا پس ہمنے اونکو اس واقعہ کی خبر دی اونہون نے کہا پچاس برس تمام رات
قیام کرتے تھے پس جب صبح ہوتی کہتے ای اللہ اگر تو نے کسیکو مخلوق اپنی سے قبر کے اندر نماز عطا کی ہو پس مجھکو
عطا کرنا پس نہ تھا اللہ کہ رد کر دیتا اس دعا کو انتہی اور مسلم اور ابوداود اور نسائی مین روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل ہوئے اور رسی درمیان دو کھمبونکے تنی پائی فرمایا یہ کیسی رسی ہی لوگون نے
عرض کیا کہ زینب نماز پڑھتی ہین جب تھک جاتی ہین تو اسکو پکڑ لیتی ہین فرمایا کھول دو چاہیے کہ نماز
جبتک نشاط رہے پڑھے جب تھک جاوے بیٹھ جاوے انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ تمام رات نماز پڑھنا
ممنوع نہین بلکہ جب آدمی کی طبیعت کسلمند ہو جاوے اور وقت نماز کا لطف نہین ایسی نماز کو منع کیا ہی
غرض جہان ممانعت ہی وہان مطلق ممانعت نہین اور جہان حسب طاقت اجازت دی ہی وہان وقت
نشاط تک رکھی مطلقاً کثرت عبادت کو بدعت کہنا صریح احادیث صحیح کو باطل کر دینا ہی اور بے دلیل الزام
دینا ہی حال آنکہ دعوای بے دلیل قبول خرد نہین + باقی رہا جواب حدیث عبداللہ بن عمرو اور
جماعت صحابہ کا وہ بھی یاد رکھیے داشتہ آید بکار اقامة الحجہ مین لکھا ہی کہ حدیث عبداللہ بن عمرو کا
جواب یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حال سے معلوم کر لیا تھا کہ وہ جسکا التزام کرنا چاہتے
ہین اوسکی مداومت پر قادر نہونگے پس ہدایت کی اونکو طرف طریقہ رخصت کے اور علت بیان کی کہ
اونکے نفس کے لیے اونپر حق ہی اور اونکی اہل کا اونپر حق ہی اور یا نظر کہ جب بوڑھے ہونگے تو آنکھین ضعیف

ہوجائینگے اور بدن نحیف ہوجائیگا پس دلالت کی اس امر نے کہ سعی کرنی عبادت مین اس طور سے
کہ ملال خاطر اور کسل طبع کی سورش ہو یا حقوق شرعیہ مین خلل واقع ہوجائے تو ممنوع ہی اور دلالت اسکی
مطلق منع پر نہین اور جواب حدیث جماعت صحابہ کا یہ ہی کہ اونھون نے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
بہت کم جانا اور گمان کیا کہ آپ بوجہ مغفور ہونیکے عبادت مین زیادہ کوشش نہین کرتے اور اپنی رای سے
اونھون نے اوس چیز کو واجب جانا جسکو اللہ نے واجب نہین کیا تھا اور طریقہ آسان سے اعراض کیا اسیواسطے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے اونکو زجر کیا اور ہدایت کردی طرف طریقہ اپنے کے اور
فرمایا جو شخص میری سنت سے اعراض کرے یعنی اعراض کرے باینطور کہ جس طریقہ پر مین ہون اوسکو
حسن نہ سمجھے جیسا کہ ان لوگون نے گمان کیا تھا پس وہ شخص مجھسے نہین (یعنی اونمین سے نہین جو
میری مسلک اور ہدایت پر چلتے ہین) اور اس حدیث مین اس امر کی کہین دلالت نہین کہ جب آدمی
حسب طاقت اپنی عبادت مین کوشش کرے درانحالیکہ واجب کرنے والا غیر واجب کو نہو اور اپنے
مسلک کو مسلک نبوی پر فضیلت دینے والا نہو تو بھی یہ صورت جائز نہوگی انتہی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی عبادت اختیار نکرنیکا باعث یہ ہی جو اسی کتاب مین لکھا ہی کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسقدر طاقت عبادت رکھتے تھے کہ اور آدمیونکو اتنی طاقت نہین
لیکن آپ کثرت عبادت کو بوجہ شفقت امت کے اور بوجہ ترحم کرنیکے اوپر اتباع اپنے کے ترک کرتے تھے تاکہ
لوگ بسبب اتباع اونکی کے تنگ نہون اور دلالت کرتا ہی اسپر قول عائشہ رض کا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عمل کو ترک کرتے تھے حالانکہ اوس عمل کو دوست رکھتے تھے واسطے خوف اسکے کہ لوگ عمل کیا
کرنے لگین پس فرض ہوجائے اونپر روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور ابوداؤد وغیرہ نے اور تحقیق ترک
کردی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح ساتھ جماعت کے بعد پڑھنے چند شب کے واسطے خوف اسکے
کہ لوگونپر فرض ہوجائیگی روایت کیا اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے اور ابوداؤد وغیرہ نے عائشہ رض سے
روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا پس عمر رض پیچھے آپکے برتن پانی کا لیکر کھڑے
ہوئے پس فرمایا کیا ہی یہ ای عمر رض کہا پانی آپکے وضو کے واسطے فرمایا نہین حکم کیا گیا مین کہ جب پیشاب

کرون وضو کرلیا کرون اور اگر ترا مین تو سنت ہوجاتا اور امثال اسکے بہت ہین انتہی اور معترض صاحب کے دوسرے اعتراض کا جواب اقامۃ الحجۃ مین یہ لکھا ہی فَاِنْ قُلْتَ بَعْضُ الْمُجَاهَدَاتِ مِمَّا لَا يُعْقَلُ وُقُوْعُهَا كَثَمَانِ خَتَمَاتٍ فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ وَّكَادَاءِ اَلْفِ رَكْعَةٍ فِيْ لَيْلَةٍ وَّنَحْوِ ذٰلِكَ قُلْتُ وُقُوْعُ مِثْلِ هٰذَا وَاِنِ اسْتُبْعِدَ مِنَ الْعَوَامِّ لٰكِنْ لَّا يُسْتَبْعَدُ ذٰلِكَ مِنْ اَهْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّهُمْ اُعْطُوْا مِنْ رَّبِّهِمْ قُوَّةً مَّلَكِيَّةً وَّوَصَلُوْا بِهَا اِلٰى هٰذِهِ الصِّفَاتِ لَا يُنْكِرُهُ اِلَّا مَنْ يُّنْكِرُ وُقُوْعَ الْكَرَامَاتِ وَخَوَارِقِ الْعَادَاتِ یعنی اگر اعتراض کرے تو کہ بعض مجاہدات کا وقوع عقل مین نہین آتا جیسے آٹھ ختم دن و رات مین اور ہزار رکعت ایک رات مین اور مثل اسکے کہتا ہون مین وقوع اسکا اگرچہ عوام سے بعید ہی لیکن اہل اللہ سے بعید نہین اسلیے کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف سے قوت ملکی عطا کیے گئے ہین کہ اوسکی وجہ سے ان صفات کو پہونچ گئے ہین نہین انکار کرتا اسکا مگر وہ شخص جو منکر کرامات اور خرق عادات کا ہو انتہی اور قفال مروزی کا قصہ موضوع گڑھا ہوا ہی چنانچہ خود نواب صاحب امیر بھوپال کہ جنکی معترض صاحب بہت سند لاتے ہین کشف الالتباس مین لکھتے ہین صاحب تحفہ نے تصریح فرمایا ہی کہ علمای متاخرین امامیہ نے واسطے الزام حنفیہ کے ایک حکایت جوڑی ہی کہ ایک شخص نے واسطے تصحیح مذہب ابو حنیفہ کے نبیذ سے وضو کیا الی آخرہ چنانچہ منہج الفاضلین ملا محمد باقر مجلسی کے باب اول مین مذکور ہی انتہی حاصل یہ کہ علمای حنفی نے انکار شدید کیا ہی قصہ قفال نقال کا امام الحرمین پر انتہی اگر کسی صاحب کو زیادہ تفصیل منظور ہو کتاب اقامۃ الحجۃ تصنیف مجمع الکمالات مولانا ابو الحسنات مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی کی ملاحظہ فرماوین اگرچہ معترض صاحب نے امام صاحب کے بعض حالات کا ذکر کیا لیکن ہم بھی تو چند باتین اونکی کہ جنکے دیکھنے سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور ہو مع کچھ حالات دیگر امید رہے کے بیان کردین ۵ اگر بمدح و ثنا کسی ستودہ شود تو آن کسی کہ ستودہ بہست مدح و ثنا امام محی الدین نووی شارح مسلم تہذیب الاسما مین لکھتے ہین کہا ابو نعیم نے تھا امام ابو حنیفہ رح اچھی صورت والے عمدہ لباس والے عمدہ خوشبو والے نیک مجلس کثیر الکرم خوب مدارات کرنے والے اپنے بھائی مسلمانون پر تھے اور کہا امام ابو حنیفہ نے مین ابو جعفر امیر المومنین کے پاس گیا پس کہا اونھون نے آپ نے کس سے علم حاصل کیا کہا مینے حماد بن ابی سلیمان اور اونھون نے ابراہیم نخعی سے اور اونھون نے

عمر بن الخطاب رض اور علی بن ابی طالب رض اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس رض سے پس کہا ابو جعفر نے خوب علم
واثق حاصل کیا اور ایکدن امام ابو حنیفہ رح خلیفہ منصور کے پاس گئے پس کہا منصور نے یہ شخص اس وقت میں تمام
دنیا کا عالم ہے اور سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ کہا اونہوں نے میری آنکھ نے مثل ابو حنیفہ کے نہیں دیکھا
اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ کہا اونہوں نے امام ابو حنیفہ بڑے صاحب وقار تھے ایکدن ہم جامع مسجد میں
تھے پس ایک سانپ اونکی گود میں اوپر سے گر پڑا پس ہوائی اونکے اور سب آدمی بھاگ گئے پس سوا اسکے اونہوں نے
اُس سانپ کو جھاڑ دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور کچھ نکیا اور روح بن عبادہ سے روایت ہے کہ میں سنہ ڈیڑھ سو ہجری میں
ابن جریج کے پاس تھا پس خبر انتقال ابو حنیفہ کی اونکو پہونچی پس انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور نہایت
غمگین ہوئے اور فرمایا کیسا بڑا عالم اوٹھگیا اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ میں اپنے والدین سے پہلے امام ابو حنیفہ
واسطے دعا مانگتا ہوں اور تحقیق میں نے اونسے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں حماد کیواسطے اپنے والدین کے ساتھ دعا
مانگتا ہوں اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہا اونہوں نے دیکھا میں نے مسعر بن کدام کو امام ابو حنیفہ کے حلقہ میں
کہ اونکے بیٹھے ہوئے تھے اونسے سوال کرتے تھے اور فائدہ اوٹھاتے تھے اور نہیں دیکھا میں نے کسیکو بھی کہ اونسے فقہ میں امام ابو حنیفہ
سے عمدہ کلام کیا ہو اور وکیع سے روایت ہے کہ نہیں ملا میں زیادہ فقیہ بہ نسبت ابو حنیفہ کے اور نہ اونسے زیادہ اچھے نماز پڑھنیوالے اور نضر بن
شمیل سے روایت ہے کہ لوگ فقہ سے بالکل بیخبر رہتے تھے یہانتک کہ ہوشیار کردیا اونکو امام ابو حنیفہ نے ساتھ درستی کے پہونچا دیے
اونکا خلاصہ کیا اوسکو اور بیان کردیا اوسکو اور امام شافعی سے روایت ہے کہ تمام آدمی فقہ میں امام ابو حنیفہ کے طفیلی ہیں
اور جعفر بن ربیع سے روایت ہے کہ میں امام ابو حنیفہ کے پاس پانچ برس رہا پس کسیکو میں نے اونسے زیادہ خاموش نہیں
پایا مگر جب کوئی بات فقہ کی سوال کیجاتی تو مثل دریا کے بہتے اور سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ ہمارے وقت میں
کوئی شخص امام ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا اور زافر بن سلیمان سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح
ایک رکعت میں رات گذارتے اوسمیں قرآن ختم کرتے تھے اور اسد بن عمرو سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فجر کی نماز
عشا کے وضو سے چالیس برس پڑھی اور اکثر رات کو ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے اور اونکے رونیکی آواز
سنائی دیتی تھی یہانتک کہ ہمسایہ اونکے اوپر رحم کھاتے تھے اور شمار کیا گیا ہے کہ اونہوں نے قرآن کو جس جگہ وفات
پائی ہے سات ہزار مرتبہ پڑھا ہے اور مسعر بن کدام سے روایت ہے کہ میں ایک رات مسجد میں گیا پس دیکھا میں نے

ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوے پس ابھی معلوم ہوئی مجکو قرارت اوسکی اسی طرح میں ایک منزل کہا مینے اب رکوع کریگا
پھر تہائی پڑھا پھر نصف پڑھا پھر بھی وہ شخص پڑھتا رہا یہانتک کہ ایک رکعت مین کل قرآن ختم کر دیا پس دیکھا
مینے تو وہ امام ابو حنیفہ نکلے اور زائدہ سے روایت ہے کہ مینے امام ابو حنیفہ رح کے ساتھہ مسجد مین عشا کی نماز پڑھی
اور لوگ چلے گئے اور مجکو اونھونے نہین جانا کہ مسجد مین ہے اور مینے ارادہ کیا کہ ایک مسئلہ انسے دریافت کرونگا
پس کھڑے ہوے اور نماز شروع کی پھر قرارت پڑھی یہانتک کہ اس آیت تک پونہچے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا
عَذَابَ السَّمُومِ پس اسی آیت کو دوہراتے رہے یہانتک کہ موذن نے صبح کی اذان کہدی اور مین انتظار ہی
مین رہا اور قاسم بن معن سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح نے تمام رات اس آیت مین قیام کیا بَلِ السَّاعَةُ
مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ پس بار بار اسی کو پڑھتے تھے اور گریہ و زاری کرتے تھے اور
وکیع سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح جب اپنی عیال کو نفقہ دیتے اوسیقدر خیرات کرتے اور جسوقت
نیا کپڑا پہنتے اوسی قیمت کا اپنے اساتذہ کو پہنا دیتے اور جب اونکے سامنے کھانا رکھا جاتا تو اپنی خوراک سے
دو چند لیکر کسی محتاج کو دیدیتے اور وکیع سے یہ بھی روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح بڑے امانتدار تھے اور
ہر شی پر اللہ کی رضا مقدم کرتے تھے اور اگر خدا کی راہ مین تلوارین اونپر پڑتین برداشت کرتے تھے اور
قیس بن ربیع سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح متقی فقیہ بہت احسان اور صلہ کرنے والے تھے ہر اوس
شخص پر جو اونکے پاس التجا لیجاتا اور نہایت بخشش کرنے والے اپنے بھائیونپر تھے اور بغداد کی طرف مال روانہ
کرتے تھے اوسکا کپڑا خریدا جاتا اور کوفہ مین لایا جاتا اور ہر سال کا نفع جمع کرتے اوس سے اپنے مشایخ محدثین
کی حوائج اور قوت اور لباس خریدتے پھر باقی اشرفیان نفع کی اونکو دیتے اور کہتے انکو تم اپنی حوائج مین صرف
کرو اور نہ تعریف کرو مگر اللہ تعالی کی اسلیے کہ مینے تمکو اپنے مال سے کچھہ نہین دیا ہے اللہ تعالی تمہارے واسطے میرے
ہاتھہ پر نفع بخشتا ہے پس رزق اللہ مین کسی غیر کو قوت نہین ہے اور ابو یوسف رح سے روایت ہے کہا اونھونے امام ابو حنیفہ رح سے
کسی حاجت کا سوال نہین کیے جاتے تھے مگر اوسکو پورا ہی کر دیتے تھے اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہا
اونھونے کہ مینے سفیان ثوری رح سے کہا کہ امام ابو حنیفہ رح غیبت سے بہت بعید رہتے تھے مینے اونکو نہین سنا
کہ کبھی کسی دشمن اپنے کی بھی غیبت کرتے ہون کہا واللہ وہ بڑے عقیل ہین اپنی نیکیون پر اوس شی کو مسلط

نہین ہونے دیتے جو اونکو لیجاوے اور علی بن عاصم سے روایت ہے کہا اونھون نے اگر امام ابو حنیفہ رح کی عقل نصف اہل ارض کی عقل سے وزن کیجائے تو انکی عقل اونکی عقل پر غالب آئے اور اسمعیل پوتے امام صاحب سے روایت ہے کہا اونھون نے ہمارے یہان ایک آٹا پیسنے والا رافضی تھا اوسکے دو خچر تھے ایک کا نام اوسنے ابو بکر رکھا تھا اور دوسرے کا عمر پس ایک نے اوسکو بہت سے روندکر مار ڈالا پس امام ابو حنیفہ رح کو خبر دی گئی فرمایا دیکھو جسنے اوسکو مارا ہے اوسکا نام عمر ہوگا پس کہا تو جیسا اونھون نے کہا تھا ویسا ہی پایا اور اسمعیل بن سالم بغدادی سے روایت ہے کہا اونھون نے امام ابو حنیفہ رح قاضی ہونے پر جبر کیے گئے پس قضا نہ قبول کی اور امام احمد بن حنبل جب اسکو ذکر کرتے رویا کرتے اور اونکو ترحم آتا اور امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہے ابو یحیی حمانی اور ہشیم بن بشیر اور عباد بن العوام اور عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح اور یزید بن ہارون اور علی بن عاصم اور یحیی بن نصر اور ابو یوسف قاضی اور محمد بن الحسن اور عمرو بن محمد العنقوی اور ہوذہ بن خلیفہ اور ابو عبد الرحمن المقری اور عبد الرزاق بن ہمام اور دوسرون نے اور امام محمد سے روایت کی امام شافعی رح اور ابو سلیمان جوزجانی اور ابو عبید قاسم بن سلام وغیرہم نے اور امام شافعی رح سے بالاسناد روایت ہے کہا اونھون نے بھاری جسم والا مینے امام محمد سے زیادہ لطیف روح کا نہین دیکھا اور نہ کوئی فصیح زیادہ اونسے دیکھا جب مین اونکو قرآن پڑھتے دیکھتا ایسا معلوم ہوتا گویا قرآن اونھین کی لغت مین نازل ہوا ہے اور امام شافعی سے یہ بھی روایت ہے کہ امام محمد سے زیادہ عقیل مینے کسیکو نہین دیکھا اور اونھین سے روایت ہے کہ مینے جسیم آدمی کی زیادہ امام محمد سے کسیکو نہین دیکھا اور اونھین سے روایت ہے کہ جب امام محمد کسی مسئلہ مین گفتگو کرتے گویا قرآن نازل ہوتا ہے نہ کسی حرف کو مقدم کرتے اور نہ مؤخر اور اونھین سے روایت ہے کہ امام محمد آنکھ اور دل کو بھر دیتے تھے اور انھین امام شافعی سے روایت ہے کہ مین امام محمد کے دو اونٹ بھرے ہوئے کتابون کا مالک ہوا ہون اور یحیی بن معین سے روایت ہے کہ مینے جامع صغیر امام محمد سے لکھی اور ابو عبید سے روایت ہے کہ مینے کوئی کتاب اللہ کا امام محمد سے زیادہ جاننے والا نہین دیکھا اور ابراہیم حربی سے روایت ہے کہا اونھون نے مینے امام احمد سے کہا کہ آپکے پاس یہ مسائل دقیق کہان سے آئے فرمایا کہ امام محمد کی کتابون سے کہا امام شافعی نے کسیکو مینے نہین دیکھا کہ اوس سے کوئی مسئلہ جسمین اعتراض ہو دریافت کیا جاوے اور اوسکے چہرہ پر ناخوشی معلوم

مگر امام محمد اور امام شافعی سے اونکے اوستاد امام مالک نے کہا کہ اللہ عزوجل نے تمہارے قلب پر نور ڈالا ہی اسکو
معصیت سے مت بجھا دینا اور کہا امام شافعی نے جب مین امام مالک کے پاس گیا پس سُنا کلام میرا اور ایک ساعت
میری طرف دیکھا اور امام مالک کو فراست حاصل تھی فرمایا تمہارا نام کیا ہی مینے کہا محمد فرمایا اللہ سے ڈرنا اور معاصی
سے پرہیز کرنا قریب ہی کہ تمہاری ایک شان عظیم ہوگی اور کہا یحیی بن اکثم نے نہ دیکھا مینے کسیکو زیادہ عقیل شافعی سے
نہین دیکھا اور کہا حمیدی نے سردار علمای زمانہ اپنے کے امام شافعی ہین اور حمیدی کے پاس جب امام شافعی کا ذکر ہوتا
کہتے ہمسے سید الفقہا شافعی نے یہ حدیث بیان کی اور امام شافعی نے روایت کی ہی علمای حجاز اور یمن اور
مصر اور عراق اور خراسان سے چنانچہ دار قطنی اور حاکم اور بیہقی نے اونکا ذکر کیا ہی اور اسیطرح اونھون نے
ذکر کیا اون لوگونکو جنھون نے اونسے روایت کی ہی اور فقہ حاصل کیا ہی مثل احمد بن حنبل اور ابو ثور اور حمیدی
وغیرہ کے اور ابراہیم حربی سے روایت ہی کہ امام احمد میں اللہ تعالی نے علم اولین ہر قسم کا جمع کر دیا تھا اور حریم
ابن جمیل سے روایت ہی کہا دوست رکھتا ہون مین کہ میری عمر سے کم ہوجاے اور امام احمد کی عمر مین زیادتی
ہوجاے اور امام ابو حاتم حال امام احمد اور علی بن مدینی سے سوال کیے گئے کہا حافظہ مین دونون قریب ہین
مگر امام احمد فقیہ زیادہ ہین اور کہا عمرو بن محمد ناقد نے جب امام احمد کسی حدیث مین میرے موافق ہوجائین تو
پھر مین پروا نہین کرتا اوس شخص کی جو مخالفت میری کرے اور کہا امام شافعی نے مینے امام احمد
سلیمان بن داود ہاشمی سے زیادہ عقیل کسیکو نہین دیکھا اور کہا قتیبہ اور ابو حاتم نے جب تو کسیکو دیکھے کہ
امام احمد کو دوست رکھتا ہی پس جان لے کہ وہ صاحب سنت ہی اور امام احمد نے حدیث کو سفیان بن عیینہ اور
ابراہیم سعد اور یحیی القطان اور ہشیم اور وکیع سے سُنا ہی اور امام احمد سے روایت کی ہی اونکے شیخ عبد الرزاق
نے اور یحیی بن آدم اور ابو الولید اور علی بن المدینی اور بخاری اور مسلم اور ابو داود وغیرہم نے اور کہا
امام شافعی نے اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہوتے تو علم حجاز جاتا رہتا اور کہا حرملہ نے امام شافعی کسیکو
حدیث مین امام مالک پر ترجیح نہین دیتے تھے اور کہا وہیب بن خالد نے نہین ہی درمیان مشرق اور مغرب کے کوئی
زیادہ امانتدار حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام مالک سے اور امام شافعی سے باسناد صحیح روایت ہی کہ
نہ زمین پر کوئی کتاب اکثر صواب کی موطای مالک سے نہین کہا علما نے امر عجیب ہی امام شافعی نے قبل وجود

صحیحین کے کہا ہی اور وہ دونون موطا سے باتفاق علما زیادہ صحیح ہین اور امام مالک تبع تابعین سے ہین روایت
کی اونسے ابن جریج اور یزید بن عبداللہ بن ہادی اور اوزاعی اور ثوری اور ابن مبارک اور امام شافعی وغیرہم نے
اور محمد بن حمدویہ سے روایت ہی کہ سنا مینے امام بخاری سے کہتے تھے کہ مین ایک لاکھ حدیث صحیح اور دو لاکھ حدیث
غیر صحیح یاد رکھتا ہون اور حافظ ابو علی صالح بن محمد سے روایت ہی کہا نہین دیکھا مینے کسی خراسانی کو
زیادہ فہیم امام بخاری سے اور کہا زیادہ تہا وا سے حدیث امام بخاری ہین اور زیادہ حافظ حدیث کے ابو زرعہ
ہین اور وہ اکثر اونکے ہین حدیث مین اور محمد بن بشار شیخ بخاری سے روایت ہی کہ بصرہ مین مثل بخاری کے کوئی
نہین آیا اور جب امام بخاری بصرہ مین داخل ہوئے تہا اونھون نے آج سید الفقہا داخل ہوئے اور محمد بن عبداللہ
ابن نمیر اور ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت ہی کہ ہمنے مثل امام بخاری کے نہین دیکھا اور ابو عیسی ترمذی سے ہمکو روایت
پہونچی ہی کہ مینے علل او تاریخ اور معرفت اسانید مین عراق اور خراسان مین کسیکو نہین دیکھا اور روایت
کیے گئے ہم امام مسلم سے کہ اونھون نے امام بخاری سے کہا کہ نہین بغض رکھیگا تمسے مگر حسد کرنیوالا اور مین
گواہی دیتا ہون کہ مثل تمہارے دنیا مین نہین اور محمد بن اسحق بن خزیمہ سے ہمکو روایت پہونچی ہی کہا اونھون نے
نہین آسمان کے تلے زیادہ جاننے والا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بخاری سے نہین دیکھا اور بغداد مین
اوستاد اونکے محمد بن عیسی الطباع اور محمد بن سابق اور احمد بن حنبل اور اقران اونکے ہین اور روایت کی
اونسے ابو الحسین مسلم بن الحجاج صاحب صحیح اور ابو عیسی ترمذی اور ابو عبدالرحمن نسائی وغیرہم نے
انتہی مختصرا اور مرقات شرح مشکوۃ مین ہی قَالَ ابْنُ حَجَرٍ وَتَلْمَذَ لَهُ كِبَارٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ
وَالْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَالْاِمَامُ مَالِكُ بْنُ
اَنَسٍ انتہی وَمِنْهُمْ دَاؤُدُ الطَّائِيُّ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَدْهَمَ وَفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ وَغَيْرُهُمْ
مِّنْ اَكَابِرِ السَّادَةِ الصُّوْفِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ یعنی کہا ابن حجر نے کہ شاگرد ہوئے
امام ابو حنیفہ رح کے بڑے بڑے ائمہ مجتہدین اور علمای راسخین مثل عبداللہ بن المبارک اور لیث بن سعد اور
امام مالک کے انتہی اور اونمین سے داؤد طائی اور ابراہیم ادہم اور فضیل بن عیاض وغیرہم اکابر صوفیہ سے
ہین انتہی ان تحریرات سے معلوم ہوا کہ امام مالک امام صاحب کے شاگرد ہین اور امام شافعی امام مالک اور امام محمد کے

شاگرد ہین اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد ہین اور امام احمد کے امام بخاری اور امام مسلم اور ابوداود
شاگرد ہین اور امام بخاری کے امام ترمذی اور امام نسائی شاگرد ہین ہ امام اعظم کے شاگردونکے شاگرد ہین شاگرد بھی
بخاری شافعی مسلم نسائی ترمذی احمد غرض کوئی محدث الا ماشاء اللہ ایسا نہین جسکو امام ابوحنیفہ رح سے
بلا واسطہ یا بالواسطہ تلمذ حاصل نہو اسیطرح عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح کے واسطے سے بھی
کہ یہ دونون بھی امام صاحب کے شاگرد ہین امام بخاری اور مسلم وغیرہما امام صاحب کے بالواسطہ تلمیذ رشید
ہین اسیطرح امام ابو یوسف کے امام احمد اور امام محمد اور یحیی بن معین وغیرہ شاگرد ہین غرض عاقل کے واسطے اتنا
کافی ہے اور متعصب اور بیدین کے واسطے اگرچہ کتنے ہی سلسلے ہم بیان کرینگے وہ اپنی مرغی کی ایک ہی ٹانگ کہے جائیگا
اور کج فہمی سے باز نہ آئیگا ہ رہا ٹیڑھا شان نیش کژدم ہ کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا ہ اور خیرات الحسان مین
ہے کہ جب امام شافعی بغداد مین داخل ہوئے اور امام صاحب کی زیارت کو گئے اور دو رکعتین پڑھین اوسمین رفع یدین نکیا
اور ایک روایت ہے کہ دو رکعتین صبح کی پڑھین اور اوسمین قنوت نہ پڑھا پس کہا گیا اونسے فرمایا بسبب ادب اس امام کے
یہ کہ ظاہر کرون مین مخالفت اونکی حضور مین اور تلمذ کیا اونسے بڑے مشایخ ائمہ مجتہدین اور علمای راسخین نے
مثل امام جلیل عبداللہ بن مبارک کے کہ جنکی جلالت اور علم اور تقدم اور زہد پر اجماع ہے اور مثل امام لیث بن سعد اور
مثل امام مالک بن انس کے اور کفایت کرتے ہین تجکو یہ اور مثل امام مسعود بن کدام اور زفر اور ابو یوسف
اور محمد وغیرہم کے اور جب عبداللہ بن مبارک کے پاس اونکا ذکر ہوا کہا کیا اوس شخص کا تم ذکر کرتے ہو جسپر دنیا
پیش کی گئی تو اوس شخص نے اوس سے اعراض کیا اور جب ابوجعفر منصور نے دس ہزار درہم حسن بن قحطبہ کے ہاتھ
بھجوائے تو امام ابوحنیفہ رح اونکو رد نکر سکے اپنے بیٹے حماد کو وصیت کی کہ بعد انتقال کے انکو واپس کر دینا پس
اونھون نے ایسا ہی کیا کہا حسن نے رحمت خدا کی تمہارے والد پر کہ اپنے دین پر بڑے مضبوط تھے اور نہین مشغول ہوا
امام ابوحنیفہ رح ساتھ دعوت کرنے اونکی طرف مذہب اونکے کے مگر بسبب اشارہ کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
خواب مین طرف اونکے تاکہ دعوت کرین لوگونکو طرف مذہب اونکے کے پس جبکہ ہوا اونکا اذن تقسیم کیا خزانے علم کو
اوپر مستحقین اوسکے کے اور جانا کہ اونپر حتمی لابد ہے کہ لیس دعوت کی آدمیونکی طرف اونکی پس ظاہر ہوا مذہب اونکا
پھیل گیا اور کثیر ہوئے مقلدین اونکے اور رسوا ہوئے حاسد اونکے اور نفع بخشا اللہ نے مشرق اور مغرب اور عرب و عجم کو اوپر

نصیب کیا بہرہ وافی اونکے مقلدین مین پس مستعد ہوئے وہ ساتھ لکھنے اصول اور فروع مذہب اونکے کے اور نظر
کیسے نے منقول اور معقول اوسکے مین یہانتک کہ بحمد اللہ ہوگیا وہ مذہب محکم قواعد اور ارکان فی الدین اور تایید کرتا ہی
اسکی بیان کرنا بعض اصحاب مناقب کا کہ ثابت ہو الدامام صاحب کے صغر سنی مین حضرت علی رض کی خدمت
مین لائے گئے پس حضرت علی رض نے اونکے اور اونکی اولاد کے حق مین برکت کی دعا کی اور امام ابو حنیفہ رح
جو کچھ پائے گئے اسی دعا کی برکت سے دیے گئے اور کمال تقوی اونکے سے ہی کہ وہ مدت تک بکری کا گوشت کھانا
چھوڑدیا جبکہ سنا کہ ایک بکری کوفہ مین گم ہوگئی ہی یہانتک کہ اوسکی موت کا اعلام ہوگیا اور یہ شی جو مذکور ہوئی
طریقون اونکے سے حصر مناقب اونکے کا اوس سے نہین ہی بلکہ یہ بیان ایک قطرہ اوس سمندر کا ہی جسکے ساحل کا
پتا نہین اور اونہون نے عشا کے وضو سے چالیس برس صبح کی نماز پڑھی پس کہا گیا اوس شخص نے آپکو اس عادت پر
قوی کیا کہا مینے اللہ سے ساتھ اسما کے دعا مانگی تھی جسکا مجموع دو آیتین ہین ایک محمد رسول اللہ آخر سورۂ فتح تک
اور دوسری ثم انزل علیکم من بعد الغم الایہ سورۂ آل عمران مین اور اگر تو نجات کا آخرت مین ارادہ کرے تو
یہ اعتقاد رکھنا کہ ہر ایک ائمہ مجتہدین اور علمای عالمین سے ہدایت اور رضای الٰہی پر ہین اور سب ماجور ہین تمام
حالات مین باتفاق ائمہ نقل اور برہان کے اور تحقیق روایت کی ہی بیہقی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جو چیز تمکو کتاب اللہ سے دی جاوے تو عمل کرو ساتھ اوسکے عذر اوسکے ترک کرنے پر نہین پہونچتا پس اگر کتاب مین نہو تو سنت
اختیار کرو اور اگر سنت نہو تو جو میرے اصحاب کہین کہ تحقیق اصحاب میرے مثل ستارونکے ہین آسمان مین پس
جسکی پیروی کروگے ہدایت پا جاؤگے اور اختلاف اصحاب میرے کا واسطے تمہارے رحمت ہی اور کہا
امام ابو یوسف نے نہین دیکھا مینے کسیکو زیادہ جاننے والا تفسیر حدیث کو امام ابو حنیفہ رح سے اور تھے وہ زیادہ بصیر حدیث
مین مجھسے اور امام ابو حنیفہ رح نے وہ کام کیے کہ دوسرا اوس سے عاجز تھے اور باوجود اسکے حاسدین اونکے بہت ہوے
اور یہ سنت اللہ کی ہی اپنی مخلوق مین ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور بسبب دقت قیاسات کے
اونکے کہ مزنی شاگرد امام شافعی کے اونکے کلام کو دیکھا کرتے یہانتک کہ اونکے بھانجے امام طحاوی کو
اس بات نے برانگیختہ کیا کہ مذہب شافعی سے انتقال کرکے مذہب حنفی اختیار کیا **فصل بارھوین** اون صفات
مین ہی جنسے امام ابو حنیفہ رح بعد والون پر ممتاز تھے اور وہ صفات بہت ہین بعض اونمین سے

یہ ہین کہ اونھون نے ایک جماعت صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر اسکا اوپر گذر چکا ہی اور صحت کو پونہچا ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقہ سے کہ فرمایا آپنے خوشخبری ہو اوسکو جسنے مجھکو دیکھا اور اوسکو جسنے میرے
دیکھنے والونکو دیکھا اور بعض اون صفات سے یہ ہین کہ امام ابو حنیفہ رح اوس قرن مین پیدا ہوئے ہین کہ جسکی خبر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطرق کثیرہ ثابت ہوا کہ بہتر قرنونکا میرا قرن ہی پھر جو لوگ کہ اوسکے متصل
ہین اور روایت مسلم مین ہی کہ بہتر آدمیونکا وہ قرن ہی جسمین مین ہوا پھر دوسرا پھر تیسرا اور بعض اون
صفات سے وہ ہین کہ اونھون نے زمانہ تابعین مین اجتہاد کیا اور فتوی دیا بلکہ جب اعمش نے حج کا ارادہ کیا
تو امام ابو حنیفہ رح کی خدمت مین کسیکو بھیجا تاکہ امام اونکے واسطے مناسک حج لکھدین اور اعمش کہا
کرتے تھے مناسک حج امام ابو حنیفہ رح سے لکھلو کیونکہ مین اونسے زیادہ جاننے والا فرائض اور نوافل حج کا
کسیکو نہین جانتا پس نظر کر تو شہادت پر واسطے امام ابو حنیفہ رح کے اعمش جیسے شخص سے اور بعض اون
صفات سے روایت کرنا اکابر شیوخ اونکے وغیرہم کا اونسے مثل عمرو بن دینار کے اور بعض اون صفات
سے یہ ہی کہ جتنے اونکے اصحاب ہوئے اتنے اصحاب کسیکے بعد اونکے نہین ہوئے چنانچہ پہلے جانا گیا اور کہا ایک شخص
نے نزدیک وکیع کے خطا کی امام ابو حنیفہ رح نے بیچ [illegible] کا اوسکو وکیع نے اور کہا جو اسکو کہتا ہی وہ بڑا گمراہ ہی
کیونکر وہ خطا کرتے حال آنکہ اونکے پاس ایمہ فقہ مثل ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر کے اور ایمہ
حدیث کے اور نام لیا وکیع نے اونکا اور ایمہ لغت اور عربیت کے اور شمار کیا اونکو اور ایمہ زہد اور تقوی کے
مثل فضیل اور داؤد طائی کے ہین اور جسکے اصحاب ایسے لوگ ہون وہ شخص خطا نہین کر سکتا اسلیے کہ اگر خطا
کرتے تو وہ اونکو حق کی طرف لوٹاتے اور بعض اون صفات سے یہ ہی کہ وہ اول اون لوگونکے ہین
جنھون نے علم فقہ کو مدون کیا اور بابون اور کتابونکی ترتیب دی جیسا کہ آجکے دن موجود ہی اور اتباع
کیا اونکا امام مالک نے موطا اپنے مین اور جو پہلے اونکے تھے وہ اعتماد اپنے حافظہ پر کرتے تھے اور وہ
اول اون لوگونکے ہین جنھون نے کتاب فرائض اور کتاب شروط کی بنیاد کی ہی اور بعض اون صفات سے
منتشر ہونا مذہب اونکے کا اون اقالیم مین کہ سوای اونکے دوسرا طریق نہین مثل ہند اور سند اور روم
اور ماوراء النہر کے اور بعض اون صفات سے تخریج کرنا اپنے نفس پر اور علماء غیرہم پر اپنے [illegible]

نہین قبول کرتے تھے کسیکی بخشش کو اور متواتر ہونا کثرت عبادت اور زہد اور اعتماد وغیرہ اونکی کا اور
امام شافعی نے امام مالک سے چند لوگونکا حال دریافت کیا پس اونہون نے جواب دیا پھر پوچھا کہا امام شافعی نے
حال امام ابو حنیفہ رح کا امام مالک نے کہا سبحان اللہ لم ار مثلہ تاللہ یعنی قسم ہے اوس خدا کی پاک
کی کہ مثل ابو حنیفہ رح کے ہمنے کسیکو نہین دیکھا اور کہا ثوری نے اوس شخص سے جو امام ابو حنیفہ رح کے پاس سے
آیا اور اوسنے اونسے کہا کہ مین امام ابو حنیفہ رح کے پاس سے کیا آیا ہون بلکہ سب زمین والونکے بڑے فقیہ کے
پاس سے آیا ہون اور کہا ثوری نے جو شخص امام ابو حنیفہ رح کی مخالفت کرتا ہے وہ محتاج اس امر کا ہے کہ اونسے
علم مین اعلی ہو اور کہا گیا اونسے جبکہ اونکے سر کے نیچے امام ابو حنیفہ رح کی کتابین دیکھی کہا آپ اسکو
دیکھا کرتے ہین کہا مین دوست رکھتا ہون کہ میرے پاس کل کتابین اونکی ہون اور کہا ابو یوسف نے
ثوری مجھسے امام صاحب کی متابعت زیادہ کرتے ہین اور کہا امام احمد نے اونکے حق مین کہ وہ اہل علم سے
اور اہل تقوی اور اہل زہد سے ہین اور اختیار کرنیوالے تھے آخرت کو اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ دوسرا کوئی وہانتک
نہین پاویگا اور خطیب نے بعض امیر زہاد سے نقل کیا ہے کہ کہا اونہون نے اہل اسلام پر واجب ہے کہ اپنی نماز مین
امام ابو حنیفہ رح کے واسطے دعا مانگا کرین کیونکہ اونہون نے حدیث اور فقہ کو اونکے واسطے حفاظت کی
ہے اور کہا مکی بن ابراہیم نے امام ابو حنیفہ رح اپنے زمانہ والون سے زیادہ عالم ہین اور کہا یحیی بن سعید القطان نے
نہین سنا ہمنے مستحسن اور صواب زیادہ رای امام ابو حنیفہ رح سے اور کہا عیسی بن یونس نے مت تصدیق
کرنا تم کسیکے برا قول کہنے مین امام ابو حنیفہ رح کے حق مین قسم ہے خدا کی کوئی اونسے افضل اور فقیہ زیادہ مینے نہین
دیکھا اور کہا معمر نے کسیکو مینے نہین دیکھا کہ زیادہ اچھا فقہ مین کلام کرتا ہو اور زیادہ عمدہ شرح حدیث
کی کرتا ہو امام ابو حنیفہ رح سے اور کہا امام حافظ نقاد یحیی بن معین نے فقہا چار ہین ابو حنیفہ رح اور سفیان رح
اور مالک اور اوزاعی اور فقہ فقہ ابو حنیفہ کی ہے اسی پر پایا مینے لوگونکو اور سوال کیے گئے سفیان رح
امام صاحب کے حال سے کہا تھے ثقہ بڑے سچے فقہ اور حدیث مین امانت دار دین اللہ مین اور کہا عبد اللہ
ابن مبارک نے دیکھا مینے حسن بن عمارہ کو امام ابو حنیفہ رح کی رکاب پکڑے ہوے ہو درانحالیکہ کہتے تھے
قسم ہے خدا کی مینے کسیکو نہین دیکھا فقہ مین آپ سے زیادہ کہ عمدہ کلام کرتا ہو اور نہ زیادہ حاضر جواب آپ سے

اُسیکو اور آپ سردار اون لوگونکے ہین جنھون نے فقہ مین تمھارے وقت مین گفتگو کی ہی اور نہین کلام کرتے وہ کسیکی نسبت مین مگر حسد سے اور کہا حافظ عبد العزیز نے ابو رواد کہ جو شخص دوست رکھے امام ابو حنیفہ کو پس وہ سنی ہی اور جو بغض رکھے اونسے پس وہ بدعتی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ درمیان ہمارے اور دنیا لوگونکے امام ابو حنیفہ رح ہین پس جو شخص اونکو دوست رکھے گا جانینگے ہم کہ وہ اہل سنت سے ہی اور جو شخص بغض رکھیگا اونسے جانینگے ہم کہ وہ اہل بدعت سے ہی اور کہا خارجہ بن مصعب نے امام ابو حنیفہ فقہا مین مثل قطب چکی کے ہین اور مثل اوس صراف کے ہین جو کہ سونے کو پرکھتا ہی اور کہا حافظ محمد بن میمون نے نہین تھا زمانہ امام ابو حنیفہ رح مین کوئی زیادہ عالم اور نہ زیادہ متقی اور نہ زیادہ زاہد اور نہ زیادہ عارف اور نہ زیادہ فقیہ اونسے اور قسم خدا کی نہین خوش آتے مجھکو بعوض سننے میرے اونسے ایک لاکھ دینار اور امام صاحب کا نزدیک داود طائی کے ذکر ہوا فرمایا وہ ستارہ ہین کہ راہ چلنے والا اونسے ہدایت پاتا ہی اور علم ہین کہ قبول کرتے ہین اوسکو دل مومنونکے اور کہا خلف بن ایوب نے آیا علم خدا سے طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر اونسے طرف صحابہ کے پھر اونسے طرف تابعین کے پھر آیا طرف امام ابو حنیفہ رح اور اصحاب اونکے کے پس جسکا جی چاہے غصہ ہو جاے اور کہا گیا واسطے بعض ائمہ کے کیا وجہ ہی کہ آپ امام صاحب کے ذکر کے وقت اونکی مدح صرف کرتے ہو اور کی تعریف نہین کرتے کہا اونھون نے اسلیے کہ جیسا اونکا مرتبہ ہی ویسا اور ونکا نہین ہی اور ہم نے نفع پایا لوگون نے اونکے علم سے پس خاص اونھین کی تعریف وقت ذکر کے کرتا ہون تاکہ لوگ اونکے واسطے دعا کرنے مین رغبت کرین اور روایتین ایسی سوا اسکے بہت آئی ہین اور مصنف کے واسطے اسکا بعض بھی کافی ہی اور کہا ابو مطیع نے نہین داخل ہوا مین طواف کرنیکو شب مین کسی وقت مگر دیکھا مینے امام ابو حنیفہ کو طواف کرتے پایا اور امام ابو حنیفہ رح جب انکو نماز پڑھتے تھے تو بوریے پر آنسوونکے گرنے کی مثل بارش کے آواز سنائی دیتی تھی اور علامت رونے کی اونکی آنکھون اور اونکے رخسارون پر معلوم ہوتی تھی اور امام ابو حنیفہ نے اپنے بعض جلیسون پر کپڑے خراب خستہ دیکھے تو حکم کیا اونکو کہ بیٹھے رہین یہانتک کہ لوگ چلے گئے پس فرمایا اوس شخص سے جو مصلے کے نیچے ہی اوسکو لیلو پس وہ شخص اوٹھانے لگا تو ایک ہزار درہم معلوم ہوے اور جب اونکے لڑکے حماد نے سورۂ فاتحہ یعنی الحمد ختم کی تو معلم کو پانسو درہم عطا فرمائے اور ایک روایت مین ہی کہ ہزار درہم

دیے اور عذر کیا اور فرمایا اسوقت ہمارے پاس ہوتا تو بوجہ تعظیم قرآن کے اس سے زیادہ دیتے اور کہا بکر بن
معروف نے کسیکو مینے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین زیادہ اچھی خصلت کا امام ابو حنیفہ رح سے نہین دیکھا اور
کہا وکیع نے کہا مجھسے امام ابو حنیفہ رح نے نہین مالک ہوا مین چالیس برس سے زیادہ چار ہزار درہم کا مگر مینے زیادہ کو
خارج کر دیا اور فقط چار ہزار کو رکھلیتا ہون بوجہ فرمانے حضرت علی رض کے کہ چار ہزار اور کچھہ کم اوسکا نفقہ ہی
اور امام ابو حنیفہ رح اپنے قرضدار کے درخت کے سایہ مین نہین بیٹھتے تھے اور کہتے تھے جو قرض کہ منفعت کھینچے پس وہ
ربا ہی اور جب امام صاحب نے وفات پائی تو حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے اونکو غسل دیا اور ابو رجاء عبد اللہ
ابن واقد ہروی نے پانی ڈالا اور جب حسن بن عمارہ غسل سے فارغ ہوئے تو کہا رحم کرے اللہ تمپر تیس برس سے
برابر روزے رکھتے تھے اور رات کو چالیس برس سے نہین لیٹے اور تھے آپ فقیہ تر ہمارے اور عابد تر اور زاہد تر اور
جامع تر خصلتون خیر کے ہمسے اور نہین فارغ ہوئے تھے غسل سے مگر اہل بغداد سے بیشمار مخلوق جمع ہو گئے تھے کہ سوائے
خدا کے کسیکو گنتی نہین معلوم تھی گویا کہ وفات اونکی کی ندا کر دی گئی تھی اور نماز پڑھنے والو مین سے بعض نے
کہا ہی کہ پچاس ہزار آدمی تھے اور بعض نے کہا ہی اس سے بھی زیادہ تھے اور چھہ مرتبہ نماز پڑھی گئی اخیر مین اونکے لڑکے
حماد نے پڑھی اور بسبب شدت ازدحام کے عصر تک دفن پر قدرت نہوئی اور آدمیون نے بیس روز تک اونکی قبر پر نماز
پڑھی اور وصیت کی تھی کہ قبرہ خیزران مین جانب شرقی دفن کیا جاؤن کیونکہ زمین اوسکی طیب ہی
غصب کی ہوئی نہین ہی اور جب ابن جریج فقیہ مکہ اور شیخ الشیخ امام شافعی کو خبر پہونچی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ
کہا اور فرمایا کیسا بڑا عالم چلا گیا اور جب شعبہ کو خبر پہونچی اِنَّا لِلّٰهِ کہا اور کہا کوفہ سے نور علم کا بجھہ گیا اور آگاہ ہو
کہ اب کبھی وہ لوگ مثل اونکے کسیکو نہین دیکھینگے اور بعد مدت مدید کے بادشاہ ابو سعید مستوفی خوارزمی نے اونکی
قبر پر ایک بڑا قبہ بنوا دیا اور اوسکے پہلو پر ایک مدرسہ طیار کرایا اور صدقۃ المقابری سے کہ وہ مستجاب الدعوات تھے
روایت ہی کہ جب امام ابو حنیفہ رح دفن کیے گئے تو اونھون نے ہاتف غیب کی آواز تین رات برابر سنی کہ کہتا تھا
فقاہت جاتی رہی پس نہین فقہ ہی واسطے تمہارے پس ڈرو تم اللہ سے اور ہو تم خلف وفات پا گئے نعمان
پس کون ہی ایسا کہ رات بھر جاگے اور بعض نے کہا ہی شب انتقال مین جنات روئے اور لوگ آواز اونکی سنتے تھے
اور کسی شخص کو نہین دیکھتے تھے

فصل پینتیسوین

ادب کرنے مین اماموں کے امام ابو حنیفہ رح سے

بعد انتقال کے جیسا کہ وہ اونکی حیات مین ادب کرتے تھے اور یہ کہ قبر اونکی ادای حاجات کی
غوث ہی جانتے کہ ہمیشہ علما اور صاحب حاجات اونکی قبر کی زیارت کرتے ہین اور قضای حاجات
مین اونکو وسیلہ گردانتے ہین اونمین سے امام شافعی ہین جبکہ وہ بغداد مین تھے تو اونسے مروی ہی فرمایا
اونھونے مین امام ابو حنیفہ رح کی قبر سے برکت لیتا ہون اور اونکی قبر پر آیا کرتا ہون پس جب کوئی حاجت
مجھکو پیش ہوتی ہی تو دو رکعت پڑھتا ہون اور اونکی قبر کی طرف آتا ہون اور اللہ تعالی سے نزدیک قبر
سوال کرتا ہون تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہی اور روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح نے جناب باری کو
ننانوے مرتبہ خواب مین دیکھا ہی پس دل مین کہا اگر ایکی مرتبہ دیکھونگا تو سوال کرونگا کہ خلائق کو اپنے عذاب
سے نجات دے پس دیکھا اور سوال کیا پس قبول کیا اوسکو اللہ نے اور ابو سعانی فضل بن خالد روایت ہی کہ
مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس عرض کیا مینے یا رسول اللہ امام ابو حنیفہ رح کے
علم کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین فرمایا یہ وہ علم ہی جسکی لوگونکو احتیاج پڑتی ہی اور مسدد بن عبد الرحمن بصری
سے روایت ہی کہ وہ مکہ مین درمیان رکن اور مقام ابراہیم کے قبل فجر سوئے پس دیکھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو پس عرض کیا یا رسول اللہ آپ انکی نسبت جو کوفہ مین نعمان بن ثابت تھے کیا فرماتے ہین
ہین اونکا علم اخذ کرون پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخذ کرو علم اونکا اور عمل کرو اونکے علم پر
کہ وہ شخص اچھا ہی اور بعض نے اماموں حنبلی المذہب مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا
پس عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو مذاہب سے مطلع فرمائیے فرمایا مذہب تین ہین پس میرے قلب مین واقع ہوا
کہ امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کو بوجہ تمسک رای کے خارج کرینگے پس شروع کیا آپنے اور فرمایا ابو حنیفہ رح
اور شافعی اور احمد پھر فرمایا مالک جو تھے ہین انتہی ملخصاً پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس بیان سے
تعیین مذہب اور تقلید ائمہ مجتہدین کی ثابت ہو گئی اور غیر مقلدونکو چون و چرا کرنے کی جگہ باقی نہین رہی
ہان البتہ اسکو خواب و خیال سمجھکر اعتبار نکرینگے لیکن رویای صالحہ کے انکار سے منکر جزو نبوت ٹہرینگے
کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ سچا خواب نبوت کا ایک حصہ ہی اور نیز اس بیان سے شرف و منزلت امام صاحب کی
تینون ائمہ مجتہدین پر ثابت اور متحقق ہو گئی اور دربارۂ استنباط مسائل اور احکام شرعی کے آپکو کسقدر

مگر بڑے متعصب اور بڑے جاہل نے اور طعن کرنے والا اگر محدث یا شافعی ہوگا تو ہم اوسپر اونکے مناقب کی
کتابین جو اوسکے علماے مذہب نے تصنیف کی ہین پیش کرینگے اور اوسکو وہ مناقب امام صاحب کے
جو اوسپر مخفی ہین دکھلا دینگے جیسے جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ رح
تصنیف کی ہی اور ابن حجر مکی نے خیرات الحسان فی مناقب النعمان لکھی ہی اور ذہبی نے اونکو تذکرة
الحفاظ مین درج کیا ہی اور اونکی مدح کی ہی اور ایک رسالہ اونکے مناقب مین لکھا ہی اور ابن خلکان نے اونکے
مناقب اپنی تاریخ مین ذکر کیے ہین اور یافعی نے مرآت الجنان مین مناقب بیان کیے ہین اور حافظ ابن حجر
عسقلانی نے تقریب وغیرہ مین ذکر کیا ہی اور تعریف کی ہی اور امام نووی شارح مسلم نے تہذیب الاسماء مین
اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین مناقب لکھے ہین اور اگر وہ شخص مالکی ہوگا تو اوسکے علما نے جو مناقب
لکھے ہین اونسے اوسکو واقف کرینگے مثل حافظ ابن عبد البر وغیرہ کے اور اگر وہ شخص حنبلی ہوگا تو اوسکے
مذہب والے علما کی تصریحات پر مطلع کرینگے مثل یوسف بن عبد الہادی حنبلی کے جنھون نے تنویر الصحیفہ فی
مناقب ابی حنیفہ لکھی ہی اور اگر وہ شخص مجتہدین سے ہوگا تو ہم اوسکو مجتہدین اور محدثین کا کلام سنا دینگے
اور اگر عامی لامذہب ہوگا تو وہ چوپایون مین سے ہی بلکہ اونسے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہی اوسکو ہم تعزیر کا مستحق
کرینگے انتہی پس فضائل و مناقب امام صاحب کے بیان کرنے کو ایک دفتر درکار ہی اس مختصر مین اوسکی گنجایش
نہین اور سوا اسکے ان مناقب کو مقلدین سنکر خوشی سے باغ باغ ہونگے اور منکرین کے دل آتش حسد سے
داغ داغ ہوجاوینگے انکی باتو نگفتیم و بدل ترسیدم + کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست +

قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ جہان دو حدیثین آپسمین
متعارض ہین وہان امام اعظم نے اوس حدیث پر عمل کیا ہی جسمین احتیاط بھی پائی جاتی ہی اور صحیح
بھی زیادہ ہی سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ بہت سی حدیثین ایسی ہین کہ جن پر
امام اعظم نے عمل نہین کیا وہ بہ نسبت اون حدیثونکے کہ جن پر امام اعظم نے عمل کیا ہی صحیح بھی زیادہ
ہین اور احتیاط بھی اونھین پر عمل کرنے مین ہی موجود ہین الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل
نہین کہ ہر جگہ احتیاط ہی پر عمل ہی یہ محض معترض صاحب نے خود مغالطہ دیا بلکہ حنفیہ اسکے قائل ہین

جواب مغالطۂ مصنف

کہ مسائل استنباطی مین اکثر احتیاط کی گئی ہی اور جن مسائل مین صریح حدیث موجود ہو اونمین احتیاط اور عدم احتیاط سے کیا علاقہ ہی معترض صاحب کی فہم کے قربان جائیے یہ تو آپکی مطلب دانی اور پھر اعتراض کس پر امام اعظم صاحب پر ع تو خودی نشنوی بانگ دہل را رموز سلطان راچہ دانی مصنف ابن ابی شیبہ مین اسی قسم کے سوا و مسائل موجود ہین معترض صاحب نے اکثر وہی نقل کر دیے ہین حال آنکہ محققین حنفیہ اون اعتراضونکی پہلے ہی دھجیان اڑا چکے ہین اب سنئے کہ حدیث طلق کی بسرہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہی اور اگر امام شافعی نے اس حدیث پر بوجہ نہ معلوم ہونے حال قیس کے عمل نہین کیا مگر معترض صاحب کو تو حال اونکا معلوم ہوگیا ہوگا اونکو تو چاہیے کہ حدیث چھوڑ کر کیون ایسی حدیث پر عمل کیا جسمین بعض محدثین کو کلام ہی اور تیرہ زبانی پر ان جہت علم پر بھی کمر باندھی اور اگر اب تک قیس کی اونکو بھی خبر نہین تو ہم بتلائے دیتے ہین تقریب التہذیب مین لکھا ہی قَیْسُ بْنُ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ الْحَنَفِیُّ الْیَمَامِیُّ صَدُوْقٌ مِّنَ الثَّالِثَةِ وَوَهِمَ مَنْ عَدَّهٗ مِنَ الصَّحَابَةِ یعنی قیس بن طلق سچے ہین اور تابعین کے طبقہ وسطی سے ہین جس شخص نے انکو صحابہ سے شمار کیا ہی اوسنے وہم کیا ہی انتہی اور ترمذی مین لکھا ہی وَحَدِیْثُ مُلَازِمِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بَدْرٍ اَصَحُّ وَاَحْسَنُ یعنی اور حدیث ملازم بن عمرو کی عبد اللہ بن بدر سے زیادہ صحیح اور زیادہ حسن ہی انتہی پس اگر قیس ضعیف ہوتے تو ابن حجر عسقلانی انکو صدوق نہ کہتے اور ترمذی اونکی حدیث کو جو ملازم سے روایت ہی حسن صحیح نہ کہتے اور علی بن مدینی جو امام بخاری کے استاد ہین اور احادیث کی علل دانی مین مشہور ہین قیس بن طلق کی حدیث کو بسرہ کی حدیث پر ترجیح نہ دیتے اور علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَحَدِیْثُ بُسْرَةَ ضَعَّفَهٗ جَمَاعَةٌ حَتّٰی قَالَ یَحْیَی بْنُ مَعِیْنٍ ثَلٰثَةُ اَحَادِیْثَ لَمْ تَصِحَّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدِیْثُ مَسِّ الذَّکَرِ وَلَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ وَکُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ ذَکَرَهٗ اَبُو الْفَرَجِ وَمِثْلُهٗ عَنْ اَحْمَدَ ابْنِ حَنْبَلٍ وَاِسْحٰقَ بْنِ رَاهْوَیْهِ یعنی اور حدیث بسرہ کی ضعیف کہا اوسکو ایک جماعت نے یہانتک کہ یحیی بن معین نے کہا ہی کہ تین حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم سے صحیح نہین ہوئین حدیث

مس ذکر کی اور نہین نکاح مگر ولی سے اور یہہ مسکر حرام ہی ذکر کیا اسکو ابو الفرج نے اور مثل اسکی کہے امام احمد
اور اسحق بن راہویہ سے مروی ہی انتہی اور امام بخاری کا یہ کہنا کہ یہ حدیث اس باب مین زیادہ صحیح ہی اسکو
مقتضی نہین کہ فی نفسہ بھی یہ حدیث اونکے نزدیک صحیح ہو بلکہ باعتبار اور روایتون کے اسکو صحیح کہا ہی اور قیس بن
طلق کی حدیث کو امام طحاوی نے کہا ہی هٰذَا حَدِيْثٌ مُسْتَقِيْمُ الْاِسْنَادِ غَيْرُ مُضْطَرِبٍ فِيْ اِسْنَادِهٖ وَمَتْنِهٖ بِخِلَافِ حَدِيْثِ
الْبُسْرَةِ لِاَنَّ فِيْهِمَا اِضْطِرَابًا یعنی یہ حدیث مضبوط اسناد کی ہی نہین اضطراب ہی اسناد اور متن اوسکے مین
برخلاف حدیث بسرہ کے کہ اوسکی اسناد اور متن مین اضطراب ہی انتہی اور عمرو بن علی الفلاس سے مروی ہی کہا
اونھون نے حَدِيْثُ طَلْقٍ عِنْدَنَا اَثْبَتُ مِنْ حَدِيْثِ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ یعنی حدیث طلق
کی ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہی حدیث بسرہ سے انتہی بلکہ طبرانی اور ابن حزم نے بھی طلق کی حدیث کو صحیح کہا ہی
اور بسرہ کی حدیث مین شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین بڑی گفتگو کی ہی چنانچہ خلاصہ اوسکا یہ لکھا ہے
وَعَلٰى كُلِّ تَقْدِيْرٍ حَدِيْثُ بُسْرَةَ مَعْلُوْلٌ وَقَالَ فِي الْاِمَامِ هُوَ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ مَعْلُوْلٌ
یعنی ہر صورت سے حدیث بسرہ کی معلول اور ضعیف ہی اور کہا امام مین یہ حدیث نزدیک بخاری کے معلول ہی انتہی
اور علامہ عینی دوسرے مقام پر لکھتے ہین کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ
روبرو تو بیان نہین کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہین ہوئی اور بیان کیا تو بسرہ عورت سے حالانکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے انتہی اور باقی جتنی حدیثین اور صحابہ سے مروی ہوئی ہین
سب مین ضعیف اور کذاب راوی بھرے ہوئے ہین چنانچہ تفصیل اونکی بنایہ کے لواحق نواقض وضو
ملاحظہ فرمائیے اور اسکے قائل ہین عمر رض اور علی رض اور ابن عباس رض اور عبد اللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر
اور زید بن ثابت اور حذیفہ بن الیمان اور عمران بن حصین اور ابو الدرداء اور سعد بن ابی وقاص صحابہ مین اور حسن بصری
اور سعید بن مسیب تابعین سے اور سفیان ثوری کا بھی یہی مذہب ہی **قال** مسئلہ دوم امام اعظم نماز کے اندر وضو
کے ٹوٹنے سے اوس نماز کو از سر نو پڑھنے کے قائل نہین بنا کرنیکے قائل ہین حالانکہ اس باب مین حدیث صحیح
ہے جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی علی بن طلق رضی اللہ تعالی عنہ سے انتہی
اقول یہ محض غلط ہی کہ امام صاحب از سر نو نماز کے قائل نہین بلکہ تمام فقہ کی کتابون مین

استیناف افضل لکھا ہی ہاں واجب نہین جانتے پس اگر احتیاط نکرتے تو افضل کیون کہتے اور مسک الختام
مین لکھا ہی ترمذی کہتے ہین کہ امام بخاری نے کہا ہی نہین جانتا مین کوئی حدیث علی بن طلق کی سوای
اس ایک حدیث کے اور نہین پہچانتا مین اسکو حدیث طلق بن علی سے اور علت بیان کی ہی اس حدیث کی
ابن قطان نے باینطور کہ مسلم بن سلام راوی مجہول ہی اسیطرح تلخیص مین لکھا ہی انتہی اور برہان شرح
مواہب الرحمن مین لکھا ہی کہ بنای صلوۃ کی حدیث ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہی اور ابن ابی شیبہ نے بھی
اور اسیطرح عمر رض اور علی رض اور ابوبکر صدیق رض اور ابن عمر رض اور ابن مسعود رض اور سلمان فارسی رض سے
موقوف روایت کی ہی اور علقمہ اور طاوس اور سالم بن عبداللہ اور سعید بن جبیر اور شعبی اور ابراہیم نخعی اور
عطا اور مکحول اور سعید بن مسیب بھی انکے اسمین تابع ہوئے ہین اور کفایت کرتی ہی اقتدا ان لوگون کی
اور استیناف اسواسطے افضل ہی تاکہ نماز خلل سے خالی ہو اور اشتباہ خلاف سے بعید ہو جاے انتہی اور مسک الختام
مین ہی حاصل ضعیف کہنے حدیث ابن ماجہ کا یہ ہی کہ اتصال اس حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک
غلط ہی بلکہ صحیح یہ ہی کہ یہ حدیث مرسل ہی امام احمد اور بیہقی نے کہا ہی کہ صواب مرسل ہی پس نزدیک اوس
شخص کے کہ مرسل کو حجت کہتا ہی جو کچھ اس حدیث مین مذکور ہوا ناقض ہی اور شوکانی نے کہا ہی اس
باب مین ایک جماعت صحابہ سے روایتین ہین اور سب قابل استدلال ہین انتہی غرض ابن ماجہ کی حدیث
مین بوجہ ارسال کے بعض محدثین نے موافق مذہب اپنے کے ضعف کہدیا ہی مگر حنفیہ کے نزدیک بلکہ جمہور علما
کے نزدیک سوای بعض کے مراسیل حجت ہین چنانچہ بارھوین مغالطہ کے مسلہ چہارم کے جواب مین
مفصل مذکور ہو چکا علاوہ اسکے سقدر صحابہ اور تابعین سے بھی صحیح روایات موجود ہین بہرحال اس
حدیث کو بھی ترجیح ہی جیسا کہ پہلی حدیث کو قوت تھی پس اسکو ضعیف کہنا [illegible] ہی **قال**
مسلہ سوم امام اعظم کتے کے جھوٹے باسن کو تین بار دھونیکے قائل ہین الخ **اقول** یہ حدیث [illegible]
ہی چنانچہ بحث اسکی بارھوین مغالطہ کے مسلہ پنجاہ و ہفتم کے جواب مین مفصل مذکور ہی **قال**
مسلہ چہارم امام اعظم اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنیکے قائل نہین حالانکہ اس باب مین دو حدیثین صحیح
موجود ہین الخ **اقول** یہ حدیث ترک الوضوء مما مست النار کی حدیث سے منسوخ ہی

امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین واجابوا عن حدیث الوضوء مما مست النار بجوابین
احدہما انہ منسوخ بحدیث جابر رضی اللہ عنہ قال کان اخر الامرین من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ترک الوضوء مما مست النار وھو حدیث صحیح رواہ ابو داؤد
والنسائی وغیرھما من اھل السنن باسانیدھم الصحیحۃ والجواب الثانی ان المراد
بالوضوء غسل الفم والکفین ثم ان ھذا الخلاف الذی حکیناہ کان فی
الصدر الاول ثم اجمع العلماء بعد ذلک علی انہ لا یجب الوضوء باکل ما مستہ
النار یعنی جمہور نے اس حدیث الوضوء مما مست النار کے دو جواب دیے ہین ایک یہ کہ یہ حدیث
منسوخ ہے جابر کی حدیث سے کہ تہا اونہون نے آخر دو امرونکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا
تہا اوس چیز سے جسکو آگ نے پکایا ہی اور یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ
اہل سنن نے اسانید صحیحہ سے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد وضو سے دھونا مونہ اور ہاتھونکا ہی پھر یہ خلاف
جو ہمنے بیان کیا قرن اول مین تہا پھر علما نے بعد اسکے اس بات پر اجماع کرلیا کہ وضو آگ کی پکی ہوئی
چیز کے کہانے سے واجب نہین ہوتا انتہی اور دوسرے مقام پر اسی کتاب مین لکھا ہی کہ اختلاف کیا ہے
علما نے اونٹ کے گوشت کہانے مین پس اکثر اس طرف گئے ہین کہ اوس سے وضو نہین جاتا چنانچہ خلفاے
راشدین ابو بکر رض اور عمر رض اور عثمان رض اور علی رض یہ چارون اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس رض
اور ابو الدردا اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام
ابی حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب اونکے اسی طرف گئے ہین اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر سے
جواب دیا ہی کہ آخر دو امرونکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تہا اوس چیز سے کہ جسکو
آگ نے مس کیا ہو انتہی پس ثابت ہوا کہ جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی عمل ہے کہ اونٹ کے گوشت سے وضو نہین جاتا
اور پھر حدیث ناسخ اوسکی بھی موجود ہے پھر کیونکر امام صاحب پر الزام ہو سکتا ہی ہان اگر کوئی احتیاطاً
وضو کرے تو امام صاحب اسکو کہین منع نہین کرتے فقط وجوب وضو کو منع کرتے ہین اسکا ثبوت
ظاہر ہے قیامت تک بھی نہ رفع محالات ہی ہان البتہ اعتراض لایعنی و ایراد بیمعنی کرنا ان لوگون کی

قدیمی بات ہی اس سے کیا ہو سکتا ہی یہ بالکل واہیات ہی کسی بات کا دعوا کرو تو اپنے علما کا اثبات
بھی لازم سمجھو ورنہ اس بی استعدادی پر مناظرہ نکرو ؎ نگفتی ندارد کسی با تو کار ٭ ولیکن چو گفتی دلیلش
بیار ٭ بلکہ خود جابر جو راوی وضو کے ہین وہی راوی ترک وضو کو آخر الامرین کہتے ہین تو حنفیہ پر
کسی صورت سے اعتراض ممکن نہین ہان جاہل آدمی جو چاہے کہے وہ معذور ہی **قال** مسئلہ پنجم
امام اعظم کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا اور اوسکا کھانا پینا جائز ہی الخ **اقول** بحث اسکی بارھوین مغالطے
جواب مسئلہ بائیسوین مین مفصل موجود ہی حاجت مکرر بیان کرنیکی نہین ہی ؎ سخن گرچہ دلبند
شیرین بود ٭ سزاوار تصدیق و تحسین بود ٭ چو یکبار گفتی مگو باز پس ٭ کہ حلوا چو یکبار خوردند بس
قال مسئلہ ششم امام اعظم کے نزدیک خانہ کعبہ کی پشت پر نماز پڑھنی درست ہی حالانکہ یہ بات خانہ کعبہ کی
تعظیم کے بھی خلاف ہی اور پیغمبر کی حدیث کے بھی برعکس ہی دیکھو ترمذی اور ابن ماجہ مین ثابت ہی
ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ منع کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز پڑھی جاوے
سات جگہ مین الخ **اقول** کعبہ پر نماز پڑھنی مکروہ ہی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی الا انہ یکرہ لما فیہ
مِنْ تَرْكِ التَّعْظِيمِ وَقَدْ وَرَدَ النَّهْيُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی مگر مکروہ ہی
بسبب اسکے کہ اوسمین ترک تعظیم ہی اور تحقیق اوس سے نہی وارد ہوئی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
انتہی اسیطرح تمام فقہ کی کتابون مین مکروہ لکھا ہی اور خود ترمذی اور ابن ماجہ نے اس حدیث نہی کا باب
کراہت صلوۃ مین لکھا ہی پس معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک بھی ان مواضع مین نماز مکروہ ہی البتہ
اگر حنفیہ بلا کراہت نماز کو درست کہتے تو احتیاط کے منافی تھا اسیطرح مقبرہ اور راستہ اور حمام
مین جمہور کے نزدیک نماز فاسد نہین ہوتی بلکہ مکروہ ہوتی ہی علاوہ اسکے یہ حدیث ضعیف ہی چنانچہ
ترمذی نے لکھا ہی حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ وَقَدْ تُكُلِّمَ فِي زَيْدِ بْنِ جَبِيرَةَ
مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ یعنی حدیث ابن عمر کی اسناد قوی نہین اور تحقیق زید بن جبیرہ میں کلام کیا گیا
باعتبار حافظہ اونکے انتہی پس اول تو معترض صاحب کو اسکی صحت پہنچانی چاہیے تھی اور پھر
یہ دیکھنا مناسب تھا کہ نہی اسمین کونسی ہی اور پھر مذہب امام صاحب کا کہ بلا کراہت اونکے نزدیک جائز ہی

با نہین معترض صاحب نے سبکو بالای طاق رکھکر اپنے دل کا بخار خوب نکالا چھوٹا منہ بڑی بات دخل
در معقولات نینے تو ٹھیا راور عقل و فہم یہ کچھ کہ ضعیف حدیث کو بھی حجت گردانکر اپنی جہالت ظاہر
کرتے ہین یہ سب کچھ فہم اور نا انصافی آپکی لا مذہبی کی بدولت حاصل ہوئی ہی ؏ ہر خس و خار کہ در راہ
نمودی از پے آخرای باصبا این ہمہ آوردہ تست * **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر
چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے فقہ کی کتابونکے مسائل کو برا جانتے ہین بلکہ بعض لوگ
انکو مردود بھی کہتے ہین الخ **اقول** اس مغالطہ کو معترض صاحب نے حنفیہ کیطرف کیون نسبت کیا خود
مردود مسائل لکھتے ہوئے مگر وہ کیا کرین عادت پڑی کب چھوٹتی ہی ؏ خوی بد در طبیعتی کہ نشست
نرود جز بوقت مرگ از دست * **قال** مسئلہ اول و دوم کہ ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے
نزدیک ہی جو کہ تاریخ الخلفا مین لکھا ہی الخ **اقول** یہ دونون مسئلہ محض بی اصل ہین ہرگز قابل
اعتبار نہین چنانچہ نواب صاحب امیر بھوپال جنکے قول کو معترض صاحب کالوحی من السماء سمجھتے ہین
اپنی کتاب کشف الالتباس مین لکھتے ہین یہ حکایت جسکا خلاصہ معتبر نہونا کلام گنہ و غلام کا شرع مین ہے
محض بی اصل ہی اسلیے کہ علی الاطلاق عدم اعتبار اونکے اقوال کا محتاج بیان دلیل ہی اور مخالف
قواعد شرع اصل قصہ صحیح اگر معلوم ہو اور وجوہ محمل ظاہر ہون تو کچھ کہا جاوے ؏ مثل الذباب
یرکب علی موضع العلل * کوئی کام سوای عیب چینی کے انہیں نہیں ؏ ھم فی طغیانھم یعمھون انتہی
قال مسئلہ سوم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہی جو کہ احیاء العلوم مین
لکھا ہی الخ **اقول** یہ حکایت بلا سند قابل حجت نہین احیاء العلوم مین تو بعضی موضوع حدیثین
بھی لکھی ہین اور یہ تو فقط قصہ ہی علاوہ اسکے معترض صاحب نے کوئی حدیث بھی تو اسکے مخالف نہین
لکھی اور حنفیہ کیطرف سے یہ جواب ہی کہ اونکا اسپر عمل نہین **قال** مسئلہ چہارم اور ایک مردود مسئلہ
فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ فتاوای قاضی خان مین لکھا ہی الخ **اقول**
جواب اسکا مسئلہ بیست و دوم کے جواب مین مذکور ہی **قال** مسئلہ پنجم اور ایک مردود مسئلہ
فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ فتاوای قاضیخان مین لکھا ہی الی آخرہ

اقول قاضیخان نے یہ صورت امام ابو یوسف سے نقل کی ہی اسپر حنفیہ کا عمل نہین چنانچہ قاضیخان
مین اس سے پہلے یہ عبارت موجود ہی اِذَا صَبَّ الطَّبَّاخُ فِي الْقِدْرِ مَكَانَ الْخَلِّ خَمْرًا غَلِيظًا فَالْخَلُّ لَا
يَطْهُرُ أَبَدًا وَمَا رُوِيَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ يُغْلَى ثَلَاثًا لَا يُؤْخَذُ بِهِ كَذَا الْحِنْطَةُ إِذَا طُبِخَتْ
فِي الْخَمْرِ لَا يَطْهُرُ أَبَدًا یعنی جسوقت پکانیوالا ہانڈی مین سرکہ کی جگہ شراب غلیظ ڈالدے پس سرکہ کبھی
پاک نہین ہوگا اور وہ جو امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ وہ تین بار جوش دیا جاے سو وہ قابل اعتبار کے
نہین اسیطرح گیہون جب شراب مین پکائے جائین کبھی پاک نہین ہونگے انتہی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ
امام ابو یوسف کے قول پر فتوی نہین اور اگر معترض صاحب کا امام ابو یوسف پر اعتراض ہی تو محض بیجا ہی
اسلیے کہ کوئی حدیث اسکی حرمت پر دال نہین اور اگر کسی حدیث مین نہی وارد ہی تو وہ تنزیہی نہی ہی چنانچہ
مسلہ بست و دوم کے جواب مین گذر چکا اور اسی مسلہ پنجم مین جو تیسری صورت ہی اوسکے پاک ہونے مین
کچھ شبہہ نہین تمام نجاسات اسطرح دھونے سے پاک ہو جاتی ہین **قال** مسلہ بست و ششم و ہفتم کہ ایک مردود
مسلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک ہی جو کہ فتاوای قاضیخان مین لکھا ہی الخ **اقول**
اسکا جواب بھی مسلہ بست و دوم کے جواب مین مذکور ہی اور **جواب** مسلہ ہشتم کا تا مسلہ دوازدہم یہ ہی کہ
اگر انکے بعض پر حنفیہ کا عمل نہین تو معترض صاحب کو مشکل پڑیگی اسلیے کہ کسی حدیث کی مخالفت ان مسائل مین
معترض صاحب ثابت نہین کر سکتے اسیوجہ سے فقط زبانی جمع خرچ پر اکتفا کی ہی **قوله** مسلہ سیزدہم الخ
اقول حنفیہ کے نزدیک یہ مسلہ مفتی بہ نہین بلکہ اسمین صاحبین کے قول پر فتوی ہی اور امام صاحب کیطرف
سے مسالہ سوم کے جواب مین گذر چکا بلکہ ابن ہمام نے امام صاحب کے قول کو قوی کہا ہی وہان اسکی
خوب تفصیل موجود ہی ملاحظہ فرمائیے **قوله** مسلہ چہاردہم الخ **اقول** اسکی بحث مسلہ چہارم کے جواب مین
مفصل مذکور ہی **قوله** مسلہ پانزدہم الخ **اقول** اگر حنفیہ پر اعتراض ہی تو اونکا عمل اسپر نہین بلکہ
صاحبین کے قول پر فتوی ہی اور اگر امام صاحب پر اعتراض ہی تو جواب اسکا مسلہ ششم کے جواب
مین گذر چکا **قوله** مسلہ شانزدہم الخ **اقول** اسکی بحث مسلہ پنجم مع الطلہ بارھوین کے جواب مین
قرار واقعی مذکور ہی **قوله** مسلہ ہفدہم الخ **اقول** جواب اسکا مسلہ دوازدہم کے جواب مین خوب

نقض کیلئے یہ قصہ دوبارہ

مفصل موجود ہی **قولہ** مسئلہ ہیجدہم الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک اسپر مطلق عمل نہین بلکہ تمام فقہ کی کتابون
مین دباغت سے جلد خنزیر اور آدمی کو مستثنی کر دیا ہی اور امام ابو یوسف کی طرف سے یہ جواب ہی کہ کسی حدیث کے
یہ مسئلہ مخالف نہین بلکہ حضرات ظاہریہ کو تو اس مسئلہ مین کچھہ بھی چون وچرا کرنا نہین چاہیے اسلیے کہ حدیث
مین جو الفاظ ہین اوس سے تو معلوم ہوتا ہی کہ کسیکا چمڑا ہو دباغت سے پاک ہو جاتا ہی اور کہین حدیث مین
کسی چمڑے کی تخصیص بھی نہین پائی جاتی ہی مسلم مین ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِہَابُ فَقَدْ طَہُرَ یعنی ابن عباس رضے
روایت ہی کہا اونھون نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب چمڑا دباغت دیا جاوے تو
تحقیق وہ پاک ہو جاتا ہی اور ترمذی مین ہی اَیُّمَا اِہَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَہُرَ یعنی جو چمڑا دباغت دیا جائیگا
تو تحقیق وہ پاک ہو جائیگا انتہی اور اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہی پس حنفیہ تو امام ابو یوسف کو اس
حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ قرآن مین اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّہٗ رِجْسٌ آیا ہی اس سے تخصیص کر لیجائیگی
کیونکہ ضمیر غائب کا مرجع خنزیر ہی لحم نہین اور امام ابو یوسف مرجع اسکا لحم لیتے ہین اور حدیث مین عمومیت تو موجود
ہی اور کسی حدیث مین تخصیص نہین پائی جاتی پس امام ابو یوسف پر تو اعتراض محض بیجا ہی ظاہریہ کو مشکل
پڑیگی کیونکہ وہ کیا یہ کہینگے کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معنی نہین سمجھتے تھے جو آپنے ہر کھال مین
دباغت سے حکم طہارت کا دیا یہان نکلیگا بس ضرور ہوا کہ معترض صاحب بھی خنزیر کیطرف ضمیر پھیرینگے
اور آیت سے حدیث کی تخصیص کرینگے کیونکہ قاعدہ کلی اونکا باقی نرہے گا امام ابو یوسف جو لحم کی طرف ضمیر پھیرتے
ہین اسکا جواب معترض صاحب کونسی حدیث سے دینگے ذرا سوچین اور گریبان مین منہ ڈالکر دیکھین کہ اس
سوء فہمی پر یہ دعوای حدیث دانی کس برتے پر تتا پانی ؎ عاشق ہوئے ہین یار کے ہم کس امید پر یہ جز آہ نارسا
کوئی سامان ہی نہین ٭ **قولہ** مسئلہ نوزدہم تا مسئلہ بست ودوم الخ **اقول** یہ مسئلہ کسی حدیث کے
مخالف نہین پس اعتراض بیجا ہی **قولہ** مسئلہ بست وسوم الخ **اقول** بحث اسکی مسئلہ سوم اور شش کے
جواب مین مذکور ہی **قولہ** مسئلہ بست وچہارم الخ **اقول** یہ مسئلہ بھی کسی حدیث کے مخالف نہین **قولہ**
مسئلہ بست وپنجم وششم الخ **اقول** حد بوجہ شبہہ کے ساقط ہو جاتی ہی چنانچہ مسئلہ ششم وسوم کے

جواب مین تفصیل اسکی موجود ہی **قولہ** مسلہ بست وہفتم الخ **اقول** اسمین تو اشد کراہت موجود ہی
اس سے زیادہ کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا **قولہ** مسلہ بست وہشتم الخ **اقول** یہ مسلہ بھی کسی حدیث
کے مخالف نہین **قال** مسلہ بست ونہم اور ایکسو دو مسلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک
یہ ہی جو کہ ردالمحتار شرح درالمختار مین لکھا ہی الخ **اقول** حالت اضطرار مین جب خوف جان ہوتا ہو
تو حرام تو درکنار زبان سے کلمہ کفر بھی کہنا جائز ہی اسیطرح جو دوا حرام ہو اگر اوسمین شفا منحصر ہو اور کوئی
ابقای جانکے واسطے دوا میسر نہو تو اوسوقت اوسکا استعمال کسی حدیث کے مخالف نہوگا مگر یہ صورت فقط
فرضی عدیم الوجود ہی اسیواسطے لفظ فیہ کو شفا پر مقدم کیا ہی جس سے حصر ثابت ہوتا ہی علاوہ اسکے بول سے
مراد بول انسانی لینا کیا ضرور ہی بلکہ پیشاب اونٹ اور بکری کا بھی ہو سکتا ہی گو حنفیہ کے نزدیک بلا ضرورت
اس پیشاب کا استعمال بھی درست نہین کیونکہ وہ حدیث عرنیین اور حدیث بول ما یؤکل لحمہ کو
حدیث استنزھوا عن البول سے جسکو حاکم نے ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہی منسوخ کہتے ہین مگر علما کے
نزدیک تو یہ حدیثین منسوخ نہین انکو تو اعتراض ہم پر کسی صورت سے نہین پہونچ سکتا خود معترض صاحب نے
مسلہ ہشتاد وششم مین حدیث عرنیین بخاری اور ترمذی سے نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ بلا ضرورت
بھی اونکے نزدیک انکا پیشاب پینا دوا کے لیے جائز ہی یہ عجب معاملہ ہی کہ اپنے معمولات پر اعتراض اور
دوسرونپر اعتراض **سے** لامذہبون مین شرم کا کچھ بھی اثر نہین ہی اعتراض اورونپر اپنی خبر نہین ہی
چنانچہ دارقطنی اور مسند امام احمد مین ہی عن البراء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا بأس ببول ما یؤکل لحمہ یعنی براء بن عازب سے روایت ہی کہا اونہون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہین مضایقہ ہی پیشاب اوس چیز کا کہ کھایا جاتا گوشت اوسکا انتہی اور جابر رض کی روایت
مین ہی ما اکل لحمہ فلا بأس ببولہ یعنی جس شی کا گوشت کھایا جاوے پس نہین کچھ مضایقہ اوسکے
پیشاب مین انتہی اسیوجہ سے امام مالک اور امام احمد کے نزدیک اونٹ و بکری کا پیشاب پاک ہی اور جمہور کے نزدیک
یہ حدیث اوسی حدیث مذکور سے منسوخ ہی پس معترض صاحب کا اعتراض محض لغو اور بی اصل ہو گیا
اب کوئی حدیث لکھتے ہین نہ کوئی آیت فقط اپنی زبانکو رد و قدح مین کافی سمجھتے ہین اس سے کیا ہوتا ہی

یا ادلہ معقول کے لاکھہ مین مین کرو اور آپ نے منہ میان مٹھو بنو ہم ایک نہ مانینگے بلکہ تمکو ہم گونگا جانینگے ف یا وہ گونگی نہ باتونکا اثر ہے کوئی یقین ☩ کیونکہ یہ جھوٹ سے کرتے ہین سبکی تسکین ☩ ہین غل سے بیسر او بے مگر یہ سب علم و عمل لغو بیکار محض فعل ہین اسکے ہمگین ☩ قولہ مسئلہ سی ام النہ اقول رد المحتار مین لکھا ہی ذکرہ الامام الفخر الرازی فی تفسیر سورۃ المؤمنین یعنی اس قول کو امام فخر الدین رازی نے تفسیر سورۂ مؤمنین مین لکھا ہی انتہی اس عبارت کے بعد لکھا ہی قلت ومفادہ انہا افضل من الاقتداء یعنی مین کہتا ہون کہ مفاد اسکا یہ ہی کہ امامت اقتدا سے افضل ہی انتہی حاصل کلام یہ ہی کہ یہ قول کسی حنفی یا شافعی کا تو نہین معلوم ہوتا غالبًا کسی غیر مقلد ظاہریہ کا قول ہوگا اسکے نقل کرنے سے کچھہ حنفیہ پر اسکا قائل ہونا لازم نہین آتا حنفیہ کے نزدیک امام کی قرارت کافی ہی اور قرارت خلف الامام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیشک جھگڑا کا ہی اور شافعیہ کے نزدیک مقتدی کو قرارت واجب ہی ولکل وجھۃ علاوہ اسکے اگر کوئی بنظر احتیاط امامت کرلے تو کوئی مضایقہ بھی نہین معترض صاحب نے مطلق مسائل نقل کر دیے اور کوئی وجہ طعن کی ظاہر نہین پس ہمکو زیادہ تحقیق کرنی ضرور نہین فقط اتنا کہدینا کافی ہی کہ یہ مسائل کسی حدیث کے مخالف نہین فمن ادعی فعلیہ البیان اور پھر معترض صاحب کا یہ کہنا کہ اس قسم کے مسائل بیشمار ہین محض غلط ہی جن مسائل تمام عمر مین بکمال جانفشانی اور تلاش و استعانت غیر مقلدین جیسے کچھہ انھون نے لکھے ہین ایسے ہی اونکے علم اور فہم کی سب قلعی کھل گئی یار لوگونکی مدد سے صاحب تصنیفات بن بیٹھے اور دو چار حدیثین پڑھکر عامل بالحدیث ہوگئے اور اجتہاد سراپا فساد کا دم بھرنے لگے ف گدا چون یافت روزی خویش را دانہ سلیمانی ☩ برای مورمنگر آسیا تخت ست وان باشد ☩ قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنیوالونکو یہ دیتے ہین کہ کتاب ہدایہ ہمارے مذہب کی بڑی مقبول و رجامع ہی ہزار ہا علما او سپر بے کھٹکے عمل کیے جاتے ہین اور اوسکی روایات پر فتوی دیے چلے جاتے ہین اور آجتک اوسکے کسی مسئلہ پر بھی کسی شخص نے جرح و قدح نہین کیا ہی لیکن حدیث پر چلنیوالے اسکو نہین مانتے ہین اور اوسکی اکثر حدیثونکو ضعیف و بعض کو مردود و خارج سا بتلاتے ہین سو جواب یہ کہ علماء محققین مین سے کتاب ہدایہ کو کوئی بھی مقبول نہین سمجھتا اور نہ اوسکے سب مسائل پر کوئی شخص عمل کرنا صحیح جانتا ہی البتہ متعصب حنفیہ اوسکو مقبول بھی کہتے ہین اور اوسکے تمام مسائل پر

عمل کرنا بھی صحیح جانتے ہین الخ **اقول** معترض صاحب کو جب اعتراض پہونچتا کہ ان حدیثون کی نسبت علامہ عینی
یون کہتے کہ یہ معنی کسی حدیث سے ثابت نہین ہوئے اونھون نے تو فقط لفظون کی نفی کی ہے کہ یہ حدیث ان لفظون سے
نہین پائی گئی اسمین کچھ قباحت نہین کیونکہ روایت بالمعنی کو جمہور محدثین جائز رکھتے ہین گو امام صاحب کے
نزدیک جائز نہین سو فقط اعتراض اسقدر ہوگا کہ مصنف نے یہان امام صاحب کی تقلید نکی سو اسکے خود حنفیہ
قائل نہین بہت مسائل ایسے ہین کہ امام صاحب کی وہ تقلید نہین کرتے بلکہ جو قول مفتی بہ ہو اوسپر عمل
کرتے ہین خواہ وہ صاحبین کے طور پر ہو خواہ طرفین کے خواہ شیخین کے **قولہ** حدیث اول الخ **اقول**
عینی نے لکھا ہے هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ لَمْ يُخَرِّجْهُ أَحَدٌ وَإِنَّمَا أَخْرَجَهُ أَبُوْ دَاؤدَ وَغَيْرُهُ
بِلَفْظِ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ یعنی اس حدیث کو ان لفظون سے کسی نے نہین بیان کیا
بلکہ ابو داؤد وغیرہ نے جو روایت کی ہے اوسکے الفاظ یہ ہین کہ نہین وضو ہوتا اوس شخص کا جو اللہ کا ذکر نکرے
انتہی اب ہم پوچھتے ہین کہ دونون کے معنون مین کیا فرق ہے بلکہ معنی تو ایک ہین البتہ الفاظ کا فرق ہے پھر اسے لیا
کہ تمام محدثین تو روایت بالمعنی جائز رکھین اور صاحب ہدایہ کو روایت بالمعنی جائز نہو عجیب انصاف ہے ملا علی قاری
شرح مسند امام کے خطبہ مین لکھتے ہین فَحَاصِلُهُ أَنَّهُ لَمْ يُجَوِّزِ الرِّوَايَةَ بِالْمَعْنٰى وَلَوْ كَانَ مُرَادِفًا
لِلْمَبْنٰى خِلَافًا لِلْجُمْهُوْرِ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ فَإِنَّهُمْ جَوَّزُوا الرِّوَايَةَ بِالْمَعْنٰى لَا سِيَّمَا عِنْدَ نِسْيَانِ الْمَبْنٰى
یعنی حاصل یہ ہے کہ امام صاحب روایت بالمعنی جائز نہین رکھتے اگرچہ وہ ہم معنی اصل کے ہو برخلاف جمہور محدثین کے
پس تحقیق اونھون نے جائز رکھا ہے روایت بالمعنی کو خصوصاً وقت بھول جانے اصل کے انتہی پس جبکہ محدثین کے
نزدیک مطلقاً روایت بالمعنی جائز ہے خاصکر اوس وقت مین کہ جب اصل حدیث یاد نہو تو روایت بالمعنی سے
کوئی محدث بھی انکار نہین کرتا پھر اگر صاحب ہدایہ نے روایت بالمعنی کی تو کونسا قصور ہوا تمام احادیث کی کتابون مین
روایت بالمعنی موجود ہے ورنہ ایک قصہ مین راویون کے الفاظ مختلف نہوتے حالانکہ حجۃ الوداع وغیرہ کی حدیثین
دیکھو کیسے مختلف الفاظ سے موجود ہین اب ایسی ہٹ دھرمی معترض صاحب کو نچاہیے کہ اپنے عیبونکو چھپاوین
اور دوسرونپر الزام لگاوین ع سن لے او کاذب کج فہم ذرا دھیان سے بات * جو مسلمان ہین کہتے ہین وہ ایمان سے بات
ہٹ دھرم ایسا تو دنیا مین نہوگا کوئی * لاکھ سمجھاؤ پہ سنتا نہین تو کان سے بات * **قولہ** حدیث دوم الی آخرہ

اقول عینی میں ہے وما ورد هذا الحديث بهذا اللفظ والذی ورد هو ما رواه الدارقطنی فی سننه عن ابی هريرة رض قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم خللوا اصابعكم لا يخللها الله بالنار يوم القيامة واخرجه الطبرانی من حديث وائل بن حجر عن النبی صلی الله عليه وسلم قال من لم يخلل اصابعه بالماء خللها الله بالنار يوم القيامة وفی الباب عن لقيط بن صبرة وابن عباس والربيع بنت معوذ و عثمان وعبد الله بن مسعود یعنی نہیں مروی ہوئی یہ حدیث ان الفاظ سے اور وہ جو وارد ہوئی ہی وہ ہی کہ جسکو دارقطنی نے سنن اپنی میں ابو ہریرہ رض سے روایت کیا ہی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلال کرو انگلیون اپنی کا نہیں خلال کریگا انکو اللہ ساتھ آگ کے دن قیامت کو اور روایت کیا اسکو طبرانی نے حدیث وائل بن حجر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نہ خلال کریگا انگلیون اپنی کا ساتھ پانی کے تو خلال کریگا اللہ تعالی انکا ساتھ آگ کے دن قیامت کو اور اس باب میں حدیثین لقیط بن صبرہ اور ابن عباس اور ربیع بنت معوذ اور عثمان اور عبد اللہ بن مسعود رض سے بھی مروی ہین انتہی اسیطرح ان دونوں میں گو الفاظ کا کچھ فرق ہی مگر مطلب دونونکا ایک ہی معترض صاحب نے دھوکا دینے کو عینی کی پوری عبارت نقل نہین کی واہ کیا دیانت و امانت ہی آخر فریب اور دھوکی بات کھل گئی ؎ گرش نہفتہ کنی درمیان صد حکمہ + خرد زدور شناسد کہ کار فورست

قوله حدیث سوم الخ **اقول** عینی میں ہے هذا الحديث بهذا اللفظ لم يخرجه احد ولكن الائمة الستة اخرجوا قريبا منه فی كتبهم من حديث مسروق عن عائشة رضی الله عنها قالت كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يحب التيامن فی كل شیء حتی فی طهوره وتنعله وترجله وشانه كله رواه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه فی الطهارة وابو داود فی اللباس والترمذی فی الصلوة والفاظهم متقاربة واخرجه ابن حبان ولفظه كان يحب التيامن فی كل شیء فی وضوئه حتی فی الترجل والانتعال یعنی اس حدیث کو ان الفاظ سے کسی نے روایت نہیں کیا ہی لیکن چھون اماموں نے اپنی

کتابون مین قریب اسکے روایت کی ہی حدیث مسروق سے روایت ہی عائشہ رض سے کہا اونھون نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے داہنی جانب سے شروع کرنے کو ہر شی مین یہانتک کہ وضو اپنے مین
اور جوتیان پہننے مین اور کنگھی کرنے مین اور کل حال اپنے مین روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور نسائی
اور ابن ماجہ نے طہارت مین اور ابوداود نے لباس مین اور ترمذی نے صلوۃ مین اور الفاظ اونکے قریب قریب
ہین اور ابن حبان نے جو روایت کی ہی اوسکے لفظ یہ ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے
تیامن کو ہر بات مین وضو اپنے مین یہانتک کہ کنگھی کرنے مین اور جوتیان پہننے مین انتہی اس حدیث مین
بھی غور کرلیجیے کہ خود محدثین کے الفاظ مین فرق ہی مگر معنی اور مطلب سب کا ایک ہی ہے آنکھین جدا جدا ہین مگر نور ایک ہی

قولہ حدیث چہارم الخ **اقول** یعنی مین ہی ھذا الحدیث غریب لا ذکر لہ فی کتب الحدیث
واستدل الشافعی ومن تبعہ فیما ذھب الیہ باحادیث منھا ما روی عن النبی علیہ السلام
انہ قاء فغسل فمہ فقیل لہ الا توضأ وضوءک للصلوۃ فقال ھکذا الوضوء من
القیء یعنی یہ حدیث غریب ہی نہین ذکر اوسکا کتب حدیث مین اور امام شافعی اور اونکے مقلدون نے انہین کی حدیثون سے
استدلال کیا ہی بعضی اونکی وہ ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ نے قی کی پس دھویا منہ اپنے
پس کہا گیا آپسے کہ وضو نماز کا سا آپ کیون نہین کرتے فرمایا قی سے ایسا ہی وضو ہا انتہی اب غور فرمایئے
کہ صاحب ہدایہ نے اگر یہ کہدیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپنے قی کی اور وضو نہین کیا ہمین
کیا خلاف ہوگیا بیشک اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ آپنے وضو نہین کیا تھا بلکہ فقط منہ دھولیا تھا
جس بات مین امام شافعی کا اختلاف تھا وہ بیان کردیا زیادہ کی کیا ضرورت تھی البتہ اگر اسکے مطلب مین
دقت ہوتی تو مناسب نہ تھا اور محدثین کے نزدیک بھی تو یعنی تفصیل معنی حدیث کی جائز ہی اسیطرح مختصر حدیث بیان
کرنی بھی جائز ہی امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین الصحیح الذی ذھب الیہ الجماھیر والمحققون
من اصحاب الحدیث والفقہ والاصول التفصیل وجواز ذلک من العارف اذا کان
ما ترکہ غیر متعلق بما رواہ بحیث لا یختل البیان ولا تختلف الدلالۃ بترکہ
یعنی اور صحیح مذہب جسپر جمہور و محققین اصحاب حدیث اور فقہ اور اصول ہین اسمین تفصیل ہی اور جائز ہی اوسے

جائز ہو جبکہ وہ شئ جسکو اوسنے ترک کردیا ہو غیر متعلق اوس سے ہو جسکو اوسنے روایت کیا ہی بانیطور کہ بیان مختل
نہوجاوے اور دلالت اوسکے چھوڑدینے سے مختلف نہو انتہی **قولہ** حدیث نہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے
هذا الحديث بهذا اللفظ غريب وانما رواه ابو داود والترمذي من حديث ابن عباس
رضي الله عنهما ولفظه ان الوضوء لا يجب الا على من نام مضطجعا فانه اذا اضطجع
استرخت مفاصله ورواه احمد في مسنده والطبراني في معجمه وابن ابي شيبة
في مصنفه والدارقطني في سننه ورواه البيهقي في سننه ولفظه لا يجب الوضوء
على من نام جالسا او قائما او ساجدا حتى يضع جنبه فانه اذا اضطجع استرخت
مفاصله یعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہی بلکہ ابوداود اور ترمذی نے حدیث ابن عباس سے جو روایت
کی ہی اوسکے الفاظ یہ ہین کہ وضو نہین واجب ہوتا مگر اوس شخص پر جو سوئے لیٹ کر اسلئے کہ جب وہ لیٹ جاویگا تو
جوڑ اوسکے ڈھیلے ہوجاوینگے اور روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند اپنی مین اور طبرانی نے معجم اپنی مین اور
ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین اور دارقطنی نے سنن اپنی مین اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن اپنی مین
اور لفظ اوسکے یہ ہین کہ وضو واجب نہین اوس شخص پر جو بیٹھکر یا کھڑے ہوئے یا سجدے مین سو جاوے یہانتک کہ
رکھے پہلو اپنا کہ جب لیٹ جاتا ہی تو جوڑ اوسکے ڈھیلے ہوجاتے ہین انتہی پس اسمین بھی صاحب ہدایہ نے بعینہ معنی حدیث کے ادا کیے
ہین کچھ فرق نہین الفاظ کی پابندی سے فہم مطلب کیونکر دور ہوجاتا ہی بدون مطالعہ کتب فقہای مجتہدین کے حدیث شریف کا مطلب
سمجھنا بہت مشکل ہی ؎ گر نہ نالہ موزون ہزار کی صورت * بغیر فقہ نہین اعتبار کی صورت *

قولہ حدیث ششم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے لم یذکر احد من الشراح اصل هذا الحديث
وانما قال الاترازي وتبعه الاكمل بدليل ما روي عن ابن عباس وجابر بن عبد الله
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال انهما فرضان في الجنابة ونفلان في الوضوء
ولفظ الاكمل سنتان في الوضوء وقال السروجي واما قول صاحب الهداية
بدليل قوله عليه السلام انهما فرضان في الجنابة وسنتان في الوضوء فلا
نعرفه قلت روى الدارقطني ثم البيهقي في سننهما ما يقارب ذلك من حديث بركة

ابنِ محمدٍ الحلبی عن یوسف بنِ اسباطٍ عن سفیان عن خالدٍ الحذاءِ عن ابنِ سیرین عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المضمضۃ والاستنشاق للجنب ثلثا فریضۃ ورواہ الحاکم فی المستدرک ولفظہ قال جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المضمضۃ والاستنشاق للجنب ثلثا فریضۃ وقال البیہقی رواہ الثقات عن سفیان الثوری عن خالدٍ الحذاء عن ابن سیرین مرسلاً وقال الشیخ تقی الدین بن الامام وقد روی ھذا الحدیث موصولاً من غیر حدیث برکۃ یعنی نہین ذکر کی کسی شارح ہدایہ نے اصل اس حدیث کی ہان اترازی اور اکمل نے کہا ہے بدلیل اوسکے جو روایت کی گئی ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا جنابت مین فرض ہے اور وضو مین نفل ہے اور لفظ اکمل کی وضو مین دو سنت ہین اور کہا سروجی نے لیکن قول صاحب ہدایہ کا بدلیل قول آنحضرت علیہ السلام کے کہ استنشاق اور مضمضہ جنابت مین فرض ہین اور وضو مین سنت ہین پس نہین پہچانتے ہم کہتا ہو مین کہ دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سنن مین اسکے قریب قریب روایت کی ہے حدیث برکہ بن محمد حلبی سے اونھون نے یوسف بن اسباط سے اونھون نے سفیان سے اونھون نے خالد حذا سے اونھون نے ابن سیرین سے اونھون نے ابی ہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے مضمضہ اور استنشاق جنب کے واسطے ثلث فرض کے ہین اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور لفظ اوسکے یہ ہین کہا کر دانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضمضہ اور استنشاق کو واسطے جنب کے دو تہائی فرض کی اور کہا بیہقی نے روایت کیا اسکو ثقات نے سفیان ثوری سے انھون نے خالد حذا سے اونھون نے ابن سیرین سے مرسل اور کہا شیخ تقی الدین نے کہ روایت کی گئی یہ حدیث متصل سوای حدیث برکہ کے انتہی اب معترض صاحب کے مغالطہ اور دھوکے کو غور کرنا چاہیے کہ فقط لاتقربوا الصلوۃ ذکر کردیا وانتم سکارےٰ چھوڑ گئے جیسے خود حدیث مین خلط ملط کر دیتے ہین اور حق بات چھپا لیتے ہین ایسے ہی دوسرو نپر اتہام دھرتے ہین فقط سروجی کا قول نقل کردیا اور علامہ عینی کی تحقیق چھوڑ گئے اگر سروجی کو یہ حدیث نہین ملی ہے تو کیا اس سے صاحب ہدایہ پر اعتراض ہو سکتا ہے

بعضونکی تلاش قاصر ہوتی ہی تو اونکو پتا نہیں لگتا دوسرے او سپر گاہ کر تے ہین مگر معترض صاحب بھی صیغہ امانت اور دیانت مین بھرتی ہونیکے قابل ہین ایسی جگہہ معترض صاحب باوجودیکہ حدیثا و قرآن مین کتمان حق پر بڑی وعیدوارد ہی سب بالای طاق رکھد یتے ہین امام صاحب اور حنفیہ کی برائی کو جہانتک جھوٹ سچ ملا کے بیان کرنا ممکن ہی دریغ نہین کرتے اور شروع جواب اس مغالطہ مین خود لکھتے ہین کہ عوام لوگ واقف ہوجاوین اور حنفیہ کے اس دھوکے مین نہ آوین اور خود اس ٹٹی کی آڑ مین کیا کچھہ گل کھلا رہے ہین فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَار ایسی فریب و دغا کی باتون پر خدا کی مار اور رسول کی پھٹکار معترض صاحب کے ہتھکنڈون کو یار لوگ خوب جانتے ہین اور اونکی بناوٹی باتونکو خوب پہچانتے ہین ۵ کی بناوٹ بہت سی باتون مین ÷ پر کہین چھپتی ہی بنائی بات ÷ **قوله** حدیث ہفتم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے لَمْ یَثْبُتْ هٰذَا الْحَدِیْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ اِلَّا اَنَّ ابْنَ مَاجَةَ رَوَاهُ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لَا یُنَجِّسُهُ اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰی رِیْحِهٖ وَطَعْمِهٖ وَلَوْنِهٖ یعنی نہین ثابت ہوئی یہ حدیث ان الفاظ سے مگر ابن ماجہ نے اسکو حدیث ابو امامہ سے روایت کیا ہی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی پاک ہی نہین ناپاک کرتی اوسکو کوئی شی مگر وہ چیز جو اوسکی بو اور مزے اور رنگ پر غالب آجاے انتہی پس صاحب ہدایہ نے اپنی طرف اس حدیث کو نہین لکھا ابن ماجہ کی حدیث ایسے الفاظ سے بیان کی ہی کہ جس سے معنی مین بالکل تغیر نہین ہوا البتہ لفظ متغیر لایا ہی **قوله** حدیث ہشتم الی آخرہ **اقول** کہا علامہ عینی نے لَمْ یُذْکَرْ هٰذَا فِیْ کُتُبِ الْاَحَادِیْثِ الْمَشْهُوْرَةِ غَیْرَ اَنَّ السِّغْنَاقِیَّ ذَکَرَ فِیْ شَرْحِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ عَلِیِّ الْحَافِظُ السَّمَرْقَنْدِیُّ بِاِسْنَادِهٖ وَلٰکِنْ فِیْهِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ اِلٰی اٰخِرِهٖ وَتَبِعَهُ الْاَکْمَلُ فِیْ ذٰلِكَ حَیْثُ نَقَلَهٗ فِیْ شَرْحِهٖ هٰکَذَا وَقَالَ صَاحِبُ الدِّرَایَةِ کَذَا اَمَرَ النَّبِیُّ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِذٰلِكَ فِیْ رِوَایَةِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یعنی نہین مذکور ہی یہ حدیث کتابون مشہور حدیث کی مین مگر سغناقی نے اسکو اپنی شرح مین ذکر کیا ہی کہ ابو علی حافظ سمرقندی نے اسکو مع اسناد روایت کیا ہی لیکن اوسمین انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا الخ اور علامہ اکمل نے اسمین اونکا اتباع کیا ہی اسلیے کہ اوسکو اپنی شرح مین

اسیطرح نقل کیا ہی اور کہا صاحب در اینے اسی طرح حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھا اسکے روایت انس میں انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب نے اول جملہ کو لکھا اور بعد کی عبارت جس سے اوس حدیث کا پتا لگنا تھا چھوڑ گئے مصنف نے تو بھلا کسی شبہ سے موقوف ہی بیان کی تھی حالانکہ مرفوع روایت موجود ہی **قولہ** حدیث ہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے قُلْتُ حَدِيْثُ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ لَمْ يُرْوَ عَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ وَاِنَّمَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ اَبِيْ عَامِرٍ الْخَزَّازِ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ جَاءَ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى خُفِّهِ الْاَيْمَنِ وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى خُفِّهِ الْاَيْسَرِ ثُمَّ مَسَحَ اَعْلَاهُمَا مَسْحَةً وَاحِدَةً حَتّٰى كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُفَّيْنِ یعنی میں کہتا ہوں کہ حدیث مغیرہ اسطرح نہیں روایت کی گئی بلکہ ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی میں اسکو مغیرہ بن شعبہ سے یوں روایت کی ہی کہا اونھوں نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشاب کیا پھر آکر وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا اور داہنے ہاتھ کو داہنے موزے پر رکھا اور بائیں کو بائیں موزے پر پھر مسح کیا اوپر خفین کے ایکبار گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں طرف انگلیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر موزوں کے انتہی پس جو مطلب اس حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کا فقط مسح کے بیان میں تھا اوسکو صاحب ہدایہ نے ویسے ہی بیان کیا ہی اور اس محل مسح میں چونکہ اور حدیث کی ضرورت نہ تھی اوسکو چھوڑ دیا اسکو محدثین اور فقہا سب جائز رکھتے ہیں چنانچہ حدیث چہارم کے جواب میں شارح مسلم کی عبارت ہمنے نقل کر دی ہی **قولہ** حدیث پنجم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے هٰذَا لَهُ اَصْلٌ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ وَلٰكِنْ مَا رُوِيَ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَرَوَى الْاَئِمَّةُ السِّتَّةُ فِيْ كُتُبِهِمْ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ مِنْ حَدِيْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَاَتِهِ بِنْتِ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ جَدَّتِهِ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِحْدَانَا يُصِيْبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ قَالَ تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ ثُمَّ تَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّيْ فِيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا بُدَّ اَوْ حُتِّيْهِ ثُمَّ اقْرُصِيْهِ بِالْمَاءِ ثُمَّ انْضَحِيْهِ وَفِيْ

رِوَايَةٍ لَهُ وَاِنْ رَأَتْ دَمًا فَلْتَقْرُصْهُ بِشَيْءٍ مِنَ الْمَاءِ وَلْتَنْضَحْ مَا لَمْ تَرَ وَتُصَلِّي فِيهِ وَرَوَاهُ
ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَرَوَاهُ الْاِمَامُ اَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْجَارُودِ فِي
كِتَابِ الْمُنْتَقٰى وَفِي رِوَايَتِهِ حُتِّيهِ وَاقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ وَاغْسِلِيهِ وَصَلِّي فِيهِ وَرُشِّيهِ بِالْمَاءِ
یعنی اس حدیث کی اصل صحیح حدیثون مین ہے لیکن اس لفظ سے روایت نہین کی گئی اور روایت کیا ہے
ائمہ ستہ نے اپنی کتابون مین اور الفاظ مسلم کے یہ ہین حدیث ہے اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا سے کہا اونھون نے
آئی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس عرض کیا کہ ہم مین سے کسی کے کپڑے پر خون حیض کا
لگجاتا ہے کیا کرے فرمایا اوسکو کھرچ ڈالے پھر ملے پھر اوسکو دھو ڈالے پھر اوس سے نماز پڑھلے اور ایک روایت
ابو داؤد مین ہے کھرچ تو اوسکو پھر پانی سے مل اوسکو پھر دھو اوسکو اور ایک روایت مین ابو داؤد کی ہے اگر وہ
خون دیکھے پس چاہیے کہ کچھ پانی سے اوسکو ملے اور چاہیے کہ دھوئے اوسکو جبتک اثر اوسکا معلوم ہو اور
نماز پڑھلے اوس سے اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین اور روایت کیا اسکو امام ابو محمد نے
کتاب منتقی مین اور اونکی روایت مین ہے چھیل تو اوسکو اور مل تو اوسکو پانی سے اور دھو تو اوسکو اور نماز پڑھ
اوس سے اور اوسپر پانی چھڑک دے انتہی پس غور کیجیے کہ صاحب ہدایہ نے یہی مضمون بعینہ ادا کیا ہے مگر معترض
صاحب فقط ایک ہی ٹکڑے پر اکتفا کر کے باقی کو چھوڑ گئے **قولہ** حدیث یازدہم الخ **اقول** کہا علامہ
عینی نے هٰذَا الْحَدِيثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ غَرِيبٌ وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي التَّحْقِيقِ وَالْحَنَفِيَّةُ
يَحْتَجُّونَ عَلٰى نَجَاسَةِ الْمَنِيِّ بِحَدِيثٍ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ
اغْسِلِيهِ اِنْ كَانَ رَطْبًا وَافْرُكِيهِ اِنْ كَانَ يَابِسًا قَالَ وَهٰذَا حَدِيثٌ لَا يُعْرَفُ وَاِنَّمَا رُوِيَ
نَحْوُهُ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ قُلْتُ عَدَمُ الْمَعْرِفَةِ مِنْهُ اَوْ مِنْ غَيْرِهِ لَا يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ مَعْرِفَةِ
غَيْرِهِ مَعَ اَنَّ اَصْلَ الْحَدِيثِ فِي الصِّحَاحِ وَقَدْ رَوٰى مُسْلِمٌ وَالْاَرْبَعَةُ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ
قَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَ
اَنَّ بُقَعَ الْمَاءِ فِي ثَوْبِهِ وَقَالَتْ اَيْضًا كُنْتُ اَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلِّي فِيهِ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَاَبُو دَاوُدَ وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ

عائشة قالت كنت اغسل المني من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان
رطبا وافركه اذا كان يابسا یعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہی اور کہا ابن جوزی نے کہ حنفیہ حجت پکڑتے
ہین منی کے ناپاک ہونے پر اوس حدیث سے کہ روایت کیا ہی اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ
حدیث نہین پہچانی جاتی ہی بلکہ مثل اسکے حدیث عائشہ رض سے مروی ہی کہتا ہون مین کہ ابن جوزی غیر کا
نہ پہچاننا اسکو لازم نہین کہ دوسرا بھی نہ پہچانے حالانکہ اصل اس حدیث کی صحاح مین موجود ہی اور مسلم او
ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد نے حدیث عائشہ رض سے روایت کی ہی کہ مین ناپاکی ثوب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھویا کرتی تھی پر آپ نماز کو تشریف لیجاتے اور تری کپڑے مین ہوتی اور یہی کہا
اونھون نے کہ مین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے ملا کرتی تھی پس اوس سے نماز پڑھتے تھے روایت کیا
اسکو مسلم اور ابوداؤد نے اور روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے عائشہ رض سے کہ مین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کپڑے سے دھوتی تھی جب تر ہوتی اور مل ڈالتی اوسکو اگر وہ خشک ہوتی انتہی اور علامہ ابن ہمام فتح القدیر
اسی مقام پر لکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دھونیکا حکم دیا ہو اسکو اللہ جانے مگر ظاہر یہ ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جانتے تھے خصوصًا اوس وقت مین جب یہ فعل حضرت عائشہ رض کا مکرر ہوا باوجود التفات کرنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف پاکی کپڑے اپنے کے اور تفحص کرنے حال اوسکے سے اور ظاہر تر اوس سے
یہ قول عائشہ رض کا ہی کہ مین ہوتی تھی اوسکو کپڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے پس نماز کیواسطے تشریف
لیجاتے اور اثر پانی کا کپڑے مین ہوتا کیونکہ ظاہر یہ ہی کہ آپکو کپڑے کی تری محسوس ہوتی ہوگی اور یہ سبب التفات کا ہی
طرف حال ثوب کے اور تفحص کا خبر اسکی سے اور اوس وقت سبب کا ظاہر ہوتا ہوگا اور اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
برقرار رکھا پس اگر وہ کپڑا پاک سمجھا تو آپ پانی کے تلف کرنے سے بلا ضرورت منع فرما دیتے اسلیے کہ اوس وقت پانی کا
اسراف ہی کیونکہ اسراف بلا حاجت پانی کے صرف کو کہتے ہین اور حضرت عائشہ رض کو بھی بلا ضرورت دھونے کی
تکلیف دینی ہی علاوہ اسکے مسلم مین عائشہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھویا کرتے
پھر نماز کو تشریف لیجاتے اوسی کپڑے سے اور مین اثر دھونیکا اوس کپڑے مین دیکھتی تھی پس اگر اسکو معنی حقیقی پر محمول
کیا جاتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات خاص اوسکو دھوتے تھے تو ظاہر ہی یا مجاز پر محمول ہو نیکلو

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اسکا حکم دیا ہو پس وہ آپکے علم پر متفرع ہے انتہی **قولہ** حدیث دوازدہم آخرہ

اقول کہا علامہ عینی نے کہ اس حدیث کو کسی نے مرفوع نہین بیان کیا بلکہ اسکو ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے
ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین روایت کیا ہے فرمایا اونھون نے پاکی زمین کی خشک ہونا اوسکا ہے اور محمد
ابن الحنفیہ اور ابو قلابہ سے روایت کی ہے کہا اونھون نے جب خشک ہو جاوے زمین پس وہ پاک ہو جاتی ہے اور
عبد الرزاق نے مصنف اپنی مین روایت کی ہے کہ ابو قلابہ رض نے فرمایا خشک ہونا زمین کا پاکی اوسکی ہے اور
اسرار مین ہے کہ یہ حدیث عائشہ رض پر موقوف ہے اور محمد بن حنفیہ مدینہ کے فقہای تابعین سے ہین اور اونسے روایت
کی گئی ہے کہ کہا اونھون نے حسن رض اور حسین رض مجھسے بہتر ہین اور مین اپنے والد کی حدیث اون دونونسے زیادہ
جانتا ہون اور یہ سو ہے کہ جب صحابہ نے اونکو سب مین سے فتوی دینے پر قائم کیا تو وہ مثل ایک صحابی کے بوجہ تقرر
اونکی کے ہوئے جیسے کہ کوئی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا اور آپنے اوس پر سکوت کیا پس جس
اونسے یہ روایت کی گئی کہ طہارت زمین کی خشک ہونا اوسکا ہے اور سوا اونکے کسی سے خلاف اسکے مراد نہین ہوا
تو اوس پر سبکا اجماع ہوگیا خصوصا اوس وقت کہ اونکی موافقت ابو جعفر محمد بن علی رض اور ابو قلابہ رض اور عائشہ رض
نے بھی کی ہے اور علاوہ اسکے اصحاب ہمارے اس مسئلہ مین استدلال لائے ہین اوس حدیث سے جسکو ابو داؤد
اور احمد بن صالح نے عبد اللہ بن عمر رض سے روایت کیا ہے فرمایا اونھون نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین
مسجد مین سویا کرتے تھے اور مین نوجوان مجرد تھا پس کتے پیشاب کرتے تھے اور آتے جاتے تھے مسجد مین پھر
صحابہ اوس پر پانی نہین ڈالتے تھے اور اس حدیث کو ابو بکر بن خزیمہ نے صحیح اپنی مین بھی روایت کیا ہے انتہی
اور ابو داؤد نے اس حدیث کو باب طہور الارض اذا یبست مین لکھا ہے یعنی اس باب مین وہ حدیث مذکور ہے
جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے پس جب اس حدیث کی اسقدر سند پہونچ گئی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین تقریر ثابت ہوئی اور صحابہ کا بھی اجماع معلوم ہوگیا لہذا صاحب ہدایہ نے یہ
جو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہا ہے حال آنکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسپر سکوت فرمانا اور صحابہ کا
اجماع ہے قول آپکا ثابت نہین گویا تقریر حکم مین قول ہی کے ہے اسپر صاحب ہدایہ پر اعتراض نہین ہو سکتا
اسلیے کہ ہو سکتا ہے کہ اونکو کہین سے یہ قول ثابت ہوگیا ہو اور شراح کی نظر سے نہ گذرا ہو یا قول اور تقریر اونکے

نزدیک ایک شی ہو ایک کو دوسرے سے تعبیر کرنا جائز جانتے ہون علاوہ اسکے جس مسئلہ مین اونھون نے یہ حجت بیان کی ہے وہ مسئلہ بلا ریب اتنی حدیثون سے ثابت ہو گیا معترض صاحب کو مسائل سے غرض ہے اگر کوئی محدثین کی اصطلاح کے خلاف کرے تو کچھ چندان عیب نہین خصوصًا ایسا محقق جسکے احادیث کی تخریج سے معلوم ہوتا ہے کہ احادیث مین وہ بڑا تبحر اور کمال رکھتے تھے مگر غالبًا فقط اپنی یاد پر اعتماد کر کے اوس حدیث کو نقل کر دیتے تھے اسیواسطے بعض الفاظ مین فرق ہو گیا ہے سو اسکا کچھ مضایقہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ اور محدثین بھی اسکو جائز رکھتے ہین

قولہ حدیث سیزدہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے وَقَدْ مَرَّ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَخْرَجَهٗ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ هٰذَا اللَّفْظُ بِهٰذِهِ الْعِبَارَةِ فَعِبَارَةُ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلْوَقْتُ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ جَابِرٍ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ كُلُّهٗ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ اَبِيْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتُ صَلٰوةٍ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ بِدُوْنِ لَفْظِ كُلُّهٗ مِمَّا فِيْ حَدِيْثِ جَابِرٍ یعنی تحقیق بیان ہو چکا کہ اس حدیث کو ایک جماعت صحابہ نے روایت کیا ہے اور کسی کی حدیث مین یہ لفظ اس عبارت سے نہین پس عبارت حدیث ابن عباس رض کی یہ ہے کہ وقت نماز کا درمیان ان دو وقتونکے ہے اور عبارت حدیث جابر رض کی یہ ہے کہ ان دونون وقتونکے درمیان مین کل وقت ہے اور عبارت حدیث ابو مسعود انصاری کی یہ ہے کہ کہا جبرئیل علیہ السلام نے ان دونون کے درمیان مین وقت نماز کا ہے اور عبارت حدیث ابو ہریرہ رض یہ ہے کہ درمیان ان دونون وقتونکے وقت ہے بدون لفظ کل کے جو حدیث جابر رض کی مین تھا انتہی پس اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ فقط لفظونکا فرق ہے معنی مین کچھ فرق نہین ایسا فرق خود حدیثون ہی مین موجود ہے اسکو محل اعتراض ٹھیرانا احادیث پر اعتراض کرنا ہے کہ راویونے الفاظ کو کیون بدلا آخر جبرئیل علیہ السلام نے تو الفاظ معین خاص ہی فرمائے ہونگے غرض الفاظ مین گفتگو کرنی نادانونکا کام ہے البتہ قرآن کی آیت کو اگر صاحب ہدایہ اور لفظ سے بیان کر دیتے تو اعتراض بجا تھا **قولہ** حدیث چہاردہم

اقول کہا علامہ عینی نے هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ غَرِيْبٌ لَمْ يُرْوَ وَهٰكَذَا وَاِنَّمَا رَوٰى اَبُوْ دَاوٗدَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ نَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَخْبَرَنِيْ بِوَقْتِ الصَّلٰوةِ

الحدیث وفیه یصلی العشاء حین اسودّ الافق ورواه ابن حبان فی صحیحه یعنی یہ حدیث اس لفظ سے غریب ہی اسطور سے روایت نہین کی گئی بلکہ ابوداؤد نے یہ روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور وقت نماز کی مجھکو خبر دی الخ اور اس حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے عشا کی جسوقت کنارہ آسمان کا سیاہ ہوجاتا اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے صحیح اپنی مین انتہی **قولہ** مسئلہ پانزدہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے کہ یہ حدیث اس عبارت

سے وارد نہین ہوئی اور یہ غریب ہی اور مسطور یہ ہی کہ ابوہریرہ رضہ سے روایت کی گئی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر وقت عشا کا وقت طلوع فجر ثانی کے ہی اور تعجب اکثر شراح سے یہ ہی کہ وہ اس حدیث سے استدلال لاتے ہین اور اوسکی روایت کو ابوہریرہ رضہ کی طرف منسوب کرتے ہین اور یہ اسناد صحیح نہین ہی اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اس مقام پر عمدہ کلام بیان کیا ہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ کہا اونھون نے مجموع احادیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ آخر وقت عشا کا طلوع ہونے فجر تک ہی اور اسلیے کہ ابن عباس رضہ اور ابو موسی اشعری اور ابو سعید خدری نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی تہائی رات تک تاخیر کی اور ابوہریرہ رضہ اور انس رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی آدھی رات تک تاخیر کی اور ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو یہانتک موخر کیا کہ دو تہائی رات چلی گئی اور عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کو یہانتک دیر کی کہ کل رات چلی گئی اور یہ تمام روایتین صحیح حدیثونکی ہین کہا امام طحاوی نے پس ثابت ہوا اس سے کہ کل رات وقت عشا ہی لیکن تین وقتو پر ہی وقت شروع عشا سے تہائی رات تک افضل وقت ہی اور بعد اسکے نصف شب تک اس سے فضیلت مین کم ہی اور بعد نصف رات کے اوس سے بھی کم ہی انتہی اب جاننا چاہیے کہ معترض صاحب کے مغالطہ کی یہان سب قلعی کھل گئی اور وہ مسائل احادیث صحیحہ سے ثابت ہوگئے بلکہ بہت حدیثین جو علامہ عینی نے ان مسائل کی تائید مین لکھی ہین اونکو ہمنے بوجہ اختصار نقل نہین کیا ہی اور فقہاء صاحب ہدایہ کی احادیث کا پتا بتلا دیا ہی تاکہ عوام ظاہر بین کے دھوکے اور فریب مین نہ آجاوین ورنہ احادیث اور بھی عینی اور فتح القدیر مین موجود ہین ایسی حدیثونکا نام جنمین فرق الفاظ ہو

معترض صاحب نے موضوع رکھا ہی اگر موضوع ہوتین تو علامہ عینی اور امام ابن ہمام ضرور تصریح کر دیتے
قولہ اور حدیثون صحیحہ کے باطل کرنیمین حیلہ سازیان کرتے رہے ہین الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا
سراسر جھوٹا اور بہتان صریح ہی بلکہ اونھون نے یہانتک دیانت داری کی ہی کہ الفاظ تک بھی بتلا دیے کہ ان
الفاظ سے یہ حدیث نہین آئی اور ضعیف کو ضعیف اور صحیح کو صحیح کہدیا البتہ معترض صاحب کے مذہب کے
دونونکی تحقیق مخالف ہی معترض صاحب اپنے مذہب کے خلاف کو خلاف حدیث سمجھتے ہین اور معترض صاحب نے
عبارت شرح سفر السعادت کی ناتمام لکھدی اوسکے بعد شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہین و لیکن شرح
شیخ ابن ہمام جزاہ اللہ عنہ خیر الجزاء تلافی آن نمودہ و بہ تحقیق کار فرمودہ است یعنی شرح علامہ
ابن ہمام نے اللہ اونکو جزای خیر دے تلافی اوسکی کردی ہی اور تحقیق کے ساتھہ کام کیا ہی انتہی اور تحصیل التعرف
مین لکھتے ہین والشیخ ابن الہمام رحمہ اللہ قوی مذہب الحنفی وتمسک فیہ
بالاحادیث حتی کاد ان یقال ان الشافعی من اہل الرای وابو حنیفۃ من
اصحاب الظواہر یعنی اور شیخ ابن ہمام رح نے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا اور تمسک کیا اوسمین ساتھہ
احادیث کے یہانتک کہ قریب ہوگیا کہ یون کہا جاے کہ امام شافعی اہل رای سے ہین اور امام ابو حنیفہ رح
اصحاب ظواہر سے ہین انتہی اور کلام اشرف سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہی کہ بعض حدیثا اونکو نہین ملی
پھر اسکا کچھہ تعجب نہین ابن جوزی کیسے محقق کہلاتے ہین اونکو بہت حدیثین نہین ملین اور فقط اتنی ہی سے
اونکو موضوع بتلا دیا پھر علامہ سیوطی وغیرہ نے کیسا اونکا پیچھا کیا ہی اور اون احادیث کو ثابت
کر دیا ہی اس سے یہ لازم نہین آتا کہ صاحب ہدایہ کو بھی اون احادیث کا پتا نہ لگا ہو اسمین حسن ظن بزرگان
دین کیطرف اچھا ہی آخر اور احادیث صحیحہ سے تو محققین نے اون مسائل کو ثابت کر دیا ہی ہمکو مسائل کے
ثبوت سے غرض ہی یون تو بدگمانی ہر ایک مسلہ کی نسبت ممکن ہی پھر تو اس سوظنی کی وجہ سے دلدل مین پھنسکر
نکلنا مشکل ہوگا ؎ ہر کہ شد بستۂ این دام بلا + کی رساند بسر شام بلا + مخور این غم کہ خمارش در دست +
عذر ای بادہ کش جام بلا + **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایسے حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ مکہ
معظمہ مین چارون اماموںکے چار مصلے جو کہ اسوقت مین موجود ہین انکو حدیث پر چلنے والے لوگ بدعت

کہتے ہین سو جواب اسکا چار طرح پر ہی اول یہ کہ مکہ معظمہ مین چارون مصلے چارون اماموںکے علحدہ علحدہ
سنہ آٹھ سو سات ہجری مین بتیق سلیچ زمانہ فرج بن برقوق کے بنائے ہین لیکن انکے بنانے اور مقرر کرنیکی
نہ تو حکم خدا ناطق ہی اور نہ حکم رسول الخ **اقول** چارون مصلونکو ناجائز سمجھنا اور حدیث بدعت کی
سند لانا محض غلط اور قیاس مع الفارق ہی جب مذہب چارون اماموںکا بالاتفاق حق ہی پھر انکے مصلے
کیونکر بدعت ہو سکتے ہین ہان افراط و تفریط اچھی نہین جس مصلے پر نماز طیار پاوے شریک ہو جاوے
انتظار اپنے امام کا نکرے چنانچہ راقم الحروف نے سب مصلونپر نماز پڑھی ہی البتہ بعضے صاحب اوسمین احتیاط
کرتے ہین کہ اگر امام مالکی یا شافعی نے نجس پانی سے جو مقدار قلتین سے ہو یا کم ہو وضو کیا یا پچھنے لگائے
یا حنبلی نے فقط پگڑی پر مسح کیا تو حنفیہ کے نزدیک ایسی صورتومین نماز فاسد ہو جاتی ہی مگر یہ محض وہم
اور تعصب ہی ہم تو فرقہ ظاہریہ کے پیچھے بھی بحکم صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ کے برابر نماز پڑھ لیتے ہین
البتہ معترض صاحب کا آیت سے استنباط کرنا کہ خدا تعالی وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى
فرماتا ہی تو بجز ایک مصلے کے دوسرا نہونا چاہیے عجیب اجتہاد ہی اگر معاملہ سنجیدہ نہوتا تو قابل تضحیک تھا
کسی مفسر اور کسی مجتہد کو یہ نہین سوجھی خاص معترض صاحب کا حصہ ہی اسیوجہ سے ہم کہتے ہین کہ عوام
خصوصًا حضرات ظاہریہ کو ایمہ اربعہ سے کسی امام کی تقلید کرنا ضروری ہی حدیث کی تہ کو تو خوب نہ پہنچے ہی
تھے اب قرآن پر بھی نوبت آئی خدا خیر کرے معترض صاحب جیسا آپ نے اجتہاد کیا ہی ایک مسئلہ ہمکو بھی سوجھا
ہی کہ عید کی نماز سوای مقام ابراہیم کے اور جگہ جائز نہین اور دلیل اسپر یہی آیت مذکورہ ہی جیسے
معترض صاحب نے مصلے کے معنی امام کے مصلے کے لیے ہمنے مصلے کے معنی عیدگاہ کے لیے علاوہ اسکے
ایک اور مسئلہ اس آیت سے نکلتا ہی کہ کوئی نماز فرض ہو یا نفل سوای مقام ابراہیم کے کسی جگہ جائز نہین پس
جماعت تو ممکن ہی نہین جب بہت سے آدمی ہونگے تو ایک دو اکیلے دو کیلے پڑھکر جب فارغ ہونگے تب دوسرے
کھڑے ہونگے غرض معترض صاحب قرآن مین اس مصلے کے معنی خوب سمجھے اب جسنے اور کہین نماز پڑھی ہوگی
وہ نماز معترض صاحب کے نزدیک جائز نہوگی اور پہلے بنا ہونے مصلونکے جو نمازین صحابہ نے پڑھی ہین معترض
صاحب نے اپنے اجتہاد سے سب برہم کردین پس اگر جناب اس آیت کے معنی یہ کہین امام کا مصلی ایک ہونا چاہیے

اور وہ بھی خاص مقام ابراہیم پر ہو تو اس استنباط کے تمام صحابہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخالف ہو جائینگے نعوذ باللہ اجتہاد ایسے ہی کہتے ہین اور عیدگاہ کے معنی معترض صاحب کو نہین سوجھے تھے وہ ہمنے بتلا دیے جبھی کبھی حضرت ظاہر ہے نے اجتہاد کیا تھا او سکو ہمنے مضحکہ مین اوڑا دیا بہر حال عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست بیضاوی مین ہے وَهُوَ أَمْرُ اسْتِحْبَابٍ رُوِيَ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ أَخَذَ بِيَدِ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَا مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ عُمَرُ أَفَلَا نَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَقَالَ لَمْ أُومَرْ بِذٰلِكَ فَلَمْ تَغِبِ الشَّمْسُ حَتّٰى نَزَلَتْ وَقِيلَ الْمُرَادُ بِهِ الْأَمْرُ بِرَكْعَتَيِ الطَّوَافِ لِمَا رَوَى جَابِرٌ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمَّا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهِ عَمَدَ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ فَصَلّٰى خَلْفَهُ رَكْعَتَيْنِ وَقَرَأَ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى

یعنی یہ امر استحبابی ہے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضہ کا ہاتھ پکڑا پس فرمایا یہ مقام ابراہیم ہے کہا عمر رضہ نے کیا ہم اسکو نماز کی جگہہ نکر لین فرمایا مجکو حکم نہین کیا گیا پس آفتاب غروب نہین ہوا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی اور بعض نے کہا ہے کہ مراد اس سے حکم دو رکعتون طواف کا ہے بسبب اسکے جو جابر رضہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف سے فارغ ہوئے تو قصد کیا طرف مقام ابراہیم کے پس دو رکعتین پیچھے اوسکے پڑھین اور آیت وَاتَّخِذُوا پڑھی تھی پس اس آیت کی شان نزول سے معلوم ہوا کہ فقط امر استحبابی ہے واجب نہین اور امام کے مصلے کے معنی جو معترض صاحب نے لیئے ہم ابتک متعجب ہین کہ اس جواب کی کیا ضرورت تھی جو اونکو اپنے اجتہاد سے بلا اعتقاد کر دیا اور اپنے تمیز بھی کھلوایا ای معترض صاحب بات ٹھکانے کی کہنا چاہیے بلا سوچے اٹکل پچو تکے نہ لگائیے

عزت بی تامل بگفتار دم مزن ٭ نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم ٭ نطق آدمی بہتر است از دواب ٭ دواب از تو بہ گر نگوئی صواب

قال وہ ایک مغالطہ مقلدین ایہ حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے حدیث کے آسان آسان مسلونپر عمل کرتے ہین مشکل پر نہین چلتے ہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ جو لوگ حدیث کے آسان مسلونکو چھوڑکر مشکل مسائل پر عمل کرتے ہین وہ بڑے بیوقوف اللہ تعالی کے نافرمان ہین

اقول معترض صاحب نے کیسے کیسے مغالطہ دینے شروع کیے اسکا ہم کیا جواب دین بجز اسکے

کہ اونکو تقلید کی فہمایش کریں دین جناب مین آپ آسان مسائل پر تو عمل کیجیے مگر خدارا اپنے اجتہاد بیجا کو دخل نہ دیجیے جو مسائل ائمہ نے احادیث اور قرآن سے استنباط کیے ہین اونکو اخذ کیجیے اور اپنی رای سے حدیث کے مطالب کو زیب و زینت نہ دیجیے کبھی تہجد بھی پڑھ لیا کیجیے اور کبھی رات بھر عبادت کیجیے جس سے جسم کو تکلیف ہو اور یہ آرام کر جائین بس سنت کو بھی ملحوظ خاطر رکھیے زیادہ آسانی کو نہ ڈھونڈھیے ورنہ رفتہ رفتہ تکلیف شرعی بھی آپکو ناگوار ہونے لگیگی پھر تو خاصے غیر مکلف ہو جاؤگے اتنا یاد رکھو کہ مقلد مکلف بنتے ہین اور غیر مقلد غیر مکلف ہو جاتے ہین اسی انتظام کے واسطے غیر مجتہد کو تقلید ضروری ہے کہ آزادی اور رفع تکلیف کو روکتی رہتی ہے ہمنے بحکم اَلدِّینُ النَّصِیحَۃُ کے اتنی بات کہدی ہے ماننے نہ ماننے آیندہ تمکو اختیار ہے ؎ من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم * تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ جسقدر لوگ اس مذہب کے مقلد ہین اور کسی مذہب کے بھی نہین اور ترمذی مین روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِی اَوْ قَالَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَّیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی تحقیق اللہ نہین جمع کریگا امت میری کو یا کہا بجاے امتی کے امت محمد کو گمراہی کے اور ہاتھ اللہ کا ہے اوپر جماعت کے اور جو شخص کہ جدا ہے جماعت سے تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے اور ابن ماجہ مین روایت ہے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو جماعت بڑی کی پس تحقیق شان یہ ہے جو تنہا ہوا جماعت سے تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے سو جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ اور اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کا یہ مطلب نہین کہ جس طرف بہت لوگ ہون حق اور ہدایت پر وہی لوگ تھے ہین اور جس طرف تھوڑے ہون وہ گمراہ ہوتے ہین کیونکہ اگر ان حدیثونکے یہی معنی لیے جاوین تو پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور اونکے ساتھ والے نعوذ باللہ منہا ب گمراہ ٹھیرتے ہین کیونکہ معرکہ کربلا مین امام حسین کے ساتھ تو صرف بیاسی آدمی مع اونکے اہل بیت اور خادمون کے تھے اور عمر بن سعد کے ساتھ جو امام حسین کے ساتھ لڑنے کو آیا تھا سوار اور پیادہ بائیس ہزار

آدمی تھے غرضکہ مطلب ان حدیثوں کا یہ ہے کہ جس طرف اکثر مجتہد اور محدث ہین وہی گروہ بڑا ہے پس اگر
امام اعظم ایک طرف ہون مثلاً اور نخعی اور حسن بصری اور ثوری اور اسحق اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل
ایک طرف پس منصف خود دیکھ لے کہ سواد اعظم اور گروہ بڑا کدھر ہے الخ **اقول** حنفیہ اس قول کو بمقابلہ
ظاہریہ کے کہتے ہین کہ یہ لوگ چارون اماموں کے گروہ سے علیحدہ ہین اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدی مسجد بنائی ہے
یہ لوگ بیشک سواد اعظم کے خلاف ہین شافعیہ وغیرہ کو حنفی نہین کہتے اِن چار مذہب کے حق ہونے مین کلام نہین
جو ان مین سے کسی کے قول کا اعتبار نکریگا تو بحکم حدیث شریف اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ
فِی النَّار ہے اوس پر شذوذ صادق آجائیگا اگرچہ ظاہریہ نے جب یہان کوئی مفر نہین دیکھا تو حدیث مین اپنی
طرف سے تاویل کی ظاہری الفاظ کو بالکل چھوڑ دیا حالانکہ یہ اونکے مذہب کے سراسر خلاف ہے کہ احادیث
اور قرآن مین تاویل کیجاے مگر یہان بغیر تاویل کچھ نہ بنی کیا کرین مذہب چھوٹتا ہے اپنا طریقہ خاص
جو اختیار کیا ہے آخر اوسکو بھی تو نباہنا چاہیے مگر اونکی اس تاویلات سے کیا ہوتا ہے احادیث کے الفاظ
بیشک اون پر صادق آتے ہین البتہ اونکو یہ کہنا چاہیے تھا کہ شذّ کے معنی یہ ہین کہ جو بالکل علیحدہ
ہوجاے اور یہ بات ظاہریہ پر صادق نہین آتی اسلیے کہ وہ اگرچہ بعض مسائل مین ائمہ اربعہ کے بالکل برخلاف
ہین مگر انکے اکثر مسائل پر عمل کر لیتے ہین یہ ہمنے ظاہریہ پر ترحم کرکے تاویل کردی ہے ورنہ اونکے خیالات تو
اس سے بھی زیادہ فاسد معلوم ہوتے ہین اور معرکہ کربلا کی سند پیش کرنی بڑی نادانی ہے اسلیے کہ تواریخ معتبر
کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معرکہ ناگہانی ہوگیا صحابہ کو مطلق خبر نہوئی اور بعض کو خبر تھی مگر
لڑائی کی خبر نہ تھی یون جانتے تھے کہ اہل کوفہ نے واسطے مشورہ اور اصلاح کار کے بلوایا ہے ورنہ انکی طرف
تو اسقدر صحابہ اور تابعین تھے کہ اوس طرف کے لوگ ہرگز نہ تھے بلکہ اوس طرف والے کو بخوف جان شریک
جنگ تھے مگر اکثر مجبور اور ناکارہ تھے آخر حضرت حر اپنی جمعیت سے اس طرف شریک ہو گئے تھے معترض صاحب کو
اصل قصہ تو معلوم نہین فقط اپنی تاریخ دانی کی سند پیش کرتے ہین اور امام صاحب کا ایک دو مسئلہ کو
مخالف ہونا مضر نہین اس قسم کی مخالفت ہر مجتہد مین موجود ہے امام شافعی درود کو نماز مین فرض
کہتے ہین حالانکہ یہ مسئلہ جمہور کے خلاف ہے امام احمد اور اسحق جمعہ کو قبل زوال جائز کہتے ہین حالانکہ

تفسیر لفظ شذ و شاذ

جمہور کے خلاف ہی اور لیث بعد نماز فجر اعتکاف مین بیٹھنے کو مسنون کہتے ہین اور جمہور رات ہی اوسمین داخل کرنے کو مسنون کہتے ہین اور عطا بن ابی رباح تابعی جو امام شافعی اور امام بخاری و اکثر محدثین کے اساتذہ مین ہین اور سب محدثین اونکو مانتے ہین اونکے نزدیک اگر عید دن جمعہ کے واقع ہو تو فقط عید کی نماز واجب ہوتی ہی اور جمعہ کی اور ظہر کی نماز اوسپر واجب نہین جاتا غرض عصر تک اونکے نزدیک کوئی نماز نہین اور داؤد ظاہری کے نزدیک راکد مین پیشاب کرنا موافق حدیث لایبولن الخ کے جائز نہین مگر پاخانہ اوسمین پھرنا جائز جانتے ہین حالانکہ اس قول کی طرف کوئی بھی نہین گیا اسیطرح اگر کوئی برتن مین پیشاب کرے اور ٹھیرے ہوئے پانی مین ڈالدے وہ بھی جائز کہتے ہین ایسے قریب پانی کے پیشاب کرے اور بہکر پانی مین چلا جاے یہ صورت بھی اونکے نزدیک جائز ہی حالانکہ تینون صورتین خلاف اجماع ہین اور اونکی دلیل یہ ہی کہ حدیث مین تو پانی کے اندر فقط پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہی اسکے سوا سب صورتین جائز ہونگی اور قیاس کو مطلقاً حرام جانتے ہین برخلاف جمہور کے کہ وہ ازروی قیاس کے اسی حدیث سے استنباط کرتے ہین کہ جب پیشاب کو منع کیا ہی تو پاخانہ بدرجہ اولی منع ہوگا اور غرض پیشاب کرنے سے یہ ہی کہ اوسمین کسیطرح سے پیشاب واقع ہو پس حضرات ظاہریہ اس صحیحین کے ظاہر الفاظ کو چھوڑکر قلتین کی حدیث ضعیف پر کاہے کو عمل کرینگے پس غور کیجیے کہ یہ مذہب اس مسئلہ مین کل کے مخالف ہی پھر کیا بعض بعض مسائل سے خلاف جمہور کرنے مین ایسے مجتہدین نعوذ باللہ اس حدیث کا مصداق ہوسکتے ہین کوئی جاہل بھی ایسی بات نہین کہیگا ہان جو لوگ اپنا نام حدیث پر چلنے والا رکھتے ہین اور اپنے منہ آپ میان مٹھو بنتے ہین اور محققین اونکو حدیث کے خلاف عمل کرنیوالا سمجھتے ہین ایسے لوگ بیشک سواد اعظم سے خارج ہین گو اپنی زبان سے کچھہ کہے جائین پس معلوم ہوا کہ جمہور کا طریقہ جو ہمیشہ سے تقلید ملا آیا ہی اور ہزارہا عارف اور قطب و ابدال ہر مذہب کے مقلدین ہین خصوصاً حنفی مذہب اسی فقہ کی بدولت ہوگئے اور علمای محققین نے گو بعض مسائل مین بوجہ مجتہد ہونے کے خلاف کیا ہے مگر تقلید پہلونکے اقوال کی ضرور کی اپنی طرف سے نیا طریقہ ایجاد نہین کیا حضرات ظاہریہ نے تو وہ نئے رنگ دکھائے جنکی سواد اعظم مین کہین بو باس بھی پائی نہین جاتی بیشک ایسے لوگ خارج اجماع ہین بڑے بڑے

محققین اور عارفین اگر تقلید بری چیز ہوتی تو ہرگز اختیار نکرتے حالانکہ اونپر تقلید کچھ ضروری نہ تھی باوجود اسکے بہ
ایک دوسرے کی تقلید کرتے چلے آئے اور اپنی رای کو چندان دخل نہ دیا پھر کجا عوام کالانعام جنکو یہ بھی خبر
نہین کہ دین کیا چیز ہے مطلق انبرٹھا اِن حضرات ظاہریہ کی بدولت ایمہ کے نسبت او نہوں نے آیا کیا زبانین
کھولی ہین اور کیسے دلیر ہوگئے اور یون سمجھتے ہین کہ غرض بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس زمانہ
بعد غدر مین پوری پوری ادا ہوئی کوئی یہ مضمون نہین سمجھا تھا خدا تعالی نے جیسا کہ نبی آخر الزمان افضل
الانبیا کو بھیجا تھا اسیطرح یہ حضرات ظاہریہ عمل بالحدیث مین افضل ہین سب ایمہ مجتہدین کو بعض بعض
حدیثین میسر نہ آئین اور سب نے نعوذ باللہ خلاف حدیث عمل کیا اور اجتہاد صحابہ و تابعین کا سب کا خانہ پورا
پورا انکے نزدیک مطابق حدیث نہ تھا اب انکے پاس سب حدیثین جمع ہوگئین خالص حدیث پر حسب رضای الٓہی کے
عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے سوای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسیکو کل احادیث
پر جیسا کہ انکو میسر آیا ہی انکے خیال خام مین میسر نہوا اور سب مین قصور رہا مگر بوجہ بیعلمی کے سب خطائین
معاف کردیجائینگی اور حضرات ظاہریہ کو طبقۂ اعلی عنایت ہوگا کیونکہ یہ لوگ جامع جمیع صفات ہین
خدا اور رسول کا مقصود پورا پورا ان لوگون نے سمجھا اور انھین کے واسطے بعثت نبوی ہوئی بعض صحابہ کو
حدیثین نہین ملین اور اسیطرح ایمہ اربعہ بھی جملہ احکام کی احادیث کو نہ پونہچے تو اونکے اجتہادات مخالف
احادیث کے بڑے پس خاص مقبول خدا یہی لوگ ہین جو باوجود امی ہونے کے براہ راست احادیث سے مسائل اخذ کرلیتے
ہین اور کسیکی تقلید ضروری نہین سمجھتے اور جب کسی مسئلہ امام کو ایمہ اربعہ سے اپنے اجتہاد مطلق مین حدیث کے
مخالف پاتے ہین پھر تو ایسے ایمہ پر طعن کرتے ہین کہ یون معلوم ہوتا ہی کہ شاید ابھی جبرئیل علیہ السلام انکو وحی
پونہچا کر رخصت ہوئے ہین خدا جانے یہ لوگ کس خواب خرگوش مین ہین اور شیطان نے انکے کان مین کیا پھونک دیا ہے
اور تبرا تو اس مسلک کے اعظم ارکان سے ہی بغیر اسکے کہ جب ایمہ اربعہ کو دو چار باتین لعن طعن کی نہ سنا لین
عامل بالحدیث نہین کہلاتے غرض جو سب مین زیادہ طعان اور لعان ہی وہ بڑا اچھا مسلمان ہی خدا تعالی
ایسے احمقون کے خیالی بلاؤ سے بچائے اور انکے پھندے مین عوام الناس کو نہ پھنساوے ہم حیران ہین کہ یہ لوگ
اس مسلک ضلالت پر اپنے تئین پیرو ہدایت کیونکر جانتے ہین حال آنکہ ع ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی

گئیں کہ تو میری بتر گستانست اور ایسے سلف اور خلف کی شان میں وہ گستاخیاں کرتے ہیں کہ جنکا حد و پایان نہیں پس معلوم ہوا کہ خدا تعالی اور رسول خدا ان لوگوں سے خوش نہیں ورنہ انکے اطوار کی تو ضرور اصلاح ہو جاتی انکا دلی اعتقاد ہے کہ ایسے غلطی ہو گئی ورنہ اونکی طرف مخالفت حدیث کی نسبت نکرتے اور اونکو برا نہ کہتے پس جس قوم کی یہ کیفیت ہو وہ کیا خاک حق پر ہوگی پس معلوم ہوا کہ بحکم حدیث شریف خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ الخ و موافق آیہ اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ کے خیریت اور فضیلت متقدمین ہی کیواسطے ہے اور اونہیں کی تقلید میں بالیقین حق ہے ان متعصب کی باتوں سے تو علم دین ہزاروں کوس دور ہے ہمکو انکی کسی بات کا اعتقاد نہیں پہلے تو ہم جانتے تھے کہ شاید ان لوگوں میں صلاحیت ہو مگر اب انکی کتابوں اور گفتگو سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا خیالی اور خود رائی مذہب ہے جو کہ وہ مذبذب ہے اور ٹھیک ٹھیک حدیث پر چلنے والے تو مقلدین ایسے ہیں اور یہ لوگ فرقہ ظاہر مخالف حدیث اور پابند ہوا و ہوس ہیں انکے قول اور فعل سے ایسا بھاگنا چاہیے کہ جیسے کوئی دشمن سے بھاگتا ہے جھوٹی باتوں سے ان لوگوں کو کچھ باک نہیں دین کی کتابوں میں اسقدر حق کو چھپایا ہے کہ جسکا کچھ حد و پایان نہیں فردای قیامت اسکا کیا جواب دینگے افسوس صد افسوس ظاہر میں تو یہ لوگ پابندی شریعت اور خدا و رسول کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور حقیقت میں خلوص دل سے اوسپر عمل نہیں کرتے ہیں ۵

قدم باید اندر طریقت نہ دم ۔ کہ بی اصل باشد دمی بی قدم

قال اور ایک مغالطہ مقلد امام اعظم کے حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ بموجب حدیث اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا یُنَجِّسُهٗ شَیْءٌ یعنی پانی پاک ہے نہیں ناپاک کرتی اوسکو کوئی چیز پانی کے لوٹے کے اندر اگر کوئی پیشاب ملا دے تو حدیث پر چلنے والے اوسکو ناپاک نہیں سمجھتے اور اوس سے وضو کرنا اور اوسکو پینا جائز جانتے ہیں سو جواب اسکا دو طرح پر ہے اول یہ کہ یہ صاف بہتان ہے حدیث پر چلنے والونکا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اونکا عقیدہ تو یہ ہے کہ پانی اگر قلتین کی مقدار سے یعنی سوا چھ من تول سے کم ہو تو پیشاب وغیرہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے اور اگر پانی قلتین کی مقدار یعنی تول میں سوا چھ من ہو تو جبتک کہ نجاست کے پڑنے سے اوسکا رنگ متغیر ہو جاوے یا مزہ بگڑ جاوے یا بو نہ آنے لگے تب تک پاک ہے اور دلیل اسکی یہ حدیث ہے الخ **اقول** مصنف

ابن ابی شیبہ مین ہے حدثنا عبد اللہ بن المقدام عن سعید بن ابی عروبة عن قتادة عن
ابن عباس ان زنجیا وقع فی زمزم فمات فانزل الیہ رجلا فاخرجہ ثم قال انزحوا ما
فیھا من الماء یعنی ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ایک زنگی چاہ زمزم مین گر پڑا پس مر گیا پس اوتارا
طرف اوسکے ایک شخص کو پھر فرمایا سب پانی اسکا نکالو انتہی اور عبد الرزاق اور دارقطنی اور بیہقی اور طحاوی
نے بھی اس حدیث کو ابن عباس رض اور ابن زبیر رض سے روایت کیا ہے اور چاہ زمزم قلتین سے بہت بڑا ہے تو
اگر بعد ار قلتین نجس نہین ہوتا تو دونون صحابی جلیل القدر چاہ زمزم کا پانی نہ نکلواتے اور اوس زمانہ
مین اور صحابی بھی موجود تھے سب نے سکوت کیا اور حدیث قلتین کسی نے انکے پیش نہین کی پس سبکا اجماع
ہوگیا اور حدیث قلتین کی ضعیف ہے چنانچہ شرح مشکوٰۃ مین لکھا ہے قال ابن المدینی وھو
امام ائمة الحدیث وشیخ البخاری انہ مخالف لاجماع الصحابة فان الزنجی وقع
فی بئر زمزم فامر ابن عباس وابن الزبیر بنزح الماء کلہ بمحضر الصحابة ولم ینکر
منھم احد فیکون حدیث القلتین مخالفا للاجماع یعنی کہا ابن مدینی نے جو ائمہ حدیث کے
امام اور بخاری کے استاذ ہین کہ حدیث قلتین کی مخالف اجماع صحابہ کے ہے اسلیے کہ زنگی چاہ زمزم مین
گر پڑا تھا تو ابن عباس رض اور ابن زبیر رض نے کل پانی نکالنے کا حکم صحابہ کی حضوری مین دیا تھا اور کسی نے
اوسکا انکار نہین کیا پس حدیث قلتین کی مخالف اجماع ہوئی انتہی اور امام شافعی نے جو کہا ہے کہ حدیث
زنگی کی ابن عباس سے معلوم نہین ہوتی اور اگر ثابت بھی ہو تو نجاست کچھ پانی مین آگئی ہوگی یا بوجہ
احتیاط نظافت کے کل پانی نکلوایا ہو اور امام نووی شافعی نے کہا ہے کہ خبر اہل کوفہ کو کیسے ہوگئی حالانکہ
اہل مکہ اوس سے خبردار نہوئے تو دونون کے قول کا جواب امام ابن ہمام فتح القدیر مین لکھتے ہین کہ یہ قول
بالنظر مدفوع ہے کہ اونکا نجانا دین خدا مین دلیل ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا اور ظاہر سوق عبارت
اور الفاظ راوی سے کہ زنگی مرگیا پس حکم دیا پانی نکالنے کا یہ ہے کہ موت کی وجہ سے یہ حکم تھا نہ اور کسی
نجاست سے علاوہ اسکے اونکے نزدیک تو نجاست کسی کی وجہ سے کنوئین کا پانی نکالنا نہین چاہیے پھر اونکے
اور اس حدیث کے درمیان مین قریب ڈیڑھ سو برس کے فاصلہ تھا پس اوس شخص کا خبر دینا جسنے

اہل کوفہ کو معلوم کیا اور ثابت کیا غیر کے نجاننے سے بہتر ہوگا اور نووی کا یہ کہنا کہ یہ خبر اہل کوفہ کو کیونکر
پونہچی اور اہل مکہ اوس سے جاہل رہے نہایت مستبعد ہے بعد ظاہر ہوجانے طرق حدیث کے اور معارض ہے
اوس قول کے جو امام شافعی نے امام احمد سے کہا تھا کہ تم اخبار صحیحہ ہم سے زیادہ جانتے ہو جب کوئی خبر صحیح ہو تو
مجھکو بتلا دینا تاکہ مین کسی کوفی یا بصری یا شامی سے جا کر تحقیق کر لون پس امام شافعی نے کیون
نہین کہا کہ اون لوگونکو کیسے وہ خبر پہونچ سکتی ہے کہ اہل حرمین اوس سے ناواقف ہون اور وجہ اسکی
یہ ہے کہ صحابہ اور شہرونمین خصوصاً عراق مین چلے گئے تھے کہا علامہ عجلی نے تاریخ اپنی مین کہ کوفہ مین
ڈیڑھ ہزار صحابہ اور قرقیسیا مین چھ سو صحابہ جا بسے تھے انتہی اور علامہ عینی کا معترض صاحب نے جو قول
نقل کیا ہے کہ مرسل حدیث ہمارے یہان حجت ہے اس سے حنفیہ پر حصر نہین سمجھا جاتا بلکہ اکثر کا یہی مذہب ہے کہ
مرسل حدیث حجت ہوتی ہے چنانچہ شرح مسلم مین ہے فَذَهَبَ مَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَحْمَدُ وَأَكْثَرُ
الْفُقَهَاءِ إِلَى جَوَازِ الْاِحْتِجَاجِ بِالْمُرْسَلِ یعنی امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور اکثر فقہا
اس طرف گئے ہین کہ مرسل حدیث سے حجت پکڑنی جائز ہے انتہی اور حدیث قلتین کو بعض نے اگر باعتبار
بعض اسناد کے صحیح کہدیا تو اس سے مطلقاً صحت کہان سے لازم آئی ضعف کی بہت وجوہ ہین متن اور
اسناد کے اضطراب سے بھی ضعف آجاتا ہے علی ہذا القیاس راویونکے مطعون ہونے سے اور اعضال اور ارسال
اور تدلیس اور شذوذ اور تصحیف اور ابہام فی المعنی اور علت وغیرہ سے بھی ضعف ہوجاتا ہے فقط
اسناد کے جید ہونے سے کیا کام چلتا ہے جبتک یہ تمام وجوہ ضعف معدوم نہون باقی رہا عمل کرلینا ضعیف
حدیثون پر سو اکثر محدثین عمل کرتے آئے ہین اونکے عمل سے صحت پر کیونکر استدلال ہوسکتا ہے دیکھو
ترمذی مین لکھا ہے کہ رد نکاح ابو العاص بن ربیع کی حدیث جو عمرو بن شعیب سے روایت ہے اوسکو محدثین ضعیف
کہتے ہین اور ابن عباس رض سے جو روایت ہے اوسکو اجود اسنادا کہا ہے اور پھر یہ بھی لکھدیا ہے کہ عمل عمرو بن شعیب
کی حدیث پر ہے پس عجب تماشے کی بات ہے کہ خود تو جس حدیث پر چاہین عمل کرلین اور صحیح حدیث کو چھوڑدین
اور دوسرونپر اعتراض ہے سه چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد • محمد بن اسحق وغیرہ کی روایت
مقبول نہین جانتے مگر جب اونسے موافق مذہب اپنے کے روایت آتی ہے اوسکو قبول کرلیتے ہین اور دوسری

جب کسی راوی کی روایت بیان کرتے ہین بوجہ مخالفت مذہب اپنے کے تو اوسمین ضعیف بتلاتے ہین اپنے آپکا بین اسماء الرجال کی تصنیف کی ہین جیسا مناسب سمجھا لکھدیا اوس سے سند پیش کر دیتے ہین کہ دیکھو فلانے شخص نے اس راوی کو ضعیف لکھا ہی گویا تمام دارومدار دین کا صحت اور ضعف روایت پر قرار دیا ہی اور ایمہ کی تنقیح اور تلاش سب طاق پر رکھدی وہ جس حدیث سے اخذ کرین اوسکو اپنی اصطلاح سے باطل کر لیتے ہین اور خود خواہ سفید کرین یا سیاہ سب کا لوحی من السما ہی کوئی حق و باطل کا بتانے والا نہین خصوصًا جہان کہین مثل نواب بھوپال کے کسی امیر کو لامذہب دیکھا تو وہان وٹہونکا مذہب اختیار کیا اور یہان ہین ہان ملانے لگے اور اونکے ساتھ آپ بھی ایمہ مجتہدین پر تبرے کا راگ گانے لگے ؎ جو جفا کرتے ہو کہتے ہین بجا کرتے ہو ❊ کوئی اتنا نہین کہتا کہ یہ کیا کرتے ہو ❊ پس تعجب ہی کہ حضرات ظاہریہ محض بوجہ تقلید صاحب عیار کے ضعیف حدیث پر عمل کرلین اور مقلدین اگر اپنے امام کی صحیح حدیث پر عمل کرین تو وہ خلاف خدا اور رسول ہو جائین حالانکہ قلتین کی حدیث کو حافظ ابن عبد البر و قاضی اسمعیل اور ابوبکر بن عربی اور ابن مدینی شیخ بخاری اور ابوداود اور امام غزالی اور امام رویانی نے ضعیف کہا ہی اور بنایہ مین لکھا ہی قَالَ ابنُ حَزمٍ لَا حُجَّةَ لَهُم فِي حَدِيثِ القُلَّتَينِ لِاَنَّهُ عَلَيهِ السَّلَامُ لَم يُحَدِّدْ مِقدَارَ القُلَّتَينِ یعنی کہا ابن حزم ظاہری نے کہ حجت اونکی حدیث قلتین مین نہین ہو سکتی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدار قلتین کی حد نہین بیان کی انتہی پھر اسکی اسناد مین علاوہ اضطراب اور متن مین الگ کوئی دو قلہ اور کوئی تین قلہ اور کوئی چالیس قلہ اور کوئی چالیس غرب روایت کرتا ہی پھر معنی بھی قلہ کے مختلف کوئی معنی خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہین پھر بھی اسکو حجت گردانا اور فقط تابعی کے قول سے ایک معنی متعین کرلیتا فقط خانہ ساز باتین ہین اور مقلدین کو دھمکانے کی حکایتین ہین وَمَا اَنزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِن سُلطَانٍ اور قلال ہجر کی حدیث جو امام شافعی سے منقول ہی اوسکی اسناد منقطع ہی اور راوی اوسکے مجہول ہین اسلیے کہ امام شافعی یون لکھتے ہین اَخبَرَنِي مُسلِمُ ابنُ خَالِدٍ الزَّنجِيُّ عَنِ ابنِ جُرَيجٍ بِاِسنَادٍ لَا يَحضُرُنِي یعنی مجھکو مسلم بن خالد نے ابن جریج کی روایت سے خبر دی ایسی اسناد سے جو مجھکو یاد نہین انتہی اسکا جواب علامہ عینی لکھتے ہین کہم اونکے اصحاب نے کہا

بیان پنجم

یہ حدیث نہ اونکو یاد ہوئی اور نہ کبھی یاد ہوگی اور شیخ تقی الدین کتاب امام مین لکھتے ہین کہ صحیحین علی ہر تکیہ جو
اسناد اونکو یاد نہی اوسکے رجال مجہول ہین یا مجروح منقطع ہوئی پس اوس سے حجت قائم نہین ہو سکتی اور دوسرے یہ کہ قول ابن جریج کا
جو حدیث مین قلال ہجر کہا ہی اوس سے وہم ہوتا ہی کہ یہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حالانکہ ابن جریج کی روایت مین لفظ
آنحضرت کا ہی اور مین کہتا ہون کہ شیخ انکے مسلم بن خالد کو ایک جماعت نے کہ اونمین سے بیہقی بھی ہین ضعیف کہا
انتہی اب غور کیجیے کہ جس حدیث مین اتنی علتین پائی جائین اوسکو حجت گرداننا کسیطرح ممکن نہین خصوصا
حضرات ظاہریہ سے بہت بعید ہی ہان اگر تقلید کا اقرار کرین تو یہ بات اور ہی ظاہر یہ کیساہی تقلید کا انکار کرین
مگر بغیر تقلید ہم دیکھتے ہین کہ کوئی بات نہین کہہ سکتے یہین یہان تو اونہون نے صحیح حدیث جو پانی مین پیشاب
کرنے کی ممانعت ہی اور راکد ٹہرا اسکے نہی فرمائی ہی اوسکو ضعیف حدیث سے خاص کر لیا حالانکہ
ہر پانی ٹھہرے ہوئے مین پیشاب کرنا اور راکد التامنع ہی جبتک کہ اوسکو پانی جاری کا حکم حاصل نہو پھر
یہان تو صریح حدیثین بخاری اور مسلم کی موجود تھین اور خود امام بخاری علیہ الرحمہ ابو داود کے استاد ابن مدینی
جو علل حدیث کی مہارت تام رکھتے ہین اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین پھر بھی حضرات ظاہریہ نے فقط
بوجہ اصرار صاحب البسیط تقلید جابر کو کام فرمایا ہی کہ صحیحین کی حدیثونکو بھی بالائی طاق رکھدیا اور

تنبیہ

دہ دردہ جو بعض صاحبون نے بیان کیا وہ مذہب امام محمد کا تھا پھر اوس سے اونہون نے رجوع کرلیا چنانچہ
فتح القدیر مین لکھا ہی قَالَ الْحَاكِمُ قَالَ اَبُو عِصْمَةَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ يُوَقِّتُ فِي ذٰلِكَ
عَشَرَةً فِي عَشَرَةٍ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى قَوْلِ اَبِي حَنِيْفَةَ وَقَالَ لَا اُوَقِّتُ شَيْئًا یعنی لکھا حاکم نے
کہ ابو عصمہ نے کہا کہ امام محمد اسمین دہ دردہ کی مقدار معین کرتے تھے پھر اونہون نے امام ابو حنیفہ رح قول کی
طرف رجوع کیا اور کہا مین کوئی مقدار معین نہین کرتا انتہی پس امام صاحب تو اسیوجہ سے مقدار معین نہین کرتے
اور رای مبتلی بہ پر چھوڑتے ہین کیونکہ شرع مین کوئی مقدار معین نہین آئی اور یہی حنفیہ کے نزدیک مذہب
صحیح اور قوی ہی چنانچہ ابن ہمام اور شمس الائمہ وغیرہ نے تصریح کر دی ہی اور کرخی اور صاحب عنایہ و بنایہ
وغیرہم کا یہی مسلک مختار ہی پس حنفیہ سے دہ دردہ کی حدیث طلب کرنی نہایت درجہ کی حماقت اور جہالت
ہی البتہ اگر حنفیہ اس امر کا اشتہار دین کہ جو شخص خاصکر ظاہریہ قلتین کی حدیث کے سوای اسناد اور سبب

وجوہ سے صحت ثابت کریں یا اڑھائی مشکین کسی حدیث صحیح یا ضعیف کی ثابت کرے تو دس ہزار روپیہ
انعام حق سعی کے مستحق ہونگے تو بیشک انکو زیبا ہے اور دس ہزار کیا اگر بیشمار روپیہ صرف کرینگے
تو بھی ممکن نہیں کہ حضرات ظاہریہ قلتین کی حدیث کی صحت بجمیع الوجوہ ثابت کردیں اور وہ بیچارے کس شمار
مین ہین کیا ہوا اور کیا ہوگا سا شور رہا اگر مشرق اور مغرب کے تمام علما جمع ہو جائیں تو بھی صحت ثابت نہیں
کرسکتے اور حدیث اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ تو اگر خاص بیر بضاعہ میں لیا جائے تو ظاہر ہے کہ
وہ پانی باغون مین جاری تھا اور جاری پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اگر اعتبار عموم الفاظ کا کیا جائے
تو یہ حدیث اور صحیحین کی حدیث جسمین پیشاب کی ممانعت اور ہاتھ ڈالنے کی نہی وارد ہے منسوخ ہو جاویگی
غرض حنفیہ پر اسمین کچھ بھی اعتراض نہیں البتہ اعتراض انپر ہے جو خلاف حکم خدا اور رسول اپنی طرف سے قلہ کے معنی
متعین کر لیتے ہین اور اسکو حدیث ٹھیراتے ہین پھر مزید براں مذہب حق پر اعتراض بھی کرنے کو موجود
ہو جاتے ہین یا اللہ مین تجھکو گواہ کرتا ہون کہ میرا یہ ہرگز عقیدہ نہیں کہ کسی امام نے حدیث اور قرآن کا خلاف
کیا اور نہ مین کسیکو سلف اور خلف مین سے برا جانتا ہون حضرات ظاہریہ کے توہمات فاسدہ کے سبب سے
انکے برا کہنے سے وہ ہرگز برے نہیں ہو سکتے بلکہ یہ خود آپ برے ہین ف دشنام اگر یونہی مجھی دیگا تو رات دن
بکا کریگا کیا مرا تری ہوگی زبان خراب ✦ قال علاوہ اسکے حنفیہ کس منہ سے قلتین کی حدیث کو مضطرب
کہتے ہین انکے امام کے نزدیک تو جسقدر ضعیف اور مرسل حدیثین ہین سب [illegible] کے لائق ہین چنانچہ
عقود الجواہر المنیفۃ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ مین لکھا ہے وَمِمَّا يُرْوَى عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ ضَعِيْفُ
اَلْحَدِيْثِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ آرَاءِ الرِّجَالِ اقول سبحان اللہ واہ مولف صاحب کی عبارت دانی
اور معنی فہمی کا حال اور استعداد علمی کا کمال معلوم ہو گیا سچ ہے ف اگر ہمچو تو زمانہ مین حصول علم بی محنت
تو بس ساری کتابین ایکجا بلد ہو جاتا ✦ اس عقود الجواہر منیفہ کی عبارت سے استدلال ساتھ عمل کرنے حنفیہ
حدیث ضعیف پر مطلقاً ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ اس عبارت سے تو فرقہ ظاہریہ رد ہوتا ہے کیونکہ
قول کا ر[illegible] نکلتا ہے کہ وہ بمقابلہ عامل بالحدیث ہونے اپنے سکے تعصبا اور طعنا امام صاحب و مقلدین حنفیہ
عاملین بالرای اور اہل الرای سے شمار کرتے ہین سو اس عبارت مین امام صاحب کیطرف

عامل بالحدیث او کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھنیوالے ہین اگر حدیث ضعیف بھی ہو تو ہم اوسکو مقابلہ
آرا ہی رجال کے بہتر جانینگے اور مانینگے نہ یہ کہ صحیح اور قوی احادیث کو چھوڑ کر محض رای پر چلین ۔ع
ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا چنانچہ مولوی بدیع الزمان لامذہب بگر رکابی مذہب غیر مقلد نگر معتقد
نواب صاحب امیر بھوپال نے اپنی کتاب فتح المبین علی رد مذاہب المقلدین مطبوع لاہور مین از راہ تعصب او
نفسانیت کے جا بجا لکھا ہی کہ مقلدین نے سنن صحیحہ صریحہ و نصوص قطعیہ محکمہ کو رد کر دیا اور چھوڑ دیا ہی حالانکہ
اسکے مصداق پورے پورے لامذہب ہین نہ مقلدین انشاء اللہ تعالی اس کتاب کا جواب بھی دندان شکن
عنقریب ہم لکھینگے اور ساری قلعی ان لامذہبونکے مکائد کی کھولدینگے ۔ع مثل رقیب جھوٹ کے ہم آشنا نہین
جو راست راست بات ہو کہدین ہزار بین ۔ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایسہ حدیث پر چلنے والونکو
دیتے ہین کہ ہم لوگ جو حدیث پر نہین چلتے ہین تو وجہ اسکی یہ بھی ہی کہ حدیث کی کتابونمین بہت سی حدیثین
منسوخ موجود ہین اور ناسخ اور منسوخ حدیثونکو ہر شخص پہچان نہین سکتا اونکو پہچاننا اور اونکو سمجھنا مجتہدونکا
ہی کام تھا سو جواب اسکا آٹھ طرح پر ہی اول یہ کہ ناسخ اور منسوخ حدیث سمجھنے کا قاعدہ سب قاعدون سے آسان ہی
اور اس قاعدے سے ہر ایک عالم بلکہ تھوڑی سی استعداد والا آدمی بھی ناسخ اور منسوخ حدیثونکو سمجھ سکتا ہی الخ
اقول معترض صاحب نے نسخ مین سند ظاہریہ کی لکھکر کفایت کی صاحب دراسات کا قول حنفیہ پر
ہرگز حجت نہین اونکی کتاب حنفیہ کے سراسر خلاف اور خالی از تعصب نہین حاصل یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے نسخ کے بارہ مین تصریح نہین آئی ہر فرقہ اپنی دلائل پیش کرتا ہی اور دوسرا اوسکو رد کرتا ہی
تمام کتابونمین نسخ کی گفتگو مین کسقدر اختلاف ہی کہ اب تک محققین مین اوسکا فیصلہ نہین ہوا اور کوئی
امر قرار نہین پایا جس سے اطمینان کلی ہو بہت آیتین اور حدیثین ایسی ہین جنمین اختلاف ہی کوئی اونکو
منسوخ کہتا ہی اور کوئی اونپر عمل کر لیتا ہی اسی گفتگو مین بڑے بڑے محقق تمام عمر بحث کرتے رہے
اور کوئی بات طے نہین ہوئی معترض صاحب نے ایک ظاہری کا قول کہین دیکھ لیا بہت خوش ہو گئے
کہ اب فیصلہ ہو جائیگا یہ قاعدہ بہت آسان ہی ہم کہتے ہین کہ زبان سے کہدینا بہت آسان ہی مگر
اختلافیات کو سمجھ لینا بہت دشوار امر ہی فقط ان دو قسمون پر حصر کرنا محض غلط اور خلاف نقل او

عقلی ہی البتہ نسخ قطعی جس سے عبارت ہی اوسکے واسطے بیشک امورات یقینیہ ہونے چاہیئین مگر دین فقط یقین پر ہی منحصر نہین اکثر احکام ظنی پر برابر عمل ہی خصوصاً حدیث آحاد کہ وہ ظنی ہوتی ہی قطعی نہین ہوتی باانہمہ تمام ظاہریہ بھی اوسپر عمل کرتے ہین اور صاحب دراسات کا قول نسخ قطعی کے قاعدہ پر مبنی ہی پس منسوخات ظنیہ کو وہ شخص رد کریگا جو احادیث آحاد کو رد کرے اور اوسپر عمل نکرے ہزارہا احکام ظنی شرع مین موجود ہین اونکا کوئی انکار نہین کرتا مگر تعجب ہی کہ حضرات ظاہریہ نے منسوخ حدیثین اور آیتین دس پانچ عدد مین کیون منحصر کردین یہ قول تو جمہور محققین کے خلاف ہی چنانچہ تفصیل اسکی آگے بیان ہوگی **قولہ** دوم اگر کسی شخص کو کسی حدیث کا ناسخ معلوم نہو الخ **اقول** یہ عجب کلام مہمل ہی کیونکہ جب تمام کتابین مبوب اور مفصل ہوگئین اور ناسخ اور منسوخ کو فقہا نے ممتاز کردیا پھر بھی کوئی شخص محققین کا کلام نہین دیکھیگا اور ابتدائی اسلام پر قیاس کرکے بلا دغدغہ عمل کیے جائیگا اور حدیث متعہ وغیرہ پر کاربند ہوگا وہ بیشک گنہگار ہی یہ عذر اوسکا شرع مین ہرگز مسموع نہوگا اوس سے بلا دغدغہ بازپرس ہوگی کیونکہ ابتدائی اسلام مین لوگ معذور تھے اب کیا کچھ عذر نہین چل سکتا البتہ جو منسوخ اختلافی ہی مثل رفع یدین اور آمین بالجہر کے اوسمین معفو ہی **قولہ** سوم صحیح صحیح غیر منسوخ حدیثونکو الخ **اقول** کوئی شخص کسی حدیث کو امام کے مذہب کے خلاف ہونے سے منسوخ نہین کہتا بلکہ اوسکے نسخ پر احادیث اور اقوال و افعال صحابہ دال ہین کوئی حدیث ہمکو ایسی بتلایئے کہ جسمین فقط امام کے قول سے اوسکی منسوخیت ثابت ہو ہرگز ہرگز نہین ہان جب صحابہ سے کسی حدیث کی روایت ہوگی اور اونکا عمل اوسکے خلاف پایا جائیگا تو ہم بھی صحابہ پر حسن ظن کرکے اوس حدیث پر عمل نکرینگے اور جسوقت خود صحابہ ایک حدیث کی روایت کرین اور دوسرے صحابہ اوسکے خلاف روایت بیان کرین تو اوسوقت جلیل القدر صحابہ کی حدیث بہ نسبت دوسرونکے زیادہ قابل عمل ہوگی اور تفسیر اتقان مین ابن حصار کا یہ قول نقل کیا ہی اوسکے اول مین لفظ قال موجود ہی معترض صاحب نے دھوکا دینے کو جلال الدین سیوطی کا قول بنا دیا اور اگر تسلیم کیا جاوے اونکا بھی یہی مسلک ہی تو اونکی عبارت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہی کہ بعض لوگون نے جو کئی سو آیتونکو منسوخ کہدیا اوسکے دفع کیواسطے

جاندپش کی ہی اسکو معترض صاحب نے حدیث پر بھی قیاس کر لیا حالانکہ حدیث اور قرآن مین بہت فرق ہی
قرآن کی آیت مین تو بیشک قاعدہ جو تفسیر اتقان مین لکھا ہی جاری ہو سکتا ہی اسلیے کہ قطعی ہی کے منسوخ
ہونیکے واسطے قطعی ناسخ یا حکم قطعی رکھتا ہو جب نہ پایا جائیگا ہرگز آیت منسوخ نہین ہو سکتی برخلاف
حدیث کے کہ اوسمین بوجہ ظنیت کے اسقدر تشدد کی ضرورت نہین کیونکہ سوا احادیث متواتر کے سب حدیثین
ظنی ہوتی ہین خواہ بخاری کی ہون یا مسلم کی چنانچہ امام نووی محدث شرح مسلم مین لکھتے ہیں
کہ خبر واحد وہ ہی جسمین شروط متواتر کی نپائی جائین خواہ راوی اوسکا ایک ہو یا زیادہ ہون اور اختلاف
ہی حکم اوسکے مین پس جسپر کہ جمہور مسلمان صحابہ اور تابعین سے اور بعد اونکے محدثین اور فقہا اور اصحاب
اصول ہین وہ یہ ہی کہ خبر واحد ثقہ کی ایک حجت ہی حجتون شرعیہ سے عمل اوسپر لازم ہی اور فائدہ دیتی ہی
ظن کا اور نہین فائدہ دیتی علم کا اور واجب ہونا عمل کا اوسپر جاننے شرع سے معلوم کیا نہ عقل سے اور ایک
جماعت اس طرف گئی کہ عمل حجت عقل سے واجب ہی اور جبائی معتزلی نے کہا کہ عمل نہین واجب ہوتا
جبتک دو آدمی دو سے روایت نکرین اور بعضے کہتے ہین کہ عمل تب واجب ہوتا ہی کہ چار شخص چار شخصون سے
روایت کرین اور ایک جماعت اہل حدیث سے اس طرف گئے کہ وہ علم کو واجب کرتی ہی اور بعض اونکے
نے کہا کہ وہ علم ظاہر کو واجب کر دیتی ہی نہ علم باطن کو واجب نہین کرتی اور بعضے محدثین اس طرف گئے
کہ جو احاد صحیح بخاری یا صحیح مسلم مین ہین وہ تو علم کا فائدہ دیتی ہین اور آحاد نہین دیتی اور ہم اس قول کو
اور اسکے ابطال کو پہلی فصل مین بیان کر چکے ہین اور یہ کل اقوال سوای قول جمہور کے باطل ہین لیکن
قول اوس شخص کا جو علم کو واجب کہتا ہی پس وہ واسطے حس کے مکابرہ ہی اور کیونکر علم کا فائدہ دیگا حالانکہ
احتمال غلطی اور وہم اور جھوٹ وغیرہ کا اوسمین راہ پاتا ہی الا ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ کسی حدیث احاد
خواہ صحیحین کی ہو علم یقینی حاصل نہین ہوتا لہذا اوسکے واسطے قرائن وغیرہ جبتک مؤید نہین ہونگے
باوجود ہونے ناسخ کے عمل نکرینگے اور فرقہ ظاہریہ نے جو کچھ بخاری اور مسلم مین غلو کیا ہی یہ فقط اونکی
تراش خراش ہی جمہور اسکے قائل نہین **قال** چہارم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر اول فعل کا

ناسخ نہین ہوتا الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل نہین کہ ہر فعل اخیر ناسخ اول ہی بلکہ وہ فعل اخیر ناسخ ہوتا ہی کہ جسمین صحابہ سے روایتین موجود ہین کہ اس فعل کو مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے پھر آپنے اوسکو چھوڑ دیا تھا جیسے جنازے کے واسطے کھڑا ہونا یا رفع یدین کا کرنا صحابہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول کرتے تھے پھر آپنے ترک کر دیا ہان اگر والمرسلات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مغرب مین پڑھا کرتے پھر کسی صحابی سے مروی ہوتا کہ آپنے اوسکو ترک کر دیا تو بیشک ہم بھی اوسکو ترک کر دیتے اسیطرح اعتکاف اخیر فقط ایکبار اخیر مین واقع ہوا اس سے ترک سابق نہین لازم آتا ورنہ کسی صحابی سے ضرور روایت ہوتی حال آنکہ کسی صحابی سے مروی نہین کہ آپنے دس دن کا اعتکاف ترک کر دیا تھا بلکہ یہ صورت اتفاقی تھی ورنہ صحابہ بیس دن کا اعتکاف کرتے پس جبتک صحابہ سے ہمکو ثابت نہوگا ہرگز اوس عمل کو ترک نہین کر سکتے اور ہر حدیث خواہ منسوخ ہو خواہ اجماع صحابہ کے خلاف حضرات ظاہریہ ہی اوسپر حدیث سمجھکر عمل کر لیتے ہین حنفیہ اسمین نہایت احتیاط کرتے ہین پس حنفیہ کی طرف سے اس قاعدہ کو خود ایجاد کرنا عین مغالطہ ہی حنفیہ اس قاعدہ کے ہرگز قائل نہین علاوہ اسکے بخاری شریف مین لکھا ہی وَاِنَّمَا یُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ بِالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی نہین اخذ کیا جاتا مگر آخر سے آخر فعل رسول اللہ صلعم کو انتہی پس ظاہر ہے پر واجب ہوگیا کہ مغرب مین والمرسلات پڑھا کرین اور رمضان مین بیس دنکا اعتکاف کیا کرین ورنہ خلاف بخاری لازم آئیگا اور اعتبار کتب حدیث مین خنثر پڑ جائیگا ذرا اسکا پہلے خیال کیجیے تو پھر دوسرونکو الزام دیجیے ؎ چون ندارے کمال فضل آن بہ کہ زبان در دہان نگہداری ✤ **قال** مجیب اگر کوئی شخص احتمال کے ساتھ یا بدون دلیل کے کسی حدیث کو منسوخ کہدے تو ماننا نچاہیے الخ **اقول** کوئی شخص احتمال اور بدون دلیل کے حدیث کو منسوخ نہین کہتا معترض صاحبنے بیفائدہ آٹھ جوابونکا نام لیا اگر ایسے جوابونکا نام بھی جواب ہی تو ہم پچاس جواب لکھکر مثل معترض صاحب کے ورق سیاہ کر دینگے مگر عقلا خوب جانتے ہین کہ سب جواب کیک اور باد ہوائی ہین حنفیہ کسی حدیث کو بغیر دلیل قوی کے منسوخ نہین کہتے گو مخالفین اوسکو نمانین کہ اونکے نماننے کو خدا اور رسول نے ہمپر کچھ حجت نہین گردانا اور نہ دین کو کسیکے ماننے

بخاری
صفحہ

نماننے پر موقوف رکھا ہی **قال** ششم یہ جو بعض لوگ بعض حدیثونکو بسبب اپنے مذہب کے خلاف ہونیکے
ظن سے یہ کہدیا کرتے ہین کہ یہ خاصہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سو یہ ہرگز قابل اعتبار اور لائق
ماننے کے نہین ہی الخ **اقول** زرقانی کے قول پر معترض صاحب اگر عمل کرتے تو آیت عام کو
حدیث آحاد ظنی سے خاص نکرتے اور قرآن کے مخالف فہم اگر حدیث آحاد ہو تو اوسپر عمل نکرتے اور اگر
ظن سے مراد فقط ظن عقل ہی تو حنفیہ کسی حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بغیر حدیث دوسری کے
نہین کہتے بعد عصر کے نماز کو بوجہ ورود نہی کے خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہتے ہین غرض معترض صاحب نے
فقط رطب و یابس جوابات جمع کردیے ہین اور کوئی اسطرح نہین بیان کیا کہ فلان صورت مین حنفیہ
یون کہتے ہین جواب اونکے سے عوام کو یہ مغالطہ ہوتا ہی کہ حنفیہ شاید اسکے قائل ہون حالانکہ حنفیہ اس سے
براحل دور ہین معترض صاحب نے ان جوابات مین مغالطہ کی خوب رعایت کی ہی کہ دوسرا آدمی جانے کہ حنفیہ کا
یہی مذہب ہوگا یہ محض اونپر اتہام ہی وہ ہرگز ہرگز ان احتمالات کے قائل نہین معترض صاحب کی فقط تراشیدہ
خانہ ساز گفتگو ہی **قال** ہفتم جہان دو حدیثونمین آپسمین تعارض معلوم ہو وہان بلا دلیل ایک کو ناسخ اور
دوسریکو منسوخ نکہدینا چاہیے بلکہ جہانتک ممکن ہو اونمین تطبیق دینی چاہیے الخ **اقول** دو حدیثونمین
تطبیق جیسا کہ حنفیہ نے دی ہی کسیکو بھی آجتک میسر نہین ہوئی اور ظاہریکا اسمین محض دعوی ہی دعوی
ہی وہ مطلق تطبیق نہین جانتے اور یہ ظاہر ہی کیونکر جانینگے کہ اونکی نظر تو صرف الفاظ پر ہی معنی اور مقصود سے
دشمن جانی ہین خصوصاً امام بخاری اور مسلم کے الفاظ پر تو ایسے گرتے ہین کہ پھر دایان بایان آگا پیچھا مطلق
نہین دیکھتے کہ صحابہ کا کیا فعل تھا اور اونھون نے اس حدیث پر عمل کیا ہی یا نہین یا ائمہ مجتہدین نے اس حدیث کے
کیا معنی لکھے ہین اور جہان امام بخاری اور امام مسلم کی روایت ہوگی وہان اونکی نظر مین کیسی ہی دوسری
روایت صحیح ہو تطبیق تو درکنار بلکہ فوراً اوسکے مقابل انکار کر بیٹھتے ہین اور یون اعتقاد رکھتے ہین کہ ان
دو کے خلاف جسکسی نے جو کچھ کہا سب مردود ہی گویا صحت کو منحصر اسمین سمجھتے ہین اگر صحیحین کی کوئی حدیث
موافق ہوتی ہی تو اوسکو حجت گردانتے ہین اور اگر کوئی حدیث مخالف ہوگی اور وہ بھی فقط اونکی رائے ناقص مین
مخالف ہی محققین کے نزدیک مخالف نہین اور تطبیق بھی اوسکی موجود ہی تو یہ لوگ اوس حدیث کو ہرگز نہین مانتے

رہین اور اوسپر عمل کرنیوالے کو خلاف خدا اور رسول کے جانتے ہین پھر انکا یہ کہنا کہ اوسمین موافقت کرنی
چاہیے محض زبانی دعوی ہی چنانچہ ان مسئلو کے جوابات کو ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ حنفیہ نے دونون
متعارض مین تطبیق دی ہی یا ظاہر ہے ان لوگونکو تو اتنی لیاقت اور اتنا مادہ کہان جو تطبیق دے سکین فقط
اپنے خیال مین حدیث بخاری اور مسلم کا جو ترجمہ سمجھ لیتے ہین اوسکو خاص مقصود رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم سمجھتے ہین غرض قوت خیالیہ انپر ایسی غالب آئی ہی کہ سوفسطائیہ کو بھی انھین سے نسبت ہوگی **قال**
ہشتم سید محمد صدیق حسن خانصاحب نے اپنے رسالہ افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ مین
لکھا ہی کہ نزدیک شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیۃ الحرانی کے منسوخ حدیثین
کل دس ہین الخ **اقول** یہ جواب آپکا قابل جواب ہی اسکا جواب خوب گوش ہوش سے سن لیجیے اول تو
یہ سنیے کہ فقط پانچ آیتین منسوخ کہنی صریح غلطی ہی اسلیے کہ نسخ مین اختلاف ہی بعضے تو کہتے ہین کہ تینتالیس
سورتونمین بالکل ناسخ اور منسوخ نہین اور پچیس سورتونمین ناسخ اور منسوخ دونون طرح کی آیتین پائی جاتی
ہین اور چھہ سورتونمین فقط ناسخ ہی منسوخ نہین اور چالیس مین فقط منسوخ آیتین ہین ناسخ نہین
اور بعضے کہتے ہین کہ جن آیتونمین کفار سے اعراض کرنیکا حکم ہی وہ سبھی آیت سیف سے منسوخ ہین مگر جلال الدین
سیوطی تفسیر اتقان مین بیس آیتین منسوخ ہونیکا اقرار کرتے ہین اور اس قول کو محققین کیطرف نسبت دیتے
ہین چنانچہ تفصیل ان سبکی تفسیر اتقان کی سینتالیسوین قسم مین مذکور ہی پس معترض صاحبکا
یہ کہنا کہ آیتین منسوخ پانچ سے زیادہ نہین خلاف جمہور محققین ہی اور نہ کوئی اوسپر دلیل ہی اب حدیثونکو
سنیے کہ دس حدیثونکو فقط منسوخ کہدینا بھی جمہور کے خلاف ہی اور نہ کوئی اوسپر دلیل پائی جاتی ہی بجز اسکے
کہ معترض صاحب نے ابن جوزی کی تقلید جامد کی ہی حالانکہ ابن جوزی کا قول منسوخ اور موضوع کہنے مین
محققین محدثین کے نزدیک بالکل پایہ اعتبار سے ساقط ہی موضوع مین تو اونکا یہ تشدد کہ صحیح حدیثونکو بھی موضوع کا
حکم لگا دیا اور منسوخ مین یہ مساہلہ کہ کل دس ہی مین حصر کردیا خیر اوسکو جانے دیجیے تو تلافی مافات کی مگر معترض صاحب
کیون اونکے قدم بقدم چلے اب منسوخات سنیے بخاری شریف مین ہی **قال الحمیدی قولہ اذا صلی**
جالسا فصلوا جلوسا ہو فی مرضہ القدیم ثم صلی بعد ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جَالِسًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامًا لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِالْقُعُوْدِ وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی کہا حمیدی نے فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے
تو تم بھی بیٹھکر نماز پڑھو یہ قول پہلے مرض کا ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھکر نماز پڑھی اور وے
پیچھے اوسکے کھڑے ہوئے تھے نہین حکم کیا اونکو بیٹھنے کا اور نہین اخذ کیا جاتا مگر آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا انتہی اور مسلم شریف مین ہی عَنِ ابْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ
یعنی ابن مغفل رض سے روایت ہی کہا اونھون نے حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتونکے مار ڈالنے کا
پھر فرمایا اونسے اور کتونسے کیا علاقہ پھر رخصت دی کتے شکاری اور ریوڑ کے کتے مین انتہی اور
شرح مسلم نووی مین ہی ذَكَرَ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ هٰذَا الْبَابِ الْاَحَادِيْثَ الْوَارِدَةَ
بِالْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ثُمَّ عَقَّبَهَا بِالْاَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ بِتَرْكِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ
فَكَاَنَّهُ يُشِيْرُ اِلٰى اَنَّ الْوُضُوْءَ مَنْسُوْخٌ وَهٰذِهٖ عَادَةُ مُسْلِمٍ وَغَيْرِهٖ مِنْ اَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ
يَذْكُرُوْنَ الْاَحَادِيْثَ الَّتِيْ يَرَوْنَهَا مَنْسُوْخَةً ثُمَّ يُعَقِّبُوْنَهَا بِالنَّاسِخِ یعنی امام مسلم رح نے وہ حدیثین
ذکر کین جنمین ہی مما مست النار سے وضو وارد ہی پھر اوسکے پیچھے وہ حدیثین بیان کین جنمین ترک وضو مین وارد ہین
پس گویا وہ اشارہ کرتے ہین طرف اسکے کہ وضو منسوخ ہی اور یہ عادت مسلم وغیرہ ائمہ حدیث کی ہی کہ اول
منسوخ احادیث کو روایت کرتے ہین اوسکے بعد ناسخ احادیث لاتے ہین انتہی غرض اس قسم کی بہت سی
حدیثین منسوخ موجود ہین چنانچہ حضرت عائشہ رض اور داؤد ظاہری کے نزدیک جوانی مین بھی رضاع ثابت
ہو جاتا ہی اور جمہور کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہی یا ایسے مورد مین خاص ہی اسی طرح لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَ
لَا الْمَصَّتَانِ کے حدیث بھی جمہور کے نزدیک سوای شافعیہ کے منسوخ ہی اسیطرح اونٹ کا گوشت
کھانے سے وضو آجانے کی حدیث جمہور کے نزدیک سوای حنابلہ کے منسوخ ہی اور بنایہ مین لکھا ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا رَكَعَ وَكُلَّمَا رَفَعَ ثُمَّ صَارَ
اِلٰى افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَتَرَكَ مَا سِوٰى ذٰلِكَ وَعَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ رَاٰى رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ

مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ لَهُ فَإِنَّ هٰذَا شَيْءٌ فَعَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهُ
یعنی ابن عباسؓ سے روایت ہی کہا اونہون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھاتے ہاتھونکو جب
رکوع کرتے اور جب سر اوٹھاتے پھر رجوع کیا آپنے طرف شروع نماز کے یعنی تکبیر تحریمہ مین اور ما سوا اسکے کو
ترک کردیا اور ابن زبیر رضہ سے روایت ہی کہ اونہون نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہاتھ کو رکوع مین اوٹھاتا تھا
پس فرمایا مت کر اسلیے کہ یہ ایک شی ہی کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر چھوڑ دیا اوسکو انتہی
اور جو ابن جوزی نے ان دونون حدیثونمین کچھ کلام کیا ہی اوسکا بھی جواب بنایہ مین ہی قُلْتُ قَوْلُهُ
لَا يُعْرَفُ فَإِنْ أَصْلًا لَا يَسْتَلْزِمُ عَدَمَ مَعْرِفَةِ أَصْحَابِنَا هٰذَا وَدَعْوَى النَّافِي لَيْسَتْ
بِحُجَّةٍ عَلَى الْمُثْبِتِ وَأَصْحَابُنَا أَيْضًا ثِقَاتٌ لَا يَرَوْنَ الْاِحْتِجَاجَ بِمَا لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَهُمْ
صِحَّتُهُ لِأَنَّ هٰذَا أَمْرُ الدِّينِ فَالْمُسْلِمُ لَا يَسْتَهْزِئُ فِيهِ وَيُؤَيِّدُ مَا رُوِيَ مِنْ عَدَمِ
الرَّفْعِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ رح حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا
أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ
قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى مِنَ الصَّلٰوةِ
قَالَ الطَّحَاوِيُّ فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ ثُمَّ تَرَكَ هُوَ الرَّفْعَ
بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَكُونُ ذٰلِكَ إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُ مَا كَانَ رَأَى
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ وَإِسْنَادُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ صَحِيحٌ وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا
ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ
مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ یعنی مین کہتا ہون کہ قول ابن جوزی کا کہ
یہ دونون حدیثین نہین پہچانی جاتین نہین مستلزم ہی اسکو کہ ہمارے اصحاب بھی اونکو نہ پہچانتے ہون اور نفی
کرنیوالے کا دعوی ثابت کرنیوالے پر حجت نہین اور اصحاب ہمارے بھی ثقہ ہین اوسکو حجت نہین گردانتے
جو اونکے نزدیک صحیح نہو اسلیے کہ یہ کام دین کا ہی پس مسلمان اسمین استہزا نہین کرتا اور تائید کرتی ہی حدیث
عدم رفع کی وہ حدیث جو امام طحاوی نے مجاہد رضہ سے روایت کی ہی کہ کہا نماز پڑھی مینے پیچھے ابن عمر رضہ کے

پس نہین اوٹھاتے تھے وہ ہاتھون اپنے کو مگر پہلی تکبیر مین نماز سے کہا امام طحاوی نے پس ابن عمر رضی
اللہ عنہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا ہی پھر انہون نے بعد وفات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کر دیا پس نہوگا یہ مگر اسوجہ سے کہ اونکے نزدیک منسوخ ہونا اس فعل کا ثابت ہو گیا ہوگا
اور اسناد روایت طحاوی کی صحیح ہی اور اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین بھی مجاہد سے
روایت کیا ہی کہا اونہون نے نہین دیکھا مینے ابن عمر رض کو کہ اپنے ہاتھونکو اوٹھاتے ہون مگر وقت شروع
انتہی غرض عدم رفع کی اور بہت حدیثین صحاح سے مروی ہین فقط نسخ کی حدیثین لکھدی ہین اور در بارہ
اخفای آمین کے کفایہ مین لکھا ہی ہذا مذہبنا مذهب عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ
عَبْدُ اللهِ تَرَكَ النَّاسُ الْجَهْرَ بِالتَّامِيْنِ وَمَا تَرَكُوْهُ اِلَّا لِعِلْمِهِمْ بِالنَّسْخِ یہی ہمارا مذہب
مذہب عمر رض اور علی رض اور عبد اللہ بن مسعود رض کا ہی فرمایا عبد اللہ بن مسعود رض نے آدمیون نے جہر آمین کو
ترک کر دیا اور نہین ترک کیا اونہون نے مگر بوجہ علم ہونیکے اونکو ساتھہ منسوخیت اوسکی کے انتہی اور حدیث
مصراۃ کو بھی عقود الجواہر مین بدلائل عقلیہ و نقلیہ منسوخ لکھا ہی اور نواب صاحب امیر بھوپال جو نواب
صاحب کے پیشوایان مستندین سے ہین حصول المامول مین لکھتے ہین کہ جمہور اس طرف گئے ہین کہ
فعل سنت سے قول کو منسوخ کرتا ہی جیسا کہ قول فعل کو منسوخ کر دیتا ہی اور یہ حدیث مین اکثر واقع ہی
اور اسمین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سارق کے کہ اگر وہ پانچوین مرتبہ چورا لے
تو قتل کرو اوسکو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایسا چور لایا گیا اور آپنے اوسکو قتل
نکیا پس یہ ترک کرنا آپکے قول کا ناسخ ہوگا اور فرمایا ثیب بثیب کے سو دُرّے لگانا اور سنگسار کرنا ہی پھر رجم
کیا ماعز کو اور کوڑے نہ لگائے اور صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جنازہ کے واسطے کھڑے ہوئے پھر اسکو چھوڑ دیا اور ثابت ہوا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم نماز
پڑھو جیسے مجکو پڑھتے دیکھو پھر کیا آپنے خلاف اوسکے جو کیا کرتے تھے اور ترک کر دیا بعض اوسکے کو جو کرتے
تھے پس یہ نسخ ہوگا اور یہ حدیث مین بکثرت ہی واسطے اوس شخص کے جو تلاش کرے اوسکو
اور اسکو منع کرنیوالا کوئی دلیل نہین رکھتا نہ عقل سے اور نہ شرع سے انتہی پس معترض صاحب کا

رفع یدین آمین بالجہر
منسوخ حدیث مصراۃ
باصول حنفیہ

ون مین حصر کرنا باطل ہوگیا اگرچہ منسوخ احادیث جنپر تمام امت کا اتفاق ہی کمتر ہین مگر مختلف فیہ
منسوخ تو بہت ہین اور مختلف فیہ جو منسوخ ہو اوسپر آدمی عمل کیے جاے اسکا ثبوت کہین حدیث
اور قرآن سے نہین پایا جاتا بلکہ احتیاط اسمین ہی کہ متفق اور مختلف تمام منسوخات سے بچے ورنہ ارتکاب
مشتبہات لازم آئیگا **قولہ** نوین حدیث مسند امام احمد آہ **اقول** معترض صاحب نے افطار محجوم
کی ناسخ حدیث تو بیان کردی مگر حاجم کا افطار کہان سے منسوخ کرینگے **قولہ** لیکن سوای ان حدیثونکی
جن جن اور حدیثونکو بعض علما نے منسوخ ٹہیرایا ہی الخ **اقول** کل ان حدیثونکو جو معترض صاحب
نے نقل کی ہین علما منسوخ نہین کہتے بلکہ اور حدیثین بھی جو ہمنے ابھی نقل کی ہین علما منسوخ کہتے
ہین **قال** جواب اس حدیث کا تو یہ ہی کہ کہا ترمذی نے یہ حدیث ضعیف ہی اور حدیث ضعیف
لائق حجت پکڑنے کے نہین ہوتی آہ **اقول** حاکم اور بیہقی نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہی ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بال قائما لجرح بمابضہ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کھڑے ہوکر پیشاب بسبب زخم گھٹنے اپنے کے کیا تھا انتہی اور مرقاۃ مین ہی قال ابو اللیث رخص
بعض الناس بان یبول قائما وکرھہ بعض الناس الا من عذر وبہ نقول یعنی کہا
ابو اللیث نے کہ بعض آدمیون نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی رخصت دی اور بعض نے اوسکو
بلا عذر مکروہ جانا اور ہم اسی کے قائل ہین انتہی پس قول عائشہ رض کا اسپر محمول ہی کہ بلا عذر نہین
چاہیے اسی طرح عمر رض کو منع کرنا بھی اسی پر محمول ہوگا اور امام شافعی سے بھی منقول ہی کہ عرب کھڑے
ہوکر پیشاب کرنے کو پیٹھ اور کمر کی درد کیواسطے شفا جانتے ہین شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
پیٹھ یا کمر کا درد ہوگا جو آپنے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ورنہ عادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یون نہ تھی
اور بعضون نے کہا ہی کہ وہان بیٹھنے کی جگہ نہ تھی بوجہ وقوع نجاست کے اسلیے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا پس جب حاکم اور بیہقی سے بھی اون دونون حدیثون حضرت
عمر رض اور حضرت عائشہ رض کی مؤید روایت موجود ہی کہ بوجہ زخم کے تھا اور محققین سے بھی یہی منقول
ہوا کہ وہ عذر پر محمول کرنے کو بہتر جانتے ہین پس ہم کس طور سے امام شعرانی کے اس قول کو

تسلیم کرلیں کہ وہ کہتے ہیں کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا رخصت ہے اور بیٹھکر پیشاب کرنا عزیمت ہے حالانکہ
جمہور علما کے نزدیک بلا عذر کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے کہ اس طور میں اکثر چھینٹیں پیشاب کی
پانو پر پڑجاتی ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی عادت تھی ہاں
جو ایک آدھ مرتبہ ایسا ہوا سو وہ بعذر تھا اور تقریر معترض صاحب سے مترشح ہوتا ہے کہ انکو استادہ ہوکر
پیشاب کرنے سے رغبت زیادہ ہے کیا ہو اطہارت اور پاکیزگی اگر نسلاً بعد نسل آبائی اور اجدادی ہوتی تو ہرگز
طبیعت اس طرف نہ جاتی اور یہ چال کفار کی پسند نہ آتی لیکن حضرت تو اب مسلمان ہوئے ہیں اور دل
میں وہی خو بو باپ دادو نکی سمائی ہے ؎ دہد شمر زرگ و ریشۂ درخت خبر ٭ نہفتہای پدر از پسر شود پیدا
قولہ کتے اور خنزیر کا چمڑا دباغت دینے سے بھی پاک نہیں ہوتا آہ **اقول** اسپر کوئی دلیل
حدیث اور قرآن سے پائی نہیں جاتی کہ کتے کا چمڑا بھی دباغت سے پاک نہو بلکہ حدیث میں ہر چمڑے کی
طہارت دباغت سے معلوم ہوتی ہے اور خنزیر کا چمڑا بوجہ وارد ہونے آیت کے اس سے مستثنی ہے اور کتے میں
نہ کوئی آیت آئی اور نہ کوئی حدیث وارد ہے کہ اوسکا چمڑا دباغت سے ناپاک رہتا ہے چنانچہ بیان اسکا
سترھویں مغالطہ کے جواب میں گذرا **قال** جواب یہ کہ حضرت کا آخر فعل وضو نہ کرنا ثابت
ہوسکے یہ لازم نہیں آتا الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا امام بخاری کی عبارت کے سراسر
خلاف ہے کیونکہ اسی جواب میں ہمنے اونکی عبارت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر فعل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا جائیگا ورنہ نماز میں مقتدیونکو بیٹھنا جب کہ امام بیٹھا ہو جائز ہو جائیگا پس
جیسے وہیں یوں نہیں کہسکتے کہ بیٹھنا بھی جائز ہے اسیطرح اسمیں قیاس کرنا چاہیے اور نواب صاحب
بھوپال کی عبارت جو ہمنے اسی جواب میں نقل کی ہے اوسکے بھی یہ قول مخالف ہے کیونکہ اونھوں نے
کہا ہے کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ فعل قول سے اور قول فعل سے منسوخ ہوجاتا ہے علاوہ اسکے حدیث
تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرنا واجب ہے اور
اسکے دونوں امر یعنی وجوب اور استحباب نہیں پائے جاتے فقط ایک صورت لینی پڑیگی پس
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپنے ایسی چیز کے کھانے سے وضو کرنے کو نہیں فرمایا

پس اس حدیث کے منسوخ ہونے مین تو کچھ کلام نرہا اب استحباب وضو کا اور حدیث سے ہوگا اسیے کیونکر ہو سکتا ہی اسمین اگر پہلے استحباب ہوتا تو اب بھی باقی رہتا حالانکہ بیشتر کے استحباب کا کوئی بھی قائل نہین اور نہ الفاظ سے نکلتا ہی اور یہ کہنا کہ رفع وجوب سے استحباب باقی رہتا ہی اسپر کوئی دلیل نہین ورنہ جمہور استحباب کے ضرور قائل ہوتے پس جواز وضو اور منسوخ ہونے مین حدیث کے کلام نہین غرض حدیث کا جو حکم ہی وہ قطعاً منسوخ ہی اسیکا نام منسوخ قطعی ہی کچھ خاص تصریح قولی پر منسوخیت منحصر نہین ورنہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے تو مقتدیونکو بھی بیٹھکر پڑھنا جائز ہو جائیگا کیونکہ اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی تصریح نہین جسکے معترض صاحب قائل ہین بلکہ فقط فعل آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھکر پڑھنا اور مقتدیونکا کھڑا رہنا پایا گیا ہی اسیسے جمہور نسخ کے قائل ہوگئے ہین اور امام بخاری بھی اسیکے قائل معلوم ہوتے ہین چنانچہ بیشتر ہم عبارت اونکی نقل کر چکے ہین شاید معترض صاحب نے یہ مقام بخاری کا نہین دیکھا جو صاحب اسات کی تقلید کی

قولہ حدیث تیمم مسند امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے الخ **اقول** یہ حدیث بسرہ کی حدیث سے قوی ہی چنانچہ تحقیق اسکی سولھوین سوال کے مسئلہ اول کے جواب مین خوب مفصل ہو چکی ہی ملاحظہ فرمایئے **قولہ** لیکن بکریون میں نماز پڑھنی ہر وقت جائز ہی جیسا کہ مسند امام احمد الخ **اقول** عجب تماشے کی بات ہی کہ صحیحین وغیرہ کی حدیثین اوقات مکروہہ کی تصریح ہی اونکو تو ترمذی اور ابو داؤد کی حدیث سے خاص کیا جاوے اور ترمذی اور ابو داؤد کی حدیث کو اون حدیثون سے خاص نکیا جاوے اور فقط ایک حدیث مسند امام احمد و رزین کو متواتر حدیثون پر ترجیح دیجاوے اور اونکو اس حدیث سے خاص کر لیا جاوے حالانکہ یہ حدیث ضعیف ہی چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی وَهُوَ مَعْلُولٌ بِأَرْبَعَةِ أُمُورٍ اِنْقِطَاعُ مَا بَيْنَ مُجَاهِدٍ وَأَبِي ذَرٍّ فَإِنَّهُ الَّذِي يَرْوِيهِ عَنْهُ وَضَعْفُ ابْنِ الْمُؤَمَّلِ وَضَعْفُ حُمَيْدٍ مَوْلَى عَفْرَاءَ وَاضْطِرَابُ سَنَدِهِ وَقَالَهُ الْبَيْهَقِيُّ وَأَدْخَلَ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ بَيْنَ حُمَيْدٍ هٰذَا وَبَيْنَ مُجَاهِدٍ وَرَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ سَالِمٍ فَأَسْقَطَهُ مِنَ الْبَيْنِ یعنی یہ حدیث چار وجہو سے معلول ہی انقطاع سے

مجاہد اور ابوذر کی کیونکہ مجاہد ابوذر سے روایت کرتے ہین اور ضعیف ہونا ابن مؤمل راوی کا اور
ضعیف ہونا مولی عفرا راوی کا اور اضطراب سند اوسکی کا بیہقی نے جو روایت کی اوسمین قیس
بن سعد کو درمیان حمید اور مجاہد کے داخل کیا اور سعید بن سالم نے اوسکو درمیان سے اوڑا دیا انتہی
پس اس حدیث کو بوجہ ضعف کے ترک کر دینا چاہیے اور اون دونون حدیثون مین یون تطبیق دی جاے
کہ چونکہ وہ لوگ بعض اغراض فاسدہ سے بعض اوقات مین طواف اور نماز آدمیونکو منع کرتے تھے اسلیے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خاص خطاب کر کے فرمایا کہ نماز اور طواف سے کسیکو منع نکیا
جب چاہے پڑھے اور طواف کرے پس اس قول مین اوقات مکروہہ شامل کرنی بڑی کج فہمی ہے اور نہایت
ہٹ دہرمی ہے تعصب نے انصاف کو کھو دیا حسد نے توبہتونکو اندھا کیا یہی وجہ ملا علی قاری بھی
مرقات مین لکھتے ہین اور ترمذی مین ہے وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَنْ بَعْدَهُمُ الصَّلٰوةَ بِمَكَّةَ اَيْضًا بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ
وَمَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّبَعْضُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ یعنی تحقیق مکروہ جانا ایک قوم نے اہل علم سے صحابہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور جو بعد اونکے ہین نماز پڑھنے کو مکہ مین بھی بعد عصر اور بعد فجر کے اور اسیکے
قائل ہین سفیان ثوری اور امام مالک اور بعض اہل کوفہ انتہی **قال** حدیث دہم مسلم مین روایت ہے
ابن عباس سے کہ کہا جمع کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر اور مغرب اور
عشا کے مدینہ مین سواے خوف اور سواے مینہ کے الخ **اقول** ترمذی مین ہے جَمِيْعُ مَا فِيْ
هٰذَا الْكِتَابِ مِنَ الْحَدِيْثِ هُوَ مَعْمُوْلٌ بِهٖ وَبِهٖ اَخَذَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مَا خَلَا
حَدِيْثَيْنِ حَدِيْثَ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
بِالْمَدِيْنَةِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ وَّلَا مَطَرٍ وَحَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ یعنی تمام
حدیثین جو اس کتاب مین ہین اوسپر عمل ہے اگرچہ بعض اہل علم نے اخذ کیا ہو ماسوا دو حدیثون کے ایک تو
حدیث ابن عباس کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کو بغیر خوف

اور بلا سفر اور بلا بارش کے جمع کیا اور دوسری حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فرمایا آپ نے جب پی شراب ہے پس درہ لگاؤ اوسکے پس اگر پھر پیے چوتھی بار پس قتل کرو اوسکو انتہی اس عبارت ترمذی سے معلوم ہوا کہ ظاہر اس حدیث ابن عباس کا کوئی بھی قائل نہین ہوا بلکہ وہ مین حنفیہ تو جمع صوری مراد لیتے ہین اور یہ صورت آیت اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا کے زیادہ مناسب ہی یعنی نماز مسلمانون پر فرض وقت معین کیا گیا ہی انتہی اور صحیحین مین جو حدیث عبداللہ بن مسعود سے روایت ہی کہ مینے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک وقت مین دو نمازین جمع کرتے سوای عرفہ اور مزدلفہ کے نہین دیکھا اس حدیث کے مخالف نہوگی ورنہ قرآن اور صحیح بخاری اور خود صحیح مسلم کے خلاف ہو جائیگی اور معترض صاحب تو خود فرما چکے ہین کہ جہانتک ہو تطبیق دینی چاہیے یہان اونکو کیا ہو گیا کہ فقط اپنے مذہب کی تقلید سے قرآن اور حدیث صحیح کو اور حدیث کو کہ جسمین کہین تصریح ایک وقت کے جمع ہونیکی بھی نہین ہین چھوڑ بیٹھے شاباش مرحبا تقلید جامد ایسی کرنی تو افضیحت دیگران انصیحت ہمنے جانا تھا کہ یہ شور و شغب معترض صاحب کا مسائل دینیہ مین خالی خلوص اور دلسوزی سے نہوگا لیکن اب جو غور سے دیکھا تو روٹیونکا مذہب پایا چندین شکل برای اکل کا نقشہ نظر آیا ہ بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا ٭ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا ٭ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو اوسکی وجہ بیان کی کہ تا امت کو آسانی ہو اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ جمع صوری ہو کیونکہ جمع حقیقی لینا تو قرآن اور حدیث کے مخالف ہوتا ہی پس اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھی تا کہ لوگونکو معلوم ہو جاے کہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے دونون نمازین اسطرح ملا لیوے کہ ایک کا اخیر وقت ہو اور دوسری کا اول وقت ہو پڑھیگا تو جائز ہی کیونکہ بعض اوقات آدمی ایسے کام مین مشغول ہوتا ہی کہ ہر بار نماز کے واسطے اوٹھنا دشوار معلوم ہوتا ہی تو یہ صورت اگر کوئی کریگا تو کچھ مضایقہ نہین غرض جمع صوری لینے مین خوب تطبیق ہو جائیگی اور جمع حقیقی بغیر عذر کے لینا تو کسیکا بھی مذہب نہین فقط معترض صاحب کی ایجاد ہی اور گمراہی کا اجتہاد ہی ہ یہی اجتہاد آپکا گر رہے گا تو دفتر ہدایت کا ابتر رہے گا ٭ اور تفصیل اسکی ہمنے مسئلہ سی ام کے جواب مین وہ بیان کر دی ہی

فمن شاء الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ حنفیہ یہان اس قسم کی الفاظ پرستی کے معترض جناب
قائل ہین بیشک نہین اگر کوئی حدیث صریح آیت قرآنی اور حدیث صحیح خیر الزمانی کے مخالف پاتے
ہین تو اوسمین تطبیق عمدہ بیان کر دیتے ہین جسکو طبع سلیم قبول کر لیتی ہی اسکا نام خواہ کوئی مخالفت
رکھے یا موافقت اور ظاہر ہی کہ جس شخص کی محض الفاظ پر نظر ہوگی اور دوسرے الفاظ اور معنی پر غور
نکریگا اوس شخص کی ہرگز مبصرانہ اور محققین سے نہین بن سکتی دونو مین تخالف حقیقی ہی پس مجھکو تعجب
آتا ہی کہ اور حدیثون مین تو معترض صاحب تطبیق دیتے ہین حال آنکہ ظاہر حدیث کے بالکل خلاف
ہی اور یہان تطبیق کی کچھ بھی توجہ نفرمائی فقط ترمذی کی تضعیف حدیث لیکر نسخ کو باطل کیا
صحیح حدیثین اور آیت کی طرف خیال کرکے تطبیق نہ بیان فرمائی مگر اوسکو کیسے بیان کرتے
کہ اونکے مذہب کے خلاف ہو جاتا اگر ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہین تو ہر جگہ کرین فقط قاضی
شوکانی وغیرہ کی تقلید سے الفاظ ترک کر دینا اچھا نہین حال آنکہ ظاہر حدیث پر عمل کرنیکا دعوی
کرتے ہین مگر درحقیقت نہ اونکے کسی قول کا اعتبار ہی نہ فعل کا اپنے خیال مین جنکے معتقد ہین اونکی
تقلید کسی حالت مین نہین چھوڑتے خواہ حدیث کے مخالف ہو یا موافق ایسی تقلید کو ہم بیشک برا
جانتے ہین ہان جو تقلید حدیث و قرآن کے موافق ہوگی اوسے مانتے ہین لامذہبون کی طرح ظاہری
الفاظ کی پابندی نہین کرتے ہین متکلم کے مقصود اور معنی کلام پر نظر رہتی ہی ع چراغ لیکے
جسے ڈھونڈتے ہین پروانے ہمارے دل مین ہی وہ شمع انجمن مین نہین + **قولہ** جواب اسکا یہ ہی
کہ جن حدیثون مین کفار کا تحفہ قبول کرنا مروی ہی وہ سب حدیثین بحال اپنے ہین منسوخ نہین ہوئین کیونکہ
ان حدیثون اور عیاض بن حمار کی حدیث مین تطبیق ہو سکتی ہی آہ **اقول** نہایت افسوس
کرنیکا مقام ہی کہ معترض صاحب چونکہ ابن جوزی اور نواب صاحب بھوپال کی تقلید سے
دس حدیثون مین نسخ کا حصر کر چکے ہین اب کیسی ہی صریح الفاظ حدیث موجود ہون ہرگز اوسپر
عمل نکرینگے ظاہر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ عیاض اسلام لایا ہی کہا نہین
پھر آپنے فرمایا مین مشرکون کے ہدیے سے منع کیا گیا ہون اس سے کہ اسلام کی امید اور عدم امید سے

بحث نہین معلوم حکم ہی فقط اپنی رای سے الفاظ کو خاص کر لینا معترض صاحب سے بہت بعید ہو کہتے
کچھ ہین اور کرتے کچھ ہین پس اس جواب کی بنا محض تقلید جامد پر ہی **قولہ** کما بعض علما نے یہ حدیث
منسوخ ہی آہ **اقول** یہ حدیث منسوخ نہین اگر کوئی شخص کسی ضرورت سے پاجامہ وغیرہ سلا ہوا
کپڑا پہن لیگا تو کفارہ اوسپر آجائیگا چنانچہ تحقیق اسکی مسلہ سی و سوم کے جواب مین گذر چکی **قولہ**
جواب یہ کہ یہ حدیث ابو ہریرہ رض کی بحال ہی منسوخ نہین کیونکہ افضل بات یہی ہی کہ جنبی رمضان مین
فجر سے پہلے پہلے نہالے الخ **اقول** مسند امام احمد اور ابن حبان کی حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ
کہ روزہ اوسکا نہین ہوئیگا پھر معترض صاحب اسکو کس طور سے بحال خود فرماتے ہین یہ حدیث بیشک
منسوخ ہی بخاری اور مسلم مین عائشہ رض اور ام سلمہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت
جنابت مین جماع سے صبح کرتے تھے پھر نہاتے تھے اور روزہ رکھتے تھے انتہی پس یہ حدیث اور وہ
آیت ابو ہریرہ رض کی حدیث کی ناسخ ہوگی اور اس حدیث سے ابو ہریرہ رض نے بھی جب اونکو عائشہ رض
اور ام سلمہ رض کی حدیث پونہچی رجوع کیا چنانچہ مسک الختام مین لکھا ہی قرایت کیا ابو ہریرہ رض کی حدیث کو
امام احمد اور ابن حبان نے پس جواب یا ہی اسکا جمہور نے کہ یہ حدیث منسوخ ہی اور ابو ہریرہ رض او سے
بیشک اونکو عائشہ رض اور ام سلمہ رض کی حدیث پونہچی رجوع کیا اور موافق فرمایا ان دونون صحابیہ کے
فتوی دیا انتہی پس عجب ہی کہ ابو ہریرہ رض جو راوی اس حدیث کے ہین اونھون نے تو اس سے رجوع
کر لیا مگر معترض صاحب ابتک اوسکو بحال خود رکھتے ہین شاید اسی عقل اور فہم کے اعتماد پہ معترض
صاحب نے تقلید ایمہ سے کنارہ کشی اختیار کی ہی ہمارے تو یہی ہین اور نیز ایمہ اربعہ مین سے کسیکی تقلید ضرور
واجب ہی آیندہ اونکو اختیار رہے ہمارا کام سمجھانا ہی یارو آپ کے جو چاہو تم مانو نہ مانو **قال**
جواب یہ کہ حدیث ابن عباس رض کی بحال ہی منسوخ نہین کیونکہ بعد فرض ہونے رمضان کے عاشورہ کے
دن روزہ رکھنے کی فرضیت منسوخ ہوئی یہ نہین کہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا ہی نہچاہیے بلکہ روزہ
رکھنا عاشورہ کے دن کا مستحب ہی آہ **اقول** علمانے اس حدیث منسوخ سے روزہ عاشورہ کے
مستحب ہونے پر اجماع نہین کیا بلکہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکا استحباب پایا جاتا ہی

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس روزہ کو رکھا کرتے تھے اس حدیث منسوخ سے روزہ عاشوریکا
مستحب کہنا محض بلا دلیل بات ہی بخاری مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَصُومُهُ
اِلَّا اَنْ يُوَافِقَ صَوْمَهُ یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہی کہا روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دن عاشوریکا اور حکم کیا روزہ اوسکے کا پس جبکہ فرض ہوا رمضان چھوڑ دیا گیا روزہ عاشوریکا اور
عبد اللہ بن عمرؓ روزہ عاشوریکا نہین رکھتے تھے مگر جبکہ اونکے روزیکے ساتھہ آجاے انتہی تو
حکم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دال اسپر ہی کہ روزہ عاشوریکا فرض تھا پھر اوسکو ترک
کردینا صاف منسوخ ہونا اوسکا ہی غرض اس حکم کے منسوخ ہونے مین کلام نہین چنانچہ دوسری
حدیث بخاری سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی اَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهٖ حَتّٰى
فُرِضَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ
شَاءَ اَفْطَرَ یعنی حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ عاشوریکا یہانتک کہ رمضان کا روزہ
فرض ہوا پس فرمایا آپنے جو چاہے روزہ رکھے اوسکا اور جو چاہے نہ رکھے انتہی پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا اختیار دینا اسپر دال ہی کہ پہلا حکم آپنے منسوخ کردیا مگر معترض صاحب خلاف
حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس حدیث کو بحال سمجھتے ہین اور پھر حدیث دانی اور عمل
بالحدیث کا دم بھرتے ہین ؎ تَعْصِي الْاِلٰهَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ ٭ هٰذَا لَعَمْرِي فِي الْقِيَاسِ
بَدِيْعٌ ٭ لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهٗ ٭ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيْعٌ ٭ **قولہ** جواب یہ
اس حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہی کہ آخر فعل اول کا ناسخ نہین ہوتا الخ **اقول** بخاری مین ہی
وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی نہین عمل
کیا جاتا مگر اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہی **قال** حصول المامول من علم الاصول
مین لکھا ہی اول تو حدیث ناسخ حدیث منسوخ سے قوی ہونی چاہیے اور اگر قوی نہو تو منسوخ حدیث
کے ساتھہ درجہ مین برابر تو ہو آہ **اقول** اول تو معترض صاحب کو سوای کتب نواب صاحب کے

بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۶۸
بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۶۸

منتقی مختصر ...

بھوپال کے اور کوئی کتاب حوالہ دینے کو نصیب نہین ہوتی کہ اکثر اس کتاب مین اونھین کی کتابون سے حوالہ ہی کچھ تو بیہودہ ڈال دیتے مین کالا ہی حال آنکہ اور ہزارون معتبر کتابین متقدمین و متاخرین کی موجود ہین اور طرہ یہ کہ صرف نام کتاب کا لینا جوڑا عربی عبارت مین لکھدیتے ہین اور کہین اوسکے مصنف یعنی نواب بھوپال کا نام بھولے سے بھی نہین لیتے کہ نام لکھنے سے کتاب کا اعتبار جاتا رہیگا کہ لوگ سب جانگئے کہ کتابین اونکی بوجہ مسائل مردودہ اور کثرت اغلاط کے پایۂ اعتبار سے ساقط ہوگئین خصوصاً جبسے کہ جناب علامۂ جلیل فہامۂ نبیل مولانا محمد عبد الحی صاحب لکھنوی امام فیضہ الصوری و المعنوی نے اونکے اغلاط فاحشہ اور مسائل مردودہ کا ابراز الغی مین اعلان کردیا ہی اور فی الحال بھی کتاب تبصرۃ الناقد کار دلکھ رہے ہین اور آیندہ بھی انکا پیچھا نہ چھوڑینگے انکی ساری قلعی کھولدینگے ؎ تو ابھی اول ہی ہے رو تا ہی کیا + آگے آگے دیکھیے ہوتا ہی کیا + خیر ہمکو اس سے کیا وَلِكُلِّ مُبْطِلٍ مُحِقٌّ ہر زمانے مین ہر جانب اللہ ہوتا چلا آیا ہی اور یہی کتاب حصول المامول کے صفحہ ۲ مین اس حدیث کے منسوخ ہونے کی تصریح بھی تو کردی ہی معترض صاحب قاعدہ اوسکا دیکھکر اعتراض تو کردیا مگر یہ نہ دیکھا کہ اوسمین ایسی حدیث کو جسے معترض صاحب منسوخ نہین کہتے منسوخ لکھا ہی اور جب دونون حدیثین صحیح واقع ہوئی ہین تو پھر فقط اس وجہ سے کہ یہ مسلم کی حدیث ہی دوسری صحیح حدیث سے باوجود مساوات صحت کے منسوخ نہو عین بے انصافی اور تحکم ہی خدا اور رسول کی طرف سے کچھ اس امر کا فرق نہین کہ بخاری اور مسلم کی حدیث کو دوسری اسی درجہ والی حدیث سے ترجیح دیجاے اور اس حدیث کو چھوڑ دیا جاے اور باوجود صریح مخالفت و تصریح مضمون نسخ کے اسکو ناسخ نہ کہا جاے از بس جہالت و نادانی ہی جب دینیات مین ان لوگونکا یہ حال ہی تو دنیا معاملات کا کون ٹھکانا ہے ؎ ہر کہ با آخرت ندارد کار + کار دنیاش ہم تباہ شود + **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ صحیح بخاری مین بعض حدیثین ایسی ہین کہ وہ ہرگز لائق عمل کرنیکے نہین چنانچہ مولوی محمد لودھیانوی نے اپنے رسالہ انتصار الاسلام مین لکھا ہی کہ بخاری شریف مین بعضی احادیث ایسی ہین کہ وہ بالکل بظاہر لائق عمل کے نہین جیساکہ حدیث وطی فی الدبر کی ابن عمر رضی سے جو امام بخاری واسطے تفسیر آیت نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ کے لائے ہین اس سے جواز لواطت کا

نعوذ باللہ معلوم ہوتا ہی **اقول** معترض صاحب کو اسوجہ سے مولوی محمد لودھیانوی صاحب کے
جواب مین دشواری واقع ہوئی کہ کل احادیث صحیح بخاری کو قابل عمل ٹھیرایا ہی اور احادیث ہدایہ کو
موضوع اور منسوخ بتلایا اگر یہ دعوی نکرتے تو کچھ بحث نہ تھی اسیوجہ سے اونھون نے اس کلیہ کی نقض
کرنے کو ایک صورت بیان کر دی ورنہ وہ خود اپنی کتاب انتصار الاسلام مین تصریح کرتے ہین کہ امام بخاری
اسکے ہرگز قائل نہین باقی رہا اس قول ابن عمرؓ کو بتا دینا کہ اس سے مراد یہ ہے گو بظاہر خلاف ہی مگر یہ
معلوم ہوتا ہی جبتک کسی قول کا محمل صحیح ہو سکتا ہو اوسپر اوسکو حمل کرنا انسب اور اولی ہے ورنہ اسکا
یہ بھی جواب ہو سکتا ہی کہ امام بخاری کو اسکا علم نہو کہ ابن عمرؓ کا مذہب صحیح حرمت لواطت ہی یا ابن عمرؓ
پہلے قائل جواز اوسکی کے ہوئے ہون پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی تصریح سنکر قائل تحریم
ہو گئے ہون کیونکہ اونسے دونون قسم کی روایت موجود ہے حدیث مرفوع جو اونسے حرمت لواطت مین
مروی ہی اوسکو معترض صاحب نے فتح البیان سے نقل کر دیا مگر اوسکے جواز کی صورت بھی اونسے
مروی ہی چنانچہ تفسیر فتح البیان مین لکھا ہی وَقَدْ ذَهَبَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَ
التَّابِعِينَ وَالْأَئِمَّةِ إِلَى مَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ تَفْسِيرِ الْآيَةِ وَأَنَّ إِتْيَانَ الزَّوْجَةِ فِي دُبُرِهَا
حَرَامٌ وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَنَافِعٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ وَعَبْدِ الْمَلِكِ
ابْنِ مَاجِشُونَ أَنَّهُ يَجُوزُ ذٰلِكَ حَكَاهُ عَنْهُمُ الْقُرْطُبِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ یعنی متقدمین و متاخرین
صحابہ و تابعین و ائمہ اوس طرف گئے ہین جو ہمنے تفسیر آیت مین ذکر کیا ہی اور یہ کہ زوجہ سے لواطت حرام ہی
اور سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر اور محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون سے روایت ہی کہ زوجہ کی
لواطت جائز ہی حکایت کیا اسکو اونسے قرطبی نے تفسیر اپنی مین انتہی تو پس کیا عجب ہی کہ اس روایت کے
موافق امام بخاری نے روایت کر دی ہو اور مذہب صحیح ابن عمرؓ کا اونکو معلوم نہوا آخر علقمہ کا سماع
باپ اپنے سے بھی تو امام بخاری نے انکار کیا ہی حالانکہ صحیح مذہب یہی ہی کہ سماع علقمہ کا ثابت ہی چنانچہ
مسئلہ صدم کے جواب مین اسکو ہم بیان کر چکے ہین باقی رہا یہ امر کہ جو حدیث امام بخاری نے لکھدی ہی
وہ قابل عمل ہی یہ محض غلط اور مخالف جمہور اور خلاف واقع کے ہی اوسمین تو منسوخ حدیثین بھی

موجود ہین اوس پر عمل معترض صاحب ہی اپنے حسن ظن سے کرلینگے مسلمان کی تو یہ شان نہین جس
بات کے خود امام بخاری بھی قائل نہین حضرت ظاہریہ اوسپر بھی عمل کر لیتے ہین دیکھو بخاری مین لکھا ہے
ویروی عن الحسن عن غیر واحد مرفوعا افطر الحاجم والمحجوم وقال لی عیاش ثنا
عبد الاعلی ثنا یونس عن الحسن مثلہ قیل لہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
نعم ثم قال واللہ اعلم یعنی حسن بصری اکثر سے مرفوع روایت کرتے ہین کہ پچھنے لگانیوالے اور
پچھنے لگائے گئے کا روزہ نہین ہوتا اور مجھسے عیاش نے کہا کہ ہمسے عبد الاعلی نے حدیث بیان کی
اونھون نے یونس سے اونھون نے حسن سے روایت مثل اسی کے بیان کی کہا گیا اونسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہ روایت ہی کہا ہان پھر فرمایا اللہ خوب جانتا ہی انتہی اب دوسری حدیث ناسخ اسکی بخاری ہی
مین ہی عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم وھو محرم واحتجم وھو
صائم یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اوس حال مین
کہ آپ احرام باندھے ہوئے تھے اور پچھنے لگوائے اوس حال مین کہ آپ روزہ سے تھے انتہی پس معلوم ہوا
کہ یہ حدیث پہلی حدیث کی ناسخ ہی اسی وجہ سے امام بخاری نے دونون حدیثونکو متصل بیان کیا ہی
جیسا کہ عادت ایمہ حدیث کی ہی کہ اول منسوخ حدیث بیان کرتے ہین اور اوسکے بعد ناسخ لاتے
ہین اور خود معترض صاحب نے بھی اس حدیث کو تیسوین مغالطہ مین منجملہ بیس حدیثوں منسوخ کے
شمار کیا ہی دوسری حدیث منسوخ بخاری مین یہ ہی کہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے
نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان اپنے مین اوس حال مین کہ آپ بیمار تھے پس بیٹھکر نماز
پڑھی اور پیچھے آپکے لوگون نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی پس اشارہ کیا آپنے کہ بیٹھ جاؤ پس جب فارغ
ہوئے فرمایا امام واسطے مقرر کیا گیا ہی کہ اوسکی اقتدا کیجاے پس جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو
اور جب وہ سر اوٹھاوے تو تم بھی سر اوٹھاؤ اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو
اور جب نماز بیٹھکر پڑھے تو تم سب بھی بیٹھکر نماز پڑھو دوسری حدیث منسوخ بخاری مین یہ ہی
کہ انس بن مالک رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے پس اوس سے گر پڑے

گر پڑے تو آپکی داہنی جانب چھل گئی پس ایک نماز بیٹھ کر پڑھائی پس ہمنے پیچھے آپکے بیٹھکر نماز پڑھی پس جب
فارغ ہوئے فرمایا کہ امام اسواسطے مقرر ہوا ہے تاکہ اوسکی اقتدا کیجاے جب وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے
تو تم بھی کھڑے ہوکر پڑھو اور جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب اوٹھے تو تم بھی اوٹھو اور
جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب بیٹھکر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھکر
نماز پڑھو کہا حمیدی نے قول فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب امام بیٹھے تو تم بھی بیٹھکر نماز پڑھو
یہ قول مرض سابق مین تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے بیٹھکر نماز پڑھی اور آدمی پیچھے
آپکے کھڑے ہوئے تھے نہین حکم کیا اونکو بیٹھنے کا اور نہین عمل کیا جاتا مگر اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر انتہی پس معلوم ہوا کہ یہ دونون حدیثین اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوخ ہین
اسیطرح جمہور اسکے منسوخ ہونیکے قائل ہین اگر اب بھی معترض صاحب نہ مانین تو اسکا کچھ علاج نہین
ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج ٭ اسیطرح صوم عاشوریکی حدیث بخاری کی منسوخ ہے
غرض بہت حدیثین بخاری اور مسلم کی جمہور کے نزدیک منسوخ ہین مگر معترض صاحب یہی کہے جاوینگے کہ ہر حدیث
بخاری کی قابل عمل ہے غرض منسوخ احادیث کے ہونے سے کچھ صحیح حدیثون میں قباحت لازم نہین آتی
صحیح ہونا اور شی ہے اور منسوخ ہونا اور امر ہے **قال** معترض صاحب اپنے مذہب حنفی کی کتابین بھی
دیکھ لیتے تو بخاری پر کبھی بھی اعتراض نکرتے لیکن کیا کرین انھون نے تو اپنی آنکھین اور نیز کان بند کر لیے
ہین ؎ آنکھین اگر بند ہین تو پھر دن بھی رات ہے ٭ اسمین قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا ٭ برخلاف
مذہب امام بخاری کے یہ نہ خیال کیا کہ وطی فی الدبر تو مذہب حنفیہ ہی مین حلال ہے چنانچہ امام طحاوی رئیس
حنفیہ جو کہ عینی اور ابن ہمام کا بھی پیشوا ہے لکھتا ہے چنانچہ تفسیر فتح البیان کی جلد اول کے صفحہ ۲۶۰
مین ہے روی اصبغ بن الفرج عن عبد الرحمن بن القاسم قال ما ادرکت احدا اقتدی
به في ديني يشك في انه حلال يعني وطي المرأة في دبرها ثم قرأ نساؤكم حرث لكم
ثم قال فاي شيء ابين من هذا يعني روایت کی اصبغ بن فرج نے نقل کی اوسنے عبد الرحمن
ابن قاسم سے کہا اوسنے نہین پایا مینے کسیکو کہ اقتدا کرون مین ساتھ اوسکے بیچ دین اپنے کے جو کہ شک کرے

ہی اور سکے تحقیق وہ حلال ہی یعنی جماع کرنا عورت کو اوسکی دبر مین پھر پڑھی آیت عورتین تمہاری کھیتی ہین تمہاری پھر کہا پس کونسی چیز بہت ظاہر ہی اس سے صریح دلیل ہی اسپر حنفیہ کے نزدیک عورت کی دبر مین وطی کرنی حلال ہی الخ **اقول** جب معترض صاحب سے بجواب صاحب انتصار الاسلام کے کچھ نہ بن پڑا تو آخر اپنے ہندو بچہ ہونے کی اصالت پر آگئے بیہودہ بکنے لگے حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتا ہی لکھنے لگا اگرچہ جواب ترکی بترکی دندان شکن اس بی ادبی اور بیہودگی کا ہمارے پاس موجود تھا لیکن داب تہذیب کے خلاف سمجھکر اوس سے زبان قلم کو روکا اور اسپر عمل کیا ہے کی کند بیہودگی در پاسخ جاہل عقیل تو میالا کام دندان گرچہ سگ پایت گزید اور سوای اسکے معترض صاحب کو کچھ خدا کا خوف بھی نہ آیا جو حنفیہ کی طرف ایسے فعل شنیع کی نسبت کی اور حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ پر ناحق اس امر قبیح کا اتہام کیا امام طحاوی حکایۃً اگر کسیکا مقولہ اپنی کتاب مین بیان کردین تو اوسکا قائل ہونا کہانسے سمجھا گیا ورنہ لازم آئیگا کہ جتنے معترض صاحب نے حنفیہ کے اقوال اپنی کتاب مین بیان کیے ہین سبکے معترض صاحب بھی قائل ہین اور قرآن اور حدیث اور تفسیر مین برابر مخالفین کے اقوال موجود ہین اوسکو نقل کرنیوالے کا مذہب کہنا اس سے بڑھکر اور کونسی جہالت ہوگی قرآن شریف مین تو اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ بھی موجود ہی پھر کیا اس مقولہ کفار کو معترض صاحب اپنا مذہب ٹہیرالینگے استغفر اللہ قول مشہور نقل کفر کفر نباشد سے بھی کان آشنا نہوے دیکھو نواب صاحب امیر بھوپال نے اوسی تفسیر فتح البیان کے صفحہ مذکور مین لکھا ہی رُوِیَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَنَافِعٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ کَعْبِ نِ الْقُرَظِیِّ وَعَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ الْمَاجِشُوْنَ اَنَّہٗ یَجُوْزُ ذٰلِکَ یعنی سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر رض اور محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون سے یہ روایت ہی کہ وطی فی الدبر جائز ہی انتہی پس اسکو صاحب تفسیر فتح البیان کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کو زیبا ہی اسیطرح حنفیہ شافعیہ اور مالکیہ کے اقوال کو اور شافعیہ حنفیہ اور مالکیہ کے اقوال کو اپنی اپنی کتابون مین برابر نقل کرتے چلے آئے ہین اونکو ناقل کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کا مسلک ہی صاحب تفسیر فتح البیان نے اس مقام مین سب مذاہب لکھے ہین اور یہ بھی لکھا ہی کہ امام مالک سے بھی بعضون نے اسکے جواز کو نقل کیا ہی اسکی سند کیواسطے امام طحاوی رحمۃ اللہ

فتح البیان ... ۲

قول بھی نقل کیا ہے کہ اونھون نے امام مالک کے شاگرد عبدالرحمن بن قاسم سے اس قول کو نقل کیا ہے چنانچہ
اوسکی پوری عبارت تفسیر مذکور کی نقل کیجاتی ہے وَذَكَرَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ اَنَّ ابْنَ شَعْبَانَ اَسْنَدَ جَوَازَ
ذٰلِكَ اِلٰى زُمْرَةٍ كَثِيْرَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَاِلٰى مَالِكٍ مِّنْ رِّوَايَاتٍ كَثِيْرَةٍ فِيْ كِتَابِ جِمَاعِ
النِّسْوَانِ وَاَحْكَامِ الْقُرْاٰنِ قَالَ الطَّحَاوِيُّ رَوٰى اَصْبَغُ ابْنُ الْفَرَجِ الخ یعنی ذکر کیا ابن عربی نے
کہ ابن شعبان نے اسکے جواز کو ایک جماعت کثیر صحابہ کیطرف اور امام مالک کیطرف روایات کثیرہ سے اپنی کتاب
جماع النسوان و احکام القرآن مین نسبت کر دیا ہے کہا امام طحاوی نے کہ روایت کی اصبغ بن فرج نے الخ پس
اس سے معلوم ہوا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے مثل صاحب فتح البیان کے جہان اور ونکے اقوال نقل کیے ہین
وہان عبدالرحمن بن قاسم مالکی کا قول بھی نقل کیا ہے حالانکہ امام طحاوی اور حنفیہ کے مذہب سے اسکو
کیا علاقہ اگر فقط نقل سے کسیکا مذہب ہو جایا کرتا تو صاحب فتح البیان اپنی تفسیر مین اس قول کو کیون
نقل کرتے اور تقریب مین ابن حجر عسقلانی لکھتے ہین عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ خَالِدِ بْنِ جُنَادَةَ
الْعُتَقِيُّ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْمِصْرِيُّ الْفَقِيْهُ صَاحِبُ مَالِكٍ مِّنْ كِبَارِ الْعَاشِرَةِ یعنی عبدالرحمن بن
قاسم کی کنیت ابو عبداللہ فقیہ امام مالک کے شاگرد ہین کبار طبقہ عاشرہ سے ہین انتہی پس اس عبارت تقریب
سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمن بن قاسم مالکی ہین حنفی نہین اور سوا اسکے معترض صاحب نے عوام حنفیہ کو
گمراہ کرنیکے واسطے اس تفسیر فتح البیان کی نقل عبارت مین ایک بڑی چالاکی اور کمال بددیانتی کی کہ
عبارت سابقہ اور لاحقہ کو چھوڑ کے بیچ کی عبارت لکھدی فقط لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کو لیلیا وَاَنْتُمْ
سُكَارٰى کو چھوڑ دیا مگر ماہرین تفسیر انکی دھوکے بازیان کب چھپ سکتی ہین سو ہمنے عبارت سابقہ
تو بیان کر دی اور عبارت لاحقہ یہ ہے وَقَدْ رَوَى الْحَاكِمُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ عَنْ مَالِكٍ
مِّنْ طُرُقٍ مَا يَقْتَضِيْ اِبَاحَةَ ذٰلِكَ وَفِيْ اَسَانِيْدِهَا ضُعْفٌ وَقَدْ رَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ اَنَّهٗ سَمِعَ الشَّافِعِيَّ يَقُوْلُ مَا صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ
تَحْلِيْلِهٖ وَلَا تَحْرِيْمِهٖ شَيْءٌ وَالْقِيَاسُ اَنَّهٗ حَلَالٌ وَقَدْ رَوٰى ذٰلِكَ اَبُوْ بَكْرٍ الْخَطِيْبُ قَالَ
ابْنُ الصَّبَّاغِ كَانَ الرَّبِيْعُ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَقَدْ كَذَبَ ابْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ عَلَى

الشَّافِعِيُّ فِي ذٰلِكَ فَإِنَّ الشَّافِعِيَّ نَصَّ عَلٰى تَحْرِيْمِهٖ فِي سِتَّةٍ كُتُبٍ مِّنْ كُتُبِهٖ يعني اور تحقيق
حاکم اور دار قطنی اور خطیب بغدادی نے امام مالک سے کئی طریقونکے ساتھ اوس چیز کو روایت کیا کہ جو وطی فی
الدبر کے حلال ہونے کو مقتضی ہی حال آنکہ اسکی اسنادونمین ضعف ہی اور روایت کی امام طحاوی رحمۃ
اللہ علیہ نے محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم سے کہ تحقیق انھون نے سُنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہ فرماتے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وطی فی الدبر کی حلت و حرمت مین کوئی روایت صحیح وارد نہین ہوئی ہی
اور قیاس یہ ہی کہ وطی فی الدبر حلال ہو اور تحقیق روایت کیا اسکو ابوبکر خطیب نے کہا ابن الصباغ نے کہ قسم
کھاتا تھا ربیع اوس اللہ کی کہ سوای اوسکے دوسرا کوئی معبود نہین ہی ہرآئینہ تحقیق کہ جھوٹ باندھا
ابن عبد الحکم نے امام شافعی پر اس مسئلہ مین اسواسطے کہ امام شافعی نے اپنی چھ کتابون مین اس بات کی
تصریح کردی ہی کہ وطی فی الدبر حرام ہی انتہی اور دوسری تفسیر فتح البیان مین بعد ان اقوال کے یہ بھی لکھا ہی
وَلَا يَجُوْزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَعْمَلَ عَلٰى أَقْوَالِهِمْ یعنی اور جائز نہین کسیکو ان لوگونکے اقوال پر عمل کرے پس
جب کسی نے بعد نقل اقوال مخالفین کے تصریح کردی کہ وطی فی الدبر ناجائز اور حرام ہی اور اسکے جواز مین
بعض ضعیف راویونکے قول پر عمل کرنا نچاہیے تو پھر کوئی جاہل اور آنکھونکا اندھا بھی اس سے نہ سمجھیگا
کہ ان عبارات منقولہ کا مضمون ناقل کا مذہب ہو اور حنفیہ اسکے قائل ہین مگر معترض صاحب کی آنکھون
تو خون فاسد تعصب کا اوتر آیا اور نزلہ حسد کے کاخ دماغ مین نزول اجلال فرمایا حق و باطل کے نور و
ظلمت مین امتیاز نہ رہا اور شعر معترض صاحب کا اولٹکر اونھین پر صادق آیا۔ آنکھین اگر بند ہین تو
تو پھر دن بھی رات ہی۔ اسمین قصور کیا ہی بھلا آفتاب کا۔ **قال** اور یہی باعث ہی کہ حنفیہ عورت کی
دبر مین وطی کرنیوالے پر حد مارنے کے قائل نہین چنانچہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی انتہا **اقول**
حد کا لازم نہونا اس امر کو مستلزم نہین کہ یہ فعل حرام بھی نہو سیکڑون فعل حرام ہین مگر حد اونمین نہین ہی
چنانچہ پیشاب انسان کا پینا اسکے نزدیک حلال ہی مگر حد اوسمین کسیکے نزدیک نہین ہاں اگر شراب پیئیگا تو
بیشک حد آجائیگی اور نسبت ارتکاب فعل مذکور کے خود صحابہ مین اختلاف واقع ہوا ہی کسیکے نزدیک
آگ مین جلانا اور کسیکے نزدیک دیوار اوسپر گرادینا اور کسیکے نزدیک بلند مکان سے گراکر پتھر مارنا ہی

پس اگر اسمین حد لازم ہوتی تو صحابہ سے یہ اقوال مروی نہوتے البتہ حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص پر تعزیر لازم ہی بلکہ تعزیراً مار ڈالنا بھی جائز ہی اور حد شرعی کہین شرع مین ثابت نہین فقہ مین کہین اس فعل کو جائز نہین لکھا اگر معترض صاحب کو بڑی دقت پڑی کیونکہ تاویل کرنا تو وہ بخاری وغیرہ مین حرام سمجھتے ہین پس لا محالہ انکو اسکے جواز کا قائل ہونا پڑیگا ورنہ اس قول سے باز آئین اور یہ نہ کہین کہ ہر بات بخاری کی قابل عمل ہی ورنہ مولوی محمد لودھیانوی کا اعتراض انپر جم جائیگا ٹالے نہ ٹلیگا ؎ چہ کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ❊ **قال** امت محمدیہ کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہی کہ بخاری اور مسلم کے برابر صحت مین اور قوت عمل مین تمام جہان مین کوئی کتاب نہین ہی چنانچہ کہا شیخ الاسلام ابن حجر نے شرح نخبۃ الفکر مین الخ **اقول** اسی شرح نخبۃ الفکر مین لکھا ہی اِنَّ الرِّجَالَ الَّذِیْنَ تُکُلِّمَ فِیْهِمْ مِّنْ رِّجَالِ مُسْلِمٍ اَکْثَرُ عَدَدًا مِّنَ الرِّجَالِ الَّذِیْنَ تُکُلِّمَ فِیْهِمْ مِّنْ رِّجَالِ الْبُخَارِیِّ یعنی تحقیق وہ رجال جنمین کلام کیا گیا ہی مسلم کے رجال مین سے زیادہ ہین اون رجال سے جنمین کلام کیا گیا ہی بخاری کے رجال سے انتہی اور شرح شرح نخبۃ الفکر مین ملا علی قاری اسی مقام مین لکھتے ہین فَاِنَّ الَّذِیْنَ انْفَرَدَ الْبُخَارِیُّ بِهِمْ اَرْبَعُمِائَةٍ وَّخَمْسَةٌ وَّثَلٰثُوْنَ رَجُلًا وَّالْمُتَکَلَّمُ فِیْهِمْ بِالضُّعْفِ نَحْوٌ مِّنْ ثَمَانِیْنَ رَجُلًا وَالَّذِیْنَ انْفَرَدَ بِهِمْ مُسْلِمٌ سِتُّمِائَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَّالْمُتَکَلَّمُ فِیْهِ مِنْهُمْ مِائَةٌ وَّسِتُّوْنَ رَجُلًا عَلَی الضُّعْفِ کَذَا ذَکَرَهُ السَّخَاوِیُّ فِیْ شَرْحِ اَلْفِیَّةِ الْعِرَاقِیِّ یعنی وہ لوگ جنسے فقط امام بخاری نے روایت کی ہی چار سو پینتیس آدمی ہین جو انمین ضعیف راوی ہین وہ قریب اسّی آدمیوں کے ہین اور جن لوگونسے فقط امام مسلم نے روایت کی وہ چھہ سو اور بیس آدمی ہین اور ضعیف اونمین سے ایک سو ساٹھہ شخص ہین دونے اوس سے اسی طرح ذکر کیا اسکو امام سخاوی نے شرح الفیہ عراقی مین انتہی غرض کتاب بخاری باعتبار اکثر احادیث صحاح کے اور کتابون سے زیادہ صحیح ہی اسپر اکثر نے اجماع کر لیا ہی اسکو ہم بھی تسلیم کرتے ہین مگر یہ کہنا کہ ہر حدیث اوسکی اور سب کی حدیثون سے گو وہ کیسے ہی صحیح ہون زیادہ صحیح قابل بحث ہی قابل تسلیم نہین چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ چہاردہم کے جواب مین گذر چکی آدمی کو

چاہیے کہ جس درجہ کی جو کتاب ہو اوسکو ویسا ہی رکھنا چاہیے مگر حضرات ظاہریہ تو بخاری کے سامنے
قرآن کو بھی نہین مانتے ہین اور اوسکے مقابلہ مین نصوص صریحہ کی بھی کچھ حقیقت نہین جانتے ہین
یہ انکی زیادتی ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ یعنی تحقیق حق تعالی حد سے تجاوز کرنیوالونکو دوست
نہین رکھتا **قولہ** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد مولوی محمد لودھیانوی نے حدیث پر چلنے والونکو
دیا ہے کہ بخاری مین ہے کہ اگر شراب مین مچھلی ڈالکر ذرا دھوپ مین رکھدیجیے تو درست ہے الخ **اقول**
چونکہ معترض صاحب بخاری کے ہر قول کو قابل حجت سمجھتے ہین لیس اونکو شراب کے مسئلہ مین کچھ بھی کلام
کرنا نہین چاہیے اور بلا چون وچرا تسلیم کرلینا مناسب ہے ورنہ اونکے قاعدہ کے خلاف ہوگا اور یہ
لازم آئیگا کہ جو مذہب قابل عمل معترض صاحب کے نہین اوسکو امام بخاری نے کیون درج کیا **قال**
لیکن اونھون نے یہ نہ خیال کیا کہ ہمارے مذہب کی فقہ کی کتابونکا تو کوئی باب بھی ایسا نہین ہے جو
پورا پورا لائق عمل کے ہو کیونکہ ہزارہا مسائل مین جو امام اعظم اور اونکے شاگردون ابو یوسف اور
امام محمد اور امام زفر کا اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ کا آپسمین اختلاف ہے
انمین کس کا سچا جانا جاوے اور کسکو سچا نہ جانا جاوے اور کس کو خدای تعالی اور اوسکے رسول
کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلا تو دیجیے **اقول** کیا خوب ذرا غور تو
کیجیے کہ تمام کتابین اس سے پُر ہین کہ امر حق چارون مذاہب مین دائر ہے اور ہر امام حق پر ہے اختلاف فروع کا
منافی حقیت کے نہین ہوسکتا بلکہ اس قسم کا اختلاف تو امت کیواسطے موجب رحمت ہے اور عمل ہر
امام کا موافق قرآن وحدیث کے ہے ہرگز مخالف نہین اور معترض صاحب کا یہ کہنا کہ فقہ کی کتابونکا کوئی
باب بھی ایسا نہین ہے جو کہ پورا پورا لائق عمل کے ہو محض لغو اور پوچ وباد ہوا ہے اسواسطے کہ جسقدر
مسائل فقہ کا جواب اس کتاب مین جو معترض صاحب کے نزدیک کوئی مسئلہ اوسکا قابل عمل نہ تھا
اور اوسکو حدیث کے خلاف سمجھتے تھے شرح وبسط کے ساتھ دیا ہے اور ہر ایک مسئلہ کا ماخذ قرآن
حدیث سے بتلا دیا ہے کیا یہ مسائل قابل عمل کے نہین ہین اگر موافق اعتراض معترض صاحب کے اختلاف
فروعی کو منافی حقیت کے سمجھا جاوے اور بسبب اس اختلاف کے اقوال ائمہ مجتہدین مین شک کیا جاوے

کہ سچا کسکو کہیں اور جھوٹا کسکو کہیں تو بعینہ وہی تقریر معترض صاحب کی محدثین پر بھی صادق آتی
جاتی ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم کا آپسمیں
اختلاف ہے انمیں سے کسکو سچا جانا جاوے اور کسکو سچا نہ جانا جاوے اور کسکو خدای تعالی اور اوسکے
رسول کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا تبلا تو دیجیے آپ معترض صاحب بلی سمجھے
بوجھے کیوں ایسی تقریر لایعنی اور ایراد بیمعنی کیجیے کہ خود اپنا اعتراض اولٹ کر اپنے اوپر آوے اور اپنی
بات کا الزام آپ اوٹھاوے اور بجز سکوت خجالت کے کوئی جواب اوسکا نہ آوے ۵ جان من خود
کردہ خود کردہ را درمان نیست ٭ اور باقی اعتراضات معترض صاحب نے جو آخر کتاب کے ورق میں لکھے
ہیں سب مکر ہیں دھوکا دینے اور کتاب بڑھانیکے واسطے پھر اون مسائل کا اعادہ کیا ہے سبکا جواب
باصواب بتفصیل تمام قرآن اور حدیث سے آپکے موقع پر ہم لکھ چکے ہیں بیان حاجت مکرر جواب دینے کی
نہیں یہانتک تو ہمنے جوابات حصہ اول کتاب ظفر مبین کے لکھے باقی معترض صاحب نے ضمن عبارت التماس میں جو
وعدہ کیا ہے کہ حصہ دوم بعد ختم جلد ثانی معاملات بلاغ المبین کے تالیف کیا جائیگا سو ہم منتظر ایفای وعدہ ہیں کہ
جسوقت حصہ دوم چھپکر یاروں کے ملاحظہ میں آئیگا فوراً ادھر سے بھی جواب کافی اوسکا بنام
حصہ دوم فتح المبین لکھا جائیگا اور کوئی حرف بیجا خلاف تہذیب اوسمیں اندراج
نہ پائیگا بشرطیکہ اودھر سے بھی یہ امر ملحوظ خاطر رہے ۵ لا مذہبونکو دیتے
ہیں ہم اشتہار اب ٭ دو تا یوں کو کرتے ہیں ہم ہوشیار
اب ہے سب و شتم اسکا مہذب جواب ہیں ٭
ورنہ کرینگے ہم بھی وہی اختیار اب ٭
و آخر دعونا ان الحمد للہ رب
العالمین و الصلوٰۃ علی
۳ سید المرسلین

تمسخر الزام ہم الف ظفر مبین کا الٹا معترض پر اولٹ دیا

ضمیمۂ الفتح المبین
موسوم بتنبیہ الوہابیین

بعد حمد الٰہی و نعت حضرت رسالت پناہی کے واضح ہو کہ جو حضرات غیر مقلدین مخالفت حدیث و قرآن کا الزام مقلدین کو دیتے ہین اور مجتہدین ائمۂ دین پر مسائل فقہیہ مین مطاعن بیجا کرتے ہین سو انکی محض نفسانیت اور ناشناسی جہالت ہی اسواسطے کہ کوئی مسئلہ فقہ کا قرآن و حدیث کے مخالف نہین اور جو کچھ حضرات مجتہدین نے بیان کیا ہی وہ سب کتاب و سنت کے موافق ہی تعجب ہی کہ یہ لوگ خود اپنے گریبان مین منہ ڈالکر نہین دیکھتے کہ وہ خود کسقدر قرآن و حدیث کے مخالف عمل کرتے ہین اور ناحق عامل بالحدیث ہونیکا دم بھرتے ہین [illegible]

عامل حدیث سکے یہ سبنے ہین برای نام
عامل حدیث کے ہین بلاشک مقلدین
لا نہ ہونکو بہرہ نہین عقل و رای سے
داخل یہ آیۂ أُولُوا الألباب مین نہین
اکثر عمل ہی انکا احادیث کے خلاف

اور ونکو اہل رای یہ کہتے ہین بد لگام
اور ساتھ عقل و رای کے جو کرتے ہین کلام
ہین بیوقوف سبکے سب اسمین نہو کلام
خارج ذوی العقول سے ہین مثل [illegible]
چند [illegible]

پہلا مسئلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ مسائل دینیہ مین قیاس کرنا شرع نہین اور قیاس کو عمل شیطانی جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ یعنی پہلے جسنے قیاس کیا وہ ابلیس ہی جیسا [illegible] وصفحہ ۔۔ فتح مبین مصنفہ بدیع الزمان مین لکھا ہی حالانکہ قیاس ابلیس کا شرع کے مخالف تھا جسکے سبب سے سجدہ نہ کیا تو ملعون ہو گیا بخلاف قیاس فقہای مجتہدین کے کہ اصول شریعت کے موافق ہوتا ہی اور موجب اجر و ثواب ہی اور شیطان کا قیاس تو باعث لعنت و عتاب ہی سو بین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا غرض قول غیر مقلدین کا مخالف اس حدیث کے ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَھَدَ وَاَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَھَدَ وَاَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ وَّاحِدٌ یعنی عبد اللہ بن عمرو اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاکم جب حکم کرے پس قیاس کرے اور قیاس اسکا صحیح ہو تو واسطے اسکے دو ثواب ہین اور جب حاکم حکم کرے

پس قیاس کرے اور قیاس اوسکا غلط ہو تو اوسکے واسطے ایک ثواب ہی انتہی اور نیز قیاس کا سنت نبوی ہونا اس
صحاح ستہ کی حدیث سے ثابت ہی عن معاذ بن جبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعثہ
الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ
قال فبسنۃ رسول اللہ قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ قال اجتہد برأیی ولا آلو فضرب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صدری وقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ
بما یرضی بہ رسول اللہ رواہ الترمذی وابو داؤد والدارمی یعنی معاذ بن جبل صحابی
فرماتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو پوچھا مجھسے کس طرح حکم کریگا تو
جب تیرے پاس کوئی قضیہ آویگا عرض کیا مین نے حکم کرونگا کتاب اللہ سے فرمایا اگر نپاوے تو کتاب
اللہ مین اوسکا فیصلہ یعنی جواب صریح اوسکا عرض کیا مین نے حکم کرونگا سنت رسول اللہ سے فرمایا
اگر نپاوی تو جواب صریح اوسکا سنت رسول اللہ مین عرض کیا مین نے اوسوقت اجتہاد کرونگا اپنی رای
سے یعنی کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ سے قیاس کرکے مسائل کا استنباط کرونگا اور نہین قصور کرونگا
اوسمین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحسین کرکے ہاتہ اپنا میرے سینہ پر تھپکا اور فرمایا شکر ہی
اللہ کا جسنے توفیق دی رسول اللہ کے قاصد کو اوس امر کی جس سے راضی ہوگیا رسول اللہ کا روایت
کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور دارمی نے انتہی پس اس حدیث شریف سے چند امور معلوم ہوئے
اول یہ کہ سب قضایا اور مقدمات کا جواب قرآن اور حدیث سے معلوم نہین ہو سکتا یعنی اس طرح
کہ ہر عامی اور غیر عامی سمجہ سکے بلکہ بعض احکام ایسے ہین کہ جنکا استنباط کرنا حضرات مجتہدین علماء کے
ساتھ خاص ہوگیا **دوم** یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کرنے کی اجازت دی اون مسائل
مین کہ نملے جواب صریح اونکا قرآن و حدیث سے **سوم** یہ کہ جب نپایا مجتہدین نے جواب ہزارون
مسائلونکا قرآن و حدیث سے تو استنباط کیا اونہون نے اون مسائلونکے جواب کو قرآن و حدیث و اجماع
امت و قیاس سے پس یہ سب مسائل احکام شرعیہ مین داخل اور لائق عمل کے ہین یعنی جبتک کہ حکم انکا
مخالف ہونا کسی نص صریح غیر مؤول و غیر منسوخ و غیر معارض کے بغلبہ ظن نہ معلوم ہوجاوے تو
وہ سب مسائل معمول بہا ہین اور کتب اصول مین مذکور ہی کہ اجماع امت کا شرعیت قیاس پر منعقد ہوا اور
بھی آیہ کریمہ لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم [illegible] یا اولی الابصار کو مفسرین نے

واسطے شرعیت قیاس کے دلائل قاطعہ سے گر دانا ہی اور منکر قرآن و حدیث کو کافر کہا ہی اور اسیطرح حال ہی منکر
اجماع اور قیاس کا اور بعض نے کہا کہ منکر اسکا رافضی اور زندیق ہی **دوسرا مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین
کہ ہم سوای قرآن و حدیث کے اجماع کو نہین مانتے سو انھون نے خلاف کیا ہی ان احادیث کا لَا تَجْتَمِعُ
اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اجماع ضلالت اور گمراہی
نہوگا اور فرمایا یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَةِ یعنی اجماع مومنین پر اللہ کا ہاتھ ہی اور فرمایا اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ
فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو تم بڑی جماعت کی یعنی جدھر بہت لوگ ہین اونکی راہ پر چلو سو جو کوئی
اس جماعت اعظم سے الگ ہوا داخل ہوگیا وہ دوزخ مین اور ظاہر ہی کہ جماعت اعظم اور گروہ کثیر مسلمانونکا
مقلدین چار مذہب کے ہین جس مذہب کو چاہو اختیار کر لو کہ حق انھین چار مین منحصر ہی اور جو انسے نکلا وہ
دائرہ اہل سنت و جماعت سے باہر ہی اور بھی سنن دارمی مین حدیث وارد ہی وَلَيْسَ اَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ
شِبْرًا فَيَمُوْتُ اِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً یعنی جو کوئی اجماع مومنین سے جدا ہو کر مر گیا تو جاہلیت کی موت
مرا انتہی بلکہ اجماع کی دلیل قرآن سے ثابت ہی چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ
نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا یعنی جو کوئی چلے خلاف راہ جماعت مسلمانونکے
تو ہم اوسکو اوسی راہ ضلالت پر رکھینگے اور ڈالینگے اوسکو دوزخ مین اور وہ بہت بری جگہ پہونچا یہان
موضح القرآن مین مولانا شاہ عبد القادر صاحب نے بطریق فائدہ لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہی مسلمانونکی جماعت پر جسنے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ مین پس جس بات پر امت کا
اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہی اور جو منکر ہوا اسکا وہ دوزخی ہی انتہی غرض حق تعالی نے راہ اجماع
مومنین کے خلاف پر چلنے والے کو عذاب دوزخ کی وعید سنائی اور تمامی مفسرین اور علما اور فقہا اسی
آیت کو حجت اجماع پر سند لاتے ہین اور مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے بھی ایضاح الحق مین اسی آیت
کو دلیل اجماع کی قرار دی ہی و نیز آیۂ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور آیت
كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ بھی اجماع کی حجت ہونے پر دلیل واضح ہی پس معلوم ہوا کہ شرعیہ مین اجماع موجب قطعیت یقین ہی
اور منکر اس حجت قطعی کا مثل روافض و معتزلہ کے ہی اور منکر اجماع قطعی کا بالاتفاق کافر ہی اور منکر اجماع ظنی کے کفر مین اختلاف
ہی کذا فی کتب الاصول **تیسرا مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ نماز مین بعد قرات الحمد کے آمین پکار کر کہنی
چاہیے سو انھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسند امام احمد و سنن ابو داؤد

وطیالسی و مسند ابو یعلی و ترمذی و تہذیب الآثار و دارقطنی و معجم طبرانی و محلی شرح موطا و مستدرک مین
باسناد صحیح جید عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِهَا صَوْتَهٗ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ ساتھ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھی ہین جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پر پہونچے تو آمین آہستہ
کہی انتہی اور مخالف کیا ہی اس حدیث کا جو صحیح ترمذی مین ہی اور روایت کیا اسکو امام احمد حنبل و ابو داؤد
وطیالسی و ابو یعلی نے اپنی مسانید مین اور طبرانی نے معجم مین اور دارقطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک
مین اور کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح ہی اور اگر تجھے کچھ کلام ہو شعبہ مین کہ ایک راوی ہی اس حدیث کا تو دیکھ لے
عینی شرح بخاری اور تقریب ابن حجر کو کہ ان دونون نے شعبہ کو امام المحدثین لکھا ہی چنانچہ وہ حدیث یہ ہی
عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ
لَا الضَّالِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ یعنی روایت ہی علقمہ بن وائل سے وہ روایت کرتے
ہین اپنے باپ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہا آمین اور آہستہ
کہا اسکو اور علامہ ابو المحاسن شارح ترمذی کی کتاب فوز الکرام مین ہے وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ
كُهَيْلٍ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا
قَالَ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ یعنی روایت ہی شعبہ سے وہ روایت کرتے ہین سلمہ
بن کہیل سے وہ روایت کرتے ہین علقمہ سے وہ روایت کرتے ہین وائل بن حجر سے کہ فرمایا نماز پڑھی مین نے
پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ فرمایا آپ نے ولا الضالین تو فرمایا آمین اور پست کیا ساتھ اوسکے
آواز کو یعنی آمین آہستہ کہی اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور دارقطنی اور ابن حبان نے طریق ثوری سے
اور ذکر کیا اس حدیث کو ابو یعلی نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے اپنی معجم مین اور حاکم نے اپنی مستدرک مین اور
امام احمد نے اپنی مسند مین اور بعض روایت مین جو بجای خَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ کے مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ آیا ہی سو
معنی اسکے محدثین نے اطال یعنی دراز کیا کے لکھے ہین اور بعض محدثین نے مد سے مد عارضی جو اول کلمہ مین ہو تا ہی
یا آخر کلمہ مین مراد لیا ہی یعنی یہ مد مقابل حذف کے ہی نہ مقابل خفض کے بہرحال اس سے جہر نہین ثابت ہوتا ہی ورنہ
امام بخاری اس حدیث کو باوجود معلوم ہونے اسکے نہ چھوڑتے اور بالضرور اسکو اپنی صحیح مین درج کرتے اور
اون احادیث سے جو اونکے مفید مطلب ہین تعرض نکرتے یا اسمین کوئی ایسی علت قادحہ تھی جسکے سبب سے

اسکو چھوڑ دیا اور جو بعض روایت مین رفع بہا صوتہ وارد ہی اسکو بھی اوسی پر قیاس کرنا چاہیے یا یہ حدیث بالمعنی ہی یعنی بعض راویون نے مد کی تفسیر رفع کے ساتھ کی ہی حال آنکہ مد کے معنی امالت کے ہین یا اوسکے معنی جیسا کہ مذکور ہو چکا اور اگر بالفرض معنی رفع کے بھی سہی تو مراد اوس سے اتنا بلند کہنا کہ اول صف یعنی قریب کے آدمیون نے آمین سُن لی اور یہ منافی اخفا کے نہین اسواسطے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہی کہ نماز سریہ مین بھی قریب کے مقتدی امام کی قرات سن لیتے ہین اور موید اسکی حدیث ابو ہریرہؓ ہی جو مروی ہی سنن ابو داؤد مین اور نیز اسپر آثار صحابہ بھی شاہد عادل ہین کہ یہ حضرات اخفای آمین کرتے تھے چنانچہ تہذیب الآثار مین طبری روایت کرتے ہین ابو بکر بن عیاش سے وہ ابو سعید سے وہ ابو وائل سے کہا اونھون نے کہ نہ تھے عمرؓ اور علیؓ جہر کرنے والے ساتھ بسم اللہ اور آمین کے **اور** ہمارے حضرات مقلدین حنفیہ کو یہ بھی یاد رہے کہ غیر مقلدین کو جب کسی حدیث صحیح کے جواب مین کچھ نہین بن پڑتا تو اوس حدیث کی اسناد مین خواہ نخواہ کوئی خدشہ علت ضعف وغیرہ کا پیدا کر کے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہین سو نظر بران اگر کوئی غیر مقلد صاحب اس حدیث وائل مذکور کو ضعیف بتاوین یا بطور خدشہ کرین کہ اسکی سند مین راوی علقمہ ہی اور اوسنے اپنے والد سے نہین سنا جیسا کہ تقریب مین ہی عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ بِضَمِّ الْمُهْمَلَةِ وَسُكُوْنِ الْجِيْمِ الْحَضْرَمِيُّ الْكُوْفِيُّ صَدُوْقٌ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيْهِ پس سند مذکور مجروح ہوئی اور حدیث بسبب انقطاع کے قابل احتجاج نہ رہی سو **جواب** اسکا کئی طرح سے ممکن ہی **اول** تو حدیث منقطع بھی ہمارے نزدیک مثل حدیث مرسل کے حجت ہی بشرطیکہ راوی اوسکے ثقہ اور عادل ہون جیسا کہ کہا ہی امام ابن ہمام نے کتاب التحریر کی فصل کیفیت سند مین أَنَّ الْاِنْقِطَاعَ عِنْدَنَا دَاخِلٌ فِي الْاِرْسَالِ بَعْدَ عَدَالَةِ الرُّوَاةِ اور ظاہر ہی کہ راوی اس حدیث کے سب ثقہ اور عادل ہین **دوسرا جواب** یہ ہی کہ اگرچہ حافظ ابن حجر تقریب مین عدم سماع علقمہ کے قائل ہو گئے ہین مگر یہ قول انکا جمہور علما کے خلاف ہی بلکہ خود حسب تحریر حافظ ابن حجر کے اور مقامات سے تو سماع علقمہ کا ثابت ہوتا ہی پس نفی سماع علقمہ کی تقریب مین محمول ہوگی اونکے عدم اطلاع پر یا کلام غیر کے نقل کرنے پر اسواسطے کہ اثبات مقدم ہی نفی پر چنانچہ خود حافظ اپنی کتاب تہذیب التہذیب مین ترجمہ علقمہ مین لکھتے ہین حَكَى الْعَسْكَرِيُّ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ أَنَّهُ قَالَ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْهِ یعنی حکایت کی عسکری نے ابن معین سے اس بات کی کہ کہا علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے اور بھی انھون نے بلوغ المرام کے باب صفت الصلوۃ مین نسبت حدیث وائل صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهِ

لکھا ہی رواہ ابو داؤد باسناد صحیح یعنی روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ
پس حکم کرنا حافظ ابن حجر کا ساتھ صحت اسناد اس حدیث کے مستلزم ہی اس بات کو کہ یہ حدیث
متصل ہی مرسل اور منقطع نہین اور واقف سنن ابو داؤد کو معلوم ہی کہ یہ حدیث ابو داؤد مین طریق علقمہ
عن ابیہ سے مروی ہی پس اس کلام سے واضح ہوگیا کہ مختار حافظ کا سماع علقمہ ہی ورنہ بموجب تحریر تقریب کے
یہان بھی حکم دیتے اور صحت حدیث علقمہ بن وائل کے قائل نہوتے اور زیادہ توضیح غلط ہونے عبارت
تہذیب کی کتاب القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم مین موجود ہی جسکا جی چاہے دیکھ لے کہ جسکو
فاضل المعی جناب مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی نے واسطے دفع شکوک و اوہام فاسدہ
فرقہ وہابیہ کے تصنیف فرمایا ہی اور جوابات دندان شکن سے لاجواب ہوگئے مطاعن بیجا کو یکقلم اوٹھایا ہی
ہان البتہ علقمہ کے چھوٹے بھائی عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی اور روایت علقمہ کی اپنے باپ سے
تو باجماع محدثین محققین ثابت ہی جیسا کہ امام ترمذی اپنی جامع مین کتاب الحدود کے باب ماجاء فی المرأۃ
مین بعد ذکر حدیث کے جو مروی ہی طریق علقمہ سے لکھتے ہین عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ اَبِیْہِ
وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَّعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِیْہِ یعنی علقمہ بن وائل بن
حجر نے اپنے باپ سے سنا ہی اور وہ بڑا ہی اپنے بھائی عبد الجبار بن وائل سے اور عبد الجبار بن وائل نے اپنے
باپ سے نہین سنا ہی اور اسی بنا پر صحیح مسلم کے باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین عند ظہور الفتن کے شروع مین
حدیث حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ کی اسناد مین عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ
وارد ہی اور ظاہر ہی کہ امام مسلم اصول مین کوئی حدیث منقطع نہین لاتے ہین پس انکے نزدیک بھی سماع علقمہ کا
اپنے باپ سے ثابت ہی اور یہ حدیث متصل السند ہی اور اسمین لفظ حدثنا بھی الفاظ سماع سے آیا ہی
اور بھی مختار اکابر محدثین کا مثل امام بخاری و سمعانی و ابن عبد البر و جزری و ابو المحاسن شارح
ترمذی و قاسم بن قطلوبغا و ملا علی قاری و شیخ الدہلوی کے سماع علقمہ ہی اپنے والد سے اور یہ حدیث
بھی اخفا کے مؤید ہی عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ وَّعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ
سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ اَنَّهٗ حَفِظَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً اِذَا كَبَّرَ
وَسَكْتَةً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَحَفِظَ ذٰلِكَ سَمُرَةُ وَاَنْكَرَ عَلَيْهِ
عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَتَبَا فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ فِيْ كِتَابِهٖ اِلَيْهِمَا اَوْ فِيْ رَدِّهٖ اَنَّ سَمُرَةَ قَدْ

اجماع محدثین کا سماع علقمہ پر اپنے باپ سے

حفظ یعنی روایت کی حسن سے کہ تحقیق سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین نے تذکرہ کیا آپس میں پس
حدیث کی سمرہ بن جندب نے کہ تحقیق مجھے یاد ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سکتے کرنے ایک سکتہ
بعد تکبیر کے یعنی بعد تکبیر تحریمہ کے اور دوسرا سکتہ بعد ولا الضالین کے اور انکار کیا اسکا عمران بن حصین نے
پس لکھا دونون نے خط طرف ابی بن کعب کے یعنی مدینہ مین پس جواب لکھا اونھون نے دونونکو کہ تحقیق
سمرہ کا حفظ صحیح ہے اور روایت کیا ترمذی نے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ مجھکو ایک سکتہ یاد ہے سو فیصلہ کیا
اون دونونکا ابی بن کعب نے کہ حفظ سمرہ کا صحیح ہے اور یہ حدیث ابوداؤد کی ہے اور ترمذی اور نسائی ابن ماجہ کی
کہا طیبی نے باوجودیکہ شافعی المذہب ہے پہلا سکتہ سبحانک اللھم کے واسطے اور دوسرا سکتہ آمین کہنے کے واسطے ہے
کذا فی المرقات اور ترمذی نے یہ بھی روایت کی کہ کہا سعید نے جو ایک راوی ہے حدیث سکتہ کا پوچھا ہمنے
قتادہ سے وہ ایک راوی ہے اس حدیث کا کہ کیا ہین یہ دونون سکتے کہا قتادہ نے پہلا سکتہ جسوقت
داخل ہو تو نماز مین یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد اور دوسرا سکتہ جسوقت کہ فراغت پاوے تو قرارت سے پھر کہا
جب پڑھ چکے تو ولا الضالین تو اے بھائی غور کا مقام ہے کہ حدیث سکتہ سے جو روایت صحاح کی ہے
خوب معلوم ہو گیا کہ آمین آہستہ کہنی سنت ہے اسواسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولا الضالین
سکتہ کیا تو آمین آہستہ کہی جیسا کہ دلالت کرتی ہے اسپر یہ حدیث شیخین کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ
فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ یعنی جب کہے امام ولا الضالین تو آمین کہو یہ تو نہین فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی
آمین کہو کہ البتہ اوس سے آمین جہری ثابت ہو جاتی واذ لیس فلیس اور یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم
اور موطای امام مالک کی ہے اور دلالت کرتی ہے اسپر روایت نسائی کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ
یَقُوْلُوْنَ اٰمِیْنَ وَاِنَّ الْاِمَامَ یَقُوْلُ اٰمِیْنَ یعنی جب امام ولا الضالین کہے تو کہو آمین اسواسطے کہ
ملائکہ کہتے ہین آمین اور امام کہتا ہے آمین اگر امام جہر سے کہتا ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیون تعلیم فرماتے
کہ امام بھی کہتا ہے اور سوای اسکے قولوا کے معنی پکار کر کہو تمنے کہان سے لئے ہین بلکہ یہی کہو تمنے کہ ثابت
ہوتا ہے اور عطا نے کہا کہ آمین دعا ہے کما نقلہ فی البخاری قال عطاء آمین دعاء تو دعا آہستہ
کہنا حکم قرآن شریف کا ہے جیسا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً

یعنی پکارو تم اپنے رب کو زاری سے اور آہستہ اور حضرت زکریا علی نبینا و علیہ السلام نے بھی دعا کی تو آہستہ کی اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا اور فرمایا عبد اللہ بن سعودؓ نے اَرْبَعٌ یُخْفِیْهِنَّ الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالثَّنَاءُ وَالتَّسْمِیَةُ وَالتَّاْمِیْنُ کَمَا نَقَلَهٗ فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ یعنی چار ذکر امام آہستہ کہے اعوذ اور سبحانک اللھم اور بسم اللہ اور آمین اور اس بحث آمین بالاخفا کو ہم نے صفحہ ۲۴۲ سے صفحہ ۲۶۳ تک خوب تفصیل سے بیان کر دیا ہے پس جبکہ احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ اور آیات قرآن شریف کو بھائی مسلمانوں نے ملاحظہ کیا تو اب اپنے دلوں میں انصاف کریں کہ آمین آہستہ کہنے میں خلوص اور عاجزی زیادہ ہے یا پکار کر کہنے میں افسوس کہ اس زمانہ نے اسکی تصدیق کر دی کہ لڑکوں کو اور عوام کو فرائض نماز کی تعلیم نہیں ہوتی مگر آمین اور رفع یدین کے تعلیم کا بڑا اہتمام ہوتا ہے ؎ ترسم نہ رسی بکعبہ ای اعرابی + کین رہ کہ تو میروی بترکستانست + چوتھا مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ رفع یدین کرنا چاہیے حالانکہ اونھوں نے اس مسالہ میں خلاف کیا ہے ان احادیث صحیحہ کا کہ جنسے رفع نکرنا ثابت ہوتا ہے عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ یعنی علقمہ سے روایت ہے کہ فرمایا عبد اللہ بن سعودؓ نے کیا نہ پڑھاؤں تمکو نماز مثل نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر پڑھی نماز پس نہ اوٹھائے دونوں ہاتھ اپنے مگر وقت تکبیر اولی کے یہ حدیث صحیح ترمذی کی ہے اور کہا ترمذی نے کہ اسی مضمون کی حدیث برا ابن عازب سے بھی آئی ہے اور یہ حدیث حسن ہے اور تسلیم و قبول کیا ہے اس حدیث کو بہت سے علما اور صحابہ اور تابعین نے اور یہ قول ہے سفیان ثوریؒ اور اہل کوفہ کا یعنی ابو حنیفہؒ اور اونکے اتباع کا تمام ہوا کلام ترمذی کا صحیح ترمذی میں اور ابوداؤد نے تو باب منعقد کیا جدا گانہ اس بات کا کہ رفع یدین نماز میں اول ہی مرتبہ ہے اور روایت کی علقمہ سے یہی حدیث اور روایت کی ابوداؤد نے ابو سفیان اور برا ابن عازب سے اسی اسناد کے ساتھ یہی حدیث عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ یَدَیْهِ اِلٰی قَرِیْبٍ مِّنْ اُذُنَیْهِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ یعنی روایت ہے برا ابن عازب سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ جسوقت شروع کرتے نماز کو اوٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے قریب کانونکے پھر دوبارہ نہ اوٹھاتے ساری نماز میں انتہی جامع الانصاف ہے کہ یہ دونوں محدثین صحاح ستہ کی میں اور

چوتھا مسالہ رفع یدین کا

غیرمقلدین عمل بالحدیث کا دعویٰ کرتے ہین وہ وقت رکوع اور قومہ کے رفع یدین کرکے تارک ہونے
ہین ان دو حدیثون صحاح کے اور اگر اونکو یہ خیال ہو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمرؓ
سے رفع یدین مین کئی طریق سے روایتین آئین ہین سو **جواب** اوسکا یہ ہو کہ وہ منسوخ ہین چنانچہ عینی کے
شرح بخاری مین مرقوم ہے اَنَّهٗ كَانَ فِي بَدْءِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ یعنی تھا رفع یدین رکوع وغیرہ کا ابتدا
اسلام مین پھر منسوخ ہوگیا اور دلیل اسکے نسخ پر یہ ہے اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَأٰى رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ
فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَأْسِهٖ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ هٰذَا شَيْءٌ فَعَلَهٗ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهٗ یعنی تحقیق عبد اللہ بن زبیر نے ایک شخص کو رفع یدین
کرتے دیکھا وقت رکوع اور قومہ کے کہا نکر تو یہ کام اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا
پھر ترک کردیا اسکو **اور** دوسری دلیل نسخ کی یہ ہو کہ جو روایت کی امام طحاوی نے سند صحیح کے ساتھ
حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ اَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ
حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ
الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ کہا طحاوی نے روایت کی مجکو ابو داؤد نے اوسکو احمد بن عبد اللہ بن یونس نے
اوسکو ابو بکر بن عیاش نے اوسکو حصین نے اونے روایت کی مجاہد سے کہا مجاہد نے کہ نماز پڑھی مین نے
پیچھے عبد اللہ بن عمرؓ کے سو نہ رفع یدین کیا اونھون نے مگر تکبیر اولی مین نماز کے کہا امام طحاوی نے یہ
وہی ابن عمرؓ ہین کہ کرتے تھے رفع یدین وقت رکوع اور قومہ کے پھر ترک کیا بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے سو ترک کرنا اونکا دلیل نسخ کی ہے انتہی کلام العینی **اور** ظاہر ہے کہ یہ لوگ حدیث کے پلٹنے والے
جو پرتال کے اور بمقابلہ تحقیق حدیث ان لوگونکے اسوقت کے علما کو کیا نسبت ہے چہ نسبت خاک را
با عالم پاک م **اور** بعض لوگ جو دھوکے مین ڈالتے ہین کہ حدیث رفع یدین کے راوی قوی ہین سو یہ
قصہ بھی خاص مکہ معظمہ مین امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہؒ سے دار حناطین مین ہو چکا ہے آخر کار
امام اعظم غالب رہے اور امام اوزاعی چپ ہو رہے جیسا کہ فتح القدیر مین و عقود الجواہر المنیفہ مین
ہے رَوَى الْحَارِثِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ زِيَادٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا
سُلَيْمَانُ بْنُ الشَّاذَكُوْنِيِّ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ اجْتَمَعَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالْاَوْزَاعِيُّ
فِيْ دَارِ الْحَنَّاطِيْنَ بِمَكَّةَ فَقَالَ الْاَوْزَاعِيُّ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ مَا بَالُكُمْ لَا تَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَكُمْ

فِي الصَّلوٰةِ عِندَ الرُّكُوعِ وَعِندَ الرَّفعِ مِنهُ فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ لِاَجلِ اَنَّهُ لَم يَصِحَّ عَن رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيءٌ فَقَالَ كَيفَ لَم يَصِحَّ وَقَد حَدَّثَنِي الزُّهرِيُّ عَن سَالِمٍ عَن اَبِيهِ عَن رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَرفَعُ يَدَيهِ اِذَا افتَتَحَ الصَّلوٰةَ وَعِندَ الرُّكُوعِ وَعِندَ الرَّفعِ مِنهُ فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَن اِبرَاهِيمَ عَن عَلقَمَةَ وَالاَسوَدِ عَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ مَسعُودٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرفَعُ يَدَيهِ اِلَّا عِندَ افتِتَاحِ الصَّلوٰةِ وَلَا يَعُودُ لِشَيءٍ مِن ذٰلِكَ فَقَالَ الاَوزَاعِيُّ اُحَدِّثُكَ عَنِ الزُّهرِيِّ عَن سَالِمٍ عَن اَبِيهِ وَتَقُولُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَن اِبرَاهِيمَ عَن عَلقَمَةَ وَالاَسوَدِ عَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ مَسعُودٍ فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ كَانَ حَمَّادٌ اَفقَهَ مِنَ الزُّهرِيِّ وَكَانَ اِبرَاهِيمُ اَفقَهَ مِن سَالِمٍ وَعَلقَمَةُ لَيسَ بِدُونِ ابنِ عُمَرَ فِي الفِقهِ وَاِن كَانَت لِابنِ عُمَرَ صُحبَةٌ وَلَهُ فَضلُ صُحبَةٍ فَالاَسوَدُ لَهُ فَضلٌ كَثِيرٌ وَعَبدُ اللّٰهِ عَبدُ اللّٰهِ فَسَكَتَ الاَوزَاعِيُّ

یعنی حارثی نے اپنی مسند مین روایت کی کہا حدیث کی ہمکو محمد بن ابراہیم بن زیاد رازی نے اور اوکو حدیث کی سلیمان بن شاذکونی نے کہ سنا مینے سفیان بن عیینہ سے کہ فرماتے تھے کہ ایک روز جمع ہوے امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی مکہ معظمہ مین درمیان دار حناطین کے سو کہا امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ سے کہ تم لوگ رفع یدین کیون نہین کرتے ہو رکوع و قومہ مین نماز کے کہا امام ابوحنیفہ نے کہ نہین ہے اس باب مین کوئی حدیث صحیح کہا امام اوزاعی نے کیونکر نہین صحیح ہے کہ حدیث کی مجکو زہری نے اوسکو سالم نے اوسکو اوسکے باپ نے کہا سالم کے باپ نے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے رفع یدین وقت تکبیر اولی کے اور وقت رکوع اور قومہ کے پس کہا امام ابوحنیفہ نے کہ حدیث کی مجکو حماد نے اوسکو ابراہیم نے اوسکو علقمہ اور اسود دونوان نے روایت کی عبداللہ بن مسعود سے کہ کہا اونھون نے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اپنے مگر شروع نماز مین پھر نہ اوٹھاتے ساری نماز مین پھر کہا اوزاعی نے حدیث کی مین نے مجکو زہری سے کہ وہ میرے استاذ ہین اونسے سالم سے اور سالم نے اپنے باپ سے اور تم کہتے ہو حدیث کی مجکو حماد نے اوسکو ابراہیم نے اوسکو اسود اور علقمہ نے ان دونونکو عبداللہ بن مسعود نے پس کہا امام ابوحنیفہ نے کہ زہری سے حماد زیادہ فقیہ ہین اور ابراہیم بڑے فقیہ ہین سالم سے اور

علقمہ فقاہت مین عبد اللہ بن عمر سے کم نہین اگرچہ ابن عمر صحابی ہین اور واسطے اونکے فضل صحبت ہے
اور اسود کی تو بڑی بزرگی ہی اور عبد اللہ بن مسعود تو عبد اللہ بن مسعود ہین اونکا کیا کہنا پس چپ ہوگئے
امام اوزاعی اسکے جواب مین اور غالب آئے امام ابوحنیفہ حجت مین اور یہ قصہ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی
اپنے رسالہ انصاف مین لکھا ہی اور کفایہ شرح ہدایہ مین بھی اسیطرح مرقوم ہی اور نیز معارض ہی حدیث رفع
یدین کو یہ حدیث مرفوع صحیح الاسناد کہ جسکو امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار مین لکھا ہے
حدثنا ابن ابی داود قال ثنا نعیم بن حماد قال ثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن
کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه
وسلم انه كان يرفع يديه في اول تكبيرة ثم لا يعود یعنی حدیث کی ہمکو ابن ابوداود نے
کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہمکو نعیم بن حماد نے کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہمکو وکیع نے اونھون نے
سفیان سے اونھون نے عاصم بن کلیب سے اونھون نے عبد الرحمن بن اسود سے اونھون نے علقمہ سے
اونھون نے عبد اللہ بن مسعود سے اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپ اوٹھاتے تھے دونون
ہاتھونکو پہلی تکبیر مین پھر نہین اوٹھاتے تھے ساری نماز مین انتہی بعد اسکے لکھا ہی وحدثنا محمد بن
النعمان قال ثنا يحيى قال ثنا وكيع عن سفيان فذكر مثله باسناده اور یہ حدیث بھی
معارض ہی وعن عبد الله بن مسعود قال صليت خلف النبي صلى الله عليه وسلم و
ابي بكر وعمر فلم يرفعوا ايديهما الا عند افتتاح الصلوة یعنی کہا عبد اللہ بن مسعود نے
کہ نماز پڑھی مین نے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے سو اونھون نے رفع یدین نہین کیا
مگر وقت شروع کرنے نماز کے روایت کیا اسکو ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین جو استاد ہین
بخاری اور مسلم کے کما نقلہ صاحب فتح القدیر اور دارقطنی مین یہ حدیث باین اسناد وارد
ہی وحدثنا ابو عثمان سعيد بن محمد بن احمد الحناط وعبد الوهاب بن عيسى بن
ابي حية قالا نا اسحق بن ابي اسرائيل نا محمد بن جابر عن حماد عن ابراهيم عن علقمة
عن عبد الله قال صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم ومع ابي بكر وعمر فلم يرفعوا
ايديهم الا عند تكبيرة الاولى في افتتاح الصلوة اور بھی رفع یدین کو حدیث مسلم
ہی وعن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم و

رَافِعِيْ اَيْدِيَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ مَا لِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ يعني جابر بن سمرہ سے روایت ہی نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہر درانحالیکہ اوٹھا نیوالے تھے ہم ہاتھونکو نماز مین فرمایا کیا ہی مجکو کہ دیکھتا ہون مین تمکو کہ اپنے ہاتھونکو اسطرح اوٹھاتے ہو تم نماز مین جیسے دُمین سرکش گھوڑونکی ہلتی ہین سکون کرو یعنی ہاتہ نہ اوٹھاؤ نماز مین روایت کیا اسکو مسلم نے اپنی صحیح مین او ابوداؤد اور نسائی نے اپنی سنن مین اور ابی بکر بن ابی شیبہ استاد بخاری و مسلم نے اپنی مصنف مین او محمول کرنا اس حدیث کا رفع یدین وقت سلام پر تخصیص بلا مخصص ہے مقام غور ہی کہ اس صحاح ستہ کی حدیث پر غیر مقلدین کا عمل نہو اور پھر دعوا یہ کہ ہم عامل بالحدیث ہین واہ واہ سبحان اللہ اور بہی روایت کی طحاوی اور بیہقی نے حسن بن عیاش سے ساتہ سند صحیح کے عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ يعني اسود سے روایت ہی کہ فرمایا دیکھا مین نے عمر بن خطاب کو کہ اوٹھائے دونون ہاتہ اپنے اول تکبیر مین پھر نہ اوٹھائے ساری نماز مین نقل کیا اسکو صاحب فتح القدیر نے اور بہی روایت کی عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے کہ کہا اونکے باپنے کہ علی مرتضیٰ نکرتے تھے رفع یدین مگر تکبیر اولی مین پھر نکرتے تھے رفع یدین یعنی باقی نماز مین روایت کیا اسکو امام طحاوی نے اور کہا نہین جائز ہی یہ بات کہ علی مرتضی خلاف کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مگر بعد جاننے نسخ کے کما نقلہ العینی فی شرح الہدایہ اور بہی امام محمد روایت کرتے ہین ساتہ سند صحیح کے عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ یعنی عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کی ہی کہ حضرت علی وقت شروع نماز کے رفع یدین کرتے تھے پھر باقی نماز مین اعادہ اوسکا نہین کرتے تھے وَقَالَ الزَّيْلَعِيُّ رُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ خَدَمْتُ ابْنَ عُمَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا رَاَيْتُهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ صَلٰوةٍ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى یعنی امام زیلعی فرماتے ہین کہ مجاہد سے مروی ہی کہ کہا اونہون نے خدمت کی مین نے ابن عمر کی دس برس سو نہین دیکھا مین نے اونکو رفع یدین کرتے ہوئے نماز مین سوای تکبیر تحریمہ کے وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ الْعَشَرَةَ الْمُبَشَّرَةَ مَا كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ذَكَرَهُ فِي النِّهَايَةِ وَالْكِفَايَةِ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ عشرہ مبشرہ رفع یدین نہین کرتے تھے مگر شروع مین نماز کے اور

عینی شرح ہدایہ

نور الانوار مین ہی وقد صح عن مجاہد انہ قال صحبت ابن عمر عشر سنین فلم اره
یرفع یدیہ الا فی تکبیرة الافتتاح فترک العمل بہ دلیل علی انتساخہ یعنی روایت
صحیح مجاہد سے یہ ہی کہ فرمایا انہون نے کہ صحبت مین رہا مین ابن عمر رض کے دس برس تک سو نہین
دیکھا مین نے اونکو رفع یدین کرتے ہوے سوای تکبیر تحریمہ کے پس چھوڑ دینا عمل رفع یدین کو دلیل
ہی اوسکے منسوخ ہونے پر وفی النہایة عن عبد اللہ بن الزبیر انہ رای رجلا یصلی فی
المسجد الحرام ویرفع یدیہ عند الرکوع وعند رفع الراس منہ فقال لا تفعل
انہ شیء قد ترکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ما فعلہ یعنی نہایہ مین روایت
عبد اللہ بن زبیر مرقوم ہی کہ دیکھا اونہون نے ایک آدمی کو مسجد حرام مین نماز پڑھتے ہوے اور وہ رفع یدین
کرتا تھا وقت رکوع اور قومہ کے پس منع کیا اونہون نے رفع یدین کو کہ وہ ایک فعل تھا کہ جسکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کرنے کے چھوڑ دیا وعن عبد اللہ بن عباس قال قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لا ترفع الایدی فی شیء الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوة وفی
العیدین وعند استلام الحجر وعلی الصفا والمروة وعند عرفات وعند جمع و
عند رمی الجمار یعنی روایت ہی عبد اللہ بن عباس رض سے کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اوٹھائے جاوین ہاتھ کسی شی مین مگر سات جگہ اول تکبیر تحریمہ مین دوم نماز
عیدین کی تکبیرون مین سوم وقت بوسہ دینے حجر اسود کے چہارم صفا مروہ پنجم عرفات مین ششم
مزدلفہ مین ہفتم وقت کنکریان مارنے کے شیطان کو منا مین روایت کیا اسکو بیہقی نے اور
صاحب ہدایہ نے بھی مگر باختلاف الفاظ اور کفایہ شرح ہدایہ مین دربارہ ترجیح حدیث عدم رفع یدین
کے لکھا ہی ولانہ لما تعارضت روایتا فعلہ علیہ السلام وجب المصیر الی قولہ
علیہ السلام وہو الحدیث المشہور لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن عند
افتتاح الصلوة وقنوت الوتر وتکبیر العیدین وعند استلام الحجر وعند
الصفا والمروة وعند الموقفین وعند الجمرتین ای الاولی والوسطی والذی
یروی من الرفع محمول علی الابتداء کذا نقل عن ابن الزبیر یعنی جب دو حدیثین متعارض
ہوئین فعل ہوا ضرورت کرنا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ وہ حدیث مشہور ہی

لا یرفع الا یدیہ الخ اور حدیث رفع یدین کی ابتدا پر محمول ہوگی یعنی یہ خبر اوس فعل کی جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اوائل مین کرتے تھے اخیر کو آپ نے چھوڑ دیا فالاعتبار بالاخر انتہی پس جب ان
احادیث صحاح ستہ وغیرہ اور آثار صحابہ سے حدیث رفع یدین کی منسوخ ہونے مین کچھ شک و شبہہ نرہا تو عمل
مقلدین حنفیہ کا موافق حدیث کے ہوا اور اگر غیر مقلدین کو صرف اس بات کا غصہ اور تعصب ہی کہ یہ
مذہب فقط امام اعظم رح کا ہی سو یہ بات محض غلط ہی اسواسطے کہ کہا ترمذی نے یہ مذہب ہی بہت سے
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تابعین کا اور علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین لکھتے
ہین کہ یہ مذہب ہی امام ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب او رسفیان ثوری کا اور ابراہیم نخعی کا اور ابن ابی لیلی کا
اور علقمہ اور اسود کا اور عامر شعبی کا اور ابو اسحق سبیعی کا اور خیثمہ اور مغیرہ کا اور وکیع اور عاصم
ابن کلیب کا اور مشہور مذہب امام مالک کا اور اونکے اصحاب کا انتہی کلام العینی **پانچوان مسالہ**

باب القرات خلف الامام

غیر مقلدین نماز مین سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو واجب جانتے ہین سو انھو
نے خلاف کیا ہی اس آیت قرآنی کا **اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم
ترحمون** ، یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو تم اور چپ رہو تم شاید تم لوگ رحم کیے جاو انتہی
یہ آیت منع کرتی ہی مقتدی کے سورہ فاتحہ پڑھنے کو امام کے پیچھے اسواسطے کہ اسمین دو چیزونکی غرض
ہی ایک سننا دوسرے چپ رہنا پس دونو پر عمل کیا جاویگا اور سننا خاص ہی جہری نماز کے ساتھ اور
چپ رہنا خاص نہین پس مطلق باقی رہیگا پس واجب ہوگا چپ رہنا عموما قرات کے وقت یعنی
جہری نماز مین سننا اور چپ رہنا دونو پر عمل ہو سکتا ہی اور سری نماز مین چونکہ سننا غیر ممکن ہی تو
حق تعالی کے اوس دوسرے حکم پر یعنی چپ رہنے پر عمل ہوگا ہر نوع مقتدی کو ہر نماز مین چپ رہنا
چاہیے کیونکہ اللہ پاک فرما چکا کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو تم لوگ چپ ہو اور چونکہ امام سری اور
جہری دونون مین قرات قرآن کرتا ہی تو لا محالہ مقتدیونکو دونون حالتون مین چپ رہنا ہوگا کما
**قال العلامۃ ابن الہمام فی فتح القدیر فان المطلوب من ہذہ الآیۃ امران الاستماع
والانصات فیعمل بکل منہما والاول یخص بالجہریۃ والثانی لا فیجری علی اطلاقہ
فیجب السکوت عند القراءۃ مطلقا** اور یہ آیت دربارہ قرات نماز کے نازل ہوئی ہے یہ ہی
قول مستند اور قابل اعتبار کے ہی چنانچہ تفسیر عماد بن کثیر مین مرقوم ہی **قال علی بن طلحۃ عن**

ابن عباس قولہ واذا قرئ القرآن یعنی فی الصلوۃ المفروضۃ اور امام بغوی صاحب تفسیر معالم التنزیل نے تو قول فیصل کر دیا یعنی اس آیت کی شروع تفسیر مین لکھا ہی ذہب جماعۃ الی انہا فی القراءۃ فی الصلوۃ یعنی ایک جماعت کے رای یہ ہی کہ یہ آیت درباره قرات نماز کے ہی اور جب اسکے مخالفین کو لکھکے اخیر مین یہ فیصلہ کر دیا والاول اولی وہو انہا فی القراءۃ فی الصلوۃ اور زرقانی شرح موطا مین قاضی ابن عبد البر نے لکھا ہی اجمعوا علی انہ لم یرد بہ کل موضع یستمع فیہ القرآن وانما اراد الصلوۃ ویشہد لہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الامام واذا قرأ فانصتوا صححہ ابن حنبل فاین المذہب عن السنۃ وظاہر القرآن یعنی سب کا اتفاق ہی اسپر کہ اس آیت سے ہر جگہ مراد نہین ہی کہ جہان کہین قرآن پڑھا جاوے بلکہ نماز اوس سے مراد ہی اور اسپر حدیث انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امام کی شان مین گواہ ہی کہ جب امام قرآن پڑھے تو تم لوگ چپ رہو امام احمد حنبل نے اس حدیث کو صحیح کہا پس حدیث اور ظاہر قرآن سے کہان جگہ جانے کی ہی پس ان روایات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مقتدی امام کے پیچھے قرات کیا کرتے تھے سو اوسکی ممانعت مین یہ آیت اتری یہان مؤلف صاحب نے حسب عادت قدیمہ اپنی ایسی بددیانتی اور خیانت کی ہی کہ خائنونکے بھی کان کاٹے ہین چنانچہ اس شخص نے بلاغ المبین کے صفحہ ۱۰۰ مین تفسیر معالم سے اور اقوال نقل کیے مگر اس قول صحیح کو کہ (یہ آیت درباره قرات نماز نازل ہوئی ہی) اول سے اوڑا دیا اور بیچ کا فقرہ بھی کہ (قول اول اولی ہی) قلم انداز کر دیا اور ترجمہ بھی ندارد اور ادھر اودھر کی عبارت اپنے مطلب کے موافق کاٹ کے لکھدی یہ کیا بلکہ اس فرقہ لامذہب کی ایسی ہی تصرفات اور خیانت کے معاملات ہین بیچارے عوام مقلدین جو انکے مکائد سے ناواقف ہین انکے دام فریب مین آجاتے ہین اور اپنی سادگی سے دھوکا کھا جاتے ہین اور بعضے یہ کہتے ہین کہ یہ آیت زور سے قرات کرنے اور نماز مین باتین کرنیکی ممانعت مین نازل ہوئی ہی سو ہم پوچھتے ہین کہ اسمین چلا کے منہ پڑھنے اور باتین نکرنے کا کہان حکم ہی بلکہ حکم اسمین قرآن سننے اور چپ رہنے کا ہی یعنی سننا تو نماز جہری کے ساتھ خاص ہی اور چپ رہنا نماز سری و جہری مین عام ہی یہ کلام الٰہی ہی اسکا ایک ایک نقطہ بھی حکمت اور فوائد سے بھرا ہوا ہی زائد اور بیکار نہین اور ہر لفظ سے نیا فائدہ اور حکم جداگانہ نکلتا ہی اس مقام مین مؤلف صاحب بلاغ المبین کے صفحہ (۱۰۰) مین اسکا کیا جواب معقول دیتے ہین کہ تفسیر رحمانی مین اس آیت کی تفسیر یون لکھی ہی

معالم التنزیل ۔ زرقانی شرح موطا صفحہ ۔ ۔ بلاغ المبین صفحہ ۱۰۰

جامع البیان ...

چپکے رہو سوا ای قرآن کے یہانسے دانشمندی مؤلف صاحب کی معلوم ہو گئی کہ باوجود اس بات کے کہ قول معتبر و مستند معالم التنزیل و در منثور و تفسیر عماد وغیرہ سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ یہ آیت دربارۂ قرات نماز کے اوتری اور لوگ امام کے پیچھے قرارت کرنے سے روکے گئے پھر یہ حضرت تفسیر رحمانی سے کہ ایک غیر مشہور تفسیر ہے نقل کرتے ہین کہ قرآن کی ممانعت نہین ہے واہ ری جرات کہ قرآن پر بھی بے تکا حاشیہ چڑہانے لگے اور بے پر کی اوڑانے لگے اور دعوا یہ کہ ہم تو فقط قرآن و حدیث مانتے ہین دوسرونکے قول سے ہمکو کچھ غرض نہین چنانچہ اسی بنا پر مؤلف صاحب نے بلاغ المبین کے صفحہ ۱۶۲ مین لکھا ہی کہ قول صحابی کا حجت نہین ہی بھائیو انصاف کا مقام ہی کہ قول صحابہ تو حجت نہو اور تفسیر رحمانی کا قول جو عموم آیت کے خلاف اور دوسری تفاسیر معتبرہ کے بھی خلاف اور شان نزول کے بھی خلاف ہی وہ قابل تسلیم ہو اور جواب آیت کا اوس سے دیا جاوے نعوذ باللہ الکریم من ہذا الشر العظیم و الجہل الجسیم اور جو آیہ فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سے (یعنی پڑہو تم قرآن سے اوسقدر جو آسان ہو تم) ثابت ہوتا ہی کہ مقتدی بھی امام کے پیچھے کچھ قرارت کرے سو یہ منشا غلط فہمی کا ہی اسواسطے کہ جب ہمکو احادیث صحیحہ سے معلوم ہو گیا کہ قرارت امام کی بعینہ مقتدی کی قرارت ہی تو پھر قرارت مکرر مقتدی کی کیا حاجت رہی چنانچہ ابن ماجہ مین حدیث صحیح وارد ہی عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ یعنی حضرت جابر سے مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنا امام کا مقتدی کا پڑھنا ہی پس مقتدی بحکم آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کے چپ بھی ہی اور آیت فَاقْرَؤُا کی تعمیل بھی اوس طریق پر کر رہا ہی جیسا کہ ثابت ہوا احادیث صحیح سے پس اس صورت مین دونون آیتون کا تعارض بھی جاتا رہا اور ہر ایک اپنے اپنے حکم پر باقی رہی اور یہ قاعدہ مسلمہ ہی کہ جب دو باتونمین تعارض واقع ہو تو تا بامکان جمع کرینگے نہ یہ کہ دونوکو ساقط کردین اور علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری مین کہا کہ روایت کیا حدیث مَنْ كَانَ کو ایک جماعت صحابہ نے کہ اونمین سے جابر بن عبداللہ و ابن عمر و ابو سعید خدری و ابو ہریرہ و ابن عباس و انس بن مالک ہین اور منع کیا ہی امام کے پیچھے قرارت کرنے سے اسی صحابہ نے کہ اونمین سے حضرت علی اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہین پس اتفاق کرنا ایسے ایسے صحابۂ جلیل القدر کا بمنزلہ اجماع کے ہو گیا اسی کثرت کے اعتبار سے صاحب ہدایہ نے کہا کہ اسپر اجماع ہی کہ مقتدی کچھ نہ پڑھے امام کے پیچھے اور عبداللہ بن زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ دس صحابہ نبی صلی اللہ

وسلم کے شدت سے منع کرتے تھے امام کے پیچھے قرارت کرنے کو وہ ابوبکر صدیقؓ وعمر فاروقؓ وعثمان بن عفانؓ وعلی بن ابی طالبؓ وعبدالرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاصؓ وعبداللہ بن مسعودؓ وزید بن ثابتؓ وعبداللہ بن عمرؓ وعبداللہ بن عباسؓ ہین انتہی کلام العینی اور اگر کوئی موافق قول واحدی کے کہے کہ وقت سکتہ کرنے امام کے مقتدی قرارت کریگا تو آیت اذا قرئ القرآن کی مخالفت لازم آئیگی سو خود امام فخرالدین رازی نے تفسیر مین جواب اسکا لکھدیا ہے و لقائل ان یقول سکوت الامام اما ان نقول انہ من الواجبات او لیس من الواجبات والاول باطل بالاجماع والثانی یقتضی ان یجوز لہ ان لا یسکت فتقدیر ان لا یسکت یلزم ان تحصل قراءۃ الماموم مع قراءۃ الامام وتلک تفضی الی ترک الاستماع والی ترک السکوت عند قراءۃ الامام وذلک علی خلاف النص یعنی جواب دینے والا اس اعتراض کا کہسکتا ہے کہ سکتہ امام کا دو حال سے خالی نہین واجب ہے یا غیر واجب اگر واجب ہوتا تو بالاجماع ہو نہین سکتا کہ باطل ہے اور نہ واجب ہونا اس بات کو چاہتا ہے کہ نہ سکتا کرنا امام کو جائز ہو پس اس صورت مین کہ امام نہ سکتہ کرے مقتدی کا امام کے ساتھ قرارت کرنا لازم آتا ہے اور یہ پہونچاتا ہے طرف چھوڑ دینے استماع اور سکوت کے وقت قرارت امام کے اور یہ خلاف ہے نص قرآنی کے پھر اسکے اخیر مین امام رازی لکھتے ہین فثبت ان ھذا السؤال الذی اورد ہ الواحدی غیر جائز یعنی پس ثابت ہوگیا اس تقریر سے کہ اعتراض واحدی کا نادرست ہے اور نیز غیر مقلدین نے قرارت خلف الامام مین خلاف کیا ہے ان احادیث صحاح کا عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم انصرف من صلوۃ جھر فیھا بالقراءۃ فقال ھل قرأ معی احد منکم انفا فقال رجل نعم یا رسول اللہ قال انی اقول مالی انازع القرآن قال فانتھی الناس عن القراءۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما جھر فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصلوۃ بالقراءۃ حین سمعوا ذلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز پڑھکر پھرے کہ جسمین آپ نے جہر سے قرارت کی تھی فرمایا آپ نے کہ کیا ابھی کسی نے تم مین سے میرے ساتھ قرارت کی تھی سو ایک شخص نے عرض کیا ہان یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ مین کہتا ہون کیون مجھسے جھگڑا کیا جاتا ہے قرآن مین راوی کہتا ہے کہ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو لوگ باز آئے قرارت کرنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جہری مین یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرارت کرنا مقتدیون کا ناگوار گذرا تو صحابہ نے قرارت کرنا بالکل چھوڑدیا شیخ ابن تیمیہ سے منقول ہے کہ یہ مذہب ہے امام ابوحنیفہ وامام احمد کا

وامام مالک وتمامی سلف وخلف کا اور ایک روایت ہی امام شافعیؒ سے بھی روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے
اور ابوداؤد نے بھی یہ روایت ابوہریرہؓ کی کئی سندون سے نقل کی ہی اور قول زہری کا بھی وہین لکھا ہی کہ
باز رہے لوگ قرارت سے نماز جہری مین اور بھی امام مالک نے موطا مین ساتہ اسی قول کے نقل کیا ہی کہ چھوڑ دیا
لوگون نے قرارت کرنا اوس دن سے اس مقام پر اگر کوئی منکرین مین سے کہے فانتھی الناس الخ یہ قول زہری کا
ہی مرفوع نہوا پس حدیث قابل حجت نہین سو جواب سکا یہ ہی کہ ہمارا استدلال تو قول زہری کے ساتہ نہین ہی بلکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتہ ہی اور نیز ابن ماجہ ونسائی نے اس بات کا باب منعقد کیا ہی کہ مقتدی
کچہ نہ پڑھے اور اسکے اثبات مین یہ حدیثین لائے ہین عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا یعنی روایت ہی ابی موسی اشعری سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امام پڑھے تو تم چپ رہو وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا یعنی کہا ابوہریرہؓ نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اسیواسطے مقرر کیا گیا ہی کہ پیروی کرو تم اوسکی جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور
جب وہ قرآن پڑھے تو چپکے سنو تم نقل کیا اس حدیث کو نسائی نے ساتہ دو سندوں کے اس مقام پر مولف صاحب کا کذب
صریح اور دروغ بیفروغ سننا چاہیے اور ایسے شخص کذاب پر نفرین کرنا چاہیے چنانچہ انہوں نے بلاغ المبین کے
صفحہ ۶۳ مین حدیث وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا کو ابوداؤد سے نقل کرکے لکھا ہی کہ یہ فقرہ ابوخالد کا وہم ہی اور
ابوخالد مولای جعدہ بیٹا ہبیرہ مخدومی کا مجہول ہی تیسرے طبقے سے اور تقریب کا حوالہ دیا ہی واہ رے جرات
کہ ایسے جھوٹ سے جھوٹے بھی شرما جائین اور خاص منشا اس دروغگوئی کا یہی ہی کہ جب انھون نے دیکھا کہ یہی
اس حدیث کے صاف صاف حنفیون کے مدعا پر دلالت کرتے ہین اور کوئی جواب اسکا بن نہین پڑتا تو اس شخص نے
واسطے ضعیف اور مخدوش کرنے حدیث کے فریب ہی سے ایک اور ابوخالد کو یہان ظاہر کیا حالانکہ جو راوی
اس حدیث مین ہی وہ ابوخالد احمر ہی کہ نام اوسکا سلیمان بن حبان ہی یہ وہ شخص ہی کہ جس سے بخاری اور
مسلم سند لیتے ہین چنانچہ حافظ منذری نے اپنی مختصر مین بجواب ابوداؤد لکھا ہی وَھٰذَا فِیْہِ نَظَرٌ فَاِنَّ
اَبَا خَالِدِ الْاَحْمَرَ ھٰذَا ھُوَ سُلَیْمَانُ بْنُ حَبَّانَ وَھُوَ مِنَ الثِّقَاتِ الَّذِیْ احْتَجَّ بِھِمُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ
وَمَعَ ھٰذَا لَمْ یَنْفَرِدْ بِھٰذِہِ الزِّیَادَۃِ بَلْ تَابَعَہٗ عَلَیْھَا اَبُوْ سَعِیْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِیْدِ الْاَنْصَارِیُّ یعنی
ابوداؤد کے قول مین بحث ہی کیونکہ ابوخالد احمر یہ وہی سلیمان بن حبان ہی اور وہ ایسا ثقہ ہی کہ بخاری و

دروغگوئی مولف ظفر مبین کا

۴ تلبیس بعض حنفیہ

مسلم نے اوس سے استدلال کیا ہی اور پھر وہ اس فقرہ کے بڑھانے مین اکیلا بھی نہین ہی بلکہ ابو سعید محمد بن سعد انصاری نے اوسکی متابعت کی ہی اور علامہ ماردینی نے جوہر النقی مین ابو خالد الاحمر کو ثقہ اور ستند ثابت کر کے لکھا ہی وبھذا یظھر ان الوھم لیس من ابی خالد کما زعم ابو داؤد یعنی اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ وہم ابو خالد سے نہین ہی جیسا کہ ابو داؤد کو شبہ ہوا اور موطا مین امام مالک نے ایک باب منعقد کیا اور فرمایا بَابُ مَا یَجِبُ اِتِّبَاعُ الْاِمَامِ فِیْ جَمِیْعِ الْحَالَاتِ اب اس سے بھی صاف واضح ہو گیا کہ اگر مقتدی آمین جہر کرے اور امام سر تو یہ بھی متابعت کے خلاف ہی پس مقتدی کو کسی نماز مین خواہ وہ سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے کچھ نہین پڑھنا چاہیے اور چپ رہنا چاہیے پس اس حدیث سے آیۂ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ آہ کے مطلب کی خوب ہی توضیح ہو جاتی ہی جیسا کہ علامہ زرقانی کا قول شرح موطا سے اوپر منقول ہو چکا اور موطا امام محمد مین ہی اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِیْفَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْحَسَنِ مُوْسٰی بْنُ اَبِیْ عَائِشَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہی اور نسائی نے نماز سری یعنی نماز ظہر و عصر مین بھی منع قراءت مین باب منعقد کیا ہی اور یہ حدیث لکھی ہی عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَہٗ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ مَنْ قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ بَعْضَکُمْ قَدْ خَالَجَنِیْہَا یعنی روایت ہی عمران بن حصین سے کہا اونھون نے کہ نماز پڑھائی ظہر کی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس پڑھی ایک شخص نے پیچھے آپکے سورہ سبح اسم ربک الاعلی پس جب آپ نماز پڑھ چکے تو پوچھا کسنے پڑھی سورہ سبح اسم ربک الاعلی اوس شخص نے کہا مین نے فرمایا آپنے تحقیق کہ جانا مین نے کہ بعض تمہارا خلجان مین ڈالتا ہی مجکو اور یہ حدیث صحیح مسلم مین بھی ہی اور نیز نسائی نے اسکو دوسرے طریق سے روایت کیا کہ اوسمین لفظ صَلَّی الظُّھْرَ وَالْعَصْرَ کا ہی اور جو حدیثین دربارۂ وجوب قراءت خلف الامام کے غیر مقلدین پیش کرتے ہین جیسے لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اور لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ یعنی جسنے سورہ فاتحہ نہ پڑھی نماز اوسکی نہین ہوتی سو جواب اوسکا چند وجوہ ہی اول تو یہ نفی نفی ذات نہین بلکہ نفی کمال کی ہی جیسا کہ کہا علامہ عینی نے کہ کمال نماز کا سورہ فاتحہ کے ساتھ ہی نہ یہ کہ عدم جواز نماز کا جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد یعنی ہمسایہ مسجد کی نماز کامل نہین ہوتی ہی مگر مسجد مین و لا ایمان
لمن لا امانۃ لہ یعنی نہین ہی ایمان کامل اوسکا کہ جسکو امانت داری نہین اگر اسکے ظاہر معنی لیے جاوین
کہ ہمسایہ مسجد کی نماز گھر مین جائز نہوگی اور خیانت کرنے والا بے ایمان کافر ہی سو یہ خلاف جمہور علما کے
ہوگا اسکا کوئی قائل نہین یہ دو حدیثین صرف تمثیلاً لکھی گئین ورنہ اس قسم کی دو سو بیاسی حدیثین جامع صغیر
جلال الدین سیوطی مین مرقوم ہین کہ جنکی ابتدا مین لفظ لا کا ہی غور کرنا چاہیے کہ کن کن مین نفی ذات کی اور
کن کن مین نفی صفت کمال کی ہی اور یہان تو ان حدیثونکی نفی کمال کے لیے یہ حدیث خداج کی مؤید ہی من
صلی صلوٰۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج یعنی جسنے بغیر سورت فاتحہ کے نماز پڑھی سو وہ ناقص ہی

جواب دوم

کامل نہوگی پس نہوئین یہ حدیثین حجت قرارت فاتحہ کے واجب ہونے مین دوم یہ کہ ان حدیثونکو عموم آیہ
فاقرؤا ما تیسر من القرآن کا معارض ہی یعنی پڑھو تم قرآن مین سے جو آسان ہو پس خصوصیت سورۂ

جواب سوم

فاتحہ کی جاتی رہی اور وجوب اوسکا ثابت نہوا سوم یہ کہ ان حدیثونسے مدعا غیر مقلدونکا ثابت نہین ہوتا
کیونکہ یہ تو ہم بھی کہتے ہین کہ قرارت فاتحہ ہر شخص کو چاہیے مگر ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث سابق الذکر
مین بتادیا کہ جو شخص مقتدی ہو قرارت اوسکی ہی کہ امام قرارت کر رہا ہی پس مقتدی بھی قرارت کرتا ہی اگرچہ قرارت
اسکی حکماً سہی مگر ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یونہی ہوا ہی کہ من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ
قراءۃ پس کافی ہوگیا امام کا سورۂ فاتحہ پڑھنا واسطے مقتدی کے اب اگر مقتدی خود بھی پڑھیگا تو تکرار قرات

جواب چہارم

لازم آئیگی حالانکہ یہ غیر مشروع ہی اور منافی ہی حکم آیہ کریمہ اذا قرئ القرآن الخ کے جیسا کہ ہم اوپر مفصل لکھ چکے
ہین چہارم یہ کہ حکم ان احادیث کا واسطے مقتدی کے نہین بلکہ واسطے منفرد کے ہی چنانچہ جابر بن عبد اللہ
صحابی و امام احمد بن حنبل و دیگر علمای محققین نے بھی یہی سمجھا ہی ترمذی شریف مین لکھا ہی واما احمد بن
حنبل فقال معنی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب
اذا کان وحدہ واحتج بحدیث جابر بن عبد اللہ حیث قال من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا
بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام قال احمد فہذا رجل من اصحاب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم تاول قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ
الکتاب ان ہذا اذا کان وحدہ یعنی لیکن امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ معنی اس قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب کے یہ ہین کہ جب کوئی آدمی اکیلا نماز پڑھے یعنی مقتدی

خود قراءت کرنا ضرور نہین اور استدلال کیا حدیث جابرؓ سے کہ کہا اونھون نے کہ جو شخص کوئی رکعت بغیر الحمد کے پڑھے تو نماز نہو گی مگر جبکہ وہ امام کے پیچھے ہو کہا امام احمد بن حنبل نے کہ جابر بن عبد اللہ ایک صحابی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انھون نے مطلب نکالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ کا کہ یہ جب ہی کہ پڑھنیوالا تنہا ہو انتہی اور حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے جو بڑے صحابی اور نہایت متبع سنت نبوی تھے جب سوال ہوا کہ قرارت خلف الامام میں آپ کیا فرماتے ہین تو آپنے جواب دیا تَکْفِیْکَ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ یعنی تجکو امام کی قرارت کافی ہی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود نے بھی جواب مین یہی فرمایا سَیَکْفِیْکَ ذَاکَ الْاِمَامُ یعنی اسکے واسطے امام کافی ہی غرض جب مقتدیکو خاص کر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ قرارت امام کی اوسکو کافی ہی تو ان احادیث پیش کردہ غیر مقلدین کا مطلب بھی بخوبی ظاہر اور واضح ہوگیا اور زیادہ تر توضیح اوس مطلب کی اقوال صحابہ سے بھی ہوگئی اب رہی وہ حدیث ترمذی شریف کی کہ جسمین حکم قرارت فاتحہ کا مقتدی کے لیے بتصریح وارد ہی وہ یہ ہی عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ فَثَقُلَتْ عَلَیْہِ الْقِرَاءَۃُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنِّیْ اَرَاکُمْ تَقْرَءُوْنَ وَرَاءَ اِمَامِکُمْ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِیْ وَاللّٰہِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّہٗ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِہَا یعنی عبادہ سے روایت ہی کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی پس گران ہوا آپ پر پڑھنا پس جب پھرے آپ تو فرمایا مین دیکھتا ہون کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قرارت کرتے ہو کہا عبادہ نے کہ کہا ہم لوگون نے ہان بخدا ای رسول اللہ آپنے فرمایا کہ نہ پڑھو مگر سورۂ فاتحہ کیونکہ بغیر اسکے نماز نہین ہوتی انتہی واضح ہو کہ اس حدیث کو بہت سے علما نے صحیح بھی لکھا ہی اور بہتون نے ضعیف بھی چنانچہ علامہ زیلعی لکھتے ہین قَدْ ضَعَّفَہٗ اَحْمَدُ وَجَمَاعَۃٌ یعنی اس حدیث کو امام احمد حنبل اور ایک جماعت نے ضعیف کہا ہی اور یحیی بن معین لکھتے ہین کہ جملہ استثنائیہ اس حدیث کا صحیح نہین پس ایسی حالت اختلاف مین ہمکو خود بھی موافق اصول حدیث کے تحقیق کرکے عمل کرنا چاہیے پس اسکے طریق اسناد مین محمد بن اسحق بن یسار راوی واقع ہوا ہی سو خود یہ شخص مختلف فیہ ہی اور موافق اصول حدیث کے قابل سند نہین ہی کیونکہ یحیی قطان نے (کہ جنکو سلف صالحین نے قابل سند تسلیم کیا ہی اور لکھا ہی کہ جسکو یحیی قطان چھوڑ دینگے ہم لوگ بھی اوسکو چھوڑ دینگے) محمد بن اسحق کی نسبت لکھا ہی اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْحٰقَ کَذَّابٌ یعنی مین اس بات کی

مؤطا امام محمد صفحہ ۹۹ و ۹۶

الدلیل القوی

نصب الرایہ / زیلعی

میزان الاعتدال

گواہی دیتا ہون کہ محمد بن اسحق بڑا جھوٹا ہی اور اسیطرح سلیمان بن تیمی نے بھی اوسکو کذاب لکھا ہی اور امام مالک نے اوسکو دجال کہا ہی کما فی میزان الاعتدال اور کہا دارقطنی نے کہ اوسکے ساتھ حجت پکڑنا نہین ہو سکتا اور نسائی نے کہا لیس بالقوی نہین ہی مگر ہم صرف یحیی قطان سے دلیل لاتے ہین کیونکہ اونکی جرح مفسر ہی اور یہ اصول حدیث سے ہی کہ جب کسی شخص کو چند آدمی ثقہ اور عادل کہین اور چند آدمی اوسکو ضعیف و ناقابل استناد جانین اور کوئی شخص عارف بالاسباب ور مستند بوجہ تفصیل ضعیف کہتا ہی تو اعتبار ضعف کا ہوگا کما قال الحافظ ابن حجر فی شرح نخبۃ الفکر والجرح مقدم علی التعدیل واطلق ذلک جماعۃ ولکن محلہ ان صدر مبینا من عارف باسبابہ لانہ ان کان غیر مفسر لم یقدح فیمن ثبتت عدالتہ وان صدر من غیر عارف بالاسباب لم یعتبر بہ ایضا یعنی کہا حافظ ابن حجر نے شرح نخبۃ الفکر مین کہ جرح مقدم ہی تعدیل پر اور عام رکھا ہی اس بات کو ایک جماعت نے لیکن اسکا موقع یہ ہی کہ جب وہ جرح مفسر ہو اوس شخص کی جو اسباب جرح کا پرکھنے والا ہی کیونکہ اگر مفسر نہوگا تو اوس شخص کے واسطے مضر نہوگا جسکی عدالت ثابت ہو چکی ہی اور اگر ایسے شخص سے وہ جرح صادر ہو جو اسباب جرح کو نہین جانتا تو اوس جرح کا بھی اعتبار نہوگا انتہی اور یہ مسلم ہی کہ یحیی قطان اسباب جرح کا بڑا جاننے والا ہی چنانچہ تہذیب التہذیب مین ہی قال ابراهیم بن محمد التیمی ما رایت اعلم بالرجال من یحیی القطان یعنی کہا ابراہیم تیمی نے کہ مین نے کسیکو یحیی قطان سے زیادہ رجال کا جاننے والا نہین دیکھا اور نیز اوسی کتاب مین ہی امام احمد نے کہا بخدا ہمنے یحیی قطان کا مثل نہین دیکھا اور یہ بھی مسلم ہی کہ کذاب کا لفظ جرح مفسر ہی پس محمد بن اسحق لامحالہ ضعیف اور غیر معتبر ہوگا اور قطع نظر اسکے محمد بن اسحق کو تقریب مین مدلس بھی لکھا ہی اور مدلس ہونا حدیث کی روایت مین ایک خاص قسم کا عیب ہی اور علامہ بدر الدین عینی شارح بخاری لکھتے ہین وفی حدیث عبادۃ محمد بن اسحق بن یسار وهو مدلس قال النووی لیس فیہ الا التدلیس اور یہ بھی مسلم ہی کہ مدلس جب لفظ عن سے روایت کرے تو وہ روایت متصل نہ سمجھی جاویگی اور یہ روایت جو محمد بن اسحق سے ترمذی وغیرہ مین مذکور ہی بلفظ عن مرقوم ہی پس یہ روایت ضرور منقطع ہوگی اور قابل حجت نہ رہیگی چنانچہ علامہ عینی لکھتے ہین المدلس اذا قال عن فلان لا یحتج بحدیثہ عند جمیع المحدثین مع انہ قد کذبہ مالک وضعفہ احمد وقال لا یصح الحدیث عنہ وقال ابو زرعۃ الرازی لا یقضی لہ بشیء یعنی مدلس جب بلفظ عن فلان روایت کرے تو اوسکی

حدیث تمام محدثین کے نزدیک قابل حجت نہوگی باوجود اسکے کہ محمد بن اسحٰق کو مالک نے جھوٹا کہا ہی اور امام احمد نے ضعیف اور کہا کہ اوس سے حدیث کرنا صحیح نہین اور کہا ابوزرعہ رازی نے کہ اوسکی کسی بات کا اعتبار نہین کیا جاسکتا پس یہ حدیث قابل عمل کے نرہی اور قطع نظر اسکے اقوال و آثار صحابہ و تابعین کو دیکھنا چاہیے کہ امام کے پیچھے قراءت کرنیوالے کے حق مین کیا کیا سخت وعیدین وارد ہوئین چنانچہ کہا حضرت عمر رض اور سعد بن وقاص رض نے کہ وہ صحابی عشرۂ مبشرہ سے قطعی جنتی ہین کہ پتھر بھرون مین اوسکے منہ مین جو الحمد پڑھے پیچھے امام کے روایت کیا اس حدیث کو عبدالرزاق نے اپنی مصنف مین اور بھی امام محمد نے اپنی موطا مین اور کہا علقمہ نے کہ آگ بھرلی منہ مین بہتر ہی الحمد پڑھنے سے پیچھے امام کے یہ حدیث بھی موطای امام محمد مین ہی اور فرمایا حضرت علی رض نے کہ الحمد پڑھنا مقتدی کا دین کے خلاف ہی نقل کیا اس حدیث کو کفایہ مین اور فرمایا عبداللہ بن مسعود رض نے کہ مٹی بھر جاوے اوسکے منہ مین نقل کیا اسکو عینی نے اور فرمایا حضرت علی رض نے کہ جو کوئی پڑھے پیچھے امام کے وہ سنت پر نہین ہی روایت کیا اسکو امام جعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار مین مع سند صحیح کے اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین بلفظ فَقَدْ اَخْطَأَ الْفِطْرَةَ اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف مین بلفظ فَلَيْسَ عَلَى الْفِطْرَةِ اور بھی روایت کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو استاذ بخاری اور مسلم کے ہین اپنی مصنف مین ابراہیم سے کہ جو پڑھے پیچھے امام کے وہ فاسق ہی اور سعد بن وقاص کہ قطعی جنتی ہین اور زید بن ثابت جو جمع کرنیوالے قرآن شریف کے ہین فرماتے ہین کہ جسنے پیچھے امام کے پڑھا نماز اوسکی جائز نہین اور کہا شمس الائمہ سرخسی نے کہ فاسد ہی نماز اوسکی کتنے صحابہ کے اقوال سے نقل کیا اسکو کفایہ مین اور ذکر کیا اسکو ملا علی قاری رح نے پس طالب کو اسقدر کافی ہی اور زیادہ بیان جو چاہو تو کتب بسوطہ مین دیکھو

چوتھا مسئلہ غیر مقلدین نماز مین ناف سے اوپر ہاتہ باندھتے ہین بلکہ اکثر انمین سے جو بڑے لامذہب جاہل ہین مثل عورتونکے سینہ پر ہاتہ باندھتے ہین اور طرہ یہ کہ داہنے ہاتہ کی اونگلیونکے سرے بائین ہاتہ کی کہنی پر ہوتے ہین گویا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اکھاڑے مین خم ٹھوک کے ابھی کشتی لڑا چاہتے ہین ابھی کیا رفتہ رفتہ یہ لوگ سینہ سے بھی تجاوز کرکے گلے پر ہاتہ باندھینگے غرض انہون نے دونون امرون مین (یعنی ناف سے اوپر ہاتہ باندھنے اور داہنے ہاتہ سے بائین ہاتہ کے پونہچے کو نہ پکڑنے مین) خلاف کیا ہی ان احادیث صحیحہ کا پہلی حدیث وہ ہی جسکو عالم ربانی امام محمد بن الحسن الشیبانی نے کتاب الآثار مین بایں اسناد روایت کیا ہی اَنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَمِدُ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی فِی الصَّلٰوۃِ یَتَوَاضَعُ لِلّٰہِ تَعَالٰی قَالَ مُحَمَّدٌ یَضَعُ بَطْنَ کَفِّہِ الْاَیْمَنِ عَلٰی رُسْغِ الْیُسْرٰی تَحْتَ السُّرَّۃِ فَیَکُوْنُ الرُّسْغُ فِیْ وَسْطِ الْکَفِّ یعنی خبردی ہمکو امام ابوحنیفہ نے حماد سے وہ روایت کرتے ہین ابراہیم سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکڑتے تھے ایک ہاتہ کو دوسرے ہاتہ سے درانحالیکہ عاجزی کرتے تھے خاص اللہ ہی کے لیے کہا محمد نے کہ رکھتے تھے آپ داہنے ہاتہ کی ہتیلی کو بائین ہاتہ کے پونہچے پر نیچے ناف کے پس ہوتا پونہچا بایئن ہاتہ کا بیچون بیچ مین داہنے ہاتہ کی ہتیلی کے اور علامہ محدث شارح ترمذی ابوالمحاسن رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فوز الکرام مین بعد ذکر کرنے اس حدیث کے لکہا ہے ھٰذَا سَنَدٌ جَیِّدٌ یعنی سند اس حدیث کی درست اور صحیح ہے اسمین کیا شک کہ جس حدیث کے راوی مثل امام اعظم ابوحنیفہ کے کہ قطعی تابعی ہین اور امام بخاری اور امام مسلم تو انکے شاگردونکے شاگرد ہین اور مثل حماد اور ابراہیم نخعی کے ہون تو صحت اسناد مین اوس حدیث کے ہرگز کسیکو شبہہ نہوگا دوسری حدیث وہ ہے جو روایت کیا اوسکو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو استاد ہین امام بخاری و مسلم کے اپنی مصنف مین نَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ قَالَ اَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ اَوْسَأَلْتُہٗ قُلْتُ کَیْفَ یَضَعُ قَالَ یَضَعُ بَاطِنَ کَفِّ یَمِیْنِہٖ عَلٰی ظَاھِرِ کَفِّ شِمَالِہٖ وَیَجْعَلُھَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّۃِ یعنی خبردی ہمکو یزید بن ہارون نے کہا اونہون نے خبردی ہمکو حجاج بیٹے حسان کے کہا اونہون نے سنا مین نے ابومجلز سے یا سوال کیا مین نے اوسسے کہا مین نے کسطرح رکہے نمازی اپنے دونون ہاتھونکو نماز مین کہا ابومجلز نے رکھے داہنے ہاتہ کی ہتیلی کو بائین ہاتہ کی پشت پر اور گردانے دونون ہاتھونکو نیچے ناف کے انتہی اور بعد روایت اس حدیث کے فوز الکرام مین مرقوم ہے وَھٰذَا سَنَدٌ جَیِّدٌ اور تیسری حدیث وہ ہے جسکو امام احمد حنبل اپنی مسند مین روایت کرتے ہین ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَیْمَانَ الْاَسَدِیُّ ثَنَا یَحْیَی بْنُ اَبِیْ زَائِدَۃَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ زِیَادِ بْنِ زَیْدٍ السُّوَائِیِّ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ فِی الصَّلٰوۃِ وَضْعُ الْاَکُفِّ عَلَی الْاَکُفِّ تَحْتَ السُّرَّۃِ یعنی خبردی ہمکو محمد بن سلیمان اسدی نے کہا اونہون نے خبردی ہمکو یحیی بن ابی زائدہ نے کہا اونہون نے خبردی ہمکو عبدالرحمن بن اسحق نے وہ روایت کرتے ہین زیاد بن زید سوائی سے وہ روایت کرتے ہین ابوجحیفہ سے وہ روایت کرتے ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آپ نے نماز کی سنتون مین سے رکھنا ہاتھونکا ہے اوپر ہاتھونکے نیچے ناف کے انتہی اور دارقطنی نے بھی مثل اسکے کسیقدر تغیر الفاظ کے ساتہ مع ہیئتین تحت السرہ کی روایت کی ہے اور بیہقی نے بھی اپنی سنن کبیر مین مثل اسکے روایت کی ہے چوتھی حدیث وہ ہے جسکو امام

فوز الکرام
و ہی بہ ثبت فی
السنن کبریٰ للبیہقی
و فی کتاب الصلوٰۃ
عن المشکوٰۃ
باب الفضائل

ابو داؤد اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں حدثنا محمد بن محبوب ثنا حفص بن غیاث عن
عبد الرحمن بن اسحق عن زیاد بن زید عن ابی جحیفة ان علیا رضی اللہ عنہ قال
السنة وضع الكف على الكف في الصلوة تحت السرة یعنی حدیث کی ہمکو محمد بن محبوب نے
کہا انہوں نے حدیث کی ہمکو حفص بن غیاث نے عبد الرحمن بن اسحق سے وہ روایت کرتے ہیں زیاد بن زید سے
وہ روایت کرتے ہیں ابو جحیفہ سے تحقیق کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت نماز میں ہاتھ پر ہاتھ کا رکھنا
ہی نیچے ناف کے یعنی داہنے ہاتھ کی ہتیلی بائیں ہاتھ کے پونچے پر نیچے ناف کے رکھے جیسا کہ تصریح اسکی اوپر
حدیثوں میں گذر چکی اب کوئی غیر مقلد صاحب یہ کہیں کہ یہ حدیث موقوف ہی مروی ہی حضرت علی رضہ سے
پس اس طریق سے سنت نبوی ثابت نہیں ہوتی سو جواب شافی اسکا مطابق اصول حدیث کے یہ ہے کہ
جب کوئی صحابی بلا اضافت مطلقا بایں طور کہے کہ السنة کذا یا ان من السنة کذا تو مراد اوس سے
سنت نبوی ہوتی ہی اور وہ حدیث مرفوع ہوگی چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی معانی الآثار میں اور علامہ
بدر الدین عینی اور محدث محمد ہاشم سندی وغیرہم ناقدین حدیث اس مقام پر لکھتے ہیں ان قول علی
رضی اللہ عنہ ان من السنة هذا اللفظ يدخل في المرفوع عندهم وقال عبد البر ان
الصحابي اذا اطلق اسم السنة فالمراد به سنة النبي صلى الله عليه وسلم یعنی تحقیق کہ قول حضرت
علی رضہ کا ان من السنة یہ لفظ داخل ہے مرفوع میں محدثین کے نزدیک اور فرمایا عبد البر نے تحقیق کہ
جب صحابی اطلاق سنت کو مطلقا بولے تو مراد اوس سے سنت نبوی ہی اور ملا علی قاری نے کشف المغطی
فی شرح الموطا میں لکھا ہی الصحابي اذا قال السنة يحمل على سنة النبي صلى الله عليه وسلم
اور امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں اذا قال الصحابي امرنا بكذا او نهينا عن كذا او من السنة
كذا فكله مرفوع على المذهب الصحيح الذي قاله الجماهير من اصحاب الفنون یعنی
جبکہ کہے صحابی امرنا بکذا یا نهينا عن كذا یا من السنة كذا ایسے ہر ایک ان تینوں قسموں کے
الفاظ سے حدیث مرفوع ہی مذہب صحیح پر کہ جسکے قائل ہیں تمام لوگ اصحاب فنون سے انتہی اور ابن امیر الحاج
نے کتاب حلیة المحلی اور بغیة المهتدی میں اور شیخ قاسم بن قطلوبغا نے تخریج احادیث الاختیار میں لکھا ہے کہ
مثل حدیث مذکور حضرت علی رضہ کے ابن بطہ نے بروایت ابی ہریرۃ رضہ حدیث روایت کی ہی اور نیز
اسیکے جامع الاصول میں بروایت زر بن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث مرفوع ہی اور بھی

عینی شرح بخاری مین لکھتے ہین رَوَی ابْنُ حَزْمٍ مِّنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ مِّنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّۃِ وَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ وَھٰذَا یَعْضُدُ حَدِیْثَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یعنی روایت کی ابن حزم نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبوت کے اخلاق سے ہی رکھنا داہنے ہاتہ کا بائین پر نیچے ناف کے اور یہ حدیث قوت دیتی ہی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انتہی پانچوین وہ حدیث ہی جسکو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو استاد ہین امام بخاری اور امام مسلم کے اپنی مصنف مین لکھا ہی حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَلْقَمَۃَ ابْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَمِیْنَہُ عَلٰی شِمَالِہٖ تَحْتَ السُّرَّۃِ یعنی حدیث کی ہمکو وکیع نے وہ روایت کرتے ہین موسی بن عمیر سے وہ روایت کرتے ہین علقمہ بن وائل بن حجر سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ وائل سے کہا اونھون نے دیکھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھا آپنے داہنا ہاتہ اپنا بائین ہاتہ پر نیچے ناف کے انتہی اس مقام مین علامہ محدث محمد ابو الطیب مدنی نے بعد کلام طویل کے شرح ترمذی مین لکھا ہی ثُمَّ اطَّلَعْنَا عَلٰی حَدِیْثٍ صَحِیْحٍ بِحَمْدِ اللّٰہِ وَھُوَ سَنَدُ الْمَذْھَبِ وَمُؤَیِّدٌ لِّحَدِیْثِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَھُوَ مَا اَخْرَجَہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فِیْ مُصَنَّفِہٖ یعنی پھر اطلاع پائی ہمنے حدیث صحیح پر شکر ہی اللہ تعالی کا اور وہ حدیث سند ہی مذہب کی اور حدیث حضرت علیؓ کو تائید کرتی ہی اور یہ وہ حدیث ہی جو روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین اور پھر بعد اسکے لکھا ہی وَھٰذَا حَدِیْثٌ قَوِیٌّ مِّنْ حَیْثُ السَّنَدِ پھر اونھون نے اس حدیث کے قوی ہونے کے وجوہات اور شواہد اور راویونکی عدالت اور ثقاہت اور صحت سند و متن حدیث کو تفصیل تمام لکھا ہی اس مختصر مین اوسکی گنجایش نہین منصف عامل بالحدیث کو اسیقدر کافی ہی شعر

لیحرف بس ہست اگر شعور ست + ورنہ چو چراغ پیش کور ست + پس ثابت ہوگیا ان احادیث [illegible] سے کہ زیر ناف ہاتہ باندھنا موافق طریقہ مسنونہ کے ہی اور در بارہ سماع علقمہ کے اپنے باپ سے اس حدیث مین کسیکو خدشہ گذرے تو جواب باصواب اوسکا اثبات سماع علقمہ مین مع شواہد و اقوال ثقات محدثین کے بحث اخفای آمین مین دیکھ لیوے کہ ہم پہلے اسکے لکھ چکے ہین یہان حاجت اعادہ کی نہین اور اگر کسیکو اسپر بھی اطمینان نہو اور زیادہ تفصیل چاہے تو کتاب الدُّرَّہ فی عقد الایدی تحت السرہ مین ملاحظہ کرلیوے کہ جسکو محدث لمعی علامہ لوذعی مولوی وصی احمد صاحب سورتی نے تالیف کیا ہی اور بحث جرح و تعدیل رواۃ کو مثل آئینہ کے صیقل بیان سے چمکا دیا ہی ساتوان رسالہ

غیر مقلدین کہتے ہین کہ دو نمازونکا ایک وقت مین کسی عذر سے جمع کرنا درست ہی حالانکہ یہ قول اونکا اس حدیث کے مخالف ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہی اوس ذات کی کہ سوا اوسکے کوئی معبود نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہین پڑھی مگر اپنے وقت پر لیکن دو نمازین کہ جمع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے عرفہ مین اور درمیان مغرب اور عشا کے مزدلفہ مین انتہی اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جمع کرنا مروی ہی وہ جمع صوری ہی حقیقی نہین ورنہ دونون حدیثون مین تناقض ہو جائیگا **آٹھوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہین ہوتی سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور ابوداؤد مین آئی ہی اِنَّ اَبَا بَكْرَةَ اِنْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلَى الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰى اِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ یعنی تحقیق ابوبکرہ پہونچے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسوقت کہ آپ رکوع مین تھے پس ابوبکرہ نے رکوع کیا قبل اسکے کہ صف مین ملجائین پس یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی پس فرمایا آپ نے اللہ تعالی تیری حرص زیادہ کرے تو پھر لیا نکریا نماز کا اعادہ کر یا جلدی نکیا کر انتہی **نوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ کافر مرد یا اوسکی عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے دار الاسلام مین آجاے تو اونکا نکاح باقی رہتا ہی ٹوٹتا نہین سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابن ماجہ مین ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَهٗ زَيْنَبَ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص بن ربیع پر نکاح جدید کرکے لوٹا دیا انتہی اور نیز خلاف کیا ہی غیر مقلدین نے اس حدیث کا جو ترمذی مین موجود ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَهٗ زَيْنَبَ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِمَهْرٍ جَدِيْدٍ وَّنِكَاحٍ جَدِيْدٍ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص بن ربیع پر جدید مہر اور نکاح جدید کرکے لوٹا دیا انتہی **دسوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مطلقا مکروہ نہین سو اس مسألہ مین اونھون نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو نسائی مین وارد ہی عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ اَكْلُ لُحُوْمِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ

صفحہ ۱۳۱ / مفتاح صحیح بخاری ... صفحہ ۱۲۲ مفتاح صحیح مسلم باب الصلوۃ ... صفحہ ۱۳۲ / ۱۲۳ صفحہ ۹۴ ابوداؤد ... صفحہ ۱۰۷ ... صفحہ ۱۴۳ ابن ماجہ ... صفحہ ۱۹۲ ترمذی ... صفحہ ۱۹۱ نسائی ... صفحہ ۱۴۵ ...

وَالْحَمِیْرِ یعنی خالد بن ولیدؓ سے روایت ہی کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوے
اپنے کانون سے سنا کہ گھوڑے اور خچر اور گدھے کا گوشت کھانا حلال نہین انتہی اور نیز خلاف کیا ہی اس
حدیث کا جو ابوداؤد مین ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْخَیْلِ
وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی گھوڑے اور خچر اور گدھے کے
گوشت کھانے سے انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابن ماجہؒ مین ہی نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
منع فرمایا گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی **گیارہوان مسالہ** غیر مقلدین
کہتے ہین کہ بسم اللہ پکار کر کہنی نماز مین مکروہ نہین بلکہ حدیث سے ثابت ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین
خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاریؒ اور مسلم مین انس رضؓ کی روایت سے آئی ہی قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْھُمْ
یَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی فرمایا انس رضؓ نے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پیچھے نماز پڑھی اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمان رضؓ کے پیچھے نماز پڑھی پس مین نے کسی کو اونمین سے بسم اللہ
پڑھتے ہوے نہین سنا انتہی اور نیز خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسلمؒ مین ہی قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ اَوَّلِ قِرَاءَۃٍ وَّلَا فِیْ اٰخِرِھَا
یعنی فرمایا انس رضؓ نے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمان رضؓ کے پیچھے
نماز پڑھی پس وہ شروع کیا کرتے الحمد للہ رب العالمین سے اور نہ ذکر کرتے بسم اللہ کو اول قرات
مین اور نہ آخر قرات مین انتہی **بارہوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ تیمم مین فقط ایک ضرب
منہ اور ہاتھ کے لیے کافی ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو حاکمؒ اور دارقطنی
نے روایت کی ہی اِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ
لِلذِّرَاعَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم ایک ضرب ہی واسطے منہ کے
اور ایک ضرب ہی واسطے ہاتھون کے کہنیون تک انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو طبرانیؒ اور
مسند بزار مین روایت ہی اِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ

لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم دو ضربین ہین
ایک ضرب واسطے منہ کے اور ایک ضرب واسطے ہاتھون کے کہنیون تک انتہی **تیرہوان مسالہ غیر مقلدین**
کہتے ہین کہ بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب نفلین پڑھنی ثابت ہین سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا
ہی اس حدیث کا جو ابو داؤد مین علی شرط الشیخین طاؤس کی روایت سے موجود ہی کہ کہا اونھون نے سوال
کیے گئے ابن عمر دو رکعتون سے قبل مغرب کے پس فرمایا نہین دیکھا مین نے کسیکو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین کہ انکو پڑھتا ہوا انتہی اور خلفای راشدین اور اکثر صحابہ انکو اچھا نہین جانتے چنانچہ امام نووی
شرح مسلم مین لکھتے ہین وَلَمْ يَسْتَحِبَّهُمَا اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَآخَرُوْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَمَالِكٌ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَقَالَ النَّخْعِيُّ هِيَ بِدْعَةٌ وَحُجَّةُ هٰؤُلَاءِ اَنَّ اسْتِحْبَابَهُمَا يُؤَدِّيْ اِلٰى
تَأْخِيْرِ الْمَغْرِبِ عَنْ اَوَّلِ وَقْتِهَا یعنی نہین مستحب جانا ان دونون رکعتونکو ابوبکر اور عمر اور عثمان
اور علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور امام مالک اور اکثر فقہا نے اور کہا ابراہیم نخعی نے کہ وہ بدعت
ہی اور حجت انکی یہ ہی کہ استحباب اسکا پہنچادیتا ہی طرف تاخیر مغرب کے اول وقت اوسکے سے انتہی
چودہوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ محرم کو سلا ہوا کپڑا مثل پاجامہ کے پہننا جائز ہی اور کچھ
جنایت اسمین نہین سو اس مسالہ مین اونھون نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم اور
ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی مین ہی سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ
الحدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیے گئے کہ محرم کونسے کپڑے پہنے پس فرمایا آپ نے کہ نہ پہنے
کرتا اور نہ پگڑی اور نہ پاجاما انتہی **پندرہوان مسالہ غیر مقلدین** کہتے ہین کہ عورت حرہ بالغ کو
بلا اذن ولی کے اپنا نکاح کرنا درست نہین سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا
جو مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور موطا امام مالک مین موجود ہی اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا
مِنْ وَلِيِّهَا یعنی عورت بلا شوہر والی زیادہ مالک ہی نکاح اپنے کے ولی اپنے سے انتہی **سولھوان**
مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ سوای نماز وتر کے اور نمازون مین بھی بلا حدوث حوادث دعای قنوت پڑھنی
جائز ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث صحیح کا جو عبد اللہ بن مسعود سے روایت
ہی قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَهْرًا وَاحِدًا لِاَنَّهٗ

حارب حيا من المشركين قنت يدعو عليهم یعنی فرمایا اونھون نے ہرگز نہین قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر مین مگر ایک مہینے تک اسلیے کہ آپ ایک قبیلہ مشرکین سے جہاد کرتے تھے قنوت پڑھا تا بددعا کرین اونپر انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو عاصم بن سلیمان سے روایت ہے کہ ہمنے انس رض سے کہا کہ ایک قوم کہتے ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز مین قنوت پڑھتے تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہین نہین قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ تک کہ بددعا کرتے تھے قبیلو پر مشرکین کے انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کتاب القنوت مین انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے مگر جسوقت کسیکے واسطے دعا کرتے یا بددعا کرتے انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی نے ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہی اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی آپ نے اور مین نے ابوبکر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اونھون نے اور مین نے عمر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اور مین نے عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اور مین نے علی رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی پھر فرمایا بیٹا بیشک یہ بدعت ہی انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظ نے سند اس حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہی انتہی **سترھوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ جو مچھلی خود بخود مر جاے اور اولٹی ہو جاوے تو اوسکا کھانا مکروہ نہین ہی سو اونھونے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابو داؤد اور ابن ماجہ مین جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما القى البحر او جزر عنه فكلوه وما مات فيه فطفى فلا تاكلوا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شی ڈالدے دریا یا علیحدہ ہو جاوے اوس سے پس کھاؤ تم اوسکو اور جو چیز دریا مین مر جاوے اور اولٹی ہو کر اوپر آجاوے پس مت کھاؤ تم اوسکو انتہی **اٹھارھوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ ذی رحم محرم کو کوئی شی ہبہ کر کے پھر اوس سے واپس لینی جائز ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بیہقی اور دار قطنی اور مستدرک مین روایت ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا كانت الهبة لذي رحم محرم لم يرجع فيها یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی شخص ذی رحم محرم کو کوئی چیز بخشدی جاوے

تو واپس نہ لیجاوے انتہی **انیسوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ مرد کو مثل عورت تو نکے تکبیر تحریمہ کے وقت مونڈھون تک ہاتھ اوٹھانا چاہیے کانون تک نچاہیے سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسلم مین ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَوَضَعَهُمَا حِيَالَ اُذُنَيْهِ الحدیث یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتھونکو جب نماز مین داخل ہوئے تکبیر کہی اور کیا دونون ہاتھونکو مقابل کانونکے انتہی اسیطرح ابو داؤد اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی نے روایت کی اور بھی خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسند امام احمد اور مسند اسحٰق بن راہویہ اور سنن دارقطنی اور شرح معانی الآثار مین براء بن عازب سے روایت ہی قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ حِذَاءَ اُذُنَيْهِ یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اوٹھاتے دونون ہاتھونکو یہانتک کہ دونون انگوٹھے مقابل کانونکے ہو جاتے انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مستدرک اور سنن بیہقی اور سنن دارقطنی مین انس سے روایت ہی قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَحَاذٰى بِاِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ الحدیث یعنی کہا اونھون نے دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تکبیر کہی پس مقابل کیا اپنے دونون انگوٹھونکو دونون کانونکے انتہی اور کہا حاکم نے اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شرط بخاری اور مسلم کے ہی اور خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو ابو داؤد اور مصنف ابن ابی شیبہ اور شرح معانی الآثار مین براء ابن عازب سے روایت ہی قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ قَرِيْبًا مِّنْ شَحْمَتَيْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت تکبیر کہتے واسطے شروع نماز کے تو اوٹھاتے ہاتھونکو یہانتک کہ دونون انگوٹھے قریب لو کان کے ہو جاتے پھر رفع یدین نہین کرتے تھے انتہی **بیسوان مسالہ** غیر مقلد کہتے ہین کہ ظہر کی اول دو رکعتون مین برابر کی سورتین نہ پڑھے بلکہ کم زیادہ پڑھے سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسلم مین ہی اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلٰثِيْنَ اٰيَةً الحدیث یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے پہلی دو رکعتون مین نماز ظہر کی مقدار تیس آیت کے

ہر رکعت مین انتہی **اکیسوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ مرد اگر اپنا آلۂ تناسل چھوے تو وضو ٹوٹجاتا ہی سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسند امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ مین طلق بن علی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے کہا ایک مرد نے چھوا مین نے ذکر اپنا یا کہا جو مرد کہ چھوئے ذکر اپنا نماز مین تو کیا اوسپر وضو ہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین وہ ایک ٹکڑا ہی جسم تیرے کا انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا ابن مدینی شیخ بخاری نے کہ یہ حدیث بُسرہ کی حدیث سے بہتر ہی اور نزدیک امام بخاری کے بُسرہ کی حدیث معلول ہی اور کہا امام طحاوی نے حدیث بُسرہ کے متن اور اسناد مین اضطراب ہی اور کہا علامہ عینی نے بڑے تعجب کی بات ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ کے روبرو تو بیان نہین کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہین ہوئی اور بیان کیا تو کس سے بُسرہ عورت سے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کُواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے پس حضرات غیر مقلدین کا بیان تقوی اور قوی حدیث پر عمل کرنا کہان چلا گیا کہ عورت کی حدیث کو ایسے معاملہ مین مرد صدوق کی حدیث قوی پر ترجیح دیدی ہی

بائیسوان مسألہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹجاتا ہی سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث صحیح کا جو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ مین حضرت جابرؓ سے روایت ہی قَالَ كَانَ اٰخِرُ الْاَمْرَيْنِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ یعنی کہا اونھون نے آخر دو امر وں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے پکایا ہی انتہی اور امام محی الدین نووی شافعی محدث شرح مسلم مین لکھتے ہین کہ اختلاف کیا ہی علما نے اونٹ کے گوشت کھانے مین پس اکثر اس طرف گئے ہین کہ اوس سے وضو نہین ٹوٹتا چنانچہ خلفای راشدین حضرت ابو بکر صدیق اور عمر اور عثمان اور علی یہ چارون اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عبد اللہ بن عباس اور ابو الدرداء اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب اونکے اسی طرف گئے ہین اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابرؓ سے جواب دیا ہی کہ آخر دو امر ونکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے مس کیا ہو انتہی

تیئسوان مسألہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ سونا تکیہ لگا کر یا غفلت سے بیٹھے سے پاک نہین ہوتا سو اونھون

حاشیہ: عینی شرح بخاری صفحہ ۹۰ ج ۱ — سبل السلام صفحہ ۵۰ — ابن مقیم فی زاد المعاد — عینی شرح بخاری صفحہ — مدارج النبوۃ — نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ — نووی شرح مسلم صفحہ

نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو مسلم مین ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ یعنی عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہا اونھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جب چمڑا دباغت دیا جاوے تو وہ پاک ہوجاتا ہے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو ترمذی مین ہے اَيُّمَا اِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ یعنی جس قسم کا چمڑا دباغت دیا جائیگا وہ بیشک پاک ہوجائیگا انتہی ہرچند کہ حنفیہ کے نزدیک موافق آیت قرآنی کے سور کا چمڑا بھی ناپاک ہے مگر حضرات غیر مقلدین تو حدیث پر غایت درجے کا عمل کرتے ہین اور حدیث کے مقابلے مین قرآن کی بھی نہین سنتے اونکو خنزیر و سور کے چمڑے کی پاکی کا قائل ہونا چاہیے اور کسیطرح امام ابو یوسف پر اعتراض نکرنا چاہیے ورنہ اس صحیح حدیث کی مخالفت لازم آویگی اور دفتر عمل بالحدیث کے خلاف ہوگا کہ دار و مدار اور عملدرامد ان غیر مقلدین کا ظاہر حدیث پر ہے جب ہمنے مطلق کمال کی طہارت بالدباغت حدیث صحیح ہیٹش کی تو اب ونکو چون وچرا کی جگہہ باقی نرہی چوبیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ جو شخص درخت پر سے میوہ چورا وے اوسکا ہاتھہ کاٹنا واجب ہے سو اونھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ابوداود مین رافع بن خدیج سے روایت ہے اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ یعنی تحقیق اونھون نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین قطع ہے پہل چورانے مین انتہی اور ثمر اوس پہل کو کہتے ہین جو درخت مین لگا ہوا ہو چنانچہ قاموس مین ثمر کے معنی حمل الشجر کے لکھے مین انتہی پچیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ زمین سے اگر تھوڑی چیز نکلے تو اوسمین دسوان حصہ دینا نہین آتا سو اونھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو بخاری اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس شی مین جسکو ابر اور چشمون نے سیراب کیا ہو یا عثری ہو دسوان حصہ ہے اور عثری وہ زمین ہے جسمین پانی دینے کی حاجت نہو اور اوس چیز مین جو سیراب کیجائے آبپاشی سے بیسوان حصہ ہے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو مسلم مین ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا سَقَتِ الْاَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُوْرُ وَفِيْمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس زمین مین جسکو نہرین اور ابر سیراب کرین دسوان حصہ ہے اور جو زمین سانیہ سے سیراب کیجائے اوسمین بیسوان حصہ ہے

(اور سانیہ اوس اونٹ کو کہتے ہین جسپر پانی رکھکر زمین کے واسطے لے جاتے ہین) انتہی اور عبدالرزاق
نے عمر بن عبدالعزیزؓ اور مجاہدؒ اور نخعیؒ سے روایت کی ہو کہ فرمایا اونھون اوس چیز مین جو زمین اوگا دے
تھوڑی ہو یا بہت دسوان حصہ ہو انتہی اسیطرح ابن ابی شیبہ نے عمر بن عبدالعزیز اور مجاہد اور ابراہیم
نخعی سے روایت کی ہو تبس ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر مین دسوان
حصہ دینا لازم آتا ہو کیونکہ یہ احادیث عام ہین قلیل اور کثیر دونون کو شامل ہین پس جن حدیثون مین
پانچ وسق کا بیان ہو وہ زکوۃ تجارت مین وارد ہین کیونکہ قیمت وسق کی اوسوقت چالیس درہم تھی
چنانچہ علامہ زیلعی وغیرہ نے اسکی تصریح کردی ہو بلکہ لفظ صدقے کا جو اوس حدیث مین موجود ہو اسی پر
دال ہو اسلیے کہ صدقہ زکوۃ مین بولتے ہین اور خارج زمین پر عُشر کا اطلاق آتا ہو علاوہ اسکے عام کو خاص
پر ترجیح ہو اور بنایہ مین لکھا ہو کہ علامہ ابوبکر بن عربی نے کہا ہو کہ قوی تر مذہبون کا اس مسئلے مین مذہب امام
ابوحنیفہؒ کا ہو باعتبار دلیل و احتیاط کے انتہی پھر بائمہ صحیحین کی حدیث کو ترک کرکے صدقہ زکوۃ کی حدیث پر قیاس
کرنا کمال نادانی اور محض تقلید جامد کی نشانی ہو چھبیسوان مسائلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ زیادہ عبادت
کرنی بدعت ہو اور کثرت ریاضت دین مین جو نفس پر مشقت ہو خلاف طریقہ سُنت ہو سو اونھون نے اس مسائلے مین
خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو بخاری مین عائشہؓ سے روایت ہو کَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَيَقُوْمُ لِيُصَلِّيَ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ فَيَقُوْلُ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کرجاتے دونون قدم آپکے پس کہا جاتا آپسے پس کہتے
کیا مین بندہ شکر گذار نہون انتہی اور بھی خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو ترمذی مین مغیرہؓ سے روایت ہو قَالَ
صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ اَتَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ
مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ قدم آپکے آماس کر آئے پس کہا گیا آپ سے کہ آپ کیون ایسی تکلیف
اوٹھاتے ہین حال آنکہ آپکے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوگئے ہین فرمایا کیا مین بندہ شکر کرنیوالا نہون
انتہی کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہو اور بھی خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو ابن ماجہ اور نسائی مین
مغیرہؓ سے روایت ہو قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ
قَدَمَاهُ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ

بنایہ چھاپہ لکھنوی صفحہ ۱۳۳

مسائلہ بست و ششم جواز کثرت عبادت مین

ترمذی صفحہ ۲۰۰

قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک
کہ آماس کرگئے قدم آپکے پس کہا گیا یا رسول اللہ خداے تعالی نے آپکے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیے ہین فرمایا
کیا مین بندہ شکرگذار نہین ہون انتہی اور خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو نسائی مین ابوہریرہ سے روایت ہے
کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ حَتّٰی تَزْلَعَ قَدَمَاہُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسقدر نماز پڑھتے تھے کہ قدم آپکے پھٹ جاتے تھے انتہی ستائیسوان مسالہ غیرمقلدین کہتے ہین کہ وضو
مین گردن کا مسح کرنا مکروہ بلکہ بدعت ہے حالانکہ اونھون نے خلاف کیا ہے ان احادیث صحیحہ کا اور چھوڑدیا ہے
عمل سنت کو چنانچہ تحفۃ الطلبہ مین مرقوم ہے رَوٰی اَبُوْدَاؤدَ وَاَحْمَدُ مِنْ حَدِیْثِ طَلْحَۃَ بْنِ مُصَرِّفٍ
عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ رَاْسَہٗ مَرَّۃً وَاحِدَۃً حَتّٰی
بَلَغَ الْقَذَالَ یعنی روایت کی ابوداود اور احمد نے حدیث طلحہ بن مصرف سے اونھون نے اپنے باپ سے
اونھون نے اپنے دادا سے فرمایا کہ دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مسح کرتے تھے سر کا ایکدفعہ
یہانتک کہ پہونچا مسح آپکا گدی پر اور شرح معانی الآثار مین ہے حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ
ابْنُ عَبْدِ الْوَھَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ وَحَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ عَنْ لَیْثٍ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ
اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَسَحَ مُقَدَّمَ رَاْسِہٖ حَتّٰی بَلَغَ
الْقَذَالَ مِنْ مُقَدَّمِ عُنُقِہٖ یعنی مسح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول سر کا یہانتک کہ پہنچا
مسح گدی پر اول گردن سے اور بھی دیلمی نے مسند الفردوس مین بروایت ابن عمر یہ حدیث لکھی ہے مَسْحُ
الرَّقَبَۃِ اَمَانٌ مِّنَ الْغُلِّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی مسح کرنا گردن کا پناہ اور باعث امن ہے طوق گردن سے
قیامت کے دن اور بھی تاریخ اصبہان مین ابونعیم نے بروایت ابن عمر یہ حدیث نقل کی ہے اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عُنُقَہٗ وُقِیَ الْغُلَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی تحقیق کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور مسح کرے اپنی گردن کا تو وہ محفوظ
رکھا جائیگا طوق گردن کے عذاب سے روز قیامت مین اور وہ جو بعضون نے اس حدیث کو باوجود
مرفوع ہونے کے ضعیف الاسناد کہا ہے سو یہ منافی معمول بہ ہونے کے نہین ہے اسواسطے کہ فضائل اعمال مین
حدیث ضعیف پر بھی عمل کیا جاتا ہے اور یہ مسالہ متفق علیہ ہے اٹھائیسوان مسالہ غیرمقلدین بظاہر
عمل بالحدیث واتباع سنت کا دم بھرتے ہین مگر بنظر حقیقت غور سے دیکھا جائے تو یہ لوگ حدیث پر بالکل عمل

نہین کرتے ہین بلکہ خدا و رسول سے بھی نہین ڈرتے ہین ہان زبانی دعوی عمل بالحدیث کا بہت کچھ ہو سو
گو وان نہین یہ وانکے نکالے ہوئے تو مین * کعبے سے ان بتون کو بھی نسبت ہی دور کی ہ - اور یقین جانتے کہ ترک
تقلید بنفس خبیث و باظہار دعوا عمل الحدیث کے تقلید حضرات ایمہ مجتہدین اور طریقہ سلف صالحین کو چھوڑکر اور راہ
اخلاص سنت نبوی سے موںہ موڑ کر کس ضلالت و گمراہی کے گڑہے مین پڑے ہین اور کس نفسانیت کے کوچہ تنگ
مین اڑے ہین کہ جہان جاتے ہین ذلت و رسوائی اوٹھاتے ہین خصوصاً حرمین شریفین مین تو غیر مقلدی کے اظہار سے
سزا پاتے مین اور نکال دیے جاتے ہین بلکہ مصداق ان احادیث کے ہوتے جاتے ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بطور پیشین گوئی کے فرمایا اور انکے سب حالات اور علامات کو بتایا چنانچہ بروایت ابی ہریرہ صحیح مسلم مین وارد ہی
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَأْتُوْنَكُمْ مِّنَ الْاَحَادِيْثِ
بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ یعنی ہونگے آخری زمانے مین
فریب کرنیوالے جھوٹے مکار لوگ لاوینگے تمھارے پاس ایسی حدیثین کہ نہ سُنی ہونگی تم نے اور نہ تمھارے باپ اوردن نے
سو بچاؤ تم اپنے تئین اونسے اور اونکو اپنے سے اسلیے کہ کہین گمراہ نہ کردین تمکو اور فتنہ و فساد مین نہ ڈالین تم کو
کہ عمل الحدیث کے پردے مین علم والونکی صورت بناکر فریب و جھوٹ اور افترا پردازی سے اپنی طرف جھکاتے ہین اور
نئے طریقے یعنی لامذہبی اور آزادی کی طرف سنت کے بہانے سے بلاتے ہین اور سلف صالحین اور اگلے بزرگان دین
کے عقائد اور طریقہ حقہ سے بہکاتے ہین اور ایمہ مجتہدین اور فقہای متقدمین پر لعن طعن کرکے مقلدین کو اون سے
بدعقیدہ کراتے ہین اسیواسطے دوسری حدیث ترمذی مین وارد ہی وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَعَنَ
اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دربارہ علامات قیامت کے کہ اس امت کے پچھلے لوگ
اگلون کو برا کہینگے اور یہ بات ظاہر ہی کہ یہ لوگ حضرات مجتہدین اور فقہای متقدمین پر کیا کچھ لعن طعن کرتے ہین چنانچہ
نمونہ اوسکا کتاب ظفر مبین ہی کہ جسمین تمام مقلدین حنفیہ کو مشرک اور کافر لکھا ہی اور تقلید کو شرک اور حرام کہا ہی اور
مکہ معظمہ مین چارون مصلون کو ضلالت و بدعت قرار دیا ہی نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ جو چاہے اس مضمون کو کتاب مذکور
کے صفحہ ۱۸۹ و ۲۲۰ و ۲۳۲ مین دیکھ لیوے و نیز کتاب تحقیق الکلام مطبوعہ ریاض ہند امرتسر مین تمام صوفیہ کرام خصوصاً
حضرت عارف باللہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور اونکی کتاب قول الجمیل کو نہایت برا لکھا ہی اور اونپر طعن کیا ہی چنانچہ
یہ مضمون صفحہ ۳ و صفحہ ۳ سے ۲۲ تک موجود ہی اسیطرح کتاب دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۱۲ مین و کتاب
اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور کے صفحہ ۶۹ مین و کتاب انتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت صدیق اکبر

ان حدیثون کے بعض غیر مقلدین مصداق ہین

[illegible]

و دیگر صحابہ کو خاطی لکھا ہی اور حضرت ابوبکر کا کینہ حضرت فاطمہ کے ساتھ اور حضرت عمر کا بغض حضرت علی کے ساتھ ثابت کیا ہی اور حضرت عمر فاروق کو مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھیرایا ہی معاذ اللہ منہا اب اس سے بڑھکے بزرگ کون ہی اگلے بزرگان دین کو اور کیا ہونگے کہ صحابہ کرام کو بھی نہ چھوڑا اور **تیسری حدیث** بھی انھین غیر مقلدین کی شان مین ہی قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ الْحَدِيثَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلے گی آخر زمانے مین ایک قوم کم سن کم عقل زبان زد ہوگا اونکے قال قال رسول اللہ یعنی بغیر حدیث کے کلام نہ کرینگے پڑھینگے قرآن کو نہ اتریگا اونکے حلق سے نیچے یعنی اونکے دلون مین ایمان نہوگا اور خلوص دل سے قرآن پر عمل نہ کرینگے بھاگینگے دین سے جیسے تیر بھاگتا ہی کمان سے اور **چوتھی حدیث** ترمذی مین ہی وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الذِّئَابِ یعنی زبانین اونکی شکر سے زیادہ شیرین ہونگی یعنی بظاہر نرمی و شیرین کلامی سے لوگون کو راہ راست سے بہکائینگے ولیکن دل اونکے سختی و بیرحمی مین مثل بھیڑیون کے ہونگے کہ جب پورا قابو پا جاتے مین تو کوئی دقیقہ دین کی خرابی کا فروگذاشت نہین کرتے مین اور **پانچوین حدیث** وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي وَصْفِ هٰذَا الْقَوْمِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کی علامت مشمر الازار یعنی اون لوگون کے اونچے اونچے پائینچے ہونگے اور بھی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گریبان کھلا رکھنا علامت قوم لوط سے ہی بس یہ دونون صفتین اکثر غیر مقلدین مین پائی جاتی ہین **چھٹی حدیث** کہ معجزہ پیغمبر کا ہی بارہ سو برس کے بعد ظاہر ہوا چنانچہ صحیح بخاری مین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا یعنی ای اللہ برکت دے ہمارے ملک شام مین اور ملک یمن مین وہان کچھ نجد کے لوگ تھے سو اونھون نے عرض کیا وَفِي نَجْدِنَا یعنی ملک نجد کے واسطے بھی دعا فرمایئے مگر آپنے پھر بھی دعای برکت شام و یمن کی فرمائی پھر اونھون نے بار بار واسطے دعای برکت نجد کے عرض کیا تو آپنے تیسری مرتبہ اوسکے حق مین فرمایا هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ یعنی ملک نجد مین زلزلے اور فتنے اوٹھینگے اور اوس سے نکلے گی اُمت شیطان کی سو موافق اس خبر مخبر صادق کے گروہ وہابیہ نے جو پیرو عبد الوہاب کے ہین ۱۲۰۸ ہجری مین جب دیکھا کہ انتظام سلطنت روم مین برہمی واقع ہی بصلاح و آمادگی محمد بن عبد الوہاب کے جانب حرمین چڑھائی کی اور ایک نیا مذہب آزادی کا

ازنجا معلوم شد که حدیث سوم
از نجا معلوم شد که حدیث چہارم
ازنجا معلوم شد که حدیث پنجم
از نجا معلوم شد که حدیث ششم

اسلام کے پردے مین بغرض ملک گیری ظاہر کیا اور بذریعہ اعلان عمل بالسنۃ کے تمام مقابر شہدا و مزارات اولیا کو منہدم کر کے مسلمانان اہل تقلید سکنۂ حرمین وغیرہا پر حکم جہاد کا دیدیا اور اونکے مال کی لوٹ اور قتل کو جائز رکھا اور اونپر ظلم کیا یہانتک کہ لشکر سلطانی نے اونپر فتح پائی اور ۱۲۳۳ ہجری مین اونکا بالکل استیصال کر دیا چنانچہ مختصر حال اس فتنہ خروج وہابیہ کا علامہ شامی نے رد المحتار حاشیہ در مختار مطبوعہ مصر کی جلد سوم کے صفحہ ۳۰۹ مین اسطرح لکھا ہی کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوھاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم مشرکون فاستباحوا بذلک قتل اھل السنۃ وعلمائھم حتی کسر اللہ تعالی شوکتھم وخرب بلادھم وظفر بھم عساکر المسلمین عام ثلاث وثلاثین ومائتین والف انتھی یعنی جیسا کہ ہمارے زمانے مین واقعہ گذرا کہ گروہ وہابیہ نے نجد سے خروج کر کے حرمین پر تغلب کیا اور اپنا انتساب مذہب حنبلی کی طرف کرتے تھے لیکن اعتقاداً حنابلہ کو مسلمان جانتے تھے اور جو کوئی اونکے اعتقاد کے مخالف ہوتا اوسکو مشرک کہتے اور مباح کر دیا قتل اہل سنت کا اور اونکے علما کا یہانتک کہ توڑ دیا اللہ تعالی نے اونکی شوکت کو اور تباہ کر دیا اونکے شہرونکو اور فتح پائی اونپر لشکر اسلام نے ۱۲۳۳ ہجری مین غرض آجکل کے غیر مقلد بھی اوسی گروہ وہابیہ مین داخل ہین اور اکثر عقائد اور مسائل مین اونھین کے پیرو اور معتقد ہین اور محمد بن عبد الوہاب کی کتاب التوحید پر انکا عمل ہی جب سے بخیال خوف بلوہ و فساد کے سرکار انگریزی نے وہابیان ہند سے تعرض کرنا شروع کیا اور انکے جا بجا نگران اور خبر گیران رہنے لگے تب سے ان لوگون نے وہابی کا لقب بدل ڈالا اور اپنے تئین دوسرے القاب سے مثل محمدی یا عامل بالحدیث یا غیر مقلد یا موحد وغیرہ سے مشہور کیا اور کہتے ہین کہ ہمارا عمل قرآن و حدیث پر ہی تقلید مذہب مجتہدین کی شرک و بدعت ہی ہمکو اس سے کچھ کام نہین پابندی مین آزادی اسلام نہین جس حدیث پر چاہین عمل کر لیوین حالانکہ یہ آزادی ان غیر مقلدین کی عین پابندی خواہش نفس کی ہی جسطرح اپنا جی چاہا اور جس حدیث مین اپنا مطلب نکل آیا اوسیکو اپنا معمول بہ ٹھیرایا دین کو اک بازیچۂ طفلان بنایا کبھی باتباع شافعیہ کے ایک چیز کو حرام جانا اور کبھی بتوافق حنفیہ کے اوسیکو حلال کر لیا اور کبھی کسیکو جائز کہا اور کبھی ناجائز قرار دیا کافرون کا بھی یہی طریقہ تھا تو حق تعالی نے اس آیت مین اونکی خبر دی یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما یعنی ایک سال اپنی خواہش نفس کے موافق ایک چیز کو کفار حلال کر لیتے ہین اور دوسرے سال اوسیکو حرام بنا دیتے ہین اس صورت خلط کو تلفیق کہتے ہین اور اسی آیت سے تلفیق بالاتفاق

حال فتنہ وہابیہ کا بحوالہ رد المحتار شامی

اثر عمل تلفیق کی

حرام ہوگئی اسیواسطے تقلید امام واحد کی واجب ہوئی تا اس سے رفع وہم تلفیق کا ہو آس مقام پر یہ تقریر ملا علی
قاری علیہ رحمۃ الباری کی نہایت مفید ہو اور قابل تمسک اہل تقلید ہو بَلْ يَجِبُ حَتْمًا اَنْ يُّعَيِّنَ مَذْهَبًا مِّنْ
هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ اِمَّا مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ فِيْ جَمِيْعِ الْوَقَائِعِ وَالْفُرُوْعِ وَاِمَّا مَذْهَبَ مَالِكٍ وَاِمَّا مَذْهَبَ
اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَغَيْرِهِمْ وَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّتَخَلَّصَ مِنْ مَّذْهَبِ الشَّافِعِيِّ فِي الْبَعْضِ مَا يَهْوَاهُ وَمِنْ مَّذْهَبِ
غَيْرِهٖ فِي الْبَاقِيْ مَا يَرْضَاهُ لِاَنَّا لَوْ جَوَّزْنَا ذٰلِكَ لَاَدّٰى اِلَى الْخَبْطِ وَالْخُرُوْجِ عَنِ الضَّبْطِ وَحَاصِلُهٗ يَرْجِعُ
اِلٰى نَفْيِ التَّكْلِيْفِ لِاَنَّ مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ اِذَا اقْتَضٰى تَحْرِيْمَ شَيْءٍ وَمَذْهَبُ غَيْرِهٖ اِبَاحَةَ ذٰلِكَ
الشَّيْءِ بِعَيْنِهٖ اَوْ عَلَى الْعَكْسِ فَهُوَ اِنْ شَاءَ مَالَ اِلَى الْحَلَالِ وَاِنْ شَاءَ مَالَ اِلَى الْحَرَامِ فَلَا يَتَحَقَّقُ
الْحِلُّ وَالْحُرْمَةُ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ لِاَنَّ حِفْظَ الدِّيْنِ وَاجِبٌ وَذٰلِكَ مَا يَحْصُلُ اِلَّا بِهٖ فَيَكُوْنُ
وَاجِبًا لِاَنَّ مُقَدَّمَةَ الْوَاجِبِ وَاجِبٌ بِالْاِجْمَاعِ فَثَبَتَ اَنَّ تَقْلِيْدَ الْمَذْهَبِ الْوَاحِدِ وَاجِبٌ
لِاَنَّ مُقَدَّمَةَ الْوَاجِبِ وَاجِبٌ یعنی ایک مذہب کی تقلید کا اختیار کرنا واجب ہو مذاہب اربعہ سے مثلاً تقلید
شافعی کی جمیع مسائل مین وعلی ہذا القیاس تقلید حنفی کی اور یہ کسیکو جائز نہین کہ بعض مسائل شافعیہ کو حسب
خواہش نفس خود اختیار کرے اور بعض مسائل حنفیہ کو اپنی مرضی کے موافق لیلیوے اسواسطے کہ اگر یہ امر جائز ہو جاوے
تو تکلیف شرعی اوٹھ جاوے مثلاً مذہب شافعی مین ایک شی حرام ہو اور وہی شی مذہب حنفی مین حلال ہو یا بالعکس تو اسکے
سو غیر مقلد کبھی اوسکو حلال کہتے ہین اور کبھی حرام پس حلت وحرمت متحقق نہوئی اور یہ بالاجماع باطل اور مردود
ہو اسواسطے کہ حفاظت ونگرانی دین کی واجب ہو اور یہ بات بدون تعیین مذہب احد کے حاصل نہین ہوتی
پس تعیین مذہب احد کی واجب ہوگی کہ مقدمہ واجب کا بھی واجب ہوتا ہو پس ثابت ہوگیا کہ تقلید مذہب
واحد کی واجب ہو اور یہی مدعا ہو اور یہ ساتوین حدیث بھی ان لوگونکی عدم تقلید او آزادگی خبر دیتی ہو
اور عمل انکا مصداق اس حدیث کا ہوتا ہو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَاِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً رَوَاهُ
مُسْلِمٌ یعنی مسلم مین عبد اللہ بن عمر سے روایت ہو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منافق کی مثل
اوس بکری کی سی مثل ہو جو دو گلون کے درمیان ماری ماری پھرتی ہو کبھی اس ریوڑ مین جا ملتی ہو اور کبھی اس
ریوڑ مین جا گھستی ہو پس یہ حال منافق کا ظاہر ہو کہ کبھی ایمان کی طرف جھک جاتا ہو کبھی کفر کی طرف بن جاتا
ہو وہ کمبخت نہ ادھر کا ہوا نہ اودھر کا اور آٹھوین حدیث کتاب مجمع الزوائد مین طبرانی سے باب ما جاء

فی الکذابین مین عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی ہو قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیکونن بین یدی الساعۃ دجالون وبین یدی الدجال کذابون ثلاثون او اکثر فقلنا ما ایاتہم قال یاتونکم بسنۃ لم تکونوا علیہا لیغیروا بہا سنتکم ودینکم فاذا رایتموہم فاجتنبوہم وعادوہم یعنی کہا اونھون نے قسم اللہ کی تحقیق سنا ہم نے آنحضرت سے کہ فرماتے تھے کہ قریب قیامت کے آخر زمانے مین نکلینگے دجال اور قریب زمانہ دجال کے ایک چھوٹا فرقہ تیس آدمیون یا زیادہ کا ظاہر ہوگا سو عرض کیا ہم نے یا رسول اللہ کیا علامتین ہین اوس فرقہ کذاب کی فرمایا کہ لاوینگے وہ یعنی سکھاوینگے تمکو ایک نیا طریقہ کہ تم اوس طریق پر نہوگے اور اوسکو سنت کہکے تم لوگون کو دھوکا دینگے تاکہ بدل دین اوسکے سبب سے تمھاری سنت نبوی اور دین اسلام کو کہ جسپر تم عمل کرتے ہو اور ثابت قدم ہو پس جب دیکھو تم اوس قوم کذاب کو تو دور رہو اونسے اور اونکو دین کا دشمن جانو اور اونسے عداوت رکھو انتہی پس اس حدیث سے لامذہبون کا حال صاف ظاہر ہو کہ نئی نئی باتین دین مین نکالتے ہین اور سنت کا نام لیکر مقلدین کو بہکاتے ہین اور طریق تقلید کو اونسے چھوڑاتے ہین اور آپ اہل حدیث بنتے ہین اونکو اہل الرائے بناتے ہین فقہا کو عقل کا ڈھکوسلا بتاتے ہین اور فقہا کو سخت وسست باتین سناتے ہین افسوس ہو ان لوگونکی سوئی سمجھ پر کہ حق تعالیٰ خود ارباب عقل ورای کی تعریف فرماتا ہو اولئک الذین ھدٰھم اللہ واولٰئک ھم اولوا الالباب یعنی وہی لوگ ہین جنکو اللہ نے ہدایت دی اور وہی ہین عقل والے وما یذکر الا اولوا الالباب یعنی نہین سمجھتے ہین مگر عقل والے انتہی اور یہ لوگ عقل کی بات سے چڑھتے ہین اور اہل الرائے سے بگڑتے ہین اور فقہا سے جھگڑتے ہین گویا اپنی عقل سے لڑتے ہین اور اعتراف اپنی بلادت اور بے عقلی کا کرتے ہین اور طرہ یہ کہ ایمہ اربعہ کی تقلید کو تو شرک وبدعت کہین اور خود محمد بن عبد الوہاب نجدی وابن تیمیہ وداود ظاہری وابن حزم و قاضی شوکانی زیدی یمانی کی تقلید کرین سو یہ ہین باتین اہل حدیث کی سمجھ کیونکر او نکو بتاؤن مین + تو نہین سمجھتا ہو فقہ کو تجھے کس طرح سے پڑھاؤن مین + اونتیسوان مسالہ غیر مقلدین جو حرمین شریفین ودیگر بلاد عرب حجاز وشام وبیت المقدس ومسجد الحرام کے خاص وعام مقلدین کو مشرک وبدعتی کہتے ہین اور اونکو خالص دیندار اور متقی پرہیزگار نہین جانتے ہین اور وہان کے طریقہ تقلید ایمہ اربعہ اور چار مصلون کی تعیین کو بدعت اور خلاف سنت بتاتے ہین سو اونھون نے (بسبب اس سوء ظن کے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان بعض الظن اثم یعنی بیشک بعض بدگمانی گناہ ہو) خلاف کیا آیات قرآنیہ

مسالہ بست ونہم اثبات تعیین مقلدین قرآن وحدیث

واحادیث نبویہ کا کہ حق تعالیٰ نے اور اوسکے رسول مقبول نے اہالیان ان مقامات مقدسہ کی شان مین کیا کچھ ارشاد فرمایا یعنی بطریق پیشین گوئی اونکے پرہیزگار اور متقی ہونے اور قیامت تک اونکے طریق حق پر رہنے کی خبر دی چنانچہ فرمایا حق تعالیٰ نے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ یعنی کہدے ای محمد بیان کے رہنے والون سے کہ آگیا دین اسلام کا اور نہ ظاہر ہوگا طریقہ کفر و شرک کا اور نہ لوٹ آویگا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ یعنی بیشک لکھدیا ہمنے زبور مین بعد نصیحت کے کہ آخر مالک ہونگے زمین بیت المقدس کے میرے نیک بندے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ یعنی مسجد الحرام کے مالک وہی ہین جو پرہیزگار ہین وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلٰثُ مِائَةٍ وَسِتُّونَ صَنَمًا فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی روایت ہی عبد اللہ بن مسعود سے کہ داخل ہوئے آنحضرت مکے مین درحالیکہ گرداگرد کعبے کے تین سو ساٹھ بت تھے سو آنحضرت کونچا دیتے تھے اون بتون کو لکڑی سے جو ہاتھ مین آپکے تھی اور فرماتے تھے کہ آگیا دین اسلام اور نکل بھاگا کفر باطل بے شک کفر باطل نکل بھاگنے والا ہی یعنی سچے دین کا غلبہ آیا اور کفر مکے اور تمام عرب سے چلا گیا اور فرمایا آنحضرت نے غِلَظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی سختی دلون کی اور ظلم و جفا ملک شرقی مین ہی اور ایمان و اتقا اہل حجاز مین اور آنحضرت نے فرمایا الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللهُ مَكَانَهُ رَجُلًا رَوَاهُ أَحْمَدُ یعنی ابدال ملک شام مین ہوتے ہین اور وہ چالیس آدمی ہین جب ونمین سے کوئی مرجاتا ہی تو اللہ تعالیٰ اوسکے قائم مقام کردیتا ہی دوسرے کو اور حضرت نے فرمایا طُوبٰى لِلشَّامِ قُلْنَا لِأَيِّ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لِأَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ یعنی خوشحالی ہو واسطے اہل شام کے عرض کیا ہمنے کس سبب سے فرمایا اسواسطے کہ فرشتے رحمن کے پھیلائے ہوئے ہین بازو اپنے ملک شام پر واسطے محافظت کفر کے کہ وہان ابدال رہتے ہین اور حضرت نے فرمایا الْمَدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی مدینہ نکال پھینکتا ہی کافرون کو جیسے بھٹی نکال پھینکتی ہی لوہے کی میل کو یعنی مدینے مین کفر نہین سما سکتا ہی اور فرمایا آنحضرت نے إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ [illegible]

اَلْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی تحقیق شیطان نا امید ہوگیا اس بات سے کہ عبادت کرین لوگ اوسکی جزیرۂ عرب مین اور فرمایا آنحضرت نے اِنَّ الدِّیْنَ لَیَارِزُ اِلَی الْحِجَازِ کَمَا تَارِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی تحقیق دین سمٹ آویگا ملک عرب کی طرف جیسے سانپ سمٹ آتا ہے اپنے بل کی طرف اور بخاری مین بروایت ابوہریرہ یہ حدیث اسطرح ہے اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَارِزُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَا تَارِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا یعنی تحقیق ایمان سمٹیگا مدینے کی طرف جیسے سانپ سمٹتا ہے اپنے بل کیطرف بیان سے معلوم ہوا کہ حجاز اور مدینہ دین و ایمان کا گھر ہے اور قیامت کے قریب ہر طرف سے کفر کا غلبہ ہوگا تو آخر سب ملکون کے ایماندار سمٹکر مدینے مین امام مہدی کے پاس جمع ہونگے پس ایسے مقدس مقامات کے مسلمانون کو بسبب تقلید ائمہ اربعہ کے بددین اور مشرک اور بدعتی کہہ بیٹھنا اور اونکے مسلک اور مذہب کو خلاف سنت سمجھنا کیسا بڑا گناہ ہے کہ صریح آیات واحادیث مذکورہ کا انکار کرنا ہے اللہ تعالی نے صحیح ارشاد فرمایا کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا یعنی کیا بڑی بات ہوکر نکلتی ہے اونکے منہ سے سب جھوٹ ہی جو کہتے ہین اور بخاری اور مسلم مین بروایت ابوہریرہ وارد ہے کہ حضرت نے فرمایا مَنْ اَرَادَ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ بِسُوْءٍ اَذَابَہُ اللّٰہُ کَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ یعنی جو کوئی مدینے کے رہنے والون سے برائی کا قصد کریگا خدا اوسکو گلا ڈالیگا جیسے نمک پانی مین گھلتا ہے اور سوا اسکے ثبوت اور بقا دین محمدی کا حقیت مذہب مقلدین پر موقوف ہے کہ یہ دین خاتم النبیین انھین حضرات مقلدین کی بدولت ہمکو پونہچا اور سعا واللہ جب بزعم فاسد ان غیر مقلدین کے سب اہل تقلید مشرک ور بدعتی ٹھہر جاوین تو دین محمدی کیونکر قابل اعتبار کے رہیگا اور جب قابل اعتبار نرہا تو منقطع ہونا لازم آئیگا حالانکہ یہ دین حق المبین قیامت تک باقی رہیگا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی یہ دین قائم رہنے والا ہے لیکن بہت لوگ اس بات کو نہین جانتے اور بروایت سعد بن ابی وقاص مسلم مین حدیث وارد ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لَا یَزَالُ اَھْلُ الْغَرْبِ ظَاھِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ یعنی ہمیشہ رہینگے تمام عرب کے لوگ قائم دین حق پر یہانتک کہ قیامت قائم ہوجائیگی اور فرمایا آنحضرت نے لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ وَھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی ہمیشہ رہیگا میری امت سے ایک گروہ قائم امر الٰہی پر نہ ضرر پہنچائیگا اونکو مخذب اور مخالف اونکا یہانتک کہ آجائیگی قیامت اور وہ لوگ اوسی

حال پر ہونگے اور بخاری و مسلم مین مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا لَا یَزَالُ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ
ظَاھِرِیْنَ حَتّٰی یَاْتِیَھُمْ اَمْرُ اللّٰہِ وَھُمْ ظَاھِرُوْنَ یعنی ایک گروہ میری امت سے ہمیشہ قائم اور غالب
رہیگا یہانتک کہ آویگی قیامت اور وہ غالب ہی رہیگا یعنی وہ لوگ ملقب باہل السنۃ والجماعت مقلدین
ہین کہ تمام فرقون مین امت محمدیہ کے سواد اعظم اور کثیر الافراد اور سب پر غالب ہین اور بالعکس اسکے یعنی
ایک جم غفیر اور گروہ کثیر غالب مقلدین کا تو گمراہ ہو جائے اور غیر مقلدین چند گنتی کے آدمی مغلوب راہ ہدایت
پر ہون تو ہرگز نہین ہو سکتا اسواسطے کہ اس سے اکثر امت کا گمراہ ہو جانا لازم آتا ہی حالانکہ یہ حدیث
صحیح بروایت ابن عمر منع کرتی ہی اسکو کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَاَنَّھُمْ لَا
یَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی ضَلَالَۃٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَالطَّبْرَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِہٖ یعنی میری امت گمراہی
پر نہ جمع ہوگی اور وہ لوگ اکثر گمراہ نہونگے اور نیز یہی تو یہ مقلدین کا بسبب انبوہ کثیر ہونے کے ناجی ہوگا
کہ فرمایا حضرت نے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی پیروی
کرو تم بڑی جماعت کی کیونکہ جو تنہا رہا اوس سے جا پڑا دوزخ مین اور فرمایا حضرت نے عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ
وَالْعَامَّۃِ رَوَاہُ اَحْمَدُ یعنی لازم پکڑو تو بڑی جماعت کو پس ظاہر ہی کہ بڑی جماعت یہی چارون مذہب کے
مقلدین ہین کہ تمام دنیا انھین لوگون سے بھری ہوئی ہی اور انھین مین لاکھون کروڑون اولیا واقطاب
وابدال وغوث ہو چکے اور اب بھی موجود ہین اور غیر مقلد تو ہزار مین ایک بھی نہ نکلیگا ؎ بیشمار اونکا جو
کثرت سے گروہ دین ہون + اونکی کیا گنتی ہزارون مین جو اک دو تین ہون +

تیئسوان مسالہ

ان غیر مقلدون نے واسطے بہکانے اور شک مین ڈالنے عوام مقلدین حنفیہ کے ایک نیا طریقہ یہ نکالا ہی
کہ ہمارے ان سوالات کا کوئی جواب دے تو اسقدر انعام لے تا لوگون کو معلوم ہو کہ یہ سوالات نہایت
مشکل ہین کہ جوابات انکے کسی سے نہو سکینگے ورنہ یہ لوگ اشتہار جواب طلب بوعدہ انعام نہ دیتے چنانچہ
مولوی محمد حسین لاہوری مقتدای غیر مقلدین نے ایک ہزار روپے کا اشتہار اپنے پرچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵
جلد ششم بابت ماہ رجب ۱۳۰۰ ہجری مین اس مضمون کا دیا ہی کہ جو شخص اون اعتقادات اور عملیات کو
جو کہ فرقہ غیر مقلدین کی طرف ایک پرچہ جامع الشواہد مطبوعہ فیض محمدی لکھنؤ مین منسوب کیے ہین
اونکی کتب معتبرہ سے ثابت کر دے تو ہزار روپے نقد پائے انتہی واہ کیا جعلی فرس تازی ہی اور کیسی
تجاہل عارفانہ دھوکے بازی ہی اور مجھے اس وعدہ انعام کی فضول شیخی پر نہایت تعجب آتا ہی باوجودیکہ

پرچہ فتواے جامع الشواہد مین مفتی لبیب نے پہلے ہی سے باین خیال کہ کسی منکر کو اون عقائد و اعمال کے
مان لینے مین گنجایش انکار کی نہو ہر ایک عبارت کو بحوالہ ہندسہ صفحہ کتاب مع تصریح نام مطبع و مصنف
کتاب کے صاف صاف لکھدیا ہی اور انھین غیر مقلدین کی چھپی ہوئی تحریر سے اونکے عقائد فاسدہ و اعمال
کاسدہ کو بخوبی ثابت کر دیا ہی تو پھر اب اون مسائل کے طلب ثبوت مین اشتہار دینا کسقدر تجاہل اور فریب دہی
عوام ہی اور کتنی بڑی دھوکے بازی کا یہ کام ہی نعوذ باللہ کیا ناظرین اوس اشتہار اور اس ملامت کی بوچھار
سے (جو درحقیقت اونکے قائلین پر مینھ کی طرح موسلا دھار لگاتار برستی ہی اور فرشتے صالح المومنین آمین کہتے
مین) یہ سمجھینگے کہ مفتی لبیب نے جن کتابون کا حوالہ اوس فتوے مین دیا ہی یہ کفریات اونمین نہین ہین اور ناحق
اونکے مؤلفین کیطرف منسوب کر دیے ہین نہین نہین ہرگز نہین مشتہر صاحب اگر غیرت کے پورے اور وعدے
کے سچے ہین تو پہلے اون کتابون کو کہ جنکا اوس پرچے مین حوالہ ہی بغور ملاحظہ فرمائین اگر اونکو وہان یہ کفریات
نہ ملین تو ہمارے پاس تشریف لائین اور اونکا ثبوت لین اسیواسطے ہمنے اوس فتوے کو اس کتاب
مین بھی چھپوا دیا ہی بعد اسکے حسب وعدہ ہزار روپیہ رائج الوقت ہمارے پیشکش کرین خیر اونکی عسرت پر
ہم ترحم کرکے پانسو معاف کرتے ہین وہ پانسو ہی اپنے غیر مقلدین بھائیون سے چندہ کرکے یا جسطرح
ممکن ہو وصول و تحصیل کر کے ہمکو دین ورنہ پھر ایسے خیالی انعام دینے کے جھوٹے وعدون کا نام نہ لین
اور قبل اسکے بھی ان مشتہر صاحب نے واسطے دھوکا دینے اور متردد کرنے مقلدین کے ایک اشتہار سوالات
عشرہ کا بڑے شد و مد اور نہایت زور و شور سے بوعدہ انعام دس روپیہ فی آیت و فی حدیث کے چھپوا کر
مشتہر کیا تھا چنانچہ واسطے ملاحظہ ناظرین کے وہ اشتہار بجنسہ مندرجہ ذیل ہی —

اشتہار

مین مولوی عبدالعزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسمعیل صاحب ساکنان بلبہ وال اور
جو اونکے ساتھ طالب العلم ہین جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیار پوری و میان نظام الدین صاحب
و میان عبدالرحمن صاحب وغیرہ یعنی جملہ حنفیان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہون
کہ اگر ان لوگون سے کوئی صاحب مسائل ذیل مین کوئی آیت یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو
اور وہ اس مسائلے مین جسکے لیے پیش کیجاوے نص صریح قطعی الدلالہ ہو تو فی آیت اور فی حدیث
یعنی ہر آیت و حدیث کے بدلے دس روپیہ بطور انعام کے دونگا اولاً رفع یدین نکرنا آنحضرت کا
بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اوٹھانے کے ثانیاً آنحضرت کا نماز مین خفیہ آمین کہنا ثالثاً آنحضرت

نماز مین زیر ناف ہاتھ باندھنا رابعاً آن حضرت کا مقتدیون کو سورۂ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا خامساً
آنحضرت یا باری تعالی کا کسی شخص پر کسی امام کی ایمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا سادساً ظہر کا وقت
دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا سابعاً عام مسلمانون کا ایمان اور پیغمبرون اور جبرئیل کا مساوی
ہونا ثامناً قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونا **تشریح** مثلاً کسی شخص نے ناحق کسیکی جورو کا دعوی کیا
کہ یہ میری جورو ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اوسکو
ملجاوے تو وہ عورت بحسب ظاہر بھی اوسکی بی بی ہے اور اوس سے صحبت کرنا بھی اوسکو حلال ہے تاسعاً
جو شخص محرمات ابدیہ جیسے مان یا بہن سے نکاح کر کے اوس سے صحبت کرے تو اوسپر حد شرعی جو قرآن
یا حدیث مین وارد ہے نہ لگانا عاشراً تجدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہو دہ در دہ سے کرنا **تنبیہ**
ان مسائل کی احادیث کی تلاش کرنیکے واسطے مین ان صاحبون کو اسقدر مہلت دیتا ہون جسقدر
یہ چاہین زیادہ مہلت مین انکو بھی گنجایش ہے کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیون سے مدد لین۔ المشتہر

ابو سعید محمد حسین لاہوری

محمد حسین ابو سعید

حالانکہ یہ سب مسائل کتب معتبرۂ حنفیہ مین جیسے فتح القدیر شرح ہدایہ لابن الہمام و شرح ہدایہ للعینی
و شرح معانی الآثار للطحاوی و برہان شرح مواہب الرحمن و موطا للامام محمد و کتاب الحجج للامام محمد و کتاب
الآثار للامام محمد و عمدۃ القاری شرح بخاری للعینی و لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح للشیخ الدہلوی
و مرقات شرح مشکوۃ لملا علی قاری و تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق و مستملی شرح منیۃ المصلی و عمدۃ الرعایۃ
فی حل شرح الوقایہ لمولانا محمد عبد الحی اللکھنوی و صرح الحمایہ علی شرح الوقایہ لمولانا محمد حسن السنبھلی وغیرہ
مین اچھی طرح ثابت ہو گئے ہین اور عموماً جابجا اس کتاب فتح المبین مین بھی لکھے گئے ہین اور خصوصاً
اسکے جواب مین بہت سے رسائل مثل ادلہ کاملہ و اظہار الادلہ و عشرہ کاملہ و عشرہ مبشرہ و اشعار الاعثار
علی اشتہار العشرہ و انتصار الاسلام وغیرہ کے مطابع کانپور و امرتسر و دہلی و لودھیانہ مین چھپکر تمام ملک
پنجاب و ہندوستان مین پھیل گئے لیکن ابتک مشتہر صاحب نے باوجود قرآن و حدیث سے جواب با
صواب پانے کے ایفاے وعدہ نہ کیا اور کسی مجیب مصیب کو ایک ٹکا بھی ندیا پس معلوم ہوا کہ حضرت
کا بالکل ابانی جمع خرچ تھا اور پھر اوسپر طرہ یہ کہ فی الحال اونکے کسی متبع نے اوسی اشتہار کو دوبارہ
سہ بارہ چھپوا کر لکھنؤ اور دہلی وغیرہ مین تقسیم کیا اور اوسکے نیچے لکھا افسوس کہ آجتک جواب اس اشتہار کا

مقلدین نے نہین دیا واہ رے تجاہل وصفائی کہ ساری دیگ ہضم ڈکار تک نہ آئی وعدہ خلافی کا دو
حال جواب پاکر کر جاتے ہین یہ کمال کیون نہو ع تجاہلت ہو تو ایسا ہو تجاہل ہو تو ایسا ہو ٭ اب ہم پوچھتے
ہین جبکہ سوالات عشرۂ مشتہرہ درمیان مجتہدین ایمۂ دین کے مختلف فیہا ظنی اور قیاسی ٹھیرے بلکہ
بعض انمین سے ایسے ہین کہ حضرات صحابہ مین جنکے باب مین حدیث اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ
اِهْتَدَیْتُمْ وارد ہی مختلف فیہ ہین جیسے رفع یدین وغیرہ کہ بعض صحابہ کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض
صحابہ خلف الامام قراءت کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض صحابہ آمین جہر سے کہتے تھے اور بعض نہین
اور احادیث مرفوعہ بھی ان امور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف وارد ہین اور جو مسائل
مختار حنفیہ کے ہین اون سب کے دلائل اور ماخذ قرآن وحدیث سے ثابت ہین اور کوئی مسئلہ کسی مجتہد کا
خلاف قرآن وحدیث کے نہین ہی پھر آپکا ایسے مسائل اجتہادیہ ومختلف فیہا کے ثبوت مین آیت یا حدیث
صحیح متفق علیہ اور نص صریح قطعی الدلالۃ طلب کرنا یہ کیسا سوال تعلیق بالمحال صریح البطلان قطعی لہذا ان
ہی اسکو ادنی علم والا بھی سمجھلیگا کہ جن مسائل مین ایمۂ مجتہدین وعلماء محدثین کا سرے سے اختلاف
چلا آیا ہو اور ہر ایک نے اونکو اپنے اپنے اجتہاد کے موافق قیاس اور ظن سے ترجیح دی ہو تو پھر اون
مسائل کا سب کے نزدیک متفق علیہ اور قطعی ہونا ہرگز ممکن نہین (اختلاف مین اتفاق کیسا) بھلا
اہل سنت جماعت کے یہان مشتہر صاحب کے ایسے سوالات جواب طلب مشہور وطرۂ فریب آمیز کو دخل کہان
حضرت سائل تو ہنوز معنی عبارت اہل سنت وجماعت سے بھی واقف نہین اللہ اللہ کہان یہ اہل سنت
وجماعت اور کہان یہ طریقۂ مبتدعہ کہ جس سے عبادات واعمال مروجۂ خیر القرون کی اسناد طلب کرنا اور
پھر اوسپر انعام کا وعدہ دینا کہان اصل کی نقل کہان نقل سے اصل اس عبث در عبث کا نتیجہ کیا بجز اسکے
کہ سائل کو خواص جاہل جانین اور عوام ان سوالون سے دھوکا کھاوین اور اہل سنت کی کوئی غرض
دینی اسمین متوقع نہین یہ طریقہ ایسا مشکوک وغیر مسلوک ہی کہ صحیح لذاتہ وحسن لذاتہ بھی بدون شہادت
کسی قاعدۂ یقینی کے اہل حدیث کے اصول کے بموجب ہرگز عمل کے لائق وتیقنا توقع نجات کے
قابل نہین جسکے اصول ظنی اوسکے کل فروعات بھی ظنی ہین اور جسکے اصول یقینی اوسکے کل فروعات
بھی یقینی الحاصل اگر بطور جرح وتعدیل کے اہل حدیث کے وصول پر صحت کا ثبوت کسیکے معمول بہ
کی نسبت ہوا بھی ہو تو اوسکا کیا نتیجہ اور جسپر یہ دعوی بے معنی کہ اوسکی صحت مین کسیکو گفتگو نہو بغیر

گفتگو کے وجوہ صحت کیونکر سمجھا جائے پہلے تو سائل کو یہ چاہیے کہ اپنے مسائل معمول بہا کو بطریق جرح وتعدیل کے احادیث صحیحہ سے ثابت کردین کہ جس سے اونکی عبادات اور معاملات کے اعمال یقینی النجات ثابت ہو جاوین اور عند اللہ ماجور ہو کر انعام اخروی پاوین والا انعام دنیا کی خواہش ہو تو لامذہبی سے نیچریت کی طرف قدم بڑھاوین اور مزے اوڑاوین اور مباحث علمی کے جھگڑون مین نہ پڑین اور ہرگز ہرگز مسائل خلافیہ کے جواب کو بدلائل اتفاقیہ بوعدہ انعام نہ طلب کرین ورنہ اونکو یا اونکے تلامذہ یا اساتذہ مین جنکو دعوی ہو اونپر واجب ہے کہ حسب شرائط خود ہمارے چودہ[۱۴] سوالات ذیل نمبر اول کا بھی جواب دین اور دس کے بدلے فی جواب ہم سے بیس[۲۰] روپیہ انعام لین اور اگر بیس[۲۰] سوالات نمبر دوم کے جوابات بغیر مدد اجماع وقیاس فقہی کے صرف قرآن وحدیث سے ثابت کر کے پیش کرینگے تو اینجانب فی آیت اور فی حدیث دس اشرفیان زرخالص کی انعام دینگے اور مثل مشتہر صاحب کے وعدہ خلافی نکرینگے۔

سوالات مقلدین جواب طلب از غیر مقلدین

سوالات نمبر ۱

اول[۱] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بوقت رکوع کرنے اور سر اوٹھانے کے ہمیشہ رفع یدین کرنا دوم[۲] آنحضرت کا نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے کے اوپر ہمیشہ ہاتھ باندھنا سوم[۳] آنحضرت کا نماز مین آمین بالجہر ہمیشہ کہنا چہارم[۴] حدیث قرارت خلف الامام کا بعد نزول آیت اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ کے مروی ہونا پنجم[۵] آنحضرت یا حق تعالی کا ایمہ اربعہ مین سے کسیکی تقلید شرعی کو منع کرنا ششم[۶] کتاب وسنت سے قیاس واجماع کا حرام ہونا ہفتم[۷] تین طلاق دیکر بدون حلالہ کرنے کے عورت کا نکاح شوہر اول سے کرا دینا ہشتم[۸] ایمہ اربعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ و داود ظاہری و ابن حزم و قاضی شوکانی زیدی کی تقلید کرنا نہم[۹] بغیر کسی عذر شرعی کے جمع بین الصلاتین کرنا یعنی ظہر وعصر کو ایک ساتھ اور مغرب وعشا کو ایک ساتھ پڑھنا دہم[۱۰] احادیث صحاح کا کتب صحاح ستہ مین منحصر ہونا اور سوا انکے دوسری کتاب کی حدیث کو غیر معتبر سمجھنا یازدہم[۱۱] اس زمانہ پر شور وفتن مین ہر شخص عامی کا قرآن وحدیث پر بلا تحقیق عمل کرنا اور اوسپر لوگون کو حکم دینا دوازدہم[۱۲] جو حدیثین امام اعظم کو بسند شیوخ تابعین یا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے واسطے سے پونہچی ہون اونکو بروایات رجال غیر تابعین کے ضعیف اور مخدوش سمجھنا سیزدہم[۱۳] حاجیون پر زیارت قبر شریف نبوی کا حرام یا مکروہ ہونا چہاردہم[۱۴] علمای حرمین شریفین اور جو لوگ اونکے پیرو ہون اور کل مقلدین کو مشرک اور بدعتی کہنا اور غیر مقلدین کو [illegible]

سوالات نمبر ۲

اول کسی لاذہب کے جبے مین چوہا مرا ہوا نکلا اور اوس جبے مین سوراخ بھی ہی اور راوسی جبے اوس نے نمازین پڑھی ہین تو کتنے دنون کی نماز پھیرے حدیث صحیح سے ارشاد ہو **دوم** کسی شخص نے اپنے غلامون سے یہ کہا هٰذَا حُرٌّ وَهٰذَا اَوْهٰذَا اس قول سے کون کون آزاد ہوگا **سوم** سر منڈوانے یا ناخن ترشوانے یا زخم کا چھلکا اوتار دینے سے تجدید وضو یا غسل یا مسح اوس موضع کا فرض ہوتا ہی یا نہین **چہارم** اندرون چشم و حاجب کا دھونا فرض ہی یا نہین **پنجم** جسکے ایک جانب دو ہاتھ پیدا ہو جاوین دونون کا دھونا فرض ہی یا ایک تصریح نص ارشاد ہو **ششم** داخل بزرت و ناف و سوراخ بند مین پانی پونہچانا غسل مین ضرور ہی یا نہین **ہفتم** مجرد مباشرت فاحشہ یعنی التقای ختانین سے غسل واجب ہوتا ہی یا نہین یا کوئی اور شرط منصوص ہی **ہشتم** نفس لواطت سے غسل واجب ہوتا ہی یا نہین اور اسیطرح وطی زن جنّیہ اور جماع خنثی اور وطی بہیمہ وصغیرہ غیر مشتہاۃ موجب غسل ہی یا نہین **نہم** قرارت انجیل کا حالت جنابت مین کیا حکم ہی **دہم** دباغت سے جلد خنزیر و مار و موش بھی پاک ہو جاویگی یا نہین **یازدہم** کسقدر فصل و بعد سے تیمم جائز ہوگا **دوازدہم** عورت صاحب نفاس کو بھی بعد انقطاع نفاس بر تقدیر عجز تیمم جائز ہی یا نہین **سیزدہم** مقطوع الیدین والرجلین و مجروح الوجہ کا کیا حکم ہی بلا وضو نماز پڑھے یا مسح یا تیمم کرے **چہاردہم** جسکو پانی اور مٹی پاک میسر نہو وہ کیونکر نماز پڑھے **پانزدہم** عورت و مرد دونون توام پیدا ہوئے اونکے نکاح کی کیا صورت ہی **شانزدہم** کوئی شخص دریا یا تالاب کے پانی مین پایخانہ پھرے تو نہی اوسکی بغیر قیاس حدیث مَنْعُ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ کے ارشاد ہو **ہفدہم** جو پانی کہ لید یا گوبر کے کنڈون سے گرم کیا گیا ہو اوس سے وضو جائز ہی یا نہین **ہیجدہم** جب آدمی سوتے سے جاگے اور بڑا مٹکا پانی کا زمین مین گڑا ہوا ہو اور چھوٹا کوئی برتن نہین تو وضو اور طہارت کیونکر کیسے **نوزدہم** جو روٹی کہ لید یا گوبر کی پکی ہو کھانا اوسکا جائز ہی یا نہین **بستم** جن گھڑون اور مٹکون کی مٹی لید اور گوبر کے ساتھ گوندھی گئی ہو جیسا کہ کمہارون کا دستور ہی استعمال اون برتنون کا جائز ہی یا نہین

تنبیہ ۔ حسب شرائط مذکورہ ان مسائل کے جوابات لکھنے مین اسقدر مہلت دیجاتی ہی کہ وہ اپنے تمام برادران غیر مقلدین سے بھی خاطر خواہ مدد لین اور جواب باصواب دین ورنہ اس آیہ کریمہ کے مورد مین اونکو داخل ہونا پڑیگا اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ

اہل سنت جماعت سے خارج ہیں غیر مقلدین اعمال و عقائد

ترجمہ کیا اونکے اور شریک ہیں جو راہ نکالی ہے اونھوں نے اونکے لیے دین کی جسکا حکم نہیں دیا اللہ نے

مسائلہ الکتیسواں ان غیر مقلدون کے اکثر عقائد اور اعمال اہل سنت جماعت کے باطل مخالف ہین کہ بعضے مسائل مخترعہ و احکام مبتدعہ اونکے موجب کفر اور بعضے مبطل نماز اور بعضے موجب فسق و ابتداع ہین کہ تفصیل اوسکی موجب تطویل ہے نظر بران ہم بیان صرف **فتوای جامع الشواہد** فی اخراج الوہابیین عن المساجد کو حسب وعدہ سابقہ درج کیے دیتے ہین تا ناظرین کو مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کا جھوٹا وعدہ انعام کرنا اون مسائل اور احکام کے وجہ ثبوت مین ظاہر ہو جاوے اور نیز ہر شخص جو اوسکو ملاحظہ کرے غیر مقلدون کے عقائد فاسدہ و مسائل کاسدہ سے بخوبی ماہر ہو جاوے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

(۱) علمای اہل سنت وجماعت اس مسئلے مین کیا فرماتے ہین کہ یہ گروہ وہابیین یعنی فرقہ غیر مقلدین داخل ہے اہل سنت وجماعت مین یا خارج ہے انسے مثل اور فرقون ضالہ کے (۲) اور ہم مقلدون کو اونکے ساتھ مخالطت و مجالست کرنا اور اونکو اپنی مساجد مین باوجود خوف فساد کے آنے دینا درست ہے یا نہین (۳) اور اونکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے بَیِّنُوْا بِالتَّفْصِیْلِ تُؤْجَرُوْا بِالْاَجْرِ الْجَزِیْلِ

جواب سوال اوّل

وہابیہ غیر مقلدین (کہ قطع نظر عقائد کے جنکی علامات ظاہری اس ملک مین ائمہ اربعہ مین سے کسیکی تقلید نکرنا اور فقہ کو مخالف حدیث کے کہنا اور مقلدون کا نام مشرک اور بدعتی رکھنا اور اپنے تئین موحد اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چڑھنا اور نفس انعقاد مجلس میلاد خیر العباد اور فاتحہ خوانی و عرس اولیاء اللہ کو شرک و بدعت کہنا اور بغیر کسی امام کی تقلید کے نماز مین آمین پکار کے کہنا اور وقت رکوع اور قومے کے رفع یدین کرنا اور نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا اور جو ایسا نکرے اوسکو برا کہنا) مثل دیگر فرقون ضالہ رافضی و خارجی وغیرہما کے اہل سنت وجماعت سے خارج ہین کیونکہ اونکے بہت سے عقائد اور مسائل مخالف اہل سنت وجماعت کے ہین چنانچہ بموجب تحریر اونھین کی کتابون کے چند عقائد او مسائل بقید نام کتاب و ہندسہ صفحہ کے بطور نمونہ بیان کیے جاتے ہین تا پھر کسی منکر کو اونکے ثبوت مین گنجایش انکار اور شبہے کی باقی نہ رہے

پہلے انکے عقائد سنیے

اول یہ کہ خدا ے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہین چنانچہ صفحہ ۵ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ مرادآباد تصنیف مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین مین مندرج ہی **دوم** انبیا علیہم السلام سے احکام دینی مین بھول چوک کے قائل ہین جیسا کہ مولوی حسین خان صفحہ ۸ کتاب رد تقلید بکتاب المجید مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی مین اس مضمون کا اقرار کرتے ہین اور طرہ یہ کہ اوسکی صحت پر مولوی نذیر حسین و شریف حسین وغیرہما اکابر غیر مقلدین کی مہرین بھی ثبت ہین حال آنکہ انبیا علیہم السلام تبلیغ احکام مین بالاتفاق معصوم ہین **سوم** یہ کہ آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہین چنانچہ یہ مضمون صفحہ ۲ و ۱۶ نظر المومنین مصنفہ اخوند صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہی کہ اونھون نے خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ کے الف لام کو عہد خارجی کا لکھا ہی جسکے معنی یہ ہین کہ بعض کے خاتم ہین نہ سبکے حال آنکہ آپ کل انبیا کے خاتم اور نبی آخر الزمان ہین کہ بعد آپکے کوئی نبی نہوگا **چہارم** کہتے ہین کہ حدیث آحاد سے یعنی سواے حدیث متواتر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت نہین ہوتا جسکا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت سے سواے ایک دو معجزون کے زیادہ صادر نہوے کیونکہ سواے قرآن کے اور معجزات حدیث متواتر سے ثابت نہین ہوتے چنانچہ یہ مضمون کتاب دلیل محکم مطبوعہ دہلی تصنیف مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہی **پنجم** اجماع کل امت کا جسکی سند ہمکو معلوم نہو حجت شرعی نہین ہی جیسا کہ صفحہ ۱۳ کتاب معیار الحق مطبوعہ لاہور مصنفہ مولوی نذیر حسین مین و صفحہ ۴۲ کتاب اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور تصنیف مولوی عبد اللہ مہدی معروف جھاؤ ساکن مؤ مین موجود ہی **ششم** مجتہد کا قیاس شریعت مین قابل اعتبار کے نہین ہی چنانچہ اوسی کتاب معیار الحق کے صفحہ ۹ مین اور اعتصام السنہ کے صفحہ ۳۶ مین مرقوم ہی **ہفتم** کتاب دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور مصنفہ ملا معین کے صفحہ ۲۱۹ مین لکھا ہی کہ حضرت امام مہدی کے زمانے مین رجعت ہوگی یعنی جو لوگ اونکی صحبت مین بدون ملاقات کے مر گئے ہین اور دنیا پا اونھون نے زمانہ امام کو تو بحکم خداے تعالی قبرون سے قبل قیامت کے زندہ ہو کر اونسے مستفید ہونگے چنانچہ اصل عبارت عربی اوس کتاب کی یہ ہی مِنْ مَاتَ عَلَی الْحُبِّ الصَّادِقِ لِلْإِمَامِ الْعَصْرِ الْمَهْدِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَلَمْ يُدْرِكْ اَوَانَهُ اَذِنَ اللهُ سُبْحَانَهُ اَنْ يُحْيِيَهُ فَيَفُوْزُ فَوْزًا عَظِيْمًا فِيْ حُضُوْرِهٖ وَهٰذِهٖ
رَجْعَتُهُ فِيْ عَقِيْدَتِهٖ حال آنکہ مسئلہ رجعت کا نزدیک اہل سنت جماعت کے مردود ہے چنانچہ امام نووی
شارح مسلم لکھتے ہین کہ رجعت باطل ہے اور معتقد اسکے رافضی ہین پس معلوم ہوا کہ یہ طریقہ رفاض کا
ہے نہ اہل سنت کا ششم کہتے ہین کہ بارہ امام اور حضرت فاطمہ زہرا معصوم ہین یعنی اونسے خطا کا ہونا
محال ہے اور حضرت ابوبکر صدیق اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم کہ مخالف ہوئے حضرت علی کی بیعت خلافت
مین اور حضرت فاطمہ کے ارث دینے مین وہ سب کے سب خطاوار ہین اور نیز یہ کہتے ہین کہ عصمت آنحضرت
کی عقلی ہے اور عصمت امام مہدی کی نقلی چنانچہ یہ مضمون اوسی کتاب دراسات کے صفحہ ۲۱۳ مین مرقوم
ہے حالانکہ یہ عقیدہ بھی خاص رافضیون کا ہے کہ بارہ امام اور چودہ معصوم اونکے یہان مقرر ہین اور ہمارے
یہان تو سواے پیغمبرون کے کوئی دوسرا معصوم نہین جیسا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی
تحفہ اثنا عشریہ کے باب دہم مین لکھتے ہین۔ مذہب اہل سنت نیست کہ کسے را غیر نبی معصوم دانند انتہی
ہفتم اوسی کتاب دراسات مین حدیث اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ کو بمقابلہ
عصمت اہل بیت کے موضوع قرار دیا ہے اور حدیث اِقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ
سے جواز اقتدای شیخین کا قائل ہوا ہے اور وجوب استحباب کو بالکل اوڑا دیا چنانچہ عبارت عربی اوسکی
یہ ہے وَالْحَدِيْثُ الْاَوَّلُ مَوْضُوْعٌ وَاِلَّا لَكَانَ قَوْلُهٗ اهْتَدَيْتُمْ فِيْهِ خَاصَّةً مِمَّا يَدُلُّ عَلٰى
عَدَمِ خَطَائِهِمْ وَالثَّانِيْ مِنْهُ جَوَازُ الْاِقْتِدَاءِ بِهِمَا وَهُوَ لَا يَقْتَضِيْ عَدَمَ خَطَائِهِمَا بِوَجْهٍ
قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنی کتاب سیف المسلول مین حدیث اصحابی کی نسبت لکھا ہے
کہ مِنْهُ مَشْهُوْرٌ وَقَدْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِاَسَانِيْدَ مُتَنَوِّعَةٍ يَرْتَقِيْ بِهَا اِلٰى دَرَجَةِ الْحَسَنِ اور
دوسری حدیث اس موقع پر ہے کہ فرمایا آنحضرت نے مین نہین جانتا کہ زندگی میری کتنی ہے پس اقتدا کرو
تم ابوبکر اور عمر کی افسوس کہ باوجود اقتضای صیغہ امر کے جواز اقتدا لیا اور وجوب استحباب بالکل چھوڑ دیا
دہم حضرت ابوبکر صدیق حضرت فاطمہ زہرا کے ساتھ اور حضرت عمر حضرت علی کے ساتھ معاذ اللہ عداوت
اور کینہ رکھتے تھے چنانچہ صفحہ ۹۶ کتاب اعتصام السنہ مذکور مین مسطور ہے یازدہم چارون اامون کے
مقلد اور چارون طریقون کے متبع یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ
وغیرہ سب لوگ مشرک و کافر ہین چنانچہ اوسی کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۹ مین لکھا ہے اور مولوی

محمد یسین نے رسالہ اشعار الحق جواب رسالہ تنویر الحق مین سب مقلدون کو اخوان یزید اور رافضی پلید اور شیطان و کافر لکھا ہی اور اسیطرح مولوی محی الدین نومسلم کتب فروش لاہوری نے بھی کتاب ظفر المبین مطبوعہ لاہور مورخہ رمضان ۱۲۹۶ ہجری کے صفحہ ۱۸۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ مین تقلید کو شرک اور حرام اور مقلدین حنفیہ کو مشرک و کافر لکھا ہی اور چارون امامون کے مصلون کو ضلالت اور بدعت قرار دیا ہی جسکا جی چاہے دیکھلے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا **تنبیہ** مقام عبرت ہی اور کتنی بڑی جرأت ہی کہ جب انھون نے علمای مقلدین اور اولیای کاملین کو بے دہڑک مشرک و کافر لکھدیا تو اب انکے کفر و الحاد مین کیا شک باقی رہگیا افسوس صد افسوس ان ناعاقبت اندیشون اور بیخبرون کو اتنی بھی خبر نہین کہ ہماری اس بیہودہ تقریر اور ناشایستہ تحریر سے خود ہمارے امام المحدثین اور مقتدای عالمین حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ الباری بھی معاذ اللہ کافر و مشرک ہوئے جاتے ہین بدین وجہ کہ وہ بھی مقلدین امام شافعی رحمۃ اللہ کے اور داخل ہین زمرہ مقلدین شافعیہ مین جیسا کہ زبدۃ المحدثین عمدۃ المفسرین عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنی کتاب الانصاف فی بیان سبب الاختلاف مین لکھا ہی وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ فَاِنَّهٗ مَعْدُوْدٌ فِيْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ وَمَنْ ذَكَرَهٗ فِيْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ الشَّيْخُ تَاجُ الدِّيْنِ السُّبْكِيُّ وَقَالَ اِنَّهٗ تَفَقَّهَ بِالْحُمَيْدِيِّ وَالْحُمَيْدِيُّ تَفَقَّهَ بِالشَّافِعِيِّ وَاسْتَدَلَّ شَيْخُنَا الْعَلَّامَةُ عَلٰى اِدْخَالِ الْبُخَارِيِّ فِي الشَّافِعِيَّةِ بِذِكْرِهٖ فِيْ طَبَقَاتِهِمْ وَكَلَامُ النَّوَوِيِّ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ شَاهِدٌ لَهٗ انتہی یعنی جسطرح ابو جعفر بن جریر طبری شافعی المذہب ہین اسیطرح امام محمد بن اسمعیل بخاری بھی مقلدین شافعیہ مین شمار کیے گئے ہین اور جس شخص نے اونکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی وہ امام تاج الدین سبکی ہین اور اونھون نے فرمایا کہ امام بخاری نے علم فقہ سیکھا ہی امام حمیدی سے اور حمیدی نے امام شافعی سے اور دلیل لائے ہین ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل ہونے پر شافعیہ مین ساتھ مذکور ہونے اونکے طبقات شافعیہ مین اور کلام امام نووی کا جو ذکر کیا ہم نے اوسکو گواہی دے رہا ہی اس بات کی کہ امام بخاری شافعی المذہب ہین انتہی پس جب ایسے بڑے امام المحدثین نے بدون تقلید کے دین مین چارہ نہ دیکھا ناچار مذہب شافعی اختیار کیا تو اب ان لامذہبون کو بتقلید امام بخاری علیہ الرحمہ کے ضرور چاہیے کہ کسی مذہب کو اختیار کرین اور اپنی لامذہبی پر ہزار بار نفرین اور دھتکار کرین —

ثبوت امام بخاری علیہ الرحمہ کا شافعی المذہب ہونے کا

دوازدہم جو شخص ایمان باللہ والیوم الآخر و تصدیق بما جاء بہ النبی رکھے اور حلال کو حلال اور
حرام کو حرام جانے اوس شخص کو غیر مقلدین مسلمان متقی او رمصداق اس آیت کا جانتے ہین اُولٰئِکَ
الَّذِینَ صَدَقُوا وَاُولٰئِکَ هُمُ الْمُتَّقُونَ چنانچہ یہ مضمون رسالہ ثبوت الحق الحقیق تصنیف مولوی
نذیر حسین مطبوعہ چشمہ فیض دہلی محلہ پیپل مہادیو کے صفحہ اول مین مندرج ہی حال آنکہ صرف موصوف
بالایمان ہونے اور تصدیق بما جاء بہ النبی کرنے سے مسلمان متقی کذائی نہین ہو سکتا ورنہ باوجود مرتکب ہونے
محرمات قطعیہ کے اور تارک ہونے واجبات حتمیہ کے متقی او رمصداق ہونا اس آیت کا لازم آتا ہی اور یہ
بالاتفاق تمام علمای اہل سنت کے نزدیک باطل ہی بلکہ متقی کذائی ہونے مین اتصاف بالحسنات
اور احتراز عن السیئات بھی ضرور ہی اور مصداق آیہ مذکورہ کے وہی لوگ ہین جو باوجود موصوف بالایمان
ہونے کے موصوف بالفضائل العملیہ بھی ہون جیسے بذل اموال وایتای زکوٰۃ واقامت صلوٰۃ
وادای صوم وحج وایفای عہود و مواثیق وصبر واستقلال بوقت مصیبت وملال غرض کہ جملہ
ضروریات دین اور مستحسنات اسلام پر بھی عمل ہو سیزدہم اوسی کتاب ثبوت الحق الحقیق کے صفحہ
۳ و ۴ و ۷ مین مولوی نذیر حسین نے تقلید کو بدعت مذمومہ اور مخالف طریق اسلام قرار دیا ہی اور
ایمہ مجتہدین کو مثل احبار و رہبان یعنی علمای یہود و ترسا کے بنایا ہی اور حضرات مقلدین کو مصداق
ان آیات کا ٹھیرایا ہی اِتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ
اتَّبِعُوا مَا اَنْزَلَ اللهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا حال آنکہ یہ آیتین یہود و نصاریٰ
و کفار مشرکین کی شان مین وارد ہین افسوس کہ مصداق اوسکے مومنین و مجتہدین اسلام ٹھیرائے جاوین
اس سے بڑھکر تعصب و گمراہی کیا ہوگی ؎ از برون طعنہ زنی بر بایزید ٭ وز درونت ننگ
میدارد یزید ٭ خیال کرنا چاہیے کہ تفسیر آیات سے ظاہر ہوتا ہی کہ بنی اسرائیل نے جو تحریم ما احل اللہ
اور تحلیل ما حرم اللہ مین اپنے احبار و رہبان کی اتباع کی تو کافر و مشرک ہوگئے ہم پوچھتے ہین کہ وہ
تحلیل و تحریم محرمات ومباحات یقینیہ ضروریہ کی تھی یا ایسے محرمات ومباحات کی کہ جنکی حرمت واباحت
مین اختلاف اور ضرورت اجتہاد کی ہی پس درصورت اول مولوی صاحب کو ایمہ اربعہ رضی اللہ
عنہم کی نسبت بھی تحلیل و تحریم محرمات ومباحات یقینیہ ضروریہ کی ثابت کرنا چاہیے حتی کہ اونکے
مقلدین بسبب اتباع کرنے کے ایسی تحلیل و تحریم مین مشرک وکافر قرار دیے جاوین اور بدون اثبات

اس امر کے مقلدین ایمہ کو مشرک قرار دینا قیاس ناروا اور اجتہاد بیجا ہی اور در صورت ثانی معاذ اللہ صحابۂ کرام کا مشرک و کافر ہونا لازم آتا ہی کیونکہ اونھون نے لفظ انتِ طالقٌ ثلاثاً سے طلقات ثلاثہ واقع ہونے مین حضرت عمرؓ کا اتباع کیا ہی تو کافر ہونا خود بدولت اور اونکے اکابر کا مثل قاضی شوکانی و ابن القیم وغیرہم کے لازم آتا ہی اسواسطے کہ اونھون نے لفظ مذکور سے طلقات ثلاثہ نہ واقع ہونے مین ابن تیمیہ و داؤد ظاہری و ابن حزم کی تقلید کی ہی پس شق اول تو بدیہی البطلان ہی کہ صحابہ سے تحریم ما احل اللہ ہرگز نہین ہو سکتی اور شق ثانی بزعم مولوی صاحب کے متعین ہو گئی اب اسکا کیا جواب ہی کیون ایسی بات کیجیے کہ اولٹا الزام اوسکا اپنے اوپر لیجیے **چہاردہم** رسالۃ الاحتوا علے مسالۃ الاستوا تصنیف نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال مطبوعۂ گلشن اودہ لکھنؤ مین لکھا ہی کہ خدا عرش پر بیٹھا ہی اور عرش اوسکا مکان ہی اور دونون قدم اپنے کرسی پر رکھے ہین اور کرسی اوسکے قدم رکھنے کی جگہ ہی اور ذات خدا کی جہت فوق اور طرف علو مین ہی اور اوسکو فوقیت جہت کی ہی نہ فوقیت رتبہ کی اور وہ عرش پر رہتا ہی اور اوترتا ہی ہر شب کو طرف آسمان دنیا کے اور اوسکے لیے دہنا بایان ہاتھ اور قدم اور ہتیلی اور اونگلیان اور دو آنکھین اور مُنہ اور پنڈلی وغیرہ سب چیزین بلا کیف ثابت ہین اور جو آیتین اس بارے مین ہین سب محکمات ہین آیات متشابہات نہین اور اون آیات و احادیث مین تاویل نکرنا چاہیے سب آیتین اور حدیثین اپنے ظاہر معنی پر محمول ہونگی اور اسی ظاہر معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہیے انتہی حال آنکہ یہ مذہب فرقۂ مجسمہ و مشبہہ و جہلۂ حنابلہ کا ہی اور مخالف ہی اہل توحید و ارباب تنزیہ سنت جماعت کے چنانچہ اس رسالے کے رد مین رسالہ استیلا علی الاحتوا مطبع مصطفائی لاہور مین چھپ چکا ہی اور دوسرا رسالہ بھی اسکے جواب مین موسوم بہ ضوء الایمان فی تنزیہ الرحمن مطبع رحیمی لودھیانہ مین مطبوع ہوا ہی ان دونون رسالون مین مذہب اہل حق کو خوب تفصیل سے لکھا ہی اور نواب صاحب کے عقائد کا رد بخوبی کیا ہی کہ وہ حق تعالے کے صفات واردہ فی الشرع پر ہرگز ایمان نہین لائے ہین بلکہ ظواہر معنی متشابہات پر اپنی رائے اور تاویل اور تفسیر کے موافق ایمان لائے ہین اور اس سے مصداق زائغین و مفتنین فی الدین کے بنگئے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ یعنی جن لوگونکے دلون مین

کجی اور گمراہی ہے سو وہ پیروی کرتے ہین ظواہر معنی آیات متشابہہ کی بغرض فتنہ انگیزی اور واسطے چاہنے حقیقت اوسکی کے حالانکہ حقیقت اوسکی اللہ ہی جانتا ہے پس اس بارے مین مذہب اہل سنت جماعت کا یہی ہے کہ آیات و احادیث صفات باری تعالی باعتبار الفاظ اور کلمات کے محکم ہین یعنی عیان اور واضح الدلالہ ہین اور باعتبار مفاہیم اور معانی کے متشابہ ہین یعنی اونکے کئی کئی معنی ہین اور اجمالاً اوسکے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا کافی ہے اور بلاضرورت اوسکی تفسیر اور تاویل نکرین اور حق تعالی کو اون صفتون کے حقائق سے پاک اور منزہ جانین اور اوسکے مرادی معنون کو علم الٰہی کے سپرد کردین اور اوسکی کیفیت سے ساکت اور خاموش رہین اور اوسکے کسی معنی کو معین نکرین مثلاً یہ نہ کہین کہ استوا بمعنی استقرار یا جلوس کے ہے یا ید بمعنی قدرت یا جارحہ کے ہے یا وجہ بمعنی ذات یا منہ کے ہے بلکہ اتنا کہنا کافی ہے کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہے اور صاحب ید اور صاحب وجہ ہے کیونکہ ظاہر معنی متشابہات کے لینے سے اللہ تعالی کے واسطے جسم اور صورت اور جہت تحتانی و فوقانی اور مکان و زمان و جوارح و دیگر لوازم جسمیت من صفات الحوادث والممکنات ثابت ہوتے ہین حال آنکہ اللہ تعالی قدیم ہے اور ان چیزون سے منزہ اور پاک ہے اور اوسکا نہ منہ ہے اور نہ ہاتھ ہے اور نہ وہ چڑھتا ہے اور نہ اوترتا ہے اگرچہ بے کیف ہی فَافْهَمْ وَخُذْ هٰذَا مِنْ عَقَائِدِ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِيْنَ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الظَّوَاهِرِيَّةِ وَالْغَيْرِ الْمُقَلِّدِيْنَ

پانزدہم بیس رکعت تراویح کو بدعت اور ضلالت جانتے ہین اور اس بارے مین حضرت عمر رضہ کو صریح خاطی اور مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھیراتے ہین چنانچہ نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے کتاب الانتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت عمر رضہ کو نہایت بیباکی سے صاف خاطی اور بدعت ضلالہ کا مخترع لکھا ہے کہ عبارت عربی اوسکی یہ ہے وَاَمَّا قَوْلُهٗ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ فَلَيْسَ فِي الْبِدْعَةِ مَا يُمْدَحُ بَلْ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ اِلَّا طَرِيْقَتَهُمُ الْمُوَافِقَةَ بِطَرِيْقَتِهٖ مِنْ جِهَادِ الْاَعْدَاءِ وَتَقْوِيَةِ شَعَائِرِ الدِّيْنِ وَنَحْوِهَا وَمَعْلُوْمٌ مِنْ قَوَاعِدِ الشَّرِيْعَةِ اَنَّهٗ لَيْسَ لِخَلِيْفَةٍ رَاشِدٍ اَنْ يَّشْرَعَ طَرِيْقَةً غَيْرَ مَا كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ نَفْسَهُ الْخَلِيْفَةَ الرَّاشِدَ سَمّٰى مَا رَاٰهُ مِنْ تَجْمِيْعِ صَلَاتِهٖ لَيْلَ رَمَضَانَ بِدْعَةً وَلَمْ يَقُلْ اِنَّهَا سُنَّةٌ اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ نواب بھوپال نے جماعت تراویح کو مخالف حکم آنحضرت کے سمجھکر اوسپر اطلاق سنت کا ناجائز خیال کیا ہے حال آنکہ قول و فعل صحابہ کرام بھی سنت کے

جیساکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اور سوای اسکے اس بیس رکعت تراویح کو بدعت عمری کہنا رافضیون کا قول ہی کما ذکرہ السیوطی فی جوامعہ اور آٹھ رکعت تراویح کو سنت کے بہانے سے راحت نفس کی سمجھکر پڑھنا اور بیس رکعت کو بدعت عمری کہکے مشقت کے سبب سے چھوڑ دینا تو صریح اہمین تقلید خواہش نفسانی ہی نہ اتباع سنت رسول رحمانی بلکہ آنحضرت کی سنت فعلی کو بنظر تخفیف محنت کے لینا ہی اور سنت قولی کو تو بباعث مشقت کے چھوڑ دینا ہی سبحان اللہ دعوی یہ کہ ہم پوری پوری سنت پر عمل کرتے ہین اور عمل یہ کہ آدھی سنت پر چلتے ہین اور وہ آدھی بھی پوری نہین اور اوسپر طرہ یہ کہ جو تمام امت محمدیہ شرق سے غرب تک بیس رکعت تراویح کی پڑھتے ہین اور سنت قولی و فعلی دونون پر عمل کرتے ہین بدعتی اور تارک سنت نبوی ہوجائین اور خود جو نیم سنت پر چلتے ہین عامل بالسنہ کہلائین یہ بھی عجیب دھوکے کی بات ہی جو پیرو سنت کہلاتے ہین وہ راہِ سنت پر نہین آتے ہین اور جو سنت کو بجالاتے ہین وہ بدعتی کا خطاب پاتے ہین کیا اندھیر ہی اور کیسا اولٹ پھیر ہی کہ غیر مقلد نے صرف آٹھ رکعت پڑھکے فراغت پائی تخفیف عبادت کی راحت اوٹھائی اور مقلد نے ہر چند کہ بیس رکعت ادا کرنے مین بار مشقت اوٹھایا لیکن ہر دو سنت کے میدانِ تکمیل پیروی سے قدم نہ ہٹایا ؎ سودا قمار عشق مین شیرین سے کوہکن ✤ بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا ✤ کس منہ سے پھر تو آپکو کہتا ہی عشقباز ✤ اے روسیاہ تجھسے تو یہ بھی نہو سکا ✤ شمارہ دہم کتاب منہج المومنین مطبوعہ مطبع محمدی لاہور تصنیف قاضی محمد حسین ساکن اچر ضلع مالوان کے صفحہ ۹ سے تا ۴۰ امین لکھا ہی کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنے والا کافر اور مشرک ہی کہ اوسنے یہ تینون شرک کیے اشراک فی العلم اور اشراک فی التصرف اور اشراک فی العبادۃ اور اسیطرح سے یارسول اللہ کہنے والا بھی کافر اور مشرک ہی حالانکہ یہ کہنا بالکل تعصب و نفسانیت سے بھرا ہی اور خود معترض علم معرفت سے بے بہرہ ہی یازدہم اوسی کتاب کے صفحہ ۱۹ امین لکھا ہی جو کوئی اذان مین وقت سننے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے انگوٹھون کو چومکے آنکھون پر رکھے وہ بدعتی ہی اور جسقدر اس بارے مین حدیثین ہین وہ سب موضوع اور بناوٹی ہین اور عمل کرنا اسپر موجب ضلالت ہی حالانکہ یہ کہنا بھی بالکل حماقت اور جہالت ہی دوازدہم اوسی کتاب کے صفحہ ۱۲۶ سے تا ۱۲۸ امین مرقوم ہی کہ آنحضرت کا عالم برزخ مین احوال اور اعمال امت پر واقف

بدیہی البطلان ہی اور اعتقاد ایسا موجب شرک جلی اور مستلزم اثبات علم غیب ہی کہ یہ خاصہ علام الغیوب کا ہی اور جو بواسطہ ملائکہ کے احوال امت پر آپ مطلع کیے جاتے ہین سو یہ بھی غیر متیقن ہو نہ غیر ثبت ہی اور قابل اعتبار کے نہین ہی کہ سواے ارباب سیر کے کسی نے معتبرین اہل حدیث سے اسکو نقل نہین کیا بلکہ حدیثین اسکے خلاف پر وارد ہین حال آنکہ احادیث سے یہ بات ثابت ہی کہ قبر شریف مین آنحضرت پر احوال و اعمال امت پیش کیے جاتے ہین جن لوگونکے اعمال صالحہ ہوتے ہین تو آپ خوش ہوتے ہین اور اعمال بد ہوتے ہین تو آپ انکے حق مین دعا و استغفار کرتے ہین **نوزدہم** اوسی کتاب مین صفحہ ۱۳۰ سے تا ۱۳۳ لکھا ہی کہ میت کو ادراک اور سماع ثابت نہین ہی ارواح مفارقہ کو تعلق او دیات مرف بقدر سعادت کوہ و بیکاذ ذیاہ حاصل ہی اور جو حدیثین کہ شرح الصدور مین دربارۂ اثبات سماع موتی کے وارد ہین وہ قابل تمسک نہین کہ اکثر حدیثین وہین رسائل جلال الدین سیوطی کی طبقۂ رابعہ سے لکھی ہین اور احادیث طبقۂ رابعہ اس قابل نہین ہین کہ کسی عقیدے یا عمل کے اثبات مین سند اور تمسک ہون حالانکہ عقیدہ اہل سنت کا یہ ہی کہ ادراک اور سماع اموات کو حاصل ہی اور یہ بات قرآن و حدیث سے ثابت ہی **بستم** اوسی کتاب کے صفحہ ۱۳۴ مین مرقوم ہی کہ ارواح انبیاے کرام و اولیاے عظام سے بعد علاقہ جسد کے منقطع ہونے کے فیض نہین ہی اور افعال اختیاریہ و غیر اختیاریہ مین استفاضہ انسے شرعا و عقلا ناجائز بلکہ بدیہی البطلان ہی ورنہ بعثت انبیا کی مرۃ بعد اخری بیکار اور بیفائدہ ہو جاتی اور ایکہی وجود شریف حضرت آدم علیہ السلام کا قیامت تک کافی ہو جاتا اور وہ آثار افادہ و استفادہ و تعلیم و تعلم کے جو آنحضرت سے بعد انتقال کے زمانہ صحابہ مین پائے گئے وہ سب بے اصل معلوم ہوتے ہین ورنہ اگر قبر شریف سے تعلیم و افادہ ہوتا تو آپکے تعیین کفن و کیفیت دفن و غسل و دیگر مسائل عبادات و معاملات مین فیما بین صحابہ اختلاف نہ پڑتا اور نوبت محاربات و منازعات کی نہ آتی اور اسیطرح اختلاف تابعین و تبع تابعین و ایمۂ مجتہدین و مفسرین و محدثین کا ہرگز نہ رہتا بلکہ کارخانہ قیاس و اجتہاد و استنباطات مسائل و تتبع روایات احادیث و فقہ کا درہم برہم ہو جاتا انتہی خدا بچائے ایسی شور عقیدت اور بدگمانی سے کہ صریح اس سے معجزات انبیا اور کرامات اولیا کا انکار پایا جاتا ہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ **بست و یکم** اوسی کتاب کے صفحہ ۱۳۵ مین مرقوم ہی کہ استمداد اہل قبور سے بایطور کرنا کہ یا حضرت واسطے حصول مطالب کے دعا فرمائیے یہ خلاف شرع بلکہ موجب شرک ہی کہ یا حضرت کہنا سماع کو چاہتا ہی

اور ادراک و سماع اہل قبور سے بالکل منتفی ہی اور نیز واسطے دعاے اہل قبور کے کوئی اثر مترتب نہین ہی
پس دعا کرانا ان سے لغو ہی انتہی پس یہ عقیدہ بھی خلاف اہل سنت کے ہی **بست و دوم** اور اوسی
صفحہ ۴۲۵ مین لکہا ہی کہ سفر کرنا بقصد تحصیل برکت کے امکنۂ ثلاثہ یعنی مسجد نبوی و مسجد حرام و مسجد
بیت المقدس کی طرف بحکم حدیث لَا تُشَدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الخ منصوص ہی
اور بجز ان مقامات کے اور کسی قبر نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے جانا ناجائز ہی کہ خود حدیث صحیح کی
موجود ہی کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِیْ وَثَنًا اور دعا مانگی آپ نے اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ
وَثَنًا یعنی اے اللہ نہ بنا میری قبر کو بت کہ لوگ وسکی پرستش کرین اور بیان سے معلوم ہوا کہ وثن
صنم سے عام ہی کہ صورت و غیر صورت دونون پر بولا جاتا ہی اور بھی یہ بات دریافت ہوئی کہ قبر بھی
بر تقدیر پرستش کے داخل اوثان ہی اور مصنف ابو بکر بن شیبہ مین مروی ہی کہ ایک شخص آنحضرت کی قبر
شریف کے پاس کہڑا ہو کے کچھ عرض حال کر رہا تھا پس زین العابدین علی بن حسین نے اوسکو منع
کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہی لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِیْ وَثَنًا پس بیان سے یہ بات نکل آئی کہ جس
طرح بت پرست بتون کے آگے عرض حال کرتے مین اسطرح کسی قبر کے آگے نہ کیا جاوے ورنہ وہ قبر
حد اوثان مین داخل ہو جاویگی اور اجتناب اوس سے واجب ہوگا اسیواسطے خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہ نے
فرمایا ہے ؎ تو تا کی گور مردان را پرستی + بگرد کار مردان کن درستی + انتہت خُلَاصَةُ مَا فِی
تَنْبِیْهِ الْمُؤْمِنِیْنَ بَلْ هٰذَا مَهْلَكَةٌ مِّنَ الْاِضْلَالِ لِعَوَامِّ الْمُقَلِّدِیْنَ اب ان غیر مقلدون کا کیا
کہنا کہ جسطرح محمد بن عبد الوہاب نجدی نے آنحضرت کے مزار شریف کو اسی کج فہمی کے سبب صنم اکبر
قرار دیکر انہدام کا حکم لگا دیا تھا یہ بھی ویسا ہی کیا چاہتے مین اور یہ خبر نہین کہ خود حق تعالی مانعین
زیارت نبوی پر لعنت فرماتا ہی اسواسطے کہ جب یہ حدیث صحیح دربارۂ وعید غیر مجوزین زیارت نبوی
کے وارد ہو گئی مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ یعنی جسنے حج کیا اور نہ زیارت کی میری قبر کی
سو اوسنے بیشک مجہپر ظلم کیا جب اللہ تعالی مطلق ظالمون کے حق مین ارشاد فرماتا ہی کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ
عَلَی الظّٰلِمِیْنَ پس جو لوگ کہ آنحضرت پر ظلم کرنا جائز رکھینگے وہ تو اللہ کے نزدیک بہت بڑے پکے
ملعون ہونگے **بست و سوم** ختم پنج آیت و سوم میت و مصافحۂ جمعہ و معانقۂ عیدین و مجلس
میلاد خیر العباد و عمل اسقاط میت وغیرہ یہ سب امور بدعت اور ضلالت ہین چنانچہ یہ مضمون کتاب

تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالہام تصنیف ابو عبداللہ قصوری عرف غلام علی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر مورخہ ۱۲۹۸ھ کے صفحہ ۱۵ مین مرقوم ہی **بست و چہارم** اوسی کتاب کے صفحہ ۲۰ و ۲۱ مین لکھا ہی کہ تاثیر اوراد و اعمال سلب امراض و افاضہ توبہ عاصی و تصرف خیال و اتحاد نسبت اہل اللہ و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقائع آیندہ و دیگر تصرفات اولیاء اللہ و کشف قبور و کشف ارواح و تعویذات و طریق دفع بلیات وغیرہ من اعمال المشایخ الصوفیہ سب شرک اور بدعت ہین اور خلاف حدیث و سنت اور صفحہ ۲۸ مین بعد انکار و رد بیعت صوفیہ کے لکھا ہی کہ بہت بڑا استدلال اس بیعت کے حرام ہونے پر یہ ہی کہ بیعت مروجہ یعنی پیری مریدی سے دین اسلام مین اسقدر فتور اور فسادات پڑے ہین کہ جنکا شمار امکان سے باہر ہی شرک فی الالوہیت و شرک فی الربوبیت و شرک فی الدعا جسقدر اقسام شرک کے ہین سب اسی سے پیدا ہوئے ہین اور صفحہ ۲۸ مین لکھا ہی سچ پوچھو تو یہی بیعت مروجہ باعث ہوتی ہی کلمات کفریہ و اعتقادات حلولیہ کی جسکو فنا فی اللہ اور فنا فی الشیخ سے تاویل کرتے ہین انتہی مقام حیرت اور جاے عبرت ہی کہ اس شخص نے تقلید نفس پلید بلکہ باتباع خبث یزید کے حضرات صوفیہ کرام کی شان مین کیسی کیسی صریح بے ادبیان کی ہین کہ گویا گالیان دی ہین منتقم حقیقی اسکا بدلا لیوے یا اوسکو ہدایت دیوے **بست و پنجم** اوسی کتاب کے صفحہ ۳۲ مین لکھا ہی کہ درود مستغاث اور دلائل الخیرات و کبریت احمر و درود اکبر وغیرہ کتب درود سب بے اصل اور محض اختراعی ہین بلکہ یہ درود ہی نہین انتہی خدا بچاوے ایسے خیالات واہیہ اور مقالات بیہودہ سے کہ بالکل خباثت اور آنحضرت سے صاف عداوت معلوم ہوتی ہی **بست و ششم** اوسی کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ مین فرط محبت عقلی کو آنحضرت کے ساتھ شرک لکھا ہی اور آپکے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے کو مشرک کہا ہی نعوذ باللہ منہا اور اسی بنا پر صفحہ ۴۲ مین حضرت مولانا نظام الدین گنجوی رح کو مشرک لکھدیا ہی کہ اونھون نے بسبب فرط محبت کے سکندر نامہ مین یہ بیت نعتیہ لکھی ہی ؎ چہ گویم کہ عیسی بموکب روان + بہارو نمیش خضر و موسی دوان + اور لکھا ہی کہ اس فرط مدح مین دوسرے پیغمبرونکی تحقیر اور توہین ہوئی جاتی ہی حالانکہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو ایسے سید المرسلین خاتم النبیین کی سواری معراج کے ساتھ ساتھ جلو مین ہونا پیغمبرونکا موجب کمال تعظیم اہل موکب ہی و نہایت عزت و تکریم ہمراہیون کا سبب ہی اور ایجاد

سے ثابت ہو کہ شب معراج مین آپ بمقام بیت المقدس سب پیغمبرون کے پیشوا اور امام ہوئے اور سبھون نے
آپکے پیچھے اقتدا کی اور نماز پڑھی اسیطرح سے آسمانون مین بھی پیغمبرون نے بتعظیم تمام آپکا استقبال کر کے
ملاقات کی اور اپنی اپنی حد انتہا تک آنحضرت کی سواری کے ساتھ رہے اسمین تو کوئی توہین پیغمبرونکی
نہین نکلتی ہان البتہ بزرگی اور سرداری آپکی سب پیغمبرون پر ظاہر ہوتی ہے اسمین کیا قباحت ہے کہ خود
حق تعالی نے آپکو سارے پیغمبرون کا سردار اور بادشاہ بناکے بھیجا اور سب اہل اسلام کا یہی اعتقاد ہے
کہ آپ افضل الانبیا اور سید المرسلین ہین پس اس شعر کے سبب حضرت نظامی کو مشرک کہنا قصوری
صاحب کی عقل کا قصور ہے اور دماغ مین اونکے بالکل فتور ہے **بست و ہفتم** اوسی کتاب کے صفحہ
۵۴ سے صفحہ ۵۹ تک لکھا ہے کہ الہام صرف دل کے خیال کو کہتے ہین خواہ خدا کی طرف سے ہو خواہ شیطان
کی جانب سے خواہ وہ خیر ہو خواہ شر اور الہام ہر ایک کو ہوتا ہے مکھی سے لے انسان تک اور کافر سے
لے مسلمان تک اسمین کسیکی خصوصیت نہین ہے اس الہام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجھنا غلطی ہے اولیاء
ہر ایک مومن اولیاء اللہ ہے اور الہام کسیکا خاصہ نہین انتہی کلامہ واہ اب کیا پوچھنا ہے کہ مکھی مچھر
اور مشرک و کافر کو بھی الہام ہونے لگا اور ہر مومن خواہ فاسق ہو یا فاجر اولیاء اللہ ہے لاحول ولا
قوۃ ایسی سمجھ کے آدمی سے خدا بچا دے اور کسی مسلمان کو انکے دام وسوسۂ شیطانی مین نہ پھنسائے
ظاہر ہے کہ وسوسہ امور شر مین شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور الہام امور خیر مین رحمن کی جانب سے
ہوتا ہے جیسا کہ علما نے بیان کیا اَلْاِلْہَامُ اِلْقَاءُ مَعْنًی فِی الْقَلْبِ بِطَرِیْقِ الْفَیْضِ مِنَ الْخَیْرِ [illegible]
بست و ہشتم اوسی کتاب کے صفحہ ۴۴ و ۴۵ مین لکھا ہے کہ سب افعال و اقوال آنحضرت
صلعم کے تشریعی اور محمود نہین ہین اور عصمت مطلقہ آپکے واسطے ثابت نہین ہے ورنہ صحابہ آپکی
بعض خطاؤن پر اعتراض نکرتے انتہی خلاصۃ کلامہ پیان تو ملا قصوری آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے بھی خوش عقیدہ نہین ہے اور انکو پیغمبر معصوم نہین سمجھتا ہے اور آپکے بعض قول و فعل کو
خلاف شرع اور نامحمود بتاتا ہے اور ہم انہین کی امت مین ہو کر انہین پر اعتراض جماتا ہے اور نسبت
اسکی صحابہ کیطرف لگاتا ہے معاذ اللہ اگر کوئی بادشاہ دین ہوتا تو اس گستاخی اور بے ادبی کی ضرور سزا دیتا
اور دائرہ اسلام سے خارج کر کے بدلا اسکا قرار واقعی لیتا خیر اب ہم ملا قصوری کے اس قصور
سراپا فسق و فجور کو منتقم حقیقی کے سپرد کرتے ہین کہ وہ اپنے حبیب پر افترا اور اعتراض کرنیوالونکو

خوب سمجھیگا جو چاہیگا اسکی سزا دیگا حال آنکہ عقیدہ اہل سنت کا آنحضرت کی نسبت یہ ہی کہ جملہ افعال
و اقوال آپکے محمود اور مشروع مین اور مطلق عصمت آپکو حاصل ہی سب صحابہ آپکے حکم کے تابع
اور فرمان بردار تھے کسی نے آپ پر اعتراض نہین کیا بلکہ بعض معاملات مین بطریق مشورہ اور بمقتضائے
مصلحت وقت کے عرض حال کرتے تھے اور آپکو ہر کام مین امام مطلق اور پیشوائے برحق سمجھتے تھے
اور کسی نے مخالفت اور عدول حکمی آپکی نہین کی کہ اسپر یہ آیت واضح الدلالۃ ناطق ہی وَ مَا کَانَ
لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ
وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا یعنی نہین لائق ہی واسطے کسی مومن کے
اور نہ مومنہ کے جبکہ مقرر کردے اللہ اور رسول اوسکا کوئی کام یہ کہ ہووے واسطے اونکے اختیار
اپنے کام سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اوسکے رسول کی سو وہ بالکل گمراہ ہو گیا انتہیٰ
وتتمہ اوسی کتاب کے صفحہ ۵۵ مین تضمین و اقتباس قرآنی کو کفر اور ممنوع لکھا ہی اسی بنا پر
شیخ سعدیؒ و حضرت جامیؒ و حافظؒ ایسے بزرگون کو کہ جنکی جلالت و عظمت و ثقاہت متفق علیہ
زمانہ ہی کافر بنا دیا اور اونپر تکفیر کا فتویٰ لگا دیا صرف اس قصور پر کہ سعدی نے گلستان مین
؎ زنہار از قرین بد زنہار + وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ + اور جامی نے زلیخا مین ؎
شد از سبحو جہان گردون صدا دہ + کہ سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ + اور حافظ نے
دیوان مین ؎ چشم حافظ زیر بام قصر آن حور سرشت + شیوۂ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهَارُ داشت + کو آیات سے تضمین کرکے قرآن کو سیاق سے نکالکر اپنے جنس کلام سے
کیون کر دیا اسواسطے کہ یہ آیتین حسب محل اور موقع پر نازل ہوئی تھین اوسکے خلاف بیان وارد
کیا ہی حال آنکہ پہلے شعر مین تضمین آیت کی نہین ہی کیونکہ آیت تو فقط وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہی
یا فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہی پس قصوری صاحب کا فہم قرآن مین سراسر قصور ہی ورنہ کبھی اسکو
آیت قرار دیکر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد نہو جاتے اور یہ سمجھنا کہ شعر جامی مین آیت سیاق
سے نکل گئی صرف منشاء سوء فہمی ہی اور عقل کی کمی ہی کوئی عاقل اسکو نہ کہیگا کہ آیت اپنے
سیاق سے نکل گئی کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہی کہ جب آنحضرت شب معراج مین آسمان
پر پہونچے تو ملائکہ نے آپکا یہ عروج اور مرتبہ دیکھکر اس آیت کو جو خاص بیان معراج مین وارد ہی

حکایۃً بطور تسبیح باری تعالی کے بعینہ پڑھ دیا یا اوسکا مضمون ادا کر دیا جیسے احادیث مین وارد ہی کہ
آنحضرتؐ بوقت افتتاح صلوۃ کے آیت اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ الخ جو خاص حضرت ابراہیم کے حق
مین وارد ہی نقلاً و حکایۃً پڑھا کرتے تھے اور علی ہذا القیاس شعر حافظ مین بھی جو استعارہ لطیف عارفانہ
و تشبیہ بلیغ شاعرانہ ہی وہ ہرگز منافی سیاق آیت کے نہین ہی جو شاعر ہی وہ اسکے مضمون باریک سے
ماہر ہی اور جو قصوری ہی وہ اس نازک خیال کے فہم سے قاصر ہی

اور پھر انکے عملیات دیکھیے

اوّل یہ کہ پانی اگرچہ نہایت ہی قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہین ہوتا جبتک کہ رنگ اور بو
اور مزا اوسکا نہ بدلے اور پانی پاک ہی اور پاک کرنے والا چنانچہ یہ مضمون طریقۂ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ مصنفہ
قاضی شوکانی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۵ مین نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے لکھدیا ہی
اور یہ وہ کتاب ہی کہ جسپر خود مولوی نذیر حسین نے اپنی مہر لگاکر لکھا ہی کہ اسپر موحدین بے دھڑک
عمل کرین اور دیباچے مین خود نواب مترجم لکھتے ہین کہ تبع سنت اسپر آنکھ بند کرکے عمل کرے اور
اپنی اولاد اور بی بیونکو پڑھا وے اور یہی مضمون کتاب فتح المغیث لفقہ الحدیث مطبوعہ مطبع محمدی
لاہور کے صفحہ ۵ مین بھی مندرج ہی یہ وہی کتاب طریقۂ محمدیہ ہی کہ جسکا نام بدلکے نواب بھوپال نے
دوبارہ اور سہ بارہ بھوپال اور لاہور مین چھپوا دیا غرض مطلب اوسکا یہ ہوا کہ کسی کنوین مین سور یا کتا
یا بلی ڈوب مرے کہ جس سے پانی کے اوصاف ثلاثہ مین تغیر نہ آیا ہو یا ایک لوٹے یا ایک پیالے پانی مین
یا ایک گھڑے مین اسقدر گو یا موت یا شراب یا کوئی نجس شی پڑجاوے جس سے اوسکا رنگ و بو اور مزہ نہ
بدلنے پاوے یا اوسمین کتا یا سور مُنہ ڈالے تو وہ پانی پاک اور پاک کرنے والا ہی اوس سے وضو نماز درست
ہی اور پینا اوسکا جائز اگرچہ یہ مخالف ہی نص صریح کے اور منافی ہی اس حدیث صحیح کے اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ
فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ یعنی جب کتا کسی برتن مین مُنہ ڈالدے تو اوس برتن کو
سات مرتبہ دھونا چاہیے مگر غیر مقلدین ظاہر و شاید اسکا یہ جواب دین کہ بیان حدیث مین صرف کتے
کے مُنہ ڈالنے سے برتن دھونے کا حکم آیا ہی نہ پانی ناپاک ہونیکا اور نہ ذکر ہی کتے کے پینے کا جیسا کہ داؤد
ظاہری نے فرمایا کہ بموجب اس حدیث کے لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ پانی مین پیشاب کرنا منع

نہین ہی مگر پاخانہ پھرنا جائز ہی کیونکہ حدیث مین اسکی ممانعت نہین آئی - دوم گو اور موت آدمی کا اور
لعاب اور لینڈ کتے کا اور خون حیض اور نفاس کا اور گوشت سور کا یہ سات چیزین نجس اور پلید ہین اور
سواے انکے بول پسر شیرخوار کا اور پیشاب اور گو سور کا اور بول کتے کا اور گدہے اور گہوڑے اور خچر
اور بندر اور ریچہ اور بہیڑیا اور بلی اور شیر وغیرہ حیوانات کا بول و براز اور چربی وخون و منی و
شراب یہ سب چیزین پاک ہین چنانچہ اوسی کتاب طریقہ محمدیہ کے صفحہ مین اور فتح المغیث کے صفحہ ۵
مین یہ عبارت بجنسہ لکھی ہی کہ نجاست گو اور موت ہی آدمی کا مطلق مگر موت لڑکے شیرخوار کا اور لعاب ہی
کتے کا اور لینڈ بہی اور خون ہی حیض و نفاس کا اور گوشت ہی سور کا اور جو اسکے سوا ہی اوسمین خلاف ہی
اور اصل اشیا مین پاکی ہی اور نہین جاتی پاکی مگر نقل صحیح سے کہ جسکے معارض کوئی نقل دوسری نہو انتہی
پس جب ان سات چیزون مین نجاست و پلیدی کا حصر ہوگیا تو دیگر اشیاے مذکورہ کے پاک ہونے
مین کیا کلام رہا بلکہ خود اسکی تصریح کردی کہ اصل اشیا مین پاکی ہی چنانچہ روضہ ندیہ شرح درر بہیہ
مطبوعہ کے صفحہ ۹۰ مین بہی نواب بہوپال اس مقام پر لکہتے ہین وَلَا یَخْفٰی عَلَیْكَ اَنَّ الْاَصْلَ
فِیْ كُلِّ شَیْءٍ اَنَّهٗ طَاهِرٌ اور پہر اوسی کتاب کے صفحہ ۱۱ مین دربارہ پاکی منی کے لکہتے ہین وَالْحَقُّ اَنَّ
الْاَصْلَ الطَّهَارَةُ وَالدَّلِیْلُ عَلَی الْقَائِلِ بِالنَّجَاسَةِ فَنَحْنُ بَاقُوْنَ عَلَی الْاَصْلِ اور پہر صفحہ ۱۲ مین
دربارہ پاکی شراب و گوشت مردار وخون مسفوح کے ارشاد فرماتے ہین فَتَحْرِیْمُ الْخَمْرِ وَالْمَیْتَةِ وَالدَّمِ
لَا یَدُلُّ عَلٰی نَجَاسَةِ ذٰلِكَ فَتَحْرِیْمُ الْخَمْرِ وَاللَّحْمِ الَّذِیْ دَلَّتْ عَلَیْهِ النُّصُوْصُ لَا یَلْزَمُ مِنْهُ
نَجَاسَتُهٗ بَلْ لَا بُدَّ مِنْ دَلِیْلٍ اٰخَرَ عَلَیْهِ وَاِلَّا بَقِیَ عَلَی الْاُصُوْلِ الْمُتَّفَقِ عَلَیْهَا مِنَ الطَّهَارَةِ
فَمَنِ ادَّعٰی خِلَافَهٗ فَالدَّلِیْلُ عَلَیْهِ اور یہی کتاب نہج المقبول من شرائع الرسول مطبوعہ بہوپال
کے صفحہ ۲۰ مین نواب بہوپال نے اپنے بیٹے نور الحسن خان کی طرف سے لکہا ہی کہ منی اور شراب اور دیگر
مسکرات وخون روان پاک ہی اور نجاست کتے اور سور کے گوشت کی مختلف فیہ ہی چنانچہ عبارت فارسی
اوس کتاب کی بجنسہ نقل کی جاتی ہی - و شستن منی از براے استقذار بودہ است نہ بنا بر نجاست و نیز
نجاست خمر و دیگر مسکرات دلیلے کہ صالح تمسک باشد موجود نیست و ہر نجس حرام ست و ہر حرام نجس نیست
و کیست کہ اصل در ہمہ چیزہا طہارت ست و در نجاست سگ و لحم خوک خلاف ست و ہر خون وادی
نجس نیست و دم مسفوح حرام ست نہ نجس انتہی سوم اوسی طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۱۸ مین اور فتح المغیث

کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ مین لکھا ہی کہ واجب نہین زکوٰۃ مگر اونٹ گائے بکری مین اور اموال تجارت مین بھی زکوٰۃ
نہین ہی اور زیور پر بھی اس مفتی نے عدم وجوب زکوٰۃ کا حکم لگا دیا ہی چنانچہ کتاب نہج المقبول مطبوعہ مذکور
کے صفحہ ۴۵ مین اس مضمون کو لکھا ہی خلاصا سکا یہ ہوا کہ تجارت اور سوداگری کے مال مین اگرچہ کروڑہا
روپے کا ہو اور مثل بھینس اور بھیڑ وغیرہ جانورون مین اگرچہ کروڑہا روپے کے ہون اور سونے اور چاندی
کے زیور مین اگرچہ کروڑہا روپے کا ہو زکوٰۃ نہین ہی پس جب لوگ یونہین زکوٰۃ کے ادا کرنے مین باوجود
فرض ہونے کے سستی اور غفلت کرتے تھے او تاہم اموال تجارت اور زیور مین ہزارون اور لاکھون
روپے کی زکوٰۃ نکالتے تھے اور غربا ے اہل اسلام اوس سے فیض پاتے تھے اب تو مجتہد غیر مقلدین نے حکم لگادیا
کہ زکوٰۃ ان چیزون مین واجب نہین بہانہ بازون اور حیلہ سازونکو سند مل گئی افسوس کہ دروازہ خیر کا
بند ہو گیا اور مجتہد صاحب بھی مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ کے پورے پورے مصداق ہو گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا
اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ **چہارم** ایک طلاق سے زائد دو طلاقین دی ہون یا تین اور بیچ مین رجوع نہ کیا
ہو تو دو طلاقین یا تین طلاقین واقع ہونگی اور اوسکے خاوند کو وہ عورت بغیر حلالہ (یعنی بغیر نکاح دوسرے
شوہر کے) درست ہو جاویگی چنانچہ یہ مسئلہ اوسی کتاب طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۲۶ مین مرقوم ہی اور اسیطرح
صفحہ ۲۰ فتح المغیث مین لکھا ہی کہ حلالہ کرنا حرام ہی (یعنی مطلقہ ثلاثہ کا نکاح دوسرے شخص سے کراکے
پھر اپنے نکاح مین پھیر لینا) حالانکہ یہ مسئلہ تمام اہل اسلام بلکہ نص قرآن کے خلاف ہی کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے
فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی جو اپنی بیوی کو تین طلاقین دے
تو پھر نکاح اوس عورت کا اوس مرد سے جائز نہوگا جب تک کہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نکرے
پس بموجب نص قرآنی کے جو نکاح ثانی مطلقہ کا بعد حلالہ کرنے کے زوج اول پر حلال تھا اوسکو مجتہد
صاحب نے اپنی رائے سے حرام کر دیا **پنجم** مرد پر سونے کا زیور حرام ہی نہ اور چیزونکا چنانچہ یہ عبارت
طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۳۴ و فتح المغیث کے صفحہ ۳۵ مین واقع ہی جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ مرد کو خواہ وہ مولوی
ہو یا واعظ مفتی ہو یا قاضی کنگنا ہو یا چھڑا چاندی کی بالیان بالے کڑے چھڑے کنگن وغیرہ زیور
درست ہی ۵ این کار از تو آید و مردان چنین کنند + **ششم** اوسی کتاب فتح المغیث کے صفحہ ۶
مین لکھا ہی — اور بس کافی ہی مسح کرنا بعض سر کا اور مسح کرنا پگڑی عمامہ پر انتہی جسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر بعض
سر کا مسح کر لیا تو پگڑی عمامہ پر مسح کرنا کافی ہی حالانکہ یہ خلاف نص قرآنی کے ہی[سلہ] وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ

سلہ یعنی مع اوزینہ حلال نے وہ نجس ملا لیتا

سلہ یعنی نکاح دوم بعضون کا خلاصہ او پر جبکہ

ہفتم اوسی فتح المغیث کے صفحہ مین لکھا ہی کہ وضو لیٹنے سے ٹوٹتا ہی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نیند کو
کچھ دخل نہین فقط لیٹنے سے بغیر سوئے وضو جاتا رہتا ہی حال آنکہ یہ باطل ہی ہشتم اوسی کتاب کے
صفحہ مین مرقوم ہی کہ توڑنے والی تیمم کی وہی چیزین توڑنے والی وضو کی ہین انتہی پس اس سے
معلوم ہوا کہ پانی کے دیکھنے اور اوسپر قدرت پانے سے تیمم نہین ٹوٹتا حال آنکہ یہ غلط ہی نہم اوسی
کتاب کے صفحہ ۱ مین لکھا ہی کہ اگر خلل پڑے نماز مین امام کی تو وہ خلل امام پر ہی نہ مقتدیون پر انتہی اس سے
ظاہر ہوا کہ اگر امام جنبی ہووے یا اوس سے کوئی فرض ترک ہوئے یا اوسکا کپڑا نجس ہووے یا اوسنے
وضو نہ کیا ہو یا وضو اوسکا ٹوٹ گیا ہو تو فقط امام کی نماز فاسد ہوگی اور مقتدیون کی نماز مین کچھ نقصان
نہ آویگا حال آنکہ یہ باطل ہی دہم اوسی کتاب کے صفحہ ۱۰ مین لکھا ہی کہ حرام ہی زکوۃ بنی ہاشم اور اونکے
غلامون پر اور آسودہ اور تندرست کماؤ پر انتہی اسکا یہ مطلب ہوا کہ مصرف زکوۃ کے واسطے بیماری
لازم ہی اور اگر فقیر تندرست ہوگا تو اوسکو زکوۃ لینی حرام ہوگی حال آنکہ یہ محض غلط ہی یازدہم
اوسی کتاب کے صفحہ ۲ مین مرقوم ہی کہ جائز ہی دودہ پلانا بڑی عمر والیکا اگرچہ داڑھی رکھتا ہو واسطے جائز
ہونے نظر کے انتہی یہ بات تو موافق مطلب بعض یارون کے کہی یعنی اگر کوئی جوان مرد کسی عورت
مرضعہ پر عاشق ہو تو وہ اس دودہ پینے کے بہانے سے اوس عورت کو ہر روز دیکھا کرے اور
اوسکی چھاتیان پکڑے پس جب عورت سے یہ بات حاصل ہو تو پھر پردہ چہ معنی دارد دوازدہم
وضو مین بجاے پانون دھونے کے مسح فرض ہی چنانچہ فتاواے ابراہیمیہ مصنفہ مولوی ابراہیم غیر مقلد
مطبوعہ مطبع دہرم پرکاش آلہ آباد کے صفحہ ۲ مین مسطور ہی حال آنکہ یہ رافضیون کا دستور ہی سیزدہم
پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا اور ڈھیلا لینا بدعت ہی چنانچہ کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۷
مین تصریح اسکی موجود ہی اور بدعت انکے نزدیک ایسا فعل ہی کہ جو آنحضرت کے بعد ہوا ہو اور ہر بدعت
ضلالت ہی اور ہر ضلالت فی النار پس ہر بدعتی انکے نزدیک ناری اور دوزخی ٹھیرا تو کلوخ اور پانی
سے استنجا کرنے والا بھی دوزخی ہوا حال آنکہ یہ سنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہی پس بقول
انکے معاذ اللہ حضرت عمرؓ بھی بدعتی اور دوزخی ٹھیرے چہاردہم جو کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے
اور انزال نہو تو اوسکی نماز بغیر غسل کے درست ہی چنانچہ کتاب ہدایت قلوب قاسیہ جواب گلزار آسیہ
تصنیف مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۳۶ مین موجود ہی پانزدہم تیرہ کو عید

زیادہ نوافل پڑھنا اور تہائی رات سے زیادہ عبادت مین جاگنا بدعت مذمومہ ہی چنانچہ کتاب معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۲ مین مذکور ہی خلاصہ یہ کہ اکثر شب یا تہائی رات سے زیادہ عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام و صحابۂ کرام و اولیاے عظام مثل حضرت غوث اعظم وغیرہ سے ثابت ہی انکے نزدیک گناہ ہی معاذ اللہ **ششم** خالہ سوتیلی یعنی جسکا باپ ایک ہو اور مان جدا جدا اوس سے اوسکے بھانجے کا نکاح درست ہی چنانچہ فتواے مُہری مولوی عبد القادر غیر مقلد امام کالی مسجد دہلی مین مرقوم ہی کہ جسپر اونکے اُستاذ مولوی نذیر حسین کی مہر بھی ثبت ہی **ہفتم** پنیر شام کا جو سور کے پیٹ پائے سے بنایا جاتا اوسکا مشہور ہی یا اور چیزین مثل جوتے کے جنمین سور کی چربی پڑتی مشہور ہی جب وہ آنحضرت کے پاس آتی تھین تو آپ بلا دریافت کہاتے تھے چنانچہ یہ عبارت فتواے مہری مولوی عطا محمد مندرجہ کتاب ظہار الحق مطبوعہ مطبع اتالیق ہند لاہور کے صفحہ ۱ مین مرقوم ہی اور اس رسالہ مین مولوی نذیر حسین وغیرہ علماے غیر مقلدین کی بھی مُہرین موجود ہین اور اسکے چھپوانے مین مولوی نذیر حسین نے بڑی کوشش فرمائی چنانچہ خود مصنف رسالہ مذکور نے عنوان کتاب مین اس امر کی تصریح کردی ہی اب جاے انکار باقی نہین نعوذ باللہ من ذلک کہ آنحضرت صلعم پر ایسی ایسی حرام چیزون کے استعمال کرنے کا سراسر بہتان اور اتہام ہی اور پھر ایسے خرافات مضامین کی اشاعت مین علما کا سعی اور کوشش کرنا باعث سوء انجام و موجب ہدم اسلام ہی نہین معلوم غیر مقلدین ایسی باتون کو بمقابلہ مقلدین کے ازراہ نفسانیت جان بوجھکر چھپواتے ہین یا بسبب نادانی اور بے سمجھی کے ایسے امور اونسے ظہور مین آتے ہین بہرحال ؎ فَاِنْ کُنْتَ لَا تَدْرِیْ فَتِلْکَ مُصِیْبَۃٌ + وَاِنْ کُنْتَ تَدْرِیْ فَالْمُصِیْبَۃُ اَعْظَمُ +

جواب سوال دوم

ایسے غیر مقلدون سے جو عقائد و عملیات مذکورہ کے قائل ہین مخالطت اور مجالست کرنا اور اونکو مساجد مین آنے دینا شرعًا ممنوع اور باعث خوف فتنۂ دین ہی کیونکہ مسائل متذکرہ بالا سے معلوم ہوا کہ وہ اہل بدعت ہین اور مخالف ملت اہل سنت ہین اور مجالست و مخالطت اہل بدعت سے شرعًا ممنوع ہی کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَ لِیْ اَصْحَابِیْ فَجَعَلَھُمْ اَنْصَارِیْ وَاَصْھَارِیْ وَاَنَّہٗ سَیَجِیْئُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یَنْقُصُوْنَھُمْ فَلَا تُوَاکِلُوْھُمْ وَلَا تُشَارِبُوْھُمْ وَلَا تُنَاکِحُوْھُمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَھُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْھِمْ اِنْتَھٰی

یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا مجکو اور اختیار کیا میرے واسطے میرے صحابہ کو پس گردانا اون لوگون کو انصار اور سسرال میری اور بیشک قریب ہی کہ آخر زمانے مین ایک قوم ایسی آویگی کہ محقر جانیگی اونکو سو کہانا پینا اور آپس مین اونکے ساتھ نکاح کرنا چھوڑ دو اور نہ نماز پڑھو ساتھ اونکے اور نہ اونکے جنازے پر اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے اس آیت وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ کی تفسیر مین فرمایا ہی در حقائق تنزیل مذکورست کہ سہل بن عبد اللہ تستری فرمودہ اند کہ مَنْ صَحَّحَ اِیْمَانَهٗ وَاَخْلَصَ تَوْحِیْدَهٗ فَاِنَّهٗ لَا یُوَانِسُ اِلَی الْمُبْتَدِعِ وَلَا یُجَالِسُهٗ وَلَا یُوَاکِلُهٗ وَلَا یُشَارِبُهٗ وَیُظْهِرُ مِنْ نَفْسِهٖ الْعَدَاوَةَ وَمَنْ دَاهَنَ بِمُبْتَدِعٍ سَلَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ تَحَبَّبَ اِلٰی مُبْتَدِعٍ نَزَعَ اللّٰهُ تَعَالٰی نُوْرَ اِیْمَانِهٖ مِنْ قَلْبِهٖ یعنی مرد صحیح الایمان را باید کہ با بدعتیان انس نگیرد وہم مجلس وہم کاسہ وہم نوالہ باایشان نشود وہر کہ با بدعتیان دوستی پیدا کند نور ایمان وحلاوت آن ازوی برگیرند انتہی اور طحاوی نے حاشیہ درمختار کی کتاب لذبائح مین فرمایا ہی وَهٰذِهِ الطَّائِفَةُ النَّاجِیَةُ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْیَوْمَ فِی الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ وَهُمُ الْحَنَفِیُّوْنَ وَالْمَالِکِیُّوْنَ وَالشَّافِعِیُّوْنَ وَالْحَنْبَلِیُّوْنَ وَمَنْ کَانَ خَارِجًا مِنْ هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ فِیْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ انتہی یعنی یہ گروہ نجات پانیوالا جمع ہی آجکے دن چارون مذہب مین اور وہ لوگ حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی ہین اور جو شخص ان چارون مذہب سے اس زمانے مین خارج ہو سو وہ بدعتی اور دوزخی ہی اور یہی مضمون اور بہت سی کتب دینیہ مین موجود ہی ضرورة اسکی نقل و تطویل پر اقتصار کیا

جواب سوال سوم

اگرچہ درصورت مراعات مذہب مقتدی کے بشرطیکہ امام کسی مفسد و مبطل صلوٰة کا مرتکب نہو اقتدا کرنا جائز ہی لیکن اب معلوم ہوا کہ انکے پیچھے نماز درست نہین ہی کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہین اور سوائے اسکے جبکہ شافعی المذہب متعصب کے پیچھے اقتدا جائز نہوئے جیسا کہ فتاوائے عالمگیری وجامع الرموز مین مرقوم ہی اَمَّا الْاِقْتِدَاءُ بِالشَّافِعِیِّ فَلَا بَاْسَ بِهٖ اِذَا لَمْ یَتَعَصَّبْ اَیْ لَمْ یُبْغِضِ الْحَنَفِیَّ یعنی شافعی کے پیچھے اقتدا کرنا مضایقہ نہین بشرطیکہ متعصب نہو یعنی حنفیون سے بغض وعداوت نہ رکھتا ہو تو پس ان غیر مقلدین لامذہب کے پیچھے تو بطریق اولیٰ اقتدا جائز نہوگی کہ یہ تو حنفیون کے نام سے جلتے ہین اور مقلدین کو علانیہ برا کہتے ہین

بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہین اور اس سے بڑھکر ایک بات ان لامذہبون کے حق مین محدث نامی علامۂ شامی نے حاشیۂ ردالمحتار مین لکھی ہی کہ ہمارے زمانے کے وہابی عبدالوہاب نجدی کے پیرو اور تابع مثل خارجیون کے ہین جنھون نے حضرت علیؓ کی مخالفت کرکے اونکے لشکر سے خروج کیا تھا پس جب لامذہب مثل خارجیون کے ٹھیرے اور خارجی مثل باغیون کے ہوئے تو جو حکم باغیون کا ہی وہی حکم لامذہبون کا ٹھیرا کما فی الھدایۃ ولا یصلی علی بغاۃ بل یکفنون ویدفنون یعنی اونکے جنازے کی نماز نہ پڑھی جاوے صرف اونکو کفن دیکے دفن کردین وحکم الخوارج عند جمھور الفقھاء والمحدثین حکم البغاۃ وذھب بعض المحدثین الی کفرھم یعنی حکم خارجیون کا نزدیک جمہور علماے محدثین و فقہا کے حکم باغیون کا ہی اور بعض محدثین تو اونکے کفر کے قائل ہوگئے (شامی صفحہ ۳۰۹ جلد ۳ مطبوعہ مصر)

واضح ہو

کہ شہر دہلی مین فیمابین ہر دو فریق کے نوبت نزاع کی یہانتک پونہچی کہ عدالت دیوانی اور فوجداری مین مقدمات دائر ہوگئے تھے سو صاحب کمشنر بہادر دہلی نے فریقین کے بعض لوگون کو اپنی کوٹھی پر بلاکر واسطے دفع فساد کے باہم ملاپ کرانا چاہا چنانچہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۲۹۵ ہجری کو ایک کاغذ لکھا گیا کہ کوئی شخص ایک دوسرے سے متعرض نہو اور بشرط مراعات عدم مفسدات نماز کے ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھلے سو وہ ایک فیصلۂ باہمی تھا نہ فتواے شرعی بچند وجہ اول یہ کہ حکام والاشان کو دینی امور مین کچھ مداخلت نہین نہ وہ فتوون پر دستخط کرتے ہین دوم نہ اوسمین سوال علماے دین سے ہی نہ بحوالۂ کتب دینیہ اوسکا جواب رقم ہی سوم اوسپر مواہیر اور دستخط کرنے والے سب علما نہین بلکہ اکثر طلباے مولوی نذیرحسین اور بعض عوام سکناے شہر ہین گو اونکے نام بڑے لمبے چوڑے لکھے گئے ہین تاکہ مولوی معلوم ہون اور بعض طرفین کے مولوی بھی ہین اور ظاہر ہی کہ اس فتوے کو علماے اہل سنت نے بطیب خاطر منظور نہین کیا بلکہ بلحاظ حاکم اعلی کے اوسپر مُہرین کردین چنانچہ مولوی منصور علی صاحب ساکن مسجد نئی سڑک چاندنی چوک نے باوجود طلبی بکرر سہ کرکے اپنی مہر نکی اور یہ ظاہر ہی کہ اگر وہ فتوی ہوتا تو ان عوام کی مُہر اوسپر کیون ہوتی مگر غیرمقلد دینے اوسکو فتوی سمجھکر بڑی شہرت دی تاکہ اور لوگ بھی دھوکے مین آجاوین اور بالفرض اگر یہ فتوی بھی ہو تو اس سے اونکی وہ کتابین کہ جنمین حضرات مقلدین کو کافر و مشرک لکھا ہی سب باطل ہوگئین کہ آخر اونکے مُنہ سے حق صادر ہوگیا کہ مقلدین کے پیچھے نماز جائز رکھی

وهو المقصود واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد وصی احمد السنی الحنفی السورتی

مواہیر ودستخط علمای دہلی وکانپور وغیرہ

هو الموفق

الجواب صحیح والمجیب مصیب۔ حررہ قاضی شیخ احمد عفا اللہ عنہ

هو العلی

اصاب واجاد من اجاب بما افاد واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واحکم حررہ العبد الخامل محمد عادل عاملہ اللہ تعالی بفضلہ الشامل وجعلہ من الآمنین یوم الخوف والزلازل

هو المصو

ایسا شخص گروہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہی اور نماز اوسکے پیچھے نہ پڑھنا چاہیے۔ کتبہ الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی عفی عنہ

هو الموفق

مجیب لبیب نے جو مسائل واحکام مخالف فرقۂ اہل سنت وجماعت غیر مقلدین کے فرقۂ اہل سنت سے خارج ہونے پر بطور دلیل کے اونکی کتابون سے لکھے ہین اونمین سے بعض احکام اونکی بعضی کتابون مین راقم نے بھی دیکھے ہین غیر مقلدین کے یہ مسائل مخترعہ واحکام مبتدعہ بلاشبہہ قابل رد وانکار ہین کہ اونمین سے بعضے موجب کفر اور بعضے موجب فسق وابتداع اور عموماً یہ سب احکام اہل سنت کے نزدیک محض لغو اور بے اعتبار ہین ایسے احکام مخالف اہل سنت کا معتقد وملتزم بلاشبہ اہل سنت کی جماعت سے خارج ہی اور جب وہ شخص ایسے مسائل مخالف کے التزام سے اہل سنت کی جماعت سے خارج ہوا تو اوسکے پیچھے اہل سنت کو نماز پڑھنا ناجائز ہی اور اگر ایسے شخص کے مسجد مین آنے سے فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہو تو انسداد فتنے کے لیے مسجد مین آنے سے منع کرنا بہتر ہی واللہ اعلم۔ کتبہ محمد عبد اللہ الحسینی الواسطی البلگرامی ادام اللہ لطفہ العمیم السامی



صح الجواب | الجواب صحیح | المجیب مصیب



مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری دہلی۔



امام مسجد حوض



ابن کریم اللہ






مدرس نعمانیہ



مدرس مدرسہ دہلی





















مدرس مدرسہ دہلی









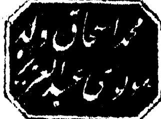



الجواب صحیح | المجیب مصیب








فی الحقیقت اگر ان لوگون کے یہ عقائد اور یہ اعمال ہین تو ایسا ہی ہو جیسا مجیب صاحب نے جواب دیا

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب — محمد ظہور الاسلام ۱۲۹۰

صح الجواب۔

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم — فخر الحسن

هو الفتاح

فی الواقع اس فرقۂ لامذہب کو کہ جنکے عقائد موافق تحریر مفتی تحریر مین اہل سنت جماعت سے خارج سمجھنا اور اونکے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور بسبب فتنہ و فساد کے اونکو مساجد مین آنے نہ دینا بجا اور درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

حررہ الراجی عفو ربہ القوی الحافظ فتح محمد الفاروقی الحنفی الدہلوی — حافظ فتح محمد — ذلک فضل اللہ ۱۲۹۰

بے شبہہ جو غیر مقلدین ایسے ہون کہ عقائد اونکے خلاف اہل سنت وجماعت و سلف صالح کے ہون اور مقلدین کو اپنے زعم فاسد مین مشرک و بدعتی سمجھتے ہون تو اونکے پیچھے نماز پڑھنا اور اونکو بسبب فتنہ و فساد کے اپنی مساجد مین آنے دینا جائز نہین۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ ابوالحسنات محمد مہدی عفا عنہ اللہ الہادی۔ الفرنگی محلی — ابوالحسنات محمد مہدی ۱۲۵۵

مواہیر و دستخط علماے مقام لودہیانہ و دیوبند

تخمیناً عرصہ ۴۰ سال یعنی ۱۲۵۴ھ سے ۱۳۰۰ھ تک اس فرقے کو خوب دیکھا مسائل مندرجہ فتوا ہذا کے سوا بڑی بڑی مخالفت حدیث پر یہ فرقہ جری ہے مولانا اسحق صاحب مرحوم بر ملا انکو ضال مضل وعظ مین فرمایا کرتے اور یہ لوگ باہر نکل کے کہتے کہ میان صاحب کا مذہب وہی ہے جو ہمارا ہے ظاہر مین ایسا کہدیا ہے اسیطرح ہر عالم دیندار کو ہم مذہب اپنا بتلا کر دین محمدی سے اور قرآن و حدیث سے منحرف کرتے ہین انکے دین محمدی سے مخالف ہونے اور سنت جماعت کے مخالف اور دشمن ہونے مین کچھ شک و شبہہ نہین ہے جیسے روافض و خوارج کے پیچھے نماز پڑھنی ویسے ہی انکے پیچھے نماز پڑھنی ہے انکی امامت جائز نہین ہے تفصیل طول رکھتی ہے واللہ اعلم۔ — عبد الرحمن پانی پتی ۱۲۸۰

چونکہ گروہ شرذمہ لامذہبیہ اہل بدع اور ہوا مین سے ہین اسلیے انسے حتی الامکان احتراز ضروریات سے ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ الراجی رحمۃ ربہ الباری ابوالبشیر عبد العلی القادری — عبد العلی ۱۲۸۰

یہ فرقہ غیر مقلدین بیشک خارج اہل سنت وجماعت سے ہے انسے مجالست کرنی ایسی ہے جیسے
کہ اہل ہوا اور بدع سے امامت انکی جائز نہین کیونکہ عقائد اور عملیات
انکے مخالف حدیث و قرآن کے ہین ۔ واللہ اعلم بالصواب



باسمہٖ سبحانہٗ

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی غزوۃ خیبر من اکل من ھذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن مسجدنا رواہ البخاری یعنی جو شخص کہ کھائے لسن کو پس نزدیک نہ پہنچے مسجد ہماری کے اور موطا امام محمد مین عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ ایک عورت مجذوبہ کو طواف کرنے سے مانع آئے ۔ اور فرمایا کہ تو اپنے گھر مین بیٹھ اور لوگون کو ایذا نہ دے ۔ اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر عزیزی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یون نقل کی ہے کہ ایکدن ایک واعظ کو مسجد کوفہ مین دیکھکر فرمایا کہ یہ کون شخص ہے ۔ لوگون نے عرض کیا کہ یہ واعظ ہے لوگون کو گناہون سے روکتا ہے ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہے ۔ اوسنے کہا کہ مجھکو ناسخ منسوخ کا علم نہین ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے نکالدو اور نیز شاہ عبد العزیز صاحب نے بہ تحت بیان آیہ واصبر علی ما یقولون کے لکھا ہے کہ طعن کرنا سلف پر سخت ترین ایذائے لسانی سے ہے اور اشباہ مین لکھا ہے کہ موذی کو مسجد مین آنے سے منع کرنا چاہیے اگرچہ ایذا اوسکی لسانی ہو ۔ **فائدہ** پس جبکہ روکنا مسجد کے آنے سے بسبب موجود ہونے ایک امر کے امور مذکورہ سے درست ہوا تو غیر مقلدون کو جو جامع امور مذکورہ کے ہین نکالنا بطریق اولی درست ہوا اور بسبب لحوق مرض باطنی کے جو جذام سے بڑھکر ہے مساجد مین انکے آنے سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے اور خدائے تعالی مفسدون کو دوست نہین رکھتا کما قال اللہ تعالی واللہ لا یحب المفسدین ۔ باقی تحقیق اس مسئلہ کی رسالہ انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد مین جو اس عاجز کی تالیفات سے ہے موجود ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم

رقمہ

خادم العلما محمد حبیب الرحمن لودیانوی ۔ المرقوم ۱۳۰۰ھ



عقائد اس جماعت کے جبکہ خلاف جمہور ہین تو بدعتی ہونا ظاہر اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقیہ اور تبرا کنا سلف صالحین کا فسق یا کفر ہو تو اب نماز اور نکاح اور ذبیحے مین انکے احتیاط لازم ہی جیسے روافض کے ساتھ احتیاط چاہیے -



حررہ محمد یعقوب النانوتوی عفا عنہ القوی

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ — ابو الخیرات سید احمد عفی عنہ — محمود حسن عفی عنہ — محمد محمود دیوبندی عفی عنہ









حامداً و مصلیاً - فی الحقیقت یہ گروہ غیر مقلدین اور لا مذہب خارج ہین اہل سنت وجماعت سے انکو اہل سنت وجماعت مین سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہی کس واسطے کہ اہل سنت وجماعت منحصر ہین مذاہب اربعہ مین اور جمیع اہل سنت حنفی ہین یا مالکی یا شافعی یا حنبلی جو کوئی بالکلیہ ان چار مذہبون مین سے اس زمانے مین ایک کا بھی مقلد اور پیرو نہو اور اپنے تئین انہین سے ایک کی طرف منسوب نکرے وہ اہل سنت سے نہین بلکہ وہ خارج مذہب اہل سنت وجماعت سے ہی اور مثل دیگر فرق ضالہ روافض وخوارج ومعتزلہ وجبریہ وقدریہ وغیرہم کے ہی قال الطحاوی فی شرح الدر المختار فعلیکم یا معشر المومنین اتباع الفرقة الناجیة المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالى وحفظه وتوفیقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفتهم وهذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی المذاهب الاربعة وهم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا من هذه المذاهب الاربعة فی ذلك الزمان فهو من اهل البدعة والنار انتهى - و قال فی التفسیر الاحمدی قد وقع الاجماع على ان الاتباع انما یجوز للائمة الاربعة انتهى وقال فی الاشباه والنظائر تحت القاعدة الاولى ما خالف للائمة الاربعة فهو مخالف للاجماع وان کان فیه خلاف غیرهم فقد صرح فی التحریر ان الاجماع قد انعقد على عدم العمل بمذهب مخالف للائمة الاربعة انتهى قال الفاضل الجلیل الفقیه المحدث المفسر الشیخ ولی الله الدهلوی فی عقد الجید اعلم ان الاخذ بهذه المذاهب الاربعة مصلحة عظیمة وفی الاعراض عنها کلها مفسدة کبیرة قال رسول الله صلعم

اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار انتہی قال القاضی ثناء اللہ فی التفسیر المظہری فان اہل السنۃ قد افترق بعد القرون الثلثۃ والاربعۃ علی اربعۃ مذاہب ولم یبق مذہب فی فروع المسائل سوی ہذہ المذاہب الاربعۃ فقد انعقد الاجماع المرکب علی بطلان قول یخالف کلہم وقد قال رسول اللہ صلعم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ وقال اللہ تعالی ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا ۱۲ انتہی پس ثابت ہوا حصر اہلِ سنت وجماعت کا اس زمانے مین مذاہب اربعہ مین اور جس کسیکا قول کہ مخالف ائمہ اربعہ کے ہوگا وہ مردود اور باطل ہوگا بسبب مخالف ہونے اہل سنت وجماعت کے اور نہ مانا جائیگا اور یہ لامذہب لوگ قائل ہین جواز خروج کے مذاہب اربعہ سے اور حصر مذاہب اربعہ کو باطل سمجھتے ہین چنانچہ معیار الحق مطبوعۂ لاہور کے صفحہ ۳۰ مین مولوی نذیر حسین نے لکھا ہے جبکہ اہل سنت وجماعت منحصر اور مجتمع ہوئے مذاہب اربعہ مین بالاجماع تو اب اس انحصار اور اجماع کا باطل کہنے اور سمجھنے والا اور قائل جواز خروج مذاہب اربعہ کا اہل سنت وجماعت مین سے نہین ہے اور مثل دیگر اہل مذاہب باطلہ اور فرق ضالہ روافض وخوارج اور جبریہ اور قدریہ اور مرجیہ وجہمیہ وغیرہم کے ہے پس جبکہ لامذہب اور غیر مقلدین اہل سنت وجماعت سے خارج ہین تو اہل سنت وجماعت کی نماز لامذہبون کے پیچھے نہین ہوتی اور بالکل غیر جائز اور نادرست ہے اور انکے ساتھ مخالطت اور مجالست اور موانست رکہنے سے بھی اہل سنت وجماعت کو پرہیز اور اجتناب چاہیے کیونکہ مجالست اور مخالطت اور مصاحبت اہل شر وفساد اور اہل بدعت کے ساتھ بموجب حدیث صحیح کے بالاجماع ممنوع ہے قال الامام النووی فی شرح صحیح المسلم قبیل کتاب القدر فی باب استحباب مجالسۃ الصالحین ومجانبۃ قرناء السوء فیہ تمثیلہ صلی اللہ علیہ وسلم الجلیس الصالح بحامل المسک والجلیس السوء بنافخ الکیر فیہ فضیلۃ مجالسۃ الصالحین واہل الخیر والمروۃ ومکارم الاخلاق والورع والعلم والادب والنہی عن مجالسۃ اہل الشر واہل البدع ومن یغتاب الناس او یکثر فجرتہ وبطالتہ ونحو ذلک من الانواع المذمومۃ انتہی اور حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی مین فرماتے ہین ؎ دور شو از اختلاط یار بد + یار بد بدتر بود از مار بد + مار بد تنہا ہمین بر جان زند + یار بد بر جان و بر ایمان زند + تا غنیدان باغ را خندان کند + صحبت نیکانت از نیکان کند + صحبتِ صالح ترا صالح کند +

صحبت طالع ترا طالع کند * پس اہل سنت وجماعت کو فرقہ ضالہ لامذہبان غیر مقلدین کی صحبت سے
بہت احتراز کرنا اور بچنا اور بھاگنا چاہیے فر وامن صحبتہم الکذما تفرو امن الاسد کسواسطے کہ
صحبت کو بڑا اثر ہو حضرت خواجہ عزیزان علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ محبوب العارفین ہین فرماتے ہین سے
منشین با بدان کہ صحبت بد * گرچہ پاکی ترا پلید کند * آفتابے بدین بزرگی را * ذرۂ ابر ناپدید کند
جس حالت مین کہ یہ غیر مقلدین خارج از اہل سنت وجماعت اور داخل اہل بدعت وفرق ضالہ ہوا یکے
مین ٹھیرے اور نماز اہل سنت وجماعت کی ان لامذہبون کے پیچھے غیر صحیح وناجائز ونادرست ہوئی
اور مخالطت اور مجالست بھی حسب روایات مذکورہ انسے ممنوع ہوئی تو اہل سنت وجماعت کو چاہیے
کہ ان لامذہبون کو اپنی مساجد سے نکال دین اور ہرگز نہ آنے دین اسواسطے کہ انکے آنے سے
مسجدون مین شر وفساد وفتنہ پیدا ہوتا ہو قال اللہ تعالیٰ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وقولہ
تعالیٰ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور حدیث شریف مین آیا ہو کہ جو کوئی وقت نماز کے لسن پیاز
گندنا وغیرہ بدبودار چیز کہ جسکے کھانے سے منہ مین بدبو پیدا ہو کھا کر مسجد مین آوے تو اوسے دخول
مساجد سے منع کرو عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم من اکل من ہذہ الشجرۃ
فلا یقربن مسجدنا ولا یؤذینا بریح الثوم رواہ مسلم وعن ابن عمر ان رسول اللہ صلعم
قال من اکل من ہذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن المساجد رواہ مسلم وعن عمر بن
الخطاب قال انکم ایہا الناس تاکلون شجرتین لا اراہما الا خبیثتین ہذا البصل والثوم
ولقد رایت رسول اللہ صلعم اذا وجد ریحہما من الرجل فی المسجد امر بہ فاخرج الی البقیع
فمن اکلہما فلیمتہما طبخا رواہ مسلم قال النووی فی شرح صحیح المسلم فی باب نہی من اکل ثوما
او بصلا او کراثا او نحوہا مما لہ رائحۃ کریہۃ عن حضور المسجد حتی یذہب ذلک الریح
واخراجہ من المسجد قولہ صلعم من اکل ہذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن المساجد ہذا
تصریح بنہی من اکل الثوم ونحوہ عن دخول کل مسجد وہذا مذہب العلماء کافۃ انتہی
پس یہ احادیث صحیحہ دال ہین اس امر پر کہ جس شخص کی ذات سے لوگون کو تکلیف وایذا پہنچے اوسے
مسجد مین نہ آنے دینا چاہیے پر ظاہر ہو کہ لامذہبون کے مسجدون مین آنے سے شر وفساد وفتنہ پیدا ہوتا
اور لوگ بے علم بیخبر بیچارے انکی صحبت سے بگڑتے اور خراب ہوتے ہین پس لازم ومناسب ہو

اہل سنت وجماعت کو کہ لازم ہوں غیر مقلدوں کو اپنی مسجدوں میں نہ آنے دیں اور ان مفسدوں شریروں کو اپنی مساجد سے اخراج کریں اور نکالدیں والسلام علی من اتبع الھدی وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین - حررہ الفقیر المفتقر المذنب الراجی الی رحمۃ اللہ الاکبر العلی الولی القوی الغنی محمد احسن الدین ابو النصر المعروف بسید محمد اکبر علی الحسنی الجیلانی الحنفی القادری الچشتی النقشبندی الدھلوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیھما والیہ



بتحقیق مفتین در مسجد ہم موجب فتنہ است والفتنۃ اشد من القتل والی بر اخراج کردن این شریرہم باعلامھویداست اولا این فرقہ ماولین متشابہات اند بلکہ مثل محکمات میدانند چنانچہ در رسالۂ احتوی علی العرش استوی از نواب بھوپال موجود ست وایشہمہ بیان عقیدہ باوی متفق اند حالانکہ انصرام تام از متشابہات بکلام عزوجل وما یعلم تاویلہ الا اللہ ثابت پس مورد من فسر القران برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار ہمین شرزومۂ مبطلہ اند ثانیا منکرین قیاس واجماع اند بنابرعلیہ مجتہدین را بدسیگویند ومقلدین را مشرک میدانند حالانکہ بکتاب اللہ ثابت ست بقولہ عزوجل فاعتبروا یا اولی الابصار وبحدیث نبوی نیز وھو ھذا ما روی ان النبی صلعم حین بعث معاذا الی الیمن قال کیف تقضی یا معاذ فقال بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول اللہ قال فان لم تجد قال اجتہد برای فقال علیہ السلام الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ بما یرضی بہ رسولہ فان لم یکن القیاس حجۃ لا نکرہ بل حمد اللہ علیہ ثالثا کتمان بطلان عقیدۂ خود عند ظہور الحق بل سیکتون عند اھل الحق اذا غلبوا علیہم خوفا لھم اللہ تعالی بقول حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم من سکت عن الحق فھو شیطان اخرس فثبت ان ھذا قوم لا یحصی قبائحھم وخیانتھم فی الدین فحسب علیہم ضرب النعل من اھل الحق والکمال الذین استقروا ھذہ الضابطۃ ان لا یدخلون ھذا القوم فی مساجدنا ولا یصحب معہم ابدا واللہ تعالی علیہم بما کانوا یفعلون - فقط

کتبہ تواب اقدام اھل الاسلام عبد الضعیف الملتجی محمد عبد السلام الکاشمیری وطنا والحنفی مذھبا والچشتی النظامی الفخری النیازی منسوبا الیہ غفر اللہ لہ فی حیاتہ ویدخلہ الجنۃ بعد مماتہ امین



مواہیر و دستخط علمای شہر اندور و چھاونی

الجواب صحیح هکذا فی کتب الفقه والحدیث — الجواب صحیح والمجیب مصیب
خادم شرع رسول اللہ قاضی محمد حبیب اللہ اندوری — خادم الطلبہ سید حسین علی — خادم الطلبہ عبد المجید

(مہر: قاضی محمد حبیب اللہ — خادم شرع رسول)

صح الجواب — لا ریب فیہ — الامر کذلک — اصاب من اجاب

حافظ محمد حسین خان اندوری — احمد جان ولایتی اندوری — محمد عیسے خان ساکن شہر اندور — سید محمد یعقوب پنجابی اندوری

صح الجواب خادم العلماء عبد الواحد حال وارد شہر اندور — صح الجواب سید غیاث الدین ساکن مدن محال اندور

فرقہ جدیدہ غیر مقلدین کے عقائد جو مجیب مصیب نے ارقام کیے فی الواقع اہل سنت وجماعت وسلف صالحین کے خلاف ہین اور یہ فرقہ بدعتی مفسد مفارق الجماعت او اہل سنت جماعت سے خارج ہے اور مخالطت اور مجالست فرقۂ مذکورہ کے ساتھ ہرگز جائز نہین ہے اور اپنی مسجدون مین ہرگز آنے دینا نہین چاہیے اور نماز اس فرقۂ مذکورہ کے پیچھے ہرگز ہرگز جائز نہین ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ الراقم خیر خواہ مسلمین

(مہر: محمد عبد الرحمن ولد ...)

قد اطلعت علی هذا الجواب المسطور بتمام ما فیه من اللؤلؤ المنثور فوجدته موافقاً بالکتاب والسنة والدلائل قد جاء الحق وزهق الباطل اشکر الله علی حسن توفیق المجیب المصیب واسأل الله ان یعطیه فی الدارین اکمل النصیب۔
حررہ حافظ محمد اکرم قاضی کمپ مؤ۔ فقط۔

(مہر: محمد اکرم قاضی)

اعظم الله اجر من اجاب فانه قد نطق بالقول الصواب الی بما یشهد به السنة والکتاب ویقبله اولو الالباب بفقه تراب اقدام اهل العلم اضعف عباد الله المنان محمد المدعو بعبد الرحمن نائب قاضی کمپ مؤ

ما قاله المجیب المصیب حق سدید وبالحق المحض عتید جزاه الله خیر الجزاء عنا وعن المسلمین آمین یا رب العالمین ویا مجیب دعاء السائلین فی کل آن وحین۔ سطره الراجی غفران الله المستعان محمد فضل الرحمن قاضی دار الفقراء اجین

جو عقائد غیر مقلدین کے اوضین کی کتب معتبرہ سے بیان کیے گئے۔ در حقیقت خلاف عقیدہ

اہل سنت وجماعت مین انکو مفسد دین جانکر انسے مخالطت نکرین - عاجز محمد عبد الرحمن اندوری



صح الجواب



اصاب من اجاب



مواہیر مشاہیر علمای دار الاسلام مصطفیٰ آباد عرف رامپور

بلا شبہہ یہ فرقۂ ضالہ جسکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ مخالفہ فرقۂ ناجیۂ اہل سنت والجماعت کے مجیب مصیب نے بحوالۂ رسائل اور فتاوے باطلہ اونکے نقل کیے اور اکثر اوسکے راقم الحروف کی نظر سے بھی گذرے مبتدع ہی اور اسکے حق مین یہی حکم ہی جو مجیب مصیب نے تحریر کیا - واللہ سبحانہ الموفق



هذا هو الحق عندی



الجواب هو الصواب



هذا هو الحق الصریح والصدق القراح



ذلک کذلک	لا شک فیہ	الجواب هو الصواب	الجواب حق	الجواب صحیح والرای نجیح
العبد	العبد	العبد	العبد	العبد
حضرت شاہ عفی عنہ	محمود عالم عفی عنہ	سید حبیب احمد	محمد یعقوب عفی عنہ	مولوی لبل لتعلم خو

یہ شخص امام اس گروہ غیر مقلدین کا ستی نہین ہی - رافضی ہو تو عجب نہین - یہ بیچارہ عامیون کو اپنے ساتھ جہنم مین لے جانا چاہتا ہی واللہ اعلم - کتبہ سید عبد الحق - سابق متوطن کانپور حال باشندہ رامپور -



فی الواقع عقیدہ اس فرقۂ جدیدہ وجماعت مستحدثہ کا ایسا ہی ہی جیسا کہ مجیب نے ثابت کیا

من قال سوی ذلک قد قال محالا

العبد

عابد حسن عفی عنہ



واقعی یہ فرقہ باطلہ کہ جس کے جواب مین علماے دین ہمارے جو کچھ تحریر فرماتے مین درست ہے۔

محمد کریم اللہ



الجواب صحیح العبد — المجیب مصیب العبد

فداے احمد عفی عنہ — الجواب هو الصواب — سعید احمد عفی عنہ













ان حضرات مشیخت مآب حاسدین مفسدین دین و معاندین مجتہدین و مقلدین اور انکے مریدین و معتقدین کے حق مین جنکو حضرت حق جل جلالہ و عم نوالہ نے آزادی کا طوق گلے مین ڈالکر ہندوستان کا شیخ نجد بنا کر چھوڑا ہے جسقدر شمشیر دست و زبان کے ذریعے

مقابلہ برمحل کیا جائے تھوڑا ہے فی الحقیقت یہ سب کے سب ضال اور مضل ہیں اور سلسلۂ مذاہب اربعۂ فقہ سے خارج اور محمدی منکر دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں رخنہ انداز و مخل اور انکے عقائد پر یکائد منجر بکفر و شرک و الحاد و من یضلل اللہ فما لہ من ہاد وھو الموفق الی سبیل الرشاد ومنہ المبدأ والیہ المعاد۔ الا لا یتفوہ بذلک العقائد المذکورۃ الا من لہ ذہن سقیم واللہ سبحانہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ کتبہ العبد الآثم ابو المجیل معین الدین محمد عبد الجلیل صانہ اللہ عن کل دمیل و زمیل



اصاب من اجاب



ھو الموفق

ان ھذا الجواب موافق للسنۃ والکتاب

کتبہ العبد المذنب محمد عبد القادر



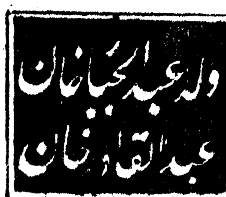
الجواب صحیح والمجیب مصیب



ھو المستعان

فی الحقیقت یہ جواب باصواب معین مقلدین اور حق الیقین ہے

محمد عبد القادر



ان ھذا الجواب صحیح



ھو الرحمن الرحیم

لا شک ان ھذا الجواب صحیح والمجیب مصیب فقط

حررہ الاثیم محمد عبد الکریم



فتوای مفتیان حرمین شریفین بر رد کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین

مؤلفہ محی الدین لاہوری نو مسلم کتاب فروش +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبه نستعين حامداً لله تعالىٰ ومصلياً على نبيه وآله اجمعين - اما بعد فما قولكم دام فضلكم في رجل يقول ان اكثر مسائل كتب الفقه خلاف القرآن والحديث وان الائمة الاربعة رحمهم الله تعالىٰ ليسوا على الحق لا سيما الامام ابا حنيفة النعمان اقواله مخالفة للقرآن والحديث وانما تلقى في جميع عمره الا سبعة عشر حديثا ويزعم انه مخالف للقرآن والحديث وشنع عليه تشنيعاً فاحشاً وصنف في ذلك كتاباً وسماه الظفر المبين في رد مغالطات المقلدين وطبعه وافشاه وذكر فيه بعض المسائل المذكورة في كتب الحنفية وسطرها ايضاً في رقم مائة من الكتاب المسطور قائلاً ان هذه المخالفة للقرآن والحديث وقال من قلد ابا حنيفة تقليداً شخصياً فهو مرتكب بالحرام او مشرك واستدل بقوله تعالىٰ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وتعالىٰ كل ذلك مخالف للقرآن وللاحاديث الفلانية واعرض عن الاحاديث التي استدل بها الامام رحمه الله تعالىٰ وارضاه وهذا الاجل ان يصد الناس عن العمل بالفقه بقوله مسائل الفقه مردودة خصوصاً مسائل الامام رح وينفر كل من عمل بها من عوام الناس ويدعوهم ويرغبهم في العمل بالحديث مطلقاً سواء كان ناسخاً ومنسوخاً ضعيفاً او موضوعاً حتى ترك الناس العمل بالكتب المعتبرة كالهداية والنقاية والبحر والمنتقى والهندية والكنز وشروحه والدر وحواشيه ويخرج كل من عمل بهذه الكتب المجللة المعظمة من الاسلام ويلقبهم بالمشركين نعوذ بالله تعالىٰ منه فما حكم هذا الرجل المصنف لهذا الكتاب ومن يعمل بكتابه فتونا ماجورين

الجواب

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ حكم هذا الرجل المتصف بالصفات المذكورة انه ضال مضل ساع في الارض بالفساد قد زين له سوء عمله فهو واتباعه من حزب الشيطان الا ان حزب الشيطان هم الخسرون ويحسبون انهم على شيء الا انهم هم الكاذبون وقوله من قلد ابا حنيفة كان مشركاً دليل على انه خارج عن جماعة المسلمين وقد ورد في الحديث الشريف اتبعوا السواد الاعظم

فمن شك شك في الكفر كما يقوله في حق الهداية التي هي هداية الى احكام الاسلام وفيما عطف عليها من المعتبرات
التي تشهد صدورها من اولى الاعلام فهذه هفوة منه تشير بزندقته نعوذ بالله تعالى منها وقد تقرر ان اهانة العلوم و
العلماء كفر خصوصا التكلم بالفاحشة في حق الائمة الاربعة رحمهم الله تعالى وقد انعقد الاجماع خلفا عن
سلف على وجوب تقليد واحد منهم لان المجتهد مفقود بعد المائة الرابعة كما في اذكار للنووي حيث لم يوجد
بعد هذا التاريخ من يستكمل شروط الاجتهاد ومن ادعاه فقد ادعى ذلك خرط القتاد لا سيما اقدمهم الامام
ابو حنيفة النعمان لا زالت منهلة على ضريحه الاقدس سحب الرحمة والرضوان كيف وقد ادرك جمعا
من الصحابة رضي الله تعالى عنهم وممن جزم بذلك الحافظ الذهبي والحافظ العسقلاني وغيرهما شهد له النبي
صلعم بالخيرية لانه من التابعين بلا شبهة ولا مين ففي الحديث الشريف مرفوعا خير امتي القرن الذي بعثت فيهم
ثم الذين يلونهم الى اخره انتهى من جامع الحافظ السيوطي روى الشيخان عن ابي هريرة والذي نفسي بيده
لو كان الدين معلقا بالثريا لتناوله رجل من فارس قال الحافظ السيوطي هذا الحديث الذي رواه الشيخان
اصل صحيح يعتمد عليه في الاشارة لابي حنيفة وهو متفق على صحته وفي حاشية الشبراملسي قال العلامة شيخنا
يعني الحافظ السيوطي من ان ابا حنيفة هو المراد من الحديث ظاهر لا شك فيه لانه لم يبلغ من ابناء فارس
في العلم مبلغه احد انتهى وقد تبعه كثير من ائمة الدين وكل منهم قرر بفضله واثنى عليه على رؤس
الاشهاد بين المسلمين فقد روى عن خلف بن ايوب انه قال صار العلم من الله تعالى الى محمد صلى الله عليه
وسلم ثم صار الى الصحابة رض ثم صار الى التابعين ثم صار الى ابي حنيفة فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط
انتهى فيجب على كل من اراد ان لا يخرج عن جماعة المسلمين ان يتباعد عن هذا الرجل الطاعن في ائمة الدين
ويجب زجره الى الدرجة التي بها انتهى عن هذا العمل الفضيح والكلام في هذا المقام يطول فيما حررناه كفاية
عند ذوي الدين وارباب العقول والله يقول الحق وهو يهدي السبيل
نمقه الفقير محمد امين بالي الحنفي مفتي المدينة المنورة عفي عنه



 من ائمة الحنيفة في مسجد خير البرية  المدرس بالحرم الشريف النبوي

الحمد لله وحده من مدة تكون + استمد التوفيق والعون + الحكم في هذا الرجل انه ضال مضل فقوله المسطور
بدع وضلالة لا يقولها الا مبتدع خارج عن طريقة علماء الشريعة وخصوصا نهيه عن اتباع الكتب
المدونة للمذاهب الاربعة فان تلك المذاهب مستمدة من الكتاب والسنة فهي عبارة عن شريعة رسول
الله صلى الله عليه وسلم الذي من خرج عنها كان محكوما بكفره [illegible] السواد الاعظم

من امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم اجتمعوا علی الضلالة وان مائة الوف منهم من العلماء العظام والاولیاء الکرام وغیرهم من الصلحاء الفخام الذین اتفقت کلمة اهل السنة والجماعة علی جلالتهم وعظم درجتهم وصلاحهم وورعهم وصلابتهم فی امر الدین کانوا مبتدعین ضالین وماتوا علی البدعة والضلالة حاشا ثم حاشا ان یکونوا کذلک وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی او قال امة محمد علی ضلالة ویداللہ علی الجماعة ومن شذ شذ فی النار رواه الترمذی وقال اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار فیجب علی ولاة الامور ساعدهم اللہ ان لا یجوزوا ردع هذا الضال المضل بشدید النکال ولو بالقتل۔ نسأل اللہ التوفیق والهدایة لاقوم طریق واللہ سبحانه وتعالی اعلم امر برقمه خادم الشریعة والمنهاج عبد الرحمن ابن عبد اللہ سراج الحنفی مفتی مکة المکرمة کان اللہ لهما حامدا مصلیا مسلما

عبد الرحمن سراج

لا شک ان ذلک الرجل ضال مضل

محمد حسب اللہ

حامدا ومصلیا ومسلما اصاب من اجاب واللہ سبحانه وتعالی اعلم بالصواب حرره محمد عبد الحق عفی عنه

محمد عبد الحق

تقاریظ دلپذیر و عبارات بے نظیر مثبتہ بمواہیر و دستخط علمائے دار العلم والعمل فرنگی محل لکھنؤ

حامدا ومصلیا ومسلما میں نے اس کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مؤلفہ جامع فضائل و فواضل مولوی منصور علیخان مرادآبادی کو جابجا دیکھا مؤلف ظفر المبین محی الدین نے جسقدر ائمہ دین میں غلو کیا ہے اور جو طعن ائمہ اکابر دین پر طعن بیجا کیا ہے کہ جس سے جملہ مقلدین غیر مقلدین سے متنفر ہیں اور ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین کی تلاوت کر رہے ہیں اور اسکے ازالے کے واسطے یہ کتاب کافی ہے حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات ۱۲۸۹

حامدا ومصلیا احقر نے اکثر مضامین کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کے جابجا دیکھے موافق عقائد اہل سنت و جماعت مقلدین حنفیہ کے پائے فی الواقع واسطے جواب اعتراضات ظفر المبین مؤلفہ محی الدین لاہوری کے کافی اور دفع مطاعن ائمہ مجتہدین کے لیے وافی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب۔ حررہ عبدہ المعتصم بحبل اللہ المتین الاثیم خادم العلماء والفقراء ابو الحیا محمد عبد الحلیم عفا عنہ اللہ الکریم بمقام فرنگی محل لکھنؤ ۵ جمادی الاخری ۱۳ سنہ المجید

محمد عبد الحلیم ۱۲۸۷

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم

خاکسار نے جو مضامین کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کے دیکھے تو بہت صحیح اور مستند عند اہل سنت و
جماعت مذہب مقلدین حنفیہ کے پائے ہر چند کہ مصنف کتاب کی استعداد بخوبی تمام ہم جانتے تھے یعنی معقولات مین
یہ شخص بھی سیکڑون مین ایک فرد ہی مگر اب اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ شخص جامع علوم بھی ہی
بڑی شفقت و محنت کی اللہ جزای خیر دے اور کل اہل اسلام کو عقائد باطلہ سے محفوظ رکھے



آمین فآمین ثم آمین فقط حررہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ حنفی مدرس اول عربی کیننگ کالج لکھنؤ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ

فی الواقع کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مؤلفہ فاضل اکمل عالم باعمل مخزن محاسن خفی و جلی مولوی
محمد منصور علی صاحب مرادآبادی ضاعف اللہ علمہ و عمرہ فقیدہ کتاب لاجواب ہی بلکہ نیر روایت و صواب ہی فقیر حقیر نے

جابجا چند اقوال دیکھے بغایت صحیح پائے فیاض مطلق مؤلف کو اجر جزیل عطا کرے اور
جملہ ناظرین و سامعین کو فائدہ تام بخشے - حررہ محمد امان الحق تجاوز عن جرائمہ رب الفلق بن جناب الحاج محمد برہان الحق قدس سرہ

باسمہ سبحانہ

یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی کتاب ہی - الظفر المبین کا جواب لاجواب ہی - اسکے مصنف نے رد اعتراضات مین



سعی بلیغ فرمائی ہی - اور تائید ایزدی سے ظفر پر ظفر پائی ہی - اللہ تعالی مصنف کو اجر عظیم
عطا کرے - اور معترض کو ہدایت کرکے آیندہ ایسے اعتراضات باطلہ سے بچائے آمین - حررہ فخر الدین احمد عفا عنہ

ہو العلیم

یہ کتاب فتح المبین بلاشبہہ حسب تسمیہ فتح مبین بر مخالفین مقلدین ہی مضمون اسکا بلاشک ذریعہ تائید دین ہی



مصنف کو خدائے تعالی جزائے خیر دے کہ تصنیف ایسی فارق بین الباطل والحق المتین کی
حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ بن مولانا و مرشدنا الحافظ المولوی محمد عبد الرزاق دام فیضہم فی الآفاق

ہو الحق

یہ نسخہ نہایت عمدہ پسندیدہ اولی الالباب ہی - ظفر مبین کا جواب لاجواب ہی - اسکے مصنف نے تردید اعتراضات بیجا مین
کوشش بہت فرمائی ہی - بفضل ایزدی سے ظفر پر ظفر پائی ہی - خالق اکبر مصنف کو جزائے جزیل و ثواب جمیل مرحمت



فرمائے - اور معترض کو ایسے اعتراضات واہیات سے آیندہ بچائے آمین یا رب العالمین
حررہ الراجی الی رحمۃ رب الفلق خادم العلماء اہل الحق المدعو بمحمد نعمان الحق غفر الغفار
ذنوبہ و ستر الستار عیوبہ بن مولانا و مرشدنا الحاج المولوی محمد برہان الحق قدس سرہ الفرنگی محلی + + +

فی الواقع این کتاب فتح المبین در رد مغالطات محی الدین مؤلف ظفر مبین عدیم البدل ست بلکہ حجت معتمد نزد
اہل سنت دستور العمل ست کہ از مطالعہ آن در دام مکائد فرقۂ ظواہریہ نیایند و برجادۂ تقلید خود پا برجا مانند
مصنف عالی مقام درین کتاب ہدایت انتساب کاری کردہ کہ در دفع ہر اعتراض دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ
از قرآن وحدیث آوردہ کہ تا خصم نام نہاد عامل بالحدیث را از تسلیم آن چارہ نباشد و شیرازۂ دفتر شبہاتش
درہم پاشد واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ کتبہ ابو الحسنات محمد عبد الحی
عفا عنہ اللہ الہادی ابن مولانا المولوی المفتی محمد یوسف الفرنگی محلی۔

لا الٰہ الا ھو العلی الرب الحکیم

نحمدہ ونشکرہ علی ما اصطفیٰ مولانا ومقتدانا انبیاءنا المصطفیٰ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ
بالفتح المبین علی الملحدین غیر المقلدین لمن ھو رسول من اللہ یتلو صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ فی
الطریقۃ الانیقۃ الحنیفۃ الحنیفیۃ القویمۃ والدین الثابت الی یوم الدین۔ یریدون ان یطفئوا
نور اللہ بافواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ ان الدین عند اللہ الاسلام ومن
یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ خاسرون۔ ونصلی ونسلم علیہ وعلی
المحبوبین المنسوبین الیہ من آلہ البررۃ الفقہاء العرفاء۔ وصحبہ الخیرۃ الخلفاء الحنفاء وسائر الاخیار
التابعین لہم باحسان۔ سیما الائمۃ الاربعۃ الذین ہم للدین المتین اربعۃ ارکان۔ خصوصاً
علی امامنا ابی حنیفۃ شریفۃ والحنفاء الخلفاء الاعلام۔ منہاج الملۃ سراج الامۃ اعظم ائمۃ الاسلام
اما بعد شفیق صدیق مظہر خلوص عمیق جوہر آئینۂ علوم گوہر خزینۂ فہوم فضائل وشمائل نشان مولوی محمد
سنی المذہب حنفی المشرب الہ آبادی مقام لا زال کاسمہ بعلمہ محمداً ومنصوراً علیاً علی الخصام نے اندنون بزبان نہایت تمام
کتاب نایاب مطبوع ارباب لباب مسمیٰ بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف فرمائی۔ اور مقامات
چیدہ سے ساعات عدیدہ مین اس خاکسار خادم صغار وکبار کے مطالعے مین در آئی۔ بملاحظہ تقریرات
سنجیدۂ جوابات پسندیدۂ کاسرۃ الاسنان کے ہفوات مطاعن پر ضغائن غیر مقلدین مجتہدین سے نسبت
ائمۂ دین خصوصاً حضرات بابرکات حنفیۂ عالیشان کثرہم اللہ الرحمن معاشرہم فی کل مکان وزمان کے
ساتھ اسانید صحیحہ وعبارات فصیحہ کے سزاوار تحسین وثناخوانی معانی ومبانی وبانی کی پائی سددہ اللہ تعالیٰ
والقاہ والی مدارج الکمال رقاہ ولم یجعل لہ فی الکونین ضیراً وجزاہ فی الدارین خیراً آمین فآمین رب العالمین

حررہ المفتقر الحقیر الی الیوم التقصیر حامل نعال العلماء الحنفیۃ النعمانیۃ ومتشبث اذیال الاولیاء والاصفیاء الجیلانیۃ
ابو المکارم محمد کرم الانصاری النظامی محتداً واللکنوی الفرنگی محلی مولداً تجاوز الرب الاکرم عما اجرم

الحمد للہ الکریم وحدہ کما کان اہلہ من ورثۃ جنۃ النعیم بن مولانا الحافظ الحاج المولوی محمد نعیم دام بالفیض العمیم

حامدا ومصلیا ومسلما

مین تصدیق کرتا ہون کہ مولوی منصور علیخان صاحب مؤلف کتاب ہذا نے بہت قلیل زمانے مین مقدمات



جواب ظفر المبین کا مہیا ہی اور مکائد غیر مقلدین کو بعبارات وتقاریر محققین ظاہر

وہویدا کر دیا ہی جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ حررہ العاصی محمد عبد العزیز الفرنگی محلی غفر اللہ ذنوبہ

هو الموفق

درحقیقت الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین جسکو جامع کمالات صوری ومعنوی مولوی محمد منصور علی

خان صاحب مرادآبادی نے تالیف کیا دریا کو کوزے مین بھر دیا کتاب بے نظیر تحریر دلپذیر ہی بخصوص فرق

ضالہ کے حق مین بے نیام شمشیر ہی۔ راقم آثم نے جابجا چند اقوال دیکھے صحیح ودرست پائے خداوند عالم مؤلف



کو جزای خیر عطا کرے اور سائر مستفیدین مسترشدین کو نفع بخشے۔ نمقہ خادم

اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر اللہ الرحیم ابن مولانا المولوی علی محمد رحمہ اللہ الصمد الفرنگی محلی

نحمدہ ونستعینہ

مولوی منصور علی خان صاحب نے یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی تحریر فرمائی۔ رد اعتراضات الظفر المبین مین

فتح کامل پائی۔ کیون نہو ایک تو اونمین تائید مذہب حق حنفی منظور ہی۔ اور الحق یعلو ولا یعلی مشہور

ہی۔ دوسرے اونکا نام نصرت سے مشتق ہی۔ اور الاسماء تنزل من السماء حق ہی۔ اللہ تعالی اونمین



جزء عظیم عطا فرمائے اور معترض کو راہ صواب دکھائے۔ آمین ثم آمین

حررہ نظام الدین احمد عفا عنہ اللہ الاحد ابن مولانا الحافظ المولوی فخر الدین احمد

باسمہ سبحانہ

الحمد للہ الذی اصطفی مولانا بالہدایۃ والملۃ الحنیفۃ۔ وہدی قلوبنا الی تقلید ہ فی الطریقۃ

الشریفۃ۔ والصلوۃ والسلام علی رسولہ خیر الانام۔ وعلی آلہ واصحابہ المجتہدین فی شرائع الاسلام

امابعد کیا ہم مین کیا ہماری زبان ہی۔ کہان خداوند عالم کہان اوسکی شان ہی۔ کیونکر حرف شکر زبان

پر لاوین کہ پیشگاہ عزت مین بضاعت مزجات ہی۔ اپنے کو دیکھین یا اوسکو چھوٹا منہ بڑی بات ہی کیسی

کیسی نعمتون سے ہر دم ہمکو سرفرازی ہی۔ کیسی ہماری تنگ چشمی اور کیسی اوسکی بے نیازی ہی۔ اس تعالی

کا بعد انسان کو عقل دیکر کیسا ممتاز کیا۔ ولقد کرمنا بنی آدم کے خلعت خاص سے سرفراز کیا۔ حق وباطل

مین فرق دکھایا۔ جاء الحق وزہق الباطل کا مژدہ سنایا۔ کیونکر احاطہ نیازمندی سے قدم باہر رکھین

اور کسطرح تقلید کو تو زین سر مجز او ٹھائین - کل و سکے احسانمند و ممنون ہین - اوسکے سامنے عاجز و نگون ہین جسنے ذرا بھی سرکشی سے سر او ٹھایا - ذلیل ہوا اور پچتایا - چنانچہ سابق مین سرکشان ہود مین و بدگمانان اسلاف متین نے ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین تصنیف کر کے اپنی لیاقت غیر معتبرہ کو ظاہر کیا - برعم خود مجتہدان عالیشان پر غلطیون کا الزام دیا - جامع ناقص الیقین کو بنر لاغ و کملا حضرات کبار کو اپنی بد تہذیبی سے نشانہ تیر ملامت بنایا - من عمل صالحا پر طعن و لعان کیا - تیرھوین صدی مین لعن آخر ھذہ الامۃ اولھا کے مضمون کو بیان کیا - چاند پر خاک ڈالی اپنے منہ پر آئی کیا فائدہ ہوا بقول شخصے لکل فرعون موسیٰ ولکل دجال عیسیٰ - بعونہ تعالیٰ عز شانہ فاضل جلیل عالم نبیل صاحب طبع وقاد و ذو الایادی - مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی نے کس متانت و دیانت سے جواب دیا ہے - اور کیسے عمدہ طرز سے مہذبانہ دلائل پیش کر کے خصم کو قائل کیا ہے - ماشاء اللہ کیسی کتاب مستطاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف فرمائی کہ جسکے دیکھنے سے سرکش وہابیون نے گردن جھکائی - حق تو یہ ہے کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ کی تفسیر کبیر ہے کہ ہر دلیل اوسکی برہنہ شمشیر ہے - ہر سطر اوسکی خصم کے واسطے تیر جگر دوز ہے - اور ہر لفظ اوسکا منکرین کیلیے شعلہ جان سوز ہے - کتاب کیا ہے دستور العمل اہل سنت ہے کہ ہر ہر نقطہ اوسکا تیرہ دلون کے واسطے چراغ ہدایت ہے - حق تعالیٰ اس کتاب سے مقلدین کے دلون کو پر نور کرے اور غیر مقلدون کے تعصب نفسانیت کو دور کرے - آمین فآمین ثم آمین - حررہ خادم الطلبہ ابو الغنا محمد عبد المجید غفر لہ اللہ الوحید ابن مولانا المولوی الحافظ ابی الحیا محمد عبد الحلیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم الفرنگی محلی



هو الحكيم الحليم

حامدًا لله المجيد الحميد - ومصليا ومسلما على رسوله الوحيد - وآله الكرماء - واصحابه الرحماء ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين - من الائمة والمجتهدين - سيما امامنا الاعظم - ومقتدانا المكرم - قطب دائرة الشريعة والاحكام - ناظم نظام الملة والاسلام - سيدنا ابي حنيفة وعلى اتباعه المتقين - جزاهم الله عني وعن سائر المسلمين - خير الجزاء - الى يوم البقاء - اما بعد یہ رسالہ نافعہ رد غیر مقلدین مین ایک بہادر مشہور ہے - ہر جملہ اسکا جملۂ مخالفین پر منصور ہے - کیونکر نہو کہ فاضل نحریر عالم عدیم النظیر مشہور بین الاماثل والاقران مولوی محمد منصور علی خان صاحب کی عمدہ تالیف ہے برگزیدہ تصنیف ہے - جسقدر بتعمق نظر فقیر سراپا تقصیر کے دیکھنے مین آئی - فوائد سے مملو زوائد سے خالی پائی مضامین اسکے نہایت نفیس - عبارت اسکی بدرجہا سلیس - ہر سطر گویا شطر ہدایت ہے - ہر برہان قاطع ضلالت ہے - خداوند کریم اپنے فضل عمیم سے اسکو مقبول فرماوے - اور بحرمت آن حضرت علیہ الصلوۃ

والتحیۃ مخالفین کو را مداہنت پر لاوے۔ اللھم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ بحرمتہ
یا ارحم الراحمین۔ حررہ الفقیر الی اللہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید
غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ابن سلطان الشریعۃ برہان الطریقۃ مولانا الحافظ
محمد عبد الحلیم مد ظلہ الظلیل وفیضہ العمیم۔ الفرنگی محلی اللکنوی

هو العلیم الحکیم

للہ در المجیب حیث اتی باجوبۃ صالحۃ منقولۃ فی کتب الفقہاء بترجمتھا مرۃ وبتوضیح اخری
فی دفع شبھۃ خلجت فی توھم ورودھا علی مخالفۃ اقوال المقلدین الحدیث والاخبار الصحیحۃ
المرویۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیث صارت تلک الشبہ ھباءً منثوراً من غیر تعصب واعتساف
بل بنظر الانصاف بالفاظ عذبۃ وبیانات طریۃ وکفی بھذا فمن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور
ولو علی طور سـ وعین الرضی عن کل عیب کلیلۃ + ولکن عین السخط تبدی المساویا +

حررہ العبد الآسی محمد انور علی — محشی کتب صرف ونحو ومعقول ومنقول
عفا اللہ الولی المرادآبادی — مطبوعہ ومصنف نور الحواشی شرح نفیسی

المجیب مصیب فیما اجاب فالہ درہ فیما اجتھد واصاب

نمقہ العبد الراجی رحمۃ ربہ الولی — مدرس مدرسہ جونپور داماد وبرادر زادہ
المدعو بمحمد عباس علی — حضرت مولانا موصوف القدر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیداست کہ در دارکون وفساد امری بزرگ از اصلاح دین خواستن وباحقاق حق برخاستن نبودہ است وبخشائش
ایزدی وتوفیق ازلی بجز کسانیکہ حمیدہ پرشان ہمہ سعادت است وزیور پیرایۂ آنہا تمام کرامت نیست این دولت سرمد عطا نفرمود
پس بشارت باد فخر المعاصرین حامی دین نصیر الائمہ محی السنہ مولوی محمد منصور علی خان را کہ این عطیہ کبری
ارزانی داشتند واعلام نصرتش بنیروی بازوی ان حزب اللہ ھم الغالبون برافراشتند سکہ کرامتش بہ بازار
تحقیق جاری ونقد وقت مخالفان ہمہ وقف کساد بازاری بتسوید این جواب لاجواب کہ سواد وبیاضش عین
صدق وثواب است وحروف ومعانیش مقاصد دقیقہ واسرار مشکلہ حضرات سلف را فتح باب لفظ لفظش صورت
جہان معنی حکمیہ ورق ورق ورقش آئینہ ایست پیکر تائید نفوس قدسیہ روبرو وجہی را کہ تتغیر آیہ کریمہ یرید اللہ لا کما یدعی
کید الخائنین مشوش بود وبمصداق صحیح یحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون لبس وبیش
پیدا شت انشراحی واطمینانی بدست آمد وپای حقیقت بر صراط مستقیم با ثورہ ثبات یافت تقریرش چنان نقش

تحقیق بستہ کہ خصم بیچارہ اگر مضطربانہ زبان بہ تحسین نکشاید چہ کند و براہین عقلیہ و نصوص قطعیہ
چنان بکرسی قبول نشستہ کہ طاعن شرمسار آزادی خریدار اگر بجادہ تسلیم و تقلید قدم نہ نہند بچار و دہند
سعادت طلبان موافق را از ضغطہ تردد در رستگاری رسید و بحقائق دقائق کامگاری مگر محرومان مخالف
را نیز بتفضیح و تذلیل سد باب گستاخی و شوخ چشمی شدہ بوجہ تقلیل جنایت و امتناع منکر تخفیف عقوبت
و توفیق ندامت متوقع است پس شکر گفتنش بر مخالف و موافق واجب و مَن لم یشکر الناس
لم یشکر اللہ از آنجا کہ از کلمہ حق خموشیدن خصوصاً بوقت حاجت و استشہاد بحکم و لا تکتموا الشہادۃ
و من یکتمہا فقد آثم قلبہ امریست ممنوع میگوید سراپا معائب فتح محمد تائب کہ مضامین متفرقہ و
مجتمعہ فتح المبین بچشم انصاف دیدم و بمیزان شعور و تحقیق سنجیدم دعاویش صحیح براہینش قوی جوابش
مسلم سعیش مشکور عملش مقبول یافتم واللہ اعلم



و علمہ اتم ۔ العبد المذنب فتح محمد تائب عفی عنہ

هو العلیم الحکیم

الحق کہ این نسخہ نسخہ الیست پر تاثیر بل در دفع مواد فاسدہ مس قلب منکران تقلید بمنزلہ اکسیر مصنف
علامہ انصار الحق کہ خودش نیز اسم بامسمی منصور ہست بر دہنوات و خرافات پوچ و پادر ہوای مؤلف
ظفر مبین علم خامہ انصاف در مصاف مخالفین سراپا اعتساف برافراشت و در دیدہ حسد الاذہان
کور باطن خاک مذلت انباشت جزاہ اللہ تعالی احسن الجزاء فی الدنیا و الاخرہ و شکر
سعیہ الذی بذلہ لاحقاق الحق و اهتداء الوری ۔



نمقہ الفقیر الشہیر بحافظ فتح محمد فاروقی الحقیر ۔ +

حامداً و مصلیاً

بعد تحمید علام الغیوب و پس توحید ستار العیوب نعت سید الابرار و آلہ الاطہار و اصحابہ الاخیار کے
اس احقر العباد و اصغر الافراد نے کتاب فتح المبین جواب باصواب ظفر المبین کے اکثر مقامات کو
جو غور سے دیکھا تو جوابات مجیب مصیب کو مزیل اعتراضات و دافع مغالطات مؤلف ظفر مبین کے
پایا اللہ تعالی جزاے خیر مجیب لبیب کو عطا فرماوے اور ناظرین کو راہ راست



تقلید سلف صالحین کی دکھاوے ۔ حررہ خادم الشرع المتین محمد شمس الدین عفی عنہ

هو عالم الغیب

اسمین کچھ شک نہین کہ مؤلف ظفر مبین نے محض نفسانیت اور تعصب سے فقہاے مجتہدین خصوصاً

احناف مقلدین کی نسبت اتہام بیجا کیا ہی اور مسائل خلافیہ مین ناحق کا الزام دیا ہی سلف صالحین
اور حضرات ایمۂ دین پر جو کچھ اسنے اپنی خباثت اور جہالت سے مطاعن و اعتراضات کیے مین
اور اپنے زعم فاسد اور عقیدۂ کاسد اور طبع حاسد مین غلط کو صحیح اور ضلالت کو ہدایت سمجھکر بجاے
خود بیان مٹھو بنکر ٹین ٹین کی ہی اور عمل بالحدیث کا مدعی ہو یہ سب مکر و فریب کے رنگ تھے
دین کے پردے مین دنیا کمانے کے ڈھنگ تھے چنانچہ عالم باعمل مناظر بے بدل فاضل یگانہ
علامۂ زمانہ مولانا محمد منصور علی خان صاحب نے اس کتاب فتح المبین مین اونکے دھوکے بازیون
کی ساری قلعی کھولدی اور بزور لبیدۂ جوابات دندان شکن کے خوب ہی اونکی خبر لی- اب اونکو
اور اونکے تابعین کو چون وچرا کی جا نہ رہی خیریت اونکی اسی مین ہی کہ اس کتاب کو دیکھکر سیدھی راہ
اختیار کرین اور اپنی کج فہمی پر بار بار پھٹکار کرین ورنہ اگر چھیڑ چھاڑ سے باز نہ آوینگے اور ذرا بھی اسکی تردید
مین قلم اوٹھائینگے تو بالضرور ہمارے مولانا صاحب موصوف میدان معرکۂ مناظرہ مین علم
اوٹھائینگے پھر تو شبدیز قلم کی ٹاپون سے ہر ایک کی سرکشی کو مثل نقش پا کے خاک مین ملائینگے
اور جبتک کہ ہر مدعی سے حقیت مذاہب اربعہ پر مچلکہ نہ لے لینگے اس میدان سے قدم نہ ہٹائینگے-



وما علینا الا البلاغ - حررہ الراجی رحمۃ ربہ الولی
محمد حامد علی عفا اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی -

ھو الفارق بین الخطاء والصواب

اکثر مضامین اس کتاب فتح المبین کے بجواب ظفر المبین نہایت عمدہ اور لائق عمل اہل سنت جماعت
ہین اور باعث ہدایت وہابیان سراپا ضلالت ہین کیونکہ نہون کہ اسکے ہر ہر مسائلے کا مضمون
موافق قرآن وحدیث کے صاف صاف ہی جو جواب ہی بلا تعصب و اعتساف ہی سچ پوچھیے تو
واسطے فتحیابی بہادران مقلدین کے میدان مناظرے مین ہر فقرہ اس کتاب کا ایک ذوالفقار آبدار
ہی اور ہر سطر اسکی واسطے دفع فتنۂ مخالفین کے ایک ننگی تلوار ہی اور ضمیمۂ تنبیہ الوہابیین کا
تو کیا کہنا کہ اوسکے ہر ہر مسائلے مین مصنف علام نے ایک عجیب التزام کیا ہی کہ مدعیان عمل بالحدیث
کو مخالفت سنت کا صریح الزام دیا ہی اگر ان مخالفین کو کچھ بھی عقل ہو تو حق بجانب اہل الراے
کے جانین اور دل سے حقیت مذہب مقلدین کو مانین خصوصاً اس ضمیمے کو دیکھکر راہ حق
پر آئین لا مذہبی کو چھوڑکر مقلد بنجائین حق تعالی اس فرقۂ ظواہریہ پر مقلدین اہل باطن کا
پرتو ڈالے- اور انکو راہ راست تقلید پر لگا کر آزادی کی دلدل سے نکالے- آمین ثم آمین

یارب العالمین - حررہ العبد الفقیر محمد بخش عفا اللہ القدیر -



تقاریر مثبتۂ دستخط و مواہیر علمائے نحریر و فضلائے مشاہیر شہر کانپور

هو الفتاح العلیم

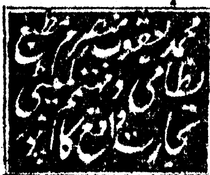
الحمد للہ وحدہ الذی صدق وعدہ ونصر عبدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد اس کتاب لاجواب مسمی بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کو فقیر نے دیکھا مؤلف علام نے اسکو نہایت تحقیق وصحت سے لکھا شاہد مقصود کو لآلی متلالی نصوص آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے مزین فرمایا مضمون صدق مشحون جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا کا جلوہ دکھایا + دفع جدال والزام الد الخصام بوجہ احسن کیا جواب باصواب دندان شکن دیا - دلائل عقلیہ ونقلیہ سے اسکو آئینۂ حق نما بنایا صیقل براہین قطعیہ سے زنگ تعصب کو مٹایا + فی الواقع یہ قول منصور ہے + آمین کلام حق مسطور ہے - حق سبحانہ وتعالی اسکے مؤلف علام فطین نہام عالم عامل فاضل کامل مناظر بے نظیر متکلم نحریر والا مناقب مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی سلمہ اللہ الهادی کو جزائے خیر عطا فرمادے اور آفات دارین سے بچاوے جعلہ اللہ تعالی کاسمہ منصورا وکان سعیہ مشکورا



کتبہ العبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبد الغفار اللکنوی ثم الکانفوری

هو الملهم بالصواب

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب فتح المبین کے شائع ہونے سے ظفر مبین پایۂ اعتبار سے ساقط ہوگئی اور اوسکے مؤلف محی الدین کی ساری وقعت جاتی رہی تمام لاہور اور بلاد ہندوستان مین فتح المبین کا ڈنکا بجا لاندہبون کی شکست فاش کا گھر گھر چرچا ہوا کہ اب مقلدین نے کتاب فتح المبین کا ایسا ہتھیار پایا ہے کہ جسکے مقابلہ مین غیر مقلدون سے کچھ نہ بن آئیگا اور جو کسی نے ذرا بھی چون وچرا کی تو مقلدون سے قائل معقول ہوکر منہ کی کھائیگا - حق تعالی اس کتاب کے مصنف علامہ اور اسکے دیکھنے والون کو منکرین تقلید اور طاعنین فقہ پر ہمیشہ مظفر ومنصور رکھے - اور ان لاندہبون کے زور وفریب سے ہر وقت ہم کو دور رکھے - آمین یارب العالمین - حررہ العبد المذنب محمد یعقوب تجاوز عنہ علام الغیوب - مہتمم کمیٹی تجارت کانپور



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً للہ علی آلائہ و مصلیاً و مسلماً علی افضل رسلہ و خاتم انبیائہ بعد ازین نهفته مباد که درین وقت
کساد بازار علم بعضے از کم مایگان جہالت نشان حرفے چند از ترجمۂ اردوے مشکوٰۃ شریف و غیر آن
دریافته خود را در عداد علما گمرفته اند و طعن و تشنیع براکابر مجتهدین و سب و شتم علماے ربانیین را
ذریعۂ شہرت خود فهمیده درین راه پرخار کورانه رفته اند و از جهل مرکب و سوء ادب که در جبلت این
طائفه مخمرست علم بعض احادیث را محیط جملہ احادیث دانسته اگر کدامی مسائلہ فقهی را خلاف حدیثے
در نظر خودے پندارند علی الاطلاق مخالف کتاب و سنت انگاشته بر مجتهدان دین زبان سب و شتم
می کشایند از انجمله شخصے ست که کتابے درهمچنین طعن و تشنیع ائمۂ دین موسوم بالظفر المبین فی
مغالطات المقلدین بمعرض تحریر درآورده بے علمی خود را بر اہل علم آشکارا گردانید و از کمال تعصب و
نفسانیت بمخالفت حدیث نبوی لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا
البذی مبالات نکرده خود را از کجا تا کجا رسانید اگرچه این همه گریزی و بے راه روی او بهر تغلیط عامی و
و بغرض انحراف جماعۂ از تقلید مجتهدان بود لیکن ازان جهت که خداے تعالی براے هر مبطلے
محققے و براے هر شوریده سرے سرکوبے مقرر فرموده ست وحید عصر عالم مفیض حاضر و بادی
مولوی محمد منصور علی خان مرادآبادی جعله اللہ مؤیداً بالایادی و کاسمه منصوراً علی الاعادی کمر
همت بر رد هفوات او بربسته رشتۂ تالیف این کتاب رشادت نصاب را بانامل تحقیق برکشود و بمصقل
قلم هدایت رقم زنگ تلمیع در زنگ ترصیع از آئینۂ الحق یعلو ولا یعلی برزدود فصار کیده فی
نحره و امن المومنون من ضره و شره بارك اللہ فی علم هذا المؤلف و عیشته و ذات
یده و ایده بتحقیق الحقائق فی رد الباطل و طرده هذا



وانا العبد الراجی شفاعة النبی الامی التهامی محمد عبد اللہ بن الحاج
السید آل احمد الحسینی الواسطی البلگرامی رزقهما اللہ النعیم المقیم و جعل

هو الحق المبین

اما بعد الحمد لخالق الکل والصلوٰة علی افضل الرسل و علی آله و اصحابه هداة السبل
اس احقر خادم الطلبه نے ان ایام مین جو کتاب فتح المبین جواب ظفر مبین کے متعدد مقامات کو دیکھا تو
فی الحقیقت یه کتاب لاجواب سراسر صواب ہے مضمون اسکا موافق ما قال الرسول والاصحاب ہے
پسندیدۂ اولی الالباب ہے - قابل ہدیۂ اصحاب ہے - رعایت قواعد اصول و فروع مین دلیل نایاب ہے

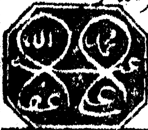
نظر عاقل مین مؤلف ظفر مبین جو صاحب شتم و سباب ہے جسکے نزدیک ایمہ ہدی کو برا کہنا ثواب ہے قابل عتاب اور مستحق عقاب ہے کیونکر فتح المبین کی تعریف نہ کی جاوے مؤلف اسکا عمدۃ الاماثل معقود علیہ بالانامل برگزیدہ اقران فخر زمان فاضل اجل عالم اکمل مقبول بارگاہ لم یزلی مولوی محمد منصور علی سلمہ ربہ العلی ہے۔ خداوند کریم حضرت مؤلف کو جزائے خیر عطا فرماوے اسکے مقابل کو عناد اور تعصب سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔ حررہ الٰہی بخش مدرس مدرسہ فیض عام کانپور



هو الملهم للصواب

مین نے اس کتاب کو جابجا دیکھا جواب شافی تو ہر جگہ پایا مگر بعض جگہ تو نہایت ہی عمدہ دندان شکن جواب دیا ہے اسمین عمدگی نفس جواب کے علاوہ یہ امر بھی لائق تحسین ہے کہ ایسے غیر مہذب فرقے کے مقابلے مین مصنف علام نے تہذیب و متانت کو نہایت دخل دیا ہے جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

کتبہ العبد الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی اصلح اللہ حالہ الخفی والجلی۔ فقط۔



تقاریظ بلاغت مضمون و تقاریر فصاحت مشحون علمائے بریلی و بدایون

هو حافظ دین الاسلام

بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ شریعت حقہ اسلامیہ مین اختلاف ایمہ صحابہ و علما کا موجب رحمت حق سبحانہ کا ٹھیرا دیا گیا ہے اور احادیث کا اختلاف بھی بیان حلت و حرمت وغیرہ مین بخوبی ہو چکا ہے پس منجملہ ایمہ اربعہ مجتہدین اہل سنت کے جس مجتہد کی تقلید درصورت عدم طاقت اجتہاد کے کیجاویگی موجب نجات ہے اور اپنے نفس کی لذت کے واسطے حلال و حرام کو بدل دینا اور برائے نام کبھی حنفی اور کبھی شافعی بنجانا محض خرافات اور طعن کرنا خاص کر حضرت امام صاحب پر سراسر گمراہی ہے کہ اجتہاد اور تقوی اور ورع اور تبحر آپکا مسلم جمہور ایمہ دین ہے اوسکا انکار کرنا وسوسۂ شیاطین پس اس زمانے مین گمراہون نے باتباع روافض کے جو رسائل طعن مسائل حنفیہ مین لکھے ہین وہ سب مطاعن یک قلم باطل ہین کہ احادیث و اقوال صحابۂ کرام سے وہ سب مسائل ثابت ہین چنانچہ اہل سنت نے اپنے رسائل مین اسکی تحقیق کردی ہے خاصکر یہ رسالہ کہ جسکا نام نامی فتح المبین ہے جابجا سے دیکھنے مین جو آیا تو مین نے اسکو تحقیق حق کے ساتھ بخوبی موصوف پایا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرماوے اور گمراہون کو راہ ہدایت پر لاوے۔ کتبہ محمد عبد القادر بدایونی عفی عنہ۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے نزدیک یہ کتاب فتح المبین نہایت مفید اور نافع ارباب تقلید ہی اور ادلۂ سمعیہ و قیاسیۂ
مندرجہ اس کتاب کی درست و سدید مبنی بر صراط مستقیم و نہج رشید آور کیون نہو مصنف کتاب
مولوی منصور علی خان صاحب مرادآبادی حفظہ اللہ تعالے عن شرور الاعادی سے مین
خوب واقف ہون واقعی نہایت ذی استعداد صاحب طبع سلیم و مذہب مستقیم ہین ایام تحصیل
مین بھی جب اس بندۂ ہیچمیرز ہیچمدان ناکارۂ زمان پہ اکثر عنایت فرماتے تھے آور اپنے حسن اعتقاد
سے بعزمیت استفادہ بہنگام انتصاب بندہ بمدرسی اول مرادآباد بعض کتب معقول و منقول
بصورت سبق سناتے تھے تو خود رنگ استقامت اونکی ناصیۂ حال سے ظاہر و نور سلامت
اونکی پیشانی پر تابان درخشان تھا اور طبیعت گونہ سیّالہ و وقّادہ و قوتِ مدرکہ جیدہ و نقادہ
تھی اگرچہ حنفیہ کی جانب سے اس باب مین بکثرت کتب مشتمل براجوبۂ دندان شکن تصنیف
ہوگئی ہین بندہ کو مزید حاجت کچھہ تحریر کی نہین ہی تاہم اسقدر برادران اہل اسلام کی خدمت مین
التماس مختصر ضروری تصور کرتا ہون کہ شیوع اسقدر اس طریقۂ بے قیدی و مطاعن ایمہ خصوصًا
رئیس المجتہدین و راس المحدثین امام ابو حنیفہ کوفی رحمہ اللہ کا اس وجہ سے ہوا کہ اکثر کم استعداد
اشخاص ارباب اذہان قاصرہ نے جب ان ظواہر احادیث کتب مروجۂ شافعیہ وغیرہ مشکوٰۃ مصابیح
و ترمذی یا اونکے تراجم کا مطالعہ کیا جو اکثر مقصور بر احادیث مناسبۂ مذہب شافعی و مالک وغیرہما ہین
اور مضامین ظاہرہ سے بجانب بواطن معانی و مغز و لب لباب مقصود بغور و فکر خائض
انتقال کرنا اونکی قوت سے باہر تھا اور نہ طرق استنباط مسائل سے کچھہ مناسبت بلکہ اجنبیت محضہ
علاوہ ازان وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم جو کچھہ اونمین کسیقدر اہل علم بھی تھے
وہ اسقدر غبار تعصب و نفسانیت مین آلودہ اور بحر کینہ و خلاف و کدورت سینہ مین حنفیہ کے مستغرق
کہ موارد انصاف و مواد تحقیق و تنقیح مقام سے براحل بعید اسیر ہیں اور باعث جرأت و جسارت
کہ مسانید و کتب حدیث حنفیہ مثل شرح عینی و صغانی وغیرہ بر بخاری و شروح مشکوٰۃ از جانب
حنفیہ و معانی آثار طحاوی و شرح عینی بر معانی آثار و مسانید امام و دیگر مؤیدات حنفیہ اکثر کمیاب
یا نایاب ان وجوہ اور انکے امثال سے ان اذہان قاصرین مین یہ خیال بندھا کہ یہ مسلک
حنفی مبنی بر مجرد رائے و عقل مثل فلسفہ مخالف احادیث صحیحۂ نبویہ ہی اور اگر کہین کوئی حدیث مطابق
بھی اونکے آگئی تو وہ ضعیف ہی کیونکہ صحاح و حسان تو محصور انھین صحاح ستہ مین ہین اور اسیوجہ سے

انکا اصحاب الرای نام رکھا گیا ہی کشف ان وساوس وشبہات کا اگرچہ قرار واقعی اس ناچیز نے
اجوبۂ راضیہ اور مقدمۂ حواشی شرح وقایہ مین کر دیا ہی مگر اسوقت اوس سے قطع نظر کر کے صرف اسقدر
عرض پر اکتفا کرتا ہون کہ حنفیہ کی جانب ہر ہر مسائلہ خلافیہ وغیر خلافیہ مین نصوص قرآنی واحادیث
بکمال صحت وقوت متن وسند بکثرت موجود و موافقت مذہب امام احمد ابن حنبل کی جو مبنی
بر ظواہر احادیث وآثار ہی بمذہب امام الایمہ اکثر مسائل مین ادل دلیل ہی مطابقت مذہب حنفی
کی ظاہر اخبار وآثار کے ساتھ خیر اس سب سے در گذریے توجسطرح ہم عامیان بے دست وپا کو مسائل
اجتہادیہ غیر منصوصہ مین بدون تقلید کوئی چارہ نہین ہی اسیطرح مسائل منصوصۂ خلافیہ مین بھی
بغیر تقلید امام کوئی صورت بطور استقامت ممکن نہین ہی یہ موازنہ ہر دو کفۂ جانبین کا اور رجحان
ایک پلے کا بنظر امعانی وعمیق در جملہ نصوص متعلقۂ مسائلہ با مراعات جمیع اطراف وجوانب مراتب
ومدارج از روے یقین وجزم ومراتب مختلفۂ ظن واسناد ومتن از روے رجال واضطراب
ودلالت واقتضا وصراحت واشارت وغیر ذلک حصہ ونصیبن ایمہ مجتہدین بالخصوص ربعۂ متنا سبہ
کا تھا جو ہمہ تن اسی نقادی اور پرکھنے مین باکمال فراغ جہد در طرق اجتہادیہ تمام عمر اپنی جان
صرف کر گئے اور وہ بھی بوجہ سہولت اسباب وقلت آرا واختلاف وقدسیت وملکیت نفوس
وآلات برکات وانوار قرب عہد نبوی یہ امر متعذر الحصول بارادۂ تائید وتفضیل دین محمدی اونکی
ارواح مقدسہ کو عنایت کر دیا گیا تھا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ورنہ ذرا غور فرمائیے
کہ کتاب صحیح بخاری جو درباب صحت بعد کتاب اللہ الباری معدود ہی اوسکے رجال احادیث مین
بھی بکثرت کلام موجود اور انتقادات دارقطنی وغیرہ مشہور ومشہود ہان یہ کہیے کہ رجحان اوسمین
بجانب توثیق وتعدیل ہی مگر اختلاف مین شک نہین پھر اگر حدیث صحیح باصح الاسانید بھی ملجاوے
تو عمل اوسپر اوسوقت ممکن ہی کہ عدم منسوخیت اوسکی معلوم ہو اور کوئی معارض عقلی ونقلی
راجح یا مساوی موجود نہو ناسخ ومنسوخ کے علم کی کیفیت کہ جسقدر اہتمام واعتناے شان اس
بارے مین بلکہ عامۂ ابواب مین کلام باری کا کیا گیا ہی اور مساعی بلیغۂ جلیلہ وجہود جمیلۂ جزیلہ
اسمین صرف کیے گئے ہین اوسکا عشر عشیر بھی دوسری شے مین نظر نہین آتا اور اس نظم معجز کے
منسوخ تلاوت ومنسوخ حکم وغیرہ کی باتم تفصیل بحث وتفتیش کی گئی ہی تاہم جو اختلافات تعداد منسوخات
وتعیین ناسخ ومنسوخ مین بکثرت واقع ہوئے وہ کسیقدر مطالعۂ تفسیر اتقان سیوطی سے ظاہر ہین
پھر احادیث کا کیا حال پوچھنا ہی کہ تواریخ ارشاد کا علم تو اور چیز ہی شان ورود بھی اکثر مین نامعلوم

اور اگر کچھہ علم ہوا بھی تو اکثر بطرق ضعیفہ ہان البتہ وہ زمانہ قرب عہد کسیقدر صالح و سزاوار تنقیح و تنقید
تھا جس سے کوئی امر ایسا حاصل ہونا ممکن تھا کہ اوس سے طبیعت کو سکون و طمانینت حاصل
ہو جائے اگرچہ بطور قطع و جزم دشوار ہو پھر معارض کو خیال کیجیے کہ فقدان معارض عقلی کے
مقامات تو شاید کچھہ نکل بھی آئین اگرچہ عدم علم سے علم عدم ضروری نہین ہی مگر معارض نقلی کے
مفقود ہونے کا علم ہونا تو ایسا امر متعسر بلکہ قریب بہ متعذر ہی کہ غالبًا یہ اونھین نقادین سلف مجتہدین
کا حصہ تھا اسوقت مین تو اگر کوئی مجتہد مطلق اونسے اعلے درجے کا بھی پیدا ہو تو بظاہر ماورائے
امام مہدی مؤید بتائید غیبی کے اس امر پر باتم طرق حاوی و قابض ہونا اوسکا محال عادی
نظر آتا ہی اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم کا معارض نقلی ہی کہ جو مشاہدۂ عین شریعت غرائے حنیفہ سے
اصول شرعیہ مقررہ کے اکناہ و حقائق بنمط سرایت و حلول فی مواد الشریعۃ معلوم کرکے اوسکے
انہار و بحور کے سیلان و روانگی باحاطۂ اشکال و اعماق مجاری کے طرق و مناہج پر وقوف
کلی حاصل کیا جاتا ہی جو مخصوص موہوب و نصیب ارباب اجتہاد و مکاشفان شریعت کے ساتھہ تھا
یہ مضمون خبر اوس منبع اور اوس نمط روانگی و طرز سیلان و جریان کے مخالف نہو چنانچہ موضوعیت
حدیث بھی بعض جگہ اون مجاری ظاہرہ کے وقوف سے ارباب تحدیث نے دریافت کی ہی مگر تدقیق
نظر و تعمق فکر اس باب کی جو اون ارباب اجتہاد کو حاصل تھی اصحاب تحدیث کو اوسمین سے
حصۂ یسیرہ حاصل تھا بلکہ بغایت نظر جلی اس امر کی عنایت ہوئی تھی اور ایک قسم معارض نقلی
کی یہ ہی کہ مضمون خبر کسی صریح آیت یا ظاہر نص و مفسر و محکم یا اشارت و دلالت و اقتضا یا عموم
و اطلاق یا خصوص و تقیید کسی آیت کریمہ کی معارض و منافی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی
یہ ہی کہ کسی دوسری صحیح حدیث کے مخالف ہو گو وہ حدیث صحیح مابین دفتین بخاری یا مسلم
مکتوب و مسطور نہو خواہ رجال اسناد اوسکے رجال الصحیحین یا احد الصحیحین ہون یا نہون اور
علے شرط البخاری یا مسلم ہون یا نہون مگر وہ حدیث اونکی قوت ضبط و عدالت سے واصل بدرجۂ
صحت ہو بلکہ حسن بھی معارض صحیح اوسوقت ہو سکتی ہی کہ قوت دلالت و مزید صراحت و قطعیت
مدلول مین صحیح سے بغایت اقوی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ مضمون خبر کی وہ حدیث
معارض واقع ہو کہ گو بوجہ روات سافلہ بہ نسبت ہمارے اس طریق وصول سے اوسمین ضعف
ناشی ہوا ہو مگر زمانۂ مجتہد مستدل تک کے روات مین ضعف اصلا نہوا اور وہ استدلال اوسکا بہمہ
وجوہ تام ہوا اور شاید کہ اکثر احادیث حنفیہ مین اگر ہو تو اسی طرز کی مطعونیت لاحقۂ زمانۂ مابعد الہم

طاری ہوگئی ہوگی جس سے مسائل امام مین کچھ اختلال نہین ہوسکتا جیسا کہ شیخ عبدالحق بھی شرح سفر السعادت مین تحریر فرماتے ہین بلکہ بعض متعصب نفس روایت امام سے اوس حدیث کو ضعیف کہتے ہین نہ بروات مابعد و نہ بروات ماقبل جیسے حدیث نہی قرارت فاتحہ خلف الامام اور فقدان ایسے معارضات کا علم بدون احاطہ وتعمق کامل جمیع احادیث مرویۂ صحاح وسنن ومسانید ومستدرکات ومصنفات ومعاجم و دیگر اصناف تصانیف حدیث علی وجہ الاستیعاب مع الامعان الکامل کے نہین ہوسکتا جنمین سے آجکل کے محدثین اہل تخفیف کو اکثر کے نام بھی مسموع نہوئے ہونگے چہ جاسے معاینۂ صورت چہ جاسے عبور و مطالعہ باقی احاطہ واستیعاب ورا و سیر غور کامل تو اور چیز ہی علاوہ ازان اسباب مہیا بھی ہو تو حصر جمیع کتب اوس مقدار مہیا مین ممنوع بلکہ غیر ظاہر اور بفرض محال وہ حصر بھی مسلم تو حصر جمیع احادیث صادرہ کا اس مجموع مین کیا ثبوت کل متفرقات کے بحیث لایشذ عنہ شئی مکتوب مدون ہونے پر کیا دلیل وبرہان قائم ہی محتمل ہی کہ مثلا امام کو وہ حدیث پہنچی ہو جو انمین غیر مدون ہی پھر ہماری عقل بلا وجہ ثبوت جانبین فیصلۂ مقدمہ کر دینے پر کس طرح قادر ہوسکتی ہی یا کسی جانب کو ترجیح دیسکتی ہی اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ یہ مضمون خبر کسی حدیث مشہور الفحوی یا اقوال وتعامل وعمل آمد صحابہ یا مذہب راوی کے صراحۃً مخالف ہو یا بروایت واحد فیما یعم بہ البلوی یا متعلق ابتدای احکام وحدود یا عدم علم خلفای راشدین ہو یا باوجود اہم فرائض عامہ واحکام ضروریہ کے غیر مشہور ومستفیض فیما بین الصحابہ ہو اور سوا اسکے اور بہت وجوہ ہین اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ اجماع یا مقتضای اجماع کے خلاف ہو اور ایک قسم یہ ہی کہ باوجود روایت غیر فقیہ کے جمیع اقیسۂ ظاہرۂ شرعیہ کے منافی ہو پھران سب کی تفتیش اور پھر معارضے کے جمیع اخبار واصناف کا احاطہ تام کرنا ہم بانصاف آپ ہی سے پوچھتے ہین کہ آپ سے یا اس سے کچھ قبل کسی سے ہوسکتا ہی پھر یہ سب اس تقدیر پر ہی کہ وہ حدیث قطعی الدلالۃ علی معناہ غیر محتمل تاویل وتخصیص ہو ورنہ اگر ایسا ہی تو احادیث معارضہ ومخالفہ کہین نکل بھی آئین تو تاویلات کثیرہ ومعانی جمہ کے محتمل تخصیصات بسیار واحتمالات بیشمار و نہین راہ پائے ہوسے کہ اگر مضامین متعلقہ غیر ظاہرہ ہی بوجہ کسی حدیث ضعیف منجبر الکسر متعددۃ الطرق قابل احتجاج کی وجہ سے اخذ کرکے معمول بہ ہون تو اسکا نام مخالفت کوئی رکھ سکتا ہی بلکہ اگر بنظر اثر ضعیف غیر شدید الضعف ولا کثرۃ الطرق باوجود قطعی الدلالۃ ہونے کے بنظر تطبیق بین الحدیثین معنی محتمل غیر ظاہر حدیث قوی کے لیے جائین تو اسکا نام بھی مخالفت حدیث نہین ہی ہان اگر ہو تو مخالفت ظاہر بعض ضرورت کہہ سکتے ہو یہ کل مضمون جیسا کہ وقت بالبداہت بنا ہی لزوم عقلی ونقلی تقلید پر کیفیکہ باشد تعلق جملہ مسائل قیاسیہ

واجتہادیۂ غیر قیاسیہ بطور احسان وتبرع تحریر کیا گیا ورنہ اس سے قطع نظر کرکے اگر دیکھیے تو ہر طالب تحقیق وتنقیح باانصاف کو بعد مطالعۂ موطای محمد ومعانی آثار طحاوی وکتاب الآثار امام محمد ومسانید امام اعظم ومرقات ولمعات وفتح البیان ومواہب الرحمن وبرہان وعقود الجواہر وشرح عینی بر بخاری وہدایہ وشرح صفائی بر بخاری وفتح القدیر وشرح عینی بر معانی الآثار وادلۂ کاملہ ودیگر مؤیدات حنفیہ یہ امر واضح وہویدا وبہید انصب العین مثل عین الیقین کالشمس فی نصف النہار ہو جائیگا کہ ادلۂ سمعیہ واحادیث ونصوص بجانب حنفیہ نہایت صریح وقوی وصحیح ظاہر الدلالۃ جملہ مسائل خلافیہ وغیر خلافیہ پر موجود ہین بلکہ بمعاینہ فتح القدیر ہی عجب نہین کہ بعد عبور واستیعاب نظر حق بین انصاف پسند یک لخت بیساختہ برعکس مشہور یہ کہہ اوٹھے کہ امام شافعی اصحاب الرای مین سے ہین اور امام ابو حنیفہ رح اصحاب ظواہر مین سے جیسا کہ شیخ عبد الحق بھی اسی طور کا مضمون تحریر فرماتے ہین بلکہ اگر صرف اصول حنفیہ دربارۂ اتباع حدیث ضعیف ومرسل ومنقطع وغیرہ وترک قیاس بمقابلۂ ہر قسم حدیث واقوال صحابہ وتقلید صحابی وتابعی مشہور الافتا بزمانۂ صحابہ مطالعہ کیے جائین تب بھی شاید حنفیہ کو ظاہر یہ کہدینا کچھ بعید نہو گا باقی تحقیق وتفصیل عامۂ مسائل حنفیہ بربنای نصوص واخبار وآثار وسنن واحادیث ہمارے حاشیۂ شرح وقایہ موسوم بصرح الحمایہ علی شرح الوقایہ اور اوسکے مقدمے وشرح مسند امام بروایت حصکفی مسمی بہ تنسیق النظام فی مسند الامام مین مذکور ہین جسکو منظور وسطمح نظر ہو اوسکا مطالعہ کرے

[illegible]

العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ ربہ ذی المنن المدعو بمحمد حسن عفا اللہ عنہ ماجناہ فی السر والعلن السنبھلی سکنا الاسرائیلی نسبا والحنفی مذہبا

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حمدا لک یا من عممت نعماؤہ وسعت آلاؤہ - وجودہ واجب قدیم وصلوۃ وسلاما علی خاتم الانبیاء والہ الاصفیاء وصحبہ الاصدقاء الاکرمین عند اللہ العظیم وبعد فلا یخفی علی من طالع الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین انہ کتاب حسن ضخیم ولم لا صنفہ العالم الاجمل الفاضل الارشد الکریم ابن الکریم محمد منصور علی بن محمد حسن علی المراد ابادی رحمہ الرب الرحمن الرحیم وانی لقد شفتہ مقاما بعد مقام من اولہ واوسطہ والختام فوجدتہ موافقا للسنۃ والکتاب الکریم ولا شک فی ان مصنفہ اید الحنفیۃ عموما وروح روح ابی حنیفۃ خصوصا جزاہ اللہ تعالی وایانا خیر الجزاء ورزقنا شفاعۃ خیر الشافعین بیوم عظیم وثبتنا علی ملۃ حنیفۃ ونصرنا علی عداء ابی حنیفۃ وادخلنا معہ جنات النعیم - وانا الفقیر المذنب العاصی بانواع المعاصی الخاطی الاثیم خادم الفقراء والعلماء الراجی رحمۃ ربہ المحسن الرحیم ومستمد کرمہ ولطفہ العمیم ابو بکر علی ... اللہ الشہیر علی احمد محمود اللہ شاہ القادری

الجشتی النظامی المذاقی کان للهادی الباقی العزیز الحکیم بن سیدی لولد مولائی الماجد۔ ذی العز والجاہ الحافظ علی سلہ اللہ الحاج الرئیس القادری المجیدی الصدیقی المحمدی الارشدی البدایونی سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ وزادنی فضلہ الجسیم۔ یوم الاربعاء الثامن عشر من اولی الجمادیین والمائۃ الثالثۃ بعد الالف من ہجرۃ رسول الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم احسن التسلیم



عبدہ اعجاز احمد نوشہ مذاقی شیخوپوری عفی عنہ



ھذا التحریر صحیح خادم القوم السید عنایت احمد النقوی بن السید مطیع احمد بدایونی



غضب ہی جودت طبع مصنف + لکھوں کیا مدحت سحر البیانی + جو ہوتی نیلگوں ورقوں پہ تحریر + تو کہتا میں کتاب آسمانی + سبحان اللہ مضامین ہیں یا گلدستہ ریاحین۔ طبع کی روانی ہی یا جادو بیانی۔ جو مضمون ہی یکتا ہی جو طرز ہی وہ نرالا ہی ہر جواب لاجواب۔ ہر اعتراض زبان عدو پر مقراض تحقیق و تدقیق مصنف علام قابل داد۔ جہین طعن و تشنیع کا پورا پورا انسداد الٰہی یہ اعجاز بیان اہل خرد کے واسطے بہار ہو کج فہموں کے حق میں کھٹکتا ہوا خار ہو



حامدًا ومصلیا۔ فتح المبین کتاب بہت ٹھیک اور باصواب ہی۔ جو اسکے مطالب حقہ کو نمانے دونون جہان مین خراب ہی۔ یہ تحقیق و تدقیق بن پڑنا بوحنیفۂ کوفی صوفی کی کرامت ہی۔ جو اسپر بھی نہ سمجھے اوسکی بیان در پردہ اور وہان ظاہرا شامت ہے فقط



نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ حضرت مؤلف فتح المبین کی سعی وحمایت دین ونصرت مذہب مقلدین کا دل وجان سے ثنا کر ہوں خواہ غائب ہوں خواہ حاضر ہوں۔ آن غیر مقلدون کی طرف سے خصوصًا بجانب مؤلف ظفر مبین محی الدین کہ درحقیقت ممیت الدین ہی جو زبان درازیان اور دریدہ دہنیان بنسبت ائمۂ مجتہدین اور علماے مقلدین کے معرض ظہور مین آئین سب کا جواب باصواب بدلائل احادیث وقرآن کے اس کتاب مین مذکور ہی اور ہر طعن کا دفعیہ نہایت تہذیب کے ساتھ بحوالہ کتاب وسنت مسطور ہی مصنف علام نے تحریر جوابات مین منصب حفظ مراتب کا بخوبی ادا فرمایا فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ جسکے دیکھنے سے ہر ایک کی آنکھون مین ہدایت کا نور آیا آن لامذہبون کا فتنہ دجال کے فتنے سے کم نہین ہی انمین سے دشمن مقلد تو دشمن دین ہی بلکہ ایسے دشمنون کا دوست بھی مصداق مبین المقربین ہی مسلمانون کی صورت مقلدون سے کدورت لاحول ولاقوۃ جہان تقلید کو چھوڑا لامذہب ہوگئے۔ ادہر کے نہ ادہر کے

درمیان مین مذبذب ہو گئے پھر جو اس تذبذب سے نکلے تو خاصے آزاد بنکر نیچریت مین کامل ہوئے پرانے فیشن کو چھوڑ کر نئی روشنی والون مین شامل ہوئے اب کیا پوچھنا کہ ٹھیٹ اسلام کے نیچری ہین اور ترقی قومی اور ہمدردی کے کلمات زبان پر جاری ہین علمای سلف پر لعن وطعن کی بوچھاڑ ہے حضرات صوفیہ پر زٹل قافیون کی بھرمار ہے یہ مجرد خیال وامکان ذاتی نہین بلکہ واقعی ہے کہ مصادیق وافراد اس معنی کے علیگڈھ و دہلی و لکھنو و حیدر آباد و مدراس و کلکتہ و عظیم آباد وغیرہ مین موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھہ آوے اللہم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجعلنا منہم۔ امین یا رب العلمین



بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لاسیما علی هذا النبی المجتبی والحبیب المرتجی وآلہ واصحابہ اهل التقی والنقی وعلماء امتہ ومجتهدی ملتہ والمقلدین لهم باحسان دائما ابدا حضرت حق تبارک وتعالی نے اپنی رحمت کاملہ ونعمت شاملہ سے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم پر قرآن عظیم و ذکر حکیم نازل فرمایا تبیانا لکل شئ جسمین ہر چیز کا روشن بیان ہے مگر اوسکی ہر ظہر کے لیے ایک بطن ہے اور ہر بطن کے لیے ایک اہل وتلک الامثال نضربها للناس وما یعقلها الا العلمون ۝ کہاوتین کہی توسبکی لیے ہین پر اونکی سمجھہ اونھین کو ہے جو علم والے ہین الرحمن فسئل بہ خبیرا اہل خبرت سے سوال ضرور ہے ہر فہم قاصر اوسکے ادراک سے معذور ہے فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۝ ذکر والون سے پوچھو اگر تمھین خبر نہو ۝ وکل العلم فی القرآن لکن ؛ تقاصر عنہ افهام الرجال ؛ اگر قرآن عزیز کو سب سمجھہ لیتے تو وہ تو تفصیل کل شئ ہے حدیث بھی محض مہمل وبیکار رہ جاتی اسی لیے ارشاد فرماتے ہین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نهیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ نہ پاؤن مین تم مین کسیکو اپنے تخت پر تکیہ لگائے کہ آئے اوسکے پاس میرا کوئی حکم جو مین نے کرنے کو کہا یا نکرنے کو تو بولے مین نہین جانتا ہم نے جو خدا کی کتاب مین پایا اوسکی پیروی کی رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ والبیهقی فی دلائل النبوۃ عن ابی رافع رضی اللہ تعالی عنہ اور فرماتے ہین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ سن لو مین دیا گیا قرآن اور اوسکے ساتھہ اوسکا مثل یعنی حدیث اخرجہ الدارمی وابو داؤد وابن ماجۃ

عن المقدام بن معد یکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہین انہ سیاتی ناس یجادلونکم بشبہات القران فخذوہم بالسنن فان اصحاب
السنن اعلم بکتاب اللہ رواہ الدارمی عن عمر بن الاشجع ای عزیز اسی گمراہی کی شامت
ہے کہ وہ پیٹ بھرا بفکر اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے جب اوسے حدیث پہونچے کہتا ہے ہم یہ حکم
قرآن مین نہین پاتے قاتلہم اللہ انی یؤفکون ○ جان ای برادر ایسا ہی ہوتا تو عیاذاً باللہ حضرت
حق سبحانہ وتعالیٰ کا یہ ارشاد وما اتکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہوا جو تمھین
رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے باز رہو محض لغو تھا لہذا حضور سید المرسلین صلوات اللہ
وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین نے قرآن کے مجملات کی تقریر مشکلات کی تفسیر محتملات کی تعیین مبہمات کی
تبیین مطویات کا اظہار مخفیات کا اسفار فرمایا اور وجہ شریعت غرا وبیضا سے نقاب وحجاب کو اوٹھایا
فصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی الہ قدر رجاہہ وجلالہ وفضلہ وکمالہ یہانتک
تو صحابۂ کرام وفحول مجتہدین کی تسکین ہوئی کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا نہ فرماتے
تو ان ارکین ملت واساطین شریعت کا ذہن ثاقب وفکر صائب بھی دامن ادراک سے کوتاہ دست
رہجاتا اسیلیے ارشاد ہوا یعلمہم الکتٰب والحکمۃ یہ نبی اونھین کتاب وحکمت سکھاتا ہے صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کتاب عزیز خود سمجھہ مین آسکتی تو تعلیم کی کیا حاجت تھی مگر ابھی احادیث کی
غیر فقہا وصحابۂ کرام کے حق مین وہی کیفیت تھی جو قرآن عظیم کی صحابہ وفقہا کے سامنے لہذا سید
سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اجلۂ ائمۂ محدثین وشیوخ بخاری ومسلم سے ہین ارشاد فرماتے
ہین الحدیث مضلۃ الا للفقہاء حدیث گمراہ کردینے والی ہے مگر مجتہدون کو امام عبدالرحمن
بن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہین السنۃ المتقدمۃ من سنۃ اہل المدینۃ
خیر من الحدیث اہل مدینہ کی سنت قدیم روش حدیث سے بہتر ہے سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ فرماتے ہین العمل اثبت من الاحادیث تابعین مین کچھ لوگون کو اونکے خلاف
پر حدیثین پہونچتین تو فرماتے ما نجہل ہذا ولکن مضی العمل علی غیرہ ہین یہ حدیثین
معلوم ہین مگر عمل تو انکے خلاف پر ہوچکا ہے محمد بن ابی بکر بن جریر سے جب اونکے بھائی کہتے
لم لم تقض بحدیث کذا تم نے فلان حدیث پر کیون نہ حکم دیا جواب دیتے لم اجد الناس
علیہ مین نے لوگون کو اسپر نہ پایا کل ذلک نقلہ الامام العلامۃ ابن الحاج فی مدخلہ
لاجرم تقلید کی ضرورت ہوئی اور اوسکے وجوب مین کسیطرح کا کلام نرہا اور کیونکر نہوگی حالانکہ

ہر شخص جمع ادلۂ شرع وحفظ آیات واحادیث واحکام وغور کامل وفحص بالغ وتامل صادق و مراعات وجہ ترجیح وتطبیق ودفع تعارض وتمیز ناسخ ومنسوخ وعلم اقسام نظم ومعنی ومواضع اجماع وانواع حدیث ونقد رجال وادراک مورد ومقتضی واسباب نزول وطرق تعلیل سے متصف نہ اوسپر غیر مجتہد کو قدرت میسر ہے کیا یہ مرضی ہے کہ ان مدہوشوں کی طرح ہر جاہل بے تمیز خر بے لجام وشتر بے مہار کردیا جائے آہ عزیز وتم کیا اور تمھاری بساط کتنی بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لم تجدوا ماء کے معنی پانی حقیقۃً نپانا سمجھکر ایک زخمی کو تیمم کی اجازت نہ دی وہ نہایا اور انتقال فرمایا حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو خبر ہوئی ارشاد فرمایا قتلوہ قتلھم اللہ الا سألوا اذا لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال اونھوں نے اوسے قتل کر ڈالا اللہ اونھیں قتل کرے کیوں نہ پوچھا جب نجانتے تھے کہ تھکے کی دوا تو پوچھنا ہی ہے رواہ ابو داؤد عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما النطمۃ للہ ایک سفیہ جاہل کہے کہ خدا ورسول کا کلام سمجھنا کچہ مشکل نہیں نہ اوسکے لیے بڑا علم چاہیے کہ قرآن تو ان پڑھوں کے سمجھانے کو اوترا ہے ای غافلو اگر یہی جانتے ہو تو کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا سیدنا عبد اللہ بن عباس وحضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہم کے لیے تعلیم کتاب کی دعا مانگنا کارواہ البخاری والامام احمد محض عبث وتحصیل حاصل وتشبیہ بالغزل تھا نہیں نہیں جبرا ماننا پڑیگا کہ بیشک خدا ورسول کا کلام سمجھنا سخت دشوار ہے اور بیشک دسکے لیے علم غزیر وسامان کثیر درکار ہے لہذا حضرت حق تعالی وتقدس کی رحمت عامہ ورافت تامہ نے کہ اس امت مرحومہ کے حال پر روز ازل سے بنہایت وفور متوجہ ہے ان اکابر دین وعمائد یقین کو توفیق بخشی کہ شریعت مطہرہ کی ہر گنجلک کو بیان اور ہر مشکل کو آسان کردیا حکم احکم فاعتبروا یا اولی الابصار کا بار ثقیل اپنے دوش ہمت پر اوٹھایا فجزاھم اللہ عن الاسلام خیر جزاء وھنا ھم بکل سرور یوم الرؤیۃ واللقاء امین۔ اب جسطرح حضور پر نور نبوت علیہ افضل الصلوۃ والتحیۃ کی حدیث عیاذا باللہ کچھ قرآن سے جدا نہ تھی بلکہ اوسی کے مکنونات ومغیبات کو منصۂ ظہور مین لانے والی تھی اسی لیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا حسبنا کتاب اللہ فرمانا صحیح ومقبول ٹھہرا اسیطرح ان آبائی امت وفقہائے شریعت منظاہر علیہ انما انا لکم عنزلۃ الوالد علیکم کے ارشادات بھی مُظہر احکام خدا ورسول ہیں نہ مثبت والعیاذ باللہ تعالی تو انمین سے کسی پر طعن کرنا بعینہ قرآن وحدیث پر حرف رکھنا ہے علی الخصوص حضرات مطہرہ ائمۂ اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کہ انھیں جو حسن قبول

وتلقی امت بالاقتدا سے بہرہ وافی ملا وہ او نیز ایک خاص فضل الٰہی تھا یہانتک کہ صدہا سال سے
فرقۂ ناجیۂ اہل سنت انھین کے اتباع مین منحصر اور انھین کے اتباع پر مقتصر ہی کما اثر العلامۃ الطحطاوی
فی حاشیۃ الدر ا محروم اور سخت محروم ملوم ادر پورا ملوم وہ بے برکت بے سعادت خودی
پسند بے قید و بند جو ان حضرات مین سے کسی پر معاذ اللہ بحکم عناد و طینت فساد ادنی تشنیع
کر کے اپنی زبان کو آلودۂ ہزار خباثت کرے یہ سب ایمۂ رشد و ہدی ہین اور ان سب کے پیرو
سالکان راہ خدا جزاہم اللہ عنّا خیر الجزاء علماے دین تصریح فرماتے ہین کہ حضرات
ایمۂ مجتہدین اماتنا اللہ علی حبہم واتباعہم بالیقین تمام اولیاے باقیین سے افضل و
اکمل ہین قال سیدی عبد الوہاب الشعرانی رحمہ اللہ تعالی فاعتقادنا ان اکابر
الصحابۃ والتابعین والایمۃ المجتہدین کان مقامہم اکبر من مقام باقی الاولیاء
بیقین پھر انسے عداوت ملک جبار قہار جل جلالہ سے لڑائی باندھنا ہے قال ربنا تبارک
وتعالی فیما یروی عنہ نبیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من عادی لی ولیا
اذنتہ بالحرب رواہ البخاری جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھیگا مین اوس سے
لڑائی کا اعلان کر دونگا - اُف ری ہمت ان لوگون کی اور بل بے جگر سے ان بہادرون
کے جو خدا سے خم ٹھوک کر لڑنے کو طیار ہین ربنا نسألک حسن الادب مع جمیع
اولیائک آمین اللہ تعالی اس کتاب مستطاب فتح المبین کے مؤلف کو جزای خیر کرامت
فرمائے کہ اونھون نے دشمنان دین کی سرکوبی فرما کر قلوب مومنین کو شفا اور صدور منکرین
کو زیادت غیظ و شقا بخشی فرحم اللہ من شفی و اشتفی واغنی وکفی والسلام
علی من اتبع الہدی - قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ عبدہ المفتاق الیہ الکل
علیہ عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی
اصلح اللہ احوالہ وجعل الی خیر مآلہ وبمثلہ لکل مؤمن و
مؤمنۃ آمین ثم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین -



عبارات مثبتۃ مواہیر و دستخط علماے دیوبند وسہارنپور و گنگوہ

باسمہ سبحانہ - بعد حمد وصلوۃ معلوم ہو کہ اس کتاب کو بندے نے اکثر مقامات
سے دیکھا حق یہ ہے کہ بعض جا پر تو بہت ہی عمدہ لکھا ہے اور بعض مقام پر بقدر ضرورت جواب دیا



بہر حال مضمون اسکا ر دہفوات محی الدین مؤلف ظفر مبین کے لیے
کافی ہی اور واسطے ہدایت مخالفین کے وافی فقط حررہ رشید احمد گنگوہی۔






ہم مدرسین مدرسہ دیوبند جناب مولانا
مولوی رشید احمد صاحب کے ہمزبان
ہین اور مہر اسی پر کرتے ہین۔ فقط

حامدا و مصلیا۔ مین نے اس کتاب کو مقامات متفرق سے دیکھا مصنف سلمہ اللہ تعالے
نے جوابات مین طریق انصاف اختیار کیا اور خیانات مؤلف مطاعن کو ظاہر کردیا ہی اور حق کو
باطل سے جدا فرمادیا۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزا اس فرقے نے ایمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو
مثل آجکل کے نیم ملاؤن خطرۂ ایمان کے گردانا ہی بلکہ اونسے بھی کم کہ اونکی تقلید چھوڑ کر انکی پیروی
اختیار کی ہی استاذی جناب مولانا حافظ احمد علی صاحب سہارنپوری مرحوم فرماتے تھے کہ امام بخاری
رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ترمذی ہین لیکن اونھون نے فقہا کی ذیل مین کہین بھی اپنے استاد
کا نام نہین لیا پس جب بخاری ایسے شخص باوجود اس علم و فضل کے اس قابل نہوئے کہ انکا
فقہا اور مجتہدین کی ذیل مین نام لیا جاوے تو اور کس شمار مین ہین پس اصل یہ ہی کہ جسکو



نور عقل و فہم سے ازل مین نصیب نہین ملا وہ مجتہدین کے مقام کو
کیا سمجھے ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ فقط

الحمد سہر آن چیز کہ خاطر میخواست ✦ آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید ✦ کتاب ظفر المبین ایک
زمانے مین نظر سے گذری تھی بعض بعض مقامات جو اوسکے دیکھے گئے بجز طعن و تشنیع ایمہ
سلف کے اوسکے مؤلف کا مقصد اور کچھ نہ معلوم ہوا اور جہانتک مؤلف صاحب کی
زبان نے یاوری کی اوسیقدر اپنے مقصد کے ادا کرنے مین درگذر نہین کیا معاذ اللہ من
شرور انفسنا کتاب ہذا مین ہر جواب بھی وہ جواب لکھا گیا ہی کہ جسکا جواب نظر نہین آتا۔ اللہ تعالے
مصنف علام کو جزای خیر عطا فرماوے اور اس نسخے کو مقبول خاص و عام کرے



حررہ خلیل الرحمن ابن مولانا احمد علی السہارنپوری علیہ الرحمۃ والرضوان

تقاریظ و مواہیر و دستخط علماے کاملین شہر مرادآباد و علیگڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ

محمد الذی قال من یرد اللہ خیرا یفقهه فی الدین اما بعد فقد طالعت هذا الکتاب المسمی بفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین وتاملت فیه فوجدته حقا صریحا وصدقا نصیحا بالاذعان والیقین قد سلک المصنف سلمہ اللہ تعالی مسلک ارباب التحقیق وابطل مکائدهم ومطاعنهم بتقریرانیق علی الاصول الراسخة للامام الفهام القمقام الذی هو سراج لامة نبی اخر الزمان الشیخ المشهور بابی حنیفة نعمان۔ جزاه اللہ عنا وعن جمیع المسلمین۔ حرره



العبد المفتقر الی رحمة اللہ الغنی ابو المکارم المدعو بمحمد قاسم علی المرادابادی

حامدا ومصلیا ومسلما بندہ ضعیف نے کتاب فتح المبین کو چند جا سے بامعان نظر وغور کامل دیکھا تو الفاظ وعبارات بغایت درست اور جوابات اوسکے اعلی درجے کے نہایت جسپت پائے نیتجہ تو یہ ہو کہ یہ کتاب اپنی نوع مین لاجواب ہو مسائل فقیہ کی احادیث نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوۃ وسلام کے ساتھ عمدہ تطبیق دی ہو اور ہر ہر مسالے کا ماخذ کتاب وسنت سے خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہو اور بڑی خوبی اس کتاب کی یہ ہو کہ باوجود اس امر کے کہ فی زماننا ہذا مناظرات باہمی تعصب وتعند سے کم خالی ہوتے ہین۔ فریقین کی تحریرات مین افراط وتفریط تک نوبت پہونچ جاتی ہو مگر مولف کتاب موصوف عالم نبیہ ومحدث فقیہ مولانا مولوی محمد منصور علی خان صاحب جعل اللہ سعیہ مشکورا ولازال ہو کا سمہ مظفرا ومنصورا کا کمال انصاف ہو اور غایت تہذیب کہ باایں ہمہ گستاخی وشوخی کلام مخالف کہ جسکی تحریر پر تعصب وعناد سے مالامال ہو اور بہ نشۂ تعصب وس شخص نے سلف صالحین وائمہ مجتہدین کے حق مین بان درازی کرکے اپنے کو فوارۂ لعنت بنایا ہو۔ لیکن مولوی صاحب موصوف نے انصاف کو ہاتھ سے نہین دیا اور بحکم ارشاد ہدایت بنیاد واذا مروا باللغو مروا کراما کے عمل کیا اور بطور جزاء سیئة سیئة مثلها کے بھی اونکے حق مین لکھنے دکہنے سے اپنی زبان وقلم کو روکا باالجملہ یہ کتاب ازجملہ مغتنمات ہو وداخل باقیات الصالحات۔ اللہ تعالی مولف کتاب کو جزاے خیر اور برادران اسلام کو توفیق عمل عنایت کرے۔ کتبہ بقلمہ خادم الطلبہ احقر الزمن احمد حسن الحسینی الامروہی غفر اللہ لہ ولوالدیہ جمیعا









الجواب صحیح



حامداً ومصلیاً - فی الواقع یہ کتاب لاجواب ردمتین فتح مبین ہے - کتبہ احقر البرایا اسمٰعیل غفراللہ لہ ولوالدیہ



حامداً ومصلیاً - امابعد فانی نظرت فی ھذا الکتاب المستطاب فوجدتہ تذکرۃ لطالبی سبیل الرشاد وتبصرۃ لمن یبتغی للاستقامۃ والسداد فبشری لمن یطلب الصواب وطوبیٰ لاولی الالباب وواویلا لمن لم یتخذہ خلیلا وواحسرتا لمن لم یجد منہ سبیلا ویجزی اللہ عنا المصنف جزاءً موفورا ویجعل سعیہ مشکورا نمقہ خادم طلبۃ العلم فی المدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ فی بلدۃ مرادآباد الموسوم بعبدالحق صانہ الحق - فقط



فی الواقع کتاب فتح المبین مؤلفہ جناب فاضل اجل مولانا مولوی محمد منصور علی خانصاحب دام فیوضہم غیرمقلدون کے رد مین ایسی تالیف ہوئی ہے کہ آجتک کوئی کتاب اس بارے مین ایسی خوبی سے دیکھنے مین نہین آئی افراط وتفریط سے خالی ہے حق وانصاف سے مالامال ہے عمدہ بات اس کتاب مین یہ ہے کہ مؤلف دام فیوضہم نے تقلید کو بھی ہاتھ سے نہین دیا اور محدثین کی بھی کمال طرفداری کی ہے یہ بات اور کتابون مین کمیاب بلکہ نایاب ہے - کیون نہو کہ مصنف علام کا حق پسندی طریقہ ہے اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا
کتبہ احقر الزمن محمد روشن عفا اللہ عنہ - فقط



بسم اللہ الرحمن الرحیم - یقول العبد الضعیف لطف اللہ انی طالعت ھذا السفر السامی بل البحر الطامی فوجدتہ محتویا علی تحقیقات انیقۃ وتقریرات رشیقۃ ومشتملا علی ماھو کاف لدفع اوھام الزائغین وشاف لاثبات ما ھو الحق المبین جزی اللہ مصنفہ خیر الجزاء وحصل آمالہ بحرمۃ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء

مدرس مدرسۂ علیگڑھ ازارشد تلامذہ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم

عبارات مستندۂ مثبتۂ مواہیر ودستخط علمای اعلام وفضلای کرام شہر رامپور

مضامین فتح مبین کے اکثر جگہ سے دیکھے گئے مطابق عقائد اہل سنت والجماعۃ کے ہے اوسکو صحیح پایا - فی الواقع مصنف کتاب نے بکمال کوشش جوابات عمدہ اغلاط اور شبہات ظفر المبین کے لائق قبول ارباب دیانت اور عقول کے تحریر کیے بعد اسکے خصم غوی اور معاند غبی کو گنجایش افترا

وتکلم بیجا باقی نرہے۔ جزاہ اللہ تعالی عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء۔ فقط۔ العبد الراقم



حامدا ومصلیا ومسلما۔ فقیر نے کتاب فتح المبین کے اکثر مقامات دیکھے۔ تحقیق وسکی قرین حق گوئی وانصاف ہے۔ اور مضمون اوسکا دور از اعتساف ہے۔ نمقہ العبد المذنب الاواہ محمد لطف اللہ عفی عنہ ابن مولانا الحاج مفتی محمد سعد اللہ غفر اللہ لہ۔



بسم الله الرحمن الرحيم - الحمد لله الذي خلق الانسان وهداه واوضح له بينات من الفرقان والهدى وجعل مساعيهم في اخذ ناصيتهم اليه شتى فيوفق من يشاء لما يحبه ويرضى فيعطيه الفهم والزكاء والفقه في الدين والتقى ويشرح صدره وييسره لليسرى ويضل من شاء ان يهوى ويذله في الدنيا ويخزيه في الاخرى فيجعل صدره ضيقا حرجا كانما يصعد في السماء وييسره للعسرى والصلوة والسلام على خير البرية والورى افضل من اوحى اليهم ربهم وعلمهم شديد القوى من اطاعه فقد اطاع الله ونجى ومن عصاه فقد تاه وهوى وضل وغوى۔ وآله واصحابه الذين هم شموس براقع الترفع والعلاء واقمار ظلام الاحوى ونجوم الدجى وعلى من تبعهم باحسان المكدى من المجتهدين وائمة الدين الذين هم الدرجات العلى آتاهم ربهم من لدنه ذكرى لا سيما الاربعة الذين فاح من انوار رياضهم القدس نفحات الانس والرضا فعطر مشام العالم وعرف عرفهم وشذى وظهر انوار مقباس حقايقهم وتجلى فضاء فضاء الخلق الى المنتهى وبرزوا كنوز الدقائق الاسنى فلاح فلاح العالمين واسنى فمن آمن بهم بان قلدهم باعيانهم فقد استمسك بالعروة الوثقى ومن ظلم واطغى فاعرض عنهم وانى ولعله باخع نفسه على آثار من تبع هواه بما سعى ومقتهم في الاخسرين اعمالا الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا **وبعد** فان عادة الله قد جرت وسنة الله قد مضت في حفظ دينه وشرع امينه في كل زمان ومكان من بدء طلوع ذكائه

الی الآن ان یبعث المحق علی عقبی المبطل الزاهق فیقذف الحق علی الباطل فیدمغه
فاذا هو زاهق کما قال العلامة ابن عابدین علی قول الدر "ولا یخلو الوجود عمن
یمیز هذا حقیقة لا ظنا جزم بذلك آخذا مما رواه البخاری من قوله صلی الله علیه
وسلم لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق وذلك لانه سبحانه وتعالی محافظ
لما اوحی الی عبده ما اوحی وهو متم نوره ولو کره الکافرون کرها فما اراد احد ممن
مضی ان یطفی نوره الا وقد اذله الله واخزی وما نهض فرعون اتی یرید ان یلبس الحق
بالباطل الا ونکسه الله واذری فکانها کلمة سبقت من ربنا الذی له الاسماء
الحسنی علی تصدیق القول الدائر والمثل السائر لکل فرعون موسی فلذا بعث
هذا الحبر النبیل والبحر الوبیل المحرز قصبات السبق علی اقرانه واشباهه فی کل
فن یحوی المحسود البالغ من کل علم اقصی الذری اعنی المولوی منصور علیخان
المرادآبادی صاحب هذا الکتاب المتین المسمی بالفتح المبین لارغام قدوة الضالین
وزبدة المفسدین من الفرقة النجدیة المفتنة الحادثة الشائعة الذائعة فی زماننا
شیوع الشیء وذیوع الذوی ولقد راینا کتابه هذا وخطابه الاهی مع ذلك الکفل
الاعزل الغمر القدم المافون الخب الاعشی فوجدناه قد اتی فی مباحثه ببیان
شاف وبرهان کاف وتبیان اوفی فلله دره حیث سلك مسلك الاقتصاد فی اماطة
الاذی عن طریق الحق وسبیل السوی فمن صدق به وارتضی وسلمه وتصدی
فقد اذعن للحق المتلقی واهتدی وتقلص عن شوب اللظی واتقی وصدق
بالحسنی فاما من استکبر واستغنی وادبر وتولی وسعی فی خلافه وتلهی فقد
اعتدی وطغی وتعدی وعتی وکذب بالحسنی سیبعث یوم الرجعی فی طائفة ذم
الله وقلی ویحشر فی زمرة من کان فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی وفقنا الله سبحانه
وتعالی وسائر اخواننا لما ینال به القربی من امتثال
ما امرنا والاجتناب عما نهی وصلی الله علی سیدنا و
مولانا محمد وآله وصحبه اجمعین ابد الابد۔

سراج الدین محمد ... ابو الذکا ۱۲۹۶

محمد عبد القادر ۱۲۸۵
محمد حسن ۱۲۹۹
محمد امداد حسین ۱۲۸۵
جوگوہر علی
حامد حسین ۱۲۹۹

باسمہ سبحانہ	ابو النعمان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی عفی عنہ و عن والدیہ والمسلمین سنہ ۱۲۹۹ ہجری	حامدا و مصلیا
ان ھذا الجواب حق صحیح صریح والمجیب نجیح فقط		اصاب من اجاب فجزاہ اللہ خیر الجزاء عنی و عن سائر النظراء
حبیب اللہ شاہ بن محمد عنایت اللہ ولد ۱۲۹۹		علی غالب بن سید محمد زکریا ۱۲۹۲

تقاریر مستندہ و عبارات مصدقہ علمای مشاہیر و فضلای نحریر شہر دہلی

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی سید المرسلین و علی آلہ المجتبین و صحابہ المنتخبین و اتباعہ المنتصرین و انصارہ المجتہدین اما بعد فیقول الصدیقی السنی الحنفی محمد شاہ اوصلہ اللہ سبحانہ و تعالی شانہ الی مایرضاہ لما کان نظام الانام باحکام الاحکام و کان احکام الاسلام بالعلماء الاعلام لان العلماء ورثۃ الانبیاء کما فی حدیث رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجۃ والدارمی و کان حکم الانبیاء والمرسلین ان من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان رواہ مسلم و غیرہ من المحدثین و کان حکم الزمان ان الزمان السابق خیر من اللاحق بحکم حدیث خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الحدیث متفق علیہ حتی صار ترجمتہ ھکذا کل یوم بدتر بحکم حدیث قال علیہ الصلوۃ والسلام لا یاتی علیکم الزمان الا الذی بعدہ شر منہ حتی تلقوا ربکم رواہ البخاری حتی کان آخر الزمان اشد الاشد خرج طلاب الدنیا بالدین والدجاجلۃ الکذاب فیخترعون فی صور المشائخ والعلماء مسائل فاسدۃ و عقائد باطلۃ کما فی مجمع البحار فی بحث الدال بحکم حدیث فانہ قال علیہ السلام یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتہم احلی من السکر و قلوبہم قلوب الذیاب رواہ الترمذی و قال علیہ السلام یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم بالاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم و ایاھم

لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم وکان حال السفلة وعادة الجهلة
اغترارهم بالامور المحدثة واسراعهم الی قبول الاقوال الباطلة عند العلماء
العظام والفضلاء الکرام کما صرح به مسلم صاحب الصحیح حیث قال فی صدر
الصحیح لما تخوفنا من عواقب الشرور واغترار الجهلة لمحدثات الامور واسراعهم
الی اعتقاد خطاء المخطئین والاقوال الساقطة عند العلماء رأینا الکشف عن فساد
قوله ورد مقالته بقدر ما یلیق بها من الرد اجدی علی الانام واحمد للعاقبة ان شاء
الله تعالی انتهی قام العلماء الاعلام والفضلاء العظام قدیما وحدیثا مشمرین
لنصرة الدین والشرع المتین بالقدح والجرح والرد بالجد علی اهل البدع والاهواء و
اهل الزیغ والاغواء بالدلائل الواضحة والبراهین الساطعة من الادلة الاربعة
الکتاب والسنة والاجماع والقیاس کالایمة الاربعة فلم یزالوا هکذا و هکذا
حتی قام جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول سالک مسالک المتقدمین
هالک اساس المبتدعین المولوی محمد منصور علیخان المرادآبادی ادامه الله ذو المنن
والایادی فانه صنف فی کشف مکائد غیر المقلدین فسماه بالفتح المبین فی کشف مکائد
غیر المقلدین فلما رأیته فی المواضع المتفرقة والمقامات



المنتشرة فوجدته کتابا مستطابا جعل الله تعالی سعی مصنفه
وصنیعه سعیا مشکورا واجرا موفورا وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

الحمد لولیه والصلوة علی نبیه ۔ امابعد مین نے اس کتاب فتح المبین رد ظفر مبین کو دیکھا
بہت عمدہ کتاب ہے اور خوب ہی جواب باصواب ہے کیون نہو بحکم یعرف الرجال بالاقوال مولانا
مولوی منصور علی خان صاحب کی استعداد و لیاقت کو ہزار آفرین اگرچہ مولف ظفر مبین پیشوائے
غیر مقلدین یعنی محی الدین کتب فروش ولد ہری چند جاٹ (جو چند روز سے مشرف باسلام ہوا
تہا اور جسکو سوائے اردو کتابین دیکھنے کے اور کچھہ لیاقت نہین نہ مذہب حنفی سے ماہر نہ اوسکے
دلائل سے واقف اور پھر احادیث مین اپنی عادت قدیمانہ کے موافق دغابازی وحیلہ سازی
بلکہ محض بے ایمانی سے اعتراض جاسے گو آندھی) قابل جواب و لائق خطاب نہ تھا مگر بحکم
سگ چو باسفلہ گوئی بنرم و خوشی ۔ فزون گرددش کبر و گردن کشی ۔ مصنف موصوف نے
اس کتاب مین اوسکی خوب ہی خبر لی اور ظفر مبین کے خرافات کی بخوبی تردید کردی ورنہ اوسکے

اگر ایسا جواب باصواب نہ پاتے تو یہ جاہل لوگ اتراتے اور گلی کوچون مین بغلین بجاتے اللہ اللہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو (کہ جنکی عبد اللہ بن مبارک وکیع یحیی بن معین وغیرہم ائمۂ حدیث مدح فرمائین اور جنکے وفور علم وکثرت قبول پر اونکے معاصر رشک مین آئین) یہ فرقہ (کہ جسنے تیرھوین صدی مین سینگ نکالے اور جنکا طریقہ ٹٹیون کی آڑ مین شکار کھیلنا ہے یعنی عمل بالحدیث کے پیرایے مین آزادانہ خواہش نفسانی کو کام مین لانا کبھی پانچون نمازون کو بلا عذر ایک ہی وقت مین پڑھ لینا کبھی درصورت جماع بلا انزال بغیر غسل نماز ادا کرنا مال تجارت مین زکوٰۃ ندینا چاندی کے زیورات کو مرد کے لیے درست بتانا مطلقۂ ثلاثہ کو بغیر حلالہ کے جائز کرنا ختم نبوت کا انکار کرنا حضرت عمر کو بدعتی کہنا حضرت علی وعباس وفاطمہ زہرا رض وابوبکر صدیق رض کو مصداق سباب المؤمن فسوق وقتالہ کفر کا بنانا عبادت تمام شب کو بدعت سیئہ قرار دیکر تمام اولیاے کرام وصحابۂ عظام کو جو شب بھر یاد الٰہی مین مصروف رہتے تھے برا بتانا اکل شحم خنزیر کو آنحضرت علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا انبیا علیہم السلام کی عصمت کا منکر ہونا وغیر ذلك من القبائح التی لایحسن ذکرها فی هذا المقام) برا کہے اور ائمہ کرام اور اونکے اتباع کو (کہ جنھون نے کمال محنت وعرق ریزی سے قرآن واحادیث واقوال صحابہ کو درست کیا ناسخ منسوخ مطلق مقید کو مشرح فرمایا تاکہ بوالہوس لوگ قرآن واحادیث کو اپنی خواہش نفس کے تابع کر کے دین مین فتور نہ مچائین آزادی کے مزے نہ اوڑائین) مشرک وتارک احادیث وقرآن قرار دیوین اور اپنی اس ہواے الحادی ونفس الدخالی کو عمل بالحدیث بناوین چہ خوب ؎ از صحن خانہ تالب بام اذان من ✦ وز سقف خانہ تا بہ ثریا اذان تو ✦ کیون نہو مخبر صادق نبی علیہ السلام نے اس گروہ کی ایک مدت پیشتر خبر دی تھی عن انس بن مالك وابی سعید الخدری عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقة قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرؤن القرآن الحدیث قال یدعون الی کتاب الله ولیسوا منّا فی شئ رواه ابو داؤد یعنی انس سے روایت ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت مین اختلاف پڑیگا ایک قوم ہوگی کہ اونکی باتین اچھی اور کام برے ہونگے قرآن پڑھین گے لیکن اونکے حلق کے نیچے نہ اوتریگا یہانتک فرمایا کہ قرآن کی طرف بلائینگے اور کسی بات مین میرے نہونگے - خیر اب مین ختم کلام کرتا ہون اور اس بحث کو تمام کرتا ہون -



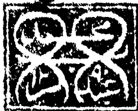
حررہ ابو محمد عبد الحق الدہلوی - مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری دہلی -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - خدا کی حمد مجھ ایسے سے ہو گیا + لکھون مین نعت کیا میرا ہی رتبا +
اما بعد یہ خاکسار ابوادریس محمد عبد الرب حنفی قادری دہلوی ثم السہارنفوری بھائی مسلمانون
کو بعد سلام مسنون الاسلام کے آگاہ کرتا ہی کہ یہ فتنہ لاند ہبون نے جو چند سال سے اوٹھایا ہی یہ ہمرنگ
اوس فتنے کا ہی کہ جسمین حضرت عثمان رض شہید ہوئے اور قاتل اونکے جہنم مین گئے اوس فتنے کا
سردار نو مسلم عبد اللہ بن سبا یہودی تھا کہ وہ خاص اسی فتنے کے واسطے مع قوم یہود کے مسلمان ہوا تھا
پس اس فتنے کے سردار لالہ انت رام صاحبزادے لالہ کوٹی مل کے مع اپنی قوم کے خاص سوا سطے
مسلمان ہوئے کہ اسلام اور مسلمانون مین فتنہ ڈالین عبد اللہ بن سبا نے بھی محبت اہل بیت
کی اوٹ رکھکر مسلمانون کو حضرت عثمان رض سے بغی کیا اور سبکو یہی پٹی پڑھائی کہ قابل ورلائق
خلافت کے حضرت علی رض تھے نہ کہ حضرت عثمان رض اِن لالہ صاحب نے بھی عمل بالحدیث کے پردے
مین فقہ اور فقہا سے مسلمانون کو بدظن کراکے کہنا شروع کیا کہ صحیح بخاری کتاب رسول اللہ
چھوڑ کر ہدایہ شرح وقایہ پر کیون عمل کرتے ہو جیسے اوسوقت کے جاہل مسلمان اطراف وجوانب
کے اوس یہودی کے دہوکے مین آگئے اور یہ نہ جانا کہ حضرت عثمان رض کی خلافت انصار اور
مہاجرین کے مشورے سے ہوئی اور حضرت علی رض نے بھی خود اونسے بیعت کرلی پھر ہم کیون اس
یہودی کے بہکانے مین آوین ایسے ہی اسوقت کے کم فہم مسلمانون نے یہ نجانا کہ فقہ اور فقہا
آج کل کے تو نہین زمانہ پیغمبر سے فقہ اور فقہا امت مین چلے آتے ہین بلکہ زمانہ حضرت
صلعم مین جو صحابہ صاحب فقاہت تھے وہ داخل شورہ پیغمبر ہوا کرتے تھے پیغمبر صلعم بحکم
وشاورھم فی الامر کے اونھین سے مشورہ لیتے تھے اُردو سیر کی کتابون مین اگر ملاخطہ کیا جاوے
تو معلوم ہوگا کہ جنگ بدر اور جنگ احد اور جنگ احزاب اور جنگ حنین اور فتح مکہ مین پیغمبر صلعم
مشورہ فقہاے صحابہ سے لیتے تھے یا سفہاے صحابہ سے جو دیہات کے لوگ مسلمان
تھے جیسے اوس یہودی اور اوسکی قوم نے حضرت عثمان رض کے فضائل جو دربار نبوت سے
عطا ہوئے تھے فراموش کرکے کان لمبے کردیے تھے ویسے ہی اس ہنود قوم نو مسلم نے
یعنی فقہ کے اور فضائل فقہا کے جو آیات اور احادیث سے ثابت تھے سب دیکھ بھالکر
بُھلادیے کما قال اللہ تعالی فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا وقال رسول
اللہ صلعم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد اور جیسے اوس یہودی نے
بعض اچھے اچھے لوگ مسلمانون مین سے مکر و فریب کرکے اپنے ساتھ کرلیے تھے

ویساہی اس قوم ہنود نے بعض علمای اسلام کو کہ جنکی خلقت ارض ہند مین سے ہی اور درحقیقت
وہ مقلد مال وجاہ کے ہین اپنے ڈھنگ پر لگا لیا اور جیسے اوس قوم ہنود نومسلم نے ایکدم سے
مسلمانون کو عقائد کفریہ ہنودیہ تعلیم نہ کیے بلکہ رفتہ رفتہ اس سررشتے کو جاری کیا - اور بعض اونکے
اس کام پر مسلط ہوئے کہ محبت اہل بیت کی فرض ہی حضرت عثمان کو قتل کرنا اجر عظیم ہی سو وہ
اونسے ظہور مین آیا بعض کو اس کام پر مامور کیا کہ حضرت عثمان کو حضرت علیؓ نے قتل کروایا
اونھون نے شام مین جاکر حضرت معاویہ کو طالب قصاص خونِ خلیفہ برحق کا بنایا اور حضرت
شاہ ولایت کا ناک مین دم کروایا بعض اس کام پر مامور ہوئے کہ عقیدے مسلمانون کے تباہ
اور خراب کرین کسی نے یہ درس جاری کیا کہ حضرت شاہ ولایت کو نبوت ہوئی تھی جبرئیل سے
وحی لانے مین خطا ہوئی بعض نے یہ تعلیم شروع کی کہ حضرت شاہ ولایت خود ذات خدا تھے
اونھون نے قصہ ہی پورا کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ۝ ایساہی اس قوم ہنود نومسلم نے
عقائد ہنودیہ کفریہ ایکدم سے مسلمانون کو تعلیم نہ کیے بلکہ اول مسلمانون کے دلون سے شان وقعت
دین اسلام اوٹھانی شروع کی بعض یہ تجویز ہوئے کہ اونھون نے مسلمانون کے دلون سے
شان فقاہت کہ عبارت سمجھ کامل سے ہی اور وقعت فقہا کی کہ وہ اعلے درجے کے صحابہ اور
تابعین تھے اوٹھا دی یہانتک کہ تراویح بیس رکعت کی کہ سنتِ فاروقی ہی اور شرق سے غرب
تک تمام مسلمانون کی معمول بہ ہی بعض اہل اسلام کے دلون سے اوٹھا دی کہ اونھون نے
اوسکو بدعت عمری جانکر آسانیِ نفس کے واسطے ترک کیا اور لباس رفض کا پہن لیا بعض نے
یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ علم صرف نحو فقہ عقائد معانی بلاغت تفسیر سب موقوف کروا کر فقط ترجمہ
قرآن مجید کا لڑکون اور بوڑھون کو حفظ پڑھانا شروع کیا اور یہ لوگون کے قلب مین ڈالا کہ تحصیل
علوم کرنے سے کچھ فائدہ دین کا نہین دیکھو تمام لوگ علم پڑھکر تباہ ہوگئے ہم تمکو فقط قرآن شریف
کے معانی بتاتے ہین کہ اوس سے قیامت مین پوچھ ہی اور مضمون یَھۡدِیۡ بِہٖ کَثِیۡرًا وَّیُضِلُّ
بِہٖ کَثِیۡرًا کو قطعًا فراموش کیا بعض نے انہین سے ایسا امر خطیر اختیار کیا کہ اُولوالعزم علمای امت
کی مذمت (جیسے ایمہ اربعہ اور اتباع اونکے کہ اونھون نے جد وجہد تحقیق حدیث مین اپنے جان و
مال کو سب قربان کیا اور اونکی کارگذاریان جناب باری عز اسمہ مین مشکور ہوئین اور وہ
مقبول کافہ انام وجابہ اہل اسلام ہوئے) اس نہج سے کرنی اور لکھنی شروع کی کہ اونھون نے اپنے
قیاس سے مخالفت کی حدیث رسول اللہؐ کی اور فقہ کی کتابین خلاف سنت کے لکھین چنانچہ اونھون

ایک کتاب مسمی بہ ظفر المبین لالہ ہرچند بن دیوانچند صاحب کھتری نے کسی عالم ناعاقبت اندیش سے لکھوا کر اپنے نام سے چھاپی اوسمین لکھا ہے کہ امام اعظم نے سو مسائلے حدیث صحیح کے مخالف لکھے اور یہ نسجانا کہ کہان مین اور کہان تصنیف میری اور کہان وہ ذات عالی صفات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کہ اونکی تقلید زمانۂ بارہ سو برس سے ہر ہر زمانے کے لاکھون علما اور کرورون فضلا و اولیا و ابدال نے اختیار کی ہے حتی کہ اوس جماعت نومسلم کے پیشواؤن نے بھی اونکی تقلید اپنی بڑی عزت سمجھکر کے قبول کی ہے لیکن لالہ صاحب نے امام صاحب کی جناب پاک مین بڑی گستاخی کی اور یہ نہ غور کیا کہ ہم جنکے نام لیوا ہین اونکا تو امام صاحب کے ساتھ یہ عقیدہ ہے اور مقلد ہین وہ امام کے کیونکر اونکی شان مین گستاخی کرین چنانچہ کہا صاحب المعیار نے قال امامنا و سیدنا الامام الاعظم ابو حنیفۃ اور صاحب دراسات اللبیب نے امام صاحب کی بہت تعریف لکھی ہے امیر بھوپال نے اپنی کتاب تحفۃ النبلا مین لکھا ہے کہ امام صاحب کے جنازے پہ پچاس ہزار مسلمانون نے نماز پڑھی اور چار سو تینتالیس فقہای محدثین مقلدین کے محاسن اور مناقب اوسی کتاب مین اونھون نے لکھے ہین اور اونھون نے اپنی کتاب تقصار مین تمام اولیای مقلدین کے مفاخر و محامد کیسی عمدگی کے ساتھ ذکر کیے ہین کہ یہ قوم نومسلم اگر اونکو دیکھکر ایمان لاوے تو اپنی غلط فہمی بھول جاوے مولوی سید نذیر حسین کو مین نے سوال لکھکر دیا تھا کہ آپ مقلد ہین یا نہین اور جو مقلد ہین تو امام صاحب کے یا کسی اور کے اونھون نے جواب اوسکا اپنی مہر سے مزین کر کے مجھے دیا کہ ہان ہین فروعات جزئیہ مین امام صاحب ہی کا مقلد ہون وہ میرے پاس موجود ہے لالہ صاحب نے یہ دھوکا کیسا دیا کہ امام صاحب نے سو مسائل مخالف حدیث صحیح کے ہین اگر اس مضمون کو لکھا تھا تو اپنے مقتداؤن کی مہرین اوس کتاب پر کرالینی تھین کہ اونکا بھی ما فی الضمیر معلوم ہو جاتا اور عقیدۂ دلی ظہور مین آتا اب معلوم ہوا کہ لالہ صاحب ہی منکر امام صاحب کے فضل و کمال کے ہین خیر اسکا کچھ مضائقہ نہین نہین ہے معتقد اونکا اگر حاسد تو کیا غم ہے ✦ ہوا ہے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا ✦ اور لالہ صاحب ایسے خوشی مین آئے کہ سرِ دفتر علمای امت پر صدہا عیب لگائے یہ نسجانا کہ عنایت الٰہی سے ڈنکا اونکے مذہب کا از شرق تا غرب اوسی دھوم دھام سے آجتک بج رہا ہے جیسا کہ شروع مین تھا ظاہر ہے کہ یہان حنفی مذہب کے علما ڈٹے ہی دل ہین دیکھو تو کیسی انکی زر اعت دین لامذہبی کی خاک اوڑاتے ہین اور انکے باغ و بہار کی رونق مٹاتے ہین اس ظفر المبین کی

کیسی ہزیمۃ المبین بناتے ہین انتصار الحق کو کیا کچھ گم جانا آجتک جواب اوسکا نصیب نہین ہوا
اور جو کتب و رسائل مقلدین کی ہر چہار طرف سے ژالہ باری ہو رہی ہی اس فرقے کی سخت جان
ہی کہ نہین نکلتی اگر کچھ بھی غیرت کو کام فرماتے تو مُنہ نہ دکھاتے اور اس ظفر المبین کے جواب جو
چند در چند ہوے ملاحظے مین گذرے ہی ہونگے اب فتح المبین آپکو تحفہ بھیجی جاتی ہی قبول کیجیے
خدا کے واسطے انصاف کو ہاتھ سے ندیتا آپنے ہر دھوکے کا جواب صاف صاف لینا اور
چھیڑ چھاڑ شعر اشعار سے کہ طرز عاشقانہ پر اس کتاب مین ہی دلیرانہ جین بر جبین نہ لانا میدان
استفاضہ سے ہرگز قدم نہ ہٹانا ؎ جاسکتا کوئی اوس بت خود کام تک نہین ✤ جا دے
اگر تو کام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو ✤ دو چار گالیان ہی ہمین خط مین لکھ کے بھیج ✤ گرچہ دعا سلام نہو
کچھ نہ کچھ تو ہو ✤ چنانچہ مین نے چہل حدیث کو صحاح ستے سے نقل کر کے بڑی امید سے تحفہ اس
فرقۂ نامبارک کو ارسال کیا تھا کوئی تو کچھ نہ بولا مگر رنجیت سنگہ عرف مولوی محمد سعید صاحب نے
وہ گالیان مجھے لکھین کہ اوسکے دیکھنے سے بے اختیار مجھے ہنسی آگئی اور اونکی تحریر سے
قطعًا معلوم ہو گیا کہ ہمشیرہ کا نکاح کرنا معیوب ہی مگر خرچی پر چلانا خوب ہی آپکا ہی جواب اس کتاب
کا ہوگا خیر اب وہ کچھ ہی لکھین مصنف صاحب یعنی مولانا منصور نے تو ایسے وقت مین یہ کتاب
اس فرقۂ ناصواب کے جواب مین لکھی کہ دور زمانے کا آخر ہی اہل مجالس اوٹھے جاتے ہین
جلسہ درہم برہم ہو چلا شمع اسلام سنبھالا لے رہی ہی باد مخالف کے جھونکے از حد چل رہے
ہین او ہمین بھی جماعت علما کے اتفاق سے اعدا کے دانت کھٹے تھے اور کسیکو کچھ بن نہ آتی
تھی جو سامنے آتے تھے اپنا سا مُنہ لیکر رہجاتے تھے اس فرقۂ ناعاقبت اندیش نے وہ
تفرقہ امت مین ڈالا کہ اپنے بیگانے ہوگئے دوست دشمن بن گئے بھائی کو بھائی قہر کی نگاہ
سے دیکھنے لگا عیادت و تعزیت سب موقوف ہوگئی حمایت و نصرت بھی کوچ کر گئی حسد کا
بازار گرم ہوا کہ ایک ایک کو دیکھ نہین سکتا وَاللهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ الغرض یہ
ایسی کتاب ہی کہ واسطے دفع تاریکی جہالت کے ایک روشن آفتاب ہی ؎ کتابے نو کر خشندہ
ذکائے ✤ کہ ذرّہ ذرّہ از وی پُر ضیائے ✤ ز خلّاقِ جہان عرض من اینست ✤ دہد فتح المبین



را اسم بقائے ✤ مصنف را دہد روزی فراوان ✤ ز راحت
روح ریحان ہم رضائے ✤ خدا منصور دارد شل نامش ✤ بر اعدا یش بود
نازل بلائے ✤ تقلب سنگر تقلیدیان ✤ ز تاثیر کلام شر دعائے ✤ بحق احمد و اصحاب و آلش ✤ بود مقبول یا رب این دعائے

تقاریظ مثبتہ دستخط و مواہیر علماے مشاہیر مقام پیلی بھیت

الحمد للہ الذی جعلنا من امۃ حبیبہ محمد صاحب القرآن صلی اللہ علیہ و علی آلہ و صحبہ و سلم الی ما تعاقب الملوان + و وفقنا لتقلید الامام الاعظم التابعی ابی حنیفۃ النعمان علیہ الرحمۃ و الرضوان - بعد اسکے واضح ہو کہ اس زمانے مین کسقدر ضعف اسلام ہو کہ دینداری برائے نام ہو اخلاص و اتفاق کی کہین صورت نظر نہین آتی ہو جدہر دیکھیے اختلاف و فساد کی ترقی ہوتی جاتی ہو علم و عمل نایاب ہو جہالت کا ہر طرف فتح باب ہو تعن و طعن کا بازار گرم ہو نہ کسیکو خدا کا خوف ہو نہ رسول سے شرم عجب دور ہو طرفہ طور ہو زمانۂ خیر القرون ثلاثہ یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا گذر گیا بلکہ اوسکے بعد بھی ہزار برس سے زیادہ گذر گئے اور اس درمیان مین لاکھون علماے معتبرین اور اولیاے کاملین پیدا ہوئے اور سبھون نے اتفاق کیا کہ حق ان چارون مذاہب مین منحصر ہو چنانچہ کوئی حنفی کوئی شافعی کوئی مالکی کوئی حنبلی ہوا اسیطرح برابر سلسلہ ان چارون مذاہب کا چلا آیا اور ہر ایک نے اسی اتباع اور تقلید مین مرتبہ قربت و ولایت کو پایا لیکن اس تیرہوین صدی مین کہ اشر القرون ہو چند سال سے فرقہ وہابیہ نجدیہ نے ایک نیا پانچوان طریقہ نکالا ہو کہ وہ کسی مذہب کو نہین مانتے ہین بلکہ اپنے زعم فاسد مین اوسکو بدعت اور ضلالت جانتے ہین حضرات ایمہ اربعہ اور اونکے مقلدین کو مشرک اور بدعتی ٹھہراتے ہین اور اونکے مسائل کو مخالف قرآن و حدیث کے بتاتے ہین انکے کذب و افتراے شریعت مین فساد کے رخنے پڑگئے اور لوگون کے دلون مین عقائد فاسدہ انکے گڑ گئے بے شبہ زمانہ قیامت کا قریب آیا انھین کذابون اور مفتریون کے حق مین مخبر صادق نے بطور پیشین گوئی کے یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون فرمایا چنانچہ مصدق اس حال کی اور شاہد اس مقال کی ایک کتاب کذب اور بہتان کی لب لباب موسوم بظفر المبین نتیجہ عداوت و کین تصنیف محی الدین کہ درحقیقت ممیت الدین اور مفسد بالیقین ہو دیکھنے مین آئی جس سے مسلمانان مقلدین خصوصاً عوام حنفیہ اپنے امام اعظم سے بدظن ہونے لگے اور تقلید سے ہاتھ دھونے لگے فقہاے سلف پر لعن طعن کے آوازے آتے تھے جہلا لامذہبی کی طرف جھکے جاتے تھے شیاطین نے دین مین فساد ڈالنے کا موقع پایا لامذہبون نے مقلدون کو بہکایا بیان کیا خوب مضمون ہے جسبتہ حسب حال انکے زبان قلم پر آیا

سب غیر مقلد ہین بلا شک گمراہ	لکتے مین ایمہ کو برا شام و پگاہ	

شیطان میں بہکاتے ہیں ہر مومن کو	لاحول ولاقوۃ الا باللہ	

غرضکہ جب اس فساد کو ہمارے مولانا ے فاضل جلیل علامہ نبیل فقیہ اجل محدث بے بدل مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی دام بالنعم والایادی نے ملاحظہ فرمایا تو میدان مناظرہ میں نیزۂ قلم کو اوٹھایا اور سیف زبان کو چمکایا پھر تو کوئی مخالف سامنے نہ آیا ہر مفسد نے فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین کا نتیجہ پایا حتیٰ کہ مولانا منصور نے تمام عالم میں فتح و نصرت کا ڈنکا بجایا اور اس کتاب فتح المبین کو رد خرافات ظفر المبین میں بجوابات دندان شکن تصنیف فرمایا۔ جزاہ اللہ عنی وعن سائر المقلدین خیر الجزاء وحفظہ عن جمیع طوارق الآفۃ والبلاء۔ حررہ الفقیر الی رحمۃ اللہ الغنی وصی احمد الحنفی السورتی



نحمدہ ونستعینہ۔ میں نے اس کتاب کو دیکھا اور مصنف علام کو فتحیاب پایا اور جن احادیث سے مؤلف نے تمسک کیا ہے سب قوی اور صحیح اور محتج بہ ہیں اس کتاب کے چھپنے سے نہایت طبیعت خوش ہوئی اسواسطے کہ دربارۂ قمع اور قلع اوہام فرقۂ نجدیہ کے آجتک ایسی کتاب نظر نہیں پڑی اللہ تعالیٰ اسکے مصنف اور چھپوانے والے کو جزاے خیر دے۔ اور اسکے مضامین کو ذریعۂ ہدایت فرقۂ وہابیہ کرے آمین ثم آمین حررہ عبد اللطیف السورتی

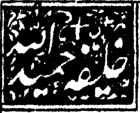


تقاریر نے نظیر و تقاریظ دلپذیر علمای مشاہیر لاہور و امرتسر مع دستخط و مواہیر

الحمد للہ وکفی، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد فقد طالعت الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین علی سبیل الاجمال للاستعجال فوجدت دلائلہ ساطعۃ کالشمس فی الضحی، وبراہینہ لامعۃ کالقمر فی الدجی، لم لا وقد حققہ المصنف المولوی محمد منصور علی خان المرادآبادی سلمہ اللہ ذو الایادی لرد اصحاب الظواہر الذین لا یمیزون بین الغث والسمین، والمہین والمتین، وتنبہ بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ التی لا تجتمع علی الضلالۃ اصلا، ثم بقیاس الفقہاء المجتہدین الذین ہم ہداۃ الشریعۃ الغراء، جعل اللہ سعیہ مشکورا فی الآخرۃ والاولی نمقہ فقیر محمد الدین الحنفی اللاہوری مصنف کتاب روضۃ الادباء

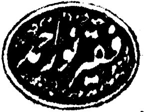


باسمہ سبحانہ۔ فتح المبین راکہ مولوی محمد منصور علی خان صاحب در رد مغالطات ظفر المبین مؤلفہ محی الدین تالیف نمودہ اند از مواضع مختلفہ مطالعہ نمودم مصنف علام جزاہ اللہ خیر الجزاء داد تحقیق و تدقیق دادہ اند و دلائل حنفیہ ابرّ اقوال ظاہریہ کہ از کوچۂ تحقیق محض نابلند اند بزبان اردو خوانموداہ



حررہ خادم شریعت رسول اللہ خلیفہ حمید اللہ قاضی لاہور عفی عنہ

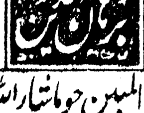
حامداً ومصلیاً ومسلماً - امابعد فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین یوم الاحد ۲۵ ربیع الاول کو میرے پاس پونہچی اور دوسرے روز بباعث عجلت وقت کے واپس دی گئی اگرچہ پوری پوری واقفیت اس کتاب کی حاصل نہین ہوئی لیکن بعض بعض مقامات اس کتاب کے مطالعے مین آئے چونکہ مشتے نمونہ خروار ہوتا ہے اسلیے میری راے ناقص مین یہ کتاب بہت فائدہ مند اور ظاہریہ کے لیے جواب کافی ہے - حررہ الفقیر البگوی غلام محمد امام مسجد بادشاہی لاہور



حامداً ومصلیاً - امابعد فقد رأیت هذا الکتاب من اوله الی اٰخره فوجدته مطابقاً بالقراٰن والحدیث والاجماع والقیاس - سعی المصنف فیه سعیاً کثیراً وادی حق التردید تحدیثاً وتفسیراً جزاه الله عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء - فقیر محمد الحنفی الجہلمی ثم اللاہوری



باسمہ سبحانہ - نظرت فی هذا الکتاب المستطاب فوجدته مطابقاً لاهل السنة والجماعة جعل الله سعی المصنف عنده ماجوراً وعند الناس مشکوراً - العبد الاثیم فقیر برہان الدین ولد مولوی عبد الرحیم -



حامداً ومصلیاً ومسلماً - کتاب لاجواب کاسر رؤس ملفقین مسمی بفتح المبین جو ماشاء اللہ چشم بد دور اسم بامسمی ہے رد مجموعہ مفتریات اعداے دین ہادم اللہ القوی المتین جسکا نام براے نام ظفر المبین ہے میری نظر سے گذری اور مین نے اسکو بنظر اجمالی ملاحظہ کیا فی الواقع یہ کتاب لامذہبون کے فرقہ طاغیہ باغیہ گندم نما جو فروش کی قلعی کھولتی ہے اور حق نمائی مین آئینہ سکندری کا حکم رکھتی ہے اعداے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے قلع وقمع مین سیف صارم کا کام دیتی ہے خدا وند تعالے عز اسمہ حضرت مصنف علام کو جزاے خیر عطا فرماوے کہ اتباع شیخ نجدی کا سر خوب ہی توڑا + اشیاع عدو بین ایمہ مجتہدین کا کیا ہی بھانڈا پھوڑا + واہ واہ سبحان اللہ کیا کہنا ہے - اب مقلدین حقانیین خم ٹھوک کر دندناتے ہوئے دل کھولکر بے دھڑک یہ کہین جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا ۵ اور بیچارے لامذہب غریق دریاے خجالت اپنے کیے سے منفعل ہوکر کہین یا لیتنی کنت ترابا ۵ اگر اب بھی لامذہب باطل پرست اپنی ہٹ دھرمی اور بہتان بندی سے جو اس شیعہ نجدیہ کا

شیوۂ فاسدہ ہی باز نہ آئین تو بجز خاموشی انکا کیا جواب ہی ع جواب جاہلان باشد خموشی + ع
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب راچہ گناہ + والسّلام علی من اتبع الھدیٰ
حررہ الراجی رحمۃ ربہ الباری ابو البشیر عبد العلی القادری مفتی و مدرس مدرسہ اسلامیہ امرتسر

تقاریظ مثبتہ مواہیر و دستخط علمای مشاہیر آرا و ہوگلی و کلکتہ +

الحمد للہ الذی لولاہ ما اھتدینا + والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی ارسل الیہ انا فتحنا لک فتحا مبینا + وعلی آلہ واصحابہ الذین ھم مقتدانا + وعلی الائمۃ المجتھدین ھم وسیلتنا فی القرب والاقتداء برسولنا ونبینا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد الذی خاتم الانبیاء ورحمۃ للعالمین ○ اما بعد میگوید کمینۂ امت کمترین اہل سنت بندۂ گمنام محمد علی اکرم نام خادم الحدیث ورجالہ الکرام - الآروی وطنا والحنفی مذہبا والسعدی مشربا والصدیقی العلوی نسبا و بواسطہ و بواسطتین المحققی تلمذا والمکی اصلا والمدنی مدفنا ان شاء اللہ تعالی کہ چون زمزمۂ قبول اسلام مولوی محی الدین وامثال ایشان بگوشم رسید بادای شکر باری تعالی ہر موی تنم صورت زبان گرفت کہ درین ہنگام کہ کساد بازاری اہل اسلام بحدیست تاہم مردمان در زمرۂ اسلام داخل میشوند وبجماعت مؤمنین رغبت میکنند در مسرت وشکر این بودم کہ ناگاہ اتفاق دیدن کتاب ظفر المبین مؤلفۂ ایشان گردید سر تا سرم متبدل برنج شد در عالم تحیر ماندم کہ الٰہی این چہ معاملہ است آیا این نو مسلمان در پردۂ اسلام آمدہ افتراق اہل اسلام ارادہ کردہ یا چہ مطلوب ایشانست آخر کار دانستم کہ مولوی صاحب گو ہر چند باسلام گرویدہ اند لکن ہنوز ادب کہ سر آمد اخلاق ایمان ست از کسے نیاموختہ اند بل بگوش جان نہ شنیدہ اند ع
حافظا علم ادب ورز کہ در حضرت شاہ ❁ ہر کرا نیست ادب قابل صحبت نبود +
نتیجہ تالیف این کتاب چنان گردیدہ کہ ہر ناقص العلم آنرا دیدہ از جادۂ ادب پا بیرون نہادہ یا اگر او خود مؤدب ست از مقلد این کتاب و مؤلف آن بجنگ در پیوست کم کسی ست کہ از دیدن این کتاب نتیجۂ بدنہ برداشتہ باشد جمیع معاندین دین را دستاویزیست خوش وبے ادبان را تمسکے است خوب و در حق حنفیان تبرائیست کہ بران جانبازیہا وجنگ کردن ضرورت افتادہ ست خلاصہ آنکہ مؤلف رسالہ عجب شور و فساد در دین متین انداختہ کہ در اخوان دین افتراق و تباغض بحدیسے پیدا گردیدہ کہ قابل بیان نیست دانستہ بودم کہ اسلام آوردن اغیار موجب موانقت و تحابب خواہد شد بخلاف آن ذریعۂ تفارق و وسیلۂ تباغض فیمابین گشت

ے تو برائے وصل کردن آمدی * نی برائے فصل کردن آمدی * نعوذ باللہ من ذلک
تالیف این کتاب بلا تمیست و مطالعۂ آن ابتلائے پروردگار عالم مومنین را ازان دور تر دارد
واز فضل خود ایشان را مؤدب سازد ے از خدا خواہیم توفیق ادب * بے ادب محروم شد
از فضل رب * بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد * بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد * وہر چند این فقیر
ازین وادی درگذشتہ است کہ میانِ غوغائے طلبہ در آید و بمیدان لا و نعم و جنگ و جدال با منکرین
پردازد دوستان تکلیف این معنی بسیار رسیدہند لکن مرکب من چنان بالا رفتہ است کہ آواز این
اشرار نیز در انجا سمع ما را نمیخراشد لکن شخصے این کتاب را پیش من وفعۃً آوردہ خواندن گرفت پس
دہ دل من چنان ریختند کہ نزدم ونزد احبابم بفضلہ تعالیٰ اکثر کتب حدیث موجود ست جوابے
کافی تحریر کنم و مؤلف این کتاب را احادیث متمسک حنفیان کہ ہنوز آنرا نہ شنیدہ تبلیغ کنم کہ مسائلہ
حنفیان نہ آنچنانست کہ کدامی مسالہ را حدیثے نباشد بلکہ بر ہر مسالۂ حنفیان و دیگر ائمہ حدیثی ست
ثابت و آیتی ست محکم کسے آنرا مے فہمد و کسے بے ادب آنرا نگوش نمے آرد و ہمدرین تردد و جمع
کتب و استنباط بودم کہ ناگاہ رسالۂ جواب در ردّ این کتاب مسمیٰ بفتح المبین نزدم رسید اکثر جاہای
آنرا دیدم جوابے شافی دریافتم پروردگار در اعانت مؤلفش بموجب وَاللّٰہُ فِی عَوْنِ الْعَبْدِ
مَا کَانَ فِی عَوْنِ اَخِیْہِ باشد۔ بر تمام اہل اسلام عموماً و بر حنفیان خصوصاً اداے شکر مؤلف
ضرورست کہ جوابے خوب نوشتہ اند ہر چند آنچہ من مے نوشتمے بطرز دگر میشدے لکن این کتاب ہم
قابل استناد و لائق اعتماد ست اہل سنت را باید کہ برین کتاب عمل نمایند و از مطالعۂ ظفر المبین
احتراز فرمایند فقط کتبہ المسکین خادم الحدیث والرجال۔
محمد علی اکرم نعمہ اللہ واساتذہ ووالدیہ برحمتہ ومغفرتہ



الحمد للہ الذی کفی وحدہ، والصلوۃ والسلام علی نبیہ الامی الذی لا نبی بعدہ،
وعلی آلہ الطیبین، واصحابہ الطاہرین، وعلی الائمۃ الاربعۃ المجتہدین المتقین
کلہم اجمعین اما بعد فقد اطلعت ما حررہ من المضامین، فی ہذا الکتاب الفتح المبین
فی کشف مکائد غیر المقلدین، فی جواب الظفر المبین، فی رد مغالطات المقلدین،
فوجدتہ احسن التصنیفات للمصنفین، واجمل التالیفات للمؤلفین، وحسبتہ
حاویا علی تحقیقات المذاہب، وجامعاً علی تدقیقات المارب، ورأیتہ موافقا
لما ہو فی الشریعۃ لاہل السنۃ والجماعۃ منصوصا علیہ، فینبغی لنا الرجوع عند

اختلاف الرواة اليه، فهذا بفضله تعالى لقلع ضلالة الاشقياء كاف، ولنفع هداية الاتقياء واف، فلا شك ان المؤلف قد اجاد فيما اراد، وسلك سبيل السداد والرشاد، وكلما اجاب، فاصاب، فكان سعيه مشكورا، فلذلك صار كاسمه على المخالفين منصورا، فمخالفوه اللامذهبون في كل واد يهيمون، لما لم يبق لهم من الجواب، فبغيظهم يموتون، فيا ايها اللامذهبون موتوا بغيظكم، ولا تلوموا غيركم، فانكم مفسدون في الارض لا مصلحون، لم تقولون ما لا تعلمون، فتوبوا الى بارئكم، واستغفروه من ذنوبكم، فتنجوا، والا فتهلكوا، لان الشريعة عبارة عن هذه المذاهب الاربعة فحسب وهي فيها قد انحصرت، فان هذه المذاهب قد دونت، وقواعدها قد ضبطت، واصولها بالنصوص قد انطبقت، وبفضله تعالى احكامها في كل البلاد جرت، وفروعها في جميع الجهات انتشرت، فبحار هدايتها في قلوب المسلمين تموجت، ودررها المكنونة في صدور المؤمنين قد استقرت، فنفوس المقلدين بضوئها انجلت، فرأت بها ما رأت، وحصلت بها ما حصلت وعرفت بها ما عرفت، فلذلك ترى ان الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فيها قد اجتمعت، لان الشريعة من غير هذه المذاهب في الدنيا ما وجدت، واطاعة احكام الشريعة للناس قد فرضت، فان لم يحتسب هذه المذاهب الاربعة للشريعة معتبرة فالشريعة عن الدنيا عدمت، لان ما سواها من المذاهب ليست كمثلها في ضبط القواعد والاصول، وفي ربط العلة والمعلول، بل كلها قد اندرست، وفي بعض كتبها التي بقيت اقوال المعاندين فيها قد دخلت، فتغيرت ما تغيرت، فكيف تكون هي الشريعة التي من الشارع شرعت، فما اعتبرت احكامها المنتشرة فيها وما حسبت، فلا محالة ان هذه المذاهب الاربعة لاجراء الاحكام للشريعة قد بقيت لانها من التغيرات قد حفظت، لما من الدلائل التي قد ذكرت، والاختلافات التي بين المذاهب نظرت، فهي رحمة للعالمين من خالق الثقلين خلقت، فمن كان خارجا عن المذاهب الاربعة في هذا الزمان، فهو من اهل البدعة والنار ومتبع الشيطان، كيف لا وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امتي او قال امة محمد على الضلالة ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ في النار، وقد قال

الله تعالى من يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا ٥
فكما يجب علينا الايمان والتصديق بكل ما جاءت به الرسل وان لم نفهم حكمته
فكذلك يجب علينا الايمان والتصديق بكلام الائمة الاربعة وان لم نفهم علته، فان قلت
هذا شرك قلت لا، لانهم كانوا من اولى الامر واهل الذكر المعروفين المقبولين وقد
وجب الله تعالى علينا اتباعهم بقوله اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم،
فان الله تعالى قد عطف اولى الامر منكم على الرسول والمعطوف والمعطوف عليه في
الحكم مساويان، فاين الشرك في هذا الكلام مقيم، ان هذا الا بفهمك السقيم،
وامرنا ان نسأل عنهم عما لا نعلم بقوله فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون، و
هدانا ان نرد المسائل اليهم ونثق باستنباطهم بقوله وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ
مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ، واخبرنا بان الائمة منا يهدوننا بقوله وجعلنا منهم
ائمة يهدون بامرنا، فكيف لا يجب اتباعهم علينا، وكما لا يجوز لنا الطعن فيما جاءت
به الانبياء مع اختلاف شرايعهم، فلذلك لا يجوز الطعن فيما استنبطه الائمة المجتهدون
بطريق الاجتهاد والاستحسان مع اختلاف استنباطاتهم لانهم ما استدلوا و
ما استنبطوا الا بالحديث ومن الحديث وبالقرآن ومن القرآن، اما ان لم يجدوا
فيهما وفي قضية الصحابة رضي عنهم الرب المستعان، حكما من الاحكام او ركنا
من الاركان، فقاسوا ما قاسوا باتحاد العلة والبرهان، فصار هذا القياس صل[؟]
رابعا لنا بنص الحديث والقرآن، اما القرآن - فاعتبروا يا اولى الابصار - وغير ذلك
من الايات التي الفتها في كتابي تذكرة المذاهب لمطالعة الاخوان، واما الحديث
فعن ابن عباس قال اتى رجل النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان اختي نذرت
ان تحج وانها ماتت فقال النبي صلعم لو كان عليها دين اكنت قاضيه قال نعم
قال فاقض دين الله وهو احق بالقضاء، اخرجه البخاري - وعن ابن مسعود
ما راه المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن. وغير ذلك من الاحاديث التي جمعتها
في التذكرة فارجعوا اليها ان شئتم يا ايها الخلان، فهذه الائمة الاربعة هم
العلماء الذين قيل في ثنائهم علماء امتي كانبياء بني اسرائيل، فاولئك هم
الامناء للشارع على شريعته من بعده فلا اعتراض عليهم فيما بينوه للخلق واستنبطوه

من الشريعة لاسيما الامام الاعظم رح فلا يجوز لاحد الاعتراض عليه لكونه
من اجل الائمة واقدمهم تدوينا للمذهب واقربهم مسندا الى الرسول صلعم
ومشاهدا لفعل الصحابة واكابر التابعين رضى الله عنهم اجمعين + وكيف يجوز لنا لامثالنا
الاعتراض عليه لقد اجمع السلف والخلف على جلالته وعلمه وفضله وورعه
وزهده وعفته وعصمته وسخاوته وعبادته وكثرة مراقبته لله تعالى وخوفه
منه فمن قال غير ذلك فهو من جملة الجاهلين المتعصبين المنكرين على ائمة
الهدى المقبولين + بفهمه السقيم + وبعناده الذى بقلبه المقيم + بل يجب على
كل مكلف ان يشكر الله تعالى على ايجاده مثل الامام ابى حنيفة رح فى الدنيا +
الم تر كيف بذل الجهد وسعى الامام الاعظم فى استنباط احكام الشريعة الغراء +
وانضباط اركان الطريقة البيضاء + واماطة الاذى وسبيل المعرفة العليا + الم تر
كيف استحكم به الشرع المبين + واهتدى به الخلائق كلهم اجمعين + فانه بوبه مبوبا
وفصله مفصلا + وهذبه مهذبا + ورتبه مرتبا + ونقحه تنقيحا + وعلله تعليلا
وميزه تمييزا + ويسره تيسيرا + اتعرف مثله من الائمة فى الدنيا + فلا تجدن نظيره
فيها + فاذا عرفت انه افضلهم فلا تنس فضله واعمل بقوله تعالى + ولا تنسوا
الفضل بينكم + واذا عرفت انه احسنهم فلا تشتغل عنه واعمل بقوله تعالى وَاتَّبِعُوا
اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ + فظهر من هنا ان من انكر مسائل الامام المستنبطة
من الكتاب والسنة واقضية الصحابة رض فهو كافر + لانه انكر الشريعة وكل من انكر
الشريعة فهو كافر فمنكر المسائل كافر + وكذلك من لعن او طعن فى الامام الهمام
فهو ليس بمؤمن + لانه طعن او لعن المومن الذى اكمل المومنين + واجلهم واحسنهم
فى الدين + وكل من طعن او لعن المومن فهو ليس بمؤمن + فطاعن الامام او لاعنه
او فاحشه ليس بمؤمن + كيف لا وقد قال رسول الله صلعم ليس المؤمن بطعان
ولا لعان ولا فاحش ولا بذى كذا فى التيسير + وايضا قال لا يرمى رجل رجلا
بالفسق والكفر الا ردت اليه ان لم يكن صاحبه كذلك - اخرجه البخارى + وكذلك
من سب الامام فهو فاسق - لانه سب المسلم + وكل من سب المسلم فهو فاسق فمن
سب الامام فهو فاسق + كيف لا وقد قال رسول الله صلعم سباب المسلم فسوق

وقتاله كفر اخرجه الخمسة كذا فى التيسير، وقد قال الله تعالى والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا، وكذلك من ضار الامام فهو ملعون لانه ضار مؤمنا وكل من ضار مؤمنا فهو ملعون فمن ضار الامام فلا شك انه ملعون، كيف لا وقد قال رسول الله صلعم ملعون من ضار مومنا او مكر بها اخرجه الترمذى كذا فى التيسير، وقد قال الله تعالى إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وكذلك من لم يوقر الامام فهو خارج عن اهل الاسلام، لانه لم يوقر كبيرنا الامام الهمام وكل من لم يوقر كبيرنا فهو ليس من اهل الاسلام فمن لم يوقر الامام فهو ليس من اهل الاسلام، كيف لا وقد قال النبى صلعم ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم يوقر كبيرنا اخرجه الترمذى، فلذلك وقع الامام الشافعى عند زيارة قبره فى البغداد، فارضاهما الله تعالى عن العباد، وهكذا كلها فى كتابى التذكرة، فما يقال لهرى چند بن ديوان چند المؤلف لظفر المبين فى رد مغالطات المقلدين، الذى اسلم خدعا للمسلمين، كما اسلم عبد الله بن سبا خدعا للمومنين، فاستفت عن نفسك، ولا تستفت عن غيرك، فهو كفاية لك، الم تركيف هذى بشناعة الامام فيه فقال تارة ان الامام ما تلقى من احاديث الرسول الا سبعة عشر حديثا، وشنع عليه تشنيعا فاحشا، تقليدا للمتاخرين المتعصبين المعاندين، فيا عجبا مع ذلك ينكر التقليد لامام المجتهدين، وقال تارة ان الامام قد خالف الحديث والقران فى مسائل فلان وفلان وعدها بالبيان، واحتج عليه بالاحاديث التى وافقت لما تهواه نفسه من الصحاح، واعرض عما استدل بها الامام المصاحب للفلاح تنفيرا للمقلدين الصالحين، عن عمل الفقه للائمة المجتهدين المقبولين، وقال تارة ان الامام قد خالف فى هذه المسألة الفلانية حديث الصحيحين، ليعلم الحمقاء والسفهاء ان الصحيحين قد كانا قبل الامام ارضاه الله تعالى عن جميع المؤمنين المقلدين - فلعله لا يعلم هو نفسه ولا مقلده بفتح اللام ان صاحبى الصحاح بالنسبة الى الامام كطالب لعلم، لا بل كاحاد الرعية من السلطان الاعظم، كيف لا و قد قال الامام سفيان الثورى رحمه انا بمقابلة ابى حنيفة كالعصفور عند الباز، وايضا قال مخاطبا لابى حنيفة رح انت سيد العلماء، الا تعلم ان المسلم الشافعى

تلمیذ البخاری - والبخاری تلمیذ للامام احمد بن حنبل رح - فاحمد تلمیذ للامام الشافعی رح - والشافعی تلمیذ للامام محمد رح - ومحمد تلمیذ للامام الاعظم رحمہم الله تعالی کلهم اجمعین - فاعرف منازلهم ومدارجهم، واحفظ منا فیهم بدرجاتهم فلا تقل ان ادلة الامام ضعیفة، ولا یا دراليه بالفاظ قبیحة، تقلید المتعصبین فتحشر مع الخاسرین، اما الصحاح وان کانت اصح الکتب بالنسبة الی ما بعدها، لکنها لا عبرة لها بمقابلة الاحادیث التی استدل بها الامام الهمام قبلها، لکونه اقربهم الی الرسول، فلذلك تلقت الامة الاستدلال بالقبول - فلا ینبغی لاحد ان یطعن فی الامام الهمام بروایات الصحاح التی بعد المائتین وثلثة مائة دونت فلاشك ان فیها اقوال المعاندین المتعصبین والمنافقین قد دخلت، فلذلك قال ابن حجر فی نخبة الفکر ان الخبر اما یکون لہ طرق بلا عدد معین او مع عدد حصر بما فوق الاثنین او بهما او بواحد فالاول هو المتواتر وهو المفید للعلم الیقینی بشروطه والثانی هو المشهور والثالث العزیز ولیس شرطا للصحیح خلافا لمن زعمه والرابع الغریب وکلها سوی الاول آحاد فیها المقبول والمردود لتوقف الاستدلال علی البحث عن احوال رواتها دون الاول الخ، الا تعلمون ان اسمعیل بن علیة الذی قال للقران مخلوق واهلك بحکمه تلمیذه الخلیفة المامون خلقا کثیرا وجما غفیرا وابوبکر بن شیبة الذی وضع فی کتابه بابا بالرد علی الامام ابی حنیفة واخوه عثمان بن شیبة وغیرهم الرواة للبخاری قد کانوا متعصبین ومنکرین علی الامام الهمام فالحقیقة او الصداقة من الرواة النازلین من الامام بالتعصب او بتداول الزمان والایام - قد فقدت، لان الآیة السابقون السابقون اولئك المقربون الخ والاحادیث خیر القرون قرنی - الی - ثم یجئ قوم تسبق شهادة احدهم یمینه ویمینه شهادته اخرجه البخاری، وفی روایة اوصیکم باصحابی - الی - ثم یفشوا الکذب - وفی روایة ثم تظهر الکذب وغیرذلك التی فی التذکرة کتبت - فی فقدانها قد سبقت، بل علی کذب الرواة النازلین قد شهدت، فاین الاعتماد علی جمیع روایات الصحاح وکیف یرد بها الاحادیث التی استدل بها الامام المصاحب للصحابة، ولا شك ان اعتبار الروایات باعتبار الرواة واعتبارهم باعتبار قرب زمانهم الی الرسول صلی الله علیه وسلم

مع قوۃ عدالتہم وایمانہم وفضلہم وعلمہم وورعہم وزھدھم وعفتہم وخوفہم من الله تعالی ولاشك انہ قد ثبت ان الامام الاعظم التابعی اقربہم سندًا الی الرسول صلعم، واقدمہم تدوینا للمذھب، واکملہم ایمانا، واجملہم اسلاما، واعلمہم علما، وافضلہم فضلا، واورعہم ورعًا، واحسنہم دینًا- فانصف فی قلبك و استفت عن نفسك، اتعرف مثلہ فی ھذہ الامور المعرفۃ من رواۃ الصحاح الناذلین عنہ فی الدرجۃ البعیدۃ التی قد شھدت بکذبہ الاحادیث المذکورۃ، فینبغی لنا العمل بالاحادیث التی استدل بہا الامام، ولو ضعفہا المتأخرون تقلیدا لاکثر المعاندین لذلك الامام الھمام، او لرؤیتہم التغیرات فیہا لبعد الزمان وتداول الایام، ولولم یوجدن کلہا فی الصحاح، لما قال صاحبوھا ترکنا الاکثر من الاحادیث الصحاح، فتامل فی ھذا الکلام فانہ ادق الدقائق- واحسن الحقائق، قد زلت فیہ اقدام اکثر الخلائق- فلقد نبہتکم علیہ یا ایہا الاخوان- بنصرۃ الله المستعان فان خضتم وتدبرتم ایہا الخلان، فتجدوا کلہا فی کتب اھل الکشف والعرفان والله اعلم بالصدق والصواب، والیہ المرجع والمآب، ھذا ما کتبہ الحقیر الفقیر المفتقر الی ربہ الکبیر، خادم المقلدین محمد عبد القادر



غفرلہ ولوالدیہ رب العالمین- المدرس الاول للمدرسۃ المحسنیۃ فی بلدۃ الھجلی صانہا عن الآفات ھو العلی-

باسمہ سبحانہ- فما کتب مولانا المنصور علی، من الدلیل والبرھان الجلی، کاف لجواب غیر المقلدین، الذین رأیہم غیر متین، وینبغی ان یقال انہ ذو الفقار علی لقطع براھین البنانیہ، ومارلادلتہم الواھیہ، وجعل الله المنصور منصورا علی المفسدین، بمقتضی اقوال القائلین، لکل من اسمہ نصیب، وھذا شئ لیس بعجیب، الراقم غلام سلمانی العباسی عفا الله عنہ الدین- سوم مدرس مدرسۂ محسنیہ ھوگلی



نحمدہ ونستعینہ- اجمع سادات الفقہاء وفحول العلماء من السنۃ والجماعۃ علی صحۃ التقلید ووجوبہ احتیاطا لسد باب الفساد فی الارکان الاسلامیۃ، وتالیفا لقلوب المسلمین فی الامور الشرعیۃ، فلاشك ان القول ببطلانہ قول یخرب

بناء الاصول الاسلامیہ۔ ویفرق بین صلحاء الامۃ المصطفویہ۔ قد اجاد مصنف
هذا الکتاب فی رد اعتراضات المبطلین الساعین فی ارض الله بالفساد فی الدنیا والدین
والمریدین باطفاء نور الله الساطع فی اقطار العالم کالشمس فی ضحو النهار بالافتراء علی
سادات الائمۃ المرحومین فجزاہ الله تعالی عن المسلمین خیر الجزاء



فی الدنیا والآخرۃ آمین۔ هذیۃ عقہ عبد العلی الاسلام آبادی عفی عنہ

لله در المجیب الفاضل اللبیب قد اجاد فی جواب غیر المقلدین المفسدین۔ لا دنیا لهم
ولا دین۔ وبئس القوم قد ظهروا فی زماننا۔ وهم یشتمون ائمۃ دیننا۔ ویقولون ان
الائمۃ المجتهدین۔ قد هدموا بناء الاسلام والدین۔ بآرائهم الباطلۃ واقیستهم
الفاسدۃ۔ واظهروا طریقا خلاف الحدیث والمثانی۔ واضل الناس ولا مثلهم
فیہ ثانی۔ والمقلدون سلکوا طریقا غیر حق۔ وانهم علی الباطل ونحن علی الحق۔
لانا نعمل بالقرآن وحدیث خیر البریہ۔ وهم یعملون بآراء ابی حنیفۃ۔ هیهات
هیهات هذا لرکاکۃ رایهم۔ ومن قلۃ بضاعتهم۔ اما فهموا ان الائمۃ رکن الاسلام
وما کان غرضهم انهدام بناء الاسلام والانعدام۔ وقد ادرک امامنا الاعظم صحابیا
عدۃ۔ ولیس فی ذلک شئ من الریب الشبهہ۔ وقد بلغ فی العلم والعمل درجۃ
القصوی۔ واجتهد من القرآن والحدیث من المبتدا الی المنتهی۔ والاستنباط
والقیاس کلہ مستنبط من کلام الله۔ ومن حدیث خیر البریہ۔ وکان فی خیر القرون
الامام ابو حنیفہ رح۔ وفی الزهد والورع کان عدیم المثال بلا شک وشبهۃ۔ وکیف
یکون اتباع الائمۃ من ضلال۔ من غیر قیل وقال۔ لان المقلدین اتبعوا اولی الامر
منهم۔ وما اخذوا سبیل الشر والکید مثلهم۔ الا ایها الاخوان ان کیدهم ککید
الشیطان۔ لا ینبغی للعاقل ان یقع فی شرکهم۔ لانہ ما نجی کل من وقع فی فخهم
وما رأیتم انهم سلکوا طریق التلهی الحرام۔ واخذوا طریق الهجرۃ الدائم۔ ففی حین
من الاحیان یاخذون دلائل الروافض والمعتزلۃ۔ ویلزمون حنفیۃ من برایهم هینهم
الباطلہ۔ وربما یستدلون بدلائل الشافعیہ۔ لیغلبون علی المقلدین لابی حنیفۃ
فظهر الآن ان غیر المقلدین۔ رایهم غیر متین۔ وهم مضل ومضل۔ وما سلموا
من الخلل والزلل۔ فنعم ما قال القائل المرء یقیس علی نفسہ۔ فینسبوا الضلال

الی الحنفی دون غیرہ + للہ در المصنف + لا فض فوہ فانہ کلما اجاب + قد اصاب و اجاد بما اراد - فهذا نعم الکتاب - وحبذ الخطاب - لمطالعۃ اولی الالباب - نمقہ محمد راشد اول مدرس مدرسۂ عربیۂ محسنیۂ ہوگلی -



هیهات هیهات ان متوهبۃ الزمان قد زوروا القول تزویرا + وضلوا واضلوا کثیرا + وعتوا عتوا کبیرا + مع انهم لا یفقهون الا قلیلا + وتاهبوا لهدم دعائم الدین + وشمروا لاستئصال قوائم الیقین + فویل لهم مما کتبت ایدیهم وویل لهم مما یکسبون + و تشبثوا بذلائل رکیکۃ + وتمسکوا ببراهین ضعیفۃ + فمثلهم کمثل العنکبوت + و ان اوهن البیوت لبیت العنکبوت + وعموا وصموا عن حجج بینۃ + وعمهوا وغووا عن محاج واضحۃ + فهو کبوا متن عمیاء + وخبطوا خبط عشواء + ان اولیاؤهم الا الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمات + فیا لیت شعری کیف تبادروا الی التشنیع والطعن علی الامام الهمام القمقام + اسوۃ الائمۃ الکرام + قدوۃ الانام + نبراس الملۃ الحنفیۃ البیضاء + ذی الاخلاق السنیۃ والسناء + قامع البدعۃ + محی السنۃ + سراج الامۃ النبویۃ + صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وسلم - للہ در المجیب ما اجود ما اجاب - لقد جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا اللهم اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین + ربنا اغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار + بحرمۃ النعلین الشریفین المعظمین لحبیبک ورسولک خاتم النبیین والمرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اجمعین - آمین ثم آمین + نمقہ اکبر علی عفی عنہ مدرس مدرسۂ عالیۂ کلکتہ



من طعن علی الائمۃ سیما علی الامام الهمام مقتدی الائمۃ العظام + اعنی لشریعۃ خاتم الانبیاء علیہ وعلیهم السلام امامنا وسیدنا ومولانا الامام ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی فمثلہ کمثل کلب ان تحمل علیہ یلهث او تترکہ یلهث - فللہ در المجیب لعالم النحریر حیث اوضحہ بسوط الجواب غایۃ الافصاح + وشغلہ عن البناح الا وهو لا تجعلنا مع القوم الظالمین ادخلنا فی عبادک الصالحین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین +

من اجاب فقد اصاب





لقد جاد المجیب لتحریر فیما افاد، واتی بما یفحم من اراد فی الارض الفساد، وبالغ فی اشاعة الخیر واحیاء الدین، وسعی سعیا کاملا فی ازالة الشکوک عن قلوب المفسدین، فجعل الله سعیه الجمیل مشکورا، وابقی ذکره فی بطون الصحائف مرقوما ومسطورا، وهدی جماعة المخاصمین الی سبیل الرشاد، وصانهم عما یقتضیه البغی والعناد، انه هو الموفق والمعین، فی کل ساعة وحین، وصلی الله علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین، حرره العبد الاواه،



محمد محمود الله غفر الله ذنوبه وستر عیوبه، مدرس مدرسۂ عالیۂ کلکته

تقاریظ مثبتہ دستخط ومواہیر علمای مشاہیر حیدرآباد دکن ومدراس

آنچہ اجوبہ در کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تصنیف مولوی صاحب جامع معقول ومنقول کشاف دقائق فروع واصول جناب مولوی محمد منصور علی صاحب سلمہ اللہ تعالی وابقاہ مرقوم فرمودہ اند صحیح وخلاف آن باطل جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء باید کہ جمیع مسلمانان بران عمل لازم وواجب دانند اگر نام این کتاب امنع التلبیس یا ہدایۃ المضلین نہادہ شود بجاست -









بسم الله الرحمن الرحیم وقد رأیت هذا الکتاب کله من اوله الی آخره وجدته صحیحا کامل الجواب لا ریب فیه وختمت علیه علی صحته اعنی کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین لمولانا وبالفضل اولانا مولوی محمد منصور علی صاحب جزاه الله تعالی عنا وعن جمیع المقلدین لمذهب امام ابی حنیفة رضی الله عنه خیر الجزاء، وانا الفقیر الضعیف حامل نعال العلماء العاملین والصوفیین الکاملین - محمد اکبر علی عفا الله عنه، فقط -

قد اصاب من اجاب





تلمذ الرشید ... مولوی محمد ...

باسمه العلی الاعلی

کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف جناب مولوی محمد منصور علی خان صاحب دامت برکاتہم ابتدا سے تین سو چھتیس ۳۳۶ صفحہ مطبوعہ تک ملاحظے مین آئی - الحق یہ کتاب دلائل قویہ وبراہین جلیہ

سے منظفر و منصور ہو اور شک شبہہ و اعتراض سے دور ہو جزی اللہ سبحانہ عنا المؤلف الفاضل خیر الجزا۔ مرقوم ۱۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳ ہجری حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ المنان طراز ش خان



محمود بن قاضی الملک بدر الدولہ کان اللہ لہما

طراز ش خان

الجواب صحیح والمجیب مصیب احمد بن قاضی الملک

محمود

احمد

سبحان اللہ اس کتاب کے دیکھنے سے جلا چشم و تصنیف قلب حاصل ہوتا ہے

محمد اکرام

واقعی یہ جواب لاجواب باصواب ہے۔ محمد عبد الکریم عفی عنہ وعن اسلافہ

محمد عبد الکریم

قد اصاب من اجاب۔ محمد شہاب الدین عفی عنہ

محمد شہاب الدین

ابو المحامد سلطان محمود الحنفی بن مولانا غلام قادر القادری عفی عنہما وعن اسلافہما۔

ابو المحامد سلطان محمود الحنفی بن مولانا غلام قادر القادری

صح الجواب سید علی رضا المبین کان اللہ لہ۔

سید علی رضا

یہ کتاب موافق مذہب اہل سنت و جماعت کے صحیح ہے۔ علی موسی رضا عفی عنہ۔

تاریخ تصنیف کتاب ہذا از تازہ اختراعات ناظم نکتہ دان شاعر فصیح اللسان کاشف مکائد لامذہبان دافع مطاعن وہابیان جناب حافظ فتح محمد صاحب فاروقی حنفی دہلوی متخلص بہ مقلد

خدا کیونکر [illegible] چھا ہیں فی دلیل اور جواب لامذہب
[illegible] کے نام سے بیزار لامذہب
[illegible] یہ تقلید [illegible]
[illegible] سر پہ بار لامذہب

بڑا کہتے اماموں کو ہیں یہ بدکار لامذہب
خصوصاً ہیں انھیں انکار امام اعظم کے مذہب سے
مقلد کے ہیں ڈسنے در پے آزار لامذہب
ہمیشہ توتی بڑائی کرکے بہکاتے ہیں لوگوں کو

نکالا ہے نیا اک پانچواں لامذہبی مذہب
مگر سب شیخ نجدی کے ہیں پیرو کار لامذہب
بدی ان کی امامونکی نہیں کرتے ہیں لیکن
ملا تسک میں شیاطین کے رفیق اور یار لامذہب

چکھا دین ہم مزا انکو ذرا سبابیہ کا
جہان مین جمع دہی مطلعون مین بد کردار لامذہب
سزا دیکر بتا دین معنی وہابیت انکو
تو ہم بھی صاف کہدینگے ہین اہل النار لامذہب
شر انکے آب و گل مین ہے کبھی بھی انکے دلمین ہے
مگر کہتے ہین گرم فساد کا بازار لامذہب
جہان دیکھو منہ آتے ہین جاہل ہر مقلد کے
مقابل اہل مذہب کے گئے ہین ہار لامذہب
عجب یہ فرقۂ وہابیہ ہے فتنۂ دوران
اگرچہ لڑنے آوین باندھکر ہتھیار لامذہب
انھون نے شہر دلی مین بہت اب سر اوٹھایا ہے
شراب شرک و بدعت سے ہین خود سرشار لامذہب
مقلد گلشن دین نبی کے ہین گل تازہ
کہ مکہ مین مقلد ہین بلا انکار لامذہب
بیٹھین ایسے یہ کعبے مین کہ دم ہو ناک مین انکا
کہین سنتے نہون باتین پس دیوار لامذہب
گریبان کھولکر پھرتے ہین یہ بصورت جوگی
رکابی مذہب اور مطلب کے ہین بس یار لامذہب
خوشامد کا ہی ہین اور روٹیون کا انکا مذہب ہے
ہین شر مین بھی شرار الناس سردار لامذہب
ہی عامل یا لحدیث انکا لقب لیکن حقیقت مین
سمجھتے ہی نہین قرآن کبھی اسرار لامذہب
نہین یہ مانتے قرآن کی آیات محکم کو
سمجھتے ہین صلوۃ اور صوم کو دشوار لامذہب
نہین یہ مانتے ہین منقطع موقوف و مرسل کو

ہمارے سامنے آوین اگر اکبار لامذہب
تبرا کرتے ہین مثل روافض یہ مقلد پر
کرین جا کر کسی عالم سے استفسار لامذہب
تعصب سے یہ اندھے امر حق کو حق نہین کہتے
کبھی ہرگز نہونگے راست رو ہموار لامذہب
جہان جاتے ہین وان کرتے ہین برپا اک نیا فتنہ
مگر کھاتے ہین ہر یک سے ہزارون بار لامذہب
مقلد معرکہ نہین کرتے رہتے ہین انھین سے جنگ
جہان دیکھو وہان لڑنے کو ہین تیار لامذہب
یہ کیا ہونگے مقابل معرکہ آرائی مین ہم سے
اوٹھا دے جائینگے اگر در جمنا پار لامذہب
گل تقلید انکی آنکھون مین کانٹا سا چبھتا ہے
مگر باغ شریعت مین ہوئے ہین خار لامذہب
تقیہ مثل شیعہ انکے مذہب مین بھی جائز ہے
عقائد گر وہان اپنے کرین اظہار لامذہب
ہین سادات انہین اکثر ہین فسادات انکی طینت مین
پہاڑی ہین بنائین اپنا گھر کہسار لامذہب
یہ سب دنیا کے سگ ہین حلوون کی بندگی کہیا
کہ ہین کھانے کمانے مین بڑے ہشیار لامذہب
بدی کا خون سودا وی ہے ابھی انکی رگ رگ مین
نہ عالم ہین نہ عامل بلکہ ہین مکار لامذہب
نہین تصدیق ہے انکے دلون مین نور ایمانی
حدیثون کا بھی کرتے ہین صریح انکار لامذہب
[illegible]
نہین محبت کے قابل کہتے ہین آثار لامذہب

بزرگان سلف پر یہ ہمیشہ طعن کرتے ہین
اوٹھائینگے بہت ذلت سر دربار لامذہب
اگرچہ کہتے ہین وہ ناری مقلد کو تعصب سے
نہونگے خواب غفلت سے کبھی بیدار لامذہب
زبان اور دلمین انکے نام کو بھی نہین اصلاح
فساد اور شیطنت کا کرتے ہین ہر کار لامذہب
کبھی بازی نہین پائی انھون نے بحث مین ہمسے
اگرچہ ہوا دہر ایک اور دہر ہون چار لامذہب
ولیکن اہل تقلید انکو دم بھر مین بھگا دینگے
نہ ٹھیرین تو کدم بھاگین دم مین یکبار لامذہب
کہا کرتے ہین یہ تقلید کو سب شرک اور بدعت
نہین دیکھینگے ہرگز خلد کا گلزار لامذہب
مقلد سے یہان لڑتے ہین اور تکرار کرتے ہین
بلاشک ہین فریبی جعلی و مکار لامذہب
مسلمانو بچو ہر دم تم انکے فتنہ و شر سے
بجا ہے گر کہو ہین سید الاشرار لامذہب
جہان کھانیکو دیکھا روٹیون کی ہی لپکتے ہین
جدھر دیکھو ودھر ہین بندۂ زر دار لامذہب
بظاہر خیر کا دم بھرتے ہین یہ جوف الباطن
مگر ظاہر مین بنتے ہین بڑے ابرار لامذہب
یہ کیا جانین حدیثونکے دقائق اور حقائق کو
اگرچہ سب ظاہر کرتے ہین اقرار لامذہب
فرائض بھی تغافل کرتے ہین اور تارک ہین سنتونکے
زوائد کو ہین کہتے زائد و بیکار لامذہب
رسالہ ہے جو اک اظہار حق رکھا ہے نام اوسکا

مصنف اوسکا ہوا کہ وہ بد اطوار لامذہب
کیا بہتان رسول اللہ پر بھی سید ابرار کو
کہ قبر شیخ نجدی کی ہیں جو زوار لامذہب
وہی یہ کام کرتے ہیں جو کچھ انکا بھی حال ہے
کہ اپنے گھر میں بیٹھے ہیں جو دمختار لامذہب
کبائر ہوں بلا آنکھی لیکن جو جہاں مولد
کرین خود اپنی بے دینی پر استغفار لامذہب
بجا ہی جیسے اس فتح المبین کی فتح کا ڈنکا
جو دیکھیں سنیں یہ چپ بیٹھے اشعار لامذہب
مقلد ہونگے اس تاریخ سے خندان مثال گل
لکھی تاریخ اسکی - ہیں بڑے مکار لامذہب

خلاف نص شرع کی چربی کو لکھا حلال لامذہب
کہ ہر دہ بے ادب بے دین و ناہنجار لامذہب
کہے جو یا رسول اللہ مشرک اوسکو کہتے ہیں
ہوئے ہیں نفس امارہ کے خدمتگار لامذہب
گنہگار اکثر ہیں انمیں کہتے ہیں مشکات کو مسکات
دہان کرتے ہیں بیجا بحث او تکرار لامذہب
بحق احمد مرسل مقلد بکلمہ سب ہیں
ہزیمت پاتے ہیں ہر دم وہ گفتار لامذہب
ہوئی فتح المبین سے صاف ظاہر انکی بے دینی
ولیکن جلکے کھائینگے دلوں میں خار لامذہب

ہوا ہمکو یہ ثابت کھاتے ہیں جو والا مذہب
زیارت سے مزار مصطفے کے منع کرتے ہیں
پہنتے ہیں مگر خود شرک کا زنار لامذہب
کریں حرمت کی حلت اور حلت کی کریں حرمت
گدہیں ڈھونڈھتے جلا کے تیلی ڈھنڈھیا لامذہب
دعا کرا ای مقلد حق تعالے سے یہی ہر دم
رہے باقی نہ کوئی نام کو زنہار لامذہب
کہاں اب جا ملینگے آتش بغض و عداوت میں
مسلمان نام کے ہیں پر نہیں ہیندار لامذہب
مقلد لے اوڑا کے پاؤں اور سر کو وہابی کے

ایضاً نتیجہ ریز قلم بلاغت رقم سخن سنج فائق مولوی عبد الخالق صاحب لائق

امام زمان فخر دین بو حنیفہ
گروہے زناقص خیالان ارذل
زتحقیق و تدقیق فکر مصنف

گرہ کامل بشرع آمدہ بلکہ اکمل
بنام ایزد این نسخہ تصنیف گشتہ
دقائق شدہ آسان مسائل شدہ حل
جوابات دندان شکن شد مدلل

شدہ معترض بروی از راہ بہتان
پے رد لامذہبان مضلل
بتاریخ آن رقم کلک لائق

تواریخ

طبع

ازتازہ فکر علامہ افاضت مآب مولانا محمد منصور علی صاحب مصنف ہذا الکتاب عم فیضہم

نَحْمَدُ رَبَّنَا وَنُصَلِّي عَلٰى
سَيِّدِنَا الْخَاتَمِ لِلْمُرْسَلِيْنَ

قَدْ طُبِعَتْ نُسْخَةٌ فِيْهِ مُبِيْن
لِلْحَنَفِيِّيْنَ هٰذِهِ نُصْرَةٌ

فِيْهِ لِفِقْهٍ وَحَدِيْثٍ وَآيٍ
رَدٌّ عَلٰى مَذْهَبِ لَامَذْهَبِيْنَ

اَيَّدَنَا اللّٰهُ عَلَى الْمُفْسِدِيْنَ
جَاءَ كَمِنَ الْمُصَنِّفِ تَارِيْخُهُ

نَحْنُ الْاٰنَ لِرَدِّ الظَّفَرِ
اِنَّ لَهُمْ ذٰلِكَ حَبْلٌ مَّتِيْن
قَدْ حَصَلَ الْفَتْحُ لَنَا بِالْجِدَالِ
اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْن

ازنتائج فکر علامہ وحید مولوی حافظ محمد عبد الحمید از علمای دار العلم والعمل فرنگی محل

بنام ایزد این نسخہ مطبوع شد
ز تصنیف نحریر حبر اریب

بطبع غریب و بصنع عجیب
با وصاف ہر علم و فن متصف

بود نام نامیش فتح المبین
مفسر محدث فقیہ و ادیب

ادیب آنکه منصور شد بر حریف
بقول عرب النصیب یصیب
ہر آنکس که خواند بصدق این کتاب
رقم زد با قوی دلائل مجیب
کسانیکه تقلید برہم زنند
تو گوئی که آمد قیامت قریب
ظفر یاب کن اہل تقلید را
ز قرآن معجز نمائے غریب

حریف آنکه باشد ہزیمت نصیب
قلم شد سر دشمنان یک قلم
ہر آئینه گردد به سنت مصیب
زہے آب و رنگ مضامین او
فویل لہم من عذاب مہیب
شد آنکس که بیمار لا مذہبے
الٰہی بحق رسول حبیب
ندا از لب ہاتف آمد حبین

بہر یک رسد آنچه مقسوم ہست
قلم را علم گرد چون آن لبیب
جوابات سرکوب دندان شکن
ز باغ سنن مید ہد نفح طیب
بآخر زمان شد بپا فتنها
نه او را علاجے نه او را طبیب
چو تاریخ نصرت قرین خواستم
کر نصر من اللہ فتح قریب

ایضًا از تازہ فکر صاحب التنبیه والتبکیت المحدث المولوی وصی احمد صاحب سورتی مدرس مدرسه نبیلی بہت

ذرا انصاف کی آنکھوں سے اے وہابیو دیکھو
ہر اک بات اسکی رد میں ہے کیا دلکشا عمدہ
عجب ہوا ہے بلیغ حوصلہ اسکا ہر عہدہ کیسے
خفی کیا دلکشا عمدہ جلی کیا دلکشا عمدہ
جو پوچھا سال چھپنے کا لب ہاتف سے یون نکلا

کتاب اب مصنف نے لکھی کیا دلکشا عمدہ
کتاب اس حسن خوبی کی نہیں چھاپی گئی اب تک
اور اسکی لوح و پیشانی بنی کیا دلکشا عمدہ
ضمیمے کو جو دیکھا خصم منکر بہی بول اٹھا
کتاب دِ محی الدین چھپی کیا دلکشا عمدہ

جوابات ہیں ثابت ہیں سنت کے دلائل سے
کہ خطاطان خوشخط نے لکھی کیا دلکشا عمدہ
ہر اسکا نسخ و نستعلیق ہر اک خوشنما خوشخط
کہ حق بات اسمین ظاہر ہوگئی کیا دلکشا عمدہ
جو کاٹو سر وہابی کا تماشا ہے اسی سن مین

سن تصنیف ہے پیدا وصی کیا دلکشا عمدہ

ایضًا از بندہ اثیم محمد عبد الحکیم عفا عنه اللہ الکریم بحرمة نبیه الرحیم

فتح المبین کی طبع نے کس سوم دہوم سے
اس بشارت طبع نے اوسکو جہکا دیا
النزامی اجوبے سے مصنف نے یک قلم
ہر مسئلے کا شرع سے ماخذ بتا دیا
وہابیت کی بیخ کو چیکا اور کہاڑ کر
میدان صفحه تیغ زبان سے کہماڈ
اتباع شیخ نجد نے کہائی ہے کیا شکست

سارے جہان میں تیغ کا ڈنکا بجا دیا
لا مذہبون میں اس سے تیزی کیا ہی کہل گئی
جتنے مطاعن انکے تھے سبکو اوٹھا دیا
سارے معاملات نہان کر دیے عیان
تقلید حق کو دلمین ہر اک کے جما دیا
پہر کیا مجال تہی کہ یہ کرتے مقابلہ
پائی سزا خیال ظفر کو بہولا دیا

لا مذہبی کی آگ جو بہڑکی تہی ہر طرف
وہابیونکو خواب گران سے جگا دیا
قرآن اور حدیث سے کیا کیا دیے جواب
سب اونکے داؤ گہات کا نقشا اوڑا دیا
طبل و علم دوات و قلم لشکر سخن
الدم میں سبکو تیغ دو دم سے بہگا دیا
اس معرکے میں مارے دلیلو نکی مار کے

فوج عدو کو ہند سے[1] رہی تک ہٹا دیا
اب ہمکو ان مخالفونسے خوف کچھ نہین
للکار کر شکست کو انکی سُنا دیا۔

تا یون سے خنگ خامہ کی میدان جنگ مین
اللہ نے تو فتح کا تمغا دلا دیا
تہی فکر سال غیب سے آواز آگئی

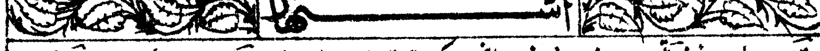
مانند نقش پا کے سر اُنکو مٹا دیا
ڈنکے کی چوٹ ہمنے تو اس نظم رزم مین
فتح المبین نے فتح کا ڈنکا بجا دیا
۱۳۰۱ھ

ولہ تاریخ تصنیف مشتمل بر صنعت ذو بحرین و ذو قافیتین و ذو تجنیسین

تا گل این نسخۂ نصرت شگفت
زد دلم از جوشش منصور[3] باد
۱۳۰۱

مے وزد از مذہب[2] منصور باد
مصرع سالش زدہ کلکم رقم

سر زدہ چون امر حق از حرف او
نصرت حق جا بجا منصور[4] باد
۱۳۰۱ھ



اشتہار

مقلدین ملت حنیفہ و متبعین سنت شریفہ پر واضح ہو کہ جو مجتہد لا مذہبان پنجاب منحرف جادۂ صواب طاعن ایمۂ مجتہدین مولوی غلام محی الدین نے ایک کتاب ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین ایسے سخت الفاظ خلاف تہذیب کے ساتھ لکھی تھی کہ جس سے تمام مقلدین ہند کا سواد اعظم جوش مین آیا اور تقلید مذہب متبعین مین ہوائے نفس کی آزادی نے قدم جمایا تو نا چار واسطے دفع فساد دین و رفع عناد منکرین کے عالم باعمل فاضل بے بدل جناب مولانا محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی شاگرد رشید علامۂ وحید جناب مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نے اس کتاب کو تصنیف فرمایا اور بعنوان شایستہ انصاف بغیر تعصب کے حدیث و قرآن کے دلائل سے ہر اعتراض کو اوٹھایا اور حنفیہ کے ہر مسئلے کا ماخذ کتاب و سنت سے بتایا بعد اسکے اس بندۂ اثیم محمد عبد الحکیم حنفی نے اس کتاب کو ماہ ہندسہ (۳۸۴) سو دو ورق ٹیل کے مطبع نجم العلوم فرنگی محل مین باجرت سنگ چھپوا کر واسطے تصدیق و اعتبار کے جا بجا بلاد ہندوستان و حرمین شریفین مین علمائے نامی کے پاس بھیجا با وجود اس مستعدی و سرگرمی کے دو برس کا زمانہ اسپر مہرین کرانے اور تقریظین لکھوانے مین گذرا پھر ضمیمہ کا تا تمامی مع فہرست اغلاط ایک مدت تک مطابع دیگر مین چھپتا رہا اب بفضلہ تعالی بصرف زر کثیر با اینہمہ تاخیر اس مجموعہ کی تکمیل ہو گئی اور بنظر تقویت دین و منفعت مقلدین قیمت اسکی مع محصول (عہ) رکھی گئی اور چونکہ حق تصنیف اس کتاب کا مصنف صاحب ممدوح سے بطریق ہبہ حاصل کیا گیا ہے لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ کوئی صاحب اس کتاب کے چھپنے کا قصد نفرمائین ورنہ بارتکاب جرم حق تلفی حفظ کتاب کے حسب قانون ایکٹ (۲۵) ۱۸۶۷ء ماخوذ ہو کر نفع کے بدلے نقصان اوٹھائین ہان جسقدر نسخے مطلوب ہون مقامات مندرجہ آخر کتاب سے منگوالین۔



[1] ازی شہرت مسکن وہابیان ۱۲
[2] مذہب منصور اصطلاحی است کہ مراد از ان مسلک راجح و مذہب قوی جمہور اہل تقلید است و گاہ بمعنی ہوا ۱۲۱ +
[3] منصور نام ولی مشہور کہ حسین بن منصور است و باد کنایہ از حرف و سخن و بمعنی شراب ہم آمدہ و استعمال ہر دو الفاظ ازین محاورہ است
[4] منصور نام مصنف این کتاب و باد کلمۂ دعائیہ کہ مخفف بوادست ۱۲

جدول غلط نامہ فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ موسومہ بہ تنبیہ الوہابیین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۱	کمر	مگر	۴۳	۱	لین	سے	۶۵	۴	بلانا	پلانا
۱۳	۱۵	بیحری	پیتھری	۴۷	۴	امامہ	اسامہ	۶۶	۱۷	پیدا	پیدا د
۲	۱۶	یکذب	یکذب	۵۵	۲	اوسکا اونکو	اونکا اوسکو	۶۸	۱۸	کأن أشکل	کأن أعظل
〃	۱۷	چھوٹ	جھوٹ	۵۶	۴	[illegible]	[illegible]	〃	〃	الی من	الی آمن
۱۴	۱	قال قال	قال					〃	۱۹	اگر موقوف کردون مین	موقوف کرنا میرا
〃	۴	کما او نعوذ بنے	+								
〃	۲۰	ترمذی	ترمذی کی	〃	۱۲	اجلت	انجلت	〃	〃	تو اچھا جانتا ہوں	اچھا ہے میرے نزدیک
۱۶	۹	یاصحیح	صحیح	۵۷	۱۳	المعمے	المعنے				
۱۸	۱۳	کی	کی ہی	〃	۱۴	تخصیصہا	تخصیصہا	۶۹	۱۳	ایسے	ایسے ہی
〃	۲۱	افتہ	افقہ	〃	۱۶	العلماء	العلماء	۷۰	۱۹	فسوق	فسوخ
۱۹	۱۰	کہ	کہ فقاہت	〃	۱۸	الاکثر	الاکثر	۷۱	۸	نیا	الغنا
〃	۱۱	بات کے	+	〃	〃	اکثر	اکثر	۷۴	۴	ضروری	ضرور
۲۱	〃	اور اور	اور	۵۸	۱	طرف	کے ساتھ	〃	۹	کہ	ایسا
۳۱	۳	الصباغۃ	الصباحۃ	〃	۲ و ۳	یعنی مناقشی	سپے گئے	۷۶	۱۷	دلائل	دلائل
〃	۸	منہا	فیہا	〃	۶	پس	ہی پس	۷۸	۲۰	یہ	احد
۳۲	۲	اوس سے	فیہ	〃	۸	اثنین	اثنین	〃	۲۱	اسکے اوسکو	اوسکو
〃	۶	او	اور	〃	۱۳	۲۸	۳۸	۸۰	۴	آپنے	اپنے
〃	۷	مذہب	مذہب	۵۹	۲	لیے	سے	۸۱	۳	مین	سے
〃	۱۵	باپندی	پابندی	〃	۸	اشدہ	اشدہ	۸۲	۹	شخص	+
۳۴	۱	واجب	واجب علی الاطلاق	〃	۱۱	اشدہ	اشدہ	۸۳	۷	تحرم	تحرم
〃	〃	کر	+	۶۰	۱۹	پھر	پس	۸۴	۱۷	تشفع	یشفع
۳۸	۲	اد	اور	۶۱	۱۲	ارضعتکم	ارضعنکم	〃	۱۸	العقود	العقود
۳۹	۳	الذبن	الذین	۶۴	۱۰	جاہر	جاتا ہر	〃	۲۱	للاصطباد	للاصطیاد
۴۰	۸	موجد	موجود	〃	۲۱	ہی	بھی	۸۵	۱۴	تحقیقا	تحقیقا
۴۲	۱۸	انکا	انکا	۶۵	۱	بھی	+	〃	〃	رخص	رخص

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۸	المتلیف	المتلکف	۱۰۹	۱۱	ویحل	یحل	۱۵۳	۱۵	الآثار	معانی الآثار
۸۹	۱	لمال	کمال	〃	〃	شہاب	شہاب	۱۵۴	۵	ہم	+
〃	۲	لفاہت	کمال			الطلاءَ	الطلاعِ	۱۵۵	۹	حدیت	حدیث
〃	۱۰	مانتے تو	مانتے جناب من	۱۱۹	۱۸	یہ	+	〃	۱۰	ملبیہ	تنبیہ
۹۱	۱	تنزیہیہ	تنزیہ	〃	۹	کاہر	کا	〃	۱۸	اون	اوس
۹۲	۹	التفضیل	التفصیل	۱۲۳	۲۱	کھوڑے	گھوڑے	〃	۲۱	حدیت	حدیث
〃	۲۱	اکثر	واکثر	۱۲۴	۷	قبلہا	قبلہما	〃	〃	ہر	ہی
۹۵	۱۹	قحما	قحمًا	〃	〃	〃	〃	۱۵۶	۱۷	ندر	نذر
۹۶	۴	اوس	اوس سے	۱۲۵	۶	اشدُ	اشدَّ	۱۵۸	۹	سے	+
〃	۱۶	ویوے	لیوے	〃	۱۱	تذعوا	تدّعوا	۱۵۹	۱	ہین	ہی
〃	۱۹	سے	نے	〃	۱۶	لاتذکوا	لاتزوکوا	〃	۹	ہرروز	ہرروزہ
۹۷	۱	رد کرنا	رد کرے	۱۳۰	۲	نقل	لفل	۱۶۰	۷	مرویۃ	مرویہ
〃	۵	الکانی بالکانی	الکالی بالکالی	۱۳۵	۲	ایسے نہین جنچا	ایسا نہین جچا	〃	۱۶	وہ	اور وہ
〃	۱۴	یا بعد	اور بعد	۱۳۶	۸	ابو الزنا	ابو الزناد	۱۶۱	۱	تقریب	تغریب
۹۸	۱۱	تو	+	۱۳۷	۱۴	لا بکبر	لا یکبر	〃	۲۰	جزا	جزءً
۹۹	۵	المجنونُ	المجنونِ	۱۴۰	۱۴	مطق	مطلق	۱۶۳	۵	فعل	فِعَل
۱۰۱	۱۴	کہ	+	۱۴۱	۴	جو	جنھون نے	۱۶۸	۱۰	کہ	+
۱۰۲	۶	جو	+	〃	۱۵	ذلک لا	ذلک لمّا	〃	۱۸	ایجاب کے	کے
〃	〃	آئی ہے	+	〃	۱۶	کانت	کانت	۱۷۱	۹	منکَ	منکِ
〃	۷	جو نماز فجر	نماز فجر کے	۱۴۲	۴	صاحب	+	۱۷۲	۱۵	الشبہات	الشُبُہات
		سنت آئی ہے	عدم جواز مین	۱۴۵	۱	فاذعوا	واذعوا	〃	۱۹	اسکو	انکو
〃	۱۶	لکاذبا	لکنّا	۱۴۹	۱۳	کو	کا	۱۷۳	۷	کونہ	کوتہ
۱۰۳	۱	سعد	سعد تو	۱۵۰	۱۳	مین ہی اسواسطے	ہی اسواسطے	۱۷۸	۱	ابن	بن
〃	۲	ہوتی	سعدی	۱۵۱	۹	کا	کے	۱۸۲	۲	جت	حجت
۱۰۷	۴	او	اور	〃	۲۰	پڑھی	پڑھتی	۱۸۳	۵	کھلیان	کھلیان سے
〃	۱۹	عمر	عصیۃ	۱۵۲	۱۳	النخفی	النخعی	۱۸۸	۱۱	اغسلہ	اغسلہ
۱۰۹	۱۰	یدلی	بدلی	〃	۳	کیا	کہا	〃	۱۳	الغلام	الغلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۱	۱۴	بھی	+	۲۰۸	۱۷	اعطیتکما	اعطیتکموٗ	۲۵۸	۱۲	الاظہرُ	الاظہرَ
۱۹۲	۳	او	اور	۲۰۹	۱۹	ہاتھو	ہاتھوں	۲۵۹	۴	حصہ	درجے
〃	۱۴	گی	کی	۲۱۲	〃	قنتَ	قنتٌ	۲۶۵	۲۰	بلاواسطۂ	بلاواسطہ
〃	۱۵	ہو	تھی	۲۱۳	۱	غیار	غبار	۲۷۰	۱	بمعنی	معنی
۱۹۳	۲	ہوجانے	ہوجائے	۲۱۴	۷	عثمان نے	عثمان سے	〃	۵	جب	اوس وقت
〃	۵	ہنرلے	بنرلے	〃	۱۵	ورنہ	کیونکہ	〃	۱۰	اوسکے	اوسکو
〃	۱۹	جب	جب تک	〃	۱۲	قبل	بعد	〃	۱۷	تقدبرہ	تقدیرہ
۱۹۶	۱۲	اسی	اس	۲۱۹	۶	ہوتا	ہوتا کہ	[illegible]	۵	کہ	+
۱۹۸	۶	تلفی	تلقی	〃	۹	تو	تو تو	〃	۱۰	بھی	+
〃	۹	کرادیتے	کرادیئے	۲۲۰	۸	مگر	تو	[illegible]	۱	لینا	لیا
〃	۱۴	نقصدن	نقصان	۲۲۵	۲	اوراسوجہ	اسوجہ	[illegible]	۱۳	معنی	معنی بھی
〃	۱۹	حرم	حرام	۲۲۶	۱۲	افضلُ	افضلَ	۲۸۵	۲	[illegible]	[illegible]
۱۹۹	۱۲	انتقصتَ	انتقصتُ	۲۲۷	۱۰	چیر	چیز	[illegible]	۳	مگر	لیکن
〃	۲۱	انّما	إنّما	۲۲۸	۲	لغیرہٖ	لغیرہٖ	[illegible]	۱۲	[illegible]	[illegible]
								〃	۱۳	[illegible]	[illegible]
۲۰۰	۲۰	تو	+	۲۳۲	۱	مَن	مِن	〃	۱۸	[illegible]	[illegible]
۲۰۱	۲۱	فرمامایا	فرمایا	〃	۱۳	بکلمۃٍ	بکلمۃٍ	〃	[illegible]	〃	〃
۲۰۲	۲	ہاتھہ	ہاتھہ	۲۳۳	۸	یسئم	یسئمٗ	[illegible]	[illegible]	اللہُ	اللہَ
〃	۵	ادعی	ادّعی	〃	۹	بنت	نیت	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	۶	صاجب	صاحب	〃	۱۰	کہ میرور	کہ میرا روزہ	〃	〃	[illegible]	[illegible]
〃	۱۷	نیس	تیس	۲۳۵	۶	جب	جیسے	〃	۱۳	[illegible]	[illegible]
۲۰۴	۶	تگ	تک	۲۳۷	۴	اپنا	اپنا	۲۸۱	۱۱	سے	[illegible]
〃	۱۲	یحلس	بجلس	۲۴۲	۲۱	اعلی	اغلب	〃	۱۲	〃	〃
								〃	۲۱	نوودی	نوودی سے
۲۰۶	۵	فاَل	قاَل	۲۴۴	۱۹	حدیث سے	سے حدیث میں	۲۸۲	۶	الحسینی	[illegible]
〃	۲۱	پوٹھی	پوچھا	۲۴۵	۱۲	فاذ	فاذا	〃	۸	الحمصیٌ	[illegible]
۲۰۸	۳	من انّ	منہ انّ	۲۴۹	۱	کی	سے	[illegible]	۲	الاسودی	[illegible]
〃	۱۱	علیاِ	علیہِ	〃	۱۹	اوس	اور احادیث کی	〃	۱۲	[illegible]	[illegible]
〃	۱۲	المتصدَق	المتصدِّق	۲۵۸	۵	فیسمعُ	فیسمعَ	[illegible]	۵	عجزہ	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۴	۷	عجرہ	عجرز
〃	۱۵	یحیی بن	یحیی بنِ
۲۸۶	۲	مثلَ	مثلُ
〃	۲۱	الصغیر	الصفیر
۲۸۷	۱	الحکم	اورحکم
〃	۳	ابورویہ	ابوروبہ
〃	۴	النحری	النحوی
〃	〃	سفیان	شہاب ابوسفیان
〃	۵	السبعی	الشعبی
〃	۶	ابی	ابوالمخارق ابو
〃	〃	علی	عدی
〃	۸	علی	اورعلی
〃	〃	الزواد	الزراد
〃	〃	عمر	عمرو
〃	〃	بن عبیداللہ	+
〃	۱۰	محارز	محارب
〃	۱۱	بن ابی لیلی	[illegible]
۲۸۷	۱۱	مسلم	[illegible]
〃	۱۲	نحول	مخول
〃	۱۳	المحلی	المجلی
〃	۱۴	الھشیم	الہیثم
〃	۱۵	الکندری	الکندی
〃	۱۶	ابی الجہیم	وابوبکر بن الجہم
〃	〃	ابوحباب	ابوجناب
〃	〃	ابوالسواد کی	ابوالسوار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۸	۱۷	ابوالغفور	ابویعفور
۲۹۱	۷	فمَنْ	فَاِن
۲۹۲	۲۰	ابنُہ	ابنِہ
۲۹۳	۶	کثیرۃٍ	کثیرۃً
〃	〃	بناءکثیرۃ	بناکثیرۃ
〃	۸	[illegible]	[illegible]
۲۹۶	۱	شعر	اس مضمون کا شعر
〃	〃	کو تیری	تیری
〃	۱۶	حدیث	حدیث سے
〃	۱۷	اورجلال الدین	جلال الدین سیوطی
۲۹۸	۱	فان	اِنَّ
۲۹۹	۱۴	ازواج کو قربت کرنے	باندھتے تبند
〃	۱۷	قائل	قابل
۳۰۱	۱۴	ٹر	طو
۳۰۲	۸	امرأۃُ	امرأۃٌ
۳۰۳	۲۱	مومنون	مومنو
۳۰۴	۱۰	ہوتی	کرتے
۳۰۵	۱	ابیکَ	ابیکِ
〃	۳	فاَعْطنیہا	فاَعْطینہا
۳۰۷	۴	استُبْعَدَ	اسْتُبْعِدَ
۳۱۲	۱۹	ابوحنیفہ	ابوحنیفہ کے
۳۱۳	۶	اعلام	علم
۳۱۶	۲	کہا	+
〃	۷	کہا	کہ
۳۱۷	〃	فقہ	فقیہ
۳۲۴	۵	البسرۃ لان فیہا	بسرۃ لان فیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۵	۷	علمہ	علقمہ
۳۲۹	۱۳	اگر	کہ
〃	〃	تو	مگر
۳۳۰	۹	تو	سو
۳۳۱	۱۰	استَنْزَ	استَنْزِ
۳۳۲	۱۵	خویس	خویش
۳۳۳	۱۶	تو	اور
۳۳۴	۵	ضمرۃ	صبرۃ
〃	〃	معوّذ	معوِّذ
〃	۱۱	ضمرہ	صبرہ
〃	۱۸	البخاری و	+
۳۳۴	〃	مابۃ	ماجۃ
〃	۱۹	والترمذی	والبخاری والترمذی
۳۳۶	۹	سوئے	سوئے کرد شہر
〃	۱۳	وہ	وہ کرد شہر
۳۳۷	۱	الحذّادِ	الحذّاءِ
〃	۴	ثلثا	ثُلُثَیْ
〃	۵	الحذّاد	الحذّاءِ
〃	۱۳	حداد	حذاء
〃	۱۷	〃	〃
۳۴۰	۱	یُودّ	یُوَدّ
۳۴۲	۱۰	مراد	مروی
〃	۱۶	یبیست	یبسَت
۳۴۴	۱	العشاءِ	العشاءَ
۳۴۶	۹	بزّ	بُرّ
۳۵۰	۷	او	اور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۰	۷	ایسے	ایسے ہی	۴۰۶	۲	مُبَنَّیْنا	مُبَیِّنا	۴۲۰	۹	النلو	التلو
۳۵۱	۱۸	جب	جب تک	"	"	مفسِّرا	مفسّر	۴۲۱	۸	بھاگیں گے	نکل جائیں گے
۳۵۲	۵	ثم	ثم الذین	۴۰۷	۱۱	بلبفظ	بلفظ	"	۹	بھاگتا	نکل جاتا
۳۵۳	۲۰	وجہ سے	وجہ سے بھی	۴۰۸	۱۷	الاسدیِّ	الاسدیُّ	۴۲۲	۱۰	حنابلہ	اپنے ہی
۳۵۵	۱	کسی	اوسی	۴۰۹	۱۲	اَنَّ	اِنَّ	۴۲۳	۱۷	او	اور
"	"	بوجہ	تو بوجہ	"	"	"	"	۴۲۴	۸	جبیر	جبیبر
"	"	ضعیف	ضعف	"	۱۵	اعلم	اسم	"	برحاشیہ	حقیقت	حقیت
"	۴	سب پر	سب	"	۱۷	نَھَیْنا	نُھِیْنا	۴۲۵	۵	اِنَّ	اَنَّ
۳۶۰	۱۷	جس	اوس	"	۱۹	"	"	۴۲۶	۱۹	الغَرب	العَرب
۳۶۳	۱	بالاخرِ بالاخرِ	بالاخر فالاخرُ	"	۲۰	مذہیب	مذہب	۴۲۸	۵	اوش	اوس
۳۷۴	۱۵	تَظْھَرُ	تُطْھِرُ	"	۲۳	رزبن	رزین	۴۲۹	۲۲	اباتی	زبانی
۳۷۶	۴	کرتے	کرتے ہیں	۴۱۱	۹	فَذَکَرَ	فَذُکِرَ	۴۳۰	۸	سے ثابت	+
۳۸۱	۱۲	جائل	جاہل	۴۱۲	۲۳	التتم	التیمُّمُ	"	۲۲	وصول	اصول
۳۸۲	۱۴	الضُّعُف	الضِّعْف	۴۱۳	۲۱	نمازومین	نمازون	۴۳۱	۱۷	جمع	جمع حقیقی
۳۸۶	۲۳	مفسرنانے	مفسرین نے	۴۱۴	"	مستدررک	مستدرک	۴۳۳	۲۲	او	اور
۳۸۷	۱۳	پونچا	ہر	۴۱۵	۱۱	النسن	النس	"	۲۳	اوکے	اونکے
۳۸۸	۳	اخفا	اخفی	۴۱۶	۱	لونجاتا	لوٹجاتا	۴۳۶	۸	شالیشۃ	شایستۃ
"	۱۸	ابویلی	ابویعلی	"	۴	و	وہ مگر	۴۳۹	۱۱	المکنات	الممکنات
"	"	صبرانی	طبرانی	"	۲۳	[illegible]	[illegible]	۴۴۰	۳	پڑھا	پڑھنا
۳۸۹	۲۲	باپ سے	باپ سے سناہر					۴۴۳	۱	والہام	والالہام
۳۹۳	۱۱	مجاھدِ	مجاھدِ	۴۱۷	۱۰	جگ	جگہ	۴۴۷	۸	جاتی	جاتی جاتی
"	۲۱	الرازیِّ	الرازیُّ	"	۱۲	خدیجہ	خدیج	۴۵۷	۲۱	ان	ان فی
"	۲۲	الشاذکونیُّ	الشاذکونیِّ	"	"	کقول	یقول	۴۵۸	۱۸	یحاصل	محاصل
"	۲۳	المخناطینَ	المخناطینِ	"	۱۳	چورائے	چورانے	۴۵۹	۲	تفروا	تفرون
۳۹۵	۷	صلّ	صلی	"	۱۵	لکھے ہین	لکھے ہیں	"	۱۶	دیکھا	دیکھنا
۳۹۷	"	آنہ	اِنہ	۴۱۹	۱۲	ابنِ	ابنُ	"	"	البقیہ	البقیع
۴۰۶	۳	صول	اصول	۴۲۰	۹	بسالم	بمالم	"	۱۷	السلم	المسلم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵۹	۱۷	کل	اکل	۴۶۵	۱۲	العمل	بها	۴۶۷	۶	لله	الله
۴۶۰	۱۹	هذه	علی هذه	〃	۱۳	بالفقه	الفقه	〃	۸	طرقی	طریق
〃	〃	یدخلون	یدخلوا	〃	۱۴	القاس	الناس	۴۷۱	۲	بحتایا	بچتایا
〃	۲۰	مساجدنا	ساجدهم	〃	۱۸	فتونا	افتونا	۴۷۳	۲۱	مزمل	مزیل
		ولایصحب	ولایصاحبوا	〃	۲۰	فلوبنا	قلوبنا	۴۸۷	۱۸	الکل	المتوکل
〃	۲۲	الیه	+	〃	۲۱	هدا	هذا	۴۸۹	۱	خیرا	به خیرا
۴۶۱	۱۷	الی	التی	〃	〃	ساء	ساع	۴۹۰	۴	ببتغی	ینبغی
۴۶۲	۱	کر	+	〃	۲۲	اتیاعه	اتباعه	〃	〃	للاستقامة	الاستقامة
۴۶۵	۸	فاجشا	فاحشا	〃	۲۳	الهم	انهم	۴۹۳	۱	سبحانه	سبحانه
〃	۷	المملدین	المقلدین	۴۶۶	۱۲	بناء	ابنا	۴۹۵	۱۶	نفس	نغص
〃	۹	الحنلیفیة	الحنفیة	〃	۱۷	فیما	وفیما	〃	۲۰	سیئون	سیئون
〃	۱۰	المخالفة	لمخالفة	〃	۲۱	السورة	المشهورة	۴۹۶	۱۹	سفهاے	غیر فقہاے
〃	〃	شیخصیئا	+	〃	۲۲	بقولها	یقولها	تمت			

تنبیه متعلق بر تغلیط معترض۔ ناظرین اہل علم کو تو حال جہالت و بے علمی مؤلف ظفر مبین کا معلوم ہے کہ اس شخص کو سواے اُردو کتابین دیکھنے کے عربی و فارسی دانی کی بالکل لیاقت نہین بلکہ اُردو بھی ٹھیک نہین اسپر یہ دعوی کہ ہم فقہ و حدیث بھی جانتے ہین بھلا اس بات کو یار لوگ کب مانتے ہین جسکو صحیح لفظ تک بولنا نہین آتا وہ معنی کی غلطی کو کب سمجھیگا چنانچہ یہی ایک نمونہ اوسکا ہے کہ جب لفظ (عقود و فسوق) کا صفحہ ۲۲ سطر ۸ ظفر مبین مطبوع سابق ۱۳۰۶ مین چھپگیا تو ہمکو گمان ہوا کہ یہ غلطی سہواً ہو گئی ہے کہ اس کتاب کے غلطنامہ مین بھی صحت اوسکی رہگئی لیکن جب پھر دوبارہ ۱۳۰۹ مین یہ کتاب چھاپی گئی تو وہی غلطی (فسوق) کی تاقت صفحہ ۲۶۲ سطر ۱۲ مین بدستور سابق رہگئی اور طرہ یہ کہ دوبارہ غلطنامہ مین بھی صحت اوسکی نہین کی صحت کیا خاک کرتے کہ مؤلف صاحب کو تو یہ لفظ اسیطرح غلط یاد تھا اور اسیقدر آپکا مبلغ استعداد تھا بس ہمنے بھی اس کتاب کے صفحہ ۲ سطر ۱۹ مین بحکم النقل کالاصل تحت عبارت قال بعینہ اوسی لفظ غلط کو لکھدیا لیکن اس کتاب کے غلطنامہ مین تصحیح اوسکی بجای معجمہ کردی ہے خیر یہ تو آپکی نثر کا حال تھا اب انکی نظم کا کمال سنیے کہ ملکہ زباندانی و موزونیت طبع تو خاک نہین شعر کہنے کو اندھی ور نظم پر جان دیتے ہین بلکہ درحقیقت اس فن کی جان لیتے ہین چنانچہ ظفر مبین کی تاریخ مین یہ مصرعہ آپکا ع ثواب سو شہیدون کا نہین مفت + کسقدر غلط ہے کہ باوجود جائز رکھنے اضافت ناجائز لفظ ثواب کے اُردو کی طرف پھر بھی لفظ (کا) مہمل اور بیکار رہا جاتا ہے اور اگر ثواب کو بقطع اضافت پڑھین تو ناموزونی مصرعہ کا کچھ علاج نہین ع جز اینکہ طعنہ زند خلق چند ہا اطفال + لاحول ولا قوۃ ایسی شاعری اور شعرگوئی پہ ہزارون بار نفرین اور لاکھون بار پھٹکار ہے بلکہ انہین اپنی حماقت اور جہالت کا اظہار ہے

اعلان

چونکہ اس کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ

تنبیہ الوہابیین کی تالیف اور طبع کرانے مین زر کثیر صرف ہوا ہی و نیز

حق تصنیف اسکا مصنف صاحب سے بطریق ہبہ بالعوض لیکر مطبع نجم العلوم

واقع فرنگی محل لکھنؤ مین محفوظ رکھا گیا ہی لہذا کوئی صاحب بدون

اجازت مہتمم مطبع مذکور اس کتاب کے چھپوانے کا قصد نفرمائین

اور بارتکاب جرم حق تلفی حفظ کتاب کے قانوناً ماخوذ ہوکر نفع

کے بدلے نقصان نہ اوٹھائین۔ ہان جسقدر نسخے مطلوب

ہون ڈیڑہ روپیہ قیمت مفصلہ ببجکر مقامات مذکورہ ذیل سے

منگوالین۔ قیمت فی جلد (عہ) محصول ڈاک (۲/)

لکھنؤ فرنگی محل مولوی محمد یعقوب صاحب مہتمم اخبار کارنامہ

چوک لکھنؤ حافظ محمد عبد الستار خان صاحب تاجر کتب

چوک لکھنؤ حافظ محمد عبد الواحد خانصاحب

تاجر کتب